اِسلامی تاریخ کا مُستند اور بُنیادی ماخذ

طبقاتِ ابنِ سعد

اُردو

اخبار النّبی
صلی اللہ علیہ وسلم



علّامہ ابُو عبدُاللہ محمّد بن سعد البصریؒ ۱۶۸ھ – ۲۳۰ھ

دارُالاِشاعت
اُردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی 021-2213768

طبقات ابنِ سعد

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ

طبقات ابنِ سعد

تابعینؒ و تبع تابعین کرامؒ
اصحابؓ کوفہ و تابعینؒ

جلد سوم

حصہ پنجم و ششم

اس حصہ میں تابعین اور تبع تابعین کے حالات آئے ہیں جس طرح صحابہ کرامؓ کی یہ اہمیت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ دیکھا اسی طرح تابعین، وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جنہوں نے صحابہ کرامؓ کا دور دیکھا اور تبع تابعین، وہ حضرات ہیں جن کو تابعین کا عہد دیکھنے کا موقع ملا یہ وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کے زمانے میں اندلس سے انڈونیشیا تک اسلام کا سورج چمکا۔

جن اصحاب نے کوفے کی اقامت اختیار کی۔ صاحب علم وفن اور صاحب فتویٰ وتقویٰ کہلائے اور بعد میں آنے والے تابعین اور اہل علم وفقہ کے حالات

مصنف

علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری

(المتوفی ۲۳۰ھ)

ترجمہ

علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

و

مولانا محمد اصغر مغل (فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی)

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس فون:6642832
ضخامت : ۶۴۴ صفحات

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیب روڈ لسبیلہ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور

ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انار کلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرستِ مضامین

طبقات ابن سعد

جلد سوم، حصہ پنجم و ششم

طبقات ابن سعد حصہ ششم

تمت بالخیر طبقات ابن سعد جلد سوم حصہ پنجم و ششم

طبقات ابن سعد

حصہ پنجم

پہلا طبقہ مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے تابعین

عبدالرحمٰن بن سعد بن یربوع ...... مروی ہے کہ ایک قافلے میں لوگوں نے رات گزارنے کے بعد صبح کو روانگی کا فیصلہ کیا تو آپ بھی ساتھ چلے وہ حالت میری نظر میں ہے کہ آپ اونٹ کو چھڑی مار رہے تھے اور آپ کی ران کھل گئی تھی۔ سفیان بن عینیہ نے سعد بن عبدالرحمٰن بن یربوع کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے مگر یہ ان کے نسب میں وہم ہے وہ تو عبدالرحمٰن بن یربوع المخزومی تھے۔

عبدالرحمٰن بن حارث ...... ابن ہشام بن مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن عمر بن مخزوم یقیظ بن مرہ ان کی والدہ فاطمہ بنت الولید المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

عبدالرحمٰن کی کنیت ابومحمد تھی نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت دس سال کے تھے ان کے والد حارث کی وفات ۱۸ھ ملک شام کے طاعون عمواس میں ہوئی۔

ان کی بیوی فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ سے جو عبدالرحمٰن بن حارث کی والدہ تھیں عمر بن خطابؓ نے ان سے نکاح کر لیا تھا۔

عبدالرحمٰن عمرؓ کی پرورش میں تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عمر بن خطاب سے بہتر یتیم کی پرورش کرنے والا نہیں دیکھا انہوں نے عمرؓ سے روایت کی ہے۔

مدینے میں ان کا بہت بڑا مکان تھا عبدالرحمٰن بن حارث کی وفات معاویہ بن سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

ان کے بارے میں حضرت عائشہؓ کے تاثرات ...... وہ شریف سخی اور بامروت آدمی تھے جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے بصرے جانے سے اپنے گھر میں بیٹھا رہنا

زیادہ پسند تھا کہ رسول اکرم ﷺ سے میرے دس لڑکے ہوتے جن میں سے ہر لڑکا عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام جیسا ہوتا۔

ان کا اصل نام...... ابی بکر بن عثمان المخزومی سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کا نام ابراہیم تھا جب عمر بن خطاب نے اپنے زمانے خلافت میں یہ ارادہ کیا کہ جن لوگوں کے نام انبیاء کے ناموں پر ہیں ان کے نام بدل دیں تو وہ عمر بن خطاب کے پاس آئے انہوں نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا یہی نام آج تک باقی رہا۔

ان کی اولاد کی تفصیل...... پھر عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے یہاں محمد اکبر پیدا ہوئے جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا انہی سے ان کی کنیت ابو بکر تھی۔ ابو بکر کو راہب قریش کہا جاتا ہے۔ عمرؓ و عثمانؓ و عکرمہؓ و خالد و محمد اصغر اور حنتمہ عبداللہ بن زبیر بن العوام کی اولاد ہیں اور ام جحین وام حکیم و سودہ و رملہ ان سب کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

عیاش بن عبدالرحمٰن عبداللہ کا کوئی پسماندہ نہ تھا اور ابو سلمہ بچپن میں ہی بغیر پسماندہ چھوڑے مر گئے تھے حارث بھی بغیر پسماندہ چھوڑے مر گئے اسماء، عائشہ سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کیا ام سعید وام کلثوم اور ام زبیر ان سب کی والدہ ام الحسن بنت زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں ام الحسن کی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن و عوفاؤ زینب وریطہ جن کے یہاں عبداللہ بن زبیر سے اولاد ہوئی عبدالرحمٰن بن زبیر نے ان سے ان کی بہن (حنتمہ کی وفات) کے بعد نکاح کیا تھا اور فاطمہ و حفصہ ان سب کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔

ولید بن عبدالرحمٰن، ابو سعید اور ام سلمہ جن سے سعید بن العاص بن سعید بن العاص نے نکاح کیا تھا، اور قریبہ ان سب کی والدہ ام رسن بنت الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ (غصے والے) بن یزید ابن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن ربیعہ بن الحارث بن کعب تھیں۔

سلمہ بن عبدالرحمٰن و عبیداللہ و ہشام مختلف ام ولد سے تھے۔ (اصفحہ نمبر ۲۵)

زینب بنت عبدالرحمٰن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا نام مریم تھا ان کی والدہ مریم بنت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود...... ابن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ کی والدہ امیہ بنت نوفل بن ہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود کے یہاں محمد و عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ ان دونوں کی والدہ امتہ بنت عبداللہ بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عبداللہ اور عمر دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسود نے ابوبکر صدیق وعمرؓ سے رویت کی ہے۔ مدینے میں چھلنی اور تلوار والوں کے پاس ان کا مکان تھا۔

صبیحہ بن الحارث ......ابن جبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد تیم بن مرہ ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ساعدہ بن مشنوء بن عبد بن جتر خزاعہ میں سے تھیں۔

ان کی اولاد کی تفصیل ......صبیحہ بن الحارث کی اولاد میں ابحش، معبد، عبداللہ اکبر ایک بیٹی زبیبہ اور ام عمر کبریٰ تھیں ان کی والدہ عاتکہ بنت یعمر بن خالد بن معروف بن صخر بن المقیاس بن خشبر تھیں۔

عبدالرحمٰن، عبداللہ اصغر جن کی کنیت ابوالفضل تھی ام عمر صغریٰ ان کی والدہ امتہ بنت عمرو بن عبدالعزیٰ بن حسنین بن عبدالعزیٰ بن عامرہ بن عمیرہ ابن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

عبداللہ ام صالح، ام جمیل وام عبیدہ ان سب کی والدہ زینب بنت وہب ابن ابی التوائم ہذیل سے تھیں۔

جیبہ بنت صبیحہ جن سے کلیب بن عوف کے معداء بن عروہ نے نکاح کیا اور ان سے ان کے یہاں اولاد ہوئی۔ صبیحہ کی اولاد میں سب سے زیادہ شریف عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے۔ مدینے میں پنجرے والوں کے پاس ان کا مکان تھا۔

عبدالرحمٰن بن صبیحہ کی اولاد میں محمد وموسیٰ تھے۔ ان کی والدہ بنت راشد آل ابی التوائم کے ہذیل میں سے تھیں۔ روایت ہے کہ وہ ام علی بنت بلال بن عمرو بن عامر تھیں۔ جو ہذیل پھر بنی حطیط میں سے تھیں۔

صخر بن الرحمٰن کی والدہ ام یحییٰ بنت جبیرہ بن عمرو بن ابی فائدہ خزاعہ میں سے تھیں۔

صبیحہ کی عمرہ کے لیے روانگی ......عبدالرحمٰن بن صبیحہ التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھ سے ابوبکرؓ صدیق نے کہا اے صبیحہ تمھارا عمرہ کرنے کو جی چاہتا ہے میں نے کہا جی ہاں، انہوں نے کہا کہ اپنی سواری قریب لاؤ۔ میں اسے قریب لایا تو ہم دونوں عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے صبیحہ نے اس سفر میں ان کے کچھ افعال بیان کئے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ جنہوں ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ سفر کیا اور ان سے حدیث سن کر یاد رکھی وہ عبدالرحمٰن بن صبیحہ تھے۔ شاید وہ اور ان کے والد صبیحہ دونوں مل کر ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ گئے اور دونوں نے ان سے حکایت کی۔

عبدالرحمٰن ثقہ (یعنی ایسے شخص جن کی روایت حدیث معتبر ہے) اور قلیل الحدیث تھے (یعنی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں۔)

نیار بن مکرم الاسلمی ......ان چار صحابہ میں سے تھے جنہوں نے عثمانؓ بن عفان کو دفن کیا نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر میں اترے۔ نیار نے ابوبکر صدیقؓ سے حدیث سنی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عامر ......ابن ربیعہ بن مالک بن عامر بن ربیعہ بن حجر بن مسلامان بن مالک بن ربیعہ بن رفیدہ ابن عبر بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد ربیعہ بن نزار جو عمرو بن الخطاب کے والد

الخطاب بن نفیل کے حلیف تھے۔

وصال نبویؐ کے وقت ان کی عمر......عبداللہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت پانچ یا چھ سال کے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی ایک ہدایت......عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے مکان میں آئے میں چھوٹا بچہ تھا۔ کھیلتا ہوا نکلا تو والدہ نے کہا کہ اے عبداللہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے انہیں کیا دینے کا ارادہ کیا ہے عرض کی ایک کھجور دینے کا ارادہ ہے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کروگی تو تم پر ایک جھوٹ لکھا جائے گا۔

محمد عمرؓ نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اپنی کم عمری کی وجہ سے عبدالرحمٰن بن عامر نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلام یاد رکھا ہو۔ انہوں نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے یاد رکھا اور ان لوگوں سے اور اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے دو خلفاء یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کو پایا جو غلام کو کسی پر زنا تہمت لگانے پر چالیس کوڑے مارتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیقؓ و عمرؓ اور ان دونوں کے بعد کے خلفاء کو غلام کی تہمت زنا میں چالیس کوڑے مارتے پایا۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ عبداللہ بن عامر کی وفات ۸۵ھ میں عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں مدینے میں ہوئی وہ ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ابو جعفر الانصاری......نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا

ابی جعفر الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکرؓ صدیق کو دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی (خضاب کی سرخی سے) مثل ببول کی چنگاری کے تھی۔

ابو سہل الساعدی......ہم سے ان کا نام بیان نہیں کیا گیا۔

ابی سہل الساعدی سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ انہوں نے ان کی قراءت کا طریقہ بیان کیا۔

اسلم......عمر بن الخطابؓ کے غلام تھے۔ ان کی کنیت ابو زید تھی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ان سے معاملہ...... زید اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن الخطابؓ نے مجھے ۱۲ھ میں خریدا۔ اسی سال اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے بلایا گیا تھا۔ ان کا زنجیروں میں بندھا ہوا ہونا اور ابوبکر صدیقؓ سے گفتگو کرنا مجھے یاد ہے وہ کہتے تھے کہ اے خلیفہ رسول اپنی جنگ کے لیئے مجھے آگے کر دیجئے

اور اپنی بہن سے میرا نکاح کر دیجئے ابوبکر صدیقؓ نے یہ درخواست قبول کر لی۔ان پر احسان کیا (کہ آزاد کر دیا) اور اپنی بہن ام فردہ بنت قحافہ سے نکاح کر دیا ان سے محمد بن الاشعث پیدا ہوئے۔

محمد بن عمرؓ نے کہا کہ اسلم نے ابوبکر صدیقؓ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ انہوں ان کو اپنی زبان کا کنارہ پکڑ کر یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ اسی نے مجھے بہت مقامات میں اتارا اسلم نے عمرؓ وعثمانؓ وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔

اسامہ بن زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ہم لوگ اشعریوں کی قوم میں سے ہیں۔لیکن ہم لوگ عمر بن الخطابؓ کے احسان کا انکار نہیں کر سکتے۔

اسلم کون تھے؟......عثمان بن عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں سعید بن المسیب سے کہا کہ مجھے بتائے کہ عمرؓ بن الخطاب کے غلام اسلم کن لوگوں میں سے تھے۔انہوں نے کہ وہ بجاوہ کے حبشی تھے۔عثمان بن عبداللہ نے کہا کہ اسی طرح میں نے اپنے والد کو بھی کہتے سنا ہے کہ اسلم حبشی بجاوی تھے۔

زید بن اسلم سے خود ان کی روایت کی ہوئی ایک حدیث میں کہ اسلم مولائے عمرؓ کی کنیت ابو زید تھی۔اسلم مولائے عمرؓ کی وفات مدینے میں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی۔

عمر بن الخطاب کے غلام ہنی......عمرو بن عمیر ہنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ابوبکر صدیقؓ زمین کے پانی کے کنوئیں کے سوا اور کسی چیز کی حفاظت نہیں کرتے تھے۔میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کی حفاظت کرتے دیکھا ہے۔وہ اس کی ان گھوڑوں کے لئے حفاظت کرتے تھے جن پر سوار ہو کر جہاد کیا جاتا تھا۔زکوۃ کے اونٹ جو دبلے پتلے تھے لئے جاتے تھے۔انہیں ربذہ اور اس کے مضافات میں چرنے کے لئے بھیج دیا جاتا تھا۔ان کے لئے وہ کسی چیز کی حفاظت نہ کرتے تھے۔کنویں والوں کو حکم تھا کہ جو ان کے پاس آ کر پانی پئے اور چرائے اس کو نہ روکے۔

پھر جب عمر بن الخطابؓ خلیفہ ہوئے اور لوگوں کی کثرت ہوئی اور انہوں نے شام وعراق ومصر لشکر بھیجے تو ربذہ کی حفاظت کی اور مجھے اس کی حفاظت پر عامل بنایا۔

مالک الدار......عمر بن الخطابؓ کے غلام تھے۔وہ لوگ جو جیلان حمیر کی طرف منسوب تھے۔مالک الدار نے ابوبکر وعمرو سے روایت کی۔ان سے ابوصالح السمان (گھی والے) نے روایت کی مشہور آدمی تھے۔

ابوقرہ......ولائے عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیر ۃ المخزومی ثقہ اور قلیل حدیث تھے۔ابی قرہ مولائے عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق نے کچھ تقسیم کیا میرے لئے بھی وہی حصہ لگایا جیسا کہ میرے آقا کے لئے۔

محمد بن اسماعیل نے ابن ابی زب سے روایت کی کہ ابوقرہ کے آقا بنی مخربہ کے ایک شخص تھے جو ان کے علاوہ تھے جنہوں نے ان کو آزاد کیا تھا۔

زید بن صلت......ابن معدی کرب بن ولیعہ بن شرجیل بن معاویہ بن حجرہ القرد بن الحارث الولادہ ابن عمرو بن

معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مرتعبن معاویہ بن کندہ بن عفیر بن عدی بن الحارث بن مرہ بن ادد بن زید بن یشجب ابن غریب بن زید بن کہلان بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔

حارث کا نام الولادہ بھی تھا محض ان کی کثرت اولاد کی وجہ سے ہوا حجر کا نام القرد رکھا گیا القردان کی زبان میں سخی اور بخشش کرنے والے کو کہتے ہیں۔حارث الولادہ حجر بن عمرو آکل المرار (درخت تلخ کھانے والے) کے بھائی تھے۔

چار بادشاہ ان کی اولاد سے

......انکی اولاد سے چار بادشاہ ((۱) محوس (۲) ومشرح (۳) وجد (۴) وانضعہ) معدی کرب بن ولیعہ کی اولاد سے تھے بطور وفد کے شعت بن قیس کے ہمراہ نبی کریم علیہ کے پاس آئے اور اسلام لائے پھر اپنے شہروں کو گئے اور مرتد ہو گئے اور یوم النجیر میں قتل کئے گئے وہ لوگ ملوک (بادشاہ) اسی وجہ سے کہلائے کہ ان میں سے ہر ایک شخص کی ایک وادی تھی اور وہ اس کی ہر چیز کا مالک تھا۔

کثیر و زید و عبدالرحمٰن فرزندان صلت نے مدینے کی جانب ہجرت کی وہیں سکونت اختیار کر لی۔قریش کے بنی جمح بن عمرو سے معاہدہ حلف کر لیا ان لوگوں کا دفتر و وظیفہ و فوج میں نام انہیں لوگوں کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جب امیر المؤمنین مہدی کا زمانہ آیا تو انہوں نے ان لوگوں کو بنی جمح سے نکال کر خلفائے عباس بن عبدالمطلب میں داخل کیا آج ان کی دعوت ان کے ساتھ ہے اور ان کے عیال اب تک بنی جمح میں ہیں۔

زید بن صلت سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر صدیق کو کہتے سنا کہا گر میں کسی چور کو گرفتار کرتا تو میں یہ پسند کرتا کہ اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زید بن صلت نے عمر و عثمانؓ سے بھی روایت کی ہے اور وہ قلیل الحدیث تھے

ان کے بھائی کثیر بن صلت ان کا اصل نام اور کچھ حالات

...... نافع سے مروی ہے کہ کثیر ابن صلت کا نام قلیل تھا عمر بن خطاب نے کثیر رکھا۔محمد بن عمر نے کہا کہ کثیر بن صلت نبی کریم علیہ کے زمانے میں پیدا ہوئے کنیت ابوعبداللہ تھی۔انہوں نے عمر و عثمان و زید بن ثابت وغیرہ سے روایت کی ہے خود اپنی زات سے بزرگ و نیک حال تھے مدینہ منورہ کی عیدگاہ میں ان کا بہت بڑا مکان تھا ان سے پہلے عیدگاہ اسی (مکان) کے پاس تھی وہ (مکان) بطحاء الوادی کے راستے میں تھا جو مدینہ منورہ کے درمیان میں تھی۔

کثیر بن صلت کی اولاد میں محمد بن عبداللہ بن کثیر تھے جو سخی با مروت اور فقیہ تھے۔حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کو جب ابوجعفر نے مدینہ منورہ کا گورنر بنایا تو انہوں نے ان کو قاضی بنایا۔پھر جب مہدی خلیفہ بنے تو انہوں نے عبدالصمد بن علی کو مدینہ منورہ سے معزول کر دیا اور محمد بن عبداللہ بن کثیر کو اس کا والی بنا دیا

عبدالرحمٰن بن صلت

......عبدالرحمٰن بن صلت کثیر بن صلت کے بھائی تھے۔راوی نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ انہوں نے کسی اور سے بھی کوئی حدیث روایت کی ہے۔

عاصم بن عمر بن خطاب

......ابن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن

کعب، ان کی والدہ جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن قیس تھیں اور وہ ابو الافلح بن عضمہ ابن مالک بن امتہ بن ضبیعہ بن زید تھے جو انصار بنی عمرو بن عوف میں سے تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عاصم کی والدہ کا نام بدل دیا ان کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا آنحضرت نے فرمایا کہ نہیں بلکہ جمیلہ۔

عبید اللہ بن عمر بن خطاب...... وعد بن ابی وقاص کے دودھ شریک بھائی تھے مدینہ منورہ میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

ابولولو کی لڑکی کا قتل...... عبید اللہ نے کہا کہ میں نے انہیں تلوار ماری جب انہوں نے تلوار کی آہٹ پائی تو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان سختی پیدا کر لی۔ عبید اللہ چلے گئے اور ابولولو کی لڑکی جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی کو قتل کر دیا

سخت ارادہ...... عبید اللہ نے اس روز یہ ارادہ کیا کہ مدینہ منورہ کے قیدیوں کو بغیر قتل کئے نہ چھوڑیں گے مہاجرین اولین جمع ہوئے، عبید اللہ کا یہ ارادہ سخت گراں گزرا اور ان پر سختی کی اور قتل سے روکا۔

عبید اللہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ان لوگوں کو اور دوسروں کو بھی ضرور قتل کروں گا۔ دوسروں سے مراد بعض مہاجرین تھے۔ عمرو بن العاص خوشامد کرتے رہے یہاں تک کہ ان سے تلوار لے لی۔

ان کے پاس سعد آئے دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا سر پکڑ کر باہم پیشانی پکڑنے لگا مگر لوگ حائل ہو گئے۔

پھر عثمان آئے ابھی لوگوں نے ان سے بیعت نہیں کی تھی۔ انہوں نے عبید اللہ بن عمر کا سر پکڑ لیا دونوں میں بیچ بچاؤ کر دیا گیا اس روز زمین لوگوں پر تاریک ہو گئی اور سب اس واقعہ سے بہت غمگین ہوئے۔ عبید اللہ نے جفینہ و ہرمزان اور دختر ابی لولو کو قتل کر دیا تو لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ انہیں سزا نہ دی جائے۔

حضرت عثمان کا انہیں قتل کرنے کا ارادہ...... ابی دجزہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے اس روز عبید اللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ عثمان اور وہ ایک دوسرے کی پیشانی پکڑ رہے تھے عثمان کہتے تھے کہ خدا تجھے غارت کرے تو نے ایسے شخص کو قتل کیا جو نماز پڑھتا تھا تو نے ایک چھوٹی بچی کو اور ایک اور شخص کو جو رسول خدا ﷺ کی پناہ میں تھا قتل کیا۔ تجھے چھوڑنے کی گنجائش نہیں۔ پھر مجھے عثمان سے تعجب ہوا کہ جس وقت خلیفہ بنے انہیں چھوڑ دیا لیکن مجھے معلوم ہوا کہ عمرو بن العاص نے اس معاملے میں مداخلت کر کے انہیں اپنی رائے سے پھیر دیا۔

عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب عبید اللہ بن عمر نے ہرمزان اور دختر ابولولو کو قتل کیا تو سعید بن ابی وقاص عبید اللہ بن عمر کی پیشانی پکڑ کر کھینچنے لگے سعد ان کی پیشانی پکڑ کر گھسیٹتے تھے اور کہتے تھے کہ

لا اسد الا انت تنهت واحدا

سوائے تمہارے شیر نہیں ہیں کہ تم تنہا دھاڑتے ہو

وغالت اسود الارض عنک الغوائل

زمین کے شیروں نے تمہاری جانب سے مفاسد مٹا دئے
یہ شعر کلاب بن علاط برادر حجاج کا ہے عبید اللہ نے کہا کہ
تعلم انی لحم مالا تسیغه
تم جانتے ہو کہ میں اس چیز کا گوشت ہوں جو تمہارے حلق سے نہیں اتر سکتا
فکل من خشاش الارض ما کنت آکلا
لہذا تم جب تک کھا سکو زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتے رہو

پھر عمرو بن العاص آئے۔ عبید اللہ سے گفتگو شروع کی اور خوشامد کر کے ان سے تلوار لے لی وہ قید خانے میں قید کر دئے گئے جب حضرت عثمان خلیفہ بنے تو ان کو رہا کر دیا گیا۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ اس روز عبید اللہ ایک جنگجو درندے کی شکل میں تھے جو عجمیوں کو تلوار سے روکتے تھے یہاں تک کہ قید خانے میں قید کر دئے گئے۔ میں خیال کرتا تھا کہ اگر عثمان خلیفہ بنیں گے تو انہیں قتل کر دیں گے۔ اس لئے کہ میں نے وہ سب دیکھا جو انہوں نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے وہ اور سعد سب سے زیادہ ان پر سخت تھے۔

مطلب بن عبید اللہ بن خطب سے مروی ہے کہ علی نے عبید اللہ بن عمر سے پوچھا کہ جس وقت تم نے ابولولو کی لڑکی کے قتل کا ارادہ کیا تو اس کا کیا گناہ تھا عثمان نے علیؓ سے مشورہ کیا تو علی کی رائے اور رسول اکرم ﷺ کے اکابر صحابہ کی رائے ان کے قتل کی ہوئی لیکن عمرو بن العاص نے حضرت عثمان سے اتنی بحث کی کہ انہوں نے ان کو چھوڑ دیا علی کہا کرتے تھے کہ اگر میں عبید اللہ بن عمر پر قادر ہوتا اور مجھے سلطنت ملتی تو ضرور ان سے قصاص لیتا۔

ابن عباس کے غلام عکرمہ سے مروی ہے کہ علی کی رائے تھی کہ اگر عبید اللہ بن عمر پر قادر ہوں تو انہیں قتل کر دیں۔

زہری سے مروی ہے کہ جب عثمان خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے مہاجرین و انصار کو بلایا اور کہا کہ مجھے اس شخص کے قتل کے بارے میں مشورہ دو جس نے دین میں رخنہ ڈالا۔ مہاجرین و انصار متفق ہو کر حضرت عثمان کو ان کے قتل پر جرات دلاتے تھے۔ اکثر لوگوں نے کہا کہ اللہ ہرمزان و جفینہ کو دور کرے کہ عبید اللہ کو ان کے والد کے پیچھے بھیج دینا چاہتے ہیں یہ بات بہت پھیل گئی۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ یا امیر المؤمنین قتل کا واقعہ آپ کے خلیفہ بننے سے پہلے ہوا لہذا آپ انھیں درگزر کیجئے عمرو بن العاص کے کلام سے لوگ منتشر ہو گئے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ حضرت عثمان نے لوگوں سے مشورہ کیا تو لوگوں نے (مقتولین جفینہ و ہرمزان) کے خون بہا پر اتفاق کر لیا اور اس پر متفق ہوئے کہ عبید اللہ بن عمر کو ان دونوں کے بدلے قتل نہ کیا جائے دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عمر نے ان کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔

عبید اللہ کا حضرت معاویہ کے پاس جانا...... جب علی بن ابی طالب سے بیعت کی گئی تو انہوں نے عبید اللہ بن عمر کے قتل کا ارادہ کیا وہ بھاگ کر معاویہ بن ابی سفیان کے پاس چلے گئے انہیں کے ساتھ رہے اور جنگ صفین میں قتل ہوئے۔

یزید بن یزید بن جابر کہتے تھے کہ معاویہ نے عبید اللہ بن عمر کو بلایا اور کہا کہ علی جس حالت میں دیکھتے ہو بکر بن وائل ان کی مہمانداری کرتے ہیں کیا تمہاری رائے ہے کہ تم الشہباء جاؤ انہوں نے کہا کہ ہاں عبید اللہ اپنے خیمے میں واپس آئے اور ہتھیار پہنے سوچا خوف ہوا کہ معاویہ کے ساتھ اپنے حال پر قتل کردئے جائیں گے۔

غلام کی رائے ...... ایک آزاد کردہ غلام نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں معاویہ صرف موت کے لئے آپ کو آگے کرتے ہیں اگر آپ کو فتح ہوئی تو وہ خلیفہ بن جائیں گے اور اگر آپ قتل کر دئے گئے تو انہیں آپ سے اور آپ کے ذکر سے فرصت مل جائے گی۔ لہذا میر کہنا مانئے اور عذر کر دیجئے انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے تم نے جو کچھ کہا میں سمجھ گیا۔

بیوی کی رائے ...... بحریہ بنت ہانی ان کی بیوی نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ تمہیں جلدی کرتے دیکھتی ہوں انہوں نے کہا کہ مجھے امیر نے حکم دیا ہے کہ الشہباء جاؤں کہنے لگیں کہ اللہ کی قسم وہ اس صندوق کی طرح ہے جو اس کو اٹھاتا ہے وہ ضرور قتل کر دیا جاتا ہے تم قتل کر دئے جاؤ گے اور جو شخص یہ چاہتا ہے وہ معاویہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خاموش رہو اللہ کی قسم آج تمہاری قوم میں بہت کشت وخون کروں گا۔

بیوی نے کہا کہ میری قوم کا کوئی مقتول نہ ہوگا۔ معاویہ نے تمہیں فریب دیا ہے اور تمہیں خود تمہیں سے دھوکا دیا ہے ان پر تمہارا ہونا گراں ہے۔ عمرو بن العاص نے اور انہوں نے آج سے پہلے اس کے متعلق تمہارے بارے میں فیصلہ کر لیا تھا۔ اگر تم علی کے ساتھ ہوتے یا اپنے گھر بیٹھتے تو زیادہ بہتر ہوتا تمہارے بھائی نے یہی کیا ہے حالانکہ وہ تم سے بہتر ہیں انہوں نے کہا کہ خاموش رہو بات کرتے اور مسکراتے جاتے تھے کہنے لگے کہ تم اپنی قوم کے قیدیوں کو اسی خیمے کے گرد دیکھو گی۔

بیوی نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر قوم کے پاس جاؤں گی کہ تمہارا جسم مانگ کر اسے دفن کر دوں تمہیں فریب دیا گیا ہے تم ایسی قوم سے بھڑتے ہو جو موٹی گردن والے ہیں ان میں ایسا سرکش بھی ہے کہ لوگ اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہلاکت کی طرف دیکھتے ہوں۔ وہ اگر لوگوں کو کھانے پینا ترک کرنے کا حکم دے تو وہ لوگ اسے نہ چکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ملامت کم کرو کیونکہ ہمارے نزدیک تمہاری بات نہیں مانی جائے گی۔

الشہباء روانگی ...... پھر عبید اللہ معاویہ کے پاس گئے معاویہ نے الشہباء کو ان کے ماتحت کر دیا وہ بارہ ہزار تھے اور آٹھ ہزار اہل شام کو بھی ان کے ماتحت کیا ان میں ذوالکلاع مع قبیلہ حمیر کے تھے۔

عبید اللہ کا قتل ...... ان لوگوں نے جنگ کی ٹھان لی اور ارادہ کیا کہ علی تک پہنچ جائیں جب انہیں قبیلہ ربیعہ نے دیکھا تو گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور نیزہ بازی شروع کر دی چاروں طرف سے گھیر کر ان پر پہنچے اور ایسی شدید جنگ ہوئی کہ نیزوں اور تلواروں کے علاوہ کچھ نظر نہ آتا تھا۔ عبید اللہ قتل کر دئے گئے اور ذوالکلاع بھی مارے گئے جس نے عبید اللہ کو قتل کیا وہ زیاد بن خصفہ التیمی تھا۔

لاش کی واپسی اور تدفین ...... معاویہ نے عبیداللہ کی بیوی سے کہا کہ اگر تم اپنی قوم میں جا کران لوگوں سے عبیداللہ بن عمر کی لاش کے بارے میں گفتگو کرتی تو بہتر ہوتا۔ وہ سوار ہوکران کے پاس گئیں وہ ان لوگوں کے پاس آئیں اوراپنا نسب بیان کیا لوگوں نے کہا کہ ہم نے پہچان لیا تمہیں مرحبا بتاؤ کیا کام ہے انہوں نے کہا کہ یہ لاش جسے تم لوگوں نے قتل کیا ہے اسے لے جانے کی اجازت دو۔

بکر بن وائل کے نوجوان کھڑے ہوئے لاش کو خچر پر باندھ کر رکھ دیا بیوی نے لشکر معاویہ کا رخ کیا۔ معاویہ نے لاش کو ایک تابوت میں رکھا قبر کھودی ان پر نماز پڑھ کر دفن کر دیا پھر رونے لگے اور کہتے تھے کہ ابن فاروق کو قتل کر دیا گیا۔ زندگی وموت میں وہ تمہارے خلیفہ کا فرمابردار رہا اس کے لئے دعائے رحمت کرو اگر چہ اللہ نے اس پر رحمت کی تھی اور اسے خیر کی توفیق دی گئی تھی

معاویہ اور عبیداللہ کی بیوی کا مکالمہ ...... بحریہ بھی ان پر رو رہی تھیں معاویہ نے جو کچھ کہا تھا جب انہیں معلوم ہوا تو کہنے لگیں کہ تمہیں تو ہو کہ ان کے لڑکوں کو یتیم کرنے اور ان کی جان لینے میں جلدی کی ان پر بعد کے معاملہ کا پورا خوف تھا معاویہ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے عمرو بن العاص سے کہا کہ دیکھتے نہیں کہ یہ عورت کیا کہتی ہے اور جو کچھ سنا تھا اسے بیان کر دیا

عمرو نے کہا کہ اللہ کی قسم تم پر تعجب ہے تم نہیں چاہتے کہ لوگ کچھ کہیں۔ اللہ کی قسم لوگوں نے تو ان لوگوں کے بارے میں کہا ہے جو ہم سے اور تم سے بہتر تھے تو وہ لوگ تمہارے بارے میں نہیں کہیں گے۔ اے شخص اگر اس سے چشم پوشی نہ کرو گے جو تم دیکھتے ہو تو تم خود اپنی طرف سے غم میں رہو گے۔ معاویہ نے کہا کہ اللہ کی قسم یہی رائے مجھے اپنے والد سے میراث میں ملی ہے۔

عبیداللہ کے قتل میں اختلاف ...... عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن عمر کے قتل میں ہم سے اختلاف کیا گیا ہے۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انہیں قبیلہ ربیعہ نے قتل کیا اور کوئی کہتا ہے کہ ہمدان کے کسی شخص نے قتل کیا۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ انہیں عمار بن یاسر نے قتل کیا اور اور کوئی کہتا ہے کہ بنی حنیفہ کے کسی شخص نے قتل کیا۔

حسن بن علی کے غلام سعد سے مروی ہے کہ جنگ صفین کی رات کو حسن بن علی کے ہمراہ نکلا۔ ہمدان کے پچاس آدمی ساتھ تھے اور چاہتے تھے کہ علی سے جا ملیں وہ دن ایسا تھا کہ فریقین کے درمیان بہت شر ہوا تھا۔

لاش کے متعلق دوسری روایت ...... ہم لوگ ہمدان کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کا نام مذکور تھا اس نے اپنے گھوڑے کی پچھاڑی ایک مقتول کے پاؤں سے باندھی تھی۔ حسن بن علی اس کے پاس ٹھہر گئے سلام کیا اور کہا کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا کہ میں ہمدان کا ایک آدمی ہوں۔ پوچھا کہ تم یہاں کیا کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے اس مقام پر اپنے ساتھیوں کو چھوڑا تھا میں ان کی واپسی کا منتظر ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہ مقتول کون ہے اس نے کہا کہ مجھے اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں کہ یہ ہم پر بہت سخت تھا ہمیں سخت شکست دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں

طیب بن الطیب ہوں جب تلوار مارتا تھا تو کہتا تھا کہ میں ابن الفاروق ہوں۔ اللہ نے اسے میرے ہاتھ سے قتل کیا۔

حسن اتر کر اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ عبید اللہ بن عمر تھے ان کے ہتھیار اس شخص کے آگے تھے وہ اسے علی کے پاس لائے۔ علی نے ان کا سامان اسے دے دیا اور اس کی چار ہزار درہم قیمت لگا کر اسے دے دی۔

ابن رزین سے مروی ہے کہ میں صفین میں اپنے آزاد غلام کے ہمراہ تھا۔ چوتھی رات گزر جانے کے بعد میں نے علی کو گشت کرتے دیکھا۔ لوگوں کو حکم دیتے تھے اور منع کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے جمعہ کی صبح کی تو مقابلہ کیا اور شدید قتال کیا عمار بن یاسر اور عبید اللہ بن عمر نے بھی مقابلہ کیا عبید اللہ نے کہا کہ میں طیب بن الطیب ہوں عمار بن یاسر نے جواب دیا کہ تم خبیث بن الطیب ہو پھر عمار نے انہیں قتل کر دیا اور کہا کہ انہیں حضرمیوں میں سے کسی نے قتل کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ مجھے دوسری سند اور دوسرے راوی سے معلوم ہوا ہے کہ عبید اللہ بن عمر نے اس روز عمار کا کان کاٹ ڈالا۔ لیکن ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے کہ عمار کا کان جنگ یمامہ میں کاٹا گیا۔

محمد بن ربیعہ......ان کی کنیت ابوحمزہ تھی ان کی والدہ جمانہ بنت ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد......محمد بن ربیعہ کے یہاں حمزہ پیدا ہوئے انہی سے ان کی کنیت تھی ان کے علاوہ قاسم و حمید و عبد اللہ اکبر تھے وہی عائذ اللہ تھے۔

عائذ اللہ کی والدہ جویریہ اس ابوعزہ شاعر کی بیٹی تھیں جس کو رسول اکرم ﷺ نے بہادری کے ساتھ غزوہ احد میں قتل کیا۔ ابوعزہ کا نام عمرو بن عبد اللہ ابن عمیر بن اہیب بن حنافہ بن جمح تھا۔

ایک بیٹے عبد اللہ تھے اور ایک جعفر جن کی کوئی اولاد نہ تھی ان کے علاوہ عثمان وام کلثوم وام عبد اللہ تھیں ان سب کی والدہ امتہ اللہ بنت عدی تھیں۔

روایات......علی و محمد ام ولد سے پیدا ہوئے تھے ام عبید اللہ اور ایک دوسری بیٹی بھی ام ولد سے تھیں۔

رسول اکرم ﷺ کی وفات کے وقت محمد بن ربیعہ دس سال سے زائد تھے ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے کوئی روایت کی ہے البتہ عمر بن خطاب سے ملے تھے اور ان سے روایت کی ہے۔

محمد بن ربیعہ بن الحارث سے مروی ہے کہ انہیں عمر بن خطاب نے دیکھا کہ بال لمبے تھے یہ ذوالحلیفہ میں ہوا۔ محمد نے کہا کہ میں اپنی اونٹنی پر تھا اور ذی الحجہ میں حج کا ارادہ کر رہا تھا مجھے انہوں نے حکم دیا کہ بال کتروادوں میں نے تعمیل کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبد الرحمٰن الاعرج محمد بن ربیعہ بن الحارث کے آزاد کردہ غلام تھے۔

عبد اللہ بن نوفل......ان کی والدہ غریبہ بنت سعید بن القشب تھیں قشب کا نام جندب بن عبد اللہ بن رافع

بن نصلہ بن محصب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے۔ ضریبہ کی والدہ حکیم بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں جو سعد بن ابی وقاص کی خالہ تھیں۔ سعد کی والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عبداللہ بن نوفل کی اولاد معلوم نہ ہوسکی۔

عبداللہ بن نوفل نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔

قاضی بننا...... ابوالغیث سے مروی ہے کہ ۴۲ھ میں جب پہلی مرتبہ مروان بن الحکم معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے مدینہ کا گورنر بنا۔ تو اس نے عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب کو مدینے کا قاضی بنایا۔ میں نے ابو ہریرہؓ کو کہتے سنا یہ پہلے قاضی ہیں جن میں اسلام میں دیکھا۔

محمد بن عمر نے کہا ہمارے ساتھیوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ عبداللہ بن نوفل بن الحارث مروان الحکم کی جانب سے مدینے کے پہلے قاضی تھے۔ حالانکہ ان کے اہل بیت ان کے یا اور کسی بنی ہاشم کے قاضی مدینہ ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے اہل بیت نے کہا کہ ان کی وفات معاویہؓ بن ابی سفیان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

وفات...... محمد بن عمرؓ نے کہا کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ وہ معاویہؓ کے بعد بھی زمانہ دراز تک زندہ رہے۔ اور ۸۴ھ عبد الملک بن مروان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

عبیداللہ بن نوفل...... علی بن زید بن جدعان سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن نوفل وسعید بن نوفل ومغیرہ بن نوفل سب قبیلہ قریش میں سے تھے۔

قبولیت کی گھڑی کی تلاش...... جب سورج نکلتا تھا تو صبح ہی کو جمعہ کی نماز کو چلے جاتے تھے۔ اس سے وہ وہ اس لمحے کو چاہتے تھے جس میں مغفرت کی امید کی جاتی ہے۔ ایک مرتبہ عبیداللہ بن نوفل سو گئے تو انھیں (بیدار کرنے کے لیے) جھنجوڑا گیا (یا ان کی پیٹھ میں دھکا دیا گیا) اور کہا گیا کہ یہی وہ لمحہ جس کو تم چاہتے ہو۔ انھوں نے سر اٹھایا (اور اس طرح مسجد کی طرف بھاگے) کہ وہ اس بادل کی طرح تھے جو آسمان پر چڑھتا ہے یہ اس وقت ہوا کہ آفتاب ڈھل گیا تھا۔

مغیرہ بن نوفل...... ان کی والدہ ضربیہ بنت سعید بن القشب تھیں۔ قشب کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نصلہ بن محصب بن صعب ابن یشرہ بن دہمان تھا جو الازد میں سے تھے۔

اولاد...... مغیرہ کے ہاں ابوسفیان پیدا ہوئے جن کی ہوئی اولاد نہ تھی ان کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالملک اور عبدالواحدان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

سعید ولوط و اسحاق و صالح و ربیعہ و عبدالرحمٰن مختلف ام ولد سے تھے۔ عبداللہ و عون بھی ام ولد سے تھے۔

ان سے شفاعت کی درخواست...... امہ وام المغیرہ ان دونوں کی والدہ بنت ہمام بن مطرب بنی عقیل میں سے تھیں۔

علی بن الحسین سے مروی ہے کہ کعب نے مغیرہ بن نوفل کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ قیامت میں میری شفاعت کرنا انھوں نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور کہا میں کیا ہوں۔ میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں۔ انھوں نے پھر ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے خوب زور سے پکڑ لیا اور کہا کہ آل محمد میں سے کوئی مومن ایسا نہیں جسے قیامت میں شفاعت کا حق نہ ہو۔ پھر کہا کہ اسے (یعنی شفاعت کو) اس کے (یعنی حدیث کے) بدلے یاد رکھنا۔

عبدالملک بن المغیرہ بن نوفل سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ کعب الحبار نے میرا ہاتھ پکڑا زور سے دبایا اور کہا کہ میں اسے تمھارے پاس چھپاتا ہوں تاکہ تم اسے قیامت میں یاد کرو انھوں نے کہا کہ میں اس میں سے کیا یاد کروں گا۔ انھوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے محمد ﷺ قیامت کے دن درجہ بدرجہ اپنے قرابت داروں سے شفاعت شروع کریں گے۔

سعید بن نوفل...... ابن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ ضربیہ بنت سعید بن القشب تھیں جن کا نام جندب بن عبداللہ بن رافع بن نھلہ بن محصب بن صعب بن مبشر بن دہمان تھا الازد میں سے تھے۔

سعید بن نوفل کے ہاں اسحاق اکبر و حنظلہ اور ولید و سلیمان و اشعث وام سعید جن کا نام امتہ تھا پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ام الولید بنت ابی خرشہ ابن الحارث بن مالک بن المسیب خزاعہ کے بنی خبشیہ میں سے تھیں۔

اسحاق اصغر و یعقوب وام عبداللہ وام اسحاق یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

رقیہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت جعفر بن ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ سعید بن نوفل فقیہ و عابد تھے۔

عبداللہ بن الحارث...... ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

پیدائش اور آنحضرت ﷺ کا لعاب دہن ڈالنا...... رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تو ان کی والدہ ہند بنت ابی سفیان جن کی بہن ام حبیبہؓ زوجہ نبی ﷺ تھیں انھیں لائیں۔ رسول اللہ ﷺ ام حبیبہؓ کے پاس گئے۔ تو پوچھا کہ اے ام حبیبہؓ یہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ آپ کے چچا اور میری بہن کا بیٹا ہے یہ حارث بن نوفل بن الحارث ابن عبدالمطلب اور ہند بنت ابی سفیان بن حرب کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی۔

اولاد...... عبداللہ بن الحارث کی اولاد میں عبداللہ بن عبداللہ و محمد بن عبداللہ تھے۔ ان دونوں کی والدہ خالدہ بنت

معتب بن ابی لہب بن عبدالمطلب تھیں۔ خالدہ کی والدہ عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔ عاتکہ کی والدہ ام عمرو بنت المقوم بن عبدالمطلب تھیں۔

اسحاق بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عبداللہ عبید اللہ الارجوان تھے۔ فضل بن عبداللہ اور ام الحکم بنت عبداللہ جن کے ہاں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے یحییٰ و محمد بے اولاد فوت ہوئے۔ اور عالیہ فرزندان محمد بن علی پیدا ہوئے۔ ام الحکم کے والد کی والدہ عبداللہ بنت العباس بن ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ ان کی والدہ بنت محمد بن صیفی بن ابی رفاعہ بن عبدابن عبداللہ بن عمرؓ بن مخروم تھے۔

عون بن عبداللہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ضربیہ بنت عبداللہ بھی ام ولد تھیں۔ خالدہ بنت عبداللہ بھی ام ولد سے تھیں۔ اور ام عمرو و ہند دختران عبداللہ بھی ام ولد سے تھیں۔

مکہ کی امارت...... عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ میرے والد نے عثمانؓ کی امارت میں نکاح کیا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی دعوت کی۔ صفوان بن امیہ آئے جو بہت بوڑھے تھے۔ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے نوچو کیونکہ وہ زیادہ لذیذ اور عمدہ (طریقہ) ہے۔

حدیث میں مرتبہ...... محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن الحارث کی کنیت ابو محمد تھی۔ انہوں نے الجابیہ میں عمر بن الخطاب سے خطبہ سنا۔ اور عثمان بن عفان و ابی بن کعب و حذیفہ ابن الیمان و عبداللہ بن عباس اور اپنے والد حارث بن نوفل سے بھی (حدیث) سنی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

بصرے کا گورنر بننا...... عبداللہ بن الحارث اپنے والد کے ساتھ بصرے منتقل ہو گئے تھے وہاں انہوں نے مکان بنالیا تھا۔ ان کا لقب ببہ تھا۔ جب مسعود بن عمرو کا زمانہ آیا اور عبیداللہ ابن زیاد بصرے سے نکل گیا اور لوگوں نے آپس میں آمد و رفت کی اور قبائل نے باہم بلایا تو ان سب نے اپنے معاملے میں اتفاق کر کے عبداللہ بن الحارث بن نوفل کو اپنی نماز اور اپنے مال غنیمت کا گورنر بنایا۔ اس کے متعلق عبداللہ بن الزبیر کو لکھ دیا کہ ہم لوگ ان سے راضی ہو گئے ہیں عبداللہ بن الزبیر نے انہیں بصرے پر برقرار رکھا۔

عبداللہ بن الحارث بن نوفل منبر پر چڑھے لوگوں سے عبداللہ بن الزبیر کی بیعت لی یہاں تک کہ انہیں غنودگی آ گئی مگر وہ لوگوں سے بیعت لیتے رہے حالانکہ اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے سو رہے تھے۔ حکیم بن وشیل الیربوعی نے شعر کہا۔

بایعت ایقاظا و ادفیت بیعتی
میں نے بیدار لوگوں سے بیعت کی اور اپنی بیعت کو پورا کر دیا
وببة قد بایعته و نائم
اور ببہ سے میں نے اس حالت میں بیعت کی وہ سو رہے تھے

وفات...... عبداللہ بن الحارث ایک سال تک بصرے پر عامل رہے پھر معزول کر دیئے گئے حارث بن عبداللہ

بن ابی ربیعۃ المخز ومی عامل ہوئے اور عبداللہ بن الحارث بن نوفل عمان چلے گئے جہاں ان کی وفات ہوئی۔

سلیمان بن ابی حشمہ ......ابن حذیفہ غانم بن عامر (بن عبداللہ) بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ شفاء بنت عبداللہ بن عبد شمس بن خلف بن صدار بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب تھیں۔

اولاد......سلیمان بن ابی حشمہ کے یہاں ابوبکر وعکرمہ پیدا ہوئے۔ان سب کی والدہ امتہ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن المخز وم تھیں۔عثمان بن سلیمان، ان کی والدہ میمونہ بنت قیس بن ربیعہ بن ریعان بن حرثان ابن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قیس بن فہم تھیں۔

عورتوں کی امامت......سلیمان بن ابی حشمہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔عمر بن خطاب کے زمانے میں بالغ تھے۔عمر نے انہیں عورتوں کی امامت کا حکم دیا تھا اور انہوں نے عمرؓ سے حدیث سنی ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عمر کے زمانے میں سلیمان بن ابی حشمہ رمضان میں عورتوں کی امامت کیا کرتے تھے۔

ابی بکر بن سلیمان بن ابی حشمہ سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب نے سلیمان بن ابی حشمہ کو حکم دیا کہ وہ عورتوں کو تراویح پڑھائیں۔

عمر بن عبداللہ العنسی سے مروی ہے کہ ابی بن کعب اور تیم الداری دونوں نبی کریم ﷺ کی مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔اور سلیمان بن ابی حشمہ مسجد کے صحن میں عورتوں کو تراویح پڑھاتے تھے۔جب عثمان بن عفان خلیفہ ہوئے تو عورتیں اور مرد ایک ہی قاری سلیمان بن ابی حشمہ پر جمع ہو گئے۔عورتوں کو حکم دیتے تھے وہ رک جاتیں یہاں تک مرد گزر جاتے، پھر انہیں چھوڑ دیا جاتا تھا۔

ربیعہ بن عبداللہ......ابن الہدیر بوع بن عبدالعزیٰ بن عامر بن الحارث بن سعد بن تیم بن مرہ ان کی والدہ سمیہ بنت قیس بن الحارث بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

ربیعہ بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ وام جمیل ایک ام ولد سے پیدا ہوئے

عبدالرحمٰن وعثمان وہارون وعیسیٰ وموسیٰ ویحییٰ وصالح مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

حدیث میں مرتبہ......ربیعہ بن عبداللہ بن الہدیر رسول ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے ابوبکر وعمرؓ سے روایت کی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

ابن المنکدر سے مروی ہے کہ ربیعہ بن عبداللہ بن البدیر کو کہتے سنا کہ میں نے عمر بن خطاب کو زینب بنت جحش کے جنازے میں آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

ان کے بھائی منکدر بن عبداللہ......ابن الہدیر بن عبدالعزیٰ بن عامر بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ ان کی والدہ سمیہ بنت قیس بن الحارث بن نضلہ بن عویج ابن عدی بن کعب تھیں۔

اولاد......منکدر بن عبداللہ کے یہاں عبید اللہ اور ام عبید اللہ پیدا ہوئیں۔ان دونوں کی والدہ سعدہ بنت عبید اللہ بن شہاب بنی زہرہ میں سے تھیں۔

محمد بن المنکدر رفقیہ اور عمر وابوبکر وام یحییٰ مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

حضرت عائشہ کی طرف سے ہدیہ......ابی معشر سے مروی ہے کہ منکدر بن عبداللہ حضرت عائشہ کے پاس گئے انہوں نے پوچھا کہ تمہاری اولاد ہے؟ عرض کیا کہ نہیں حضرت عائشہ نے کہا کہ اگر میرے دس ہزار درہم ہوتے تو میں وہ سب تمہیں ہبہ کر دیتی۔شام تک معاویہ نے ان کے پاس مال بھیجا۔حضرت عائشہ نے کہا کہ میں کس قدر جلد مبتلا ہوگئی منکدر کو دس ہزار درہم بھیج دیئے۔انہوں نے اسی سے ایک لونڈی خریدی وہی محمد وعمر وابوبکر کی ماں تھیں (یعنی ام ولد تھیں)۔

عبداللہ بن عیاش......ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ اسماء بنت سلامہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش کے یہاں حارث اور امتہ اللہ پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ ہند بنت مطرف بن سلامہ بن مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں۔

عبداللہ بن عیاش ملک حبشہ میں پیدا ہوئے۔ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے کوئی حدیث روایت کی ہے۔البتہ عمر بن خطاب سے روایت کی ہے مدینے میں ان کا ایک مکان تھا۔

حارث بن عبداللہ......ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد......حارث بن عبداللہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے ان کی والدہ ام الغفار بنت عبداللہ بن عامر بن کریز بن عبیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عبدالعزیز وعبدالملک وعبدالرحمٰن وام حکیم وحنتمہ، ان سب کی والدہ حنتمہ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام تھیں۔

محمد وعمر وسعد وابوبکر وام فروہ وقریبہ وابنہ واسماء، ان سب کی والدہ عائشہ بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی بن کرب بن معاویہ بن جبلہ کندہ میں سے تھیں۔

عیاش بن الحارث ایک ام ولد سے پیدا ہوئے اور عمر دوسری ام ولد سے پیدا ہوئے۔

ام داؤد ام الحارث ان دونوں کی والدہ ام ابان بنت قیس بن عبداللہ ابن الحصین ذی الغصہ بن یزید بن شداد بن قنان الحارثی تھیں۔

ام محمد وامتہ الرحمٰن ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالرحمٰن وعبداللہ اکبر ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت صفوان ابن امیہ بن خلف الجمحی تھیں۔

بصرہ کی گورنری ...... عبداللہ بن زبیر نے حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرے کا گورنر بنایا تھا بہت تیز بولنے والے آدمی تھے۔ بصرے کے پیمانے پر نظر پڑی تو کہا کہ یہ بڑا پیمانہ بہت اچھا ہے (قباح صالح ہے) لوگوں نے ان کا لقب القباع (احمق) رکھ دیا۔

واعظ اور پارسا تھے، رنگ میں سیاہی تھی اس لئے کہ ان کی والدہ ایک حبشی عیسائی تھیں وہ مرگئیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ ان کے پاس آئے ساتھ بغرض تعزیت اور لوگ بھی آئے مگر سب کنارے رہے ان سے قرض لینے والے لوگ آئے اور ان کا انتظام کیا ان لوگوں کی بہت بڑی جماعت ان کے پاس آئی اور وہ سب علیحدہ تھے۔

حارث بن عبداللہ کے بارے میں ابوالاسود الدولی نے (اشعار ذیل میں) عبداللہ بن الزبیر سے کہا ہے

امیر المؤمنین ابابکر
اے ابوبکر اے امیر المؤمنین

ارحنا من قباع بنی المغیرہ
ہمیں قبیلہ بنی مغیرہ کے قباع سے نجات دلایئے

حمدناہ ولمناہ فاعیا
ہم انہیں اچھا بھی سمجھے اور قابل ملامت بھی

علینا مایعمر لنا مریرہ
ان کے معاملے نے تو ہمیں عاجز و حیران کردیا

سوی ان الفق نکح اکول
یہ اور بات ہے کہ وہ جوان ہیں اور خوب نکاح کرتے ہیں

وسھاک مخاطبہ کثیرہ
خوب کھاتے ہیں اور تیز بولنے والے ہیں جن کا کلام بہت ہے

کانا حین جئناہ اطغنا
جس وقت ہم لوگ ان کے پاس آتے ہیں تو گویا

بضبھان تورط فی خطیرہ
ایک ایسے بجو کے قریب آتے ہیں جو گھر میں گھس آیا ہو۔

معزولی اور دوسرے گورنر کا آنا ...... عبداللہ بن زبیر نے انہیں بصرے کی گورنری سے معزول کردیا۔ وہ ایک سال تک گورنر رہے ان کے بجائے مصعب بن الزبیر کو عامل بنایا وہ بصرے آئے مختار بن ابی عبید کے مقابلے کے لئے جانے کی تیاری کی۔

سعید بن العاص ...... ابن سعید ابی احیحہ بن العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن عبداللہ بن قیس بن عبدو بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔ کلثوم کی والدہ ام

حبیب بنت العاص میں امیہ ابن عبد شمس تھیں۔

اولاد......سعید بن العاص کے یہاں عثمان اکبر پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے محمد و عمر پیدا ہوئے عبداللہ اکبر اور حکم دونوں لاولد مر گئے ان سب کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبداللہ بن سعید کی والدہ ام حبیب بنت جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل تھیں۔

یحییٰ بن سعید اور ایوب جو لاولد مر گئے ان دونوں کی والدہ عالیہ بنت سلمہ بن یزید مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ مذحج میں سے تھیں۔

ابان بن سعید اور خالد اور زبیر جو دونوں لاولد مر گئے ان سب کی والدہ جویریہ بنت سفیان بن عویف بن عبداللہ بن عامر بن ہلال بن عامر بن عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھیں۔

عثمان اصغر بن سعید و داؤد سلیمان و معاویہ و آمنہ ان سب کی والدہ ام عمرو بنت عثمان بن عفان تھیں۔ ام عمرو کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس تھیں

سلیمان اصغر بن سعید ان کی والدہ ام سلمہ بنت حبیب بن بجیر بن عامر ابن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

سعید بن سعید ان کی والدہ مریم بنت عثمانؓ بن عفان تھیں، مریم کی والدہ نائلہ بنت فرافصہ بن الاحوص قبیلہ کلب سے تھیں۔

عنبسہ بن سعید ایک ام ولد سے تھے۔

عقبہ بن سعید اور مریم دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابراہیم بنسعید، ان کی والدہ بنت سلمہ بن قیس بن علاثہ بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب تھیں۔

جریر بن سعید وام سعید بنت سعید، ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

رملہ بنت سعید وام عثمان بنت سعید و امیمہ بنت سعید، ان سب لڑکیوں کی والدہ امیمہ بنت عامر بن عمرو بن ذبیان بن ثعلبہ بن عمرو بن یشکر بجیلہ میں سے تھیں اور بجیلہ ابی اراکہ کی بہن تھیں اور وہ الرواع بنت جریر بن عبداللہ البجلی تھیں۔

حفصہ بنت سعید اور عائشہ کبریٰ۔ وام عمرو وام یحییٰ، و فاختہ وام حبیب کبریٰ ام حبیب صغریٰ وام کلثوم وسارہ وام داؤد وام سلیمان وام ابراہیم وحمیدہ، یہ سب لڑکیاں مختلف ام ولد سے تھیں۔

عائشہ صغریٰ بنت سعید ان کی والدہ ام حبیب بنت بحر عامر بن مالک بن جعفر ابن کلاب تھیں۔

جب رسول اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو سعید نو یا اس کے قریب سال کے تھے۔ یہ اس لئے کہ ان کے والد عاص بن سعید بن العاص بن امیہ جنگ بدر میں بحالت کفر مارے گئے۔

عمر اور سعید کا باہمی مکالمہ......حضرت عمر بن خطاب نے سعید بن العاص سے کہا کہ مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں بے رخی کرتے دیکھتا ہوں۔ گویا تمہارا گمان ہے کہ میں نے ہی تمہارے والد کو قتل کیا ہے میں نے اسے قتل نہیں کیا اسے علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اگر میں اسے قتل کرتا تو ایک مشرک کے قتل سے عذر نہ کرتا۔ میں نے اپنے

ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ سعید بن العاص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر آپ ہی قتل کرتے تو آپ حق پر تھے اور وہ باطل پر تھا عمر کو اس بات نے ان سے خوش کر دیا۔

حضرت عمرؓ کا انہیں زمین دینا...... یحیٰ بن سعید الاموی نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ سعید ابن العاص عمر کے پاس آ کر البلاط والے مکان اور اپنے چچاؤں کی زمین کے قطعات میں جو رسول اکرم ﷺ کے پاس تھے زیادہ کرنے کو کہا۔ عمر نے کہا کہ صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھنا۔ سویرے آنا مجھے اپنی حاجت یاد دلانا۔

انہوں نے کہا کہ میں نے یہی کیا جب وہ واپس ہوئے تو میں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین میری وہ حاجت جس کے متعلق آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اسے آپ کو یاد دلاؤں۔ وہ میرے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ اپنے مکان کی طرف چلو میں اس کے پاس پہنچا انہوں نے میرے لئے زمین میں اضافہ کر دیا اور اپنے پاؤں سے نشان کر دیا۔

عرض کی کہ یا امیر المؤمنین اور زیادہ کیجئے کیونکہ میرے متعلقین اولاد بہت بڑھ گئی ہے فرمایا کہ یہ تمہیں کافی ہے یہ بات اپنے تک پوشیدہ رکھنا میرے بعد وہ شخص حکمران ہوگا جو تمہارے ساتھ صلہ رحمی کرے گا اور تمہاری حاجت پوری کرے گا۔

حضرت عثمان کا احسان...... میں خلافت عمر بن خطاب میں ٹھہرا رہا یہاں تک حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے انہوں نے خلافت کو شوریٰ اور رضا مندی سے حاصل کیا۔ میرے ساتھ صلہ رحمی کی احسان کیا میری حاجت پوری کی اور اپنی امانت میں شریک کیا۔

کوفہ کی گورنری...... لوگوں نے کہا کہ سعید بن العاص عثمان بن عفان کی قرابت کی وجہ سے انہی کے قریب رہے۔ جب عثمان نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفے سے معزولہ کر دیا تو سعید بن العاص کو بلا کر انہیں عامل بنایا کوفے میں آئے تو اس وقت ایک نوجوان ناز پرور پروردہ ناتجربہ کار تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں منبر پر اس وقت تک نہیں چڑھوں گا جب تک وہ خوب پاک وصاف نہ کیا جائے۔

حکم ہوتے ہی منبر دھویا گیا سعید بن العاص اس پر چڑھے اہل کوفہ کو خطبہ سنایا جس میں ان لوگوں کو قصور وار بتایا۔ نا اتفاقی اور اختلاف کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ یہ بستی قریش کے بچوں کا باغ ہے۔

لوگوں نے حضرت عثمان سے ان کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب کبھی تم میں سے کوئی شخص اپنے امیر سے ذرا سی بھی سختی دیکھتا ہے تو وہ ہم سے خواہش کرتا ہے کہ ہم اسے معزول کر دیں۔

حضرت علی کا تاثر...... سعید بن العاص حضرت عثمان کے پاس مدینہ منورہ آئے بڑے مہاجرین وانصار کے پاس تحفے اور چادریں بھیجیں۔ حضرت علی بن ابی طالب کو بھی بھیجا جو کچھ انہیں بھیجا گیا اسے انہوں نے قبول کیا اور کہا کہ بنی امیہ نے مجھے میراث ﷺ میں کسی قدر فوقیت دی ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں زندہ رہا تو اس کی وجہ سے ان لوگوں کو اس طرح کھرچوں گا جس طرح قصاب قیمہ کوٹنے کی لکڑی سے میلے گوشت کو کھرچتا ہے۔

سعید بن العاص کوفے واپس آئے اور وہاں کے باشندوں کو سخت نقصان پہنچائے۔تقریباً پانچ سال کوفہ کے گورنر رہے۔

ہاشم سے کیا گیا معاملہ......ایک مرتبہ انہوں نے کوفے میں کہا کہ تم میں سے کس نے چاند دیکھا ہے؟ یہ عید الفطر کا واقعہ ہے قوم نے کہا کہ ہم نے نہیں دیکھا۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے سعید بن العاص نے ان سے پوچھا کہ ساری قوم میں صرف تم نے اپنی اس کانی آنکھ سے دیکھا ہے۔ ہاشم نے کہا کہ تم مجھے میری آنکھ سے عیب لگاتے ہو حالانکہ وہ اللہ کی راہ میں گئی ہے۔ان کی آنکھ پر جنگ یمامہ میں چوٹ لگ گئی تھی۔

ہاشم نے روزہ نہ رکھا اور اپنے ساتھ لوگوں کو ناشتہ کرایا سعید بن العاص کو معلوم ہوا تو تو ان کو بلا بھیجا انہیں مارا اور ان کا مکان جلا دیا۔

ام الحکم بنت عتبہ بن ابی وقاص جو مہاجرات میں سے تھیں اور نافع بن ابی وقاص کوفے سے روانہ ہوئے مدینے آئے اور سعید نے ہاشم کے ساتھ جو کچھ کیا تھا اسے سعد بن ابی وقاص سے بیان کیا۔سعد بن ابی وقاص حضرت عثمان کے پاس آئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔عثمان نے کہا کہ ہاشم کے بدلے سعید تمہارے لئے ہیں تم انہیں مارنے کے عوض میں مارو۔سعید کا مکان ہاشم کے مکان کے بدلے تمہارے لئے ہے لہٰذا اسے جلا دو جیسا کہ انہوں نے ان کا مکان جلا دیا۔

عمر بن سعد جو اس زمانے میں بچے تھے دوڑتے ہوئے گئے اور سعد کے مکان میں جو مدینے میں تھا آگ لگا دی یہ خبر حضرت عائشہ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے سعد بن ابی وقاص کو اپنے پاس بلایا اور ان سے باز رہنے کی درخواست کی جس سے وہ باز آ گئے۔

انہیں معزول کرنے کا مطالبہ......مالک بن الحارث الاشتر، یزید بن کفف، ثابت بن قیس، کمیل بن زیاد النخعی، اور زید و صعصعہ فرزندان صوحان العبدی اور حارث بن عبداللہ الاعور، جندب ابن الازدی ابوزینب الازدی اور اصغر بن قیس الحارثی نے کوفے سے عثمان کی جانب کوچ کیا اور سعید بن العاص کو معزول کرنے کی درخواست کی۔

سعید بھی عثمانؓ کے پاس آئے ان لوگوں کے ساتھ ساتھ پہنچے۔ پھر عثمانؓ نے سعید کو معزول کرنے سے انکار کیا اور اپنے عمل پر واپس جانے کا حکم دیا۔

اشتر کی سعید کے خلاف کاروائی......اشتر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسی شب کو روانہ ہوا۔ دس رات میں کوفہ چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔منبر پر چڑھ کر کہا کہ یہ سعید بن العاص ہیں تمہارے پاس آیا ہے۔ جو گمان کرتا ہے کہ یہ بستی قریش کے لڑکوں کا باغ ہے۔ حالانکہ یہ بستی تم لوگوں کے سروں کے گرنے کا مقام ہے تمہارے نیزوں کا مرکز ہے۔اور تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی غنیمت ہے۔ جو شخص اپنے اوپر اللہ کا حق سمجھتا ہے وہ الجرعہ تک اٹھ کر جائے۔لوگ روانہ ہوئے الجرعہ جو کوفہ اور حیرہ کے درمیان تھا لشکر قائم کیا۔سعید بن العاص آئے العذیب میں اترے۔

اشتر نے یزید بن قیس الارجسی اور عبداللہ بن کنانہ العبدی کو بلایا۔ دونوں بڑے جنگجو تھے۔ان کو پانچ پانچ

سوسواروں پر امیر بنایا۔ اوران سے کہا کہ تم کوسعید بن العاص کے پاس جانا ہے۔ تم اسے نکال دواوراس کے سردار (عثمانؓ) سے ملادو اگر وہ انکار کرے تو اس کی گردن مار کر اس کا سر میرے پاس لے آؤ۔

وہ دونوں سعید کے پاس گئے۔ ان سے کہا کہ اپنے سردار عثمانؓ کی جانب کوچ کرو۔ انھوں نے کہا کہ میرے اونٹ پیاسے ہیں۔ چندروز انھیں چارہ دوں گا ہم مسر میں آئیں گے اپنی ضروریات خریدیں گے توشہ لیں گے پھر کوچ کروں گا۔ ان دونوں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم ایک لحہ بھی نہیں ضرور ضرور کوچ کرنا ہوگا۔ یا ہم لوگ تمھاری گردن ماردیں گے۔

جب انھوں نے ان دونوں کا اصرار دیکھا تو عثمانؓ سے ملنے کے لیے کوچ کیا اور وہ دونوں اشتر کے پاس آئے۔ اور اسے خبر دی اشتر اپنی چھاؤنی سے کوفہ واپس گیا۔ منبر پر چڑھا اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کہا کہ اے اہل کوفہ اللہ کی قسم مجھے تمھارے اوپر اللہ ہی کے لیے غصہ آیا ہم نے اس شخص (سعید) کو اس کے صاحب (عثمانؓ) سے ملادیا میں نے ابوموسیٰ الاشعری کو تمھاری نماز اور تمھاری سرحد کا اور حذیفہ بن الیمان کو تمھاری غنیمت پر عامل بنایا ہے۔

اہل کوفہ کی تجدید بیعت...... وہ اترا اور کہا کہا اے ابوموسیٰ تم منبر پر چڑھو ابوموسیٰ نے کہا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔ یہاں تک کہ تم لوگ آؤ امیر المؤمنین عثمانؓ کے لیے بیعت کرو اور اپنی گردنوں میں انھیں کی بیعت کی تجدید کرو۔

لوگوں نے ان کی بات قبول کر لی۔ انھوں نے ان کی گورنری قبول کر لی۔ اوران لوگوں کی گردنوں میں عثمانؓ کی بیعت کی تجدید کی۔ انھوں نے جو کچھ کیا تھا۔ وہ عثمان کو لکھ دیا عثمانؓ کو اس سے تعجب ہوا اور وہ مسرور ہوئے۔

اہل کوفہ کے شاعر عتبہ الوعل التغلبی نے کہا کہ

تصدق علینا ابن عفان واحتسب
وامر علینا الاشعری لیا لیا

(اے عثمان بن عفان ہمارے ساتھ نیکی کرو اور احسان کرو اور ہم پر چند راتوں کے لئے الاشعری کو امیر بنادو)

عثمانؓ نے کہا ہاں اگر میں زندہ رہا تو مہینوں اور برسوں کے لیے انھیں امیر بناتا ہوں۔

جو کچھ کہ اہل کوفہ نے سعید بن العاص کے ساتھ کیا تو جس وقت عثمانؓ پر جرات کی گئی ہے تو یہ سب سے پہلی کمزوری تھی جوان میں آ گئی۔

کوفہ پر ابوموسیٰ عثمانؓ کی طرف سے گورنر رہے۔ یہاں تک کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے۔ سعید بن العاص جس وقت کوفہ سے واپس آئے تو مدینے ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ لوگ عثمانؓ کے مقابلے کے لئیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اوران کا محاصرہ کرلیا۔ سعید مکان میں برابران لوگوں کے ہمراہ عثمانؓ کے ساتھ رہے۔ جو ان کے ہمراہ تھے۔ وہ ان سے جدا نہ ہوئے اوران کے لیے جنگ کرتے رہے۔

سعید کا قتال میں حصہ لینا...... عبداللہ بن ساعدہ سے مروی ہے کہ سعید بن العاص عثمانؓ کے پاس آئے

اور کہا کہ اے امیر المؤمنین کب تک آپ ہمارے ہاتھوں کو روکیں گے۔ ہم لوگوں کو کھایا جا رہا ہے یہ وہ قوم ہے کہ ان میں ایسے بھی ہیں جنھوں نے ہم پر تیر اندازی کی ہے۔ اور ایسے بھی ہیں جنھوں نے ہمیں پتھر مارے ہیں اور ان میں وہ بھی ہیں جو اپنی تلوار نیام سے باہر کئے ہوئے ہیں لہذا آپ ہمیں حکم دیجئے۔ عثمان نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ان لوگوں کا قتال نہیں چاہتا اگر میں ان لوگوں کا قتال چاہتا تو مجھے امید تھی کہ ان سے محفوظ ہو جاتا، لیکن میں انہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور انہیں بھی اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو ان لوگوں کو ہمارے پاس لائے ہیں۔ عنقریب ہم لوگ اپنے رب کے پاس جمع ہوں گے۔ رہی جنگ تو میں اللہ کی قسم تمہیں قتال کا حکم نہیں دوں گا۔

سعید کا سر پھٹ گیا...... سعید نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم کسی کو بھی آپ سے نہ پوچھیں گے انہوں نے نکل کر قتال کیا یہاں تک کہ ان کا سر پھٹ گیا۔

مصعب بن محمد بن عبداللہ بن ابی امیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے اس روز سعید بن العاص کو قتال کرتے دیکھا تھا کہ اس روز انہیں ایک شخص نے ایسی تلوار ماری جس نے دماغ کو زخمی کر دیا میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ وہ جنگ کا شور سنتے تھے تو ان پر بیہوشی طاری ہو جاتی۔

سعید کا خطبہ...... لوگوں نے بیان کیا کہ مکہ مکرمہ سے جب طلحہؓ وزبیرؓ وعائشہؓ بصرے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ سعید بن العاص اور مروان بن الحکم اور عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید اور مغیرہ بن شعبہؓ بھی تھے جب یہ لوگ مرالظہر ان میں اترے جس کو ذات عرق کہا جاتا ہے تو سعید بن العاص کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کہا۔ امابعد عثمان دنیا میں پسندیدہ ہو کر زندہ رہے اور اس سے گئے تو ان کی کمی محسوس کی جا رہی ہے انہوں نے نیکی اور شہادت کی موت پائی اللہ ان کی نیکیوں کو بڑھائے اور گناہوں کو گھٹائے ان کے درجات کو ان انبیاء وشہداء وصدیقین وصالحین کے ساتھ بلند کرے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے اور رفاقت کے لئے یہی لوگ اچھے ہیں۔

اے لوگو تمہارا دعویٰ ہے کہ تم لوگ خون عثمان کے انتقام کے لئے نکلے ہو اگر تم لوگ یہی چاہتے ہو تو قاتلین عثمان انہیں سواریوں کے آگے اور پیچھے ہیں لہذا اپنی تلواروں سے ان پر ٹوٹ پڑو ورنہ اپنے اپنے گھر واپس جاؤ اور مخلوق کی رضامندی میں اپنے آپ کو قتل مت کرو۔ لوگ قیامت میں کچھ بھی تمہارے کام نہ آسکیں گے۔

مروان کا جواب...... مروان بن الحکم نے کہا کہ ہم واپس نہ جائیں گے ہم ان کے بعض کو بعض سے ماریں گے ان میں سے جو قتل کر دیا جائے گا اس میں کامیابی ہو جائے گی اور اس سے فرصت مل جائے گی اور جو بچنے والا بچ جائے گا تو ہم اسے اس حالت میں تلاش کریں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے قتل کی وجہ سے سست وکمزور ہو گا

مغیرہ کی رائے...... مغیرہ بن شعبہ اٹھ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کہا کہ رائے تو وہی مناسب ہے جو سعید بن العاص نے سوچی ہے جو قبیلہ ہوازن کا ہو اور میرے ساتھ ہونا چاہے تو وہ ایسا کرے ان میں سے کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو گئے۔

مغیرہ بن شعبہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ طائف میں اترے اور وہیں رہے یہاں تک کہ جنگ جمل وصفین

کا وقت گزر گیا۔

سعید بن العاص ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے ان کی پیروی کی روانہ ہوئے مکہ مکرمہ میں اترے اور وہیں رہے یہاں تک کہ جنگ جمل وصفین کا وقت گزر گیا۔ طلحہ وزبیر و عائشہ اور ان کے ہمراہ عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید و مروان بن الحکم اور قریش وغیرہ میں سے ان کے متبعین بصرہ روانہ ہو گئے جنگ جمل میں شریک ہوئے۔ جب معاویہ خلیفہ بنے تو مروان بن الحکم کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا پھر انہیں معزول کر دیا اور سعید بن العاص کو والی بنایا۔ حسن بن علی کی وفات ان کی اسی ولایت میں ۵۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی ان پر سعید بن العاص نے نماز جنازہ پڑھی۔

مروان بن الحکم...... ابن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام عثمان یعنی آمنہ بنت علقمہ بن صفوان بن امیہ بن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخدج بن الحارث بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ تھیں۔ آمنہ کی والدہ صعبہ بنت ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھیں۔

اولاد...... مروان بن الحکم کے یہاں تیرہ بیٹا بیٹی پیدا ہوئے، عبدالملک کہ انہیں سے ان کی کنیت تھی۔ اور معاویہ اور ام عمروان کی والدہ عائشہ بنت المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ تھیں۔

عبدالعزیز بن مروان اور ام عثمان ان کی دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت زبان ابن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب کی تھیں۔

بشر بن مروان اور عبدالرحمٰن جو لاولد مر گیا ان دونوں کی والدہ قطیہ بنت بشر بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

ابان بن مروان و عبیداللہ و عبداللہ لاولد مر گیا ایوب و عثمان و داؤد و رملہ ان سب کی والدہ ام ابان بنت عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ تھیں۔ ام ابان کی والدہ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی تھیں۔

عمرو بن مروان وام عمروان کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

مروان کب پیدا ہوئے...... مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے وقت مروان بن الحکم آٹھ سال کے تھے اپنے والد کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہی رہے یہاں تک کہ ان کے والد حکم بن ابی العاص کی وفات مدینے منورہ میں عثمان بن عفان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ پھر مروان اپنے چچازاد بھائی عثمان بن عفان کے ساتھ رہے ان کے کاتب تھے۔

حضرت عثمان پر مروان کے سلسلہ میں الزام...... ان کے لئے عثمان نے اموال کا حکم دیا۔ اس بارے میں اپنے صلہ قرابت اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی و احسان کی تاویل کرتے۔ لوگ عثمان پر انہیں مقرب بنانے اور ان کی بات ماننے پر سخت نکتہ چینی کرتے اور خیال کرتے کہ ان امور کا اکثر حصہ جو عثمان کی طرف منسوب کیا

جا تا ہے مروان کا ہے۔ یہ محض مروان کی رائے ہے نہ کہ عثمان کی۔

عثمان جو کچھ مروان کے ساتھ کرتے انہیں مقرب بناتے لوگ اس پر معترض تھے مروان انہیں اصحاب اور لوگوں پر برانگیختہ کرتے لوگ ان کے بارے میں جو گفتگو کرتے اور ان کی وجہ سے جو دھمکی دیتے وہ سب انہیں پہنچاتے تھے۔اور یقین دلاتے تھے کہ وہ اس کے ذریعے سے ان سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔عثمان بہت کریم ،سلیم الفطرت انسان تھے وہ ان باتوں میں سے بعض کی تصدیق کرتے اور بعض امور کا انکار کردیتے۔مروان کے سامنے اصحاب رسول سے جھگڑا کرتے وہ انہیں اس سے روکتے اور ڈانٹتے۔

حضرت عثمان کے محصور ہونے کے دوران حضرت عائشہ کا عمرے کا ارادہ......

جب عثمان محصور ہو گئے تو مروان ان کے لئے سخت قتال کررہے تھے اسی زمانے میں حضرت عائشہ نے حج کا ارادہ کیا مروان وزید بن ثابت وعبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید بن ابی العاص ان کے پاس آئے اور سب نے عرض کی کہ اے ام المؤمنین اگر آپ قیام کرتیں تو بہتر ہوتا کیونکہ امیر المؤمنین جیسا کہ آپ دیکھ رہی ہیں محصور ہیں آپ کا قیام ان چیزوں میں سے ہے جس سے اللہ ان سے (محاصرے کو) دور کردے گا۔

حضرت عائشہ نے کہا کہ میں اپنی سواری پر بیٹھ چکی اور اپنی راحت وآرام کو ترک کردیا میں قیام کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ان لوگوں نے پھر اسی بات کو دہرایا اور انہوں نے جو جواب پہلے دیا تھا اس کا اعادہ کیا مروان یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے

وحرق قيس علی البلا
اور قیس نے شہروں کو آگ لگادی
وحتیٰ اذا ماستعرت اجدنا
یہاں تک کہ وہ بھڑک جائے گی تو اسے گل کرے گا

حضرت عائشہ نے کہا کہ اے اشعار کو مجھ پر صادق کرنے والے اگر تمہارے اور تمہارے ان ساتھی جن کے معاملے نے تمہیں مشقت میں ڈالا ہے دونوں کے پاؤں میں چکی (بندھی) ہو اور تم دونوں سمندر میں ڈوبتے ہو تب بھی مجھے مکہ مکرمہ جانا پسند ہے۔

مروان کا قتال......عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں مروان سخت قتال کررہے تھے اس روز ان کے ٹخنے میں ایسی تلوار لگی جس سے گمان ہوتا تھا کہ وہ اس زخم سے مرجائیں گے۔

ابی حفصہ مولائے مروان سے مروی ہے کہ اس روز مروان بن حکم رجز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ کون مجھ سے قتال کرے گا۔مقابلے پر عروہ ابن شیم بن البیاع اللیثی آیا لیثی نے گدی پر تلوار ماری جس سے مروان اپنے منہ کے بل گر پڑا۔عبید بن رفاع بن رافع الزرقی اٹھ کر جو چھری اس کے پاس تھی وہ لے کر اس کے پاس گئے تا کہ اس کا سر کاٹ دیں ان کی رضاعی ماں فاطمہ الشقفیہ جو ابراہیم بن العربی حاکم یمامہ کی دادی تھیں اٹھ کر گئیں اور کہا کہ اگر تم اس کو قتل کرنا چاہتے تو اسے قتل کرچکے اب گوشت کاٹ کر کیا کروگے عبید بن رفاع شرما گئے اور چھوڑ دیا۔

عیاش بن عباس سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو اس روز ابن البیاع کے پاس موجود تھا ابن البیاع مروان بن الحکم سے قتال کر رہا تھا اس کی قبا میری نظر میں ہے جس کے دامن اس نے کمر بند کے نیچے کر لئے تھے اور قبا کے نیچے زرہ تھی۔ اس نے مروان کی گدی پر ایک ضرب ماری جس نے اس کی گردن کی رگیں کاٹ دیں اور وہ اوندھے منہ گر پڑا لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کا کام تمام کر دیں کہا گیا کہ کیا تم اس کا گوشت کاٹو گے تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

عبید بن رفاع سے مروی ہے کہ مجھ سے یوم الدار (قتل عثمان) کے بعد والد نے جو مروان بن حکم کا ذکر کر رہے تھے کہا کہ اے اللہ کے بندو میں نے اس کے ٹخنے پر ایسی تلوار ماری میں تو یہی خیال کرتا تھا کہ وہ مر گیا۔ لیکن ایک عورت نے مجھے غیرت دلائی کہ اور کہا کہ تم اس کا گوشت کاٹ کر کیا کرو گے مجھے غیرت آئی اور اسے چھوڑ دیا۔

لوگوں نے کہا کہ جب عثمان شہید ہو گئے اور طلحہ و زبیر و عائشہ خون عثمانؓ کے انتقام کی طلب میں بصرے گئیں تو مروان بن حکم ان کے ساتھ روانہ ہوا اور اس روز بھی اس نے سخت قتال کیا جب اس نے لوگوں کو بھاگتے اور طلحہ بن عبید اللہ کو کھڑے دیکھا تو کہا اللہ کی قسم عثمان کے خون کا ذمہ دار یہی ہے یہی سب سے زیادہ ان پر سخت تھا میں آنکھ سے دیکھنے کے بعد کوئی علامت تلاش نہ کروں گا ایک تیر نکال کر مارا اور قتل کر ڈالا۔

مروان نے اتنا قتال کیا کہ اسے زخمی حالت میں اٹھا کر عنزہ کی ایک عورت کے مکان میں پہنچایا گیا۔ ان لوگوں نے اس کا علاج کیا اور اس کی نگرانی کی مروان کے متعلقین ان لوگوں کا برابر شکر ادا کرتے رہے۔

حضرت علی کی بیعت...... اصحاب جمل بھاگ گئے مروان چھپ گیا اس کے لئے علی بن ابی طالب سے امان طلب کی گئی انہوں نے انہیں امان دی۔ مروان نے کہا کہ مجھے اس وقت تک قرار نہ آئے گا جب تک میں ان سے بیعت نہ کرلوں وہ ان کے پاس آئے اور ان سے بیعت کرلی۔

معاویہ سے ملنا اور مدینہ منورہ کی گورنری...... اس کے بعد مروان الحکم مدینہ منورہ چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان خلیفہ بنے ۔ ۲۱ھ میں انہوں نے مروان بن الحکم کو مدینہ منورہ کا گورنر بنا دیا۔

بعد میں آنے والے گورنر...... پھر اسے معزول کر دیا اور سعید بن العاص کو گورنر بنا دیا انہیں بھی معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو گورنر بنا دیا وہ اس کی وفات تک مدینہ منورہ کے گورنر رہے مروان اس زمانے میں مدینہ منورہ سے معزول تھا۔

یزید کا دور...... یزید نے ولید بن عتبہ کے بعد عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ کا گورنر بنایا ایام حرہ میں اہل مدینہ منورہ نے حملہ کیا تو انہوں نے عثمان بن محمد اور بنی امیہ کو مدینہ مورہ سے نکال دیا اور ان لوگوں کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ انہی میں مروان بن حکم بھی تھا۔

انہوں نے ان لوگوں سے قسمیں لیں کہ وہ اہل مدینہ کے پاس نہ آئیں گے اور قادر ہوں گے تو اس لشکر کو واپس کرانے پر قادر ہوں گے جو مسلم بن عقبہ المری کے ہمراہ اہل مدینہ منورہ کی جانب روانہ کیا گیا تھا۔

یہ لوگ مسلم بن عقبہ کے سامنے آئے اوا سے سلام کیا وہ ان لوگوں سے مدینہ اور اہل مدینہ کو دریافت کرنے لگا مروان اسے خبر دینے لگا اور اسے لوگوں کے خلاف برانگیختہ کرنے لگا۔

مسلم نے اس سے کہا تم لوگوں کی کیا رائے ہے امیر المؤمنین کے پاس جاتے ہو یا میرے ساتھ چلتے ہو ان لوگوں نے کہا کہ ہم امیر المؤمنین کے پاس جاتے ہیں البتہ مروان نے کہا کہ میں تو تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

مدینہ منورہ پر حملہ......مروان اس کے ساتھ معین و مددگار بن کر روانہ ہوا اور اہل مدینہ منورہ پر فتح حاصل کی لوگ قتل کئے گئے مدینہ منورہ تین مرتبہ لوٹا گیا۔ مسلم بن عقبہ نے یہ واقعہ یزید کو لکھا مروان بن حکم کا شکریہ لکھا اپنے ساتھ اس کی مدد اس کی خیر خواہی اور اس کے قیام کا بھی ذکر کیا۔

مروان یزید بن معاویہ کے پاس شام آیا یزید نے اس کا شکریہ ادا کیا اپنا مقرب بنایا اور نزدیکان صحبت میں سے کیا، مروان یزید بن معاویہ کی وفات تک شام میں رہا۔

یزید نے اپنے بعد اپنے بیٹے معاویہ بن یزید کو ولی عہد نامزد کیا لوگوں نے ان سے بیعت کر لی اور اس کے پاس تمام آفاق سے بیعت کی خبر آ گئی سوائے اس اختلاف کے جو ابن زبیر اور اہل مکہ کی طرف سے ہوا۔

معاویہ بن یزید کی مختصر خلافت......معاویہ بن یزید تین مہینے یا چالیس دن خلیفہ رہے اور برابر گھر میں ہی رہے لوگوں کے پاس نہ آ سکے کیونکہ بیمار تھے۔ دمشق میں ضحاک بن قیس الفہری کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تھے، جب معاویہ بن یزید سخت علیل ہو گئے تو ان سے کہا گیا کہ اگر آپ کسی کو ولی عہد بنا دیتے تو بہتر تھا۔

معاویہ نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے تو اس خلافت نے زندگی میں کوئی نفع نہیں دیا جو میں اسے مرنے کے بعد بھی اپنی گردن میں ڈالوں اگر وہ خیر ہوتی تو آل ابی سفیان نے اس سے بہت سی خیر اس طرح جمع کر لی ہوتی کہ بنی امیہ اس کی حلاوت نہ لے جاتے اور میں اس کی تلخی کو اپنی گردن میں نہ ڈالتا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی مجھ سے اس کی باز پرس نہ کرے گا (کہ تم نے کسی کو ولی عہد یا خلیفہ کیوں نہیں بنایا)۔

جب میں مر جاؤں تو ولید بن عتبہ مجھ پر نماز پڑھیں اور ضحاک بن قیس لوگوں کو پنجگانہ پڑھائیں یہاں تک کہ لوگ اپنے لئے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں اور کوئی شخص خلافت قائم کرے۔

معاویہ بن یزید دفن کر دیئے گئے تو مروان بن حکم ان کی قبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کس کو دفن کیا لوگوں نے کہا کہ معاویہ بن یزید کو اس نے کہا کہ یہ ابو لیلیٰ ہیں ازنم الفزاری نے کہا۔

انی اری فتنا تغلی مراجلها
میں دیکھتا ہوں کہ فتنوں کی دیگیں ابلتی ہیں
فالملک بعد ابی لیلیٰ لمن غلبا
ابو لیلیٰ کے بعد سلطنت اس کی ہوگی جو غالب آئے گا

ابن زبیر کی بیعت......شام میں لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ لشکر کے امراء میں سب سے پہلے جس نے مخالفت کی اور ابن زبیر کو دعوت دی وہ نعمان بن بشر تھے جو حمص میں تھے اور زفر بن الحارث قنسرین میں تھے۔ دمشق

میں خفیہ طور پر ضحاک بن قیس نے دعوت دی۔ پھر انہوں نے لوگوں کو ابن الزبیر کی بیعت کی علانیہ دعوت دی سب نے ان کی یہ دعوت قبول کر لی اور ان کی بیعت کر لی۔

ابن زبیر کو معلوم ہوا تو انہوں نے ضحاک بن قیس کو شام کی عہدہ داری کے لئے لکھ دیا۔ ضحاک بن قیس نے امراء نے لشکر کو جنہوں نے ابن زبیر کی بیعت کی تھی مدینہ آنے کی دعوت دی وہ ان کے پاس آئے۔

مروان کا ابتدائی ارادہ مروان نے جب یہ دیکھا تو ابن زبیر کی بیعت کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوا تا کہ ان سے بیعت کر لے اور بنی امیہ کے لئے امان طلب کر لے اس کے ساتھ عمرو بن سعید بن العاص بھی روانہ ہوا، یہ لوگ ازرعات میں تھے جو اب شہر البثنیہ ہے کہ عراق سے آتا ہوا عبیداللہ بن زیاد ملا اس نے مروان سے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے اس نے اپنا ارادہ بیان کیا عبیداللہ نے کہا کہ سبحان اللہ کیا تم اپنے لئے اس بات پر راضی ہو تم ابن خبیب سے بیعت کرو گے حالانکہ بنی عبد مناف کے سردار ہو؟ واللہ تم ان سے زیادہ خلافت کے حق دار ہو۔

لوگوں کی آراء...... مروان نے ان سے کہا کہ پھر کیا رائے ہے۔ اس نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ واپس چلو اور اپنی بیعت کی طرف دعوت دو۔ میں قریش اور ان کے غلاموں کا تمہارے لئے ذمہ دار ہوں ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت نہ کرے گا۔ عمرو بن سعید نے کہا کہ عبیداللہ نے سچ کہا بے شک تم قریش کی جڑ ہو ان کے شیخ اور ان کے سردار ہو۔ لوگ صرف اس کے لڑکے خالد بن یزید بن معاویہ کی طرف نظر کریں گے تو تم ان کی ماں سے نکاح کر لو۔ وہ تمہاری تربیت میں آ جائے گا۔ اپنی طرف دعوت دو میں تم سے اہل یمن کا ذمہ دار ہوں وہ لوگ میری مخالفت نہ کریں گے عبیداللہ کو وہ لوگ مانتے تھے عبیداللہ نے کہا کہ اس شرط پر کہ تم اپنے بعد میرے لئے بیعت لینا اس نے کہا کہ ہاں

مروان عمرو بن سعید اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے واپس ہوئے۔ عبیداللہ بن زیاد جمعہ کو دمشق میں آیا مسجد میں گیا نماز پڑھی پھر نکلا باب القرادیس میں اترا روزانہ سوار ہو کر ضحاک بن قیس کے پاس جاتا سلام کرتا پھر اپنے مکان واپس آ جاتا۔

اس نے ایک روز ان سے کہا کہ اے ابو انیس تم پر تعجب ہے شیخ قریش ہو کر ابن زبیر کی طرف دعوت دیتے ہو اور اپنے آپ کو چھوڑتے ہو حالانکہ لوگوں کے نزدیک تم ان سے زیادہ پسندیدہ ہو لہٰذا تم اپنی دعوت دو۔

لوگوں کا ردعمل...... انہوں نے تین دن تک اپنی طرف دعوت دی اس پر لوگوں نے کہا کہ تم ہماری بیعت ایک شخص کے لئے لے چکے پھر بغیر اس کے کہ اس نے کوئی حادثہ پیدا کیا ہو تم اس کی معزولی کی طرف دعوت دیتے ہو ضحاک نے جب یہ دیکھا تو ابن زبیر کی طرف دعوت دینے پر واپس ہوئے۔ اس واقعے نے انہیں لوگوں کے نزدیک مفسد بنا دیا اور ان سے بددل کر دیا۔

عبیداللہ بن زیاد نے کہا کہ جس نے ابن زبیر کی بیعت کا ارادہ کیا اس نے ان کے ساتھ مکر کیا۔ وہ مدائن اور الحصون میں جنگ کرنے اور اپنے پاس لشکر جمع کرنے نہیں آئے (یعنی ان مقامات میں) ان کے لئے جو بیعت ہوئی وہ محض تمہاری وجہ سے ہوئی اب تم کیا چاہتے ہو کہ دمشق سے نکلو اور لشکروں کو اپنے ساتھ لے لو۔

ضحاک نکلے اور المرج میں اترے عبیداللہ دمشق میں اور مروان و بنی امیہ تدمر میں عبداللہ و خالد فرزندا نیزید

بن معاویہ الجابیہ میں اپنے ماموں حسان بن مالک بحدل کے پاس رہے۔

مروان کی بیعت کے لئے تدبیریں...... عبیداللہ نے مروان کو لکھا کہ میں لوگوں کو تمہاری بیعت کی دعوت دیتا ہوں تم حسان بن مالک کو لکھو کہ وہ تمہارے پاس آئے وہ تمہاری بیعت سے تمہیں ہرگز نہیں پھیرے گا پھر تم ضحاک کے پاس جاؤ اس نے تمہارے لئے میدان تیار کر دیا ہے۔

مروان نے بنی امیہ اور ان کے اموال کو دعوت دی ان لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اس نے یزید کی بیوی خالد بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کر لیا اور حسان بن مالک بن بحدل کو لکھ کر دعوت دی کہ اس سے بیعت کرے اس کے پاس آئے اور اس سے بیعت کرے مگر اس نے انکار کر دیا۔

مروان کو کوئی تدبیر بن نہ پڑی تو اس نے عبیداللہ کو بلا بھیجا عبیداللہ نے لکھا کہ تم اپنے ہمراہ بنی امیہ کو لے کر اس کے مقابلے کے لئے نکلو مروان اور کل بنی امیہ حسان بن مالک کے مقابلے کے لئے نکلے وہ الجابیہ میں تھا جو لوگ وہاں تھے آپس میں اختلاف کر رہے تھے مروان نے اسے اپنی بیعت کی دعوت دی۔

حسان نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تم لوگ حسان سے بیعت کر لو گے تو تم پر کوڑے کا بندھن اور جوتے کا تسمہ اور درخت کا سایہ بھی حسد کرے گا کیونکہ مروان اور آل مروان قیس کے اہل بیعت ہیں چاہتے ہیں کہ مروان دس کا بھائی ہو اور دس کا باپ ہو لہٰذا اگر تم نے اس کی بیعت کر لی تو تم لوگ اس کے غلام ہو جاؤ گے لہٰذا تم لوگ میرا کہنا مانو اور خالد بن یزید سے بیعت کر لو۔

خالد کی بیعت کا مسئلہ...... روح بن زنباع نے کہا کہ بڑے سے (یعنی مروان سے) بیعت کرو اور چھوٹے کو (یعنی خالد کو) جوان ہونے دو۔

حسان بن مالک نے خالد سے کہا کہ اے میرے بھانجے میری خواہش تو تمہارے ہی بارے میں تھی مگر لوگوں نے تمہاری کم سنی کی وجہ سے انکار کیا اور مروان ان لوگوں کے نزدیک تم سے اور ابن زبیر سے زیادہ محبوب ہے خالد نے کہا کہ لوگوں نے میری کم سنی کی وجہ سے انکار نہیں کیا بلکہ تم عاجز ہو کہ میرے لئے بیعت لو اس نے کہا کہ ہرگز نہیں۔

حسان اور اہل اردن نے اس شرط پر بیعت کر لی کہ مروان سوائے خالد بن یزید کے اور کسی کے لئے بیعت نہ لے گا۔ خالد کے لئے حمص کی امارت ہو گی اور عمرو بن سعید کے لئے دمشق کی امارت ہو گی۔

مروان کی بیعت...... الجابیہ میں مروان کی بیعت ۱۵ ذی القعدہ ۶۴ھ میں یوم دوشنبہ کو ہوئی عبیداللہ بن زیاد نے اہل دمشق سے مروان کے لئے بیعت لی اس کے متعلق مروان کو لکھ دیا تو مروان نے کہا کہ اگر اللہ چاہے گا تو وہ میرے لئے ایسی مکمل خلافت کر دے گا کہ اس کی مخلوق میں سے کوئی شخص مجھے اس سے نہ روک سکے گا حسان بن مالک نے کہا کہ تم نے سچ کہا۔

مروان کا ضحاک سے مقابلہ...... مروان الجابیہ سے چھ ہزار لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور مرج راہط میں

اترا اس کے ساتھیوں میں سے جو دمشق وغیرہ ہم کے لشکریوں میں سے تھے سات ہزار آدمی اس سے مل گئے اب وہ تیرہ ہزار کے ساتھ ہو گیا جن میں اکثر پیدل تھے۔ مروان کے لشکر میں صرف اسی آزاد کردہ غلام تھے جن میں چالیس عباد بن زید کے تھے اور چالیس باقی لوگوں کے۔

مروان کے میمنے پر عبید اللہ بن زیاد (امیر) تھا۔ اور میسرے پر عمرو بن سعید ضحاک بن قیس نے امرائے لشکر کو لکھا سب اس کے پاس المرج پہنچ گئے اور وہ تیس ہزار کے ساتھ ہو گیا۔

ان لوگوں نے وہاں بیس روز قیام کیا روزانہ جنگ کرتے۔ ضحاک بن قیس اور اس کے ساتھ قبیلہ قیس کے بہت سے آدمی مارے گئے ضحاک بن قیس مارا گیا اور لوگ بھاگ گئے تو مروان اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے دمشق آئے اس نے اپنے عاملوں کو لشکروں پر مقرر کر کے بھیج دیا۔ تمام اہل شام نے اس کی بیعت کر لی۔

خالد کے ساتھ مروان کا نامناسب رویہ...... مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کو کسی قدر حکومت کا لالچ دیا تھا پھر اسے مناسب معلوم ہوا تو اپنے دونوں بیٹوں عبد الملک اور عبد العزیز فرزندان مروان کو اپنے بعد خلافت کے لئے نامزد کیا اس نے چاہا کہ خالد کی قدر گھٹا دے اس کے مرتبے میں کمی کر دے اور لوگوں کو اس سے بے رغبت کر دے حالانکہ جب وہ اس کے پاس آتا تھا تو اسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیتا تھا۔

خالد ایک روز اس کے پاس آیا اور حسب معمول اس مجلس میں بیٹھنے لگا جس میں اسے اکثر بٹھاتا تھا مروان نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ اور تر سرین والے کے بیٹے (تنح) دور ہو اللہ کی قسم میں نے تجھے میں ذرا بھی عقل نہیں پائی۔

خالد کا ردعمل...... خالد اسی وقت غضبناک ہو کر اپنی ماں کے پاس واپس گیا اور کہا کہ تو نے مجھے رسوا کیا مجھے سرنگوں اور ذلیل کیا پوچھا کہ کیا بات ہے اس نے کہا تو نے میرے ساتھ قصور کیا پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ تو نے اس شخص کے ساتھ نکاح کیا جس نے میرے ساتھ یہ یہ کیا اور جو کچھ مروان نے کہا تھا اس سے آگاہ کیا۔

خالد کی والدہ کا انتقام اور مروان کا قتل...... ماں نے کہا کہ یہ بات تم سے اور کوئی نہ سننے پائے اور نہ مروان کو معلوم ہونے پائے کہ تم نے مجھے کچھ بتایا ہے تم جس طرح میرے پاس آتے تھے آتے رہو اور اس وقت تک اس بات کو پوشیدہ رکھو جب تک کہ اس کا انجام نہ دیکھ لو میں اس کے لئے تمہیں کافی ہوں اور میں اس سے تمہاری حفاظت کروں گی۔

خالد خاموش ہو گیا اور اپنے مکان چلا گیا، مروان آیا اور ام خالد بنت ابی ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا جو اس کی بیوی تھی۔ اس نے کہا کہ خالد نے تم سے کیا کہا میں نے آج اس سے کیا کہا اور اس نے میری جانب سے تم سے کیا بیان کیا اس نے کہا کہ خالد نے مجھ سے کچھ نہیں کہا اور نہ مجھے کچھ بتایا۔

مروان نے کہا کہ کیا اس نے تم سے میری شکایت نہیں کی میری تقصیر جو اس کے ساتھ ہوئی اور جو گفتگو میں نے اس سے کی وہ اس نے تم سے بیان نہیں کی اس نے کہا کہ یا امیر المؤمنین تم خالد کی نظر میں بہت بزرگ ہو اور تمہاری تعظیم میں اس سے بہت زیادہ ہے کہ تمہاری طرف سے کچھ بیان کرے یا تم کچھ کہو تو وہ اس سے رنج کرے تم

تو اس کے والد کے قائم مقام ہو۔

مروان جھک گیا اور سمجھا کہ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح اس سے بیان کیا گیا اور اس نے سچ کہا ہے وہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ جب اس کے بعد کا وقت ہوا اور قیلولے کا وقت آیا تو وہ اس کے پاس سو گیا۔

والدہ خالد زوجہ مروان اور اس کی باندیاں اٹھیں دروازے بند کر دیئے اس نے ایک تکیہ کا ارادہ کیا اور اسے اس کے منہ پر رکھ دیا پھر وہ اور اس کی باندیاں اسے بے ہوش کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

وہ کھڑی ہوئی اور اس نے اپنا گریبان چاک کیا اور اپنی باندیوں اور خدمت گاروں کو بھی حکم دیا انہوں نے بھی چاک کیا اور اس پر چیخ چیخ کر روئیں اور کہا کہ امیر المؤمنین یکا یک مر گئے۔

مدت حکومت ...... یہ واقعہ یکم رمضان ۶۵ھ کو ہوا اور مروان اس روز چونسٹھ سال کا تھا اس کی حکومت شام و مصر پر آٹھ مہینے نہ بڑھی اور کہا جاتا ہے کہ چھ مہینے سے زیادہ نہ رہی (پہلے روایت آ چکی ہے کہ ۱۵ ذی القعدہ ۶۴ھ کو مروان کی بیعت کی گئی اس حساب سے اس کی حکومت پورے ساڑھے نو مہینے رہی)۔

علی بن ابی طالب نے ایک روز اسے دیکھا تو کہا کہ یہ اپنی کاکلیں سفید ہونے کے بعد ضرور ضرور گمراہی کا جھنڈا اٹھائے گا اور اس کے لئے ایک مرتبہ اس طرح حکومت ہوگی جس طرح کتا اپنی ناک چاٹتا ہے۔

عبدالملک بن مروان کی حکومت ...... اس کے بعد اہل شام نے عبدالملک بن مروان سے بیعت کر لی شام و مصر عبدالملک کے قبضے میں رہے جس طرح اس کے والد کے قبضے میں تھے عراق و حجاز ابن الزبیر کے قبضے میں رہے اور دونوں کے درمیان سات سال تک جھگڑا رہا۔ پھر مکے میں ابن زبیر ۱۷ جمادی الاولی ۷۲ھ یوم سہ شنبہ قتل کئے گئے جو اس وقت بہتر سال کے تھے اس کے بعد عبدالملک بن مروان کی حکومت پورے طور سے قائم ہو گئی۔

مروان نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ جس نے کوئی چیز صلہ رحمی کے لئے ہبہ کر دی تو وہ اس میں رجوع نہ کرے۔

عثمانؓ اور زید بن ثابت اور بسرہ بن صفوان سے بھی روایت کی ہے مروان نے سہل بن سعد الساعدی سے بھی روایت کی ہے۔

مروان کا طرز عمل ...... مروان مدینے منورہ کے جب گورنر تھے صحابہ کرام کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتا اور جس چیز پر وہ اتفاق کرتے اسی عمل کرتا اس نے پیمانہ (صاع) جمع کئے ان سب کو جانچا اور اسے اختیار کیا جو سب سے زیادہ صحیح تھا اس نے حکم دیا کہ اسے ناپا جائے وہ صاع مروان کہلایا حالانکہ وہ صاع مروان نہ تھا رسول اکرم ﷺ کا ہی صاع تھا لیکن مروان نے ان سب صاعوں کو جانچا تھا اور ان میں جو سب سے زیادہ درست تھا اسی پر پیمائش قائم کر دی۔

عبداللہ بن عامر ...... ابن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی اور والدہ دجاجہ بنت اسماء بن صلت بن حبیب بن حارثہ ابن ہلال بن حزام بن سمال بن عوف بن امری القیس بن بہثہ

بن سلیم بن منصور تھیں۔

اولاد...... عبداللہ بن عامر کے بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں

عبدالرحمٰن ام ولد سے تھے جو لاولد یوم الجمل میں مقتول ہوئے
عبداللہ اپنے والد سے پہلے ہی وفات پا گئے اور عبدالملک وزینب ان سب کی والدہ کیسہ بنت الحارث بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔ کیسہ کی والدہ بنت ارطاۃ بن عبد شرجیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی تھیں اور بنت ارطاۃ کی والدہ اروی بنت عبدالملک بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔
عبدالحکیم وعبدالحمید دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سفیان بن عویف بن عبداللہ بن عامر بن ہلالبن عامر بن عوف بن الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ تھیں۔
عبدالمجید ام ولد سے تھے۔
عبدالرحمٰن اصغر اور عبدالسلام جو لاولد مر گئے ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
عبدالرحمٰن وابوالنضر بھی ام ولد سے تھے
عبدالکریم وعبدالجبار اور امتہ الحمید ان سب کی والدہ ہند بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔ ہند کی الدہ حنفاء بنت ابی جہل بن ابی ہشام بن المغیرہ تھیں۔ اور حنفاء کی الدہ اروی بنت اسید بن ابی العاص بن امیہ تھیں
ام کلثوم بنت عبداللہ ان کی الدہ امتہ اللہ بنت الوارث ابن الحارث بن ربیعہ بن خویلد بن نفیل بن عمرو بن کلاب تھیں۔
امتہ الغفار بنت عبداللہ ان کی والدہ ام ابان بنت مکلبہ بن جابر بن اسمین بن عمرو بن سنان بن عمرو بن ثعلبہ بن یربوع بن الدول بن حنیفہ قبیلہ ربیعہ سے تھیں
عبدالاعلیٰ بن عبداللہ اور امتہ الواحد ام ولد سے تھیں
ام عبدالملک ان کی والدہ بنی عقیل میں تھیں۔

پیدائش اور ابتدائی حالات...... لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عامر ہجرت کے چار سال کے بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے ۷ھ میں جب عمرہ قضاء ہوا اور رسول اکرم ﷺ عمرہ کے لئے تشریف لائے تو ابن عامر کو جو تین سال کے تھے آپ کے پاس لایا گیا۔ آنحضرت نے کھجور چبا کر ان کے تالو میں لگا دی۔ انہوں نے زبان سے نکال کر اسے چاٹا اور اپنا منہ کھول دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ یہ السلمیہ کا بیٹا ہے لوگوں نے عرض کی کہ جی ہاں فرمایا کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اور تم سب سے زیادہ ہمارا مشابہ ہے وہ سیراب ہوگا عبداللہ ہمیشہ شریف رہے سخی کریم اور بہت مال واولاد والے تھے۔ تیرہ سال کے تھے جب ان کے ہاں عبد الرحمٰن پیدا ہوئے۔

امارت ...... جب عثمان بن عفان خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ابوموسیٰ الاشعریٰ کو چار سال تک بصرے کی امارت پر برقرار رکھا جیسا کہ عمر نے انہیں اشعری کے بارے میں وصیت کی تھی پھر انہیں معزول کر دیا اور بصرے پر اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو والی بنایا جو پچیس سال کے تھے۔

ابوموسیٰ کو لکھا کہ میں نے تمہیں کمزوری وخیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا مجھے رسول اکرم ﷺ ابوبکر وعمرؓ کا تم کو عامل بنانے کا زمانہ یاد ہے مجھے تمہاری فضیلت معلوم ہے تم مہاجرین اولین میں سے ہو لیکن میں عبداللہ بن عامر کا حق قرابت داری ادا کرنا چاہتا ہوں اور میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ تمہیں تیس ہزار درہم دیں دیں۔

ابن عامر اور ابوموسیٰ کا مکالمہ ...... ابوموسیٰ نے کہا کہ اللہ کی قسم عثمانؓ نے مجھے بصرے سے اس حالت میں معزول کیا کہ میرے پاس کوئی دینار نہ تھا نہ درہم ۔ یہاں تک کہ مدینے سے میرے عیال کے لیے کے وظیفے آئے ۔ میں اس وقت تک بصرہ چھوڑنے کے قابل نہ ہوا جب تک کہ میرے عیال کے مال میں دینار و درہم نہ ہوگیا۔ انھوں نے ابن عامر سے کچھ نہیں لیا۔

ان کے پاس ابن عامر آئے اور کہا کہ اے ابوموسیٰ آپ کے بھائی کی اولاد میں مجھ سے زیادہ آپ کی فضیلت کا جاننے والا کوئی نہیں ہے ۔ اگر آپ ٹھہریں تو آپ ہی اس شہر کے امیر ہیں ۔ اور اگر آپ کوچ کریں ۔ تو آپ کے ساتھ احسان کیا جائے گا انھوں نے کہا میرے بھتیجے اللہ تمہیں جزائے خیر دے پھر کوفہ کی جانب کوچ کیا

عادات واخلاقیات ...... ابن عامر سخی، بہادر اپنی قوم اور قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے والے، ان لوگوں میں محبوب اور رحیم تھے ۔ بسا اوقات جہاد کرتے ۔ لشکر میں کجاوہ گر پڑتا تو اتر کر اس کی اصلاح کرتے ۔

سجستان اور دوسرے علاقوں کی فتح ...... ابن عامر نے عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس کو سجستان روانہ کیا۔ انہوں نے اسے اس صلح پر فتح کیا کہ وہاں نیولے اور ساہی کو نہ مارا جائے گا یہ شرط وہاں کالے پھندار سانپ ہونے کی وجہ سے ہوئی کیونکہ یہ دونوں انہیں کھا جاتے ہیں۔

ابن عامر مقام الدوار گئے اور اسے بھی فتح کیا۔ ابن عامر ملک البارز اور قلعہ ہائے فارس پر جنگ کرتے رہے، علاقہ اصطخر کے البیضاء کے باشندے اس پر غالب آ گئے تھے ابن عامر ادھر بھی گئے تھے اور اسے دوبارہ فتح کیا انہوں نے جور کو اور علاقہ دارالجبرد کے الکاریاں اور الفنسجان کو بھی فتح کیا۔

پھر ان کے دل میں خراسان کی خواہش ہوئی ان سے کہا گیا کہ وہاں یزدجرد بن شہر بن کسریٰ ہے اس کے فارس کے کنگن ہیں جس وقت اہل نہاوند کو شکست ہوئی تو وہ لوگ خزانے کسریٰ کے پاس اٹھا لے گئے تھے ۔ انہوں نے اس بارے میں عثمان کو لکھا عثمان نے انہیں جواب دیا کہ اگر تم چاہو تو جاؤ۔

ابن عامر نے تیاری کی لشکر بھیجے اور خود بھی روانہ ہوئے بصرے میں نماز پڑھانے پر ابوالاسود الدولی کو مامور کیا اور خراج پر راشد الجدیدی کو جو الازد میں سے تھے پھر وہ اصطخر کے راستے پر روانہ ہوئے اور خراسان اور کرمان کا درمیانی راستہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ جنگ طبین کے لئے (جو خرسان کے سو شہر ہیں) نکلے اور دونوں کو فتح کیا

مقدمہ لشکر پر قیس بن الہیثم ابن اسماء بن صلت السلمی تھے۔ ان کے ساتھ عرب کے نوجوان تھے۔

ابن عامر نے مرو کی طرف توجہ کی اور حاتم بن النعمان الباہلی اور نافع بن خالد الطاحی کو روانہ کیا دونوں نے آدھا آدھا شہر فتح کر لیا۔ قوت اور غلبہ کے ساتھ اس کے دیہات کو بھی فتح کر لیا شہر کو ان دونوں نے صلح سے فتح کیا۔

یزید جرد پہلے ہی قتل کیا جا چکا تھا۔ شکار کے لئے نکلا تھا ایک چکی میں دانت بنانے والے کے پاس سے گزرا تو اس نے اسے مارا دانت بنانے والا برابر اسے کلہاڑی سے مارتا رہا یہاں تک کہ اس نے اس کا بھیجا گرا دیا۔

ابن عامر مرو الروز کا قصد کیا۔ اور عبداللہ بن سوار بن ہمام العبدی کو روانہ کیا انہوں نے اسے فتح کیا۔ یزید الجرشی کو زام و باخرز و جوین کی، جانب روانہ کیا ان سب کو انہوں نے قوت اور غلبہ کے ساتھ فتح کیا۔ عبداللہ بن خازم کو سرخس کی جانب روانہ کیا ان لوگوں کے رئیس (مرزبان) نے صلح کر لی۔

ابن عامر نے ابرشہر، طوس، طخارستان، نیشاپور۔ بوشنج، بازغیس، ابیورد، بلخ الطالقان اور الغاریاب کو بھی فتح کیا پھر صبرہ بن شیبان الازدی کو ہرات کی جانب بھیجا، انہوں نے دیہات فتح کر لئے شہر پر قابو نہ چلا عمران بن الفضیل البرجمی کو مال کی جانب بھیجا انہوں نے اسے بھی فتح کر لیا۔

قریش کا رویہ...... ابن عامر نے احنف بن قیس کو خرسان میں چھوڑا۔ چار ہزار آدمیوں کے ہمراہ مرو میں اترے پھر حج کا احرام باندھا۔ عثمان نے لکھ کر ڈرایا انہیں کمزور بنایا اور کہا کہ تم نے مصیبت کو چھیڑ لیا۔

عثمان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ اپنی قوم کے ساتھ احسان کرو جو انہوں نے کیا، علی بن ابی طالب کو تین ہزار درہم اور کپڑے بھیجے جب درہم وغیرہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ الحمد اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد ﷺ کی میراث دوسرے لوگ کھاتے ہیں۔

عثمان کو معلوم ہوا تو انہوں نے ابن عامر سے کہا کہ اللہ تمہاری رائے کو رسواء کرے تم علی بن ابی طالب کو تین ہزار درہم بھیجتے ہو انہوں نے کہا کہ میں نے بہت زیادہ دینا پسند نہیں کیا انہوں نے کہا کہ اور زیادہ دو ابن عامر نے بیس ہزار درہم اور وہ چیز بھی بھیجی جو ان درموں کے ساتھ تھی۔

علی شام کی مسجد گئے اور اپنے حلقے میں پہنچے اہل حلقہ ابن عامر کے قبیلہ قریش کے ساتھ احسانات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ علی نے کہا کہ وہ نوجوانان قریش کے سردار ہیں جن کو کوئی مقابل نہیں انصار نے بھی گفتگو کی ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ احسان کرنے سے ان کو مجبور کر کے اسلام لانے والوں نے محض دشمنی کی وجہ سے انکار کیا۔

بصرہ کے بعض علاقوں کی فتح...... عثمان کو معلوم ہوا تو انہوں نے ابن عامر کو بلا کر کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن اپنی آبرو بچاؤ انصار نے گشت کیا ان کی زبانیں تمہیں بھی معلوم ہیں۔ انہوں نے انصار میں خوب احسانات کئے اور کپڑے تقسیم کئے لوگوں نے ان کی تعریف کی۔

عثمان نے ان سے کہا کہ اپنے کام پر واپس جاؤ وہ اس حالت میں واپس ہوئے کہ لوگ کہہ رہے تھے ابن عامر نے کہا ابن عامر نے کیا۔ ابن عامر نے کہا کہ جب کمائی حلال ہوتی ہے تو خرچ بھی پاک ہوتا ہے اہل بصرہ جب ان کی تاب نہ لائے تو عثمان کو لکھ کر جہاد کی اجازت چاہی انہوں نے اجازت دے دی۔

ابن عامر نے ابن سمرہ کو آنے کا لکھا بست اور اس کے مضافات کو فتح کیا قابل و زابلستان گئے اور ان دونوں کو بھی فتح کرلیا غنائم ابن عامر کو بھیج دیے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ابن عامر خراسان پر بتدریج قبضہ کرتے رہے یہاں تک کہ ہرات۔ بوشنج طالقان ،سرخس، ابرشہر، فاریاب، اور بلخ کو بھی فتح کرلیا یہی خراسان تھا جو ابن عامر اور عثمان کے زمانے میں تھا۔

بصرہ میں بازاروں کا بنانا...... ابن عامر بصرہ کے ہی امیر رہے عثمان بن عفان کے حکم سے عامر ابن عبد قیس العبری کو بصرے سے شام بھیجا بصرے میں بازار بنائے جس کے لئے مکانات خرید کر گرائے اور بازار بنائے۔

دیگر رفاعی کام...... وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرے میں خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) پہنا۔ خاکی رنگ کا جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا کہ امیر نے ریچھ کی کھال پہن لی سرخ جبہ پہنا تو لوگوں نے کہا کہ امیر نے لال کرتا پہنا۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عرفات میں حوض بنائے اور ان حوضوں تک نہر جاری کی اور لوگوں کو سیراب کیا جو آج تک جاری ہے۔

قتل عثمان اور ابن عامر کی واپسی...... عمال کی شکایتیں جب دور ہوگئیں اور عثمان ان سب سے راضی ہو گئے تو ان شرائط میں جو لوگوں کے ساتھ طے پائیں ان میں یہ بھی تھا کہ ابن عامر کو ان لوگوں میں محبوب ہونے اور ان کے قبیلہ قریش کے ساتھ احسان کرنے کی وجہ سے انہیں بصرے پر برقرار رکھے۔

لوگ عثمان کے معاملے میں الجھ گئے تو ابن عامر نے مجاشع بن مسعود کو بلایا اور لشکر عثمان کی جانب ان کی مدد کے لئے روانہ کیا لوگ روانہ ہوئے۔ حجاز کے قریبی حصوں میں تھے کہ ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نکلی ان کو ایک شخص ملا دریافت کیا کہ کیا خبر ہے اس نے کہا کہ معاذ اللہ کا دشمن پیر دراز ریش (یعنی عثمان) قتل کردئے گئے یہ ان کے بال ہیں زفر بن حارث جو اس زمانے میں غلام تھے اور مجاشع ابن مسعود کے ساتھ تھے نے حملہ کر کے اسے قتل کردیا۔ وہ پہلا مقتول تھا جو خون عثمان میں قتل کیا گیا مجاشع بصرہ واپس آ گئے۔

ابن عامر نے جب یہ دیکھا تو جو کچھ بیت المال میں تھا سب لا دلیا بصرے پر عبداللہ بن عامر الحضرمی کو قائم مقام بنایا اور خود مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگئے وہاں طلحہ و زبیر و عائشہ کے پاس پہنچے جو شام کا ارادہ کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ نہیں آپ لوگ بصرہ آ یئے وہاں لوگوں پر میرے احسانات ہیں وہ مال کی جگہ ہے اور اس میں لوگوں کی ایک تعداد ہے اللہ کی قسم اگر میں چاہتا تو اس سے نہ نکلتا یہاں تک کہ بعض کو بعض سے پٹوا دیتا طلحہ نے کہا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا کیا تم شمیم کے کندھوں پر ڈر گئے۔

بصرہ واپسی اور جنگ جمل کی ابتداء...... سب کی رائے بصرہ جانے پر ہوگئی ابن عامر ان لوگوں کو بصرہ لائے جنگ جمل میں جو ہونا تھا وہ ہوا، لوگوں کو شکست ہوگئی عبداللہ بن عامر زبیر کے پاس آئے ان کے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے ابو عبداللہ میں تمہیں امت محمد ﷺ کی بارے میں قسم دیتا ہوں کیونکہ آج کے بعد اندیشہ ہے کہ یہ

امت باقی نہ رہے گی زبیر نے کہا کہ دونوں لشکروں کو پریشان ہونے کے لئے چھوڑ دو کیونکہ شدید خوف کے ساتھ امیدیں ہوتی ہیں۔

ابن عامر شام کے لشکر میں شامل ہو گئے دمشق میں اترے دمشق کے بارے میں درجہ ذیل شعر کہے۔

اثانی من الأبناء ان ابن عامر
میرے پاس خبر آئی کہ ابن عامر نے

اناج الفی فی دمشق المراسیا
دمشق میں قیام کیا اور وہیں لنگر ڈال دیئے

یطیف بحمامی دمشق و قصر
دمشق کے دونوں حمام اور اس کے ایوان کا

بعیشک ان لم یاتک القوم راضیا
تیری زندگی کی قسم اگر وہ کو خوش نہ کر سکا تو کیا ہوگا

رای یوم انقاء الفراض وقیعه
وہ ایک ہنگامے کو خود دیکھ رہا ہے

دکان الیھاقبل ذالک داعیا
جس کے برپا ہونے کی خود اس نے دعوت دی تھی

کان السریجیات فوق رؤسھم
ایسا لگتا ہے کہ ان کے سروں پر تلواریں

بوارق غیث راح اوطف دانیا
جیسے ابر میں برق تاباں ہو یا چمکنے کے قریب ہو

فتدندیدالم یسر النا مثله
اس نے ایسی نظیر دکھائی جیسی کسی نے نہیں دیکھی تھی

وکان عراقیانا صبح شامیا
وہ پہلے عراقی تھا اب شامی ہو گیا

ابن عامر بصرے سے چلے گئے تو علی نے وہاں عثمان بن حنیف الانصاری کو بھیجا وہ وہیں تھے کہ عائشہ و طلحہ و زبیر ان کے پاس آئے عبداللہ بن عامر شام میں معاویہ کے پاس تھے جنگ صفین میں ان کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

معزولی ...... البتہ جب حسن بن علی نے معاویہ سے بیعت کر لی تو انہوں نے بسر بن ابی ارطاۃ کو بصرہ کا گورنر بنایا پھر معزول کر دیا ان سے ابن عامر نے کہا کہ وہاں ایک قوم کے پاس میری کچھ امانتیں ہیں اگر آپ مجھے بصرہ کا گورنر نہ بنائیں گے تو میری امانتیں چلی جائیں گی انہوں نے تین سال تک انہیں بصرہ کا گورنر بنا دیا۔

وفات......ابن عامر کی وفات معاویہ سے ایک سال پہلے ہوئی۔ معاویہ نے کہا کہ اللہ ابو عبدالرحمٰن پر رحمت کرے جن پر ہم فخر کرتے تھے اور ناز کرتے تھے۔

عبیداللہ بن عدی الاکبر......ابن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ ان کی والدہ ام قتال بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد......عبیداللہ بن عدی کے یہاں مختار پیدا ہوئے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حمید بنت عبیداللہ کی والدہ میمونہ بنت سفیان بن فہم تھیں، عبیداللہ کی ایک اور بیٹی تھیں جن کی والدہ قبیلہ فہم سے تھیں۔

حدیث میں مرتبہ......عبیداللہ بن عدی نے عمر و عثمان سے روایت کی ہے۔ مدینہ منورہ میں علی بن ابی طالب کے مکان کے پاس ان کا مکان تھا۔ عبیداللہ بن عدی کی وفات مدینہ منورہ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن زید......ابن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب انکی والدہ لبابہ بنت ابی لبابہ بن عبدالمنذر ابن رفاعہ بن زبیر بن زید بن ابی امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصار میں سے تھیں۔

اولاد......عبدالرحمٰن بن زید کے یہاں عمر پیدا ہوئے ان کی والدہ ام عمار بنت سفیان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط ابن جشم بن قصی تھیں۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور ایک دوسرے لڑکے دونوں کی والدہ فاطمہ بنت عمر بن الخطاب تھیں۔ فاطمہ کی والدہ ام حکیم بنت الحارث بن ہشام ابن المغیرہ تھیں

عبدالعزیز و عبدالحمید جو عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے اور ام جمیل و ام عبداللہ ان سب کی والدہ میمونہ بنت بشر بن معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء بنی عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

اسید و ابوبکر و محمد و ابراہیم ان سب کی والدہ سودہ بنت عبداللہ بن عمر بن الخطاب تھیں۔

سماعت حدیث......عبدالملک اور ام عمرو و ام حمید و حفصہ و ام زید یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

رسول اکرم ﷺ کی وفات کے وقت عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب چھ سال کے تھے انہوں نے عمر بن خطاب سے حدیث سنی ہے۔

عاصم بن عمر کے ساتھ دریا میں نہانا ......عبدالرحمن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں اور عاصم بن عمر بن خطاب دریا میں بحالت احرام میں تھے وہ میرا سر پانی میں ڈبو دیتے اور میں ان کا سر پانی میں ڈبو دیتا حالانکہ عمر ساحل سے دیکھ رہے تھے۔

نام کی تبدیلی اور اس کی وجہ ......عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا جن کا نام محمد تھا۔ایک شخص انہیں کہہ رہا تھا اے محمد للہ تمہارے ساتھ یہ کرے اور یہ کرے عمر نے اس شخص کو گالی دیتے سنا تو کہا کہ اے ابن زید قریب آ ؤ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہاری وجہ سے محمد ﷺ کو گالی (اصفحہ نمبر ۱۷) دی جاتی ہے اللہ کی قسم جب تک میں زندہ ہوں تمہیں محمد نہیں پکارا جائے گا ان کا نام انہوں نے عبدالرحمٰن رکھا

وفات اور تدفین ......ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کے حنوط لگایا انہیں کفن دیا اٹھایا مسجد میں گئے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا محمد بن عمر نے کہا عبدالرحمٰن بن زید نے عبداللہ بن الزبیر بن العوام کے زمانے میں وفات پائی۔

معزولی کا واقعہ ......عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن زید یزید بن معاویہ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے گورنر تھے۔وہ اس کے پاس گئے اور سات روز ٹھہرے ایک سفید پیشانی اور سفید پاؤں والے گھوڑے پر وہ اس طرح بھگاتے ہوئے نکلے کہ ان کے ہاتھ پر ایک باز تھا میں نے کہا کہ جوان کے پاس ہے وہ بہتر ہے میں ان کے قریب گیا اور ان سے کلام کیا تو ان کی عقل میں فتور پایا یزید نے انہیں مکہ مکرمہ واپس کر دیا عبداللہ بن الزبیر نے ان کے پاس لوگوں کی آمد و رفت پسند کی۔یزید کو معلوم ہوا تو انہیں مکہ مکرمہ سے معزول کر دیا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو اس کا گورنر بنایا۔

عبدالرحمٰن بن سعید ......ابن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح ابن عدی بن کعب ان کی والدہ امامہ بنت الدجیج قبیلہ غسان کی تھیں۔

اولاد ......عبدالرحمٰن بن سعید کے یہاں زید پیدا ہوئے اور سعید جن کی کوئی اولاد نہ تھی اور فاطمہ ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمرو بن عبدالرحمٰن کی والدہ بنی حطمہ میں سے تھیں۔ایک روایت ہے کہ ان کی والدہ ام ثابت تھیں۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ام اناس بنت ثابت ابن قیس بن شماس تھیں۔

ابوبکر بن عثمان، جن کا تعلق جو آل یربوع تھا ان سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن ابن سعید بن زید بن عمرو العدوی عمر بن خطاب کے پاس آئے۔ان کا نام موسیٰ تھا انہوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا جو آج تک قائم ہو گیا یہ اس وقت ہوا جب عمر نے ارادہ کیا کہ جو لوگ انبیاء کے ہم نام ہیں ان کے نام بدل دیں۔

عبدالرحمٰن کو دیئے گئے غسل کی تفصیل ...... نافع سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ کو عبدالرحمٰن بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی طرف بلایا گیا۔ وہ جمعہ کی نماز کے لئے اپنے کپڑوں میں خاص خوشبو کی دھونی دے رہے تھے ان کے پاس گئے ہم لوگ بھی ساتھ ہو لئے۔ ان کے حکم سے میں نے عبدالرحمٰن بن سعید کو غسل دیا ابن عمر پانی ڈالتے رہے۔ ایک شخص نے ان کے سر کے اگلے حصے اور چہرے کو غسل دیا نتھنوں اور منہ میں پانی ڈالا ان کی گردن اور سینے اور شرم گاہ کو غسل دیا۔

برہنہ کرنے سے پہلے ان کی شرم گاہ کو کپڑے سے ڈھانک کر غسل دیا۔ قدموں تک پہنچے تو انہیں پلٹ دیا اور پیچھے کے حصے کو غسل دیا جیسا کہ ہم نے ان کے آگے کے حصے کو غسل دیا۔ پھر اس نے انہیں گھٹنوں کے بل بٹھا دیا اور ایک شخص نے ان کے شانے پکڑ لئے پیٹ نچوڑا۔ ایک شخص ان پر پانی ڈالتا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ غسل دیا دوبارہ بیری کے پانی سے تیسری مرتبہ بھی پانی سے اور اس پر کافور چھڑکتا جاتا تھا۔ یہ تین غسل ہوئے پھر انہیں کسی کپڑے سے پونچا نتھنوں میں منہ میں اور کانوں میں اور شرمگاہ میں روئی رکھ دی۔

تکفین ...... کفن لایا گیا جو پانچ کپڑے تھے انہیں کرتہ پہنایا گیا جس میں گھنڈیاں نہ تھیں۔ آگے کے حصے میں اور سر اور چہرے کے پاس حنوط (عطر میت) لگایا گیا تا آنکہ ان کے پاؤں تک پہنچ گیا جو بڑھا وہ پاؤں پر لگا دیا گیا چہرہ اور سر عمامے میں لپیٹا گیا پھر تین چادروں میں رکھا گیا وہ اس میں اس طرح داخل کئے گئے گرہ نہیں لگائی گئی۔ نافع نے کہا کہ عمر بن خطاب اور عبدالرحمٰن بن سعید بن زید اور واقد بن عبداللہ بن عمر کو اسی طرح غسل دیا گیا۔

حدیث میں مقام ...... عبدالرحمٰن ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن طلحہ ۔۔۔ ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ان کی والدہ حمنہ بنت جحش بن رئاب تھیں۔ حمنہ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبدمناف بن قصی تھیں۔

اولاد ...... محمد بن طلحہ کے یہاں ابراہیم الاعرج پیدا ہوئے جو شریف و بہادر تھے عبداللہ بن الزبیر نے عراق کا گورنر بنایا تھا۔ اور سلیمان بن محمد انہیں سے ان کی کنیت تھی اور داؤد اور ام القاسم ان سب کی والدہ خولہ بنت منظور بن زبان ابن سیار بن عمر بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سمی بن مازن بن فزارہ تھیں۔ ان لوگوں کے اخیانی بھائی حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھے جن کی والدہ بھی خولہ بنت منظور بن زبان تھیں۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے مروی ہے کہ جب حمنہ بنت جحش کے یہاں محمد بن طلحہ پیدا ہوئے تو انہیں رسول اکرم ﷺ کے پاس لائیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ان کا نام رکھ دیجئے فرمایا ان کا نام محمد اور کنیت ابو سلیمان ہے میں اپنے نام اور کنیت کو ان کے لئے جمع نہیں کروں گا۔

محمد بن طلحہ کی دایہ سے مروی ہے کہ جب محمد بن طلحہ پیدا ہوئے تو انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لائے

آپ ﷺ نے پوچھا کہ ت لوگوں نے ان کا نام کیا رکھا عرض کی کہ محمد فرمایا کہ یہ میرے ہم نام ہیں ان کی کنیت ابو القاسم ہے۔

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن طلحہ اور محمد بن ابی بکر کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ کہتے تھے کہ محمد بن طلحہ کی کنیت ابو القاسم تھی انہوں نے اپنے بیٹے کی بھی یہی کنیت رکھی اور ان کا نام محمد رکھا۔ ان کے والد محمد بن عمران بن ابراہیم پہلی کنیت لیتے تھے۔ ابوسلیمان بن محمد بن طلحہ کی وہ کنیت تھی جو پہلے ہم سے روایت کی گئی۔ ان کے اہل بیت اسی کو بیان کرتے تھے اور اسی کو روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب نے عبدالحمید کے والد کی طرف دیکھا ان کا نام محمد تھا ایک آدمی انہیں کہہ رہا تھا کہ اللہ تمہارے ساتھ یہ کرے وہ کرے انہیں گالیاں دینے لگا۔ عمر نے اس وقت کہا کہ اے ابن زید میرے قریب آؤ اور کہا کہ کیا میں یہ نہیں دیکھتا کہ محمد ﷺ کو تمہاری وجہ سے گالی دی جاتی ہے اللہ کی قسم جب تک میں زندہ ہوں تمہیں محمد نہیں پکارا جائے گا انہوں نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

ان کا نام تبدیل نہ ہونے کی وجہ...... امیر المؤمنین نے طلحہ کے بیٹوں کو بلا بھیجا جو اس زمانے میں سات تھے۔ ان کے بڑے سردار محمد بن طلحہ تھے چاہا کہ ان کا نام بدل دیں تو محمد بن طلحہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اللہ کی قسم جنہوں نے میرا نام محمد رکھا وہ محمد ﷺ ہی تھے عمر نے کہا کہ اٹھ جاؤ اس کی طرف کوئی گنجائش نہیں جس کا نام محمد ﷺ نے رکھا۔

محمد بن عثمان العمری نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو ضرر نہ ہوگا اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

حدیث میں مرتبہ...... محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن طلحہ کی ذاتی فضیلت اور ان کی عبادت کی وجہ سے ان کا نام سجاد (بہت سجدے کرنے والا) رکھ دیا گیا تھا۔ انہوں نے عمر بن خطاب سے روایت سنی ہے۔ انہیں عمر بن خطاب نے اپنی خالہ زینب بنت جحش زوجہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں اترنے کا حکم دیا تھا عائشہ کے ہمراہ جنگ جمل میں موجود تھے اور اسی روز شہید ہوئے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

امامت کا مسئلہ...... جب لوگ بصرہ آئے تو انہوں نے بیت المال کو لے لیا جس پر طلحہ و زبیر نے مہر لگا دی نماز کا وقت آ گیا تو طلحہ و زبیر ایک دوسرے پر ڈالنے لگے قریب تھا کہ نماز فوت ہو جائے پھر اس پر صلح ہوئی کہ ایک نماز عبداللہ بن زبیر پڑھائیں ایک نماز طلحہ بن محمد پڑھائیں۔

پہلی نماز میں ابن الزبیر آگے بڑھے تو انہیں محمد بن طلحہ نے پیچھے کر دیا، محمد بن طلحہ آگے بڑھے تو انہیں عبدا للہ بن زبیر نے پیچھے کر دیا دونوں قرعہ ڈالا تو محمد بن طلحہ نے قرعہ میں انہیں غالب کر دیا وہ آگے بڑھے اور نماز میں یہ سورۃ پڑھی۔ سال سائل بعذاب واقع.

جنگ جمل میں شرکت...... لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں محمد بن طلحہ نے نہایت شدید قتال کیا جب معاملہ مضبوط ہو گیا اور اونٹ کے پیر کاٹ ڈالے گئے اور ہر وہ شخص قتل کر دیا گیا جس نے اس کی نکیل پکڑی۔ تو محمد بن طلحہ آگے بڑھے انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑی جس پر عائشہ تھیں عائشہ سے کہا کہ اے ام المؤمنین آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تم تمام بنی آدم سے (جو اس وقت موجود ہیں) بہتر ہو وہ پکڑے رہے۔

قتل...... عبداللہ بن کمعیر جو بنی عبداللہ بن غطفان کا ایک شخص تھا اور بنی اسد کا حلیف تھا سامنے آیا ان پر نیزے سے حملہ کر دیا اس سے محمد نے کہا کہ میں تجھے حم یاد دلاتا ہوں مگر اس نے انہیں نیزہ مار کر قتل کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ جس نے انہیں قتل کیا وہ ابن مکیس الازدی تھا بعضوں نے کہا کہ معاویہ بن شداد العبسی تھا اور بعضوں نے کہا کہ عصام بن المقشعر النصری تھا

قاتل کے اشعار...... محمد کو سجاد (بہت سجدے کرنے والا) کہا جاتا تھا وہ سب سے زیادہ طویل نماز پڑھتے تھے ان کے قاتل نے درج ذیل اشعار کہے۔

واشعث قوام بآیات ربه
وہ پریشان حالت والے کہ اپنے پروردگار کی آیتوں پر
قلیل الاذی فیما تری العین مسلم
نہایت درجہ قائم رہنے والے تھے جہاں تک آنکھ دیکھ سکتی ہے بہت کم آزار مسلمان تھے۔
هتکت له بالرمح حبیب قمیصه
میں نے نیزے سے اس کے کرتے کا گریبان چاک کر دیا
فخر صریعا للیدین وللفم
وہ اپنے ہاتھ اور منہ کے بل پچھڑ کر گرے۔
یذکرنی حم والرمح شارع
مجھے اس وقت حم یاد دلاتا ہے جب کہ نیزہ بازی شروع ہو گئی
نهلا تلاحم قبل التقدم
اس نوبت آنے سے پہلے خود حم کیوں نہ پڑھی۔
سنی غیر شئی غیر ان لیس تابعا
وہ حق بات پر نہیں ہے جو علی کے تابع نہیں ہے
علیا ومن لایتبع الحق یندم
اور جو حق کے تابع نہیں ہوتا وہ پشیمان ہوتا ہے۔

محمد کی لاش پر حضرت علی کا گزر......لوگوں نے بیان کیا کہ جنگ جمل میں لوگ تیرہ ہزار مقتول چھوڑ کر بھاگے۔ اسی رات علی اپنے ہمراہ روشنی لے کر مقتولین میں گئے تو محمد بن طلحہ بن عبیداللہ کی لاش پر گزرے حسن بن علی کی طرف اپنا سر پھیر کر کہا کہ اے حسن رب کی قسم جیسا کہ تم دیکھتے ہو سجاد (محمد بن طلحہ) مقتول ہیں ان کے والد نے انہیں میدان میں پچھاڑا اگر ان کے والد نہ ہوتے اور ان کے ساتھ نیکی نہ ہوتی تو وہ اپنے تقویٰ اور بزرگی کی وجہ سے اس میدان میں نہ نکلتے۔

حسن نے ان سے کہا کہ آپ کو انہوں نے اس سے بے نیاز نہیں کیا تھا علی نے کہا کہ اے حسن نہ میرے لئے نہ تمہارے لئے حالانکہ وہ اس سے پہلے ان سے کہہ چکے تھے کہ اے حسن تمہارے والد کو یہ پسند تھا کہ وہ اس دن سے بیس سال پہلے مر چکے ہوتے۔

ابراہیم بن عبدالرحمٰن......ابن عوف بن عبدعوف بن الحارث بن زہرہ بن کلاب ان کی والدہ ام کلثوم بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف ابن قصی تھیں ام کلثوم کی والدہ اروٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس ابن عبدمناف بن قصی تھیں۔ اور اروٰی کی والدہ ام حکیم یعنی بیضاء بنت عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

اولاد کی تفصیل......ابراہیم بن عبدالرحمٰن کے یہاں قریر اور ام القاسم اور شفیہ جو الشفاء تھیں، پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام القاس بنت سعد بن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ تھیں۔

عمر والمسور وسعد صالح وذکریا وام عمر وان سب کی والدہ ام کلثوم بنت سعد بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

عقیق وحفصہ کی والدہ بنت مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف ابن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

اسحاق بن ابراہیم کی والدہ ام موسیٰ بنت عبداللہ بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

عثمان بن ابراہیم ان کی والدہ علیاء بنت معروف بن عامر بن خرنق تھیں۔

ہود بن ابراہیم وشفیعہ صغریٰ دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

زبیر بن ابراہیم اور ام عباد دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام عمر وصغریٰ بھی ام ولد سے تھیں۔

ولید بن ابراہیم بھی ام ولد سے تھے۔

ابراہیم کی کنیت ابواسحاق تھی۔

سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے رویشد الثقفی کا گھر جلا دیا جو شراب کی دکان تھی، عمر نے انہیں منع کیا تھا میں نے اسے آگ کی چنگاری کی طرح بھڑکتے ہوئے دیکھا ہے۔

حدیث میں مرتبہ......محمد بن عمر نے کہا کہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کے علاوہ کسی لڑکے کا عمرؓ سے سن کر یاد یکھ کر روایت کرنا ہمیں معلوم نہیں ہے۔
ابراہیم بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد اور عثمان وعلی وسعد بن ابی وقاص وعمرو بن العاص وابی بکرہ سے روایت کی ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن کی وفات ۷۶ھ میں پچھتر سال کی عمر میں ہوئی۔

مالک بن اوس......بن الحدثان جو بنی نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھے۔

حدیث سماعت میں شک......لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے زمانے جاہلیت میں گھوڑے کی سواری کی قدیم مسلمان تھے لیکن اپنے اسلام میں دیر کی ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو اور آپ سے کچھ روایت کی ہو، عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان سے روایت کی ہے ۷۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری......بنی قارہ میں سے تھے قارہ محلم بن غالب بن عائذہ بن یستبع بن الہیع بن الہون بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے بیٹے تھے۔

قارہ کی وجہ تسمیہ......ان لوگوں کا نام قارہ صرف اس لئے رکھا گیا کہ یعمر الشداخ بن عوف اللیثی نے چاہا کہ ان لوگوں کو قبیلہ کنانہ کی شاخوں میں تقسیم کر دیں تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ

دعونا قارة لاتنضرونا
ہمیں قارہ چھوٹی پہاڑی پر چھوڑ دو
فنجعل مثل جفال الظليم
ہمیں بھگاؤ نہیں کہ ہم شتر مرغ کی طرح بھاگیں۔

اس وجہ سے ان لوگوں کا نام قارہ رکھا گیا انہیں لوگوں کے بارے میں ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اس نے قارہ سے انصاف کیا جس ے باہم ان سے تیراندازی کی وہ لوگ تیرانداز تھے قارہ حابیش میں سے تھے حابیش میں سے حارث بن عبدمناۃ بن کنانہ اور مصطلق تھے۔ جن کا نام جزیمہ تھا اور حیا تھے جن کا نام عامر تھا یہ دونوں سعد خزامی کے فرزند تھے اور عضل تھے۔ قارہ الہون بن خزیمہ کی اولاد میں سے تھے۔ عضل ہی ابن الدیش بن محلم تھے۔

احابیش کہلوانے کی وجہ......ان لوگوں کا نا احابیش اس لئے رکھا گیا کہ وہ سب متجش یعنی جمع تھے۔ اور سب بنی بکر کے پاس خلفائے قریش تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے ایک پہاڑ پر جس کا نام حبشی تھا معاہدہ حلف کر لیا تھا جو مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر تھے۔ اسی سبب سے وہ لوگ احابیش کہلائے۔ قارہ نے بنی زہرہ بن کلاب میں معاہدہ حلف کیا تھا جو جاہلیت میں حلف صحیح تھا۔ اور انہوں نے بنی زہرہ میں جہاں چاہا نکاح کیا ان کی

اکثر مائیں بنی زہرہ میں سے تھیں۔

وفات...... عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے عمرؓ سے روایت کی ہے اور ان سے عروہ بن زبیر نے روایت کی ہے عبد الرحمٰن کی وفات ۸۰ھ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ اس زمانے میں ابان بن عثمان بن عفان مدینے کے امیر تھے وفات کے دن عبدالرحمٰن بن عبداٹھتر سال کے تھے۔

ابراہیم بن قارظ...... ابن ابی قارظ نام خالد بن الحارث بن عبید بن تیم بن عمرو بن الحارث ابن مبزول بن الحارث بن عبدمناۃ بن کنانہ تھا۔

حلیف کا چناؤ...... ابو قارظ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے خوبصورت تھے اور شاعر تھے قریش نے کہا کہ یہ ہمارے حلیف ہمارے معاہد، ہمارے بھائی ہمارے مددگار ہیں ہم سب ان کے مددگار ہیں سب نے انہیں بلایا کہ ٹھہرائیں اور نکاح کریں مگر انہوں نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو۔

کوہ حرا پر قریش لے گئے اور تین دن تک اس کی چوٹی پر عبادت کی اترے تو یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ قریش میں سب سے پہلے جو شخص ملے گا اس سے محالفت کریں گے سب سے پہلے انہیں جو صاحب ملے وہ عبدعوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ عبدالرحمٰن بن عوف کے دادا تھے۔

انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑلیا دونوں روانہ ہوئے اور مسجد میں آئے بیت اللہ کے پاس کھڑے ہوئے اور معاہدہ حلف کیا عبدعوف نے ان کے لئے حلف مضبوط کردیا۔

اہل کوفہ کے بارے میں رائے...... ابراہیم بن قارظ نے عمر بن خطاب سے روایت سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن خطاب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے اہل کوفہ نے اس طرح تنگ کیا کہ نہ وہ کسی امیر سے خوش ہیں اور نہ کوئی امیر ان سے خوش ہے۔

عبداللہ بن عتبہ...... ابن مسعود بن فاضل بن حبیب بن شمھ بن فارس بن مخزوم بن صاہلہ بن کامل بن الحارث بن تیم سعد بن ہذیل جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفاء تھے ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب نے عبداللہ بن عتبہ کو بازار پر حامل بنایا اور انہیں حکم دیا کہ سوتی کپڑے سے محصول لیا کریں۔

وفات...... محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے بعد میں وہ کوفہ میں منتقل ہوگئے اور وہیں رہے، کوفہ ہی میں عبدالملک بن مروان کی خلافت اور بشر بن مروان کی ولایت عراق میں ان کی وفات ہوئی۔

حدیث میں مرتبہ۔۔۔ثقہ اور عالی قدر وکثیر الحدیث وکثیر الفتویٰ وفقیہ تھے۔

نوفل بن ایاس الہذلی

تراویح سے متعلق روایت......نوفل بن ایاس الہذلی سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں مسجد میں تراویح کے لئے گروہ گروہ ہو کر یہاں اور یہاں کھڑے ہوتے تھے لوگ زیادہ خوش آواز کی طرف جھکتے تھے۔ عمر نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے قرآن کو گانا بنالیا ہے اللہ کی قسم اگر مجھ سے ہو سکا تو ضرور اس طریقہ کو بدل دوں گا وہ صرف تین ہی رات ٹھہرے تھے کہ ابی بن کعب کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی عمر سب سے آخر صف میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بدعت ہے تو کیسی اچھی بدعت ہے۔

حارث بن عمرو الہذلی......رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ عمر بن خطاب سے احادیث روایت کیں۔ جن میں نماز کے بارے میں ابوموسیٰ الاشعری کے نام فرمان بھی ہے۔ عبداللہ بن مسعود وغیرہ سے بھی روایت کی ہے حارث بن عمرو کی وفات ۷۰ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن ساعدۃ الہذلی......کنیت ابومحمد تھی انہوں نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے۔

ابن ساعدۃ الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن خطاب کو دیکھا کہ جب تاجر بازار میں غلے کے پاس جمع ہو جاتے تو انہیں اپنے درے سے مارتے تھے یہاں تک کہ وہ اسلم کی گلیوں میں گھس جاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہمارا راستہ بند نہ کرو ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

نضر بن سفیان الہذلی......عمر بن خطاب سے روایت کی ہے۔ اور ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

علقمہ بن وقاص......ابن محصن بن کلدہ بن عبد یالیل بن طریف بن عتوارہ عامر بن لیث بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ۔ عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کم روایت نقل کرنے والے تھے مدینہ منورہ میں بنی لیث مین ان کا مکان تھا اور وہیں ان کے پس ماندگان تھے۔ ان کی اولاد میں سے محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص وہ شخص ہیں جنہوں نے ابی مسطحہ سے روایت کی ہے۔ علقمہ بن وقاص کی وفات مدینہ منورہ میں عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

عبداللہ بن شداد......ابن اسامہ بن عمرو الہاد بن عبداللہ بن جابر بن عبداللہ بن جابر بن بشر بن عتوارہ، ابن

عامر بن لیث ان کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس خواہر اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔عمرو کا نام الہادی اس لئے رکھا گیا کہ رات کے وقت راستہ چلنے والوں اور مہمانوں کے لئے روشنی کیا کرتے تھے۔

حدیث میں مرتبہ......عبداللہ بن شاد نے عمر بن خطاب اور علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے اور شیعی تھے۔

مختلف حضرات سے رشتہ......ابن عون سے مروی ہے کہ عبداللہ بن شاد بنت حمزہ کے اخیانی بھائی تھے۔

عبداللہ بن شاد بن الہاد سے مروی ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ بنت حمزہ کا مجھ سے کیا رشتہ ہے وہ میری اخیانی بہن تھیں۔

وفات......محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن شاد بکثرت کوفہ آیا کرتے تھے اور پھر وہیں رہتے تھے وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلے جو عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ساتھ نکلے تھے جنگ دجیل میں مقتول ہوئے۔

جعونہ بن شعوب......اسود بن عبدشمس بن مالک بن جعونہ بن عویرہ بن شجع بن عامر بن لیث کی اولاد میں سے تھے۔شعوب قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت تھیں جو اسوود کی والدہ تھیں اسود ابی سفیان بن حرب کے حلیف تھے اور بحالت کفر ان کے ساتھ احد میں آئے تھے یہ وہی شخص ہے کہ یوم احد میں حنظلہ غسیل (ملائکہ) کو شہید کیا تو انہیں چھڑایا۔

جعونہ بن شعوب نے عمر بن خطاب سے حدیث سنی ہے

حماس اللیثی۔۔۔بنی کنانہ میں سے تھے۔ابوعمرو بن حماس کے جو انہیں لوگوں میں سے تھے والد تھے مدینے میں ان کا مکان تھا عمر بن خطاب سے روایت کی ہے قلیل الحدیث شیخ تھے۔

عبداللہ بن ابی احمد......ابن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ جو بنی عبدشمس بن عبدمناف کے حلفا تھے۔

ملیح بن عوف السلمی

حضرت سعد سے متعلق ایک روایت......ملیح بن عوف السلمی سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب کو معلوم ہوا کہ سعد بن ابی وقاص نے اپنے مکان کے دروازے پر ایک دروازہ بنالیا ہے اور اپنے محل پر ایک بانس کا چھپر ڈال دیا ہے، انہوں نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا اور مجھے بھی ان کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔میں بستیوں کا رہبر تھا ہم دونوں روانہ ہوئے۔

امیر المؤمنین نے یہ حکم دیا تھا کہ اس دروازہ اور چھپر کو جلا اور سعد کو اہل کوفہ کے لئے ان کی مسجد میں کھڑا کریں یہ اس لئے کہ عمر کو بعض اہل کوفہ سے خبر ملی کہ سعد نے خمس کی بیع میں نرمی کی ہے۔

ہم لوگ سعد کے گھر پہنچے انہوں نے دروازہ اور چھپر جلا دیا اور سعد کو کوفے کی مسجد میں کھڑا کیا لوگوں سے سعد کا حال پوچھنے لگے اور کہنے لگے کہ امیر المؤمنین نے انہیں اس کے متعلق حکم دیا ہے کوئی ایسا شخص نہ ملا جس نے سوائے نیکی کہ ان کے متعلق اور کوئی بات کی ہو۔

سنین ابو جمیلہ...... ان کا تعلق بنی سلیم سے تھا ان کی چند حدیثیں ہیں جو انہوں نے عمر بن خطاب سے سنی ہیں صالح بن کیسان کی حدیث میں جو زہری سے مروی ہے انہوں نے سنین ابی جمیلہ السلیطی سے روایت کی ہے۔ ان کا مکان العمق میں تھا۔

زہری سے مروی ہے کہ انہوں نے ابو جمیلہ سنین کو کہتے سنا کہ میں نے عمر کے زمانے میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا میرے پروردہ نے اس کا ذکر ان سے کیا تو انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ لڑکا آزاد ہے اس کا میراث تمہارے لئے ہے اور رضاعت ہمارے ذمے۔

مالک بن ابی عامر...... ابن عمرو بن الحارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن الحارث ذو اصبح بن عوف ابن مالک بن زید بن عامر بن ربیعہ بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن معرب۔ محض ان کی فصاحت کی وجہ سے ان کا نام معرب رکھا گیا۔ اس لئے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے زبان عربی کو قائم کیا۔ ابن محرم قحطان بن المسیع ابن تیمن بن قیس بن بنت بن اسماعیل بن ابراہیم۔

ابو بکر بن عبداللہ بن ابی اویس بن عم بن مالک بن انس نے مجھ سے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا کہ مالک بن انس فقیہ اہل مدینہ مالک بن عامر کی اولاد سے تھے

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ حج یا عمرے میں مکے کے راستے میں ایک درخت کے نیچے تھے کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عثمان بن عبیداللہ نے کہا کہ اے مالک میں نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو انہوں نے کہا کہ کیا تمہیں وہ کام منظور ہے جس کی طرف ہمیں اوروں نے بلایا مگر ہم نے انکار کر دیا میں نے کہا کہ کس کام کی طرف انہوں نے کہا کہ اس امر کی طرف کہ ہمارا خون تمہارا خون ہوگا اور ہمارا خون رائیگاں تمہارا خون رائیگاں ہو اللہ کی قسم جو کہتا ہو کہ دریا نے ایک بال بھی تر نہیں کیا۔ مالک نے کہا کہ میں نے ان کی بات منظور کر لی اسی سبب سے آج تک ان لوگوں کا شمار بنی تیم میں ہے۔

عمر کے زخمی ہونے کا واقعہ...... مالک ابن عامر سے مروی ہے کہ میں حمزہ کے پاس (منیٰ میں) عمر بن خطاب کے قریب اس وقت موجود تھا اس جب ان کے ایک پتھر لگا جس سے ان کا خون نکل آیا ایک آدمی نے کہا کہ یا خلیفہ، قبیلہ خثعم کے ایک شخص نے کہا کہ اللہ کی قسم تمہارے خلیفہ گئے کہ ان کے تو خون نکل آیا۔ اور ایک آدمی پکارتا ہے یا خلیفہ، آئندہ سال عمرؓ کو شہید کر دیا گیا۔

مالک بن ابی عامر نے عثمان وطلحہ وعبیداللہ وابی ہریرہ سے روایت کی ہے وہ ثقہ تھے اور ان کی احادیث صحیح

ہیں۔

عبداللہ بن عمرو......ابن الحضرمی جو خلفائے بنی امیہ میں نسے تھے عمر بن خطاب سے سن کر روایت کی ہے

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ عمرو بن الحضرمی اپنے ایک غلام جس نے چوری کی تھی عمر کے پاس لائے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن حاطب......ابن ابی بلتعہ لخم میں سے تھے۔ بنی راشدہ بن اذب بن جزیلہ بن لخم کے فرد تھے اور بنی عمرو بن امیہ بن الحارث بن اسید بن عبدالعزیٰ کے خلفاء تھے۔ عمرو بن امیہ مہاجرین حبشہ میں سے تھے عبد الرحمٰن کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے ۶۸ھ میں مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن الاشعث......ابن قیس بن معدی بن کرب بن معاویہ بن جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین ابن الحارثبن معاویہ بن الحارث الاکبر بن معاویہ بن ثور بن مرقع (ابن معاویہ) ابن کندی بن عفیر ان کی والدہ ام فرود بنت ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو ابن کعب بن سعد بن تیم تھیں۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد بن اشعث کی کنیت ابو القاسم تھی۔ حضرت عائشہ کے پاس جاتے تھے لوگوں نے ان کی کنیت ابو القاسم رکھ دی محمد بن الاشعث نے عمر وعثمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ان دونوں سے اپنی یہودیہ پھوپھی کو دریافت کیا جو فوت ہوگئی تھیں۔

عبداللہ بن حنظلہ الغسیل......ابن عامر الراہب انکا نام عبد عمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک ابن امتہ غبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس تھا۔ ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول بنی الجبلیٰ میں سے تھیں۔

اولاد......عبداللہ بن حنظلہ کے یہاں عبدالرحمٰن وحنظلہ پیدا ہوئے۔ ان دونوں کی والدہ اسماء بنت ابی صیفی بن ابی عامر بن صیفی تھیں۔

عاصم والحکم کی والدہ فاطمہ بنت الحکم بنی ساعدۃ میں سے تھیں۔

انس وفاطمہ کی والدہ سلمیٰ بنت انس بن مدرک خثعم میں سے تھیں۔

سلیمان وعمرو وامتہ اللہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت وحوع بن الاسلت بن جشم بن وائل بن زید بن جعادرہ اوس میں سے تھیں۔

سوید ومعمر وعبداللہ والحر ومحمد وام سلمہ وام حبیب القاسم وقریبہ وام عبداللہ ان سب کی والدہ ام سوید بنت خلیفہ خزعہ کے بنی عدی بن عمرو میں سے تھیں۔

ان کے والد کی شہادت...... حنظلہ بن ابی عامر نے جب جہاد کے لئے احد جانے کا ارادہ کیا تو اپنی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول سے صحبت کی ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں عبداللہ بن حنظلہ ان کے حمل میں آ گئے حنظلہ بن ابی عامر اسی روز شہید ہو گئے انہیں ملائکہ نے غسل دیا ان کے بیٹے کو فرزند غسیل ملائکہ کہا جاتا ہے۔

ان کی عمر...... جمیلہ کے یہاں عبداللہ بن حنظلہ اس کے نو مہینے کے بعد پیدا ہوئے رسول اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو یہ سات برس کے تھے۔ بعضوں نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ اور ابو بکر و عمر کو دیکھا ہے اور عمر سے روایت کی ہے۔

ان کی روایت...... عبداللہ بن حنظلہ بن الراہب سے مروی ہے کہ ہمیں عمر نے نماز مغرب پڑھائی اس طرح کی پہلی رکعت میں کچھ نہ پڑھا دوسری رکعت میں فاتحہ القرآن اور ایک سورۃ پڑھی پھر دوبارہ فاتحہ قرآن اور ایک سورۃ پڑھ کر نماز پوری کی اس طرح سے فارغ ہوئے تو دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔

عبداللہ بن زید وغیرہ سے روی ہے کہ شب ہائے حرہ میں اہل مدینہ اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے بنی امیہ کو مدینہ سے نکال دیا اور یزید بن معاویہ کا عیب اور اس سے اختلاف ظاہر کیا سب نے عبداللہ بن حنظلہ پر اتفاق کیا اور اپنا معاملہ انؓ کے سپرد کر دیا انہوں نے لوگوں سے موت پر بیعت لی اور کہا کہ اے قوم اللہ سے ڈرو جو یکتا اس کا کوئی شریک نہیں اللہ کی قسم ہم اس وقت تک یزید کے مقابلے پر نہیں نکلے جب تک ہمیں یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان پر سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے۔ وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے اگر میرے ساتھ ایک شخص بھی نہ ہو تو میں جہاد میں اللہ کے لئے امتحان لوں گا۔

بود و باش...... لوگ ہر طرف سے جوق در جوق آ رہے تھے ان راتوں میں عبداللہ بن حنظلہ مسجد کے علاوہ اور کہیں نہ سوتے تھے۔ غذا میں قدرے ستو پیتے جس سے روزہ افطار کر کے دوسرے دن تک اسی طرح گزارہ کرتے وہ برابر روزہ رکھتے تھے اور تواضع کی وجہ سے انہیں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

اہل شام سے خطاب...... اہل شام جب وادی القریٰ کے قریب آ گئے تو عبداللہ بن حنظلہ نے لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی منبر پر چڑھے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کہا کہ اے لوگو تم محض دین کی وجہ سے ناراض ہو کر نکلے ہو لہٰذا اللہ کو اچھا امتحان دو کہ وہ اس کی وجہ سے تمہارے لئے اپنی مغفرت واجب کر دے اور اس کی وجہ سے تم پر اپنی خوشیاں اتارے مجھے اس شخص نے خبر دی ہے کہ جو اس تاریک مزاج قوم کے ساتھ اترا ہے کہ آج ذا خشب اس قوم کے منزل ہے ان کے ہمراہ مروان بن حکم بھی ہے انشاء اللہ اس کے عہد و پیمان توڑنے کی وجہ جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس کیا تھا اللہ اسے نیک راستہ نہ دکھائے گا۔

لوگوں نے شور بلند کیا اور مروان کو گالیاں دینے لگے کہنے لگے کہ وہ بزدل کا بیٹا بزدل ہے۔ ابن حنظلہ لوگوں کو خاموش کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ گالی کوئی چیز نہیں البتہ سچائی سے اس کا مقابلہ کرو۔ اللہ کی قسم جو قوم سچائی

کرتی ہے اللہ کی قدرت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور قبلہ رخ ہو کر کہنے لگے اے اللہ ہم تجھی پر بھروسہ کرتے ہیں اور تجھی پر ایمان لائے ہیں اور تجھی پر ہمارا توکل ہے تیری ہی طرف ہم نے اپنی پشتوں کا سہارا لگایا ہے یہ کہا اور منبر سے اتر آئے۔

شدید جنگ......اس قوم نے مدینہ منورہ میں صبح کی اہل مدینہ نے ان سے شدید جنگ کی لیکن شامیوں کی کثرت ان پر غالب آ گئی۔وہ مدینے کی تمام اطراف سے داخل ہوئے۔عبداللہ بن حنظلہ نے اس روز دو زرہیں پہنیں اور اپنے ساتھیوں کو قتال پر ابھارنے لگے لوگ قتال کرنے لگے۔اور اس قدر مقتول ہوئے کہ عبداللہ بن حنظلہ کے جھنڈے کے علاوہ اور کچھ نہ نظر آتا تھا۔اس جھنڈے کو وہ اپنے ساتھیوں کی مختصر سی جماعت کے ساتھ تھامے ہوئے تھے۔

ظہر کا وقت آ گیا تو انہوں نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ تم میری پشت کی حفاظت کرو میں نماز پڑھ لوں انہوں نے چار رکعت نماز ظہر اطمنان سے پڑھی۔جب نماز ادا کر لی تو ان کے مولی نے کہا کہ اے عبدالرحمٰن اب کوئی باقی نہ رہا۔،ہم کب تک ٹھہریں گے۔ان کا جھنڈا قائم تھا جس کے گرد پانچ آدمی تھے مولی سے کہا کہ تم پر افسوس ہے ہم تو صرف اس لئے نکلے ہیں کہ مر جائیں۔

نماز سے فارغ ہو گئے بدن پر بہت زخم تھے تلوار گلے میں ڈالی اور زرہ اتار دی ریشم کے لئے دوکلائی کے خول پہنے اور لوگوں کو قتل پر ابھارا،حالانکہ اہل مدینہ کھدیڑے ہوئے چوپایوں کی طرح تھے اور اہل شام انہیں ہر طرف سے قتل کر رہا تھے۔

شہادت......جب لوگوں کو شکست ہوگئی تو ابن حنظلہ نے تلوار پھینک دی بالکل نہتے ہو گئے یہاں تک کہ لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔اہل شام میں سے کسی نے ایسی تلوار ماری جس سے ان کے دونوں شانے کٹ گئے پھیپڑا نکل آیا اور مر کر گر پڑے۔

مسرف اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گھومنے لگا۔اس کے ساتھ مروان بن الحکم بھی تھا۔عبداللہ بن حنظلہ پر گزر ہوا وہ اپنی شہادت کی انگشت پھیلائے ہوئے تھے۔مروان نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تم نے اسے مرنے کے بعد کھڑا کیا ہے تو تعجب نہیں کیونکہ تم نے زمانہ دراز تک اسے زندگی میں بھی کھڑا کیا ہے۔

حنظلہ کے قاتل کے لئے انعام......عبداللہ بن حنظلہ شہید ہو گئے تو لوگوں کے لئے ٹھہرنا ناممکن ہو گیا وہ ہر طرف سے بھاگے۔عبداللہ بن حنظلہ کے قتل کے ذمہ دار وہ شخص تھے کہ انہیں نے ابتدا کی اور ان کا سر کاٹا ان میں سے ایک اسے مسرف کے پاس لے گیا اور کہنے لگا کہ یہ امیر قوم کا سر ہے۔

مسرف نے اپنے گھوڑے پر ہی سے سجدہ کا اشارہ کیا اور کہا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں بنی فزارہ کا ایک شخص ہوں پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا کہ مالک پھر پوچھا تم نے ان کا قتل اور ان کا سر کاٹنا اپنے ذمے لیا اس نے کہا کہ ہاں۔

ایک دوسرا شخص آیا جو اہل حمص کے السکون میں سے تھا۔نام سعد بن الجون تھا۔اس نے کہا کہ اللہ امیر کی

اصلاح کرے ہم دونوں نے انہیں اپنے نیزوں سے مارنا شروع کیا۔ نیز ے ان کے بھونک دئے اور اپنی تلواروں سے انہیں مارا یہاں تک کہ وہ جس چیز سے لگتی تھیں اسے ان کی باڑھیں الٹ دیتیں۔

فزاری نے کہا کہ غلط ہے سکونی نے کہا کہ اسے طلاق وحرمت کی قسم دو یعنی یہ دو قسم دو کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کی بیویوں پر طلاق اور اس کے ملوک تمام آزاد فزاری نے قسم کھانے سے انکار کیا سکونی نے قسم کھالی۔ مسرف نے کہا کہ امیر المؤمنین یزید تمہارے معاملے میں فیصلہ کریں گے۔

اس نے ان دونوں کو روانہ کر دیا جو یزید کے پاس اہل حرہ اور ابن حنظلہ کے قتل کی خبر کے ساتھ آئے اس نے ان دونوں کو بڑے بڑے انعامات دیئے اور شرف بخشا اس کے بعد حصین بن نمیر کے پاس واپس کر دیا دونوں الزبیر کے محاصرے میں قتل کر دئے گئے۔

خواب میں نظر آنا...... عبداللہ بن ابی سفیان سے مروی ہے کہ والد کو کہتے سنا کہ میں نے عبداللہ بن حنظلہ کو شہید ہونے کے بعد اس طرح خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت تھے پاس ان کے جھنڈا بھی تھا میں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کیا تم مقتول نہیں ہوئے؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ میں اپنے پروردگار سے ملا تو اس نے مجھے جنت میں داخل کیا۔ میں اس میووں میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ میرے اسی جھنڈے کے اردگرد ہیں جس کی گرہ قیامت تک نہیں کھولی جائے گی۔ میں نیند سے ہوشیار ہوا تو سمجھا کہ وہ بہت بہتر ہے جو میں نے ان کے لئے دیکھا۔

محمد بن عمرو...... ابن خرم بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک ابن النجار کنیت ابوعبد الملک تھی۔ ان کی والدہ عمرہ بنت عبداللہ بن الحارث ابن حماز غستان کے بنی حبالہ بن غنم میں سے تھیں۔

عبدالملک بن محمد اور عبداللہ وعبدالرحمٰن اور ام عمرو کی والدہ شبیتہ بنت النعمان بن عمرو بن النعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

رسول اکرم ﷺ نے عمرو بن حزم کو نجران پر عامل بنایا۔ وہاں ان کے ہاں رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں ۱۰ھ میں ایک لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام محمد رکھا اور کنیت ابوسلیمان رسول اکرم ﷺ کو لکھا تو آنحضرت ﷺ نے انہیں لکھا کہ نام محمد رکھو اور کنیت ابوعبدالملک ابن حزم نے ایسا ہی کیا۔

حضرت عمر نے ان کا نام کیوں نہ تبدیل کیا...... ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب نے تمام لڑکوں کو جمع کیا جن کا نام کسی نبی کے نام تھا اور انہیں گھر لائے کہ نام بدل دیں۔ ان لوگوں کے والد آئے اور اس پر شہادت دی کہ ان میں سے اکثر نام رسول اکرم ﷺ نے رکھا ہے عمر نے ان لوگوں کو چھوڑ دیا ابو بکر نے کہا کہ میرے والد بھی انہیں میں تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عمرو سے سنا ہے ان سے روایت کی ہے۔ وہ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک خز (سوت ریشم سے ملے ہوئے کپڑے) کی چادر سات سو درہم میں خریدی اور اسے اوڑھتے تھے۔

شہادت...... عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو نے ایا محرہ میں اہل شام کو بہت قتل کیا اور یہ ان لوگوں کے لشکر پر حملہ کر کے انکی جماعت کو پراگندہ کر دیتے وہ سوار تھے اہل شام میں سے کسی نے کہا کہ اس نے ہمیں جلا دیا اور ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ اپنے گھوڑے پر بچ جائے گا لہذا اس پر ایک ساتھ حملہ کر دو کسی نہ کسی سے تو شکست کھائے گا۔ کیونکہ ہم اسے تجربہ کار اور بہادر سمجھتے ہیں۔

لوگوں نے ان پر حملہ کر کے نیزوں پر لے لیا وہ گھوڑے سے گر پڑے اہل شام کا ایک شخص ان کے گلے میں چمٹ گیا دونوں گر پڑے۔ محمد بن عمرو شہید ہو گئے تو لوگ ہر طرف سے بھاگے اور مدینہ میں داخل ہو گئے شامیوں کے لشکر اس میں گھومتے اور لوٹ مار کرتے اور قتل کرتے۔

محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم نے یوم الحرہ میں نماز پڑھی حالانکہ ان کے زخم خون بہار ہے تھے وہ صرف نیزوں پر قتل کئے گئے تھے۔

خالد بن القاسم نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے محمد بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا کہ سر پر خود تھا۔ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو اسے اپنے پہلو میں رکھ دیا اور غیر مسلح ہو کر نماز پڑھی۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ اس روز محمد بن عمرو بلند آواز سے کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار ان لوگوں کو بہادری سے مارو کیونکہ وہ لوگ ایسے ہیں جو دنیا پر قتال کرتے اور تم وہ لوگ ہو جو آخرت پر قتال کرتے ہو۔ وہ ان کے چھوٹے چھوٹے لشکروں پر حملہ کر کے انہیں منتشر کرنے لگے یہاں تک کہ قتل کر دئے گئے

مسرف کا ان کی لاش پر گزر...... عبداللہ بن ابی سفیان مولائے ابن ابی احمد بن جحش نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ بدکار مسرف بن عقبہ اپنے گھوڑے پر مقتولین میں گشت کر رہا تھا مروان بن حکم بھی اس کے ساتھ تھا محمد بن عمرو بن حزم پر گزر رہوا دیکھا کہ منہ کے بل پیشانی زمین پر رکھے ہوئے مردہ پڑے ہیں۔

مروان نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تم نے مرنے کے بعد اپنی پیشانی کے بل (یعنی سر بسجدہ) ہو تو تم نے بہت زمانے تک زندگی میں بھی اسے فرش کیا ہے مسرف نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو ان لوگوں کو اہل جنت ہی سمجھتا ہوں۔ مگر اہل شام تم سے یہ بات نہ سن لیں کہ تم انہیں فرمابرداری سے تردد میں ڈال دو۔ مروان نے کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی اہل مدینہ نے) دین کو متغیر کر دیا اور بدل دیا۔

جنگ حرہ کب ہوئی...... محمد بن عمر نے کہا کہ جنگ حرہ مدینہ منورہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوئی۔ محمد بن عمرو بن حزم کے پس ماندگان مدینے اور بغداد میں تھے۔

عمارہ بن خزیمہ...... ابن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدہ بن عامر بن غیان بن عامر بن حطمہ ان کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن الاوس بن حارثہ تھا وہ انصار میں سے تھے ان کی والدہ صفیہ بنت عامر بن طعمہ بن زید الخطمی تھیں۔

اولاد کی تفصیل......عمارہ بن خزیمہ کے ہاں اسحاق پیدا ہوئے جو لا ولد مر گئے ان کی والدہ عبیدہ بنت عبداللہ بن ثابت بن الفاکہ بن ثعلبہ بن ساعدۃ تھیں۔

محمد اور صفیہ دونوں کی والدہ ودیعہ بنت عبداللہ بن مسعود بن عبداللہ بن عمرو الخطمی تھیں۔

منیعہ بنت عمارہ اور حمادہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

روایات......عمارہ نے عمر بن خطاب سے سنا ہے اپنے والد سے کہتے تھے کہ تمہیں کیا ہوا کہ تم اپنی زمین فروخت نہیں کرتے۔ عمرو بن العاص سے اور اپنے والد سے سنا ہے ان کے والد خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین (دو شہادت والے کہلائے یعنی اکیلے کے بجائے دو گواہوں کے قرار دئے گئے) تھے۔

وفات۔۔۔عمارہ کی کنیت ابو محمد تھی ان کی وفات مدینہ منورہ میں ولید بن عبدالملک کے ابتدائی دور خلافت میں ہوئی۔ اس وقت پچھتر سال کے تھے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن خلاد......ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق خزرج میں سے تھے۔

اولاد......یحییٰ بن خلاد کے ہاں مالک وعلی وعائشہ وعثیمہ پیدا ہوئیں جن کی والدہ ام ثابت بنت قیس بن عمرو بن رئاب بن بکر تھیں۔

ام کلثوم وحمیدہ ان کی والدہ ام یحییٰ بنت عامر بن عمرو بن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

آپ کا نام رسول اکرم ﷺ نے رکھا......ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

علی بن یحییٰ بن خلاد سے مروی ہے کہ جب یحییٰ بن خلاد پیدا ہوئے تو انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا آپ نے کھجور چبا کر ان کے حلق میں لگائی اور فرمایا کہ میں ان کا ایسا نام رکھوں گا کہ یحییٰ بن ذکریا کے بعد نہیں رکھا گیا آپ ﷺ نے ان کا نام یحییٰ رکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یحییٰ بن خلاد نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سلیم......ابن عمرو بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق خزرج میں سے تھے ان کی والدہ النوار بنت عبداللہ بن الحارث بن جماز حلیف بنی ساعدۃ تھیں۔ جماز غسان کے حبالہ بن غنم میں سے تھے۔ عمرو بن سلیم کے ہاں عثمان و نعمان پیدا ہوئے ان کی والدہ حبیبہ بنت النعمان بن عجلان بن النعمان بن عامر بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق انصار میں سے تھیں۔

سعد وایوب دونوں کی والدہ ام البنین بنت ابی عبادہ سعد بن عثمان ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق

تھیں۔

عمرو بن سلیم نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے وہ بالغ ہونے کے قریب تھے نیز انہوں نے ابوقتادہ انصاری اور ابوحمید الانصاری سے بھی روایت کی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

حنظلہ بن قیس......ابن عمرو بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق ان کی والدہ ام سعد بنت قیس بن حصن بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

اولاد......حنظلہ بن قیس کے ہاں محمد وام جمیل پیدا ہوئے دونوں کی والدہ ام عیسیٰ بنت عبداللہ بن ہشام بن زہرہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قریش میں سے تھیں۔

عمرو وحظلہ کی والدہ ام موسیٰ بنت الحارث بن عتبہ بن عبید المعلیٰ بن لوزان بن حارثہ غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد سے تھیں۔

عبیداللہ وسعد فرزندان حنظلہ ان دونوں کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

زہری سے مروی ہے کہ میں نے انصار میں سے کسی کو حنظلہ بن قیس الزرقی سے زیادہ ہوشیار اور عمدہ رائے والا نہیں پایا گویا وہ قیس کے آدمی تھے۔

حدیث میں مرتبہ......محمد بن عمر نے کہا کہ حنظلہ بن قیس نے عمرو عثمان ورافع بن خدیج سے روایت کی ہے اور زہری نے ان سے روایت کی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

مسعود بن الحکم......ابن الربیع بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق ان کی والدہ حبیبہ بنت شریق بن ابی حثمہ ہذیل میں سے تھیں۔

اولاد......مسعود بن حکم کے ہاں ابراہیم وعیسیٰ وابوبکر وسلیمان وموسیٰ واسماعیل وداؤد ویعقوب وعمران وایوب واکبر وام ابراہیم پیدا ہوئے۔ ان سب کی والدہ میمونہ بنت عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

ایوب واصغر وسارۃ کی والدہ ام عمرو بنت المثنیٰ بن حکیم بن نجیہ بن ربیعہ ابن ریاح بن عوف بن ربیعہ بن ہلال بن شمخ بن فزارہ تھیں۔

دیگر احوال......محمد بن عمر نے کہا کہ مسعود بن حکم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابوہارون تھی بڑے شریف اور بامروت وثقہ تھے۔ عمرو عثمان وعلی سے روایت کی ہے اور ان سے محمد المنکدر اور ابوالزناد نے روایت کی ہے۔

مخلد......ابوحارث بن مخلد الزرقی کتاب نسب الانصار میں سے ہم ان کے نسب پر اتنا واقف نہ ہوئے جتنا ہم

چاہتے تھے۔ مخلد نے عمر بن خطاب سے سنا ہے۔

عبداللہ بن ابی طلحہ...... نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھا۔ ان کی والدہ ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں جو انس بن مالک کی والدہ تھیں۔

اولاد...... عبداللہ بن ابی طلحہ کے ہاں قاسم ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عمیر و زید و اسماعیل و یعقوب و اسحاق و عبدہ و ام ابان ان کی والدہ ثبیتہ بنت رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان تھیں۔

محمد بن عبداللہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ بن عبداللہ اور کلثم ام ولد سے تھے۔

ابراہیم ورقیہ و ام عمروان کی والدہ عائشہ بنت جابر بن صخر بن امیہ بن خنساء بنی سلمہ میں سے تھیں۔

عمر بن عبداللہ اور معمر و عمارہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت عمرو بن حزم بن زید بنی مالک بن النجار میں سے تھیں جنگ حنین میں عبداللہ ام سلیم کے حمل میں تھے۔ وہ حنین میں موجود تھیں۔ عبداللہ مدینہ میں ابوطلحہ ہی کے مکان میں رہے۔

ام سلیم کا عجیب صبر اور اللہ کا انعام...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابی طلحہ کے بیٹے بیمار تھے ابو طلحہ روانہ ہو گئے بچے کی وفات ہو گئی واپس آئے تو پوچھا کہ میرا بیٹا کیسا ہے۔ ام سلیم نے جواب دیا کہ جیسے پہلے تھا اب اس سے بہت بہتر ہے وہ ان کے پاس شب کا کھانا لائیں انہوں نے کھانا کھایا پھر ان سے صحبت کی جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا کہ بچے کو دفن کر دو۔

ابوطلحہ نے صبح کی تو رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی فرمایا کہ آج شب کو تم نے صحبت کی ہے عرض کی کہ جی ہاں فرمایا کہ اے اللہ ان دونوں کے لئے برکت کر۔ ام سلیم کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا پھر مجھ سے یعنی انس بن مالک سے ابوطلحہ نے کہا کہ اسے یاد رکھنا کہ ہم اسے رسول اکرم ﷺ کے پاس لائیں۔

پیدائش کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری...... وہ اسے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے اور اس کے ساتھ چند کھجوریں بھی بھیجیں نبی کریم ﷺ نے بچے کو لے لیا اور پوچھا کہ کیا اس کے ساتھ کچھ ہے لوگوں نے عرض کی کہ جی ہاں کھجوریں ہے نبی کریم ﷺ نے کھجوریں لیں انہیں چبایا اور اپنے منہ سے لے کر بچے کے منہ میں کر دیا اس کے تالو میں لگایا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

دوسری روایت ...... انس بن مالک سے مروی ہے کہ ام سلیم کا ایک لڑکا جو ابوطلحہ سے تھا سخت بیمار ہو گیا ابوطلحہ مسجد چلے گئے اس لڑکے کی وفات ہو گئی۔ ام سلیم نے اس کی ضروریات مہیا کر لیں اور کہا کہ ابوطلحہ کو بیٹے کی خبر نہ کرنا وہ مسجد سے واپس آئے تو بیوی نے شام کا کھانا جس طرح تیار کرتی تھیں کیا۔ ابوطلحہ نے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے انہوں نے کہا کہ جیسے پہلے تھا اب اس سے بہتر ہے۔

ام سلیم شام کا کھانا ان کے پاس لائیں انہوں نے اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے کھانا کھایا پھر وہ اٹھ کر اس کام کے لئے گئیں جس کام کے لئے عورت جاتی ہے (یعنی زینت کے لئے) انہوں نے اپنی بیوی سے صحبت کی جب آخری شب ہوئی تو بیوی نے کہا کہ اے ابوطلحہ تم فلاں کو دیکھتے نہیں کہ ان لوگوں نے کوئی چیز عاریت لی اور اس سے فائدہ اٹھایا جب وہ ان سے مانگی گئی تو ان پر گراں گزرا۔ ابوطلحہ نے کہا کہ ان لوگوں نے انصاف نہیں کیا بیوی نے کہا کہ تمہارا فلاں بیٹا بھی اللہ کی طرف سے عاریت تھا اس نے اسے اپنے پاس کر لیا انہوں نے کہا کہ انا اللہ پڑھا اور الحمد اللہ کہا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تم دونوں کی شب میں برکت دے۔ عبداللہ بن ابی طلحہ ان کے حمل من آ گئے وہ رات کو پیدا ہوئے تو انہیں یہ گوارا نہ ہوا کہ بغیر رسول اکرم ﷺ کے اس کے تالو میں لگائے ہوئے خود اس کے تالو میں کچھ لگائیں۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے پاس انس بن مالک کے ہمراہ بھیجا۔

انس نے کہا کہ میں نے عجوہ کھجوریں لیں اور رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچا۔ آنحضرت اپنے اونٹوں کو قطران لگا رہے تھے۔ عرض کی کہ آج رات ام سلیم کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ انہوں نے اس کے تالو میں آپ کے بغیر کچھ لگانا پسند نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ کچھ ہے عرض کی کہ عجوہ کھجوریں ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک کھجور لے کر چبائی اور اپنے لعاب میں ملا کر اس کے منہ میں ڈال دی بچہ چاٹنے لگا فرمایا کہ انصار کی پسندیدہ چیز کھجور ہے۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ اس کا نام رکھ دیجئے فرمایا کہ اس کا نام عبداللہ ہے۔

حدیث میں مرتبہ ...... عبداللہ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن ابی

...... ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبد فہم قبیلہ دوس کی تھیں۔

محمد بن ابی کے ہاں قاسم اور ابی اور معاذ اور عمرو اور محمد اور زیاد پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ عائشہ بنت معاذ بن الحارث بن سواد بنی مالک بن النجار میں سے تھیں۔

محمد بن ابی کی کنیت ابو معاذ تھی۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے انہوں نے عمر سے روایت کی ہے اور ان سے بسر بن سعید نے روایت کی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ محمد یوم حرہ میں قتل ہوئے جو ذی الحجہ ۶۳ھ یزید بن معاویہ کی خلافت میں پیش آیا۔

طفیل بن ابی ...... ابن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سبیع بن عبدنہم قبیلہ دوس کی تھیں طفیل بن ابی کے ہاں ابی و محمد اور عبد العزیز و عثمان اور ام عمرو پیدا ہوئیں ان کی والدہ ام القاسم بنت محمد بن ابی ذرہ بن معاذ بن زرارہ قبیلہ اوس کے بنی ظفر میں سے تھیں۔

طفیل بن ابی کا لقب ابوبطن تھا۔ عبداللہ بن عمر کے دوست تھے۔ انہوں نے عمر بن خطاب اور اپنے والد اور ابن عمر سے روایت کی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے ان دونوں کے بھائی۔

ربیع بن ابی ...... بن کعب بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجر ان سے اوران کے والد سے بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کعب بن مالک سے کہا کہ تم نے نکاح کیا انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔

محمود بن لبید ...... ابن عقبہ بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل ان کی والدہ ام منظور بنت محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی قبیلہ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

اولاد ...... محمود بن لبید کے ہاں حضیر و ام منظور پیدا ہوئیں ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عمارہ ام کلثوم ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
شیبہ کی والدہ بنت عمر بن ضمرہ قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔
ام لبید اوران کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

دیگر احوال ...... محمود بن لبید رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ انہیں کے والد کے بارے میں یہ رخصت آئی کہ جو روزہ پر قادر نہ ہو وہ مساکین کو کھانا کھلا دے محمود بن لبید نے عمرؓ سے سنا کہ ان کے پس ماندگان تھے جو مر گئے۔ ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا محمود بن لبید کی وفات ۹۶ھ مدینہ منورہ میں ہوئی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

سائیب بن ابی لبابہ ...... ابن عبدالمنذر بن رفاعہ بن زبر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو ابن عوف بن مالک بن الاوس۔

اولاد ...... سائب بن ابی لبابہ کے ہاں حسین و ملیکہ پیدا ہوئے۔ دونوں کی والدہ ام الحسن بنت رفاعہ بن شہران بن خالد بن ثعلبہ بن العجلان تھیں۔ اور قضاعہ حلیف بنی عمرو ابن عوف میں سے تھیں۔

معاویہ بن السائب اور بشیر اور ام الحسن کی والدہ ام ولد تھیں۔

زینب بنت السائب کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

مختصر احوال...... سائب بن ابی لبابہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے عمرؓ سے روایت کی ہے قلیل الحدیث وثقہ تھے۔

ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

عبدالرحمٰن بن عویم...... بن ساعدۃ بن عائش بن قیس بن النعمان بن زید بن امیہ ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

مختصر احوال...... عبدالرحمٰن نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے عمرؓ سے روایت کی ہے۔ عبدالملک بن مروان کے آخر زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

ان کے بھائی سوید بن عویم...... ابن ساعدۃ ان کی والدہ امامہ بنت بکر بن ثعلبہ بنی غضب بن جسم بن الخزرج میں سے تھیں۔ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

ایوب بن بشیر...... ابن سعد بن النعمان بن اکال بن لوزان بن الحارث بن امیہ بن معاویہ ابن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصار کی شاخ اوس میں سے تھے۔ کنیت ابوسلیمان تھی نبی کریم ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے عمر سے روایت کی ہے اور ان سے زہری نے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ جنگ حرہ میں شریک ہوئے اس میں ان کے بہت ذخم آئے اس کے دو سال کے بعد وفات ہوئی۔ اس وقت پچھتر سال کے تھے ان کی اولاد میں عبداللہ بن ایوب تھے جو لاولد مر گئے ان کا کوئی پس ماندہ نہ رہا۔

ثعلبہ بن ابی مالک القرظی...... ابو مالک کا نام عبداللہ بن سام تھا ثعلبہ کی کنیت ابویحییٰ تھی۔ ابو مالک یمن سے آئے اور کہا کہ ہم لوگ کندہ سے ہیں جو دین یہود پر ہیں انہوں نے ابن سعید کے ہاں شادی کی جو بنی قریظہ میں سے تھے اور انہی لوگوں سے معاہدہ حلف کر لیا اسی لئے قرظی کہلائے۔

ثعلبہ نے عمر و عثمان سے روایت کی ہے ان کی کنیت ابوجعفر تھی جو داؤد بن سنان کی روایت سے معلوم ہوئی

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ثعلبہ کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی مہندی سے زرد رنگتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ثعلبہ اپنی وفات تک بنی قریظہ کے امام رہے اور بوڑھے تھے اور قلیل الحدیث تھے۔

ولید بن عبادہ...... ابن الصامت بن قیس احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی صعصعہ تھیں۔ اور وہ عمرو بن زید بن عوف بن مبزول بن عمرو ابن غنم بن مازان بن النجار تھے

اولاد...... ولید بن عبادہ کے ہاں خالد پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ قبیلہ طے کی تھیں۔

محمد ان کی والدہ بنت النعمان بن مالک بن ثعلبہ بن اعرم بن فہرابن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔
عبادہ اور حارث اور مصعبا اور عبداللہ اور مسلمہ ان کی والدہ بزیعہ بنت ابی حارثہ بن اوس بن سکن بن عدی بن عبید بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن وف بن عمرو ابن عوف بن الخزرج تھیں۔
صالح کی والدہ بنی سعد بن بکر بن ہوازن سے تھیں۔
ہشام کی الدہ ام ولد تھے۔
یحییٰ کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
ام عیسیٰ اور حکیمہ ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

مختصر احوال...... ولید بن عبادہ نبی کریم ﷺ کے آخری دور میں پیدا ہوئے۔ ان کی وفات شام میں خلافت عبد الملک بن مروان کے زمانے میں ہوئی۔ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

سعید بن سعد...... ابن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی حزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج ابن ساعدۃ بن کعب بن الخزرج ان کی والدہ غزیہ بنت سعد بن خلیفہ بن الاشراف ابن ابی حزیمہ ابن ابی حزیمہ ثعلبہ بن ظریف بن الخزرج بن ساعدۃ بن کعب بن الخزرج تھیں۔
سعید بن سعد کے ہاں شرجیل وخالد واسماعیل وذکریا ومحمد وعبدالرحمٰن وحفصہ وعائشہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ثبینہ بنت ابی الدرداعویمر بن زید ابن قیس بن عائشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن لوئی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج تھیں۔
یوسف ان کی والدہ ام یوسف بنت ہمام قبیلہ ہوازن کے بنی نصر بن معاویہ میں سے تھیں۔
یحییٰ وعثمان وعزیہ وعبدالعزیز وام ابان وام البنین مختلف ام ولد سے تھے۔
احوال...... سعید بن سعد نے نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف پایا بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سنا بھی ہے۔ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عباد بن تمیم...... ابن عزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن خشم بن مازن ابن النجار ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ دو حقیقی بھائی معمر وثابت فرزندان تمیم تھے جو یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے۔

ان کی روایت...... موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عباد بن تمیم المازنی نے کہا کہ میں غزوہ خندق کے وقت پانچ سال کا تھا مجھے کچھ باتیں یاد ہیں ہم لوگ عورتوں کے ساتھ قلعوں میں تھے اہل قلعہ باری باری مقرر کئے بغیر نہ سوتے تھے اس خوف سے کہ بنی قریظہ ان پر حملہ نہ کردیں۔ محمد بن عمر نے کہا کہ زہری نے عباد بن تمیم سے راویت کی ہے۔

محمد بن ثابت...... ابن قیس بن شماس بن مالک بن امری القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب ابن الخزرج بن الحارث بن الخزرج کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول بنی الجبلیٰ میں سے تھیں۔ ان کے اخیانی بھائی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر راہب تھے حنظلہ وہی ہیں جو غسیل الملائکہ تھے۔

محمد بن ثابت کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں مقتول ہوئے سلیمان بھی یوم الحرہ میں مقتول ہوئے اور یحییٰ بھی۔ ان کی والدہ ام عبداللہ بن حفص ابن صاعت بن حارثہ بن عدی بن قیس طب زید بن مالک بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

اسماعیل و عائشہ کی والدہ ام کثیر بنت النعمان بن العجلان بن النعمان بن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

اسحاق و ابراہیم و یوسف و قریبہ ان کی والدہ امتہ اللہ بنت السائب بن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امری القیس بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

عیسیٰ و حمیدہ کی والدہ ام عون بنت عبدالرحمٰن بن معمر بن عبداللہ بن ابی سلول بنی الجبلیٰ میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث...... ابن الصمہ بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول اور وہ عامر بن مالک بن النجار تھے ان کی والدہ ام الحکیم تھیں۔ وہ خولہ بنت عقبہ بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل قبیلہ اوس میں سے تھیں۔

سعد بن الحارث کے یہاں صلت اور ام الفضل پیدا ہوئیں ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی قریشی تھیں۔

عمروان کی والدہ ام سعید بنت سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو ابن مبذول تھیں۔

سعد بن الحارث صفین میں علی بن ابی طالب کے لشکر میں تھے اور مقتول ہوئے تھے۔

ابو امامہ بن سہل...... ابن حنیف بن واہب بن الحکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن عمرو بن نجرج بن عوف بن عمرو بن عوف تھے اور اوس میں سے تھے ان کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

ابو امامہ کا نام اسعد اپنے نانا کے نام پر تھا اور کنیت بھی انہی کی کنیت پر تھی ان کے نانا اسعد بن زرارہ بنی النجار کے نقیب (کفیل ذمہ دار) تھے۔

اولاد...... ابو امامہ بن سہل کے یہاں محمد و سہل و عثمان و ابراہیم و یوسف و یحییٰ و ایوب و داؤد و حبیبہ و امامہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عتیک بن الحارث بن عتیک بن قیس بن مہیشہ بن الحارث اوس کے بنی معاویہ میں سے تھیں۔

صالح بن ابی امامہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

مختصر احوال ...... محمد بن عمر نے کہا کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ وہی تھے جن کی کنیت و نام اپنے نانا کے نام و کنیت پر رسول اکرم ﷺ نے ابوامامہ و اسعد رکھا۔ ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے عمر سے بھی کچھ روایت کی ہے۔ عثمان و معاویہ و زید بن ثابت اور اپنے والد سہل بن حنیف سے روایت کی ہے ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ

...... ابی عمرہ کا نام بشیر بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول تھا اور مبذول عامر بن مالک بن النجار تھے۔ ان کی والدہ ہند بنت المقوم بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب قریش کی تھیں۔ ہند کی والدہ برہ بنت عدی بن راب بن سہم بھی قریش کی تھیں۔

اولاد ...... عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کے ہاں عبداللہ و حمزہ و علقمہ و دجانہ پیدا ہوئے ان کی والدہ ام سعد بنت شیبان بن الحارث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول تھیں اور وہ عامر بن مالک النجار تھے۔

مختصر احوال ...... ابوعمرہ کو رسول اکرم ﷺ کی صحبت کا اثر تھا۔ جنگ صفین میں علی بن ابی طالب کے ہمراہ تھے اور مقتول ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے عثمان و زید بن خالد الجہنی و ابی ہریرہ سے روایت کی ہے۔ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن یزید

...... بن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف اوس میں سے تھے ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح بن عصمہ بن مالک بن امتہ بن ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔ ان کے اخیافی بھائی عاصم بن عمرؓ بن خطاب تھے۔

اولاد ...... عبدالرحمٰن بن یزید کے ہاں عیسیٰ پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں قتل ہوئے اور اسحاق و جمیلہ اور ام عبداللہ اور ام ایوب و ام عاصم پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ حسنہ بنت بکیر بن جاریہ بن عامر بن مجمع تھیں۔

جمیل ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالکریم و عبدالرحمٰن ان دونوں کی والدہ امامہ بنت عبداللہ بن سعد بن خیثمہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

مختصر احوال ...... عبدالرحمٰن بن یزید نبی کریم ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے اور قدیم تھے انہوں نے عمرؓ سے روایت کی ہے عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے قاضی مدینہ منورہ تھے ولید بن عبدالملک کے زمانے خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن یزید کی کنیت ابومحمد تھی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

مجمع بن یزید

...... ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید ان کی والدہ حبیبہ بنت الجنید بن کنانہ بن قیس بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بنی قیس میں سے تھیں۔

اولاد...... مجمع بن یزید کے ہاں اسماعیل واسحاق ویعقوب وسعدیٰ وام اسحاق وام النعمان پیدا ہوئیں ان کی والدہ سالمہ بنت عبداللہ بن ابی حبیبہ بن الاذعر بن زید بن العطاف بنی ضبیعہ بن زید بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

ابوسعید المقبری...... نام کیسان تھا بنی لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے بنی جندع کے مولیٰ تھے۔

مقبری کہلانے کی وجہ...... ان کا مکان مقابر کے پاس تھا اس لئے لوگوں نے مقبری کہا۔

ان کے والد کی آزادی کا قصہ...... سعید بن ابی سعید المقبری نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں بنی جندع کے ایک شخص کا غلام تھا۔ اس نے مجھے چالیس ہزار درہم اور عیدالضحیٰ کو ایک بکری دینے کے بدلے مکاتب بنادیا۔ مال وقت سے پہلے مہیا ہوگیا میں اس کے پاس لایا تو اس نے وقت معینہ سے پہلے لینے سے انکار کردیا۔ میں عمر بن خطاب کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ اے یرفا مال لے کر بیت المال میں رکھ دو شام کو ہمارے پاس آؤ تو ہم تمہاری آزادی لکھ دیں گے اگر تمہارا مولیٰ چاہے گا تو اسے لے لے گا اور اگر چاہے گا تو اسے چھوڑ دے گا۔

میں مال اٹھا کر بیت المال میں لے آیا جب میرے مولیٰ کو معلوم ہوا تو اس نے آکر مال لے لیا۔ اس کے بعد عمر کے پاس اپنے مال کی زکواۃ لایا تو انہوں نے کہا کہ جب سے آزاد ہوئے ہو تم نے کچھ مال لیا۔ عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ اسے واپس لے جاؤ پہلے ہم سے کچھ لینا پھر بعد میں ہمارے پاس لانا۔

آزادی کا واقعہ...... ابن سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں مکاتب تھا اپنے مولیٰ سے کہا کہ میرا بدل کتابت لے لیں مگر انہوں نے انکار کیا میں عمر بن خطاب کے پاس آیا اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اے یرفا اس سے مال لے کر بیت المال میں رکھ دو اور مجھ سے کہا کہ جاؤ تم آزاد ہو۔ میں دوسرے سال ان کے پاس اپنے مال کی زکواۃ لایا انہوں نے پوچھا کہ تو ن ہم سے کچھ لیا ہے جو ہم نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے۔ عرض کیا کہ نہیں انہوں نے وہ مال مجھے واپس کردیا۔

ابن سعید المقبری سے مروہے کہ میں عمر بن خطاب کے پاس دوسو درہم لایا اور کہا کہ لیجئے یہ میرے مال کی زکواۃ ہے فرمایا کہ اے کیسان کیا تم آزاد ہوگئے میں نے کہا کہ جی ہاں فرمایا کہ جاؤ اور اسے خیرات کردو۔

ولید بن کثیر سے مروی ہے کہ میں سعید المقبری کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا کہ میں عمر بن خطاب کے پاس اپنے مال کی زکواۃ لایا انہوں نے فرمایا کہ تم نے ہمارے دیوان سے کچھ لیا ہے میں نے کہا کہ نہیں فرمایا تو پھر اسے لے جاؤ۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوسعید سے عمر نے روایت کی ہے۔ وہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ ان کی وفات ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ہوئی اوروں نے کہا کہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

ابوعبید...... زہری نے ایک مرتبہ انہیں عبدالرحمٰن بن ازہر کا مولیٰ کہا۔ دوبارہ دوسرے مقام پر عبدالرحمٰن بن عوف کا مولیٰ کہا اسی طرح اوروں نے بھی کہا۔

مختصر احوال...... زہری نے کہا کہ وہ قدماء اور اہل فقہ میں سے تھے۔ انہوں نے ہا کہ میں عبد بن عمر کے ساتھ حاضر ہوا انہوں نے عثمان وعلی وابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ نام سعد تھا مدینہ منورہ میں ۹۸ھ میں وفات ہوئی ثقہ تھے ان کی حدیثیں ہیں۔

افلح...... مولائے ابوایوب انصاری ان کی کنیت ابوکثیر تھی۔

ان کی آزادی کا واقعہ...... محمد بن سیریں سے مروی ہے کہ ابوایوب نے افلح کو چالیس ہزار درہم پر مکاتب بنایا۔ لوگ افلح کو مبارک باد دینے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابوکثیر تمہیں آزادی مبارک ہو۔ جب ابوایوب اپنے متعلقین کے پاس لوٹے تو ان کو مکاتب بنانے پر پریشان ہوئے ان کو بلا بھیجا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کتاب (مکاتب نامہ) مجھے واپس کردو اسی حالت پر لوٹ جاؤ جس حالت پر تم تھے۔ ان کے بیوی بچوں نے کہا کہ کیا تم اس غلام کو واپس لیتے ہو جسے اللہ نے آزاد کردیا افلح نے کہا کہ اللہ کی قسم وہ مجھ سے جو مانگیں گے میں انہیں ضرور دوں گا وہ اپنی مکاتب ان کے پاس لائے اور اسے توڑ دیا جب تک اللہ نے چاہا وہ ٹھہرے پھر ابوایوب نے انہیں بلا بھیجا اور کہا کہ تم آزاد ہو اور جو تمہارا مال ہے وہ بھی تمہارا ہے۔

مختصر احوال...... محمد بن عمر نے کہا کہ افلح عین التمر کے ان قیدیوں میں سے تھے جنہیں خالد بن ولید نے ابو بکر صدیق کی خلافت میں گرفتار کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا تھا۔ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ افلح کی کنیت ابوعبد الرحمٰن تھی۔ انہوں نے عمرؓ سے سنا اور مدینہ منورہ میں ان کا مکان تھا۔ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کے دور خلافت میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبید...... عبید بن المعلیٰ برادر ابی سعید بن معلیٰ الزرقی عبید کی کنیت ابوعبداللہ تھی عین التمر کے ان قیدیوں میں سے تھے جنہیں خالد بن ولید نے ابوبکر صدیق کی خلافت میں گرفتار کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ عبید بن مرہ ہی نفیس بن محمد بن زید بن عبید تاجر کے دادا تھے وہ اس نفیس محل کے مالک تھے جو خرہ اقم کے نواح میں تھا ۔عبید مولائے عبید بن المعلیٰ کی وفات بزمانہ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوئی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

شماس...... مولائے عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم سورہ یوسف عمر بن خطاب سے سن کر حفظ کی اور اسے نماز میں پڑھاتے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے عثمان بن شماس نے روایت کی ہے۔

سائب بن خباب ...... ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ میں نے کسی کو یہ بھی بیان کرتے سنا کہ ان کی کنیت ابو مسلم تھی۔ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔ انہوں نے عمر و زید بن ثابت سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۹۱ھ میں مدینے میں ہوئی جب کہ وہ بہتر سال کے تھے۔ مالک بن انس سے مروی ہے کہ سائب بن خباب کی وفات ابن عمر سے پہلے ہوئی۔

عبید بن ام کلام ...... انہوں نے عمر بن خطاب سے سنا ہے وہ عبید بن سلمہ اللیثی تھے۔ جو مدینہ منورہ میں قتل عثمان کی خبر لے کر نکلے۔ سرف میں عائشہ کا استقبال کیا اور انہیں ان کے قتل کی اور لوگوں کے علی بن ابی طالب سے بیعت کرنے کی خبر دی وہ مکہ مکرمہ واپس گئیں عبید علوی تھے۔

ابن مرساء ...... قریش کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جنہوں نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے

ابوسعید ...... ابواسید نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے۔

ہرمزان ...... اہل فارس میں سے تھے۔

جلولہ کی فتح ...... جب جلولہ کو مسلمانوں نے فتح کر لیا تو یزدجرد ایران کے بادشاہ حلوان سے نکل کر اصبہان چلا گیا پھر اصطخر میں آیا۔ اس نے اپنے وزیر ہرمزان کو تستر بھیجا انہوں نے اس کی حفاظت کی اور قلعہ میں محفوظ ہو گئے ان کے ہمراہ سونے کے کنگن اور اہل تستر کا مال کثیر تھا۔ وہ قلعہ شہر کے کنارے پہاڑ سے ملا ہوا تھا۔ جس کے اطراف پانی کی ایک خندق تھی اور کسی قدر رسد ان کے پاس اصبہان سے آتی تھی۔

وہ لوگ اسی حالت میں جب تک اللہ نے چاہا ٹھہرے ابوموسیٰ نے دو سال یا اٹھارہ مہینے تک ان کا محاصرہ کیا۔ پھر اہل قلعہ عمر کے حکم پر اترے۔

حضرت عمر کے دربار میں ...... ابوموسیٰ نے ہرمزان کو عمر کے پاس بھیج دیا۔ ان کے ہمراہ بارہ عجمی قیدی بھی تھے۔ جن کے بدن پر ریشمی لباس اور سونے کے پٹکے تھے اور سونے کے کنگن تھے ان لوگوں کو اسی ہیبت میں مدینہ منورہ لایا گیا لوگ تعجب کرنے لگے۔ پھر ان لوگوں کو عمر کے پاس لایا گیا تو عمر کو ان لوگوں نے گھر پر نہ پایا۔ ہرمزان نے فارسی میں کہا کہ تمہارے بادشاہ کھو گئے ان لوگوں سے کہا کہ وہ مسجد میں ہیں۔

وہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو انہیں اس طرح سوتا ہوا پایا کہ عمر نے اپنی چادر کو تکیہ بنایا ہوا تھا۔ ہرمزان نے کہا کہ تمہارے بادشاہ یہی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ خلیفہ ہیں پوچھا گیا کہ کیا ان کے لئے دربان اور نگہبان نہیں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ ان کی موت تک اللہ ان کا نگہبان ہے۔ ہرمزان نے کہا کہ یہ سلطنت مبارک ہے عمر نے ہرمزان کو دیکھا تو کہا کہ میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے اس کو اور اس کے گروہ کو اسلام کے ذریعے ذلیل کیا۔

عمر نے وفد سے فرمایا کہ اس طرح کلام کرو کہ مجھے حسن کثرت کلام سے بچاؤ۔ انس بن مالک نے کہا کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے دین کو عزت دی اور جس نے اسے ناراض کیا اسے بے یارومددگار کردیا اور ہمیں ان کی زمین و ملک کا وارث بنایا۔ ان کے مال و اولاد ہمیں غنیمت میں دے دیئے ہمیں اس طرح ان پر غالب کردیا کہ ہم جسے چاہیں قتل کریں اور جسے چاہیں زندہ رکھیں۔

عمر خوشی سے رونے لگے پھر ہرمزان سے فرمایا کہ تمہارا مال کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ جو میرے باپ دادا کی میراث ہے وہ تو میرے پاس ہے۔ لیکن جو ملک اور بیت المال میرے قبضے میں تھا اسے آپ کے عامل نے لے لیا۔ فرمایا کہ اے ہرمزان اللہ نے جو برتاؤ تم لوگوں کے ساتھ کیا اسے تم نے کیا سمجھا۔ ہرمزان نے انہیں جواب نہ دیا تو فرمایا تمہیں کیا ہوا کہ بولتے نہیں؟ عرض کی کہ کیا آپ سے زندہ کے کلام کروں یا مردہ کا کلام کروں، فرمایا کہ کیا تم زندہ نہیں ہو۔

ہرمزان نے پینے کا پانی مانگا عمر نے فرمایا کہ ہم پیاس اور قتل کو تم پر جمع نہ کریں گے۔ پھر اس کے لئے انہوں نے پانی منگایا۔ لوگ لکڑی کے پیالے میں ان کے لئے پانی لائے ہرمزان نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا عمر نے فرمایا کہ پیو تم پر کوئی خوف نہیں جب تک اسے نہ پی لو میں تمہیں قتل کرنے والا نہیں ہوں۔

ہرمزان کا امان حاصل کرنا ...... انہوں نے برتن کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے گروہ عرب جس حالت میں تم غیر دین پر تھے تمہاری یہ حالت تھی کہ ہم تم لوگوں کے ساتھ غلاموں کا برتاؤ کرتے تمہارا فیصلہ کرتے اور تمہیں قتل کرتے تھے۔ ہمارے تمام اقوام میں تم لوگوں کا حال سب سے بدتر تھا اور سب سے کم تھا پھر جب اللہ تمہارے ساتھ ہو گیا تو اللہ کے مقابلے کی طاقت کسی کو نہ تھی۔

عمر نے ان کے قتل کا حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے امان دی ہے فرمایا کہ کس طرح؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تم پر کوئی خوف نہیں آپ نے فرمایا کہ تم پانی پیو تم پر کوئی خوف نہیں لہٰذا تم اسے پی نہ لو میں تمہیں قتل کرنے والا نہیں۔ انس بن مالک و ابوسعید الخدری و زبیر ابن العوام نے کہا کہ ہرمزان نے سچ کہا فرمایا خدا غارت کرے اس نے اس طرح مجھ سے امان لے لی کہ مجھے خبر بھی نہ ہوئی۔

عمر نے حکم دیا تو ہرمزان کے بدن پر جو زیور اور ریشمی کپڑے تھے وہ اتار لئے گئے، انہوں نے سراقہ بن مالک بن جشم سے جو دبلے کالے تھے اور اس طرح سے پتلی بانہوں والے تھے کہ گویا دونوں جلی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ ہرمزان کے کنگن پہنو انہوں نے دونوں کنگن پہنے۔ عمر نے کہا کہ تمام تعریف اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے کسریٰ اور اس کی قوم سے ان کے زیور اور ان لوگوں کے کپڑے چھین کر سراقہ بن مالک بن جشم کو پہنا دیئے۔

قبول اسلام ...... عمر نے ہرمزان اور اس کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے انکار کیا علی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ان لوگوں اور ان کے بھائیوں کے درمیان جدائی کر دیجئے۔ عمر نے ہرمزان اور جفینہ وغیرہ کو دریا میں سوار کرا دیا اور فرمایا کہ اے اللہ ان لوگوں کو تھکا دے انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ ان لوگوں کو شام کی طرف روانہ کر دیں انہیں اللہ کی جانب سے پانی میں گرا کر تھکا دیا۔ وہ لوگ غرق نہیں ہوئے اور واپس آ کر اسلام لائے۔ عمر

نے ان لوگوں کے لئے (اور مسلمانوں کی طرح) دو ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا ہرمزان کا نام عرفطہ رکھا گیا۔
مسور بن مخرمہ نے کہا کہ میں نے روحاء میں ہرمزان کو عمر کے ساتھ احرام میں اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر جرے کی چادریں تھیں۔

حج ...... ابراہیم بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں روحاء میں ہرمزان کو عمر بن خطاب کے ساتھ حج کیا حرام میں اس طرح دیکھا کہ ان کے بدن پر جرے کی چادریں تھیں۔
انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کا پیٹ ہرمزان سے زیادہ دبلا اور دونوں شانوں کے درمیان ہرمزان کے شانوں کے درمیانی فاصلے سے زیادہ ہو۔

وہ طابعین جو عثمان وعلیؓ وعبدالرحمٰن بن عوف وطلحہ وزبیر وسعد و ابی بن کعب وسہل بن حنیف وحذیفہ ابن الیمان وزید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں

محمد بن الحنفیہ ...... محمد اکبر بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھے۔ ان کی والدہ حنیفہ خولا بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ ابن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان کے والد یمامہ کے قیدیوں میں تھیں جو علی بن ابی طالبؓ کے حصے میں آئیں۔

محمد بن الحنفیہ کی والدہ ...... اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن الحنفیہ کی والدہ کو دیکھا کہ وہ سندھی اور کالی تھیں۔ اور بنی حنیفہ کی لونڈی تھیں۔ اور ان لوگوں میں سے نہ تھیں خالد بن ولید نے صرف ان کے غلاموں پر صلح کی تھی اور خود ان لوگوں پر ان سے صلح نہیں کی تھی (یعنی جنگ یمامہ میں اس طرح صلح کی کہ ان لوگوں کے غلام مسلمانوں کو مل جائیں گے تو وہ خود لوگ غلام نہیں بنائے جائیں گے)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نام وکنیت لکھنے کی اجازت ...... منذر الثوری سے مروی ہے کہ محمد بن الحنفیہ سے سنا کہ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ کا نام وکنیت ایک شخص کا رکھنے میں) علی کے لئے اجازت چاہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو تو میں آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھوں؟ فرمایا کہ ہاں۔
ربیع بن المنذر الثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ علی وطلحہ کے درمیان بحث ہوئی تو طلحہ نے ان سے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی تمہاری سی جرات نہ کرے کہ تم نے آپ کا نام بھی رکھ لیا اور آپ کی کنیت بھی رکھ لی حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں کوئی ان دونوں کو نہ جمع کرے علی

نے کہا کہ بے شک گستاخ وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر جرات کرے اے فلاں رجاء اور میرے لئے قریش کے فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ۔ وہ لوگ آئے تو علی نے کہا کہ تم لوگ کس کے معاملے میں گواہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تمہارے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا میں نے اپنا نام اور کنیت اسے بخش دی۔ اس کے بعد میری امت میں کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ میرا نام اور کنیت رکھے

ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ محمد بن الحنفہ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ محمد بن علی کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ وہ بڑے عالم ومتقی تھے۔

اولاد...... محمد بن الحنفیہ کے یہاں عبداللہ پیدا ہوئے جو ابو ہاشم اور حمزہ وعلی وجعفر اکبر ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن بن محمد بنی ہاشم کے اہل عقل اور خوش مزاج اور زہین لوگوں میں سے تھے، وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ارجا (صفحہ نمبر ۱۰۶) میں کلام کیا ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

ابراہیم بن محمد ان کی ولدہ مسو بنت عباد شیبان بن جابر بن اہیب بن نسیب بن زید بن مالک بن عوف بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن ضصفہ بن قیس بن غیلان بن مضر تھیں جو بنی ہاشم کے حلیف تھے۔

قاسم بن محمد وعبدالرحمٰن جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔ ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن تھیں جن کا نام برہ بنت عبد الرحمٰن بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔

جعفر واصغر وعون وعبداللہ اصغر ان سب کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب تھیں۔

عبداللہ بن محمد ورقیہ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد بن الحنفیہ کی جنگ جمل میں شرکت...... منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں نے محمد ابن الحنفیہ کو جنگ جمل کا ذکر کرتے سنا کہ جب ہم لوگوں نے صف باندھ لی تو علی نے جھنڈا مجھے دیا بعض لوگ مقابلے کے لئے بعض کے قریب ہوگئے تو انہوں نے میری جانب سے پہلو تہی دیکھی تو جھنڈا لے لیا اور خود اسے لے کر قتال شروع کر دیا۔ اس روز اہل بصرہ میں سے ایک شخص پر حملہ کیا اور جب اسے دبوچ لیا تو اس نے کہا کہ میں ابی طالب کے دین پر ہوں وہ جو چاہتا تھا جب مجھے معلوم ہوگیا تو میں اس سے باز آ گیا لوگوں کو شکست ہوگئی تو علی نے کہا کہ زخمی کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بھاگنے والا کا تعاقب کرنا۔ انہوں نے ان لوگوں کے ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ جن سے قتال کیا گیا تھا ان لوگوں میں بطور غنیمت تقسیم کر دیئے۔ ہم نے ان لوگوں سے وہ ہتھیار اور گھوڑے وخچر وغیرہ لے لئے جو وہ ہمارے مقابلے پر لائے تھے۔

حضرت علی کی قسم وکفارہ...... محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ میرے والد معاویہ اور اہل شام سے جہاد کرنا

چاہتے تھے وہ اپنا جھنڈا باندھنے لگے اور قسم کھائی کہ اسے نہ کھولیں گے جب تک روانہ نہ ہو جائیں لوگ انکار کرنے لگے ان کی رائے میں اختلاف پڑ گیا اور بزدلی ظاہر ہونے لگی والد اپنا جھنڈا کھول کر قسم کا کفارہ دینے لگے یہاں تک کہ انہوں نے چار مرتبہ کہا۔

میں ان کا حال دیکھتا تھا جس سے میں خوش نہ تھا اس روز میں نے مسور بن مخرمہ سے گفتگو کی ان سے کہا کہ تم ان سے کہتے نہیں کہ کہاں جاتے ہیں ٹھہریں مجھے تو ان لوگوں کے پاس کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ مسور نے کہا کہ اے ابو القاسم وہ اس کام کے لئے جاتے ہیں جو مقدر ہو چکا میں نے ان سے گفتگو کی انہیں دیکھا کہ سوائے جانے کے اور ہر چیز سے انکار کرتے ہیں۔

حضرت علی کی بد دعا...... محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ جب علی نے ان لوگوں کی بری حالت دیکھی تو کہا کہ اے اللہ میں نے انہیں بے زار کر دیا اور انہوں نے مجھے بے زار کر دیا میں نے ان لوگوں کو ناراض کیا ہے اور انہوں نے مجھے ناراض کیا ہے۔ لہٰذا مجھے تو ان کے بدلے میں وہ لوگ دے جو ان سے بہتر ہوں اور انہیں وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جنگ صفین میں علی کے پیادہ لشکر پر عمار بن یاسر امیر تھے محمد ابن الحنفیہ ان کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔

حضرت علی اور محمد بن الحنفیہ کی گفتگو...... عبداللہ بن زریر العافقی سے جو صفین میں علی کے ساتھ تھے مروی ہے کہ ایک روز میں نے لوگوں کی وہ حالت دیکھی کہ ہم نے اہل شام سے مقابلہ کیا ہم لوگوں نے ایسا قتال کیا ہ مجھے گمان ہوا کہ اب کوئی نہ بچے گا اتنے میں ایک پکارنے والے کی پکار سنی جو کہتا تھا کہ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو عورتوں اور بچوں کے لئے کون رہے گا روم کے لئے کون رہے گا ترک کے لئے کون رہے گا ویلم کے لئے کون رہے گا جو بچ گئے ہیں انہی میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو۔

میں نے اپنے پیچھے حرکت محسوس کی متوجہ ہوا تو دیکھا کہ خود علیؓ ہیں جو جھنڈے کو حرکت دے رہے تھے اور اسے لے کر دوڑ رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اسے ٹھہرا دیا ان سے ان کے بیٹے محمد ملے میں انہیں ان سے کہتے ہوئے سن رہا تھا کہ اے میرے بیٹے تم اپنے جھنڈے کے ساتھ رہو کیونکہ میں آگے بڑھ کر قوم میں جاتا ہوں (راوی نے کہا کہ) میں دیکھ رہا تھا کہ جب وہ تلوار مارتے تھے تو ہجوم چھٹ جاتا تھا پھر وہ ان لوگوں میں پلٹتے تھے۔

حضرت علی کی فضیلت...... منذر الثوری سے مروی ہے کہ میں محمد بن الحنفیہ کے پاس تھا انہیں کہتے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں کسی کی نجات پر نہ اسے اہل جنت میں سے ہونے پر شہادت دیتا اور نہ اپنے والد پر جن سے میں پیدا ہوا قوم نے ان کی طرف دیکھا تو کہا کہ لوگوں میں علی جیسا کون ہے جن کے لئے فلاں فضیلت ہے اور فلاں فضیلت ہے۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر میرے والد علی یہ حالت دیکھتے تو یہ ضرور ان کے کوچ

کرنے کا مقام ہوتا۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے عرب کے دو اہل بیت کو اللہ کا شریک بنالیا ہمیں اور ہمارے ان چچازاد بھائیوں کو یعنی بنی امیہ کو۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ قریش کے اہل بیت اللہ کے شریک بنا لئے گئے ہیں۔ ہم اور بنی امیہ؟

مہدی کا لقب...... ابی حمزہ سے مروی ہے کہ لوگ محمد بن علی کو اسلام علیک یا مہدی کہہ کر سلام کرتے تھے انہوں نے کہا کہ میں مہدی ہدایت یافتہ ہوں۔ نیکی وشر کا راستہ بتا تا ہوں میرا نام اللہ کے نبی کا نام ہے میری کنیت اللہ کے نبی کی کنیت ہے تم میں سے جب کوئی سلام کرے تو کہے کہ اسلام علیک یا محمد اسلام علیک یا ابا القاسم۔

منسہال بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن الحنفیہ کے پاس آیا اس نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اس نے پوچھا کہ آپ کیسے ہیں انہوں نے اپنے ہاتھ کو ہلایا اور کہا کہ تم لوگ کیسے ہو کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہیں معلوم ہو کہ ہم لوگ کیسے ہیں اس امت میں ہماری مثال ایسی ہے جیسے بنی اسرائیل کی مثال آل فرعون میں تھی جوان کے بیٹوں کو ذبح کرتا اوران کی عورتوں کو زندہ رکھتا یہ لوگ بھی ہمارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں اور ہماری اجازت کے بغیر ہماری عورتوں سے نکاح کرتے ہیں۔

فضیلت کا دعویٰ...... عرب نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے لئے عجم پر فضیلت ہے تو عجم نے کہا کہ یہ کیسے ان لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ عربی تھے ان لوگوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا لوگوں نے کہا کہ قریش نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان کے لئے عرب پر فضیلت ہے عرب نے کہا یہ کیسے ان لوگوں نے کہا وہ محمد قریشی تھے اگر قوم نے سچ کہا تو ہمارے لئے بھی لوگوں پر فضیلت ہے کیونکہ ہم بھی قریشی ہیں۔

ابن الحنفیہ کا خطبہ...... اسود بن قیس سے مروی ہے کہ میں خراسان میں عزہ کے ایک شخص سے ملا انہوں نے کہا کہ میں ابن الحنفیہ کا خطبہ تمہارے سامنے پیش نہ کروں میں نے کہا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس پہنچا تو وہ ایک جماعت کے اندر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے میں نے کہا کہ اسلام علک یا مہدی انہوں نے کہا کہ وعلیکم السلام میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ کام ہے پوچھا کہ خفیہ یا علانیہ میں نے کہا کہ خفیہ انہوں نے کہا کہ بیٹھو میں بیٹھ گیا۔

انہوں نے ایک گھنٹہ قوم سے باتیں کیں پھر اٹھ کھڑے ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا جب وہ اپنے گھر میں گئے تو ان کے ساتھ میں بھی اندر گیا انہوں نے کہا کہ اپنی حاجت بیان کرو میں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کلمہ شہادت اشهد ان ا ا لله لاالهالا لله و اشهد ان محمد عبده و رسوله پڑھا پھر میں نے کہا کہ امابعد اللہ کی قسم آپ لوگ قریش میں سب سے زیادہ ہمارے قریب نہ تھے کہ ہم آپ کی قرابت پر آپ سے محبت کرتے البتہ آپ لوگ قریش میں سب سے زیادہ ہمارے نبی ﷺ سے قرابت رکھتے ہیں ہمارے نبی سے آپ لوگوں کی اسی قرابت کی وجہ سے ہم نے آپ لوگوں سے محبت کی۔ برابر آپ لوگوں کی محبت میں ہم پر عیب لگایا گیا یہاں تک کہ اس پر گردنیں ماری گئیں اور شہادتیں باطل کی گئیں ہم لوگوں کو شہروں سے دفع کر دیا گیا اور ہمیں ازیت دی گئی

یہاں تک کہ میں نے تو یہ ارادہ کرلیا ہے کہ کسی ویرانے میں چلا جاؤں اور اللہ کی اس وقت تک عبادت کروں کہ اس سے جاملوں کاش آل محمد کا حال مجھ سے مخفی رہتا۔

بالآخر میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ان اقوام کے ساتھ جن کا ہمارا کلمہ ایک ہے اپنے ان امراء پر خروج (بغاوت) کروں جو خروج کرتے اور قتال کرتے ہیں اور ہم لوگوں میں مقیم رہیں۔اس شخص کی مراد خوارج سے تھی ہمیں پیچھے ہی پیچھے آپ کی جانب سے احادیث پہنچتی تھیں۔میں نے چاہا کہ آپ سے بالمشافہ کروں اور آپ کے متعلق کسی سے نہ پوچھوں۔میرے دل میں سب لوگوں سے زیادہ آپ کا اعتبار ہے اور مجھے سب سے زیادہ پسند ہے کہ میں آپ کی پیروی کروں۔آپ کی رائے کے مطابق اپنی رائے قائم کروں اور جس طرح آپ خلاصی دیکھیں (اسی پر عمل کروں میں یہی کہتا ہوں اور اپنے اور آپ کے لئے مغفرت چاہتا ہوں)۔

محمد بن علی نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کلمہ شہادت لاالہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پڑھا پھر کہا کہ امابعد ان باتوں سے بچو کیونکہ یہ تم پر عیب ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اختیار کرو کیونکہ اسی سے تمہارے اول کی ہدایت کی گئی تھی اور اسی سے تمہارے آخر کی ہدایت کی جائے گی۔میری جان کی قسم اگر تمہیں ایذادی گئی (تو کیا تعجب ہے) جو تم سے بہتر تھے انہیں بھی ایذادی گئی ہے۔

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے قصد کرلیا کہ کسی ویران میں چلا جاؤں گا اور اللہ کی عبادت کرتا رہوں گا۔جب تک کہ میں اللہ سے ملوں اور لوگوں کے معاملات سے الگ رہوں۔کاش آل محمد کے حالات مجھ سے مخفی رہیں تو ایسا نہ کر نا کیونکہ یہ راہبوں کی بدعت ہے قسم میری جان کی کہ آل محمد آفتاب کے طلوع سے زیادہ واضح ہے۔

تمہارا یہ کہنا کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ ان اقوام کے ساتھ جن کیا ور ہماری شہادت واحد ہے ان امراء پر خروج کروں جو بغاوت کرتے ہیں اور قتال کرتے ہیں اور ہم لوگ قیام کریں تو ایسا نہ کرنا امت سے جدا نہ ہو اس قوم یعنی بنی امیہ سے ان کے ان تقیے کے ذریعے سے بچو ان کے ہمراہی میں قتل نہ کرو۔

میں نے کہا کہ انکا تقیہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کی دعوت پر اپنے آپ کو ان کے پاس حاضر کردو تو اس کے ذریعے سے اللہ تمہارے خون اور تمہارے دین کو بچائے گا اور تمہیں اللہ کا وہ مال مل جائے گا جس کے تم ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہو۔

میں نے کہا آپ نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ مجھے قتال اس طرح گھمائے کہ اس سے کوئی چارہ نہ ہو؟انہوں نے کہا کہ تم اپنے ایک ہاتھ کی دوسرے ہاتھ سے اس طرح اللہ کے لئے بیعت کرو اور اللہ کے لئے قتال کروا للہ کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ جنت میں داخل کرے گا اور کچھ اقوام کو ان کی نیتوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل کرے گا۔

میں تمہیں اس پر اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ تم میری طرف سے وہ بات پہنچاؤ جو تم نے مجھ سے نہیں سنی یا مجھ پر وہ بات لگاؤ جو میں نے نہیں کی میں اپنی یہی بات کہتا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت چاہتا ہوں۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کرو اور اپنی نیت کے مطابق قتال کرو۔

محمد ابن سے مروی ہے کہ یہ بجلی کی سی چمک ہے جسے کچھ قیام نہیں۔

محمد بن الحنفیہ کی ہدایات...... محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابی طفیل سے کہا کہ اسی مکان میں رہو اور حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر ہو جاؤ یہاں تک کہ ہمارا حکم آئے کیونکہ جب ہمارا حکم آئے گا تو اس میں کوئی خفا نہ ہوگا جیسا کہ آفتاب میں جب وہ طلوع ہوتا ہے۔ تو اس میں کوئی خفا نہ ہوگا۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ اگر لوگ کہیں کہ وہ مشرق سے آئے گا اور اللہ اسے مغرب سے لے آئے اور تمہیں کیا معلوم کہ وہ مغرب سے آئے گا اور اللہ اسے مشرق سے لے آئے اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ ہمارے پاس اس طرح لایا جائے جس طرح دلہن لائی جاتی ہے۔ رالمنذ رالثوری نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ جو ہم سے محبت کرے گا اللہ اسے نفع دے گا اگر چہ وہ دیلم میں ہو۔

ابن الحنفیہ کی بیزاری...... ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ مجھے پسند تھا کہ میں اپنے ان شیعوں سے رہائی حاصل کر لیتا خواہ یہ رہائی میرے بعض اعزہ کے خون ہی کے عوض ہی کیوں نہ ہوتی انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ سے جوڑ اور رگوں پر رکھا اور کہا کہ (میں ان سے کیوں گلوخلاصی چاہتا ہوں) ان لوگوں کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان لوگوں کے شر پھیلانے کی وجہ سے یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کی ماں جس نے اسے جنا اس پر اتنا ورغلایا جائے کہ وہ قتل کر دی جائے۔

احتساب نفس...... حارث الازدی سے مروی ہے کہ محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ اس شخص پر اللہ رحمت کرے جس نے اپنے نفس کو بے نیاز کر دیا اپنا ہاتھ روکا زبان بند کی اور اپنے گھر میں بیٹھ گیا اس کے لئے وہی ہے جو وہ چاہے اور اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے سوائے اس کے کہ بنی امیہ کے اعمال ان لوگوں میں مسلمانوں کی تلوار سے زیادہ تیزی سے گھس رہے ہیں سوائے اس کے کہ اہل حق کے لئے ایک دولت ہے جسے جب اللہ چاہے گا لائے گا ہم میں سے اور تم میں سے جو اسے پائے گا وہ بڑے بلند مقام پر ہوگا اور جو مر گیا تو جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور بہت پائدار ہے۔

مختار بن ابی عبید کی عراق روانگی...... ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ مختار بن ابی عبید عبداللہ بن الزبیر کے پہلے محاصرے میں سب سے زیادہ سختی سے ان کے ساتھ تھا اور انہیں یہ یقین دلاتا تھا کہ وہ ان کا شیعہ ہے ابن الزبیر اس پر تعجب کرتے تھے اس پر الزام لگایا جاتا تو اس کے خلاف کوئی بات نہیں سنتے تھے مختار بن ابی عبید محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھی آمد و رفت رکھتا تھا محمد کی رائے اس کے بارے میں اچھی نہ تھی وہ اس کی لائی ہوئی باتوں کا بیشتر حصہ قبول ہی نہیں کرتے تھے۔

مختار نے کہا کہ میں عراق جانے والا ہوں محمد نے اس سے کہا کہ جاؤ یہ عبداللہ بن کامل الہمدانی بھی تمہارے ساتھ جائیں گے انہوں نے عبداللہ سے کہا کہ اس سے ہوشیار رہنا تمہیں یہ یاد رہے کہ وہ زیادہ امانت دار نہیں ہے۔ مختار ابن زبیر کے پاس آیا اور کہا کہ جان لیجئے کہ میرا عراق میں ہونا میرے یہاں قیام کرنے زیادہ آپ کے لئے مفید ہے عبداللہ بن زبیر نے اسے اجازت دے دی۔

وہ اور ابن کامل روانہ ہوئے ابن زبیر کو اس کی خیر خواہی میں شک نہ تھا حالانکہ وہ ابن زبیر کے ساتھ دھوکہ کرنے پر مصر تھا۔ یہ دونوں مختار اور ابن کامل روانہ ہوئے ان کو ایک شخص العذیب میں ملا۔ مختار نے کہا کہ ہم کو لوگوں کا حال بتاؤ اس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو اس حالت پر چھوڑا کہ جیسے وہ کشتی گھومتی ہے جس کا کوئی ملاح نہیں ہوتا مختار نے کہا کہ میں اس کشتی کا ملاح ہوں جو اس قائم کرے گا۔

عبداللہ بن مطیع کا عراق سے فرار...... ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار جب عراق میں آیا تو اس نے عبداللہ بن مطیع کے پاس آمدورفت شروع کی وہ اس زمانے میں عبداللہ بن زبیر کی جانب سے کوفہ کے گورنر تھے۔ اس نے ابن زبیر کی خیر خواہی بیان کی اور خفیہ طور پر ان پر عیب لگایا لوگوں کو ابن الحنفیہ کی بیعت کی دعوت دی اور ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا اس نے ایک جماعت کو بڑا لشکر بنانے شروع کیا جب ابن مطیع نے یہ دیکھا تو وہ اس سے ڈر کے عبداللہ بن زبیر کے پاس بھاگ گیا۔

کوفہ میں ابن زبیر کے تقویٰ کی شہرت...... اسحاق بن طلحہ بن یحییٰ وغیرہ سے مروی ہے کہ مختار جب کوفہ میں آیا تو ابن زبیر پر سب سے زیادہ سخت تھا ان کا عیب گو بن گیا لوگوں کو تعلیم دینے لگا کہ ابن زبیر پہلے اس خلافت کو ابوالقاسم ابن الحنفیہ کے لئے طلب کیا کرتے تھے پھر انہوں نے ان پر ظلم کیا مختار ابن الحنفیہ کا اور ان کے تقویٰ کا ان سے ذکر کرنے لگا کہ انہوں نے مختار کو کوفہ بھیجا ہے تاکہ وہ ان کے لئے بیعت کی دعوت دے اور انہوں نے ایک خط لکھ کر دیا ہے جسے کسی غیر تک نہ پہنچائے گا اور خط اس شخص کو پڑھ کر سنائے گا جس پر بھروسہ کرے گا۔

ابن الحنفیہ کی بیعت کی خفیہ دعوت...... مختار لوگوں کو خفیہ طور ابن الحنفیہ کی بیعت کی دعوت دینے لگا اور لوگ خفیہ طور پر ان کی بیعت کرنے لگے۔ جن لوگوں نے اس سے بیعت کی تھی ان میں سے ایک جماعت نے اس کے بارے میں شک کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس شخص کو اپنے عہد دے دیئے ہیں جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ ابن الحنفیہ کا قاصد ہے حالانکہ ابن الحنفیہ مکہ مکرمہ میں ہیں وہ نہ ہم سے دور ہیں نہ پوشیدہ لہٰذا ہم میں سے ایک جماعت ان کے پاس جائے اور یہ بات ان سے دریافت کرے جو یہ شخص ان کی طرف سے لایا ہے اگر یہ سچا ہوا تو ہم اس کی مدد کریں گے اور اس کے کام میں اس کی اعانت کریں گے۔

ابن الحنفیہ سے وفد کی ملاقات...... ان کی ایک جماعت روانہ ہوئی وہ لوگ ابن الحنفیہ سے مکہ مکرمہ میں ملے اور انہیں مختار کا معاملہ بتایا نیز جس امر کی طرف وہ دعوت دیتے تھے اس کی بابت دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ بھی جس طرح تم دیکھتے ہو خیال کرتے ہیں میں نہیں چاہتا تھا کہ ناحق کسی مومن کے قتل کے ذریعے سے مجھے سلطنت دنیا کی حاصل ہو۔ مجھے یہ پسند ہے کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے ہمارا مددگار بنادے لہٰذا تم اس سے بچو اور اپنی جانوں اور اپنے دین کا خیال کرو اس بات پر وہ لوگ واپس ہوئے۔

جعلی خط...... مختار نے محمد بن الحنفیہ کی جانب سے ایک خط ابراہیم بن الاشتر کے نام لکھا ان کے پاس آیا اور ان سے ملنے کی اجازت چاہی کہا گیا کہ مختار آل محمد کا امین اور قاصد آیا ہے انہوں نے اسے اجازت دے دی دعا دی اور

مرحبا کہا اسے فرش پر انے ساتھ بٹھایا۔

مختار نے گفتگو کی وہ باتونی تھا اللہ کی حمد وثناء بیان کیا ور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا پھر کہا کہ تم لوگ وہ اہل بیت ہو کہ اللہ نے آل محمد کی مدد کا تم کو شرف دیا ہے ان کے ساتھ جو کچھ کیا گیا تمہیں معلوم ہے وہ لوگ محروم کر دئے گئے ان کا حق ان سے روکا گیا اور اس حالت تک پہنچ گئے جو تم نے دیکھی مہدی ابن الحنفیہ نے تمہارے نام ایک خط لکھا ہے یہ لوگ اس پر گواہ ہیں۔

یزید بن انس الاسدی اور احمر بن شمیط البجلی اور عبداللہ بن کامل الشاکری اور ابوعمرہ کیسان مولائے بجیلہ نے کہا کہ ہم لوگ گواہ ہیں کہ یہ ان کا خط ہے جس وقت یہ خط انہوں نے دیا اس وقت ہم لوگ وہاں موجود تھے۔

ابراہیم بن الاشتر کی اعانت ...... ابراہیم نے اسے لے کر پڑھا اور کہا کہ میں پہلا شخص ہوں جو اس کو قبول کرتا ہے ہمیں تمہاری طاعت اور مدد کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا تم جو مناسب معلوم ہو کہو جس چیز کی طرف چاہو دعوت دو ابراہیم ہر روز سوار ہو کر اس کے پاس آتے اس نے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کئے ابن زبیر کو بھی خبر ملی تو انہیں ابن الحنفیہ پر تعجب ہوا۔

عبیداللہ بن زیاد کا قتل ...... مختار کا معاملہ روز بروز شدید ہونے لگا اور اس کے پیروکار بڑھنے لگے وہ قاتلان حسین اور مددگاران قتل کو تلاش کر کے انہیں قتل کرنے لگا۔ اس نے ابراہیم بن الاشتر کو بیس ہزار آدمیوں کے ہمراہ عبیداللہ بن زیاد کی طرف روانہ کیا چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر مختار کے پاس بھیج دیا۔ مختار اس کے پاس گیا پھر ابن زیاد کے سر ایک ڈبے میں رکھ کر محمد بن الحنفیہ اور علی بن حسین اور بقیہ بنی ہاشم کے پاس بھیج دیا۔

علی بن حسین نے عبیداللہ کا سر دیکھا تو حسین پر رحمت بھیجی اور کہا کہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حسین کا سر لایا گیا تو وہ ناشتہ کر رہا تھا ہمارے پاس بھی عبیداللہ کا سر لایا گیا تو ہم لوگ ناشتہ کر رہے ہیں بنی ہاشم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے مختار کی تعریف نہ کی ہو حالانکہ ابن الحنفیہ مختار کا حال اور جو کچھ اس کی طرف سے پہنچتا تھا اسے ناپسند فرماتے تھے۔ اس کے اکثر افعال سے بیزاری ظاہر کرتے تھے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس نے ہمارا انتقام لے لیا۔ اس نے ہمارے کنبے کا بدلہ لے لیا۔ اس نے ہمیں ترجیح دی اور ہمارے ساتھ احسان کیا وہ عوام کے سامنے مختار کی تعریف کرتے۔

محمد بن علی المہدی کے نام مختار کا خط ...... مختار کا معاملہ مضبوط ہو گیا تو اس نے محمد بن علی المہدی کے نام خط لکھا۔

مختار بن ابی عبید کی جانب سے جو آل محمد کے انتقام کا طالب ہے۔ امابعد اللہ تعالیٰ کسی قوم سے انتقام نہیں لیتا تاوقتیکہ ان کے ساتھ انصاف نہیں کر لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے فاسقین کو اور فاسقین کی جماعتوں کو ہلاک کر دیا کچھ باقی رہ گئے ہیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے آخر کو بھی ان کے اول سے ملا دے گا

یزید بن معاویہ کے انتقال کی اطلاع ...... حسین بن الحسن بن عیہ العوفی نے اپنے باپ دادا وغیرہ

سے روایت کی ہے کہ جب مدینہ منورہ میں معاویہ بن ابی سفیان کی خبر مرگ آئی تو اس زمانے میں حسین بن علی اور محمد بن الحنفیہ اور ابن زبیر وہیں تھے ابن عباس مکہ میں تھے حسین اور ابن زبیر مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ ابن الحنفیہ مدینے میں مقیم رہے۔ انہوں نے مسرف کے لشکر کی نزدیکی اور ایام حرہ کا حال سنا تو انہوں نے بھی مکہ مکرمہ کی جانب کوچ کیا اور وہ بھی ابن عباس کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

عبداللہ بن زبیر کی بیعت...... جب یزید بن معاویہ کے انتقال کی خبر آئی اور ابن زبیر نے اپنے لئے بیعت لی اور لوگوں کو اس کی دعوت دی تو انہوں نے ابن عباس اور محمد بن الحنفیہ کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ مگر ان دونوں نے ان کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس وقت تک کہ تمہارے لئے شہر جمع ہو جائیں اور لوگ تمہارے لئے منتظم ہو جائیں ہم بیعت نہیں کریں گے یہ دونوں جب تک ہو سکا اسی حالت پر قائم رہے۔

ابن الحنفیہ کی نظر بندی...... ابن زبیر کبھی ان دونوں سے ہنسی سے کہتے اور کبھی ان دونوں سے نرمی سے کہتے اور کبھی اپنا غصہ ظاہر کرتے پھر انہوں نے ان دونوں پر سختی کی ان دونوں کے درمیان سخت کلامی اور جھگڑا ہوا معاملہ شدت پکڑ گیا یہاں تک کہ ان دونوں کو ان سے سخت خوف لاحق ہوا ان دونوں کے ہمراہ عورتیں اور بچے بھی تھے ابن زبیر نے لوگوں کی موجودگی میں ان کی برائی کی، انکا محاصرہ کر لیا اور انہیں ایذا دی محمد بن الحنفیہ کا قصد کیا ان پر عیب لگائے انہیں اور بنی ہاشم کو مکہ میں اپنے شعب میں رہنے کا حکم دیا اور چار نگران مقرر کر دیئے جو کچھ وہ ان سے کہتے تھے ان میں یہ بھی تھا کہ تم ضرور ضرور بیعت کرو گے یا میں تم لوگوں کو ضرور ضرور آگ سے جلا دوں گا جس سے ان لوگوں کو اپنی جان کا خوف ہوا۔

ابو عامر سلیم کی ابن الحنفیہ سے ملاقات...... ابو عامر سلیم نے کہا کہ میں نے محمد بن الحنفیہ کو زمزم میں اس طرح قید دیکھا کہ لوگوں کو ان کے پاس جانے کی ممانعت تھی میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ضرور ضرور ان کے پاس جاؤں گا میں داخل ہوا تو پوچھا کہ آپ کا اور اس شخص (ابن زبیر) کا کیا حال ہے؟
ابن الحنفیہ نے کہا کہ انہوں نے مجھے بیعت کی دعوت دی تو میں نے کہا کہ میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں جب لوگ تم پر متفق ہو جائیں گے تو میں ایک مسلمان کی طرح ہوں گا۔ مگر وہ مجھ سے اس بات پر راضی نہیں ہوئے اور کہا کہ تم ابن عباس کے پاس جاؤ انہیں میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ تمہارے بھتیجے کہتے ہیں کہ تمہاری کیا رائے ہے۔

ابن عباس کی ابن الحنفیہ کو ہدایت...... سلیم نے کہا کہ میں ابن عباس کے پاس گیا جن کی بینائی جا چکی تھی انہوں نے کہا کہ تم کون میں نے کہا کہ میں ایک انصاری ہوں۔ انہوں نے کہا کہ بہت سے انصاری ایسے ہیں جو ہم پر ہمارے دشمنوں سے زیادہ سخت ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ خوف نہ کیجئے میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بالکل آپ ہی کے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پھر بیان کرو۔ میں نے انہیں ابن الحنفیہ کی بات سے آگاہ کیا جواب دیا کہ

میرے بھتیجے سے کہو کہ ابن زبیر کی طاعت نہ کریں اور خوشی سے ان کے فرمانبردار نہ بنیں سوائے اس کے اس پر کچھ اضافہ نہ کرنا۔

ابن الحنفیہ کا اہل کوفہ کو پیغام...... میں ابن الحنفیہ کے پاس آیا اور جو کچھ ابن عباس نے کہا تھا وہ انہیں پہنچایا۔ ابن الحنفیہ نے کوفہ آنے کا ارادہ کیا۔ مختار کو معلوم ہوا تو اس پر ان کی واپسی گراں گزری۔ اس نے کہا کہ مہدی میں ایک علامت ہے کہ وہ تمہارے اسی شہر میں آئیں گے ایک شخص انہیں بازار میں تلوار مارے گا جو انہیں نہ نقصان پہنچائے گی اور نہ اسے کاٹے گی۔ ابن الحنفیہ کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ مقیم رہے۔

احباب نے ان سے کہا کہ اگر آپ کوفہ میں اپنے شیعوں کے پاس قاصد بھیجتے اور انہیں اس حال سے آگاہ کرتے جس میں آپ لوگ ہیں تو بہتر ہوتا۔ انہوں نے ابو طفیل بن عامر بن واثلہ کو اپنے شیعوں کے پاس کوفہ بھیجا وہ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا کہ میں اس جماعت (بن ہاشم) پر ابن زبیر سے بے خوف نہیں ہوں اور ان لوگوں کو ان کے اس خوف کی اطلاع دی جس میں وہ مبتلا تھے۔

مکہ پر فوج کشی...... مختار نے مکہ مکرمہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا اس نے ان میں سے چار ہزار آدمیوں کو نامزد کیا ابو عبداللہ الجدی کو ان لوگوں پر امیر بنایا اور ان سے کہا کہ جاؤ اگر تم بنی ہاشم کو زندہ پاؤ تو تم اور تمہارے ساتھی ان کی قوت اور بازو بن جانا اور اس بات کو اختیار کرنا جس کا وہ تمہیں حکم دیں اور اگر تم کو معلوم ہو کہ ابن زبیر نے ان لوگوں کو قتل کر دیا تو تم اہل مکہ مکرمہ سے مقابلہ کرنا اور ابن زبیر تک پہنچنا اور آل زبیر کا رواں رواں اور ناخن بھی نہ چھوڑنا۔ اس نے مزید کہا کہ اللہ کے لشکر اللہ نے تمہیں روانگی کا شرف بخشا اور اس طریقے سے تم لوگوں کے لئے دس عمرہ اور دس حج کا ثواب ہے۔

یہ قوم اپنے ساتھ لشکر لے کر روانہ ہوئی یہاں تک کہ یہ لوگ مکہ میں اترے۔ ایک شخص آیا کہ جلدی کرو مجھے تم لوگ اس حالت میں دیکھائی دیتے ہو کہ شاید ان لوگوں کو پکڑ لو کہا کہ اے طاقت رکھنے والو جلدی کرو ان میں سے آٹھ سو آدمی منتخب کئے گئے جن کا رئیس عطیہ بن سعد بن جنادہ العوفی تھا۔ یہ لوگ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے ایسی تکبیر کہی کہ ابن زبیر نے سنی تو بھاگ کر دارالندوہ میں گھس گیا اور کہا جاتا ہے کہ کعبے کے پردوں میں لٹک گئے اور کہا کہ میں اللہ سے پناہ مانگنے والا ہوں۔

ابن العباس اور ابن الحنفیہ کی رہائی...... عطیہ نے کہا کہ پھر ہم لوگ ابن عباس اور ابن الحنفیہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے جو مکانوں میں تھے اطراف میں جلانے کی لکڑیاں دیوار کی چوٹی تک بلند کر دی گئی تھیں اگر ان میں آگ لگ جاتی تو قیامت قائم نہ ہوتی ان لوگوں میں سے کوئی نظر نہیں آتا۔ ہم نے لکڑی اور ایندھن کو دروازوں سے ہٹایا۔ علی بن عبداللہ بن عباس نے جو اس زمانے میں بالغ تھے جلدی نکلنے کی نیت سے لکڑیوں میں ہی بھاگے تو ان کی پنڈلیوں سے خون نکل آیا۔

ابن زبیر کے ساتھی سامنے آئے ہم اور وہ لوگ دن بھر مسجد میں صف بستہ رہے سوائے نماز کے اور کسی امر کے لئے واپس نہ ہوتے یہاں تک کہ صبح ہوئی اور ابو عبداللہ الجدلی لوگوں کے ہمراہ آئے ہم نے ابن عباس اور ابن

الحنفیہ سے کہا کہ آپ لوگ ہمیں چھوڑ دیجئے تو ہم ابن زبیر سے لوگوں کو راحت دیں (یعنی ابن زبیر کو قتل کر دیں)۔

دونوں نے کہا کہ یہ وہ شہر ہے جسے اللہ نے محترم بنایا ہے۔ اس نے اسے کسی کے لئے حلال نہیں کیا کہ کوئی اس میں خون ریزی کرے سوائے اپنے نبی کریم ﷺ کے واسطے وہ بھی تھوڑی دیر کے لئے نہ آپ سے پہلے اسے کسی کے لئے حلال کیا گیا اور نہ آپ کے بعد اسے حلال کیا گیا۔ پس تم لوگ ہماری حفاظت کرو اور ہمیں پناہ دو۔

عطیہ نے کہا کہ ان لوگوں نے کوچ کیا تو ایک منادی پہاڑ پر ندا دیتا تھا کہ اپنے نبی کے بعد کسی لشکر کو غنیمت نہیں ملی اس لشکر کو بھی غنیمت نہیں ملی۔ لشکر تو سونا چاندی غنیمت میں پاتے ہیں مگر تم لوگوں نے ہمارے خون غنیمت میں پائے۔ لشکر والے بنی ہاشم کو لے گئے ان کو منیٰ میں اتارا جب تک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا وہاں قیام چاہا وہ مقیم رہے پھر وہ لوگ طائف روانہ ہو گئے اور وہاں مقیم رہے جب تک رہ سکے۔

ابن عباس کا انتقال...... عبداللہ بن عباس کی وفات طائف میں ۶۸ھ میں ہوئی محمد بن الحنفیہ نے ان پر نماز پڑھی اور ہم لوگ ابن الحنفیہ کے ساتھ باقی رہے

فریضہ حج کی ادائیگی...... حج کا زمانہ ہوا تو ابن الزبیر نے مکہ مکرمہ سے حج کیا اپنے ساتھیوں کو لے کر عرفات پہنچے۔

ابن الحنفیہ طائف سے اپنے طرف داروں کو لے کر پہنچے اور عرفات میں مقیم ہوئے۔

نجدہ بن عامر الحنفی بھی اپنے خارجی ساتھیوں کو لے کر اسی سال آیا اس نے بھی ایک کنارے وقوف کیا۔

بنی امیہ نے ایک جھنڈے پر حج کیا ان لوگوں نے بھی عرفات میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وقوف کیا۔

چار جھنڈے...... شرجیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اس سال ۸۶ھ میں چار جھنڈوں نے عرفات میں وقوف کیا۔ محمد بن الحنفیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک جھنڈے پر تھے جنہوں نے جبل المشاۃ کے پاس قیام کیا۔ ابن الزبیر نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کیا جن کے ساتھ جھنڈا تھا۔ انہوں نے اس زمانے میں مقام امام میں قیام کیا۔ محمد بن الحنفیہ اپنے ساتھیوں کو آگے لے گئے یہاں تک کہ انہوں نے ابن زبیر کے مقابل قیام کیا اور نجدہ الحروری اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پہنچا اس کے ہمراہ بھی ایک جھنڈا تھا۔ اس نے ان دونوں کے پیچھے وقوف کیا۔ بنی امیہ بھی پہنچے اور ان کے ساتھ بھی ایک جھنڈا تھا انہوں نے ان دونوں کے بائیں جانب قیام کیا سب سے پہلے جو جھنڈا لہرا رہا تھا وہ ابن الحنفیہ کا جھنڈا تھا۔ پھر نجدہ نے ان کی پیروی کی اس کے بعد بنی امیہ کا جھنڈا تھا آخر کو ابن زبیر کا جھنڈا تھا اور لوگ ان کے پیرو تھے۔

عبداللہ بن ابیر کی مراجعت میں تاخیر...... عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اس رات ابن زبیر ابن عمر کے لوٹنے کے بعد ہی پلٹے۔ جب ابن زبیر نے تاخیر کی اور ابن الحنفیہ اور نجدہ اور بنی امیہ گزر چکے تو ابن عمر نے کہا ابن زبیر امر جاہلیت کے منتظر ہیں وہ روانہ ہو گئے تو ان کے پیچھے ابن زبیر بھی روانہ ہوئے۔ مخرمہ

بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو یہ کہتے سنا کہ میں عرفات سے واپس ہوا جب آفتاب غروب ہو گیا اور یہی سنت ہے (کہ غروب کے بعد تاخیر نہ کی جائے) پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن زبیر کہتے تھے کہ محمد نے جلدی کی نامعلوم ابن زبیر نے واپسی عرفات میں تاخیر کس سے اختیار کی۔

سعید بن محمد جبیر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ اس سال ابن زبیر نے حج کو قائم کیا (یعنی وہی منتظم و امام تھے) اور اسی سال محمد الحنفیہ نے بھی چار ہزار آدمیوں کے مراہ حج کیا وہ منیٰ میں بائیں گھاٹی پر اترے۔

فساد کا اندیشہ......سعید بن محمد بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ مجھے فتنہ کا اندیشہ ہوا تو میں اسی کے پاس (یعنی محمد بن الحنفیہ ابن زبیر اور نجدہ و بنی امیہ) کے پاس گیا پہلے محمد بن الحنفیہ کے پاس آیا وہ گھاٹی میں تھے میں نے کہا کہ اے ابا القاسم اللہ سے ڈرو ہم لوگ مشعر حرام (مزدلفہ) اور بلد حرام (حرم محترم) میں ہیں لوگ اس بیت اللہ کی جانب وفد الہٰی ہیں۔ لہٰذا ان کے حج میں فساد نہ کرو۔

انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میرا اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں اور نہ میں بیت اللہ کے اور کسی شخص کے درمیان حائل ہوں گا اور نہ کوئی حاجی میری جانب سے لایا جائے گا۔ البتہ میں ابن زبیر نے جو کچھ وہ چاہتے ہیں اس سے اپنی جان بچاؤں گا اور خلافت میں صرف اس بات کا طالب ہوں کہ مجھ پر دو شخص اختلاف نہ کریں (کہ ایک کہے کہ میں خلیفہ ہوں دوسرا کہے کہ میں خلیفہ ہوں پھر شر و خون ریزی ہو) تم مجھ سے مطمئن رہو البتہ ابن زبیر کے پاس جاؤ اور ان سے گفتگو کرو تم نجدہ سے بھی ضرور ملو اور اس سے بھی گفتگو کرو۔

محمد بن جبیر کی ابن زبیر سے ملاقات......محمد بن جبیر نے کہا کہ میں ابن زبیر کے پاس آیا اور ان سے اسی طرح گفتگو کی جس طرح ابن الحنفیہ سے کی تھی انہوں نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں جس پر اتفاق کر لیا گیا ہے اور لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے یہ لوگ (یعنی بنی ہاشم) مخالف ہیں میں نے کہا کہ آپ کے لئے خونریزی سے رکنا ہی بہتر ہے انہوں نے کہا کہ میں یہی کروں گا۔

ابن جبیر کی ابن عباس سے ملاقات...... پھر میں نجدہ الحروی کے پاس آیا انہیں ان کے ساتھیوں کے ہمراہ پایا میں نے ابن عباس کے غلام عکرمہ کو بھی ان کے پاس دیکھا اسے کہا کہ اپنے ساتھی کے پاس جانے کی میرے لئے اجازت مانگو وہ اندر گئے کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اجازت مل گئی میں داخل ہوا اور ان پر معاملے کی عظمت ظاہر کی ان سے بھی وہی بیان کیا جو دونوں اشخاص سے بیان کیا تھا انہوں نے کہا کہ یہ بات کہ میں خودکسی سے قتال شروع کروں تو ایسا نہیں ہوگا البتہ جو شخص ہم سے قتال کرے گا تو ہم بھی اس سے قتال کریں گے میں نے کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو دیکھا کہ وہ آپ سے قتال نہیں کرنا نہیں چاہتے۔

ابن جبیر کی بنی امیہ کے گروہ سے گفتگو......اس کے بعد میں بنی امیہ کے گروہ کے پاس آیا ان سے بھی وہی بات کی جو دوسری جماعتوں سے کی تھی۔ انہوں نے کہا ہم لوگ اپنے جھنڈے پر قائم ہیں ہم کسی سے قتال نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ کوئی ہم سے قتال کرے۔ ان جھنڈوں میں میں نے واپس ہونے میں ابن الحنفیہ

کے ساتھیوں سے زیادہ سلیم اور زیادہ ساکن کسی کو نہیں دیکھا۔

محمد بن جبیر نے کہا کہ میں نے اس رات محمد بن الحنفیہ کے پہلو میں وقوف کیا جب سورج غروب ہو گیا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے ابو سعید واپس چلو واپس ہوئے اور ان کے ساتھ میں بھی واپس ہوا وہ سب سے پہلے واپس ہوئے۔

شرجیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے ساتھیوں کو تلبیہ کہتے ہوئے دیکھا۔ ابن زبیر اور ان کے ساتھیوں کو بھی میں نے دور سے دیکھا تو ولوگ آفتاب ڈھلنے تک تلبیہ کہتے رہے پھر بند کر دیا ایسا ہی بنی امیہ نے بھی کیا لیکن نجدہ نے جمرہ عقبہ کی رمی تک تلبیہ کہا (یعنی عرفات سے منیٰ تک

محمد بن الحنفیہ کا مختار کے متعلق محتاط رویہ...... ابو العریان المجاشعی سے مروی ہے کہ ہمیں مختار نے دو ہزار سواروں کے ساتھ محمد ابن الحنفیہ کے پاس بھیجا ہم لوگ ان کے پاس تھے۔ ابن عباس مختار کا ذکر کرتے کہ انہوں نے ہمارا انتقام لیا ہے ہمارے قرض کو ادا کر دیا اور ہمیں خرچ دیا۔

محمد ابن الحنفیہ مختار کے بارے میں کچھ نہ کہتے نہ نیک نہ بد محمد کو معلوم ہوا کہ لوگ کہتے ہیں ان کے پاس کچھ (مخفی سینہ بہ سینہ) علم ہے وہ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز (یعنی علم مخفی وغیرہ) کے وارث نہیں ہوئے سوائے اس کے جو ان دو تختیوں کے درمیان ہے (یعنی قرآن مجید) پھر انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں اس طرح اتروں کہ یہ صحیفہ میری تلوار کے قبضے میں ہو۔ میں نے پوچھا کہ اس صحیفے میں کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ مضمون ہے جو شخص کوئی نئی بات کرے یا کسی نئی بات کرنے والے کو (یعنی بدعت کو یا بدعتی کو) پناہ دے تو اسے یہ عذاب ہوگا وغیرہ)۔

محمد بن علی کا مکہ سے اخراج...... ولید الرتاج سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد بن علی مکہ مکرمہ سے نکال دیئے گئے تو شعب علی میں اترے ہم لوگ کوفے سے روانہ ہوئے کہ ان کے پاس آئیں ہم ابن عباس سے ملے ابن عباس بھی شعب میں ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے ہم سے کہا کہ اپنے ہتھیار جمع کر لو اور عمرہ کا احرام باندھو پھر بیت اللہ میں داخل ہو جاؤ اور اس کے اور صفا مروہ کے درمیان طواف کرو۔

دردان سے مروی ہے کہ میں بھی اس مختصر جماعت کے ہمراہ تھا جو محمد بن علی کی طرف (جانے کے لئے نامزد کی گئی تھی) ابن زبیر نے ان کے اس وقت تک مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا اور انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا ہم لوگ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے اہل شام کے پاس جانے کا ارادہ کیا عبد الملک بن مروان نے اس وقت تک انہیں شام میں داخل ہونے سے روکا جب تک کہ اس کی بیعت نہ کر لیں۔

ہم لوگ جہاں گئے ان کے ساتھ گئے اگر وہ لوگ ہمیں قتل کا حکم دیتے تو ہم ضرور ان کی ہمراہی قتال کرتے انہوں نے ایک روز ہمیں جمع کیا اور ہم میں کوئی چیز تقسیم کی جو بہت کم تھی۔ اس کے بعد اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور کہا کہ اپنے کجاوؤں میں ہی رہو اور اللہ سے ڈرو اس چیز کو اختیار کرو جسے تم نیکی سمجھتے ہو اور اسے ترک کرو جسے تم بدی سمجھتے ہو تمہیں صرف اپنے آپ ہی کو امر معروف و نہی عن المنکر کر بنانا چاہیے تمہیں اور لوگوں کا معاملہ ترک کرنا چاہیے

ہمارے امر کے منتظر رہو کیونکہ جب ہمارا امر آئے گا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسا ہے روشن آفتاب۔

ابن زبیر کی ابن الحنفیہ کو دعوت بیعت......لوگوں نے کہا کہ مختار بن ابی عبید ۶۸ھ میں مقتول ہوا ۶۹ھ شروع ہوا تو ابن زبیر نے عروہ بن زبیر کو محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجا کہ امیر المؤمنین کہتے ہیں کہ میں کبھی آپ کو چھوڑنے والا نہیں جب تک کہ آپ مجھ سے بیعت نہ کر لیں۔ ورنہ میں آپ کو دوبارہ قید کر دوں گا اللہ نے اس کذاب کو قتل کیا ہے جس کی مدد کا آپ دعویٰ کرتے تھے دونوں عراق والوں نے مجھ پر اتفاق کر لیا ہے لہٰذا مجھ سے بیعت کر لیجئے ورنہ اگر آپ بیعت سے رکے تو پھر میرے اور آپ کے درمیان جنگ ہے۔

ابن الحنفیہ کا انکار......ابن الحنفیہ نے عروہ سے کہا کہ تمہارے بھائی کو قطع رحم اور توہین حق کی طرف کس چیز نے مائل کیا اور انہیں عذاب الٰہی کی تعجیل سے جس کی بقا اور ہمیشگی میں تمہارے بھائی کو شک نہیں۔ کس نے غافل کر دیا ورنہ وہ تو مجھ سے زیادہ مختار کو داعی یا ناصر بنا کے بھیجا مختار جس قدر زیادہ ان سے جدا تھا اس سے زیادہ ہم سے جدا تھا اگر وہ کذاب تھا تو طویل عرصے تک اس کذاب کو انہوں نے مقرب بنایا اور اگر وہ اس کے علاوہ تھا تو وہ اسے زیادہ جانتے ہیں میرے پاس اس کے خلاف علم نہیں ہے اگر خلاف بھی ہوتو میں نے اس کے پڑوس میں قیام نہیں کیا۔ میں اس شخص کے پاس گیا جو مجھے دعوت دیتا تھا۔ میں نے اس امر کے بارے بھی اس سے انکار کیا لیکن اللہ کی قسم تمہارے بھائی کا ایک ساتھی ہے جو وہی چاہتا ہے جو تمہارے بھائی چاہتے ہیں دونوں دنیا پر قتال کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان اور اس کے لشکر کو گویا تم بھی دیکھ رہے ہو کہ تمہارے بھائی کی گردن کو گھیرے ہوئے ہیں میں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ تمہارے بھائی کے پڑوس سے زیادہ عبدالملک بن مروان کا پڑوس میرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اس نے مجھے خط لکھ کر جو کچھ اس کے پاس ہے میرے سامنے پیش کیا ہے اور مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔

عروہ نے کہا کہ پھر آپ کو اس سے کون سا امر مانع ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اللہ سے اس کا استخارہ کرتا ہوں۔ یہی تمہارے ساتھی یعنی بھائی کو زیادہ پسند ہے (کہ میں عبدالملک کے پاس چلا جاؤں)۔ عروہ نے کہا کہ یہ میں ان سے بیان کروں گا۔ محمد بن الحنفیہ کے بعض ساتھیوں نے کہا کہ اگر آپ ہماری بات مانتے تو ہم عروہ کی گردن جدا کر دیتے۔ ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں کس بنا پر اس کی گردن مار دیتا۔ وہ تو ہمارے پاس اپنے بھائی کا پیغام لائے تھے۔ ہمارے پاس قیام کیا ہمارے اور ان کے درمیان گفتگو ہوئی۔ پھر ہم نے انہیں ان کے بھائی کے پاس واپس کر دیا۔ جو بات تم نے کہی وہ بدعہدی ہے اور اس میں خیر نہیں جو کچھ تم کہتے ہو اگر وہ میں کرتا تو مکہ مکرمہ میں قتال ہوتا حالانکہ تم لوگ جانتے ہو کہ میری رائے یہ ہے کہ اگر تم لوگ مجھ پر متفق ہو جاؤ ایک انسان کے علاوہ تو میں اس ایک انسان کو بھی قتل نہ کروں گا۔

عروہ کی ابن زبیر سے سفارش......عروہ واپس ہوئے محمد بن الحنفیہ نے ان سے جو کہا تھا اس کی ابن زبیر کو خبر دی اور کہا کہ اللہ کی قسم میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے مداخلت نہ کیجئے آپ انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ آپ کے پاس سے چلے جائیں اور اپنی صورت چھپائیں پھر عبدالملک ان کا امام ہوگا جو انہیں شام میں لے جا کر جب تک کہ وہ اس کی بیعت نہ کر لیں نہ چھوڑے گا اور ابن الحنفیہ جب تک اس پر اتفاق نہ کر لیں اس سے کبھی بیعت نہ کریں

گے۔ پھروہ اگر اس کے پاس چلے گئے تو وہ ان سے آپ کو کفایت کرے گا یا تو وہ انہیں قید کرے گا یا انہیں قتل کرے گا اور آپ اس سے بری ہو جائیں گے ابن زبیر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

عبدالملک بن مروان کی ابن الحنفیہ کو امداد کی پیشکش ......ابوالطفیل نے کہا کہ عبدالملک بن مروان کا ایک خط قاصد لے کر آیا اور شعب میں داخل ہوا محمد بن الحنفیہ نے وہ خط پڑھا۔ انہوں نے ایسا خط پڑھا کہ اگر عبدالملک وہ خط اپنے کسی بھائی یا بیٹے کو لکھتا تو اپنی مہربانیوں پر اضافہ نہ کرتا (جو اس نے اس میں ظاہر کی تھیں) اس میں یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن زبیر نے آپ پر تنگی کی ہے اور آپ کے تعلق قرابت کو قطع کیا ہے اور آپ کے حق کی توہین کی ہے تا کہ آپ ان سے بیعت کریں آپ نے اپنے دین اور اپنی جان کی کی طرف نظر کی ہے آپ نے جو کچھ کیا اسے خوب سمجھ کر کیا ہے یہ ملک شام حاضر ہے۔ آپ اس میں جہاں چاہیں اتریں ہم لوگ آپ کا اکرام کرنے والے ہیں اور آپ کے تعلق قرابت کی وجہ سے آپ کے ساتھ احسان کرنے والے ہیں اور آپ کے حق کو پہچاننے والے ہیں۔

ابن الحنفیہ کی روانگی ......ابن الحنفیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ صورت جس کی طرف ہم روانہ ہوں گے وہ روانہ ہوئے ہم بھی ان کے ساتھ چلے ان کے ہمراہ قبیلہ عزہ کے بہت سے لوگ تھے جو یہ شعر پڑھتے تھے۔

انت امام الحق لسنا ن متری
ہمیں کچھ شک نہیں کہ آپ امام حق ہیں
انت الذی فرغی به ونرتجی
آپ ہی وہ ہیں جس سے ہم لوگ راضی ہیں جن کے ذریعے سے ہم نجات کی امید کرتے ہیں
انت ابن خیر الناس من بعد النبی
آپ ان کے فرزند ہیں جو نبی کے بعد سب سے بہتر تھے
یا ابن علی مسرو من مثل علی
اے فرزند علی آپ جائیے اور علی جیسا کون ہے
حق تحل ارض کلب ویلی
یہاں تک کہ آپ قبیلہ کلب ویلی کی زمین پر اترے

ابوطیل نے کہا کہ ہم لوگ روانہ ہوئے ایلہ میں اترے تو ہمارے ساتھ ان لوگوں نے ہمسایگی کا اچھا برتاؤ کیا ہم نے بھی ان کے ساتھ اچھی طرح ہمسایگی کی ان لوگوں نے ابوالقاسم (ابن الحنفیہ سے) اچھی محبت کی ان کی اور ان کے ساتھیوں کی تعظیم کی ہم نے نیکی کی تاکید کی اور بدی سے روکا کہ نہ ہمارے قریب اور نہ ہمارے کسی پر ظلم کیا جائے۔

عبدالملک بن مروان کی ابن الحنفیہ کو دعوت بیعت ......عبدالملک کو معلوم ہوا تو اس پر یہ شاق گزرا اس نے قبیصہ بن ذویب اور روح بن زنباع سے کہ دونوں اس کے خاص لوگوں میں سے تھے ان کا ذکر کیا

انہوں نے کہا کہ وہ جب تک آپ سے بیعت نہ کرلیں انہیں حجاز واپس مت جانے دیں ہم انہیں چھوڑ نا مناسب نہیں سمجھتے کہ وہ تمہارے قریب قیام کریں۔

عبدالملک نے انہیں لکھا کہ آپ میرے ملک میں آجائیں اوراس کے کنارے اتریئے میرے اور ابن زبیر کے درمیان یہی جنگ ہے جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے آپ باعزت ہیں میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ مجھ سے بیعت کئے بغیر میری سلطنت میں قیام نہ کریں۔ اگر آپ میرے بیعت کرلیں تو آپ وہ کشتیاں لے لیجئے جو ہمارے قلزم سے آئی ہیں وہ سو کشتیاں ہیں وہ اور جوان میں ہے وہ آپ ہی کا ہے آپ کے لئے بیس لاکھ درہم ہیں جن میں سے پانچ لاکھ فوراً آپ کو دوں گا اور پندرہ لاکھ اس کے ساتھ ہی دے دوں گا جب آپ اپنے اور اپنی اولاد کے اور اپنے قرابت داروں اور اپنے موالی کے اور اپنے ساتھیوں کے قرض کا ادا کریں گے اگر آپ انکار کریں گے تو میرے ملک سے کسی ایسے مقام کی طرف منتقل ہو جایئے جہاں میری سلطنت نہ ہو۔

ابن الحنفیہ کا انکار...... محمد بن علی نے اس کی طرف یہ خط لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بن علی کی جانب سے عبدالملک بن مروان کو اسلام علیک

میں تجھ سے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد طویل عرصے سے تمہیں اس امر میں میرے رائے معلوم ہے میں اسے کسی سے چھپاتا نہیں ہوں اللہ کی قسم اگر یہ امت مجھ پر اتفاق کرلے اہل الزرقا کے علاوہ تو میں کبھی ان سے قتال نہ کروں گا اور نہ میں انہیں علیحدہ کروں گا جب تک کہ وہ متفق نہ ہوں۔

جو کچھ مدینہ منورہ میں ہوا اس سے بھاگ کر میں مکہ میں اترا اور ابن زبیر کا پڑوس اختیار کیا۔ انہوں نے میرے ہمسائیگی میں بدعہدی کی اور مجھ سے یہ خواہش کی کہ میں ان سے بیعت کرلوں میں نے اس سے انکار کیا جب تک لوگ تم پر یا ان پر متفق نہ ہوں۔ اس صورت میں میں بھی ان میں داخل ہو جاؤں گا جس میں لوگ داخل ہوں گے اور میں بھی انہی میں سے ایک شخص ہو جاؤں گا۔

تم نے مجھ کو خط لکھ کر اپنے پاس بلایا میں آیا اور تمہارے ملک کے ایک کنارے اترا اللہ کی قسم میرے پاس مخالفت نہیں میرے ساتھ میرے ساتھی تھے ہم نے کہا کہ زحیصہ الاسعار کی بستی (ہمارے لئے زیادہ مناسب ہے) ہم تمہاری ہمسائیگی کے بھی قریب ہوں گے اور تمہاری مہربانی کو بھی حاصل کریں گے پھر تم نے جو کچھ لکھا انشاء اللہ ہم تمہارے پاس سے واپس جائیں گے۔

ابن الحنفیہ کا واپس لوٹنا...... ابی حمزہ سے مروی ہے کہ میں محمد بن علی کے ساتھ تھا ہم لوگ ابن عباس کی وفات کے چالیس روز گزرنے کے بعد طائف سے ایلہ روانہ ہو گئے۔ عبدالملک نے انہیں ایک عہد نامہ لکھا تھا کہ وہ اور ان کے ساتھی اس کے ملک میں داخل ہوں یہاں تک کہ لوگ کسی ایک شخص پر مصالحت کرلیں۔ جب لوگ کسی ایک شخص پر اللہ کے عہد و میثاق کے مطابق صلح کرلیں گے تو انہیں عبدالملک لکھ دے گا۔

محمد شام میں آ گئے تو عبدالملک نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ مجھ سے بیعت کیجیے یا میرے ملک سے

نکل جایئے اس زمانے میں ہم لوگ سات ہزار آدمی تھے۔ محمد نے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہارے ملک سے نکل جاؤں گا مگر شرط یہ ہے کہ میرے ساتھیوں کو امان دی جائے اس نے اسے منظور کرلیا۔

محمد کھڑے ہوئے انہوں نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر کہا کہ اللہ تمام امور کا حاکم و مالک ہے اللہ نے جو چاہا وہ ہوا اور وہ جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہر آنے والی چیز قریب ہے نزول امر سے پہلے تم نے اس کے ساتھ جلدی کی قسم ہے اس زات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگوں کی پشت پر وہ لوگ ہیں جو آل محمد سے قتال کریں گے آل محمد کا امر اہل شرک پر پوشیدہ نہیں ہے آل محمد کا معاملہ تاخیر میں ڈال دیا گیا ہے۔ قسم ہے اس زات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ امر تم میں ضرور ضرور پلٹے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا۔ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے تمہارے خونوں کی حفاظت کی اور تمہارے دین کی حفاظت کی تم میں سے جو یہ چاہے کہ امن وحفاظت کے ساتھ اپنے جائے پناہ اور اپنے شہر مکہ میں آئے تو وہ اس کا انتظام کرے۔

ابن الحنفیہ کو مکہ میں داخل کی ممانعت ...... ان کے سات ہزار میں سے نو سو آدمی رہ گئے انہوں نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی حرم کے اونٹ کو ہار پہنایا کہ معلوم ہو کہ یہ حرم میں ذبح کرنے کے لئے ہیں۔ پھر ہم لوگوں نے حرم میں داخل ہونے کا قصد کیا تو ہمیں ابن زبیر کا لشکر ملا اس نے ہمیں داخل ہونے سے۔ محمد نے کہلا بھیجا کہ میں اس طرح آیا ہوں کہ تم سے قتال کا ارادہ نہیں اور اسی طرح واپس ہوں گا کہ قتال نہ کروں۔ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم داخل ہو کر عمرہ ادا کرلیں پھر ہم تمہارے پاس سے چلے جائیں گے مگر انہوں نے انکار کیا حالانکہ ہمارے پاس قربانی کے اونٹ بھی تھے جن کو ہم نے ہار پہنا دیئے تھے۔

ابن الحنفیہ کی روانگی مدینہ ...... ہم لوگ مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔ حجاج بن یوسف آیا اس نے ابن زبیر کو قتل کیا پھر وہ بصرہ وکوفہ چلا گیا جب وہ چلا گیا تو ہم لوگ گئے ہم نے اپنا عمرہ ادا کیا میں نے محمد بن علی کے بدن سے جوؤں کو چھڑتے دیکھا ہے جب ہم نے اپنا عمرہ ادا کرلیا تو مدینے واپس آگئے محمد بن علی تین مہینے رہے پھر ان کی وفات ہوگئی۔

عبدالملک کا خط ...... ابراہیم بن مسلم الطائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان نے ایک خط لکھا منجانب امیر المؤمنین عبدالملک بنام محمد بن علی جب انہوں نے خط کا مضمون دیکھا تو کہا کہ ان اللہ ان الیہ راجعون رسول اکرم ﷺ کے ملعون اور آزاد کردہ لوگ منبروں پر ہیں قسم ہے اس زات کی جس کے قبضے مین میری جان ہے وہ ایسے امور ہیں جن کو قرار نہیں دیا جائے گا۔

ابن الحنفیہ کو مکہ چھوڑنے دینے کا حکم ...... ابوطفیل نے کہا کہ ہم لوگ واپسی کے لئے آمادہ ہوئے انہوں نے آزاد شدہ غلاموں اور اہل کوفہ وبصرہ کے جوان کے ساتھ تھے واپسی کی اجازت دی۔ وہ لوگ مدین سے واپس ہوگئے ہم لوگ مکہ واپس آئے اور ان کے ہمراہ منیٰ کے شعب (گھاٹی) میں اترے ہم لوگ دو یا تین رات بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ابن زبیر نے ان کے پاس پیغام بھیجا کہ کہ اس منزل سے آپ روانہ ہو جایئے اور ہمارے پڑوس میں

نہ رہیے۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ صبر کیجئے آپ کا صبر بھی اللہ کی توفیق سے ہی ہوگا یہ بڑی بات نہیں کہ اس امر پر صبر نہ کیا جائے جس پر سوائے صبر کہ کوئی چارہ نہیں یہاں تک کہ اللہ اس کے لئے خلاصی لکھ دے۔ اللہ کی قسم میں نے تلوار کا ارادہ نہیں کیا اگر میں اس کا ارادہ کرتا تو ابن زبیر میرے ساتھ ایسی بے فائدہ حرکت نہ کرتے۔ اگر چہ میں تنہا ہی ہوتا اور اس کے ساتھ وہ سب جماعتیں ہوتیں جو ان کے ساتھ ہیں۔ لیکن اللہ کی قسم میں نے اس کا ارادہ نہیں کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابن زبیر میری ہمسائیگی میں برائی میں کمی کرنے والے نہیں۔ لہٰذا ان کے پاس رہنا بھی اچھا نہیں۔

محاصرہ مکہ...... وہ طائف چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ یکم ذی القعدہ ۷۲ھ میں ابن زبیر کے قتال کے لئے حجاج آیا۔ ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا اور انہیں ۱۷ جمادی الآخرہ یوم سہ شنبہ ۷۳ھ کو قتل کر دیا۔ ابن الحنفیہ نے اس سال طائف سے حج کیا اپنے شعب (گھاٹی) آکر وہیں مقیم ہو گئے۔

حجاج کا ابن الحنفیہ سے بیعت پر اصرار...... حسن بن علی بن محمد ابن الحنفیہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جب محمد بن علی ۷۲ھ میں شعب میں داخل ہوئے تو ابن زبیر قتل نہیں ہوئے تھے۔ حجاج ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا حجاج نے ابن الحنفیہ کو کہلا بھیجا کہ عبدالملک سے بیعت کر لیں۔

ابن الحنفیہ نے کہا کہ تمہیں مکہ میں میرا قیام اور طائف وشام جانا معلوم ہے جو میری جانب سے انکار ہے کہ ابن زبیر یا عبدالملک سے بیعت کروں تاوقتیکہ لوگ ان دونوں میں سے ایک پر متفق نہ ہو جائیں میں وہ شخص ہوں کہ میرے پاس مخالفت نہیں ہے۔ جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے اختلاف کیا ہے تو میں نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی کہ وہ متفق ہو جائیں میں نے اللہ کے شہروں میں سے سب سے محترم شہر کی پناہ لی جس میں پرندے تک کو امن ہے۔ ابن زبیر نے میری ہمسائیگی میں بدعہدی کی۔ میں شام کی طرف منتقل ہو گیا۔ اگر ابن زبیر مقتول ہو گئے اور لوگ عبدالملک پر متفق ہو گئے تو میں عبدالملک کی بیعت کر لوں گا۔

حجاج نے ان کی اس بات سے راضی ہونے سے انکار کیا تاوقتیکہ وہ عبدالملک کی بیعت نہ کر لیں۔ ابن الحنفیہ نے اس سے انکار کیا اور حجاج نے انہیں اس پر قائم رکھنے سے انکار کیا محمد برابر اسے جواب دیتے رہے یہاں تک کہ ابن زبیر قتل کر دئے گئے۔

حجاج کی ابن الحنفیہ کو دھمکی...... سہل بن عبید بن عمرو الحارثی سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے حجاج کو مکہ ومدینہ بھیجا تو اسے کہا کہ تمہیں ابن الحنفیہ پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ حجاج آیا تو اس نے انہیں دھمکی دی اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ زمانے میں مجھے کسی دن پر آپ پر قابو دے گا اور آپ پر اختیار دے دے گا اس وقت میں یہ کروں گا اور یہ کروں گا انہوں نے کہا کہ اے اپنی جان کے دشمن تو جھوٹا ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اپنے بعض لحظے عطا کرے گا اور تجھے مجھ پر اختیار نہ دے گا۔ اس بات کو حجاج نے عبدالملک بن مروان کو لکھا تو عبدالملک نے اسے شاہ روم کو لکھا۔ شاہ روم نے اسے لکھا کہ اللہ کی قسم یہ بات نہ تمہارے خزانے کی ہے اور نہ تمہارے اہل بیت کے خزانے کی بلکہ یہ اہل نبوت کے خزانے کی ہے۔

حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ میرے والد نے حجاج سے بیعت نہیں کی۔ جب ابن زبیر مقتول ہو گئے تو حجاج نے انہیں کہلا بھیجا کہ آئے تو کہا کہ اللہ نے عدواللہ کو قتل کر دیا ابن الحنفیہ نے کہا کہ جب لوگ بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کرلوں گا۔ حجاج نے کہا کہ اللہ کی قسم میں آپ کو ضرور ضرور قتل کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے روزانہ تین سو ساٹھ لحظے ہیں اور ہر لحظے میں تین سو ساٹھ قضیئے ہیں امید ہے کہ وہ اپنے قضایا میں سے کسی ایک قضیئے میں ہمیں تجھ سے کفایت کرے گا۔

ابن الحنفیہ کی عبدالملک بن مروان کی بیعت...... اس بات کو حجاج نے عبدالملک کو لکھا عبد الملک کو اس خط سے بہت تعجب ہوا اس نے اس کے متعلق صاحب الروم کو لکھا۔ اس لئے کہ صاحب الروم نے اسے دھمکی دی تھی کہ اس کے مقابلے کو بہت سی فوج جمع کی ہے۔ عبدالملک نے یہ کلام صاحب الروم کو لکھا اور حجاج کو لکھا کہ ہم نے معلوم کرلیا ہے کہ محمد مخالف نہیں ہیں۔ وہ تمہارے پاس آئیں گے اور تم سے بیعت کریں گے تم ان کے ساتھ مہربانی کرنا۔

جب لوگ عبدالملک بن مروان پر متفق ہو گئے اور ابن عمر نے بھی بیعت کر لی تو ابن عمر نے ابن الحنفیہ سے کہا کہ اب کچھ اختلاف نہیں رہا لہذا بیعت کرلو ابن الحنفیہ نے عبدالملک کو لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے بندے عبدالملک امیر المؤمنین کو محمد بن علی کی جانب سے اما بعد میں نے جب امت کو دیکھا کہ اس نے اختلاف کیا تو میں ان سے علیحدہ ہو گیا۔ پھر جب یہ معاملہ تمہارے پاس پہنچ گیا اور لوگوں نے تم سے بیعت کر لی تو میں بھی انہی میں سے ایک شخص کے مثل ہو گیا میں بھی اس نیک کام میں داخل ہوتا ہوں جس میں وہ لوگ داخل ہوئے میں تم سے بیعت کرتا ہوں تمہارے لئے حجاج سے بیعت کر لی اور تمہارے پاس اپنی بیعت بھیج دی۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ تم پر اتفاق کر لیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں امن دو اور وفا پر عہد و میثاق دو کیونکہ بے وفائی اور بدعہدی میں کوئی خیر نہیں ہے۔ اگر تم انکار کرو تو اللہ کی زمین وسیع ہے۔

عبدالملک کا عہد نامہ...... عبدالملک نے خط پڑھا تو قبیصہ بن ذویب اور روح بن انباع نے کہا کہ تمہیں ان سے اختلاف کرنے کی اب کوئی وجہ باقی نہیں رہی اگر وہ باہم جنگ چاہتے تو ضرور اس پر قادر تھے۔ مگر انہوں نے تسلیم کرلیا اور بیعت کر لی۔ لہذا ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کے لئے عہد و میثاق تحریر کر دیجئے اور ان کے ساتھیوں کے لئے بھی لکھ دیجئے اس نے یہی کیا۔ عبدالملک نے انہیں لکھا کہ آپ ہمارے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ہمارے ساتھ آپ کی قرابت اور محبت ابن زبیر سے زیادہ ہے آپ کے لئے عہد و میثاق ہے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے کہ آپ کے ساتھیوں کو کسی ایسی چیز پر برانگیختہ نہ کیا جائے گا جو آپ کو ناگوار ہو آپ اپنے شہر واپس جائیے اور جہاں چاہے جائیے میں جب تک زندہ ہوں آپ کی مدد اور نیکی ترک نہ کروں گا۔ حجاج کو لکھا کہ ان کے ساتھ احسان و اکرام کیا جائے اور انہیں راحت دی جائے۔ ابن الحنفیہ مدینہ واپس آ گئے۔

ابن الحنفیہ اور عبدالملک کی ملاقات...... معاویہ بن عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جب محمد بن علی مدینے چلے گئے اور اپنا مکان بقیع میں بنالیا تو عبدالملک کو لکھ کر اس کے پاس

آنے کی اجازت چاہی عبدالملک نے انہیں اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی وہ ان کے پاس ۸ے ھ میں گئے جس سال کہ جابر بن عبداللہ کی وفات ہوئی۔ دمشق میں عبدالملک کے پاس آئے تو پھر اجازت چاہی اس نے اجازت دی اور اپنے قریب اتارا اور حکم دیا کہ ان کی اتنی ضیافت کی جائے جو انہیں اوران کے ساتھیوں کو کافی ہو۔

عبدالملک کا ابن الحنفیہ سے حسن سلوک ...... وہ عام لوگوں کی اجازت کے وقت عبدالملک کے پاس جاتے جب عبدالملک اجازت دیتا تو اپنے اہل بیت سے شروع کرتا پھر انہیں اجازت دیتا وہ سلام کرتے پھر کبھی بیٹھتے اور کبھی واپس ہو جاتے۔ اس کو قریب ایک مہینہ گزر گیا تو انہوں نے تنہائی میں عبدالملک سے گفتگو کی اپنی قرابت کا ذکر کیا اور جو قرض تھا وہ بیان کیا

عبدالملک نے قرض ادا کرنے اوران کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا وعدہ کیا اور حکم دیا کہ اپنی ضروریات پیش کریں۔ محمد نے اپن قرض اپنی ولاد اور دوسرے خاص لوگوں اور اپنے آزاد شدہ غلاموں کے لئے وظائف کی درخواست کی۔ عبدالملک نے فراخ دلی سے ان ی سب باتوں کو قبول کرلیا۔ موالی کے بارے میں وظائف مقرر کرنے میں البتہ تنگی کی انہوں نے اس سے گفتگو کی تو اس نے ان کے بھی وظائف بڑھا دیئے۔ اس طرح ان کی کوئی حاجت نہ رہی جسے پورا نہ کردیا ہو انہوں نے واپسی کی اجازت چاہی تو انہیں اجازت مل گئی۔

بعد میں بلانا ...... عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ میں عبدالملک کے پاس گیا تو اس نے میری ضروریات پوری کیں۔ میں اس سے رخصت ہوا اور جب اس کی آنکھوں سے پوشیدہ ہونے کے قریب ہوگیا تو اس نے مجھے ابوالقاسم ابوالقاسم کہہ کر پکارا۔ میں پلٹا تو مجھ سے کہا کہ کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ کو معلوم ہے کہ جس دن تم بڑے میاں (عبدالملک کے والد مروان) کے ساتھ جو کچھ کررہے تھے وہ کہہ رہے تھے تو تم ان کیساتھ ظلم کررہے تھے یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ قتل عثمان کے دن ابن الحنفیہ نے مروان بن الحکم کی چادر پکڑ کر اسے زمین سے رگڑا تھا۔ عبدالملک نے کہا وہ میری نظر میں ہے اور میرے لئے اس روز برتری تھی۔

رسول اکرم ﷺ کی تلوار ...... زید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے مروی ہے کہ ابان بن عثمان کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا۔ ان کے پاس ابن الحنفیہ بھی تھے عبدالملک بن مروان نے رسول اکرم ﷺ کی تلوار منگائی تو اس نے صقیل کرنے والے کو بلایا۔ اس نے دیکھا تو کہا کہ میں نے اس سے بہتر کوئی تلوار نہیں دیکھی۔ عبدالملک نے کہا کہ اللہ کی قسم لوگوں نے اس کے مالک جیسا انسان بھی نہیں دیکھا۔ اے محمد یہ تلوار مجھے دے دو۔ محمد نے کہا کہ تمہاری رائے میں جو اس کا زیادہ مستحق ہے وہی اسے لے لے۔ عبدالملک نے کہا کہ اگر تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ سے قرابت ہے تو ہر ایک لئے قرابت وحق ہے۔

حجاج کے رویئے کے خلاف شکایت ...... محمد نے وہ تلوار عبدالملک کو دے دی اور کہا کہ اے امیرالمؤمنین اس شخص یعنی حجاج نے جو اس کے پاس تھا مجھے تکلیف دی اور میرے حق کی توہین کی اگر پانچ درہم کا معاملہ بھی ہو تو وہ مجھے بلا بھیجتا ہے عبدالملک نے کہا کہ آپ کو اس پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

حجاج اور ابن الحنفیہ کی گفتگو......جب محمد واپس ہوئے تو عبدالملک نے حجاج سے کہا کہ تم ان سے ملو اوران کی شکایت دور کرو۔ وہ ان سے ملا اور کہا کہ مجھے امیرالمؤمنین نے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ میں آپ کی شکایت دور کروں اور اسے کامیابی نہ ہو جو آپ کے ساتھ برائی کرے۔

محمد نے کہا کہ اے حجاج تم پر افسوس ہے خدا کا خوف کرو اور اللہ سے ڈرو کوئی صبح ایسی نہیں جو اللہ کے بندے کرتے ہوں اور اللہ کے ہاں اپنے ہر بندے کے لئے تین سو ساٹھ لحظے نہ ہوتے ہوں نہ اگر وہ گرفت کرے تو اسے اپنی قدرت سے گرفت کرے گا اور اگر معاف کرے تو اپنے علم سے معاف کرے گا۔ لہذا تم اللہ سے ڈرو حجاج نے کہا کہ آپ جو مجھ سے مانگیں گے میں ضرور آپ کو دوں گا۔ محمد نے کہا کہ تم کرو گے؟ حجاج نے کہا کہ جی ہاں۔ انہوں نے کہا کہ میں تم سے زمانے کا انقطاع مانگتا ہوں۔

حجاج نے اس کا ذکر عبدالملک سے کیا عبدالملک نے راس الجالوت کو بلا بھیجا جو محمد نے کہا تھا وہ اسے بتایا اور کہا کہ ہم میں سے ایک شخص نے ایک حدیث بیان کی جو سوائے اس کے کسی سے نہیں سنی اسے محمد کے قول سے آگاہ کیا۔ راس الجالوت نے کہا کہ یہ کلمہ سوائے بیت النبوت کے اور کہیں سے نہیں نکلا۔

ابن الحنفیہ سے متعلق روایت......ابراہیم سے مروی ہے کہ بیت اللہ میں حجاج نے اپنا پاؤں مقام ابراہیم پر رکھنا چاہا تو ابن الحنفیہ نے اسے ڈانٹا اور منع کیا۔ سالم بن ابی الجعد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن الحنفیہ کو دیکھا کہ کعبے کے اندر داخل ہوئے ہر کونے میں دو دو رکعتیں اس طرح کل آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ دنیا نہیں جائے گی جب تک کہ لوگوں کو اختلاف اپنے رب کے بارے میں نہ ہوں۔

ابی مالک سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ سفید تر کی گھوڑے پر رمی جمار کر رہے تھے۔

سفیان التمار سے مروی ہے کہ وہ یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو اپنے سر میں مہندی اور نیل کا خضاب لگائے ہوئے تھے حالانکہ احرام میں تھے۔

ثویر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن الحنفیہ کو دیکھا کہ مہندی اور نیل کا خضاب کرتے تھے

سفیان التمات سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ اپنے قربانی کے اونٹوں کے دائے بائیں اشعار کیا (اشعار یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کے کوہان پر برچھی مار کر خون نکال دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانی کے اونٹ ہیں)۔

سلیمان الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں محمد بن الحنفیہ کے بدن پر زرد خز (سوت ریشم سے ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

ابی اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے عرفات میں ابن الحنفیہ کے بدن پر خز کی چادر دیکھی۔

رشدین سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن الحنفیہ کو دیکھا کہ وہ سیاہ حرقانی امامہ باندھتے اور اسے ایک بالشت یا اس سے کم (پشت کی طرف) لٹکاتے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن الحنفیہ کے سر پر عمامہ دیکھا۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی بن الحنفیہ کے جسم پر ایک زرد میلا لحاف دیکھا۔

ابی ادریس سے مروی ہے کہ مجھ سے محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ تمہیں خز پہننے سے کیا چیز مانع ہے کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے میں نے کہا کہ اس میں حریر (ریشم استعمال) کیا جاتا ہے۔

ابی ادریس سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو مہندی اور نیل کا خضاب لگاتے ہوئے دیکھا تو ان سے کہا کہ کیا علی خضاب کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ پھر آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ میں اس کے ذریعے سے عورتوں کے لئے جوان بنتا ہوں۔

صالح بن ہیثم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی ابن الحنفیہ کے ہاتھ میں مہندی کا اثر دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنی والدہ کو مہندی لگاتا تھا۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی والدہ کو تیل لگاتے تھے اور ان کے کنگھی کرتے تھے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن الحنفیہ کو مہندی لگائے ہوئے دیکھا میں نے انہیں آنکھوں سرمہ لگائے ہوئے دیکھا اور میں نے ان کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ مجھے والد نے محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجا۔ میں ان کے پاس گیا تو وہ اپنی آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے داڑھی کو سرخ رنگے ہوئے تھے۔ میں والد کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے مجھے ایک بوڑھے مخنث کے پاس بھیجا تھا انہوں نے کہا کہ اے بدبودار عورت کے لڑکے وہ محمد بن علی ہیں۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ وہ مٹکے کی نبیذ پیتے تھے۔

ربیع المنذر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ہم ابن الحنفیہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے وضو کرنا چاہا موزے پہنے تھے اس لئے موزے اتارے اور پاؤں پر مسح کیا۔

ابی عمر سے مروی ہے کہ ابن الحنفیہ عیدین اور جمعہ اور شعب (منیٰ میں حج کے موقع پر) غسل کیا کرتے تھے اور پچھنوں کا خون بھی دھوڈالتے تھے۔

رشدین بن کریب سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن الحنفیہ کو ۸۱ھ میں کہتے سنا کہ یہ میرے لئے پینسٹھواں سال ہے میں اپنے والد کے سن سے بڑھ گیا جن کی وفات تریسٹھ سال کی عمر میں ہوئی تھی ابن الحنفیہ کی وفات اسی سال یعنی ۸۱ھ میں ہوئی۔

زید بن سائب سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد ابن الحنفیہ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد کہاں دفن کئے گئے تھے انہوں نے کہا کہ بقیع میں میں نے کہا کہ کس سال میں۔ انہوں نے کہا کہ ۸۱ھ کے شروع میں۔ اس روز پینسٹھ سال کے تھے جس کو پورا نہ کرنے پائے تھے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ ابن الحنفیہ نے عمرؓ سے کوئی روایت کی ہے۔ زید بن السائیب سے مروی ہے کہ میں نے ابو ہاشم عبداللہ بن محمد ابن الحنفیہ کو بقیع کے ایک جانب اشارہ کرکے سنا کہ یہ میرے والد ابو القاسم کی قبر ہے۔ ان کے والد کی وفات محرم ۸۱ھ میں ہوئی وہ سال طغیانی کا تھا اہل مکہ پر ایک سیلاب آیا جو حاجیوں

کو بہالے گیا۔

ابو ہاشم نے کہا کہ جب ہم نے انہیں بقیع میں رکھ دیا تو ابان بن عثمان آئے جو اس زمانے میں عبدالملک بن مروان کی جانب سے مدینہ منورہ کے گورنر تھے کہ ان پر نماز پڑھیں بھائی نے مجھ سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے میں نے کہا کہ ابان ان پر نماز نہیں پڑھ سکتے جب تک ہم سے اجازت طلب نہ کریں۔ ابان نے کہا کہ تم لوگ اپنے جنازے کے زیادہ حق دار ہو جسے چاہو آگے کرو کہ ان پر نماز پڑھے۔ ہم نے کہا کہ تم آگے بڑھو اور نماز پڑھو۔ وہ آگے بڑھے اور نماز پڑھی۔

محمد بن عمر نے کہا پھر میں نے زید بن السائب سے بیان کیا کہ مجھے عویمر الاسلمی کی روایت سے معلوم ہوا ہے کہ اس روز ابو ہاشم نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ امام نماز جنازہ کا زیادہ مستحق ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم آپ کو آگے نہیں کرتے۔ زید بن سائب نے کہا کہ میں نے ابو ہاشم کو اسی طرح کہتے سنا کہ ابان آگے بڑھے اور انہوں نے ان پر نماز پڑھی۔

عمر اکبر بن علی...... ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہشم بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ کا نام صہبا تھا جو کہ ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن ائل تھیں قیدی تھیں خالد بن الولید کو اس وقت ملیں جب انہوں نے عین التمر کے علاقوں میں بنی تغلب پر حملہ کیا

اولاد...... عمر بن علی کے ہاں محمد وام موسیٰ وام حبیب پیدا ہوئیں ان کی والدہ اسماء بنت عقیل بن ابی طالب تھیں۔

مختصر حالات...... عمر نے حدیث روایت کی ہے۔ ان کی اولاد میں متعدد لوگ تھے جن سے روایت کی گئی ہے ہم نے ان کا ذکر کا ان کے طبقے اور مقام میں کیا ہے

عبیداللہ بن علی...... ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمٰی بن جندل بن نہشل بن حارم بن مالک ب حنظلہ بن مالک بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم تھیں۔

گرفتاری اور رہائی...... عبیداللہ بن علی حجاز سے کوفہ مختار کے پاس آئے اور اس سے کچھ مانگا مگر اس نے نہیں دیا اور کہا کہ کیا تم مہدی یعنی ابن الحنفیہ کا خط لائے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اس نے چند روز تک انہیں قید کیا اور پھر رہا کر دیا اور کہا کہ ہمارے پاس سے نکل جاؤ وہ مختار سے بھاگ کر مصعب بن زبیر کے پاس بصرہ چلے گئے اور اپنے ماموں نعیم بن مسعود التمیمی ثم النہشلی کے پاس اترے مصعب نے ان کے لئے ایک لاکھ درہ کا حکم دیا۔

لشکر میں نہ جاسکے...... مصعب بن زبیر نے لوگوں کو اپنے دشمن سے مقابلے کی تیاری کا حکم دیا اور روانگی کا وقت معین کر دیا انہوں نے لشکر قائم کئے چلنے سے پہلے بصرے پر عبیداللہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر کو قائم مقام بنایا مصعب روانہ ہوئے تو عبیداللہ بن علی بن ابی طالب اپنے ماموں میں رہ گئے خود ان کے ماموں نعیم بن مسعود مصعب کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔

مصعب بصرے سے جدا ہو گئے تو بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم عبیداللہ بن علی کے پاس آئے اور کہا کہ ہم بھی آپ کے ماموں ہیں آپ میں ہمارا بھی حصہ ہے لہذا آپ ہمارے ساتھ چلئے کیونکہ ہم لوگ آپ کی کرامت چاہتے ہیں وہ راضی ہو گئے اور ان لوگوں ک ہاں منتقل ہو گئے۔

بیعت خلافت...... بنی سعد نے انہیں اپنے ہاں اتارا اور ان سے بیعت خلافت کی حالانکہ وہ خود ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے قوم جلدی نہ کرو اور یہ کام نہ کرو۔ مگر ان لوگوں نے انکار کیا مصعب کو معلوم ہوا تو انہوں نے عبیداللہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر کو لکھ کر انہیں کام کرنے سے عاجز بنایا اور انہیں عبیداللہ بن علی سے لوگوں نے جو جدید بیعت کی تھی اس سے آگاہ کیا۔

نعیم اور مصعب کی گفتگو...... مصعب نے ان کے ماموں نعیم بن مسعود کو بلایا اور کہا کہ میں تمہارا اکرام کرتا تھا اور اپنے اور تمہارے درمیان احسان کرتا تھا تمہیں کس نے اپنے بھانجے کو بصرے میں چھوڑنے پر برانگیختہ کیا کہ وہ لوگوں کو جمع کریں اور انہیں دھوکہ دیں۔

نعیم نے خدا کی قسم کھائی کہ انہوں نے یہ کیا اور انہیں اس قصے کا ایک بھی حروف معلوم ہے۔ مصعب نے ان کی بات قبول کر لیا وران کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے عبیداللہ کو لکھ کر انہیں اس واقعے سے غفلت برتنے پر ملامت کی ہے۔ نعیم بن مسعود نے کہا کہ انہیں کوئی برانگیختہ نہ کرے میں ان کے معاملے کا تم سے ذمہ دار ہو میں انہیں تمہارے پاس لاؤں گا۔

نعیم کی بصرہ روانگی...... نعیم روانہ ہوئے اور بصرہ آئے بنی حنظلہ اور بنی تمیم جمع ہوئے۔ وہ ان لوگوں کے لئے بنی سعد میں آئے اور کہا کہ اللہ کی قسم جو کام تم لوگوں نے کیا اس میں تمہارے لئے خیر نہیں ہے تم نے پورے بنی تمیم کی تباہی کا ارادہ کیا ہے لہذا میرے بھانجے کو میرے حوالے کر دو۔

عبیداللہ مصعب کے پاس...... تھوڑی دیر تک باہم ملامت ہوتی رہی پھر بنی سعد نے انہیں نعیم کے حوالے کر دیا وہ روانہ ہوئے اور انہیں مصعب کے پاس لائے۔ عبیداللہ نے اللہ کی قسم کھائی اور کہا کہ میں نے اس کی خواہش نہیں کی تھی جب تک کہ لوگوں نے اس کا ارادہ نہ کر لیا اور انہیں اس کا علم بھی نہیں ہوا۔ میں نے اسے ناپسند کیا تھا اور اس سے انکار کیا تھا۔ مصعب نے اس کی تصدیق کی اور ان کی بات قبول کر لی۔

قتل...... مصعب بن الزبیر نے اپنے سردار مقدمہ لشکر عباد الحبطی کو حکم دیا کہ مختار کی فوج کی جانب روانہ ہوں اور ان کے ساتھ عبیداللہ بن علی بن ابی طالب بھی آگے بڑھے یہ لوگ المذار میں اترے مختار کا لشکر بھی آگے بڑھا۔ وہ لوگ بھی ان کے مقابلے کے لئے آگے بڑھے۔ مصعب بن الزبیر کے ساتھیوں نے اس پر شب خون مارا مختار اور اس کے پورے لشکر کو تباہ کر دیا سوائے ان لوگوں کے جو جان بچا کر بھاگے اور کوئی نہ بچا عبیداللہ بن ابی طالب بھی اسی رات قتل ہو گئے۔

سعید بن المسیب۔۔۔ ابن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن لقیظہ ان کی والدہ ام سعید بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الوقص السلمی تھیں۔

اولاد...... یزید بن المسیب کے ہاں محمد وسعید والیاس وام عثمان وام عمرو وفاختہ پیدا ہوئیں ان کی والدہ ام حبیب بنت ابی کریم بن عامر بن عبد ذی الشریٰ ابن عتاب بن ابی صعب بن فہم بن ثعلبہ بن سلیم بن غانم بن دوس تھیں۔
مریم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حزن...... سعید بن المسیب بن حزن سے مروی ہے کہ ان کے دادا حزن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے عرض کیا کہ حزن (سخت زمین) فرمایا نہیں تم سہل (نرم زمین) ہو عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا نام جو میرے والدین نے رکھا میں اسی سے لوگوں میں مشہور ہو گیا نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے سعید بن المسیب نے کہا کہ پھر ہم برابر حزونۃ (سختی) اپنے خاندان میں محسوس کرتے ہیں۔

پیدائش کا سال...... علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب عمر کی خلافت کے چار سال کے بعد پیدا ہوئے اور چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔
طلحہ بن محمد بن سعید بن المسیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ سعید عمر کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور بہتر سال کی عمر میں وفات ہوئی۔
محمد بن عمر نے کہا سعید بن میسّب کی ولادت کے بارے میں میں نے جس بات پر لوگوں کا اتفاق دیکھا وہ یہ ہے کہ وہ عمر کی خلافت کے دو سال کے بعد پیدا ہوئے۔ یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے عمر سے حدیث سنی ہے۔ میں نے اہل علم کو اس کی تصحیح کرتے نہیں دیکھا اگر چہ لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔
سعید بن میسّب سے مروی ہے کہ میں خلافت عمرؓ بن خطاب کے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوا۔ ان کی خلافت دس سال چار ماہ رہی۔

حضرت عمر کے متعلق ابن المسیب کی روایات...... سعید بن میسّب سے مروی ہے کہ میں نے عمر سے ایک کلمہ سنا کہ جس کا کوئی سننے والا میرے علاوہ کوئی نہیں۔ عمر جب کعبے کو دیکھتے تو کہتے تھے کہ اللھم انت

السلام و منک سلام (اے اللہ تو ہی تمام عیوب سے پاک ہے یا تو ہی باقی ہے اور تجھ ہی سے بقاؤہستی ہے)۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر عمر بن خطاب سے سنا کہ مجھے جس شخص کے بارے میں معلوم ہوگا اس نے جماع کر کے غسل نہیں کیا خواہ اس کا انزال ہوا ہو یا نہیں ہوا ہو تو میں اسے سزا دوں گا۔

بکیر بن الاشج سے مروی ہے کہ سعید بن مسیّب سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے عمر بن خطاب کو پایا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔

مالک نے کہا کہ انہیں معلوم ہوا کہ سعید بن مسیّب نے کہا اگر مجھے رات دن صرف ایک حدیث کی طلب میں چلنا پڑتا (تو میں عمر بھر چلتا)۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ جو فیصلے رسول اکرم ﷺ نے فرمائے اور جو ابوبکر وعمر نے کئے ان کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔

مسعر نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے عثمان ومعاویہ کے فیصلوں کو بھی کہا۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ ہر وہ فیصلہ جو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اور ہر وفیصلہ جو ابوبکر نے کیا اور ہر وفیصلہ جو عمر نے کیا اس کا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔

راوی نے کہا کہ میں خیال کرتا ہون کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہر وہ فیصلہ جو عثمان نے کیا مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں رہا۔

سعید بن مسیّب کے اساتذہ...... ہشام بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے اس وقت کہتے سنا کہ جب ان سے سائل نے دریافت کیا کہ سعید بن مسیّب نے اپنا علم کس سے حاصل کیا تو انہوں نے کہا کہ زید بن ثابت سے وہ سعید بن ابی وقاص اور ابن عباس اور ابن عمر کی صحبت میں بیٹھتے ازدواج نبی کریم ﷺ عائشہ وام سلمہ کے پاس جاتے انہوں نے عثمان بن عفان وصہیب ومحمد بن مسلمہ سے سنا ہے ان کی اکثر روایات کی سند ابو ہریرہ سے ہے جن کے وہ داماد تھے۔ انہوں نے عمر وعثمان کے اصحاب سے سنا ہے کہا جاتا ہے کہ عمر وعثمان نے جو فیصلے کئے ان کا ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ تھا۔

راوی عمر...... یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب کو راوی عمر کہا جاتا تھا اس لئے کہ وہ ان کے احکام اور فیصلوں کو سب سے زیادہ یاد رکھتے تھے۔

علمی مقام...... قدامہ بن موسیٰ الجمحی سے مروی ہے کہ سعید بن مسیّب فتویٰ دیا کرتے تھے حالانکہ رسول اکرم ﷺ کے اصحاب زندہ تھے۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ اپنے زمانے میں مدینے میں جو لوگ تھے فتویٰ میں ان سب پر مقدم اور ان کے رئیس سعید بن مسیّب تھے وہ فقیہ الفقہا کہلاتے تھے۔

مکحول سے مروی ہے کہ سعید بن مسیّب عالم العلماء تھے۔

مکحول سے مروی ہے کہ جو حدیث تم لوگوں سے بیان کرتا ہوں وہ سعید بن المسیب اور شعبی سے ہے۔

ابن ابی الحویرث سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم سعید بن مسیّب کے پاس فتویٰ پوچھنے آیا کرتے تھے
ابی جعفر سے مرّوی ہے کہ میں نے اپنے والد علی بن حسین سے کہتے سنا کہ سعید بن مسیّب گزشتہ آثارو احادیث کے سب سے زیادہ عالم اور اپنی رائے کے سب سے زیادہ فقیہ (سمجھ دار) ہیں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا اور اہل مدینہ میں سب سے زیادہ فقیہ کے بارے میں دریافت کیا تو مجھے سعید بن مسیّب کے پاس بھیج دیا میں نے ان سے مسئلہ دریافت کیا۔

شہاب بن عباد العصری سے مروی ہے کہ میں نے حج کیا پھر ہم لوگ مدینہ میں آئے اور یہاں کے سب سے بڑے عالم کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ سعید بن مسیّب ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز اور سعید بن مسیّب...... مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز اپنا کوئی فیصلہ صادر نہیں کرتے تھے جب تک سعید بن مسیّب سے دریافت نہ کر لیتے۔ انہوں نے ایک آدمی کو مسئلہ دریافت کرنے کے لئے سعید بن مسیّب کے پاس بھیجا تو وہ انہیں بلا لایا سعید عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے عمر نے کہا کہ قاصد نے غلطی کی کہ (آپ کو بلا لایا ہم نے صرف اسے اس لئے بھیجا تھا کہ وہ آپ کی مجلس میں مسئلہ کو دریافت کرلے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے کہ مدینے میں کوئی ایسا عالم نہیں کہ جو اپنا علم میرے پاس نہ لائے اور میں اس علم کے پاس لایا جاتا ہوں جو سعید بن مسیّب کے پاس ہے۔

سعید بن مسیّب کا حافظہ...... عمران بن عبداللہ الخزاعی سے مروی ہے کہ سعید بن مسیّب نے مجھ سے دریافت کیا کہ تو میں نے اپنا نسب ان سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ معاویہ کے دور خلافت میں تمہارے والد میرے پاس بیٹھے تھے انہوں نے مجھ سے فلاں فلاں بات پوچھی تھی۔ عمران نے کہا کہ مجھے تو کبھی ایسا معلوم نہیں ہوا کہ سعید بن مسیّب کے کان پر کوئی بات گزری ہو اور ان کے دل نے اسے یاد نہ کرلیا ہو۔

سعید بن مسیّب کو تازیانوں کی سزا...... عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے جابر بن الاسود کو مدینہ منورہ پر عامل بنایا۔ انہوں نے لوگوں کو ابن زبیر کی بیعت کی دعوت دی۔ سعید بن مسیّب نے کہا کہ نہیں تاوقتیکہ لوگ متفق نہ ہو جائیں۔ انہوں نے سعید کو ساٹھ تازیانے مارے ابن زبیر کو معلوم ہوا تو انہوں نے جابر کو لکھ کر ملامت کی اور کہا کہ ہمارے اور سعید کے لئے بیعت نہیں ہے انہیں چھوڑ دو۔

عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ جابر بن الاسود نے جو ابن زبیر کی جانب سے عامل مدینہ تھے چوتھی بیوی کی عدت گزرنے سے پہلے پانچواں نکاح کرلیا۔ جب اس نے سعید بن مسیّب کو مارا تو سعید جن پر کوڑے لگتے تھے چلائے کہ اللہ کی قسم کتاب اللہ پر توجہ نہیں کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فانکحو اما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث و رباع (جو عورتیں تمہیں پسند ہوں دو دو تین تین چار چار نکاح کرو) تو نے چوتھی کی عدت گزرنے سے پہلے پانچواں نکاح کرلیا وہ بھی چند راتیں کی ہے جو تجھے مناسب معلوم کرلے پھر تو تجھے عنقریب وہ بات پیش آئے گی جسے تو پسند نہ کرے گا اسے بہت کم زمانہ گزرا تھا کہ ابن زبیر قتل کردیئے گئے۔

ابن زبیر کا خواب...... عمر بن حبیب بن قلیع سے مروی ہے کہ میں ایک روز سعید بن میتب کے پاس بیٹھا تھا کہ مجھ پر بہت سی چیزیں تنگ تھیں اور قرض کا بار تھا میں سعید بن میتب کے پاس اس طرح بیٹھا تھا کہ خبر نہ تھی کہ کہاں جاؤں ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو محمد میں نے ایک خواب دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ گویا میں نے عبد الملک بن مروان کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا ہے اور پھر اسے منہ کے بل لٹا کر اس کی پیٹھ میں چار میخیں ٹھونک دیں۔

سعید نے کہا کہ یہ خواب تم نے نہیں دیکھا اس نے کہا کہ بے شک میں نے دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ میں تمہیں تعبیر نہ بتاؤں گا جب تک کہ تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گے کہ یہ خواب کس نے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ ابن زبیر نے دیکھا ہے اور انہوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔

ابن زبیر کے خواب کی تعبیر...... سعید نے کہا کہ اگر تم نے اس کا خواب صحیح بیان کیا ہے تو عبد الملک بن مروان انہیں قتل کر دے گا عبد الملک کی پشت سے چار بیٹے پیدا ہوں گے جن میں ہر ایک خلیفہ ہوگا۔

عمر بن حبیب نے کہا کہ میں عبد الملک بن مروان کے پاس ملک شام گیا اور اسے سعید بن میتب کی جانب سے خبر دی اس خبر نے اسے خوش کر دیا اور مجھ سے سعید کو اور ان کے حال کو دریافت کیا میں نے اسے خبر دی اس نے میرا قرض ادا کرنے کا حکم دیا مجھے اس سے خیر ملی۔

مختلف خوابوں کی تعبیر

پہلا واقعہ...... اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے عبد الملک بن مروان کو مسجد نبی کریم ﷺ کے قبلے میں چار مرتبہ پیشاب کرتے ہوئے خواب میں دیکھا۔ میں نے سعید بن میتب سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب سچ بیان کیا ہے تو عبد الملک کی پشت سے چار خلیفہ مسجد نبوی کے قبلے میں کھڑے ہوں گے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعید بن میتب سے زیادہ تعبیر خواب جاننے والے تھے انہوں نے یہ علم اسماء بنت ابی بکر سے حاصل کیا اور اسماء نے اپنے والد ابوبکر صدیق سے حاصل کیا۔

دوسرا واقعہ...... شریک بن ابی نمر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میتب سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دانت ٹوٹ کر میرے ہاتھ پر گر پڑے۔ پھر میں نے انہیں دفن کر دیا سعید بن میتب نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب صحیح بیان کیا ہے تو تم نے اپنے خاندان کے ہم سن لوگوں کو دفن کر ڈالا۔

تیسرا واقعہ...... مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سعید بن میتب سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے ہاتھ پر پیشاب کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ سے ڈرو کیونکہ تمہارے نکاح میں کوئی محرم ہے۔ اس

شخص نے غور کیا تو اتفاق سے اس کی بیوی کے اور اس کے درمیا رضاع کا تعلق تھا (یعنی جس عورت نے اسے دودھ پلایا تھا اسی عورت نے اس کی بیوی کو دودھ پلایا تھا)۔

چوتھا واقعہ...... ان کے پاس ایک دوسرا شخص آیا اور کہا کہ اے ابو سعید میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا زیتون کی جڑ میں پیشاب کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ غور کرو کہ تمہارے نکاح میں کون ہے معلوم ہوتا کہ تمہارے نکاح میں کوئی محرم ہے اس نے غور کیا تو اتفاق سے وہ عورت تھی جس سے اس کا نکاح جائز نہ تھا۔

پانچواں واقعہ...... ابن المسیب سے مروی ہے کہ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک کبوتری منارہ مسجد پر گر پڑی انہوں نے کہا کہ حجاج بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی سے نکاح کرے گا۔

چھٹا واقعہ...... مسلم الخیاط سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن میسّب کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بکرا ثنیہ سے دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ ذبح کرو ذبح کرو اس شخص نے کہا کہ میں نے ذبح کیا سعید نے کہا کہ ابن ام صلاء مر گیا وہ ہٹا بھی نہ تھا کہ اس کے پاس خبر آ گئے کہ وہ مر گیا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ابن ام صلہ اہل مدینہ کے موالی میں سے تھا جو لوگوں کی چغلخوری کرتا تھا۔

ساتواں واقعہ...... عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن السایب سے جو خاندان قارہ سے تھا مروی ہے کہ قبیلہ افہم کے ایک شخص نے ابن المسیب سے کہا کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ آگ میں گھسا ہے انہوں نے کہا کہ اگر تم نے اپنا خواب سچ بیان کیا ہے تو تمہیں اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک کہ تک سمندری سفر نہ کر لو اور تمہیں قتل کے ذریعے سے موت آئے گی۔ اس نے سمندری سفر کیا اور ہلاکت کے قریب ہو گیا۔ جنگ قدید میں تلوار سے قتل کیا گیا۔

آٹھواں واقعہ...... حصین بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ مجھے اولاد کی طلب تھی مگر میرے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی ابن المسیب سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گود میں انڈا ڈال دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ مرغی عجمی ہے لہٰذا تم عجم میں رشتہ تلاش کرو۔ پھر میں نے ایک باندی لی تو اس سے ایک لڑکا ہوا حالانکہ میرے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔

سعید بن میسّب سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص خواب دیکھتا اور ان سے بیان کرتا تو وہ کہتے تھے کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔

نواں واقعہ...... ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب خشک کھجور سے ہر حال میں رزق مراد ہے اور تر کھجور سے اس کے موسم میں رزق مراد ہے۔ ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب کا آخر چالیس سال سے یعنی اس کی تعبیر میں (مطلب یہ ہے کہ چالیس سال کی عمر میں جو خواب دیکھیں اس کی تعبیر اکثر درست ہوتی ہے۔)

دسواں واقعہ......ابن المسیب سے مروی ہے کہ خواب میں بیڑی دیکھنا ثبات دین کی علامت ہے ایک شخص نے کہا کہ اے ابو محمد میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سایے میں بیٹھا ہوں پھر اٹھ کر دھوپ میں چلا گیا۔ ابن المسیب نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تم نے اپنا خواب درست بیان کیا ہے تو ضرور ضرور اسلام سے نکل جاؤ گے۔ اس نے کہا کہ اے ابو محمد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سایہ سے نکالا گیا اور دھوپ میں داخل کیا گیا پھر مجھے بے کار کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں کفر پر مجبور کر دیا جائے گا۔ اس نے عبدالملک بن مروان کے زمانے میں بغاوت کی۔ اسے گرفتار کر کے مجبور کیا گیا وہ باز آ یا وہ مدینہ میں آیا وہی یہ واقعہ بیان کرتا تھا۔

ولید و سلیمان کی ولی عہدی کے لئے بیعت......عبداللہ بن جعفر وغیرہ سے مروی ہے کہ عبد العزیز بن مروان کی وفات مصر میں جمادی ۸۴ھ میں ہوئی عبدالملک نے اپنے دونوں بیٹوں ولید و سلیمان کو ولی عہد بنایا اور تمام شہروں میں ان دونوں کی بیعت کے لئے لکھ دیا اس زمانے میں مدینہ پر اس کا عامل ہشام بن اسماعیل المخزومی تھا۔ اس نے لوگوں کو ان دونوں کی بیعت کی دعوت دی لوگوں نے بیعت کر لی سعید بن میسّب کو بیعت کے لئے بلایا گیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک کہ میں غور نہ کر لوں بیعت نہ کروں گا۔

سعید بن میسّب پر جبر و تشدد......ہشام بن اسماعیل نے انہیں ساٹھ کوڑے لگائے کمبل میں باندھ کر گشت کراتے تھے اور اسی حالت میں راس الثنیہ تک لے گئے جب پلٹایا گیا تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ مجھے کہاں پلٹاتے ہو انہیں جواب دیا گیا کہ قید خانے کی طرف۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے اگر گمان ہوتا کہ اس میں اتنی سختی ہے تو کبھی نہ پہنتا۔ لوگوں نے انہیں قید خانے میں قید کر دیا۔

ہشام نے عبدالملک کو لکھ کر ان کی مخالفت کی اور ان کے حال کی خبر دی عبدالملک نے اسے ملامت کی اور کہا کہ اللہ کی قسم سعید کو مارنے کی بجائے ان کے ساتھ احسان کرنے کی زیادہ ضرورت ہے ہمیں خوب معلوم ہے کہ سعید کے پاس اختلاف و نفاق نہیں ہے۔

مسحد بن رفاعہ سے مروی ہے کہ قبیصہ بن ذویب عبدالملک بن مروان کے پاس ہشام بن اسماعیل کا خط لے کر آیا جس میں ذکر تھا اس نے سعید کو مارا ہے۔ اور انہیں گشت کرایا قبیصہ نے کہا کہ، اے امیر المؤمنین ہشام اس قسم کے معاملات میں آپ پر خود رائی کرتا ہے ابن میسّب کو مارتا ہے اور انہیں گشت کراتا ہے۔ جس وقت سعید کو مارا جاتا تھا تو سعید نہ کبھی اس سے زیادہ جھگڑالو تھے اور نہ اس سے زیادہ مکار۔ اگر انہوں نے بیعت نہیں کی تو اس کی طرف سے یہ نہ ہونا چاہیے تھا۔ سعید ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن سے فساد و فتنہ کا اسلام اور اہل اسلام پر اندیشہ ہو وہ اہل الجماعۃ والسنّت میں سے ہیں۔

عبدالملک بن مروان کی معذرت...... قبیصہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین، انہیں اس بارے میں معذرت لکھ دیجئے۔ عبدالملک نے کہا کہ تم اپنی طرف سے انہیں لکھو میرے رائے سے اور ہشام نے انہیں مارنے میں میری جو مخالفت کی ہے اس سے خبر دو قبیصہ نے سعید کو لکھ دیا۔ سعید نے جب خط پڑھا تو کہا کہ میرے اور مجھ پر ظلم

کرنے والوں کے درمیان اللہ ہے۔

ابن مسیّب پر قید خانے میں سختی...... عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں قید خانے میں سعید بن میسّب کے پاس گیا۔ ایک بکری ذبح کر کے کھال ان کی پشت پر لپیٹ دی گئی تھی لوگوں نے اس کے بعد ان کے لئے ایک ہری چھڑی تیار کی جب وہ اپنے بازوؤں کی طرف نظر کرتے تھے تو کہتے کہ اے اللہ ہشام سے میری مدد فرما

ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابن مسیّب کی گفتگو...... طلحہ بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث ابن ہشام قید خانے میں سعید بن میسّب کے پاس گئے وہ سعید سے باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم اس کی وجہ سے قید کئے گئے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابوبکر اللہ سے ڈرو اس کے علاوہ پر اس کو ترجیح دو۔ ابوبکر اسی کو دوبارہ ان کے سامنے دہرانے لگے کہ تم اس وجہ سے قید کئے گئے اور تم نے نرمی نہ کی سعید کہنے لگے کہ اللہ کی قسم تم بصر کے بھی نابینا ہو اور قلب کے بھی۔

ابوبکر ان کے پاس سے چلے گئے۔ انہیں ہشام بن اسماعیل نے بلا بھیجا اور پوچھا کہ سعید بن میسّب کو جب سے ہم نے مارا ہے وہ کچھ نرم ہوئے؟ ابوبکر نے کہا کہ اللہ کی قسم جب سے تم نے انہیں مارا ہے اور جو کچھ تم نے ان کے ساتھ کیا ان سے زیادہ سخت زبان گوئی نہیں ہے لہذا اس شخص سے باز آ جاؤ۔

ابن مسیّب کی رہائی کا حکم...... ہشام بن اسماعیل کے پاس عبدالملک بن مروان کا خط آیا جس میں اس نے سعید بن میسّب کو مارنے کے بارے میں ملامت کی تھی اور کہا تھا کہ تمہیں کیا نقصان تھا اگر تم سعید کو چھوڑ دیتے اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اسے دبا دیتے۔ ہشام بن اسماعیل نے جو کچھ سعید کے ساتھ کیا تھا اس پر نادم ہوا اور انہیں رہا کر دیا۔

ابن مسیّب کی نفس کشی...... اسلم ابوامیہ مولائے بنی مخزوم سے جو ثقہ تھے مروی ہے کہ سعید بن میسّب جب قید کئے گئے تو ان کی بیٹی نے بہت سا کھانا تیار کر کے ان کے پاس بھیجا کھانا آیا تو سعید نے کہلا بھیجا کہ اور کہا کہ میری بیٹی کے پاس جاؤ اور کہو کہ اب اس طرح دوبارہ کبھی نہ کرنا کیونکہ یہ ہشام بن اسماعیل کی حاجت ہے جو چاہتا ہے کہ میرا مال چلا جائے اور جوان لوگوں کے ہاتھ میں ہے میں اس کا محتاج ہو جاؤں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کب تک محبوس رہوں گا۔ لہذا تم اسی کھانے کا خیال رکھو جو میں اپنے گھر میں کھاتا تھا اور وہی بھیجنا وہ انہیں یہی بھیجتی تھیں اور وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

عمران بن عبداللہ المخزومی سے مروی ہے کہ میرا گمان ہے کہ اللہ کی ذات کے بارے میں سعید بن المسیب کا نفس ان کے نزدیک مکھی کے نفس سے بھی زیادہ ذلیل تھا۔

ابوالملیح وغیرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے سعید بن المسیب کو پچاس کوڑے مارے انہیں حرہ میں ٹھہرایا اور کمبل کی لنگوٹی پہنائی۔ سعید نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ لوگ مارنے سے زیادہ میرے

ساتھ کچھ نہ کریں گے تو میں کبھی ان کے لئے لنگوٹی نہ پہنتا۔ مجھے تو صرف یہ اندیشہ ہوا کہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے میں نے کہا کہ لنگوٹی اس کے نہ ہونے سے زیادہ ستر کرنے والی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ انہیں عبدالملک بن مروان کی خلافت میں مارا گیا (یہ مطلب نہیں کہ خود عبدالملک بن مروان نے انہیں مارا)

ابن مسیّب کی ابن مروان کے لئے بددعا...... آل عمر کے ایک شخص سے مروی ہے کہ سعید بن مسیّب سے کہا گیا کہ آپ بنی امیہ پر بددعا کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ اپنے دین کو عزت دے اپنے اولیاء کو غالب کر اور امت محمد ﷺ کی عافیت کے ساتھ اپنے دشمنو کو رسوا کر۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب سے کہا کہ قوم کا خیال ہے کہ آپ کو جس چیز نے حج سے باز رکھا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے نذر مانی ہے کہ جب آپ کعبہ کو دیکھیں گے تو ابن مروان پر بددعا کریں گے انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نہیں کیا اور یوں تو میں کوئی نماز ایسی نہیں پڑھتا جس میں ان لوگوں پر اللہ سے بددعا نہ کرتا ہوں۔ میں نے انتیس سال تک حج و عمرہ کیا ہے۔ حالانکہ مجھ پر صرف ایک حج و عمرہ فرض تھا۔ میں تمہاری قوم کے کچھ لوگ دیکھتا ہوں کہ وہ قرض لے کر حج و عمرہ کرتے ہیں اور مر جاتے ہیں قرض ان کی جانب سے ادا نہیں کیا جاتا۔ ایک جمعہ مجھے حج نفل و عمرہ سے زیادہ پسند ہے۔

علی نے کہا کہ میں نے حسن کو اس کی خبر دی انہوں نے کہا کہ انہوں نے کوئی (معقول) بات نہیں کہی۔ اگر ایسا ہوتا جو انہوں نے کہا تو اصحاب رسول اکرم ﷺ نہ (نفل) حج کرتے اور نہ عمرہ کرتے۔

ابو یونس الزی سے مروی ہے کہ میں مسجد مدینہ میں داخل ہوا تو وہاں سعید تنہا بیٹھے تھے پوچھا کہ کیا حال ہے انہوں نے کہا کہ ان کے پاس کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔

بیت المال سے عطا لینے سے انکار...... عمران سے مروی ہے کہ بیت المال میں سعید بن مسیّب کے انتالیس ہزار درہم باقی تھے انہیں بلایا جاتا وہ انکار کرتے اور کہتے تھے کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں جب تک اللہ تعالیٰ میرے اور بنی مروان کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔ علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن مسیّب سے کہا گیا کہ حجاج کا کیا حال ہے کہ نہ تو وہ آپ کے ساتھ بدی کرتا ہے اور نہ آپ کو چھیڑتا ہے اور نہ آپ کو اذیت دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں سوائے اس کے کہ وہ ایک روز اپنے والد کے ساتھ مسجد میں آیا نماز پڑھی نہ وہ اس کے رکوع کو پورا کرتا تھے اور نہ سجدے کو پورا کرتا تھا۔ میں نے ایک مٹھی بھر سنگ ریزے لے کر اسے مارا۔ راوی کا گمان ہے کہ حجاج نے کہا کہ اس کے بعد میں ہمیشہ نماز اچھی پڑھتا تھا۔

عبدالملک بن مروا و ابن مسیّب...... عمران بن عبداللہ بن طلحہ بن خلافت الخزاعی سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حج کیا مدینہ آیا تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر ایک شخص کو سعید بن مسیّب کے پاس بھیجا تھا کہ انہیں بلائے اور انہیں حرکت نہ دے۔ قاصد ان کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المؤمنین دروازے پر کھڑے ہیں اور آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہ امیر المؤمنین کو مجھ سے کوئی حاجت ہے اور نہ مجھے

امیر المؤمنین سے کوئی حاجت ہے ان کی جو مجھ سے حاجت ہے وہ پوری ہونے والی نہیں ہے۔

قاصد واپس گیا اور خبر دی تو اس نے کہا کہ ان کے پاس پھر جاؤ اور جا کر کہو کہ میں صرف آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔انہیں حرکت نہ دینا وہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المؤمنین کی بات مانیئے سعید نے ان سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا اس پر قاصد نے ان سے کہا کہ اگر امیر المؤمنین نے آپ کے بارے میں مجھے حکم نہ دیا ہوتا تو میں آپ کا سر لئے بغیر نہیں جاتا۔امیر المؤمنین آپ کے پاس بھیجتے ہیں کہ وہ آپ سے بات کریں تو آپ اس قسم کی گفتگو کرتے ہیں۔

سعید نے کہا کہ اگر وہ کوئی بھلائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ تمہارے لئے ہے (یعنی میری طرف سے تمہارے لئے بھلائی کریں) اگر وہ اس کے سوا کچھ کرنا چاہتے ہے تو میں اپنی گرہ نہ کھولوں گا (قاعدہ تھا کہ کمر وزانوں کے درمیان رومال لپیٹ کر باندھ لیتے تھے کہ اس سے بیٹھنے میں سہارا ملتا تھا اسی کو گرہ کھولنا کہتے ہیں) جب تک کہ انہیں جو فیصلہ کرنا ہے وہ نہ کرلیں۔قاصد اس کے پاس آیا اور آگاہ کیا اس نے کہا کہ ابو محمد پر اللہ کی رحمت ہو انہوں نے محض سختی کی وجہ سے انکار کیا۔

ولید بن عبد الملک اور ابن مسیّب......عمرو بن عاصم نے اپنی حدیث میں اسی سند سے کہا کہ جب ولید بن عبد الملک خلیفہ بنا تو مدینہ آیا مسجد میں ایک شیخ کو دیکھا کہ لوگ ان کے پاس جمع ہیں پوچھا کہ یہ کون ہیں لوگوں نے کہا کہ سعید بن مسیب ہیں جب وہ بیٹھ گیا تو انہیں بلایا قاصد ان کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المؤمنین کا حکم مانئے انہوں نے کہا کہ شاید تم نے میرا نام لینے میں غلطی کی یا شاید انہوں نے تمہیں میرے علاوہ کسی کے پاس بھیجا ہو

قاصد واپس آیا اس اور اسے خبر دی تو وہ ناراض ہوا اور ان کے ساتھ بدی کا ارادہ کیا اس زمانے میں کچھ لوگ باقی تھے اس کے پاس آئے اور کہا کہ امیر المؤمنین وہ اہل مدینہ کے فقیہ قریش کے شیخ ہیں اور آپ کے والد کے دوست ہیں آپ سے پہلے کسی بادشاہ نے یہ خواہش نہیں کی کہ وہ اس کے پاس آئیں۔لوگ اسے برابر کہتے رہے یہاں تک کہ وہ باز آیا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عبد الملک بن مروان مدینے آیا دوپہر کی نیند پوری کی اور جب بیدار ہوا تو دربان سے کہا کہ دیکھو مسجد میں اہل مدینہ میں سے کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے وہ گیا اتفاق سے سعید بن مسیّب اپنے حلقے میں تھے۔وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے سعید اسے دیکھتے تھے اس نے آنکھ اور انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا پھر واپس آیا مگر سعید نے حرکت نہیں کی اور نہ اس کے پیچھے روانہ ہوئے اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرا اشارہ سمجھ گئے۔

ابن مسیّب کا ولید بن عبد الملک سے ملاقات سے انکار......دربان ان کے قریب آیا اور دوبارہ اشارہ کیا اور کہا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ میں آپ کی طرف اشارہ کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ تمہیں کیا ہے اس نے کہا کہ امیر المؤمنین بیدار ہوئے اور مجھ سے کہا کہ میں مسجد میں دیکھوں کہ کوئی مجھ سے بات کرنے والا ہے آپ امیر المؤمنین کا حکم مانیئے۔پوچھا کہ کیا اس نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں البتہ یہ کہا کہ جاؤ اور

دیکھو کہ اہل مدینہ سے کوئی ہم سے بات کرنے والا ہے؟ میں نے آپ سے زیادہ خوش ہیبت کسی کو نہیں دیکھا سعید نے کہا کہ جاؤ اور اسے خبر دو کہ میں اس سے بات کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

دربان یہ کہتا ہوا گیا کہ مجھے تو یہ بڈھا پاگل معلوم ہوتا ہے۔ عبدالملک کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے مسجد میں ایک بڈھے کے علاوہ کسی کو نہ پایا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا مگر وہ کھڑا نہیں ہوا۔ میں نے اس سے کہا کہ امیر المؤمنین نے مجھ سے کہا ہے کہ دیکھو مسجد میں تمہیں کوئی مجھ سے بات کرنے والا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں امیر المؤمنین سے بات کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اور مجھ سے کہا کہ امیر المؤمنین کو خبر دو کہ عبدالملک نے کہا کہ وہ سعید بن مسیّب ہیں لہذا انہیں چھوڑ دو۔

ابن مسیّب کی بنی امیہ کے بارے میں رائے ...... ابی بکر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب سے جب بنی امیہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو وہ کہتے تھے کہ میں ان کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو مجھ سے میرے رب نے کہلوایا ہے کہ (اے ہمارے پروردگار ہماری اور ہمارے بھائیوں کی مغفرت کر) یہاں تک کہ وہ آیت پوری کرتے تھے۔

ابن مسیّب کا نماز سے عشق ...... عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو کہتے سنا کہ تیس سال سے میں نے اپنے متعلقین میں اذان نہیں سنی (یعنی آذان کے وقت مسجد میں ہوتے تھے)۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ چالیس سال سے ان کی نماز فوت نہیں ہوئی نہ انہوں نے لوگوں کی گدیاں دیکھیں (یعنی ہمیشہ صف اول میں جگہ لی) عمران نے کہا کہ باوجود اس کے سعید بکثرت بازار آمد و رفت کرتے تھے۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ چالیس سال سے نماز سے واپس ہوتے لوگوں سے نہیں ملا۔

ابن شہاب نے سعید بن مسیّب سے روایت کی کہ میں نے سعید بن مسیّب سے کہا کہ اگر آپ صحرا میں رہتے تو خوب ہوتا۔ میں نے ان سے صحرا کا اس کی زندگی اور اس کی تاریکی کا ذکر کیا سعید نے کہا کہ تاریکی ہونے پر کیسے گزارہ ہوگا۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ میرے مکان کے بعد مجھے مدینے میں کسی مکان نے راستہ نہ بھلایا سوائے اس کے کہ میں اپنی بیٹی کے مکان پر کبھی کبھی آجاتا ہوں اور اسے سلام کرتا ہوں۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ سعید بن مسیّب کی عمر کے چالیس سال اس طرح گزر گئے کہ جب مسجد میں آتے تو اپنے متعلقین کو اس طرح پاتے کہ وہ لوگ نماز ادا کر کے مسجد سے باہر ان کا استقبال کرتے۔

ابن مسیّب کی تنہائی ...... بشر بن عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب سے کہا کہ میرے چچا آپ نکل کر اپنی قوم کے ساتھ لہسن نہیں کھاتے (یعنی لطف معاشرت نہیں اٹھاتے) انہوں نے کہا کہ اے میرے بھتیجے اس سے اللہ کی پناہ کہ میں پچیس یا پانچ نمازیں ترک کروں حالانکہ میں نے کعب کو کہتے سنا ہے کہ مجھے یہ پسند ہے کہ یہ

دودھ اس طرح پانی بن جائے کہ قریش ان گھاٹیوں میں اونٹوں کی دموں کے پیچھے جائیں شیطان تنہا کے ساتھ ہے اور وہ دو سے بہت دور ہے (یعنی جماعت اگرچہ پسندیدہ ہے مگر میرے لئے عزلت ہی مناسب ہے)۔

سعید بن میبّب سے مروی ہے کہ ان کی آنکھیں دکھنے لگیں لوگوں نے کہا کہ اے ابو محمد اگر آپ وادی عقیق چلے جاتے اور وہاں سبزے کو دیکھتے تو اس مرض میں کمی محسوس کرتے۔ انہوں نے کہا کہ رات کو اور صبح کو جو حوادث آتے ہیں ان سے بچنے کی کیا صورت ہے۔

ابو حازم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کو کہتے سنا کہ میں نے لیالی حرہ (یزید کی لشکر کشی کے زمانے میں) اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ مسجد میں مخلوق خدا میں سے سوائے میرے کوئی نہ تھا۔ اہل شام گروہ گروہ ہو کر داخل ہوتے اور کہتے کہ اس پاگل بڈھے کو دیکھو کسی نماز کا وقت نہیں آتا کہ (نبی کریم ﷺ) میں آزان کی آواز نہ سنتا ہوں اذان سننے کے بعد میں آگے بڑھتا اور اقامت کہہ کر نماز پڑھ لیتا۔ حالانکہ مسجد میں میرے علاوہ کوئی نہ ہوتا۔

ایام حرہ میں مسجد نبوی میں قیام...... طلحہ بن محمد بن سعید نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایام حرہ میں سعید بن میبّب مسجد میں تھے۔ نہ انہوں نے یزید کی بیعت کی اور نہ ان کے بیٹے کی ان لوگوں کے ساتھ جمعہ بھی پڑھتے اور نماز عیدین کے لئے بھی جاتے شامی قتل کر رہے تھے لوٹ رہے تھے۔ سعید مسجد ہی میں تھے اور رات کے علاوہ اس سے نہ نکلتے تھے انہوں نے کہا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو میں لوگوں کے محفوظ ہونے تک قبر نبی کریم ﷺ سے آزان کی آواز سنتا تھا۔ جماعت کی خبر مجھے معلوم نہیں۔ ابن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے بردمولائے ابن المسیب سے کہا کہ ابن المسیب کی نماز اپنے گھر میں کیا تھی مسجد میں ان کی نماز کو تو ہم جانتے ہیں۔ انہوں نے کہ کہ اللہ کی قسم جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ بہت نماز پڑھتے تھے سوا اس کے کہ ص والقرآن ذی الذکر پڑھتے۔

چند معمولات...... عطاء س مروی ہے کہ سعید بن میبّب جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے تو جب تک وہ نماز سے فارغ نہ ہو لیں اور امام واپس نہ ہو لے کوئی بات نہیں کرتے تھے اس کے بعد چند رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر بیٹھنے والوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ان سے مسائل پوچھے جاتے تھے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے کہ سعید بن میبّب پے رپے روزہ رکھتے تھے۔ جب سورج غروب ہو جاتا تو ان کے لئے گھر سے پانی لایا جاتا اسے وہ پیتے تھے۔

عاصم بن العباس الاسدی سے مروی ہے کہ سعید بن میبّب (اللہ کو) یاد دلاتے تھے اور اللہ کا خوف دلاتے تھے۔

عاصم بن العباس سے مروی ہے کہ میں نے ابن المسیب کو رات کے قت اپنی سواری پر قرآن پڑھتے سنا وہ بہت پڑھتے تھے۔

عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کو (نماز میں) بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے سنا۔

عادات وخصائل ...... عاصم سے مروی ہے کہ سعید بن میبّب شعر سننا پسند کرتے تھے اور خود اسے نہیں پڑھتے تھے عاصم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کو دیکھا کہ اپنے ناخن نہ بڑھنے دیتے تھے۔ میں نے سعید کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں اس طرح کترواتے تھے جو منڈانے کے مشابہ تھی۔ میں نے انہیں دیکھا کہ جو شخص ان سے ملتا اس سے مصافحہ کرتے۔ میں نے دیکھا کہ بہت ہنسنے کو ناپسند کرتے تھے۔ جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے تو اپنی انگلیوں کے درمیان خلال کرتے تھے۔

سعید بن میبّب سے مروی ہے کہ وہ انبیاء کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھنا ناپسند کرتے تھے۔

علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن میبّب اپنے کجاوے میں نفل نماز پڑھتے تھے۔

ابن میبّب کی چادر ...... علی بن زید سے مروی ہے کہ سعید بن میبّب (زار کے اندر) خرقی باندھتے تھے۔

عمران سے مروی ہے کہ میں گن نہیں سکتا کہ سعید بن میبّب کے جسم پر کتنے ہرات کے کرتے دیکھے۔

وہ یہی سفید قیمتی چادریں استعمال کرتے تھے۔ عیدین میں عید الفطر و عید الضحیٰ میں ان کی حرارت آ جاتی۔

عمران بن عبداللہ الخزومی سے مروی ہے کہ سعید بن میبّب کسی سے جھگڑا نہیں کرتے تھے اگر کوئی انسان ان کی چادر مانگتا تو اس کی طرف پھینک دیتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ سعید بن میبّب سے کپڑے پر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ بدعت ہے۔

ہاتھی دانت سے اجتناب ...... غلیمہ جاریہ سعید سے مروی ہے کہ سعید اپنی بیٹی کو (بنات العاج) ہاتھی دانت کی گڑیوں سے کھیلنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ البتہ ڈھول کی اجازت دیتے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ جب سعید بن میبّب کو پکارا گیا تو انہوں نے جواب دیا پھر پکارا تو پھر جواب دیا سہ بار پکارا تو انہوں نے قاصد کو کنکریاں ماریں۔

سعید بن میبّب سے مروی ہے کہ اگر قسمیں نہ اٹھانی پڑیں تو مجھے کپڑے کی تجارت سے زیادہ کوئی تجارت پسند نہیں۔

عیب پوشی کی ہدایت ...... عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سعید بن میبّب سے پوچھا کہ میں نے ایک شخص کو نشے میں پایا کیا اس کے متعلق آپ کی رائے میں مجھے یہ گنجائش ہے کہ سلطان تک اس کی شکایت پہنچاؤں۔ سعید نے انہیں جواب دیا کہ اگر تم اسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو چھپاؤ۔

عمران بن عبداللہ بن طلحہ الخزاعی سے مروی ہے کہ رمضان میں مسجد نبوی علیہ السلام میں شربت لایا جاتا کوئی شخص یہ خواہش نہیں کرتا تھا کہ وہ سعید بن میبّب کے پاس شربت لائے اور وہ اسے پئیں اگر ان کے مکان سے شربت لایا جاتا تو وہ اسے پی لیتے اور اگر ان کے مکان سے کچھ نہیں لایا جاتا تو وہ نہیں پیتے تھے۔

سعید بن میبّب سے مروی ہے کہ ان سے ورم کے خرد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ فساد فی الارض (زمین کے اندر فساد ہے)۔

زہری نے سعید بن میںب سے روایت کی کہ وہ چادر لپیٹ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب سجدے کا ارادہ کرتے تو اس کی گرہ کھول دیتے سجدہ کرتے پھر لوٹتے تو چادر لپیٹ لیتے۔

عبادت کا اصل مفہوم ...... مالک بن انس سے مروی ہے کہ بردمولائے ابن ن المسیب نے سعید بن میںب سے کہا کہ یہ لوگ جو کرتے ہیں اس سے بہتر آپ نے نہیں دیکھا سعید نے کہا کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں برد نے کہا کہ ان میں ایک آدمی ظہر پڑھ لیتا ہے پھر عصر تک اپنے دونوں پاؤں سیدھے کئے نماز پڑھتا رہتا ہے۔ سعید نے کہا کہ اے بردتم پر افسوس ہے یہ عبادت نہیں ہے تم جانتے ہو کہ عبادت کیا ہے صرف اللہ کے حکم میں غور کرنا اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا عبادت ہے۔

ابن المسیب کی ابن زبیر اور ابن مروان کے متعلق رائے ...... حکم بن ابی اسحاق سے مروی ہے کہ میں سعید بن میںب کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے اپنے مولیٰ سے کہا کہ خوف خدا کر کے مجھ سے جھوٹ نہ بولنا جیسا کہ ابن عباس کے مولیٰ نے ابن عباس پر جھوٹ کہا۔ پھر میں نے اس غلام سے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ ابو محمد کو ابن زبیر زیادہ پسند ہیں یا اہل شام؟ یہ بات سعید نے سن لی انہوں نے کہا کہ اے عراقی تمہیں ان دونوں میں سے کون زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے ابن زبیر اہل شام سے زیادہ پسند ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیا میں ابھی تمہیں مضبوط نہ پکڑلوں اور کہوں کہ یہ زبیری ہے اس نے کہا کہ آپ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے بتادیا لہذا آپ مجھے بھی بتایئے کہ ان دونوں میں سے آپ کو کون زیادہ پسند ہے انہوں نے کہا کہ ہرگز نہیں میں نہیں پسند کرتا۔

یحیٰی بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن میںب بہ کثرت کہا کرتے تھے اللھم سلم سلم (اے اللہ محفوظ رکھ محفوظ رکھ)۔

ابن المسیب کی عورت کے متعلق رائے ...... سعید بن میںب سے مروی ہے کہ میں اسی سال کو پہنچ گیا میرے نزدیک عورتوں سے زیادہ کوئی چیز خوفناک نہیں ان کی بینائی قریب قریب جاتی رہی تھی۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ سعید بن میںب نے کہا کہ مجھے عورتوں کے خوف سے زیادہ اپنے نفس پر کسی کا خوف نہیں۔

لوگوں نے کہا کہ اے ابو محمد نہ آپ جیسا شخص عورتوں کی خواہش کرتا ہے اور نہ عورتیں اس کی خوہش کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تم سے کہتا ہوں حالانکہ وہ بہت بوڑھے تھے آنکھوں سے پانی بہتا تھا اور کم نظر آتا تھا۔

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ سعید بن میںب مدینہ منورہ میں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے عیدیں اور (ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳، ذی الحجہ) میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔

سعید بن میںب سے مروی ہے کہ عیال کی کمی دو تونگریوں میں سے ایک تونگری ہے۔

ابن میںب کی بددعا کا اثر ...... علی بن زید سے مروی ہے کہ مجھ سے سعید بن میںب نے کہا کہ اپنے قائد

(اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلنے والے) سے کہو کہ وہ اس شخص کے چہرے اور جسم کو دیکھے وہ گیا تو دیکھا کہ کالا آدمی تھا واپس آیا تو کہا کہ میں نے ایک حبشی کا چہرہ دیکھا جس کا جسم سفید ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے طلحہ و زبیر و علی کے گروہ کو گالی دی میں نے منع کیا نہ مانا تو میں نے بددعا کی اور کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تیرا منہ کالا کرے۔ اس کے منہ پر ایک پھوڑا نکلا اور چہرہ کالا ہو گیا۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ ان سے ورم کے خردے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ زمین میں فساد ہے۔

قرآن مجید کے بارے میں احتیاط

...... یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ ابن المسیب سے قرآن مجید کی تفسیر معلوم کی گئی تو سعید نے کہا کہ میں قرآن میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ مالک نے کہا کہ مجھے قاسم سے بھی اسی طرح کی روایت پہنچی ہے۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ سعید بن مسیّب قیش کے ایک شخص سے ملے جن کے ہمراہ بارش کی رات میں چراغ تھا۔ انہوں نے ان کو سلام کیا اور کہا کہ اے ابو محمد آپ نے کس طرح رات کی کہا کہ الحمد اللہ جب وہ شخص اپنے مکان پہنچا تو اندر چلا گیا اور کہا کہ ہم آپ کے ہمراہ چراغ بھیجتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آپ کے چراغ کی ضرورت نہیں مجھے تمہارے نور سے اللہ کا نور زیادہ پسند ہے۔

قرآن مجید و مسجد کی تعظیم کے لئے ہدایت

...... سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ تم لوگ (مصحف یعنی قرآن کو) مصحیف (چھوٹا سا قرآن) مسجد کو مسیجد (چھوٹی سے مسجد) ہرگز مت کہو اس کی تعظیم کرو جس کی اللہ نے تعظیم کی جس کی اللہ نے تعظیم کی وہ بزرگ و برتر ہے۔

ابن حرملہ سے مروی ہے کہ صبح کے قریب نکلا تو ایک نشہ والا پایا اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر لایا۔ سعید بن مسیّب سے ملا اور کہا کہ اگر کوئی شخص کسی نشے والے کو پائے تو کیا وہ اسے سلطان کے حوالے کردے کہ وہ اس پر حد قائم کرے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم اسے اپنی چادر میں چھپا سکو تو ایسا کرو۔

میں اپنے گھر میں واپس آیا اس شخص کو آ فاقہ ہو گیا تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے حیا محسوس کی اس سے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی اگر کل، شام تم گرفتار کر لئے جاتے تو تمہیں ضرور حد لگائی جاتی اور تم لوگوں میں مثل مردے کے ہوتے اور تمہاری شہادت جائز نہیں ہوتی اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں کبھی اس کا اعادہ نہیں کروں گا ابن حرملہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ اب تک اس کا حال اچھا ہے۔

سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے دو درہم (مہر) پر کیا۔

ابن مسیّب کی بیٹی کا نکاح

...... عمران بن عبداللہ الخز ومی سے مروی ہے کہ سعید بن مسیّب نے قریش کے ایک نوجوان سے اپنی بیٹی کی شادی کی شام ہوئی تو بیٹی سے کہا کہ اپنے کپڑے باندھ لو اور میرے ساتھ چلو انہوں نے کپڑے باندھ لئے پھر بیٹی سے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھو اور خود بھی پڑھی پھر ان کے شوہر کو بلا بھیجا اور ان بیٹی کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دیا اور کہا کہ انہیں لے جاؤ وہ انہیں اپنے مکان لے گئے۔

ان کی والدہ نے دیکھا تو کہا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ میرے بیوی سعید بن میبّب کی بیٹی جن کو انہوں نے میرے حوالے کر دیا والدہ نے کہا کہ میری صورت تم پر حرام ہے اگر تم اس وقت تک ان کے پاس گئے جب تک کہ میں ان کا بناؤ سنگار نہ کرلوں جو قریش کی عورتوں کا کیا جاتا ہے۔انہوں نے ان کو اپنی والدہ کے سپرد کر دیا ماں نے ان کا سنگار کر دیا پھر شوہر نے ان سے زفاف کیا۔

ابن میبّب کا عمامہ اور چادر...... عبید بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کو دیکھا کہ سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اسے اپنے پیچھے چھوڑ دیتے تھے میں نے ان کے بدن پر تہ بند طیلسان (جو ایک لباس ہے) اور دو موزے دیکھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کو عمامہ باندھے ہوئے دیکھا ان کے سر پر سفید عمامے کے ساتھ ایک باریک ٹوپی تھی عمامے میں سرخ دھاریاں تھیں اور عمامے کو اپنے پیچھے ایک بالشت لٹکاتے تھے۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

عثیم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کو دیکھا کہ عید الفطر وعید الضحیٰ میں سیاہ عمامہ باندھتے تھے اور اس پر سرخ چادر اوڑھتے تھے۔

عثمان بن عفان المخزومی سے مروی ہے کہ ہم نے سعید بن میبّب کے جسم پر سرخ چادر دیکھی۔

عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کو دیکھا کہ اکثر نماز میں اپنی تہمند ڈھیلی کر دیتے تھے۔اور بعض مرتبہ اسے باندھ لیتے تھے۔

ابن میبّب کا لباس...... خالد بن الیاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کے جسم پر ایک کرتہ دیکھا جو ان کی آدھی پنڈلیوں تک اور آستین ان کی انگلیوں کے کناروں سے نکلی ہوئی تھیں۔کرتے پر ایک چادر تھی جو پانچ گز (۵ ہاتھ) اور ایک بالشت کی تھی۔

اسماعیل بن عمران سے مروی ہے کہ سعید بن میبّب طیلسان لباس پہنتے تھے جس کی گھنڈیاں ریشم کی تھیں۔

اسماعیل سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کے جسم پر ایک طیلسان دیکھا جس پر ریشم کی گھنڈیاں تھیں۔میں نے کہا کہ آپ کے طیلسان کی گھنڈیاں تو ریشم کی ہیں انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو مضبوط پایا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کو سفید رنگ کے علاوہ اور کسی رنگ کا کپڑا پہنے نہیں دیکھا۔

سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کے جسم پر گیرو رنگ کا کرتہ اور چادر دیکھی۔

سعید بن مسلم سے مروی ہے کہ میں سعید بن میبّب کو دیکھتا تھا کہ پاجامہ پہنتے تھے میں نے سعید کے بالوں میں پٹے دیکھے جن میں وہ مانگ نکالتے تھے۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن میبّب کو دیکھا کہ عشاء کے وقت پاجامے اور چادر میں

آئے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیب کو اس طرح دیکھا کہ ان کے جسم پر دو ریشم کی چادریں گیرو رنگ کی تھیں اور ایک لالے کا کرتا جس کی آستینوں سے ان کے ہاتھ باہر رہتے تھے۔

عبادات وخصائل...... ابومعشر سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیب پر خز (سوت ریشم ملا ہوا کپڑا) دیکھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو دیکھا کہ ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدے کا نشان نہ تھا۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے (ہاں) اسے بہتر طریقے سے کترواتے تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سعید بن مسیب خضاب نہیں لگاتے تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگتے تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو سفید سر اور ڈاڑھی والا دیکھا

ربیعہ بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو دیکھا کہ ان پر بڑھاپے کی تبدیلی نہیں تھی۔

ابوالمقدام ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو دیکھا کہ جوتیاں پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمر سے جو کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جو انہیں دشوار ہوتی تو وہ کہتے کہ سعید بن المسیب سے پوچھو کیونکہ وہ صالحین کی محبت میں بیٹھتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے لوگوں کو اس حالت میں پایا کہ کتابوں سے ڈرتے تھے اس زمانے میں ہم لکھتے تھے تو سعید کے علم ورائے سے ہم بہت کچھ لکھ لیتے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن مسیّب جب کسی مدرسہ پر گزرتے گزرتے تھے تو بچوں کو دیکھ کر کہتے کہ ہمارے بعد یہی لوگ ہوں گے۔

ابن مسیّب کا بیماری میں ادائیگی نماز کا اہتمام...... عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب کو ان کی بیماری کے زمانے میں دیکھا کہ چت لیٹے نماز پڑھتے تھے اپنے سر سے سینے تک اشارہ کرتے اور سر تک کچھ نہیں اٹھاتے تھے۔ سعید نے کہا کہ جب مریض بیٹھنے پر قادر نہ ہو تو اشارہ کرے اور اپنے سر تک کچھ نہ اٹھائے۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں سعید بن مسیّب کے پاس گیا جو سخت بیمار تھے۔ چت لیٹ کر اشارہ سے ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے انہیں قرآن مجید کی سورۃ والشّمس وضحیٰ پڑھتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے مروی ہے کہ میں ایک جنازہ میں سعید بن مسیّب کے ساتھ تھا ایک شخص نے کہا کہ

اس کیلئے استغفار کرو انہوں نے کہا کہ ان کا رجز خوان کیا کہتا ہے میں نے تو اپنے متعلقین کو منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ ان کا رجز خواں ارجز پڑھے اور لوگ کہیں کہ سعید بن میسّب کی وفات ہوگئی۔ مجھے وہی کافی ہے جو میں اپنے پروردگار کے پاس لے جاؤں۔ میں نے اسے بھی منع کر دیا ہے کہ میرے ساتھ عود دان لے کر جائیں کیونکہ اگر میں پاک ہوں تو جو اللہ کے پاس ہے وہ میرے لئے ان کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

سعید بن میسّب سے (ایک دوسرے طریق سے بھی) اسی طرح مروی ہے۔

ابن مسیّب کی وصیت ...... سعید بن میسّب سے مروی ہے کہ جب میری وفات کا وقت آئے تو میں نے اپنے متعلقین کو تین باتوں کی وصیت کی ہے کہ میرے ساتھ رجز خواں نہ چلے نہ ہمراہ آگ ہو، اور تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے۔ کیونکہ اگر میرے پروردگار کے پاس میرے لئے خیر ہے تو وہ اس سے بہتر ہے جو تمہارے پاس ہے

ابی حازم سے مروی ہے کہ ابن میسّب نے مرض الموت میں کہا کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر پر نصب نہ کرنا مجھے سرخ چادر پر اٹھانا اور نہ میرے ساتھ آگ لے کر چلنا نہ کسی کو اطلاع کرنا مجھے وہی کافی ہے جو میرے پروردگار کے پاس مجھے پہنچادے اور نہ ان کا رجز خوان میرے ساتھ ہو۔

ابن مسیّب کے بستر کو قبلہ رخ کرنے کا واقع ...... عبدالرحمٰن بن الحارث المخزومی سے مروی ہے کہ سعید بن میسّب علیل ہوئے۔ بیماری بہت بڑھ گئی تو عبادت کے لئے نافع بن جبیر آئے ان پر بیہوشی طاری ہوگئی تو نافع بن جبیر بن مطعم نے کہا کہ ان کا بستر قبلے کی رخ کر دو۔ جب افاقہ ہوگیا تو کہا کہ تمہیں کس نے حکم دیا کہ میرا بستر قبلہ کی طرف پلٹ دو۔ نافع بن جبیر نے تمہیں حکم دیا نافع نے کہا کہ جی ہاں سعید نے کہا کہ اگر میں قبلہ والی ملت پر نہ ہوا تو میرے بستر کو پھیرنا مفید نہ ہوگا۔

نافع بن جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ سعید بن میسّب کے پاس گیا جو اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے میں نے ان کے بیٹے سے کہا کہ ان کا بستر پلٹ دو اور انہیں قبلہ رخ کر دو۔ سعید نے کہا کہ ایسا نہ کرو میں اسی پر پیدا ہوا اسی پر مروں گا اور انشاء اللہ اسی پر اٹھایا جاؤں گا۔

مغیر بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ سعید بن میسّب کے پاس گئے ان پر غشی طاری تھی۔ انہیں قبلہ رخ کر دیا گیا۔ جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ یہ کس نے کیا کیا میں مرد مسلم نہیں ہوں جہاں کہیں ہوں میرا رخ اللہ ہی کی طرف ہے۔

محمد بن سعید سے مروی ہے کہ سعید بن میسّب وفات کے وقت سخت بیمار ہو گئے تو انہیں قبلہ کی طرف پھیر دیا گیا۔ جب افاقہ ہوا تو پوچھا کہ میرا بستر کس نے پلٹا؟ قوم خاموش رہی۔ انہوں نے کہا کہ یہ فعل نافع بن جبیر کا ہے کیا میں اسلام پر نہیں ہوں جہاں کہیں ہوں؟

اعلان کرنے سے ممانعت ...... زرعہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن میسّب کی وفات ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا۔ کہتے تھے کہ اے زرعہ میں تمہیں اپنے بیٹے محمد پر گواہ بناتا ہوں کہ وہ کسی کو میری اطلاع نہ کریں۔ مجھے وہی چار آدمی کافی ہیں جو مجھے اٹھا کر رب تک لے جائیں اور نہ میرے ساتھ کوئی بلند آواز سے رونے

والی ہو جو میرے بارے میں وہ (صفات) بیان کرے جو مجھ میں نہیں ہیں۔

ترکہ...... یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب سعید بن میبّب کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے چند دینار چھوڑے اور کہا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ میں نے صرف اس لئے چھوڑے ہیں کہ میں ان کے ذریعے اپنا دین اور اپنا حسب ونسب محفوظ کروں۔

ابن میبّب کی وفات...... عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ جس روز سعید بن میبّب کی وفات ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا میں نے ان کی قبر کو دیکھا کہ ان کی قبر پر پانی چھڑکا گیا تھا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سعید بن میبّب کی وفات مدینہ منورہ میں ۹۴ھ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ وہ ۷۵ پچھتر سال کے تھے۔ جس سال سعید کی وفات ہوئی اس سال بکثرت فقہا نے انتقال کیا۔ اس وجہ سے اسے سنۃ الفقہا کہا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ سعید بن میبّب جامع، ثقہ کثیر الحدیث، ثبت یعنی مستقل مزاج یا قبل وثوق فقیہ مامون یعنی جن پر اعتماد تھا کہ جو کچھ فرمائیں گے صحیح فرمائیں گے متقی، عالی مرتبہ و بلند پایہ شخص تھے۔

عبداللہ بن مطیع...... ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی الخیار تھیں۔ ابی الخیار کا نام عبد یالیل بن عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھا۔

اولاد کی تفصیل...... عبداللہ بن مطیع کے ہاں اسحاق پیدا ہوئے جن کا کوئی پسماندہ نہ تھا۔ اور یعقوب دونوں کی والدہ ریطہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

محمد و عمران ان کی والدہ ام عبدالملک بنت عبداللہ بن خالد بن اسید ابن ابی العیص بن امیہ تھیں۔

ابراہیم و بریہہ کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسماعیل وزکریا کی والدہ ام ولد تھیں۔

فاطمہ کی والدہ ام الحکیم بنت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب تھیں۔

ام سلمہ وام ہشام ان کی والدہ دختر خراش بن امیہ بن ربیعہ بن الفضل بن منقذ ابن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن خذاعہ تھیں۔

بُئیر ابن مطیع...... عبداللہ بن مطیع رسول اکرم ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے سقیاء اور ابواء کے درمیان ان کی زمینیں اور ایک کنواں تھا جو بُئیر ابن مطیع کے نام سے مشہور تھا لوگ وہاں اترتے تھے۔

بیعت نہ کرنے والے کے بارے میں روایت...... امیہ بن محمد بن عبداللہ بن مطیع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع نے فتنہ یزید بن معاویہ کے زمانے میں مدینہ سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ عبداللہ بن عمر نے سنا تو

ان کی جانب نکلے ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے کہاں کا ارادہ ہے۔انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کو اطاعت کا عہد کبھی نہ دوں گا۔انہوں نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹا ایسا نہ کرنا کیونکہ میں شاید ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص اس حالت پر مرجائے کہ بیعت نہ کی ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

کنویں کا میٹھا ہونا ......ابی عون سے مروی ہے کہ جب حسین بن علی مکہ مکرمہ کا ارادہ کر کے مدینہ سے نکلے تو ابن مطیع پر گزرے وہ اپنا کنواں کھود رہے تھے۔انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں قصد کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ مکہ کا ارادہ ہے۔مزید بیان کہ وہاں جوان کے شیعہ ہیں انہوں نے لکھا ہے (اور بلایا ہے) ابن مطیع نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اپنی زات سے ہمیں مستفیذ کیجئے اور ان لوگوں کے پاس نہ جایئے۔حسین نے انکار کیا لیکن ابن مطیع نے کہا کہ میں نے یہ کنواں کھودا آج ہی دن ہے کہ ڈول میں کچھ پانی نکلے گا۔اگر اس میں ہمارے لئے اللہ سے برکت کی دعا کر دیتے (تو بہتر ہوتا) انہوں نے کہا کہ اس کا پانی لاؤ۔ڈول میں اس کا پانی لایا گیا۔انہوں نے اس سے کلی کی اور اسے کنویں میں ڈال دیا۔وہ میٹھا ہو گیا۔اور بہت پانی ہو گیا۔

حسین کو اپنے تخت پر بٹھانا ......عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ حسین بن علی ابن مطیع کے پاس سے گزرے۔وہ اپنے کنویں پر تھے جس کو انہوں نے کھودا تھا۔حسین اپنی سواری سے اترے تو ابن مطیع نے اٹھا لیا اور اپنے تخت پر بٹھا دیا۔پھر کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اپنے آپ کو ہمیں لوگوں میں رکھئے۔کیونکہ اللہ کی قسم اگر وہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے تو یہ قوم ہم لوگوں کو ضرور غلام بنا لے گی۔

یزید کا لشکر کشی کرنا ......اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایام حرہ میں جب یزید بن معاویہ نے ارادہ کر لیا کہ مدینہ پر لشکر کشی کرے گا تو عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے اس سے ان لوگوں کے بارے میں گفتگو کی اور اسے ان لوگوں پر نرم کیا اور کہا کہ تو ان لوگوں کے سبب سے اپنے آپ ہی قتل کر لے گا۔

یزید نے کہا کہ میں پہلا لشکر بھیجوں گا اور حکم دوں گا کہ وہ مدینہ سے گزرتے ہوئے ابن الزبیر کی جانب جائیں کیونکہ انہوں نے ہمارے لئے جنگ قائم کی ہے۔اہل لشکر مدینہ منورہ کو راستہ بنائیں مگر اہل مدینہ سے قتال نہ کریں، اگر اہل مدینہ فرمانبرداری کا اقرار کر لیں تو انہیں چھوڑ دیں اور ابن الزبیر کی طرف بڑھ جائیں اور اگر وہ لوگ اقرار سے انکار کریں تو ان سے قتال کریں۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ میں اسے بہت بڑی گنجائش سمجھا اور قریش کے ان تینوں حضرات عبداللہ بن مطیع وابراہیم بن نعیم النحام وعبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن ربیعہ کو کہ اہل مدینہ نے اپنا معاملہ ان کے سپرد کر دیا تھا لکھ کر ان لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی اور کہا کہ جو گزرے اس کا استقبال کرو۔سلامت وامن غنیمت جانو اور اس کے لشکر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ اپنے پاس سے گزر جانے دو تینوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ لشکر کبھی ہمارے پاس داخل نہ ہونے پائے گا۔

سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے ایام حرہ میں اپنا معاملہ عبداللہ بن مطیع کے سپرد کر دیا تھا وہی اس کے منتظم تھے۔

بے پایاں شہرت...... اسماعیل بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ قریش نے باہم رشک کیا کہ وہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنائیں اس زمانے میں عبداللہ بن مطیع وابراہیم بن نعیم و محمد بن ابی جہم وعبدالرحمن بن عبداللہ ابی ربیعہ تھے کہ عمر میں بھی اور شرف میں بھی بے پایاں شہرت رکھتے تھے۔

منبر پر تقریر...... اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جس نے عبداللہ بن مطیع کو اس وقت منبر پر دیکھا کہ یزید کے مخبر خیض میں تھے اور لشکر ذی خشب میں انہوں نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ اے لوگو تم پر اللہ سے تقویٰ اور اس کے کام میں کوشش لازم ہے بزدلی اور آپس کی نزاع واختلاف سے بچو موت کے لئے تیار رہو اللہ کی قسم نہ اس سے کوئی نقصان ہے نہ بھاگنے کی جگہ آدمی کا مقابلے پر بہ نیت ثواب قتل ہونا اس سے ضرور بہتر ہے کہ وہ پشت پھیرتے ہوئے قتل کیا جائے اور اس کی گردن پکڑی جائے یہ گمان نہ کرو کہ اس قوم کے پاس زندگی ہے لہٰذا ان کے لئے اپنی جانیں خرچ کرو کیونکہ وہ لوگ بھی موت کو ایسا ہی ناپسند کرتے ہیں جیسا کہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔

عیسیٰ بن طلحہ سے روی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مطیع سے کہا کہ یوم الحرہ میں تم نے کیونکر نجات پائی حالانکہ تم نے اہل شام کا جو غلبہ دیکھا دیکھا وہ دیکھا عبداللہ نے کہا کہ ہم دیکھتے تھے کہ اگر وہ لوگ ایک مہینے قیام کریں تب بھی ہم میں سے کسی کو قتل نہ کر سکیں گے جب ہمارے ساتھ جو کیا گیا وہ کیا گیا۔ خدا نے انہیں ہم پر غالب کر دیا اور لوگ بھاگے تو مجھے حارث بن ہشام کا شعر یاد آیا۔

وہ علمت انی ان اقاتل واحدا
مجھے معلوم ہو گیا کہ اگر میں تنہا قتال کیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا

اقتل ولا یضر وعددی امشھدر
اور میرا موجود ہونا میرے دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچائے گا۔

یوم الحرہ کے کچھ اقوال...... میں چھپ گیا اور ابن زبیر سے جا ملا میں مکمل طور پر تعجب کرتا تھا کہ ابن زبیر کے پاس وہ لوگ تین مہینے تک کیوں نہیں پہنچے حالانکہ ان پر راستے بند کر دیئے تھے اور منجنیق نصب کر دی تھی ان کے متعلق ان لوگوں نے مختلف عمل کئے تھے۔ ابن زبیر کے ساتھ اس وقت خوارج کے ایک گروہ اور ایک دوسری مختلف جماعت کے علاوہ کوئی دوسرا دفاع کرنے والا نہ تھا۔ یوم الحرہ میں ہمارے ساتھ دو ہزار آدمی دفاع کرنے والے تھے مگر اہل شام کو ایک دن سے زیادہ نہ روک سکے۔

عیسیٰ بن طلحہ کہتے تھے کہ عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن مطیع کا ذکر کیا کہ یوم الحرہ میں مسلم بن عقبہ سے بچ کر مکہ میں ابن زبیر سے مل گئے پھر عراق بھاگے۔ حالانکہ ہر سمت انہوں نے ہم پر بہت زیادتی کی ہے۔ لیکن میری رائے ان سے اور اپنی قوم کے دوسروں سے معاف کرنا ہے۔ ان لوگوں کے قتل سے (گویا) میں اپنے آپ کو

ہی قتل کروں گا۔

ابن زبیر کے اقدامات ...... عامر بن عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مطیع عبداللہ بن زبیر کے تمام معاملات میں ان کے ساتھ تھے۔ جب ۶۴ھ سے لوٹے اور ۶۵ھ شروع ہو گیا تو اہل مکہ نے عبداللہ بن زبیر سے بیعت کر لی۔ سب سے ان سے بیعت کرنے والے عبداللہ بن مطیع اور عبداللہ بن صفوان اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عبید بن عمیر تھے۔

تمام لوگ اور عبداللہ بن مطیع کو کوفہ اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو گورنر بصرہ بنایا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ مختار نے ابن ابی عبید سے عراق کی جانب عبداللہ بن الزبیر سے بغاوت کرنے پر اصرار کیا۔ اس نے اسے اجازت دے دی۔ ابن الزبیر نے ابن مطیع کو فہ آیا تو ابن مطیع کے پاس آمد ورفت شروع کی اس نے ابن زبیر کی خیر خواہی بیان کی مگر خفیہ طور پر ان کی برائی کے درپے ہوا۔ اور ابن الحنفیہ کی جانب دعوت بیعت دی لوگوں کو ابن مطیع کے خلاف برانگیختہ کیا اور ایک جماعت بنا کر روانہ ہوا۔ معاملہ اس قدر بڑھ گیا کہ اس کے لشکر نے ابن مطیع کے لشکر پر حملہ کر دیا اور لوگوں کو ہلاک کیا اور ابن مطیع بھاگ گئے۔

ابن مطیر ابن زبیر کے پاس ...... محمد بن یعقوب بن عتبہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ کوفے پر مختار کی نیت خراب ہو گئی تو اس نے ایاس بن المضارب العجلی کو جو ابن مطیع کے شحنہ تھے اس کی جانب بھیجا۔ انہوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور محل کو لائے راستے میں شیعہ اور موالی مل گئے ان لوگوں نے اسے چھڑا لیا اور ایاس بن المضارب قتل کر دئے گئے اور ان کے ساتھی بھاگ گئے۔

ابن مطیع نے راشد بن ایاس بن المضارب کو شحنہ بنایا مختار نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو حبشیہ کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا اس نے انہیں قتل کر دیا اور راشد کا سر مختار کے پاس لایا پھر جب عبداللہ بن مطیع نے دیکھا کہ تو انہوں نے اس شرط پر اپنی جان و مال پر امان طلب کی کہ وہ ابن زبیر کے پاس چلے جائیں گے مختار نے انہیں پناہ دے دی وہ ابن زبیر کے پاس چلے گئے۔

ام بکر بنت المسور سے مروی ہے کہ ابن مطیع امان لئے بغیر بھاگے مختار نے انہیں تلاش نہیں کیا اور کہا کہ میں تو ابن زبیر کا فرمانبردار ہوں ابن مطیع کیوں چلے گئے

عمر بن سعد کا قتل ...... ریاح بن مسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن مطیع نے عمر بن سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ تم نے ہمدان اور رے کو اپنے چچا کے بیٹے کے قتل پر اختیار کر لیا۔ عمر نے کہا کہ وہ ایسے معاملات ہیں جن کا فیصلہ آسمان سے ہو چکا تھا۔ میں نے جنگ سے پہلے اپنے چچا کے بیٹے سے عذر کیا مگر انہوں نے نہ ماننا تھا نہ مانا جب ابن مطیع نکلے اور مختار سے بھاگے تو مختار اپنے ساتھیوں کو عمر بن سعد کے مکان پر لے گیا اور انہیں ان کے مکان پر قتل کر دیا اور ان کے بیٹے کو بھی بہت برے طریقے سے قتل کیا۔

ابن مطیع سے متعلق شکایات ...... عبداللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابن مطیع

کوفہ سے نکلے تو ان کے پیچھے مختار نے عبداللہ بن زبیر کے نام خط بھیجا جس میں اس نے ابن مطیع کی شکایت کی انہیں بزدل بنایا اور کہا کہ میں ابن زبیر کا فرمانبردار بن کر کوفہ آیا یہاں عبداللہ بن مطیع کو بنی معاویہ کے معاملے میں چشم پوشی کرنے والا پایا آپ کی بیعت کا بوجھ اپنی گردن پر لینے کے بعد مجھے اس کی گنجائش نہ تھی کہ میں انہیں اس حالت پر برقرار رکھتا وہ کوفہ سے چلے گئے اور میں اپنی جانب سے آپ کی فرمانبرداری پر ہوں۔

ابن مطیع ابن زبیر کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو اس کے خلاف خبر دی کہ وہ ابن الحنفیہ کی بیعت کی دعوت دیتا ہے مگر ابن زبیر نے ان کی بات نہیں مانی اور مختار کو خط لکھا کہ میرے پاس بکثرت تمہارے خلاف یہ بیان کیا گیا کہ میں نے گمان کیا کہ تم اس سے بری ہو لیکن قلب کے لئے ضروری ہے کہ لوگ جو کچھ کہیں وہ اس میں واقع ہو جائے تم نے جب اپنی بہترین رائے کی طرف رجوع کیا تو ہم تم سے قبول کرتے ہیں اور تمہاری تصدیق کرتے ہیں ابن زبیر نے اسے کوفہ پر گورنر مقرر کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد عبداللہ بن مطیع مکے میں عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مقیم رہے یہاں تک کہ ان کی وفات عبداللہ بن زبیر کے قتل سے کچھ پہلے ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن مطیع ...... ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ ام کلثوم بنت معاویہ بن عروہ بن صخر بن یعمر بن نفاثہ بن عدی ابن الدیل بن بکر تھیں۔

عبدالرحمٰن بن مطیع کے ہاں ہشام پیدا ہوئے جن کا عورتوں کے علاوہ کوئی پس ماندہ نہ تھا۔ اور محمد اکبر و مطیع و عبدالملک و محمد اصغر ان سب کی والدہ ام سلمہ بنت مسعود بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ تھیں۔

عبدالرحمٰن بن مطیع کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

ان کے بھائی سلیمان بن مطیع ...... ابن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ ام ہشام آمنہ بنت ابی الخیار تھیں ابی الخیار کا نام عبد یا لیل بن عبد مناف بن عامر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث تھا۔

اولاد ...... سلیمان بن مطیع کے ہاں محمد پیدا ہوئے ان کی والدہ بنی نصر میں سے تھیں

قتل ...... سلیمان بن مطیع یوم الجمل میں قتل ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن سعید ...... ابن یربوع بن عنکشہ بن عامر بن مخزوم ان کی والدہ ام عبید اروی بنت عرکی بن عمرو بن قیس بن سوید بن عمرو بنی عد میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعید کے ہاں عثمان بن ابوبکر و سعید و عمر پیدا ہوئے ان کی والدہ ربیعہ بنت یزید بن عبداللہ

ابن عمرو بن حبیب بن عتاب بن رئاب بنی عبس میں سے تھیں۔

مختصر احوال...... عباس و خالد و یحییٰ ان کی والدہ ام الحکم بنت بلعا بن نہیک بن معاویہ ابن الوحید بنی عامر کی تھیں۔

عکرمہ ان کی والدہ ام الفضل بنت عکرمہ بن ربیعہ بنی ہلال میں سے تھیں۔

محمد جو ام ولد سے پیدا ہوئے تھے ام حکیم کی والدہ عاتکہ بنت سعد بن الاعشی خزاعہ کے بنی المصطلق میں سے تھیں۔

عبدالرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی ۱۰۹ھ میں بعمر اسی سال وفات ہوئی۔ حدیث میں ثقہ تھے۔

عمرو بن عثمان...... ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو حمہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوئی ابن عامر بن غنم بن دیمان بن منہب بن دوس تھیں۔

اولاد...... عمرو بن عثمان کے ہاں عثمان پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے اور خالد دونوں کی والدہ رملہ بنت معاویہ بن ابی سفیان بن امیہ تھیں۔

عبداللہ اکبر بن عمرو جو المطرف تھے انکی والدہ حفصہ بنت عبداللہ بن عمر بن خطاب تھیں۔

عثمان اصغر بن عمرو ان کی والدہ بنت عمارہ بن الحارث بن عوف بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں۔

عمر بن عمرو مغیرہ ابو بکر و عبداللہ اصغر اور ولید کئی ام ولد سے تھے۔

عائشہ و ام سعید ایک ام ولد سے تھیں۔

عمرہ نے اپنے والد اور اسامہ بن زید سے روایت کی ہے ثقہ تھے اور ان کی احادیث ہیں۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے جن فرزندان صحابہ کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا ان میں سے عمرو بن عثمان بن عفان میں سے تھے۔

عمر بن عثمان...... ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حمہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد ع بن ثعلبہ بن لوئی بن عامر بن غنم بن دہمان بن منہب بن دوس تھیں۔

مختصر احوال...... مر بن عثمان کے ہاں زید و عاصم ام ولد سے پیدا ہوئے۔

عمر بن عثمان نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے۔ ان سے زہری نے روایت کی ہے مدینہ منورہ میں ان کا مکان تھا۔ قلیل الحدیث تھے۔

ابان بن عثمان...... ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن امیہ بن عبد شمس ان کی والدہ ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حممہ بن الحارث بن رفاعہ بن سعد بن ثعلبہ بن لوئی بن عامر ابن غنم بن دہمان بن منہیب بن دوس تھیں۔

ابان بن عثمان کے ہاں سعید پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی ان کی والدہ بنت عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عمرو و عبدالرحمٰن وام سعید صغریٰ ام ولد سے تھیں۔

مدینہ منورہ کا گورنر بننا...... محمد بن عمر نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی کہ یحییٰ بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ عبدالملک بن مروان کی جانب سے مدینہ منورہ کے گورنر تھے ان میں حماقت تھی عبدالملک کے پاس بطور وفد کے عبدالملک کی بغیر اجازت گئے۔ عبدالملک نے کہا کہ تمہیں میری اجازت کے بغیر میرے پاس کیا چیز لائی تم نے مدینہ پر کس کو عامل بنایا انہوں نے کہا کہ ابان بن عثمان بن عفان کو اس نے کہا کہ لامحالہ تم وہاں واپس نہ جاؤ عبد الملک بن مروان نے ابان بن عثمان بن عفان کو مدینے پر برقرار رکھا اور انہیں ان کی عمل داری کے متعلق لکھ دیا۔

وفات اور بعد میں آنے والے گورنر...... ابان نے عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کو قضاء سے معزول کر دیا اور نوفل بن مساحق کو قاضی بنایا۔ ابان کی ولایت مدینے پر سات سال تک رہی اسی میں دو سال انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ انہیں کی ولایت کے زمانے میں جابر بن عبداللہ اور محمد ابن الحنفیہ کی وفات ہوئی۔ گورنر کی حیثیت سے ان دونوں پر نماز پڑھی۔ اس کے بعد عبدالملک بن مروان نے ابان کو مدینہ سے معزول کر دیا اور ہشام بن اسماعیل کو اس کا گورنر بنایا۔

برص کی بیماری...... خارجہ بن الحارث سے مروی ہے کہ ابان کے برص کی بیماری ہاتھ میں جس جگہ داغ تھے اسے رنگتے تھے چہرے کے داغ نہیں رنگتے تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ان میں شدت سے بہرہ پن تھا۔

دیگر ظاہری علامتیں...... بلال بن ابی مسلم سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کی آنکھوں کے درمیان تھوڑا سا سجدے کا نشان دیکھا۔

داؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم الحکمی سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ داڑھی زرد رنگتے تھے۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی مہندی سے زرد رنگتے تھے

ایک اہم وظیفہ...... حجاج بن فرافصہ نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ میں ابان بن عثمان کے پاس گیا ابان نے کہا کہ جس نے صبح کے وقت **لاالہ الا اللہ العظیم سبحان اللہ العظیم و بحمدہ لاحول ولاقوۃ الا با** ا کہا تو وہ اس روز ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ اس زمانے میں ابان جس روز میں اس میں مبتلا ہوا اس روز میں نے

اسے نہیں کہا تھا۔

وفات...... محمد بن عمر نے کہا کہ ابان اپنی وفات سے ایک سال قبل فالج میں مبتلا ہوئے کہا جاتا ہے کہ ابا کو مدینہ مین فالج کی شدت کی وجہ سے فالج ہوا وفات مدینے میں یزید بن عبدالملک کے زمانے میں ہوئی ابان نے اپنے والد سے روایت کی ہے ثقہ تھے اور ان کی احادیث ہیں۔

سعید بن عثمان...... ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف ان کی والدہ فاطمہؓ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ تھیں اور اسماء کی والدہ اروٰی بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔ اروٰی کی والدہ رقیہ بنت الحارث ابن عبید بن عمر بن مخزوم تھیں اور رقیہ کی والدہ رقیہ بنت اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں رقیہ کی والدہ خالدہ بنت ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد۔۔۔سعید بن عثمان کے ہاں محمد پیدا ہوئے ان کی والدہ رملہ بنت ابی سفیان ابن حرب بن امیہ تھیں۔ وہ قلیل الحدیث تھے۔

حمید بن عبدالرحمٰن...... ابن عوف بن عبد عوف بن الحارث بن زہرہ بن کلاب ان کی والدہ ام کلثوم بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ **اولاد**
سعید بن عثمان کے ہاں محمد پیدا ہوئے ان کی والدہ رملہ بنت ابی سفیان ابن حرب بن امیہ تھیں وہ قلیل الحدیث تھے۔

حمید بن عبدالرحمٰن...... ابن عوف بن عبد عوف بن الحارث بن زہرہ بن کلاب ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں

ام کلثوم کی والدہ اروٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف ابن قصی اور اروٰی کی والدہ ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد ابن قصی تھیں۔ ام حکیم البیضاء کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم اور فاطمہ کی والدہ صخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم تھیں۔ صخرہ کی والدہ تخمر بنت عبد بن قیس بن کلاب اور تخمر کی والدہ سلمٰی بنت عامرہ بن عمیرہ بن ودیعہ بن الحارث بن فہر تھیں۔

اولاد کی تفصیل...... حمید بن عبدالرحمٰن کے ہاں ابراہیم پیدا ہوئے جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور مغیرہ وحبانہ کبریٰ وام کلثوم ام حکیم ان سب کی والدہ جویریہ بنت ابی عمرو بن عدی بن علاج بن ابی سلمہ الثقفی تھیں جو ان لوگوں کے حلیف تھے۔

عبداللہ پیدا ہوئے ان کی والدہ قریبہ بنت محمد بن عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمرؓ بن مخزوم تھیں۔

عبداللہ اصغر و بلال وعونہ وحکیمہ صغریٰ و بریکہ ایک ام ولد سے تھیں۔

افطاری میں تاخیر سے متعلق ایک روایت ......عبدالملک ایک ام ولد سے تھے اور عبدالرحمٰن بن حمید دوسری ام ولد سے تھے۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ میں نے رمضان میں عمرو عثمان کو دیکھا کہ رات کی تاریکی کو دیکھتے تو مغرب کی نماز پڑھتے اس کے بعد افطار کرتے۔

حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عمرو عثمان رمضان میں مغرب کی نماز پڑھتے انہوں نے "میں نے دیکھا" نہیں کہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں ہمارے نزدیک مالک کی حدیث زیادہ ثابت ہے۔

حمید نے عمر کو نہ دیکھا نہ ان سے کچھ سنا شاید انہوں نے عثمان سے سنا ہو اس لئے کہ وہ ان کے ماموں تھے وہ ان کے پاس اسی طرح آتے جاتے جس طرح ان کے چھوٹے بڑے لڑکے ان کے پاس آتے جاتے تھے۔انہوں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور معاویہ بن ابی سفیان اور ابو ہریرہ اور نعمان ابن بشیر سے روایت کی ہے اور ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ تھیں۔ثقہ وعالم وکثیر الحدیث تھے۔

انتقال ......حمید بن عبدالرحمٰن کی وفات تہتر سال کی عمر میں ۹۵ھ میں مدینہ میں ہوئی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ ان کی وفات ۱۰۵ھ میں ہوئی یہ غلط وخطا ہے اور ممکن نہیں کہ اس طرح ہو نہ ان کی عمر کے حساب سے اور نہ ان کی روایات کے حساب سے ۹۵ھ زیادہ صحیح ہے۔واللہ اعلم

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ......ابن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب ابوسلمہ ہی عبداللہ اصغر تھے ان کی والدہ تماضر بنت الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب بن ہبل قضاعہ کی شاخ کلب میں سے تھیں وہ پہلی کلبیہ تھیں جن سے قرشی نے نکاح کیا۔

اولاد ......ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے ہاں سلمہ پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی اور تماضر پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن وحسین وابوبکر وعبدالجبار وعبدالعزیز و نائلہ وسالمہ ان سب کی والدہ ام حسن بنت سعد بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب کلب قضاعہ میں سے تھیں۔

عبدالملک وام کلثوم صغریٰ کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام کلثوم کبریٰ جن سے بشیر بن مروان نے نکاح کیا اور ان سے ان کے ہاں اولاد ہوئی ام کلثوم کی والدہ ام عثمان بنت عبداللہ بن عوف تھیں۔

ام عبداللہ وتماضر صغریٰ واسماء ان کی والدہ بریہہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مکمل بن عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

عمر بن ابی سلمہ جن کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ جب پہلی مرتبہ معاویہ کے گورنر ابی سفیان کی طرف سے قاضی مدینہ ہوکر آئے تو انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کو مدینہ کا قاضی بنایا سعید بن العاص معزول کردیئے گئے اور مروان دوبارہ مدینہ کا گورنر ہوا تو اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو قضاء سے معزول کردیا اوران کے بھائی مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف کو شحنہ اور قضاء کا حاکم بنایا۔

محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب سے مروی ہے کہ بشیر بن مروان کی امارت کے زمانے میں ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن ہم لوگوں کے پاس بصرہ آئے خوبصورت آدمی تھے چہرہ گویا ہرقلی دینار تھا۔

شعبی سے مروی ہے ک کوفے میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ہمارے پاس آئے میرے اور ابو بردہ کے درمیان چلنے لگے تو ہم نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے شہر میں جن لوگوں کو چھوڑا ان میں سب سے زیادہ فقیہ کون ہے۔انہوں نے کہا کہ جو شخص تم دونوں کے درمیان ہے۔

یونس بن یوسف سے مروی ہے کہ ابوسلمہ نے مقام حرج میں ایک بلی خریدی حالانکہ احرام کی حالت میں تھے۔بعد کو اسے ذبح کرڈالا سعید بن مسیّب کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ وہ چھوٹے ہیں بڑے ان سے زیادہ فقیہ ہیں۔

خضاب لگانا...... ابی اسلمہ سے مروی ہے کہ وہ مہندی اور نیل کا خضاب اتنا کرتے تھے کہ قائم رہتا تھا (یعنی بال سفید نہیں ہونے دیتے تھے)۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ وہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو اپنے سر اور ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب لگاتے دیکھتے تھے۔

ابراہیم بن سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو سیاہی سے خضاب کرتے دیکھا۔

معن بن عیسیٰ نے دوبارہ اسی حدیث کو اسی سند سے بیان کیا کہ انہوں نے ابوسلمہ کو وسمے کا خضاب کرتے دیکھا ان کا نام عبداللہ تھے۔

سعید بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ابوسلمہ وسمے کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوسلمہ پر زرد رنگ کے خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی چادر دیکھی۔

حضرت حسان کی شاعری کے متعلق...... ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے حسان بن ثابت کو ابوہریرہ کو گواہ بناتے ہوئے سنا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اے حسان رسول ﷺ

کو جواب دو اے اللہ روح القدس سے ان کی تائید کر ابو ہریرہ نے کہا کہ ہاں۔

حدیث میں مرتبہ...... محمد بن عمر نے کہا کہ ابوسلمہ نے اپنے والد (عبدالرحمٰن بن عوف) اور زید بن ثابت اور ابی قتادۃ اور جابر بن عبداللہ ابی ہریرہ اور ابن عمر اور عبداللہ ابن عمرو اور ابن عباس اور عائشہ اور ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ ثقہ اور فقیہ وکثیر الحدیث تھے۔

وفات...... ابوسلمہ کی وفات بہتر سال کی عمر میں ولید بن عبدالملک کی خلافت کے دور ۹۴ھ میں ہوئی۔ یہ ان لوگوں کے قول سے زیادہ ثابت ہے جو کہتے ہیں کہ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

مصعب بن عبدالرحمٰن...... ابن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ کنیت ابوزرارہ تھی ان کی والدہ ام حریث بہرا کے قیدیوں میں سے اور قضاعہ کے قبیلے میں سے تھیں۔

اولاد کی تفصیل...... مصعب بن عبدالرحمٰن کے ہاں زرارہ پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی اور عبدالرحمٰن ان دونوں کی والدہ لیلٰی بنت الاسود بن عوف ابن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

مصعب بن مصعب ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام الفضل ان کی والدہ ام سعید بنت المخارق بن عروہ تھیں۔

فاطمہ وام عون دونوں کی والدہ ام کلثوم بنت عبیداللہ بن شہاب بن عبداللہ ابن الحارث بن زہرہ تھیں۔

مدینہ منورہ کا گورنر بننا...... لوگوں نے بیان کیا کہ جب مروان بن حکم خلافت معاویہ کے زمانے میں دوبارہ مدینے کا گورنر ہوا تو اس نے مصعب بن عبدالرحمٰن کو شحنہ اور مدینہ کا قاضی بنایا جو مشکوک ہوتے وہ ان پر سخت تھا مدینے کے گورنر ہی قاضی کا انتخاب کرتے اور انہیں مقرر کرتے۔

عمرو کا گھیراؤ...... عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف عبداللہ ابن زبیر سے مل گئے اور انہی کے ساتھ رہے۔ عمرو بن زبیر جب عبداللہ بن زبیر سے جنگ کے ارادے سے مکہ آئے تو عبداللہ بن زبیر نے مصعب بن عبدالرحمٰن کو ایک جماعت کے ساتھ ان کی جانب روانہ کیا ان کے ساتھی ان سے جدا ہو گئے اور عمرو گرفتار ہو گئے یہ اس لئے ہوا کہ عمرو بھاگ کر ابن علقمہ کے مکان میں گھس گئے اسے بند کر لیا تو مصعب بن عبدالرحمٰن نے اسے گھیر لیا۔

شرجیل بن ابی عقون نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حصین ابن نمیر کی جنگ میں لوگوں کو اس حالت میں دیکھا کہ مسور نے وہ ہتھیار نکالے تھے جنہیں وہ مدینے سے لائے تھے ہم لوگ اس طرح قتال کر رہے تھے کہ مسور پر ان کے ہتھیار تھے اور مصعب بن عبدالرحمٰن لوگوں کو بہت سختی سے پشت کی طرف بڑھا رہے تھے۔

مطلوبہ کامیابی...... ابن نمیر کے ساتھیوں نے حملہ کر کے ہمیں دھکیل دیا تو مسور نے مصعب بن عبدالرحمٰن سے کہا کہ اے میرے ماموں کے بیٹے کیا تم اس غلبے کو نہیں دیکھتے جو ان لوگوں نے ہم پر حاصل کیا ہے؟ پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن تمہاری کیا رائے ہے جواب دیا کہ ہم لوگ رہائش گاہ میں چھپیں تو شاید اللہ ہمیں ان پر فتح دے اپنے ساتھ منتخب بہادروں کو لے لو۔

مصعب سو خوارج کے ساتھ ان لوگوں کے لئے کمین گاہ میں چھپے صبح کے وقت روانہ ہوئے ان لوگوں نے وہ کامیابی حاصل کی جو وہ لوگ حاصل کیا کرتے تھے۔ مصعب نے اپنے ساتھیوں سے ان کو گھیر لیا۔ ان میں سوائے ایک شخص کے جو بھاگ گیا تھا اور کوئی نہ بچا یہ خبر مسور کے پاس آئی تو وہ اس سے خوش ہوئے۔

مصعب کے لئے دعا...... ابی عون سے مروی ہے کہ میں مسور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے اس سے زائد صفوان کے متعلق نہ معلوم ہوا جو کہتے تھے کہ اے ابوعبدالرحمٰن اس قوم کے ساتھ جو ہم پر غالب تھے، مصعب نے پوچھا کہ کیا اس نے ہمیں خوش کر دیا مسور نے کہا کہ وہ سب کے سردار ہیں اے اللہ مصعب کو ہمارے لئے زندہ رکھ کیونکہ وہ ہمارے ساتھیوں میں سب سے زیادہ کافی اور سب سے زیادہ ہمارے دشمن ہلاک کرنے والے ہیں۔ پھر مسور نے کہا کہ وہ ویسے ہی ہیں۔

ابن مسعدہ کا زخمی ہونا...... یحییٰ بن عباد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حسین بن نمیر کی جنگ میں ایک روز اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ ابن نمیر نے ہماری جانب سے بہت سے ہتھیار والا لشکر تیار کیا جس میں عبداللہ بن مسعدہ الفزاری بھی تھا۔ ان لوگوں نے بہت بری اور نہایت خراب طریقے کی بات ہم سے حاصل کی۔

میں نے والد کو ان لوگوں پر غضبناک دیکھا انہوں نے کہا کہ جنگ میں یہ کون سا طریقہ ہے یہ تو عورتوں کا فعل ہے مصعب سے کہا کہ اے ابوزرارہ ہم لوگوں کے ساتھ حملہ کرو۔ مصعب نے اس طرح حملہ کیا گویا وہ حملہ آور اونٹ ہیں والد نے بھی حملہ کیا اور میں بھی ساتھ ہو گیا ایک جماعت ہمارا ارادہ کر کے آرہی تھی۔

میں نے تلواروں کو دیکھا کہ تھوڑی رکے رہیں آدمیوں کی کھوپڑیاں اور ان کے ہاتھ گویا گلڑیوں کے ٹکڑے تھے یہاں تک کہ ہم لوگ عبداللہ بن مسعدہ کے قریب پہنچ گئے مصعب نے اسے ایسی کاری ضرب ماری کہ تلوار اس کی زرہ کاٹ کر اس کی ران تک پہنچ گئی ابن ابی زراع نے اسے دوسری طرف سے تلوار ماری انہوں نے اس کے دوسرے مقام کو زخمی کر دیا۔

مجھے معلوم نہیں ہوا کہ ہم لوگوں نے اس کے بعد اسے اپنی جانب نکلتے دیکھا وہ زخمی ہو کر اپنے لشکر میں مقیم رہا یہاں تک کہ زخمی لوگ واپسی کے لئے پلٹے۔

مصعب کی ایک خصوصیت...... شرجیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم اوروں کے قتل کئے ہوئے لوگوں سے مصعب بن عبدالرحمٰن کے قتل کئے ہوئے لوگوں کو پہچان لیتے تھے یہ امتیاز مصعب کے جست و خیز سے قائم ہو جاتا تھا (جو بحالت مقابلہ ان سے نمایاں ہو جاتا) میں نے اس مقام کو دیکھا کہ جہاں اس روز ابن

مسعدۃ الفزاری کھڑا جنگ کررہا تھا۔ جب لوگ واپس ہوئے تو میں نے اہل شام کے مقتولین کو شمار کیا چودہ مقتول پائے۔ ان میں سات سو مصعب بن عبدالرحمٰن نے قتل کیا تھا جس کو ہم جستو خیز سے پہچان لیتے تھے۔ یہ ان کا اچھلنا کودنا تھا۔

ابن نمیر کے ساتھیوں کا طریقہ...... مسلمہ بن عبداللہ بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن زبیر اوران کے ساتھیوں نے حصین بن نمیر کے ساتھیوں میں بہت سے لوگوں کو قتل کردیا لیکن جیسے ہی ان کا کوئی مقتول ہوتا تھا وہ دفن کردیا جاتا تھا کوئی مقتول نہ نظر آتا تھا۔

راوی کہتے تھے کہ جس روز غلبہ ابن زبیر کو ہوا مصعب بن عبدالرحمٰن نکلے پانچ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا واپس آئے تو اس طرح تلوار خمیدہ تھی کہنے لگے۔

انا النور وھا بیضا ونصدرھا

ہم تلواروں کو سفید لے جاتے ہیں اور سرخ واپس لاتے ہیں

حمرا فیھا انحنائبعد تقویم

جن میں راستی کے بعد کجی پیدا ہو جاتی ہے۔

والد نے کہا کہ مصعب کی ایک ہی ضرب ایسی ہوتی تھی کہ مضروب کے خاندان میں یتیمی پیدا کردیتی تھی (یعنی جسے لگتی تھی قتل کردیتی تھی)۔

مسور اور مصعب کا انتقال...... شرجیل بن ابی عون نے والد سے روایت کی کہ جب مسور کے رخسار اور ان کی بائیں کنپٹی پر پتھر لگا تو ان پر غشی طاری ہوگئی ہم نے انہیں اٹھایا۔ ابن زبیر کو خبر ہوئی تو وہ بھی ہمارے پاس دوڑے ہوئے آئے اور ان کے اٹھانے والوں میں ہوگئے۔ مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبید بن عمیر نے بھی ہمیں پالیا۔ مسور مر گئے تو ان لوگوں نے ان کا انتظام کیا اور انہیں دفن کیا اس کے تھوڑے ہی زمانے کے بعد مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ہوگئی اور وہ حصین بن نمیر اب تک مکے میں ہی تھے۔

ابن زبیر کا بیعت کے لئے دعوت دینا...... مسور بن مخرمہ اور مصع بن عبدالرحمٰن کی وفات ہوگئی تو ابن زبیر نے اپنے لئے دعوت (بیعت ظاہر کی لوگوں نے ان سے بیعت کرلی اس سے قبل وہ لوگوں کو سمجھاتے تھے کہ خلافت لوگوں کے مشورے سے ہوگی۔ مسور ومصعب کی وفات سے قبل انکا اشعار **لا حکم الا اللہ** (سوائے اللہ کے کسی کی حکومت نہیں) تھا۔

مصعب بن عبدالرحمٰن کی وفات ۶۴ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

طلحہ بن عبداللہ...... ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ ان کی والدہ فاطمہ بنت مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں

اولاد کی تفصیل...... طلحہ بن عبداللہ کے ہاں محمد پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی اور عاتکہ اور طیبہ ان سب کی والدہ ام حسن بنت ابی اثیلہ حارث بن عباس بن جابر بن عمرو ابن حبیب بن عمرو بن شیبان بن المحارب بن فہر تھیں ابراہیم ان کی والدہ ام ابراہیم بنت المسور بن مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہر تھیں ام ابراہیم کی والدہ جویریہ بنت عبدالرحمٰن بن عوف تھیں۔

ام عبداللہ ان کی والدہ امتہ الرحمٰن بنت المسور بن مخرمہ تھیں۔

ابراہیم وام ابراہیم اپیہا و ربیحہ ان سب کی والدہ ہند بنت عبدالرحمٰن ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھیں۔

عبداللہ ان کی والدہ فاختہ بنت کلیب بن جزی بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل تھیں۔

عمران کی والدہ ام ولد تھیں اور ایک بیٹی تھیں جن سے مروان بن محمد بن الحکم نے اپنی خلافت سے پہلے نکاح کیا تھا۔ وہ انہیں کے پاس وفات پا گئیں۔

طلحہ بن عبداللہ بن عوف والی مدینہ تھے سعید بن مسیّب جب ان کا ذکر کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ہمارا کوئی گورنر ان جیسا نہ ہوا بڑے سخی و کریم تھے۔

فرزوق کے لئے انعام...... فرزوق شاعر مدینے میں آیا اس نے ان کی اور دوسرے قریش کی تعریف کی پہلے طلحہ سے ملاقات کی تو انہوں نے اسے ایک ہزار دینار دیئے پھر وہ دوسروں کے پاس آیا لوگ پوچھنے لگے کہ طلحہ نے اسے کتنا دیا کہا گیا کہ ایک ہزار وہ لوگ بھی اس سے کم دینا پسند نہ کرتے تھے فرزوق کی زبان پر وہ اعتراض کرتے تھے اور اسے برداشت کرتے جو اسے طلحہ نے دیا تھا کہا جاتا تھا کہ طلحہ نے لوگوں کو مصیبت میں ڈال دیا۔

سخاوت...... طلحہ کی یہ حالت تھی کہ جب انکے پاس مال ہوتا تو اپنے دونوں دروازے کھول دیتے تھے احباب و اغیار انہیں گھیر لیتے تھے۔ سب کو کھلاتے انعام دیتے اور سواری عطا کرتے جب ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو اپنے دروازے بند کر لیتے تھے ان کے پاس کوئی نہ آتا۔

بعض لوگوں نے کہا کہ دنیا میں آپ کے احباب سے زیادہ کوئی برا نہ ہوگا جب آپ کے پاس کچھ ہوتا ہے تو وہ لوگ آتے ہیں جب کچھ نہیں ہوتا تو نہیں آتے انہوں نے کہا کہ دنیا میں ان سے بہتر کوئی نہیں۔ اگر یہ لوگ ہمارے پاس تنگی کے وقت آتے تو ہم ارادہ کرتے کہ ان کے لئے تکلیف برداشت کریں جب وہ لوگ ہمارے پاس کچھ آنے تک رکے رہے تو یہ ان کی نیکی واحسان ہے۔

حدیث میں مرتبہ...... طلحہ نے اپنے چچا عبدالرحمٰن بن عوف اور ابی ہریرہ اور ابن عباس سے انا ہے ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

وفات۔ ۹۷ھ میں بعمر بہتر سال مدینے میں ان کی وفات ہوئی۔

موسیٰ بن طلحہ...... ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معید بن زرارہ بن عدس بن زید بن تمیم میں سے تھیں۔
قعقاع کو ان کی سخاوت کی وجہ سے ''تیار الفرات'' (دریائے فرات کا جاری کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

اولاد...... موسیٰ بن طلحہ کے ہاں عیسیٰ ومحمد پیدا ہوئے یہی محمد اس زمانے میں کوفے کے امیر تھے جب لوگ ابی فدیک خارجی کی جانب گئے تھے اور انہیں (محمد) کے لئے عبید اللہ بن شبل الجبلی نے کہا تھا

تباری ابن موسیٰ یا ابن موسیٰ ولم تکن
اے محمد بن موسیٰ تم (عمر) بن موسیٰ (بن عبید اللہ بن معمر) سے دوڑ کرتے ہو

یداک جمیعا تعد لان له یدا
حالانکہ تمارے دونوں ہاتھ مل کر بھی اس کے ایک ہاتھ کے برابر نہیں ہیں

ابراہیم بن موسیٰ و عائشہ جن سے عبد الملک بن مروان نے نکاح کیا اس سے ان کے ہاں بکار پیدا ہوئے پھر ان سے علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب نے نکاح کیا اور قریبہ بنت موسیٰ ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق تھیں۔
عمران بن موسیٰ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام جید تھا انہیں عمران کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے۔

ان یک یا جناح علی دین
اے جناح اگر مجھ پر کچھ قرض ہے تو عمران بن موسیٰ بھی قرض لیتے ہیں

نعمران بن موسیٰ یستدین
یعنی ان کے قرض لینے کے بعد میرا مقروض ہونا تعجب نہیں۔

مختار کے آنے پر ردعمل...... خالد بن زبیر سے مروی ہے کہ کذاب مختار بن عبید کوفہ آیا تو معززین بھاگ کر ہمارے پاس بصرہ آئے ان میں موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ بھی تھے لوگ ان کے زمانے میں سمجھتے تھے کہ وہی مہدی ہیں اور انہیں گھیر لیا میں بھی انہی میں سے تھا۔
موسیٰ بن طلحہ بہت دیر تک خاموش رہے بہت کم بولنے والے تھے بہت غم وفکر کرنے والے بوڑھے تھے انہی دنوں میں سے کسی دن انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ایسا فتنہ ہے جس کی انتہا ہے تو مجھے فلاں و فلاں چیز کے ہونے سے زیادہ پسند تھا۔

ہرج نامی فتنہ...... انہوں نے اسے بہت خطرناک بتایا ایک شخص نے پوچھا کہ اے ابو محمد وہ کیا چیز ہے جس سے آپ ڈرتے ہیں اور جو فتنہ سے بھی زیادہ شدید ہے انہوں نے کہا کہ میں ''حرج'' سے ڈرتا ہوں ہرج کیا ہے ہرج یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ بیان کرتے تھے کہ قیامت سے پہلے اس طور پر قتل ہوگا کہ لوگ کسی امام پر

متفق نہ ہوں گے حتیٰ کہ ان پر قیامت قائم ہو جائے گی ۔ ہرج ایسا ہی ہے اللہ کی قسم اگر وہ یہی ہے تو مجھے پسند ہے کہ میں کسی پہاڑی کی چوٹی پر ہوتا کہ نہ تمہاری آواز سنتا اور نہ تمہارے بعد کسی داعی کو لبیک کہتا یہاں تک کہ میرے پاس میرے رب کا داعی آجاتا۔

اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے پھر کہا کہ اللہ عمر بن عمر یا ابو عبد الرحمٰن پر رحمت کرے اللہ کی قسم میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اپنے اسی عہد پر ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ان سے لیا تھا کہ نہ فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان میں کوئی تبدیلی آئی اللہ کی قسم انہیں اپنے پہلے ہی فتنے میں نہ نکال سکے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ اپنے والد پر ان کے قتل کے بارے میں اعتراض کرنے والے ہیں۔

وفات...... لوگوں نے کہا کہ موسیٰ بن طلحہ نے کوفہ کی طرف منتقل ہو کر وہیں رہائش اختیار کر لی ۱۰۳ھ میں وفات ہوئی صقر بن عبد اللہ المزنی نے ان پر نماز پڑھی جو عمر بن ہبیرہ کی طرف سے کوفے کے عامل تھے فضل بن دکین نے کہا کہ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

عبادات وخصائل...... عمرو بن عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے مروی ہے کہ میں نے موسیٰ کو سیاہی خضاب کرتے دیکھا۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عیسیٰ و موسیٰ فرزندان طلحہ کی آستینوں کو دیکھا کہ چار انگل یا ایک بالشت ان کی انگلیوں سے بڑھ جاتی تھیں۔

عیسیٰ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے موسی بن طلحہ کے سر پر خز (سوت ریشم ملے ہوئے کپڑے) کی ٹوپی دیکھی۔

ابن زبیر الاسدی سے مروی ہے کہ موسی بن طلحہ نے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنی طرف والوں کو اور ان کے اہل بیعت کو ان کی کنیت ابو موسیٰ بیان کرتے دیکھا ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ۔۔۔ ابن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ان کی والدہ سعدی بنت عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ المری تھیں۔

اولاد...... عیسیٰ بن طلحہ کے ہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ عائشہ بنت جویر بن عبد اللہ الجبلی تھیں۔

محمد بن عیسیٰ جن کی والدہ ام خبیب بنت اسماء بن خارجہ بن حصن بن حذیفہ بن عبد بنی فزارہ میں سے تھیں۔

عیسیٰ بن عیسیٰ جن کی والدہ ام عیسیٰ بنت عیاض بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں۔

وفات۔۔۔عیسیٰ کی وفات عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔

حدیث میں مرتبہ.....ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن طلحہ.......ابن عبیداللہ جن کی والدہ ام عیسیٰ بنت عیاض بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ ابن خارجہ بن سنان بن ابی حارثۃ المری تھیں۔

یحییٰ بن طلحہ کے ہاں طلحہ پیدا ہوئے جن کی والدہ ام ابان وام اناس بنت ابی موسیٰ الاشعری تھیں یحییٰ بن طلحہ کے اخیانی بھائی عبداللہ بن اسحاق بن طلحہ تھے۔

اولاد.......ان کے ہاں اسحاق بن یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ حسنہ بنت زبار بن الابرد قبیلہ کلب کے مصاد بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم میں سے تھیں۔

سلمہ بن یحییٰ اور عیسی اور سالم اور بلال جن کی حزین الکنانی نے مدح کی ہے۔

بلال بن یحیی غرۃ لا خفابها

بلال بن یحییٰ پہلی رات کے چاند ہیں جس میں کوئی پوشیدگی نہیں

لکل اناس غرۃ و هلال

پہلی رات کا چاند سب کے لئے ہے

اور مجمع بن یحییٰ ومسلمہ وام محمد یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

ام حکیم وسعدیٰ جن سے سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور وہ بغیر اولاد ہوئے مر گئیں۔ اور فاطمہ ان سب کی والدہ اور سودۃ بنت عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی تھیں۔

یعقوب بن طلحہ.....ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ان کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

یعقوب بن طلحہ کے ہاں یوسف پیدا ہوئے جن کی والدہ ام حمید بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی تھیں ام حمید کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔

اولاد.....طلحہ ان کی والدہ ام الحلاس بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ تھیں۔

اسماعیل واسحاق دونوں اپنے والد کی زندگی ہی میں لاولد مر گئے اور ابو بکر تینوں کی والدہ جعدہ بنت الاشعث بن قیس الکندی تھیں۔

ان کے قتل پر اشعار...... یعقوب سخی وکریم تھے یوم الحرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں لشکر یزید کے ہاتھوں قتل ہوئے ان کے قتل اور اہل حرہ کی مصیبت کی خبر کوفے میں الکروس بن زید الطائی لائے۔اسی واقعہ کے متعلق عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے مندرجہ زیل شعر کہے

لعمری لقد جاء الکروس کاظما
میری جان کی قسم الکروس اس خبر پر صبر کرتے ہوئے
علی خبر للمسلمین و جمیع
جومسلمانوں کے لئے دردناک ہے
حدیث اتانی عن لوی بن غالب
لوئی بن غالب کی جانب سے میرے پاس
نمارقات لیل التمام ومرعی
ایسی خبر آئی کہ تمام رات میرے آنسو نہ تھمے
یخبر ان لم یبق الا ارامل
جو یہ خبر دیتے ہیں کہ سوائے بیوگان کے
ولاوم قد سال کل مریع
اور سوائے اس خون کے جو ہر سیلاب گاہ میں بہاہے کوئی نہ بچا
قروم تلاقت من قریش نانهلک
سرداران قریش نے مقابلہ کیا
باصهب من ماء السمام نقیع
اورانہیں زہروں کا سرخ ٹھنڈا پانی پلایا گیا
+فکم حول سلحمن عجور مصابه
کوہ سلع کے گرد کتنی ہی بوڑھیاں تھیں جو مصیبت زدہ تھیں
وابیض فیاض الیدین صریغ
اور کتنے ہی ہاتھوں کے فیاض گورے آدمی (مقتول) چت پڑے تھے۔
طلوع ثنایا البحد سام بطرفه
جو بزرگیوں کی گھاٹیوں پر ظاہر ہونے والے
قبیل تلاقیهم اشم منیع
اوراپنے خاندان کی وجہ سے بلند تھے جوان لوگوں کے مقابلے سے کچھ پہلے محفوظ سردار تھے۔
وذی سنة لم یبق للشمس قبلها
ایسے عمر رسیدہ کے آفتاب کے لئے ان کی (روشنی) کے سامنے کچھ باقی نہ رہا۔

رذی صغوة غض العظام رضیع
ایسے خردسال جن کی ہڈیاں بھی نرم تھیں اور دودھ پیتے بچے تھے۔
شباب کیعقوب بن طلحة اقضرت
یعقوب بن طلحہ جیسے جوانوں کے
مناذله من رومته و بقیع
رومہ اور بقیع کے مکانات ویران ہو گئے۔
نوا لله ماهذا بعیش فیشتهیٰ
واللہ نہ تو یہ عیش خوشگوار ہے جس کی خواہش کی جائے
هنیئی و لاموت یریح سریع
اور نہ فوراً آنے والی موت ہے جو راحت دے

ذکریا بن طلحہ...... ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔ ام کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی الحارث بن الخزرج کے انصار میں سے تھیں

اولاد...... ذکریا بن طلحہ کے ہاں یحییٰ وعبیداللہ پیدا ہوئے دونوں کی والدہ عیطل بنت خالد بن مالک بن اجش بن گوزین موالہ بن ہمام بن عنب بن القین بن مالک بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد تھے۔

ام اسماعیل وام یحییٰ ان کی والدہ ام اسحٰق بنت جبلہ بن الحارث کندہ میں سے تھیں ام ہارون جن کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسحاق بن طلحہ۔۔۔ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ان کی والدہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد...... اسحاقؒ بن طلحہ کے ہاعبداللہ ابوبکر جولا ولد مر گئے اور عبیداللہ پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ام اناس بنت ابی موسیٰ الاشعری تھیں۔

مصعب ایک ام ولد سے تھے معاویہ ایک ام ولد سے یعقوب ایک دوسری ام ولد سے اور حفصہ وام اسحاق دونوں ایک ام ولد سے تھیں۔

عمران بن طلحہ...... ابن عبید بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ان کی والدہ حمنہ بنت جحش بن راب بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھیں۔

اولاد...... عمران بن طلحہ کے ہاں عبداللہ واسحاق ومحمد وحمید پیدا ہوئے جنکی والدہ دختر اوفیٰ بن الحارث بن عوف بن

ابی حارثہ تھیں۔ان کی اولاد کی بھی اولاد تھی جو سب مرگئے عمران کی اولاد میں کوئی زندہ نہ رہا۔

محمد بن سعد......ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ان کی والدہ ماریہ بنت قیس بن معدی بن کرب بن ابی الکسیم بن السمط بن امری القیس بن عمرو بن معاویہ کندہ میں سے تھیں۔

اولاد......محمد بن سعد کے ہاں اسماعیل وابراہیم وعبداللہ کہ دونوں لا ولد مرگئے اور ام عبداللہ وعائشہ مختلف ام ولد سے پیدا ہوئیں۔

مختصر احوال......سعد بن سعد نے عثمان سے سنا ہے ثقہ تھے ان کی احادیث ہیں مگر بہت نہیں ہیں انہوں نے عبد الرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ہمراہ خروج کیا جنگ دیر الجماجم میں موجود تھے۔

قتل......لوگ حجاج بن یوسف کے پاس لائے تو اس نے انہیں قتل کر دیا۔

ابوبکر بن حصن بن عمر بن سعد سے مروی ہے کہ محمد بن سعد کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

عامر بن سعد......ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب ان کی والدہ ام عامر تھیں جن کا نام مکیتہ بنت عمرو بن کعب بن عمرو بن ذرعہ بن بہرا تھا وہ قضاعہ میں سے تھیں۔

اولاد......عامر بن سعد کے ہاں داؤد و یعقوب وعبداللہ پیدا ہوئے موخر الذکر دونوں کے پس ماندہ نہ تھے اور ام اسحاق وحفصہ وحمیدہ وام ہشام وام علی ان سب کی والدہ ام عبیداللہ بنت عبداللہ بن موہب بن رباح بن مالک بن غنم بن ناجیہ اشعرین میں سے تھیں عبداللہ بن موہب بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

وفات......محمد بن عمر نے کہا کہ عامر بن سعد کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی دوسری روایت میں ہے کہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی

حدیث میں مرتبہ......وہ کثیر الحدیث تھے۔

عمر بن سعد بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ ان کی والدہ ماریہ بنت قیس بن معدی بن کرب بن ابی الکسیم بن السمط بن امری القیس کندہ میں سے تھیں

اولاد......عمر بن سعد کے ہاں حفص وحفصہ پیدا ہوئیں۔جن کی والدہ ام حفص تھیں ان کا نام مریم بنت عامر بن ابی وقاص تھا۔

عبداللہ اکبر جن کی والدہ ام ولد تھیں ان کا نام سلمٰی تھا۔

عبدالرحمٰن اصغر و ام عمران دونوں کی والدہ ام یحییٰ بنت عبداللہ بن معدی بن کرب بن قیس بن معدی بن کرب کندہ میں سے تھیں۔

حمزہ و عبدالرحمٰن و محمد و مغیرہ جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور حمزہ و اصغران سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمد اصغر و مغیرہ اور عبداللہ مختلف ام ولد سے تھے۔

عبداللہ اصغران کی والدہ کندہ میں سے تھیں۔

ام یحییٰ و ام سلمہ و ام کلثوم و حمیدہ و حفصہ صغریٰ ام صبغر او ام عبداللہ مختلف ام ولد سے تھیں۔

گورنر بننا اور حسین سے مقابلہ...... عمر بن سعد کوفے میں تھے عبیداللہ بن زیاد نے رے و ہمدان کا انہیں عامل بنایا تھا ان کے ساتھ ایک لشکر بھیجا حسین بن علی عراق آئے تو عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد کو ان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ان کے ساتھ اپنے لشکر کے چار ہزار آدمی بھیجے ان سے کہا کہ اگر حسین میرے پاس آئیں اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے میرے ہاتھ پر رکھ دیں تو خیر ورنہ تم ان سے قتال کرنا۔

عمر نے انکار کیا ابن زیاد نے دھمکی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو تمہیں خدمت سے معزول کردوں گا اور تمہارا مکان گرادوں گا۔ انہوں نے حسین کی جانب روانگی قبول کرلی ان سے قتال کیا یہاں تک کہ حسین قتل کردئے گئے جب مختار بن عبید کوفے پر غالب ہوا تو اس نے عمر بن سعد اور ان کے بیٹے حفص کو قتل کردیا۔

عمرو بن سعد ......ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ ان کی والدہ سلمٰی بنت غصفہ بن ثقف بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ ربیعہ میں سے تھیں۔

قتل ......ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کردئے گئے۔

عمر بن سعد ......ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ ان کی والدہ سلمہ بنت خصفہ بن ثقف بن ربیعہ بن تیم اللات بن ثعلبہ بن عکابہ ربیعہ میں سے تھیں۔

قتل ......ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل کردیے گئے۔

مصعب بن سعد ......ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ ان کی والدہ خولہ بنت عمرو بن اوس بن سلامہ بن غزیہ بن معبد بن سعد بن زہیر بن تیم اللہ بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن تغلب بن عائل تھیں۔

اولاد ...... مصعب بن سعد کے ہاں زرارہ و یعقوب وعقبہ پیدا ہوئے ان کی والدہ ام حسن بنت فرقد بن عوف بن عبد یغوث بن الحلیس بن عبد مناف بن بکر سعد بن عنبہ ابن اد تھیں۔

ام حسن و سلامہ دونوں کی والدہ سکینہ بنت الحلیس بن ہاشم بن عتبہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھیں۔

حدیث میں مرتبہ اور وفات ...... صعب ثقہ و کثیر الحدیث تھے محمد بن عمر نے کہا کہ مصعب کی وفات ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

ابراہیم بن سعد ...... ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ ان کی والدہ زبراء تھیں جن کے متعلق ان کے فرزند یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ حارث بن یعمر بن شراحیل ابن عبد عوف بن مالک بن خباب بن قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل کی بیٹی تھیں اور بطور قیدی حاصل کی گئی تھیں۔

حدیث میں مرتبہ ...... ابراہیم نے علی سے روایت کی ہے، ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

یحییٰ بن سعد ...... بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ۔

اسماعیل بن سعد ...... بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ ان کی والدہ عامر تھیں جن کا نام ملیکہ بنت عمرو بن کعب بن عمرو بن زرعہ تھا قضاء کے بہرا میں سے تھیں۔

اولاد ...... اسماعیل بن سعد کے ہاں یحییٰ پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر سلیمان بن ازہر ابن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔

ابراہیم و ابوبکر و محمد و اسحاق و یعقوب و موسیٰ و عمران مختلف ام ولد سے تھے۔

ام یحییٰ ایک ام ولد سے اور ام ایوب دوسری ام ولد سے تھیں۔

عبدالرحمٰن بن سعد ...... بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ ان کی والدہ ام بلال بنت ربیع بن مری بن اوس بن حارثہ بن لام جمیلہ طے کی تھیں۔

ابراہیم بن نعیم ...... نمام بن عبداللہ بن اسید بن عبد عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ زینب بنت حنظلہ بن قسامہ قبیلہ طے کے قیس بن عبید بن طریف بن مالک بن جدعا بن ذہلی بن رومان سے تھیں۔

ان کے والد کا زینب بن قسامہ سے نکاح ...... زینب بن قسامہ پہلے اسامہ بن زید کی بیوی تھے

اسامہ چودہ سال کے تھے کہ انہوں نے طلاق دے دی۔ رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے کہ کم خوراک یا نازک پاکیزہ عورت کس کو بتاؤں جو اس سے نکاح کرے گا اس کا خسر میں ہوں گا۔

رسول اللہ ﷺ نعیم کی جانب اشارہ فرمانے لگے نعیم نے کہا کہ شاید آپ کی مراد مجھ سے ہے فرمایا کہ ہاں نعیم نے ان سے نکاح کر لیا اس سے ابراہیم بن نعیم پیدا ہوئے۔

اولاد...... ابراہیم بن نعیم کے ہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ دختر عباس بن سعید قبیلہ نمر الازد میں سے تھیں۔

زید بن عبداللہ وعبیداللہ وابوبکر امہات اولاد سے تھے۔

ان کی ایک اور بیٹی تھیں جن کی والدہ رقیہ بنت عمر بن خطاب تھیں۔ رقیہ کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب تھیں اور ام کلثوم کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ تھیں۔

یوم حرہ میں حالات...... یوم حرہ میں ابراہیم بن نعیم بھی یک سرگروہ تھے اسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کر دئے گئے۔ مسرف بن عقبہ کے ہمراہ مروان بن حکم ان پر گزرا وہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے ہوئے تھے۔ مروان نے کہا کہ تم نے موت کے بعد بھی اس کی ایسے حفاظت کی جیسی حیات میں کی تھی۔ مسرف نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تو انہیں جنتی ہی سمجھتا ہوں مگر تمہاری یہ رائے اہل شام نہ سن لیں کہ انہیں فرمانبرداری سے نہ روک دے۔ مروان نے کہا کہ لوگوں نے (دین کو) متغیر کر دیا اور بدل دیا تھا۔

محمد بن ابی الجہم...... بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ خولہ بنت القعقاع بن معبد بن زرارہ بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن تیم کی تھیں۔

اولاد۔۔۔ محمد بن ابی الجہم کے ہاں عبیداللہ وحذیفہ وسلیمان وام خالد وام جہم ومریم وعبدالرحمٰن مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئے۔

قتل...... محمد بن ابی الجہم یوم حرہ میں ایک سرگروہ تھے اور اسی روز ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کئے گئے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ...... ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ لیلیٰ بنت عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بنی تمیم میں سے تھیں۔

اولاد...... عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے ہاں عمرو پیدا ہوئے جن کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود تھیں۔ ابومسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ بن جدارہ بن عوف بن الحارث خزرج کے تھے۔ ان کے اخیافی بھائی زید بن حسن بن علی بن طالبؓ تھے۔

عثمان بن عبدالرحمٰن وابراہیم وموسیٰ وام حمید وام عثمان ان کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق تھیں۔ ام

کلثوم کی والدہ حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔
ابوبکر و محمد کی والدہ فاطمہ بنت الولید بن عبد شمس بن المغیرہ تھیں۔ فاطمہ کی والدہ اسماء بنت ابی جہل بن ہشام تھیں۔
عبداللہ وام جمیل ام ولد سے تھے

وفات...... عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی یوم الحرہ میں ایک سرلشکر تھے وہ بچ گئے تھے اس روز قتل نہیں ہوئے ان کی وفات اس کے بعد ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن حویطب

...... ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن ابن لوئی ان کی والدہ انیسہ بنت حفص بن الاحنف بنی عامر بن لوئی کی تھیں۔

اولاد...... عبدالرحمٰن بن حویطب کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے جن کی کوئی اولاد نہ تھی اور عبیداللہ ہوئے ان دونوں کی والدہ ام عتبہ بنت عبدالرحمٰن بن معاویہ ابن عامر عبدالقیس کی تھیں
محمد بن عبدالرحمٰن و عاتکہ دونوں کی والدہ ام حبیب بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

قتل...... عبدالرحمٰن بن حویطب یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل ہوئے۔

ابوسفیان بن حویطب

...... ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی ان کی والدہ آمنہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں۔ آمنہ کی والدہ صفیاء بنت ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

اولاد...... بوسفیان بن حویطب کے ہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کی والدہ امتہ الرحمٰن بنت عمرو بن علقمہ بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

عطاء بن یسار

...... رسول اللہ ﷺ کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے۔

غیر خاندان میں نکاح کرنے سے انکار

...... عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ ایک عرب نے عطاء بن یسار کی لڑکی کا پیام دیا تو عطاء نے ان سے کہا کہ نہ تو ہم تمہاری شرافت ونسب کا انکار کرتے ہیں اور نہ تمہارے مرتبہ کا لیکن ہم اپنے ہی جیسوں سے نکاح کریں گے تم اپنے خاندان میں نکاح کرو۔
عثیم نے کہا کہ میں نے سعید بن مسیّب کو اس کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ عطاء نے جو چاہا اچھا چاہا۔
عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ وہ اور ان کے لوگ ہاتھ میں لاٹھی لے کر رات کو پیدل چلا کرتے تھے۔

حدیث میں مرتبہ...... عطاء بن یسار نے کعب وعبداللہ بن مسعود وخوات بن جبیر وابوایوب الانصاری وابو وقد راللیثی وابورافع وعبداللہ بن سلام وزید بن خالد الجہنی وابو ہریرہ وابوسعید الخدری وابن عمرؓ وعائشہ ومیمونہ وابوعبداللہ الضاپحی سے سنا ہے البتہ مالک بن انس نے کہا کہ عطاء بن یسار نے عبداللہ الضاپحی سے روایت کی ہے وہ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

وفات...... اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عطاء کی وفات بعمر چوراسی سال ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

محمد بن عمر کے علاوہ دیگر لوگوں سے مروی ہے کہ عطاء کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی مگر اس میں اشتباہ ہے ان کی کنیت ابومحمد تھی۔

ان کے بھائی سلیمان بن یسار...... رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولی تھے اور کہا جاتا ہے کہ خود سلیمان ان کے مکاتب تھے۔

حضرت عائشہ سے ملاقات...... سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ سے ملنے کی اجازت چاہی انہوں نے میری آواز پہچان لی تو کہا کہ کیا تم سلیمان ہو عرض کی کہ جی ہاں سلیمان ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تم نے وہ بدل کتابت ادا کر دیا جس کا اقرار کیا تھا؟ عرض کی کہ جی ہاں صرف تھوڑا سا رہ گیا ہے فرمایا کہ اندر آؤ بدل کتابت میں سے تم پر کچھ باقی رہے تو تم مملوک (غلام) ہی ہو۔

حسن بن محمد بن علی سے مروی ہے کہ سلیمان بن یسار سعید بن مسیب سے زیادہ فہیم تھے۔

مونچھیں زیادہ کم کرنا...... عبداللہ بن یزید الہذلی سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اتنی چھوٹی کراتے کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا انہیں مونڈ دیا ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ ابوعبدالرحمٰن کو زید بن ثابت سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ سلیمان بن یسار تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے اپنے اصحاب میں اس معاملے میں اختلاف نہیں دیکھا کہ سلیمان کی کنیت ابو تراب تھی۔ بنی عدیلہ میں رہتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے جو اس زمانے میں ولید بن عبدالملک کی طرف سے والی مدینہ تھے بازار مدینہ کے والی تھے۔

حدیث میں مرتبہ...... سلیمان نے زید بن ثابت وابی واقد اللیثی وابی حریرہ وابن عمر وعبیداللہ وعبداللہ فرزندان عباس وعائشہ وام سلمہ ومیمونہ وعروہ بن الزبیر سے روایت کی ہے ثقہ وبزرگ وبلند مرتبہ فقیہ وکثیر الحدیث تھے۔

وفات...... سلیمان بن یسار کی وفات بعمر تہتر سال ۱۰۷ھ میں ہوئی۔ محمد بن عمر کے علاوہ دیگر لوگوں سے مروی ہے کہ سلیمان کی وفات ۱۰۳ھ میں یزید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی۔

ان دونوں کے بھائی عبداللہ بن یسار...... نبی کریم ﷺ کی زوجہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ کے مولیٰ تھے۔ ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

ان تینوں کے بھائی عبدالملک بن یسار...... وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی ان سے بھی روایت کی گئی ہے یہ چار بھائی تھے سب نے روایت کی گئی ہے عبدالملک قلیل الحدیث تھے۔

فرافصہ بن عمیر...... ابن شیبان بن سمیع بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن الدول بن حذیفہ لجیم بن علی بن بکر بن وائل ربیعہ میں سے قریش کے حلیف تھے انہوں نے عثمان بن عفان سے روایت کی ہے۔

قبیصہ بن ذویب...... ابن طلحہ بن عمیر بن کلیب بن اصرم بن عبدفاللہ بن قمیر بن حبیشہ بن سلول بن کعب ابن عمرو جوخزاعہ میں سے تھے کنیت ابواسحاق تھی انہوں نے عثمان بن عفان سے سنا مدینہ میں کوچہ نقاشین میں کھجور والوں کے ہاں مکان تھا ملک شام میں منتقل ہو گئے تھے۔

عبدالملک بن مروان کے نزدیک سب سے زیادہ ذی اثر تھے اس کی مہر پر مامور تھے ڈاک انہی کے سپرد تھی۔ خطوط آتے تو وہ پڑھ کر اس کو عبدالملک کے پاس پہنچاتے اور خط کے مضمون کی انہیں اطلاع دیتے۔

ان کے والد کی وفات...... قبیصہ کی وفات ۸۶ ے ھ میں عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں ہوئی ان کے والد صحابی تھے خود وہ بھی ثقہ و مامون و کثیر الحدیث تھے۔

ابن غطفان بن طریف...... المری جو بنی عصیم و ہمان بن عوف بن سعد بن ذبیان میں سے تھے ابو غطفان عثمان کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان کے کاتب تھے۔ مروان کے بھی کاتب تھے اور قلیل الحدیث تھے۔ مدینے میں عمر بن عبدالعزیز کے مکان کے پاس الشنیہ میں ان کا مکان تھا۔

ابوبکر بن محمد سے مروی ہے کہ ابوغطفان بن طریف مروان کے کاتب تھے۔

ابومرہ...... عقیل بن ابی طالب کے مولیٰ تھے۔ محمد بن عمر نے کہا کہ ام ہانی بنت ابی طالب کے مولیٰ تھے لیکن عقیل کے ساتھ رہنے سے ان کی ولایت کی طرف منسوب کر دئے گئے پرانے شیخ تھے انہوں نے عثمان بن عفان وابی ہریرہ وابی واقد اللیثی سے روایت کی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عبداللہ...... ابن بحینہ، بحینہ عبداللہ کی والدہ تھیں جو ابو مالک حارث ارت الازدی بن

المطلب ابن عبد مناف بن قصی کی دختر تھیں۔ بنی مطلب کے وہ حلیف تھے جعفر بن عبداللہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دیئے گئے۔

عبداللہ بن عتبہ...... ابن غزوان بن جابر بن نسیب بن وہیب بن زید بن مالک بن عبدعوف بن الحاث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر، عبداللہ بن عتبہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کر دئے گئے۔

ولید بن ابی ولید...... مولائے عثمان بن عفان جنہوں نے عثمان بن عفان سے سنا۔

دوسرا طبقہ

تابعین اہل مدینہ جنہوں نے اسامہ وابن عمرو جابر وحدری ورافع وابن عمروابی ہریرہ وسلمہ وابن عباس وعائشہ وسلمہ ومیمونہ سے روایت کی

عروۃ بن الزبیر...... ابن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔

اولاد...... عروۃ بن الزبیر کے ہاں عبداللہ وعمرو اسود ام کلثوم وعائشہ وام عمر پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ فاختہ بنت الاسود بن ابی البختر ی بن ہاشم بن الحارث ابن اسد عبدالعزیٰ تھیں۔

یحییٰ بن عروہ ومحمد وعثمان وابوبکر وعائشہ وخدیجہ ان سب کی والدہ ام یحییٰ بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

ہشام بن عروہ وصفیہ ام ولد سے تھے۔

عبیداللہ بن عروہ ان کی والدہ اسماء بنت سلمہ بن عمر بن ابی سلمہ بن عبدالاسد بنی مخزوم کی تھیں۔

مصعب بن عروہ وام یحییٰ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام واصلہ تھا۔

اسماء بنت عروہ ان کی والدہ سودہ بنت عبداللہ بن عمر بن خطاب تھیں سودہ کی والدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود الثقفی تھیں۔

جنگ جمل سے واپسی کی وجہ...... ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جنگ جمل سے میں اورابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام اس لئے واپس کر دئے گئے کہ ہم دونوں کو لوگوں نے بچہ سمجھا تھا۔

روایات وحدیث میں مرتبہ...... محمد بن عمر نے کہا کہ عروہ نے اپنے والداور زید بن ثابت واسامہ بن زید وعبداللہ بن الارقم وابی ایوب ونعمان بن بشیر وابی معاویہ وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن عمرو وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن زبیر ومسور بن مخرمہ وعائشہ ومروان بن حکم وزینب بنت ابی سلمہ وعبدالرحمٰن بن عبدن القاری وبشیر بن ابی مسعود الانصاری وزیید بن صلت ویحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب وجمہان مولائے اسلمین سے روایت کی ثقہ وکثیر الحدیث و مامون وبرتر ومستقل (ثبت) تھے۔

کتابوں کوجلانا...... ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں میرے والد نے اپنی فقہ کی کتابیں جلادیں اس کے بعد وہ کہا کرتے تھے مجھے ان کتابوں کا اپنے پاس ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پاس میرے اہل و مال کے برابر ہو۔

عبادت وخصائل...... محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عروہ بن زبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں اچھی طرح نہیں کترواتے تھے البتہ ان کا کچھ حصہ اچھی طرح لے لیتے تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اے میرے بیٹو مجھ سے پوچھو کیونکہ میں اس حالت میں چھوڑ دیا گیا ہوں گویا عنقریب مجھے بھلا دیا جائے گا جب میں (پہلے کی) حدیث کی تحقیق کرتا ہوں تو آج کی حدیث اس سے صاف ہو جاتی ہے۔

لباس...... ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد روزانہ غسل کرتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو زرد چادر اوڑھتے دیکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی شال (یعنی سر پر اوڑھنے کا رومال) برگ دینار سے (زرد) رنگا جاتا تھا اور سب سے آخری کپڑا جو انہوں نے پہنا وہ ان کے لئے برگ دینار میں زرد رنگا گیا تھا

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے جسم پر خز کی چادر دیکھی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ گرمی میں سندس (ریشم) کی قبا پہنتے تھے جس کا استر حریر (ریشم) کا تھا

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے جسم پر خز (غیر خالص ریشم) کی خاکی رنگ کی یا اسی قسم کی چادر دیکھی۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ عروہ قریب سیاہی کے خضاب لگاتے تھے مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ اس میں وسمہ شامل کرتے تھے کہ نہیں۔

عبادات...... ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد پے در پے روزے رکھتے تھے۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد سوائے عید الفطر و عید الضحیٰ کے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے ان کی وفات بھی روزے کی حالت میں ہوئی۔

ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عروہ کے ساتھ سفر کرتے روزے بھی رکھتے اور ترک بھی کرتے تھے مگر وہ نہ ہمیں روزے کا حکم دیتے اور نہ خود ترک کرتے تھے۔

ابوالمقدام ہشام بن زیاد سے مروی ہے کہ میں نے عروہ کو جوتے پہن کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اکلہ کی بیماری......سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ عروہ کے پاؤں میں (اکلہ) کی بیماری تھی انہوں نے اپنا پاؤں کاٹ ڈالا تھا۔

علم۔۔۔ابن شہاب سے مروی ہے کہ مجھ سے عروہ حدیث بیان کرتے پھر عمرہ حدیث بیان کرتیں جس سے حدیث عروہ کی تصدیق ہوتی۔ جب میں نے عمرہ کی گہرائی کا اندازہ کیا تو معلوم ہوا کہ عروہ بحر ناپید کنار ہیں۔

خط لکھنے کا طریقہ...... ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ عروہ سلام علیک امابعد لکھنا ناپسند کرتے تھے جب تک کہ اس کے ساتھ یہ نہ ملائیں کہ **فانی احمد الیک الاذی لا الہ الہ ھو** میں تم سے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

عشاء کے بعد کا معمول......عبداللہ بن حسن سے مروی ہے کہ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور عروۃ بن الزبیر عشاء کے بعد مسجد رسول اللہ ﷺ کے آخری حصے میں رات کو بیٹھا کرتے تھے میں بھی ساتھ بیٹھتا تھا۔ بنی امیہ مظالم اور ان کا ساتھ دینے کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ علی و عروہ وغیرہ ہم اس کو بدل نہیں سکتے۔ دونوں حجرات نے اس عذاب الٰہی کا ذکر کیا جس کا خوف تھا کہ ان لوگون پر عذاب ہوگا۔ عروہ نے علی سے کہا کہ اے علی جو شخص ظلم کرنے والوں سے الگ رہے اور اللہ جانتا ہے کہ ایسے لوگوں کے کرتوت سے وہ ناخوش ہے تو خ ﷺ اہ ان سے میل جول کیوں نہ رکھتا ہو مگر ان لوگوں پر عذاب الٰہی کی سورت میں امید ہے کہ محفوظ رہے گا۔ عروہ نے (وہاں سے) نکل کر وادی عقیق میں رہائش اختیار کی۔ عبداللہ نے کہا کہ میں وہاں سے سولیقہ چلا گیا

انتقال...... ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ مجھے والد نے وصیت کی کہ مجھ پر حنوط (عطر میت) نہ چھڑکنا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ عروہ بن زبیر کی وفات الفرع کے نواح میں اپنی مجاح کی زمینداری میں ہوئی اور وہیں جمعہ کے روز ۹۴ھ میں دفن کئے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس سال کو فقہا کی کثرت وفات کی وجہ سے سنۃ الفقہا کہا جاتا ہے ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی مدینے میں انکا بہت بڑا امکان تھا۔

منذر بن الزبیر......ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر الصدیق تھیں۔ قاسم سے ایک حدیث میں مروی ہے کہ منذر بن الزبیر کی کنیت ابوعثمان تھی۔

اولاد......منذر کے ہاں محمد پیدا ہوئے جن کی والدہ عاتکہ بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھیں۔

عبدالرحمٰن وابراہیم وقریبہ ان سب کی والدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق تھیں۔
عبیداللہ ان کی والدہ حسان بن نہشل کی دختر بنی سلمہ بن جندل میں سے تھیں۔
عمرو وابوعبیدہ ومعاویہ وعاصم وفاطمہ جو ہشام بن عروہ کی بیوی تھیں۔ ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔
عمر وعون وعبیداللہ ام ولد سے تھے۔

مصعب بن الزبیر...... ابن عوام بن خویلد ان کی والدہ رباب بنت انیف بن عَبید بن مصاد بن کعب بن علیم ن خباب قبیلہ کلب کی تھیں۔
مصعب بن زبیر کے ہاں عکاشہ وعیسیٰ اکبر جو اپنے والد مصعب کے ساتھ قتل کئے گئے اور سکینہ پیدا ہوئیں ن سب کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ بن السائب ابن ابی حبیش بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

ولاد......عبداللہ بن مصعب ومحمد دونوں کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔
حمزہ وعاصم وعمر ایک ام ولد سے تھے، جعفر ایک ام ولد سے تھے مصعب بن مسّب جو حضیر تھے ایک ام ولد سے تھے سعد ایک ام ولد سے منذر ایک ام ولد سے تھے اور عیسیٰ واصغر ایک ام ولد سے۔
رباب بنت مصعب ان کی والدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب تھیں۔
سکینہ بنت مصعب ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

عجیب کنیت......مصعب بن عبداللہ بن مصعب الزبیری سے مروی ہے کہ مصعب بن زبیر کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ حالانکہ ان کا کوئی بیٹا نہ تھا جس کا نام عبداللہ ہو۔
محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن الزبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو والی عراق بنایا انہوں نے بصرے سے ابتدا کی وہاں اترے ایک لشکر عظیم کے ہمراہ مختار بن ابی عبید کی طرف روانہ ہوئے وہ کوفے میں تھا مصعب نے نگ کی مختار قتل ہوا۔ اس کا سر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کے پاس بھیج دیا اور اس کے عاملوں کو دیہات وقصبات بں منتشر کر دیا۔
اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر مصعب بن زبیر سے زیادہ خوبصورت کسی امیر کو نہیں یکھا۔

قتل...... مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ میں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے پوچھا کہ مصعب بن زبیر کب قتل ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۵ جمادی الاولی ۷۲ھ میں بروز جمعرات جس شخص نے انہیں قتل کیا وہ عبدالملک بن مروان تھا۔

جعفر بن الزبیر...... ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ان کی والدہ زینب تھیں کہ وہی ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بن عبدعمرو بن بشر بن عمرو بن مرثد بن سعد بن مالک ابن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ تھیں۔

اولاد...... جعفر بن الزبیر کے ہاں محمد ام حسن وحمادہ ام ولد سے پیدا ہوئیں۔

ثابت ویحییٰ ان دونوں کی والدہ بشامہ بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار تھیں

صالح وہند وام سلمہ ایک ام ولد سے تھیں۔ شعیب وآدم وعمرو ونوح ایک ام ولد سے تھے ام صالح وعائشہ و ام حمزہ کی والدہ ام ولد تھیں۔ یعقوب وفاطمہ وام عبیدہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں۔ ام عبداللہ وام الزبیر سودہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ مریم ایک ام ولد سے پیدا ہوئیں۔ ام عروہ کی والدہ ایک ام ولد تھیں اور عائشہ کی والدہ بھی ایک ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے جعفر بن زبیر کو دیکھا کہ اپنی مونچھ بہت زیادہ نہیں کترتے تھے اسے وہ اچھی طرح کترتے تھے۔

مصعب بن عبداللہ نے کہا کہ جعفر بوڑھے ہوئے اور زندہ رہے سلیمان بن عبدالملک کے آخری زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

خالد بن الزبیر...... ان العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیز بن قصی تھیں۔ ان کی والدہ ام خالد تھیں جن کا نام امتہ بنت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ تھا۔

اولاد...... خالد بن الزبیر کے ہاں محمد اکبر ورملہ پیدا ہوئیں جن کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

محمد اصغر وموسیٰ وابراہیم وزیب ان کی والدہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ازہر بن عوف تھیں۔

سلیمان بن خالد وام سلیمان دونوں کی والدہ محمد بنت عبداللہ بن عمرو ابن الحصینذی الغصہ الحارثی تھیں۔

نبیہ بن خالد وہیمیہ ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں خالد بن خالد اور ہند ایک ام ولد سے پیدا ہوئے اور ام عمرو بنت خالد دوسری ام ولد سے ہوئیں۔

عمرو بن الزبیر...... ابن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ان کی والدہ ام خالد تھیں وہی امتہ بنت خالد

بن سعید بن العاص تھیں۔

اولاد...... عمرو بن زبیر کے ہاں محمد و ام عمرو پیدا ہوئیں۔ دونوں کی والدہ ام یزید بنت عدی بن نوفل بن عدی بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ تھیں۔

عمرو بن عمرو حبیبہ ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام عمرو بنت عمرو ان کی والدہ بنی غفار میں سے تھیں۔

ابن زبیر کے لشکر سے مقابلہ...... یزید بن معاویہ نے مدینہ کے عامل عمرو بن سعید بن العاص کو لکھا کہ عبداللہ بن زبیر کی طرف لشکر روانہ کرو۔ عمر بن سعید نے عبداللہ بن زبیر کے سب سے بڑے دشمن کو دریافت کیا تو کہا گیا کہ ان کے بھائی عمرو بن زبیر ہیں انہوں نے ان کو مدینہ کا شحنہ بنادیا عمرو بن زبیر نے قریش اور انصار کے بہت سے آدمیوں کو کوڑے مارے اور کہا کہ یہ لوگ عبداللہ بن زبیر کے شیعہ ہیں۔

عمرو بن سعید نے انہیں اہل شام کے ایک لشکر کے ساتھ عبداللہ بن زبیر کی جانب روانہ کیا اور جنگ کا حکم دیا۔ عمرو روانہ ہوئے اور ذی طویٰ میں اترے۔ عبداللہ بن زبیر نے ان کی جانب مصعب بن عبدالرحمٰن کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا یہ لوگ ان سے ملے عمرو بن زبیر کی فوج کے کمانڈر انیس قتل کر دیئے گئے۔ عمرو اپنے ساتھیوں کے ساتھ بھاگے اور لوگ متفرق ہو گئے۔

عبیدۃ بن الزبیر عمرو بن زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ میں تمہیں عبداللہ سے پناہ دیتا ہوں وہ انہیں گرفتار کر کے اس طرح لائے کہ دونوں پاؤں سے خون ٹپک رہا تھا عبداللہ بن زبیر نے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہے، عمرو نے کہا کہ

ولسنا علی الا عقاب تدمی کلومنا

ہم لوگ ایسے نہیں کہ ہماری ایڑیوں پر ہمارے خون بہائیں

ولکن غلیی اقدامنا تقطر الدما

لیکن وہ ہمارے قدموں پر خون بہاتے ہیں یعنی پیش قدمی کرتے ہوئے ہم زخمی ہو سکتے ہیں بھاگتے نہیں کہ اس حالت میں مجروح ہو جائیں۔

عبداللہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن حرم میں خون ریزی کو حلال سمجھنے والے تو باتیں بھی بناتا ہے اور حکم دیا کہ ان سے ہر شخص کا قصاص لیا جائے جن کو انہوں نے مارا تھا یا ظلم کیا تھا۔

کوڑے کھانا...... مصعب بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ مجھے انہوں نے سو کوڑے مارے حالانکہ وہ نہ گورنر تھے نہ میں نے کوئی بدی کی تھی نہ کسی ناجائز فعل کا ارتکاب کیا تھا اور نہ کسی فرمانبرداری سے ہاتھ کھینچا تھا۔ عبداللہ بن زبیر نے حکم دیا کہ عمرو کو کھڑا کیا جائے مصعب کو کوڑا دیا اور کہا کہ مارو مصعب نے انہیں سو کوڑے مارے اس ضرب کے بعد وہ صحیح و سالم ہو گئے۔

وفات...... نے سے نکلنے کے بعد عمر واپنی منزل کے بیرونی میدان میں جس میں وہ رہتے تھے بیٹھے ہوئے تھے کہ عبداللہ بن زبیر ان کے پاس سے گزرے پوچھا کہ اے ابو یکسوم کیا میں تمہیں زندہ نہیں دیکھتا حکم دیا کہ انہیں قید خانے کی طرف گھسیٹتے ہوئے لے جائیں وہ پہنچے بھی نہ تھے کہ راستے میں وفات ہوگئی عبداللہ نے حکم دیا کہ انہیں شعب الجیف (مرداروں کی گھاٹی) میں پھینک دیا جائے اس کی تعمیل ہوئی۔

شعب الجیف وہی مقام ہے جہاں عبداللہ بن زبیر کو اس کے بعد سولی دی گئی۔

عبیدہ بن الزبیر......ابن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ان کی والدہ زینب تھیں جو ام جعفر بنت مرثد بن عمرو بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھیں۔

اولاد......عبیدۃ بن زبیر کے ہاں ام ولد سے منذر پیدا ہوئے

زینب ان کی والدہ ام عبداللہ بنت مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

حمزہ بن الزبیر......ابن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ان کی والدہ رباب بنت انیف ابن عبید بن مصاد بن کعب بن علیم بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں، حمزہ مصعب بن زبیر کے حقیقی بھائی تھے۔

اولاد......حمزہ کے ہاں عمارہ پیدا ہوئے ان کی وفات اسی حالت میں ہوئی کہ انہوں نے کوئی پس ماندہ نہ چھوڑا تھا عروہ وجعفر فرزندان زبیر ان کے وارث ہوئے۔

قاسم بن محمد......ابن ابی صدیق ابوبکر کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب ابن سعد بن تیم بن مرہ تھا ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سودہ تھا۔

اولاد......قاسم بن محمد کے ہاں عبدالرحمٰن وام فروہ پیدا ہوئیں۔ام فروہ جعفر بن محمد ابن علی بن حسین بن ابی طالب کی والدہ تھیں۔

حضرت عائشہ کا ردعمل......ام حکیم بنت القاسم وعبدۃ ان کی والدہ قریبہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق تھیں۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عرفہ کی رات کو عائشہ ہمارے سر منڈاتی تھیں اور ہمارا حلقہ بنا کر ہمیں مسجد بھیجتی تھیں۔ پھر دوسرے دن ہمارے پاس قربانی کرتی تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم نے عائشہ وابو ہریرہ وابن عباس واسلم مولائے عمر وعبداللہ بن عبداللہ بن عمرو صالح بن خوات بن جبیر الانصاری سے روایت کی ہے

علمی مرتبہ...... ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد حدیث کو اس کے تمام پہلوؤں سے روایت کرتے تھے

عبیداللہ سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ قاسم امر ظاہر کے علاوہ اور کسی کا جواب نہیں دیتے تھے قاسم سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی بات کے جواب میں کہا کہ میری رائے ہے کہ مگر میں نہیں کہتا کہ وہ حق ہے۔

ابن عون سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد سے کچھ دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس مشورے کی طرف کسی نے مجبور نہیں کیا اور نہ میں اس کے کسی جزو میں ہوں انصاری نے کہا کہ گویا ان کی رائے تھی کہ جب اپنے پاس والے سے کسی علمی بات میں مشورہ کرتے تو اس پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ آدمی پر جو کچھ اللہ نے فرض کیا ہے اس کے جاننے کے بعد اس کا جاہل رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اسے علم نہ ہو۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ قاسم نے اس قوم سے جو تقدیر کا زکر کر رہی تھی کہا کہ تم بھی اس چیز سے باز رہو جس سے اللہ باز رہا۔

حدیث لکھنے سے منع کرنا...... عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم وقاسم کو قدریہ پر لعنت کرتے سنا۔

عبداللہ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم سے درخواست کی کہ مجھے احادیث لکھوا دیں۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن خطاب کے دور میں حدیث کی کثرت ہوگئی تو انہوں نے حکم دیا کہ احادیث ان کے پاس لائی جائیں لوگ جب ان کے پاس لائے تو ان کو جلا دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ اہل کتاب کی نقالی ہے۔ راوی نے کہا کہ قاسم نے مجھے حدیث لکھنے سے منع کر دیا۔

بیان حدیث...... قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ وہ اور ان کے ساتھی عشاء کے بعد حدیث بیان کرتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم اور سالم بن عبداللہ کی مسجد نبوی ﷺ میں ایک ہی مجلس تھی ان دونوں کے بعد عبدالرحمٰن بن قاسم وعبیداللہ بن عمر وہاں بیٹھتے ان کے بعد مالک بن انس بیٹھتے وہ جگہ قبر ومنبر کے درمیان عمر کی کھڑکی کے روبرو تھی۔

مالک بن انس کہتے تھے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر قاسم خلافت کے لئے ہوتے تو بہتر تھا۔

صلہ رحمی...... سلیمان بن قتہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبیداللہ نے میرے ہمراہ عبداللہ ابن قاسم بن محمد کے پاس ایک ہزار دینار بھیجے میں ابن عمر کے پاس آیا وہ غسل کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ نکالا تو میں نے دینار ان کے ہات میں ڈال دیئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ صلہ رحمی ہے ضرورت کی وجہ سے ہمارے پاس آئے ہیں ۔ میں قاسم بن محمد

کے پاس آیا تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ان کی بیوی نے کہا کہ اگر قاسم بن محمد ان کے چچا کے بیٹے ہیں تو میں ان کی پھوپھی کی بیٹی ہوں لہذا مجھے دے دو دینار ان کو دے دیئے۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے جسم پر سبز خز کی ٹوپی اور سابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں۔ایوب نے کہا کہ وہ ایسے ایک لاکھ درہم بھی چھوڑ دیتے جس میں انہیں کچھ بھی شک ہوتا۔

تقویٰ اور بزرگی ...... علی بن عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے سفیان سے قاسم بن محمد ابن ابی بکر کا ذکر سنا انہوں نے ان کی بزرگی کی اور کہا کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ابن القاسم کے لئے بھی بزرگی تھی۔

سفیان نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے لوگوں کو کسی زکواۃ کے بارے میں جس پر ان کے والد منتظم تھے تذکرہ کرتے سنا تو کہا کہ اللہ کی قسم تم لوگ ایسے شخص سے بات کرتے ہو جس نے اس میں سے کبھی ایک کھجور بھی حاصل نہیں کی۔انہوں نے کہا کہ قاسم کہتے تھے کہ اے میرے بیٹے تم اپنی واقفیت کے بقدر یہ کہتے ہو۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا اختلاف لوگوں کے لئے رحمت تھا۔

مسائل کا بیان ...... عبدالرحمٰن بن ابی اموال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ صبح سویرے مسجد آتے دو رکعت نماز پڑھ کر لوگوں کے درمیان بیٹھتے پھر لوگ ان سے مسائل پوچھتے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد اپنے گھر سے صبح سویرے مسجد آتے نماز پڑھتے اور لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے لوگ ان کے پاس بیٹھ جاتے تھے۔

بڑھاپے کے باوجود پیدل چلنا ...... ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد بہت ضعیف ہو گئے تھے اپنی منزل سے سوار ہو کر مسجد منیٰ میں آتے اور اتر پڑتے پھر مسجد سے جمار (جمعرات) تک پیدل چل کر ان پر رمی کرتے اور پیدل ہی مسجد کی جانب لوٹتے جب مسجد میں آتے تو سوار ہو جاتے۔

انگوٹھی ...... افلح سے مروی ہے کہ قاسم کی انگوٹھی کا نقش انہیں کا نام تھا

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد کی انگوٹھی کے نگینے میں ان کا اور ان کے والد کا نام لکھا ہوا تھا انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی جس میں ان کا نام تھا۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد کی انگوٹھی چاندی کی تھی جو ان کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش القاسم بن محمد تھا۔

عبادات ولباس ...... محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے

تھے اسے اچھی طرح کترواتے تھے۔

مختار بن سعد الاحول مولائے بنی مزن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے ناخن سفید دیکھے ان پر کبھی مہندی کی زردی نہیں دیکھی۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے کرتے اور جبے کی آستینیں دیکھیں جوان کی انگلیوں سے چار انگل یا ایک بالشت یا اسی کے قریب آگے بڑھ جاتی تھیں۔

موسیٰ بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ خز کی چادر اور خز کا عمامہ دیکھا۔

موسیٰ بن ابی بکر الانصاری سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد مرو کا کپڑا اور خز پہنتے تھے۔

ابومعشر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔افلح سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد خز کا جبہ پہنتے تھے اور عبدالرحمٰن بن قاسم خز کی چادر اوڑھتے تھے۔

عباد بن علی سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

ایوب سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد پر سبز خز کی ٹوپی دیکھی اور سابری چادر دیکھی جس پر رنگین دھاریاں تھیں کسی قدر زعفران سے رنگی ہوئی تھیں۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے بدن پر خز کا جبہ دیکھا۔

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ قاسم کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے بدن پر زرد خز کا جبہ دیکھا اور اون کی چادر دیکھی۔

معاذ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ کجاوے پر غباری رنگ کے خز کی چادر بدن پر زرد خز کا جبہ اور گیرو رنگ کی چادر تھی۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے بدن پر باریک کرتہ دیکھا۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو اس وقت دیکھا جب بیماری میں ان کی عیادت کے لئے گیا تھا۔ان کے بدن پر زرد رنگ کی ایک چادر تھی جس سے آدھی ران باہر نکلی ہوئی تھی۔

ابوزبر عبداللہ بن العلاء بن زبر سے مروی ہے کہ میں قاسم بن محمد کے پاس گیا وہ ایک زرد رنگ کے خیمے میں تھے اور نیچے زرد فرش اور سرخ تکئے تھے۔میں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن یہ وہی چیز ہے جس کے متعلق آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔انہوں نے کہا کہ اس میں سے جسے استعمال کیا جائے کوئی حرج نہیں۔(شبابہ نے اپنی حدیث میں کہا کہ) تکلف کا کپڑا مکروہ ہے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو اس وقت دیکھا جب انہوں نے شادی کی تھی اور قدرے زعفران کے رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

عبدالرحمٰن بن القاسم سے مروی ہے کہ ان کے والد قاسم بحالت احرام خفیف عصفر (زرد رنگ کی گھاس) کی رنگی ہوئی چادریں استعمال کرتے تھے۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ خز کا لباس پہنتے تھے اور بدن پر زرد تہمند تھی

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کے سر پر سفید عمامہ دیکھا جو ایک بالشت سے زیادہ پیچھے لٹکا ہوا تھا۔ محمد بن عمر سے مروی ہے کہ قاسم کے بدن پر خاکی خز کی چادر دیکھی۔

مہندی لگانا...... محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو خضاب لگاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ابوالعصن سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو اپنا سر اور ڈاڑھی کو مہندی سے رنگتے ہوئے دیکھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگتے تھے۔

داؤد بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے قاسم کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد اپنا سر اور ڈاڑھی قریب میرے خضاب کے رنگتے تھے۔ محمد بن عمرو کی ڈاڑھی کا خضاب زردی مائل مہندی کا تھا اور ان کا سر شوخ سرخ تھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک باریک کرتہ تھا اور وہ اپنی ڈاڑھی تیل سے زرد کرتے تھے۔

وصیت...... افلح بن حمید سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد نے جب اپنی وصیت لکھوائی تو کہا کہ لکھو کاتب نے لکھا یہ وہ ہے جس کی قاسم بن محمد نے وصیت کی جو گواہی دیتا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ قاسم نے کہا کہ اگر آج سے پہلے ہم اس کے گواہ نہ تھے تو ہم بدنصیب ہیں۔

وفات...... سلیمان بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد کی وفات قدید میں ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ میرے انہی کپڑوں میں جن میں نماز پڑھتا تھا (یعنی میرے کرتے اور تہمد اور چادر میں مجھے کفن دینا) ان کے بیٹے نے کہا کہ اے والد آپ دو کپڑے نہیں چاہتے انہوں نے ہا کہ اے میرے بیٹے ابوبکر کو بھی اسی طرح تین کپڑوں میں کفن دیا گیا میت کے مقابلے میں زندہ کپڑے کا زیادہ محتاج ہے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ قاسم بن محمد نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر تعریف نہ کی جائے۔

یزید سے مروی ہے کہ میں قاسم کی وفات میں موجود تھا ان کی وفات قدید میں ہوئی مشلل میں دفن کئے گئے قدید اور اس کے درمیان تین میل کا فاصلہ ہے ان کے بیٹے نے تابوت اپنے کندھوں پر رکھ لیا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ مشلل پہنچ گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قاسم کی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی جب وہ ستر یا بہتر سال کے تھے تو ان کی نگاہ جا چکی تھی

حدیث میں مرتبہ...... ثقہ و بلند مرتبہ فقیہ امام و کثیر الحدیث و متقی تھے۔ ان کی کنیت ابومحمد تھی۔

عبداللہ بن محمد...... ابن ابی بکر صدیق ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام سودہ تھا عبداللہ یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں مقتول ہوئے ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا

عبداللہ بن عبدالرحمٰن ......ابن ابی بکر الصدیق ان کی والدہ قریبہ صغریٰ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم تھیں۔ان کی خالہ ام سلمہ زوجہ نبی کریم ﷺ تھیں۔

اولاد...... عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ہاں ابوبکر وطلحہ وعمران وعبدالرحمٰن پیدا ہوئے نفیسہ جن سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے نکاح کیا اور ام فروہ ان سب کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھیں عائشہ کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق تھیں۔

ام ابیہا بنت عبداللہ ان کی الدہ مریم بنت عبداللہ بن عقال العقیلی تھیں۔

عبداللہ بن محمد...... ابن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق وہی تھے جنھیں ابن ابی عتیق کہا جاتا تھا ان کی والدہ رمیثہ بنت الحارث بن حذیفہ بن مالک بن ربیعہ بن اعیا بن مالک بن علقمہ ابن فراس بنی کنانہ میں سے تھیں۔

عبداللہ بن محمد کے ہاں محمد وابوبکر وعثمان وعبدالرحمٰن وعمرو عاتکہ وعائشہ وزینب پیدا ہوئیں جن کی والدہ ام ابیہات بنت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق تھیں۔

عائشہ بنت عبداللہ کہا جاتا ہے کہ انکا نام ام کلثوم تھا ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

آمنہ بنت عبداللہ ان کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان التیمی تھیں ،ام اسحاق کی اخیانی بہن فاطمہ بنت حسین بن علی بن طالب تھیں۔

سالم بن عبداللہ اوران کی کنیت...... ابن عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی ان کی والدہ ام ولد تھیں سالم کی کنیت ابوعمیر تھی۔

اولاد...... سالم کے ہاں عمرو وابوبکر پیدا ہوئے جن کی الدہ ام الحکم بنت یزید بن عبد قیس تھیں۔

عاصم وجعفر وحفصہ وفاطمہ جن کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالعزیز وعبدہ ان دونوں کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

محمد بن ہلا سے مروی ہے کہ سالم کی کنیت ابوعمر تھی ابن ابی فدیک نے کہا کہ محمد بن ہلال نے ان سے ملاقات کی اور مسائل پوچھے تھے۔

مشابہت...... محمد بن سعد نے کہا کہ سعید بن مسیّب سے مروی ہے کہ عمر کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عبداللہ تھے۔اور عبداللہ کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ سالم تھے۔

ایک مسلمان کو قتل کرنے سے انکار...... عطاء بن سائب سے مروی ہے کہ حجاج بن یوسف نے سالم

بن عبداللہ کو تلوار دی اور ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا سالم نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو اس نے کہا کہ ہاں آپ اس کام کو جاری کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے پوچھا کہ کیا تم نے صبح کی نماز پڑھی ہے اس نے کہا کہ جی ہاں۔

سالم حجاج کے پاس واپس آئے تلوار اس کے آگے پھینک دی اور کہا کہ اس شخص نے بیان کیا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور آج صبح کی نماز پڑھی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی تو وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے۔

حجاج نے کہا کہ ہم اسے صبح کی نماز پر نہیں قتل کرتے وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قتل عثمان پر مدد کی تھی۔ سالم نے کہا کہ یہاں مجھ سے زیادہ عثمان سے محبت کرنے والا کون ہے۔

عبداللہ بن سالم کے لئے تعریفی کلمات...... اس کی خبر عبداللہ بن عمر کو ہوئی تو فرمایا کہ سالم نے کیا کیا لوگوں نے کہا کہ انہوں نے یہ یہ کیا ابن عمر نے فرمایا کہ عقلمند ہے عقلمند ہے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عمر کو سالم کی محبت میں ملامت کی جاتی تو وہ کہتے۔

یلومنني في سالم والو مهم
سالم کے بارے میں لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں اور میں انہیں ملامت کرتا ہوں
وجلدة بين العين والانف سالم
سالم تو ایسے ہیں جیسے آنکھ اور ناک کے درمیانی کھال

سالم بن عبداللہ کی انگوٹھی...... حنظلہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ کی انگوٹھی چاندی کی تھی جوان کے بائیں ہاتھ کی خنصر میں تھی اس کا نقش سالم بن عبداللہ تھا۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا۔

خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو اس طرح دیکھا کہ ہاتھ میں انگوٹھی تھی حالانکہ وہ حالت احرام میں تھے۔

سالم بن عبداللہ کے سر اور ڈاڑھی کے بال...... محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے تھے اس میں سے اچھی طرح کترتے تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ اپنی ڈاڑھی زرد رنگتے تھے۔

ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے سالم کے سر اور ڈاڑھی کو سفید دیکھا۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے سالم کے سر اور ڈاڑھی کو سفید دیکھا

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو خضاب کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

سالم بن عبداللہ کا لباس ...... خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ سالم کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی اور میں نے ان کے سر پر سفید عمامہ دیکھا جس کا بالشت سے زیادہ حصہ وہ اپنے پیچھے لٹکاتے تھے۔

امام دار مصقلہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ کے بدن پر کتان کا کرتہ دیکھا جو آگ کی طرح سرخ تھا۔

سداؤد بن سنان مولائے عمر بن تمیم الحکمی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر آدھی پنڈلی کا کرتہ تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ کتان کا کرتہ اور چادر استعمال کرتے تھے۔

ایوب سے مروی ہے کہ سالم ایک کرتے اور ایک جبے میں جس کے اوپر انہوں نے تہبند باندھ لی تھی اس حالت میں انہوں نے ہماری امامت کی۔

نافع سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ عبداللہ کے زمانے میں ارغوانی (سرخ) چار جامے پر سوار ہوتے تھے۔

عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ ایسی چھوٹی تہمند باندھتے تھے جس کا حاشیہ نہ ہوتا تھا حالانکہ اس کا شکم کھلا ہوتا تھا۔

کثیر بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ ایک کرتہ پہنے نماز پڑھتے گھنڈیاں کھلی ہوتیں۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کے کرتے میں گھنڈیاں نہیں دیکھیں نہ گرمی میں نہ سردی میں۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو تہبند کھولے ہوئے دیکھا۔

عبدالملک بن قدامہ سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ان کے کرتے کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں۔

عبدالملک بن قدامیہ الجمحی سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو اپنے کرتے کی گھنڈیاں کھول کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الموال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو اس طرح مسجد سے نکلتے دیکھا کہ ان کی گھنڈیاں کھلی ہوئی تھیں۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو کرتے کی گھنڈیاں کھولے ہوئے دیکھا۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ بحالت احرام اکثر اپنی پشت دھوپ میں رکھتے۔

احرام حج ...... محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو مکے کے راستے پر حج میں احرام کی

حالت میں دیکھا وہ تلبیہ کہہ رہے تھے حالانکہ پشت کھولے ہوئے تھے اور چادر اپنی رانوں پر ڈالے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ ان کی کھال آفتاب کی وجہ سے اکھڑ رہی تھی۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ کے ساتھ عمرے کے سفر سے واپس ہوئے جب وہ ایسے سواروں سے ملتے تھے جو تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ کہہ رہے تھے تو وہ ان کے ساتھ تکبیر کہتے۔

نماز بیٹھ کر پڑھنا...... سلیمان بن ابی ربیع سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبداللہ کے پاس گیا دیکھا کہ بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں قیام چارزانوں ہو کر کرتے اور جب بیٹھنے کا ارادہ کرتے تو دوزانوں بیٹھ جاتے۔

سادگی...... خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ ان کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو وہ درست کر کے ایک ہی جوتی پہنے چلتے جب اس باب میں کہا جاتا تو کہتے کہ اس سے مجھے کیا ضرر پہنچا کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کھجور کی چھال کا تسمہ بنا لیتے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ سالم گھر آتے تھے تو ہم لوگوں کو کھیلتا ہوا پاتے تھے حالانکہ ہم بچے تھے وہ ہمیں اپنی چادر کے کنارے سے مارتے تھے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ سالم صبح ہی صدقہ فطر کی کھجوریں لے جاتے اور نوحہ کرنے والی عورتوں کو ناپسند کرتے تھے۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ سالم کی بیٹی کی ایک چھوٹی سی چھلنی دیکھی جس سے وہ ان کے سامنے کھلتی تھیں۔

عبدالرحمٰن بن الجبر سے مروی ہے کہ ہم لوگ سالم بن عبداللہ کی گود میں یتیم تھے وہ ہمارے پرانے کپڑے جمع کر کے کسی چیز میں پوشیدہ کر دیتے تھے۔

سات گز کپڑے کی تلاش...... ابوعبدالملک مروان جبرالبز ا سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ ہمارے پاس سات گز کپڑے کی تلاش میں آئے۔ میں نے ان کے سامنے کپڑا پھیلا دیا اتفاق سے وہ سات گز سے کم تھا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم نے مجھ سے کہا نہ تھا کہ سات گز کا ہے۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ اس کا اسی طرح نام رکھ لیتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس طرح تو جھوٹ ہو جاتا ہے۔

قدریوں پر لعنت...... عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو ان قدریوں پر لعنت کرتے ہوئے سنا جو قدر (تقدیر) کی تکذیب کرتے یہاں تک کہ وہ لوگ اس قدر کے خیر وشر پر ایمان نہ لائیں (یعنی یہ نہ کہیں کہ کہ بھلائی اور برائی سب اللہ ہی کی طرف سے ہے)۔

عکرمہ بن عمار سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ جماعت کے قصہ گو وغیرہ کے پاس نہیں آتے تھے موسیٰ معلم سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ ہتھیلیاں بھر بھر کر کھجوریں کھاتے تھے۔

شعبدہ بازی سے نفرت...... عطاف بن خالد سے مروی ہے کہ میں سالم بن عبداللہ کے ساتھ کھڑا تھا اس کے پاس ایک لڑکے کو لایا گیا جس کے ساتھ اور لڑکے بھی تھے مگر ان میں سخت تر وہی تھا۔ اس نے اپنی تہمد سے ایک تھا گا گھسیٹا اور کاٹ کر اسے اپنی دو انگلیوں کے درمیان جمع کیا اس میں دو یا تین مرتبہ پھونکا پھر اسے کھینچا تو بالکل درست تھا کوئی عیب نہ تھا سالم نے کہا کہ اگر اس معاملے میں مجھے کچھ اختیار ہوتا تو میں اسے سولی دے دیتا۔

خالد بن القاسم البیاضی سے مروی ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ کی آستینوں کو دیکھا کہ ان کی انگلیوں کے برابر تھیں۔

عبیداللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ سالم قرآن کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سالم ابوایوب انصاری اور ابو ہریرہ اور اپنے والد سے روایت کی ہے۔ میں نے عبداللہ بن محمد بن ابی بکر سے سنا کہ وہ تعمیر کعبہ کے بارے میں اپنے والد کو حضرت عائشہ کی روایت سناتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری قوم نے ابراہیم کی بنیادوں میں کمی کر دی۔ سالم ثقہ و کثیر الحدیث متقی اور بلند مرتبہ لوگوں میں سے تھے۔

غذا...... عبیداللہ بن عمر بن حفص سے مروی ہے کہ یوم عرفہ میں ہشام بن عبدالملک نے سالم بن عبداللہ کو صرف دو کپڑوں میں دیکھا اور اچھی حالت میں پایا پوچھا کہ اے ابو عمر تمہاری غذا کیا ہے انہوں نے کہا کہ روٹی اور روغن زیتون۔ ہشام نے کہا کہ روٹی اور روغن زیتون سے تمہاری طبیعت کیسے بھرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس میں خمیر کر دیتا ہوں۔ جب مجھے اس کی خواہش ہوتی ہے تو اسے کھالیتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ اس روز سالم کو بخار آ گیا اور مدینہ آنے تک مسلسل بخار میں مبتلا رہے

وفات...... عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ سالم بن عبداللہ کی وفات آخری ذی الحجہ ۱۰۶ھ میں ہوئی اس روز ہشام بن عبدالملک (خلیفہ) مدینے میں ہی تھا۔ اس نے اس سال لوگوں کو حج کرایا تھا۔ پھر وہ مدینہ منورہ آیا تو سالم بن عبداللہ کی وفات میں شریک ہو گیا اسی نے ان پر نماز پڑھی۔

نماز جنازہ...... خالد بن قاسم سے مروی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے لوگوں کی کثرت کی وجہ سے سالم بن عبداللہ کی نماز جنازہ بقیع میں پڑھی۔ جب ہشام نے بقیع میں بھی کثرت دیکھی تو اس نے ہشام بن ابراہیم المخزومی کو حکم دیا کہ ان میں سے چار ہزار آدمی جہاد کے لئے منتخب کر لیئے جائیں۔ اس سال کا نام عام الاربعہ آلاف یعنی سال چار ہزار رکھ دیا گیا۔ جب لوگ گرمائی لشکر میں داخل ہوتے تو چار ہزار آدمی مدینے سے ساحلوں کی طرف روانہ ہو جاتے اور لوگوں کی واپسی ان کے گرمائی لشکر سے نکلنے تک وہیں رہتے۔

ابو سلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جس روز سالم بن عبداللہ کی وفات ہوئی میں نے جعفر بن سالم کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر اتار دی اور صرف کرتہ پہنے ہوئے روانہ ہوئے مجھے قاسم بن محمد نے ان کے

پاس بھیجا کہ تم ان سے کہو کہ اپنی چادر اوڑھ لیں۔

قاسم کی بصارت اس زمانے میں جا چکی تھی مگر انہیں اس چادر اتارنے کی اطلاع کر دی گئی تھی۔

عبداللہ بن عبداللہ......ابن عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط ابن رزاح بن دی بن کعب بن لوئی ان کی الدہ صفیہ بنت ابی عبید بن مسعود ابن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قصی تھیں اور یہی قصی ثقیف تھے۔ صفیہ کی والدہ عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ تھیں اور عاتکہ کی والدہ زینب بنت ابی عمرو بن امیہ تھیں۔

اولاد......عبداللہ بن عبداللہ کے ہاں عمر پیدا ہوئے ان کی والدہ ام سلمہ بنت المختار بن ابی عبید بن مسعود تھیں۔

عبدالحمید وعبدالعزیز والی مدینہ اور عبدالرحمٰن وابراہیم اور ام ابراہیم ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبد الرحمٰن بن زید بن الخطاب تھیں۔

ریاح بن عبداللہ ان کی والدہ حبابہ بنت عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ تھیں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر اپنے والد عبداللہ بن عمر کے وصی تھے۔

عادات......نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر خز کا لباس پہنتے تھے ابن عمر اپنا ہاتھ ان پر رکھ کر تکیہ لگاتے اور خز کے کپڑے پر اعتراض نہ کرتے تھے۔

وفات......محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ کی وفات ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے شروع میں مدینے میں ہوئی ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ......ابن عمر بن خطاب ان کی والدہ ام ولد تھیں وہی سالم بن عبداللہ کی والدہ بھی تھیں۔

اولاد......عبیداللہ بن عبداللہ کے ہاں ابوبکر وعمر وعبداللہ ومحمد وام عمر پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ عائشہ بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق تھیں۔

قاسم بن عبداللہ اور ابوعبیدہ وعثمان وابوسلمہ وزید وعبدالرحمٰن وحمزہ وجعفر یہ دونوں (حمزہ وجعفر) توام (جڑواں) تھے اور قریبہ واسماء ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق تھیں۔

اسماعیل ایک ام ولد سے تھے

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ کی کنیت ابوبکر تھی۔

لباس...... خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی اور عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے ایک بالشت سے زیادہ لٹکا لیتے تھے۔

عیسیٰ بن حفص سے مروی ہے کہ میں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کے جسم پر کسم کی رنگی ہوئی دو چادریں دیکھیں جن میں وہ بعد عصر وہ جاتے اور انہیں میں وہ عشاء میں آتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ جیسا کہ لوگ بیان کرتے ہیں عبد اللہ ابن عبد اللہ سے عمر میں زیادہ تھے ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

حدیث میں مرتبہ...... خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ میں نے سالم کو دیکھا کہ عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عمر کے پاس حاضر تھے۔ عبید اللہ کی قبر پر ایک خیمہ تھا اور پانی چھڑکا ہوا تھا ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

حمزہ بن عبداللہ...... ابن عمر بن خطاب ان کی والدہ ام ولد تھیں وہی سالم بن عبد اللہ کی والدہ بھی تھیں۔ حمزہ کی کنیت ابو عمارہ تھی زہری نے ان سے روایت کی ہے ثقہ وقلیل حدیث تھے۔

اولاد...... حمزہ بن عبد اللہ کے ہاں عمر وام المغیرہ وعبدہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام حکیم بنت المغیرہ بن الحارث بن ابی زویب تھیں۔

عثمان ومعاویہ وام عمر وام کلثوم وابراہیم وام سلمہ وعائشہ ولیلیٰ مختلف امہات اولاد سے پیدا ہوئیں۔

زید بن عبداللہ...... ابن عمر بن خطاب ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

زید بن عبد اللہ کے ہاں محمد واحمد وام حمید وزید وفاطمہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام حکیم بنت عبید اللہ بن عمر بن خطاب تھیں۔

اولاد...... عبد اللہ بن زید وابراہیم وعمر وفاطمہ وحفصہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام ولد حکمیہ تھیں۔

سودہ بنت زید ام ولد یمانیہ سے پیدا ہوئیں۔

زید بن عبد اللہ بن عمر کے سب سے بڑے بیٹے تھے وہ انہیں انکی زندگی ہی میں چھوڑ کر کوفہ آگئے اور وہیں مقیم ہو گئے ان کی وفات بھی وہیں ہوئی یمن اور کوفہ میں ان کی پس ماندہ اولاد تھی۔

بلال بن عبداللہ...... ابن عمر بن خطاب ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

بلال کے ہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے ان کی والدہ ام سعید بنت ابی نعیم ابن عامر بن سیار بن ضبیعہ قبیلہ خزاعہ میں سے تھیں۔

واقد بن عبداللہ......ابن عمر بن خطاب انکی والدہ صفیہ .بنت عبید بن مسعود الثقفی تھیں،

اولاد......واقد بن عبداللہ کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے ان کی الدہ امتہ اللہ بنت عبداللہ بن عمیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ بنی مخزوم میں سے تھیں

وفات......زہری سے مروی ہے کہ واقد بن عبداللہ کی وفات احرام کی حالت میں السقیا نامی جگہ میں ہوئی۔ ابن عمر نے انہیں پانچ کپڑوں میں کفن دیا جن میں کرتہ اور عمامہ بھی تھا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ واقد بن عبداللہ کی وفات السقیا میں ہوئی۔ ابن عمر نے کہا نے ان پر نماز پڑھ کر انہیں دفن کر دیا۔ پھر اعراب کو بلایا اور سبق دینے لگے میں نے کہا کہ آپ نے ابھی ابھی واقد کو دفن کیا اور اعراب کو سبق دیتے ہیں۔ فرمایا کہ اے نافع تم پر افسوس ہے تم جب اللہ کو دیکھو کہ وہ کسی امر پر غالب آ گیا تو اس سے غافل ہو جاؤ۔

محمد بن جبیر......ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ قتیلہ بنت عمرو ابن الارزق بن قیس بن النعمان بن معدی بن کرب بن علکب بن کنانہ بن تیم بن اسامہ بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل تھیں۔

اولاد......محمد بن جبیر کے ہاں سعید پیدا ہوئے انہی سے ان کی کنیت تھی اور ام سعید وام سلیمان وام حبیب وام عثمان وحمیدہ ان سب کی والدہ فاختہ بنت عدی الاصغر بن الخیار بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

سہلہ بنت محمد ان کی والدہ ام سعید بنت عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی تھیں۔

عمر بن محمد وایوب وابان وابوسلیمان ان سب کی والدہ ام ایوب بنت سعد بن ابی وقاص تھیں۔

جبیر بن محمد ان کی والدہ کبشہ بنت شرجیل عریب بن عبد کلال تھیں۔

عبدالرحمٰن وعبداللہ وعبیدہ امہات اولاد سے تھیں۔

وفات......عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ محمد بن جبیر اور ان کے بھائی نافع بن جبیر مدینے میں اپنے والد کے مکان میں رہتے تھے۔ محمد کی وفات سلیمان بن عبدالملک کے دور خلافت میں ہوئی۔

حدیث میں مرتبہ......ابی مالک الحمیری سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو جس روز ان کے بھائی محمد بن جبیر کی وفات ہوئی دیکھا کہ اپنی چادر پشت سے اتارے ہوئے جا رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ محمد ثقہ وقلیل

الحدیث تھے۔

نافع بن جبیر......ابن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ ام قتال بنت نافع بن ضریب بن نوفل تھیں۔

اولاد...... نافع بن جبیر کے ہاں محمد وعمر پیدا ہوئے ان سب کی والدہ سعید بن عیاض بن عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل تھیں۔

علی بن نافع ان کی والدہ میمونہ بنت عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب ابن ہاشم تھیں۔ نافع کی کنیت ابو محمد تھی۔

عادات...... ولید بن عبداللہ بن جمیع سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہیب سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔

ابوالغصن ثابت بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو اپنے دانتوں کو سونے کے گھیروں سے باندھے ہوئے دیکھا

لباس...... ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سفید عمامہ اور بے استر کی ٹوپی پہنتے تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ سفید رنگ کے علاوہ کوئی رنگ نہیں پہنتے تھے۔

موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ خز پہنتے تھے۔

تکبر کا علاج...... نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ گویا میں تکبر کرتا ہوں اللہ کی قسم میں گدھے پر سوار ہوا ہوں اور کملی استعمال کی اور بکری کا دودھ دوہا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ فعال کئے اس میں زرا بھی تکبر نہیں۔

عمران بن موسیٰ سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر بن مطعم حج کو پیدل جاتے تھے حالانکہ ان کی سواری کجاوہ کسی ہوئی ان کے پیچھے ہوتی تھی۔

جویریہ ابن اسماء وعبداللہ بن جعفر بن نجیح سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر علار بن عبدالرحمٰن الحرقی کے حلقہ درس میں بیٹھے جو لوگوں کو پڑھا رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو نافع نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میں تمہارے پاس کیوں بیٹھا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اس لئے بیٹھے کہ درس سنیں انہوں نے کہا کہ نہیں میں اس لئے تم لوگوں کے پاس بیٹھا کہ تمہارے پاس بیٹھنے سے اللہ کے آگے تواضع کروں۔

وفات...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر کی وفات مدینے میں ۹۹ھ میں خلافت سلیمان بن عبدالملک کے آخری دور میں ہوئی۔ نافع نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے ثقہ تھے ان کی اکثر حدیثیں اپنے بھائی سے ہیں۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن...... ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

اولاد...... ابوبکر کے ہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن کی نسل ختم ہوگئی عبداللہ و عبدالملک و ہشام جن کی کوئی اولاد نہ تھی سہیل جن کی کوئی اولاد نہیں تھی اور حارث و مریم ان سب کی والدہ سارہ بنت ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوسلمہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور عمر و اور ام عمرو جن کا نام ربیحہ تھا ان سب کی والدہ قریبہ بنت عبداللہ بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔ قریبہ کی والدہ زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم تھیں اور زینب کی والدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ زوجہ نبی کریم ﷺ تھیں۔

فاطمہ بنت ابی بکر ان کی والدہ رمیثہ بنت الولید بن طلیہ بن قیس بن عاصم المنقری تھیں۔

راہب قریش کا لقب...... محمد بن عمر نے کہا کہ ابوبکر عمر بن خطاب کی خلافت میں پیدا ہوئے ان کی بزرگی و کثرت نماز کی وجہ سے لوگ انہیں راہب قریش کہتے تھے۔ بینائی جاتی رہی تھی ان کا کوئی نام نہ تھا کنیت ہی سے پکارے جاتے تھے۔ جنگ جمل میں اور عروہ بن زبیر چھوٹے سمجھ کر واپس کر دئے گئے۔ ابومسعود الانصاری و عائشہ و ام سلمہ سے روایت کی ہے ثقہ اور فقیہ و کثیر الحدیث و عالم و عاقل و بلند مرتبہ و سخی تھے۔

لباس...... ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے جسم پر خز کی چادر دیکھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں بالکل نہیں کترواتے تھے بلکہ خوبی کے ساتھ کترتے تھے۔

امانت کا اعلیٰ درجہ...... عثمان بن محمد سے مروی ہے کہ عروہ نے بنی مصعب کے مالوں میں سے کوئی ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے پاس بطور امانت رکھ دیا۔ کل مال یا اس کا کچھ حصہ ابوبکر کے پاس ضائع ہوگیا عروہ نے پیغام بھیجا کہ آپ پر تاوان نہیں ہے آپ تو صرف امین تھے ابوبکر نے کہا کہ مجھے بھی معلوم ہے کہ مجھ پر تاوان نہیں ہے لیکن آپ ایسے نہ تھے کہ قریش سے بیان کرتے کہ میری امانت برباد ہوگئی۔ انہوں نے اپنا کوئی مال فروخت کر کے ادا کر دیا۔

وفات...... عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن اپنے غسل خانے میں داخل

ہوئے اسی میں ناگہانی طور پر ان کی وفات ہوگئی۔
عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے عصر کی نماز پڑھی اور غسل خانے میں داخل ہوئے گر پڑے تو کہنے لگے کہ اللہ کی قسم مجھے اس کے دن کے شروع میں کوئی چیز حادث نہیں ہوئی راوی نے کہا کہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ ان کی وفات تک سورج غروب ہوگیا تھا یہ ۹۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ محمد بن عمر نے کہا کہ اس سال فقہا کی کثرت وفات کی وجہ سے سال فقہا کہا جاتا ہے۔

مقام...... محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالملک بن مروان ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ اس نے ولید وسلیمان کو ان کے اکرام کی وصیت کی تھی، عبدالملک نے کہا کہ اہل مدینہ ہمارے ہاں برا اثر پیدا کرتے ہیں میں ان کے ساتھ کسی امر کرنے کا قصد کرتا ہوں مگر ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو یاد کر کے ان سے شرماتا ہوں اور اس امر کو ترک کر دیتا ہوں۔

عکرمہ بن عبدالرحمٰن

...... ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی تھیں۔

اولاد...... عکرمہ بن عبدالرحمٰن کے ہاں عبداللہ اکبر پیدا ہوئے ان کی والدہ عاتکہ بنت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ تھیں۔

محمد ان کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔
عبداللہ اصغر حارث ان دونوں کی والدہ دختر عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔
عثمان ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن رمعہ بن الاسود تھیں۔
ام سعید بنت عکرمہ ام ولد سے تھیں۔
محمد، ان کی والدہ ام سلمہ عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔
عبداللہ اصغر و حارث ان دونوں کی والدہ دختر عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن المغیرہ تھیں۔
عثمان، ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن رمعہ بن الاسود تھیں۔
ام سعید بنت عکرمہ ام ولد سے تھیں۔

وفات...... عکرمہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی ان کی وفات یزید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن

...... ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل بن عمرو تھیں۔

اولاد...... محمد بن عبدالرحمٰن کے ہاں قاسم وفاختہ پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ ام علی بنت یسار بن قیس بن الحارث بنی الحارث بن عبد مناۃ بنی کنانہ سے تھیں۔
خالد وابوبکر وسلمہ وہشام وحتمہ وام حکیم ان سب کی والدہ ام سلمہ بنت عبداللہ بن ابی احمد بن جحش تھیں،

مغیرہ بن عبدالرحمٰن

...... ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ ان کی والدہ سعدیٰ بنت عوف بن خارجہ ابن سنان بن ابی حارثہ بن مرہ بن نشبہ بن غیظ بن مرہ تھیں
مغیرہ کی کنیت ابوہاشم تھی۔

اولاد...... مغیرہ بن عبدالرحمٰن کے ہاں حارث ومعاویہ وسعدیٰ پیدا ہوئیں۔ان سب کی عوالدہ ام البنین حبیب بن یزید بن الحارث بنی مرہ کی تھیں۔
عینیہ وام البنین ان دونوں کی والدہ فارعہ بنت سعید بن عینیہ بن حصن بن حذیفہ ابن بدر الفزاری تھیں۔
ابراہیم ویسع ایک ام ولد سے تھے اور یحییٰ وسلمہ ایک ام ولد سے تھے۔
عبدالرحمٰن وہشام وابوبکر ان تینوں کی والدہ ام یزید بنت الاشعث بنی جعفر ابن کلاب میں سے تھیں۔
عثمان وصدقہ وربیحہ ان سب کی والدہ بہیم بنت صدقہ بن شعیث قبیلہ کلب کے بنی خباب میں سے تھیں۔
محمد، ان کی والدہ ام خالد بنت خالد بن محمد بن عبداللہ بن زہیر بن ابی امیہ ابن المغیرہ تھیں۔
ام البنین ان کی والدہ ام البنین بنت عبداللہ بن حنظلہ بن عبیدہ بن مالک بن جعفر تھیں۔
ریطہ ان کی الدہ قریبہ بنت واقع بن حکیمہ بن نجیہ بن ربیعہ بن ریاح تھیں۔
آمنہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
محمد بن عمر نے کہا کہ مغیرہ بن عبدالرحمٰن کئی مرتبہ مجاہدین بن کے ملک شام گئے۔وہ اس لشکر میں مسلمہ تھے جو ملک روم میں روک لئے گئے تھے۔یہاں تک کہ ان لوگوں کو عمر بن عبدالعزیز نے واپس کیا ان کی بینائی جاتی رہی مدینے میں واپس آ گئے اور مدینے میں ہی ان کی وفات ہوئی انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں شہدا کے ساتھ احد میں دفن کیا جائے مگر ان کے متعلقین نے یہ نہیں کیا اور انہیں بقیع میں دفن کیا۔ان سے روایت کی گئی ہت ثقہ وقلیل الحدیث تھے، البتہ مغازی (صفحہ نمبر ۲۱۵) رسول اللہ ﷺ کے بڑے راوی تھے جسے عثمان بن ابان سے حاصل کیا تھا۔مغازی کی تعلیم ان کے ہاں بہت تھی اور ہمیں مغازی کی تعلیم کی تاکید بہت کرتے تھے۔

ابوسعید بن عبدالرحمٰن

...... ابن الحارث بن ہشام بن المغیرہ ان کی والدہ ام رسن بنت الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصہ بنی الحارث بن کعب میں سے تھیں۔

اولاد...... ابوسعید کے ہاں محمد پیدا ہوئے ان کی والدہ میمونہ بنت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھیں۔ولید ان کی والدہ امامہ بنت عبداللہ ابن الحصین ذی الغصہ الحارثی تھیں۔

ابوسعید خلافت یزید بن معاویہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کئے گئے۔

تابعین

دوسرا طبقہ

علی بن الحسینؓ ...... ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام غزالہ تھا ان سے حسین کے بعد حسین بن علی کے آزاد کردہ غلام زبید نے نکاح کیا ان سے ان کے ہاں عبداللہ بن زبید پیدا ہوئے وہ علی بن حسین کے اخیافی بھائی تھے اور ان علی بن حسین کی اولاد حسین سے پس ماندہ اولاد تھی۔ وہ علی اصغر بن حسین تھے۔ لیکن علی اکبر بن حسین نہر کربلا پر اپنے والد کے ساتھ قتل کر دئے گئے اور ان کی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔ چنانچہ علی اصغر بن حسین بن علی کے ہاں الحسن بن علی پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے اور الحسین اکبر جو لاولد مر گئے اور ابو محمد ابو جعفر فقیہ اور عبداللہ اور ان سب کی والدہ ام عبدا للہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب تھیں۔ اور عمر و زید جو کوفے میں قتل کئے گئے جس کو یوسف بن عمر نے ہشام بن عبد الملک کے زمانے میں قتل کر کے دار پر لٹکا دیا۔ اور علی بن علی و خدیجہ اور ان سب کی والدہ ایک ام ولد سے تھیں۔ اور حسین اصغر بن علی و ام علی بنت علی اور انہیں کا نام علیہ تھا اور ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔ اور کلثم بنت علی و سلیمان کہ جن کی بقیہ اولاد نہ تھی اور ملیکہ چند ام ولد سے تھے۔ اور القاسم و ام الحسن جن کا نام حسنہ تھا اور ام الحسین و فاطمہ چند ام ولد سے تھیں۔

کربلا میں ...... علی بن حسینؓ اپنے والد کے ساتھ کربلا میں تھے اس وقت تیرہ سال کی عمر تھی اور بیماری کی حالت میں اپنے بستر پر سو رہے تھے۔ جب حسین علیہ السلام قتل کر دیئے گئے تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا کہ انہیں بھی قتل کر دو۔ اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم ایسے نوخیز جوان مریض کو قتل کر دیں جس نے قتال نہیں کیا عمر بن سعد آئے۔ انہوں نے کہا کہ نہ ان عورتوں سے بولو اور نہ اس مریض سے بولو۔

علی بن حسین نے کہا کہ مجھے انہیں میں سے ایک شخص نے پوشیدہ کر دیا اور خوبی کے ساتھ میری مہمان نوازی کی میرے ساتھ خاص برتاؤ کیا۔ جب میں باہر جاتا اور اندر آتا تو رویا کرتا اور کہتا تھا کہ اگر کسی شخص کے پاس نیکی و وفاداری ہے تو وہ اسی شخص کے پاس ہے۔

گرفتاری ...... بالآخر ابن زیاد کے منادی نے ندا دی کہ خبردار جو شخص علی بن حسین کو پائے وہ انہیں میرے پاس لے

آئے ان کے بارے میں تین سو درہم ہیں (*کچھتر روپے انعام) مقرر کیا ہے۔

اللہ کی قسم وہ شخص روتا ہوا میرے پاس آیا میرے ہاتھ گردن کی طرف باندھنے لگا اور کہنے لگا کہ میں ڈرتا

ہوں اللہ کی قسم وہ مجھے ان لوگوں کے پاس بندھا ہوا لے گیا اور ان کے حوالے کر دیا اور تین سو درہم لے لئے میں ان درموں کو دیکھ رہا تھا۔

میں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس پہنچا دیا گیا اس نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہے میں نے کہا کہ علی بن حسین پوچھا کہ کیا اللہ نے علی کو قتل نہیں کر دیا۔ میں نے کہا کہ میرے ایک بڑے بھائی تھے جن کا نام بھی علی تھا انہیں لوگوں نے قتل کر دیا اس نے کہا کہ نہیں اللہ نے اسے قتل نہیں کیا میں نے کہا کہ اللہ یتونی الانفس حین موتھا (اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت لے لیتا ہے)۔

قتل سے بچ گئے ...... اس نے ان کے قتل کا حکم دیا زینب بنت علی (بن ابی طالب) نے چلا کر کہا کہ اے ابن زیاد تجھے ہم لوگوں کے خون (جو تو کر چکا) کافی ہیں میں اللہ کے واسطے تجھ سے درخواست کرتی ہوں مجھیان کے ساتھ قتل کئے بغیر انہیں قتل نہ کرنا اس نے انہیں چھوڑ دیا۔

حسین کا اسباب اور ان کے بقیہ متعلقین جب یزید بن معاویہ کے پاس لائے گئے اور وہ لوگ اس کے پاس داخل کئے گئے تو اہل شام میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ ان لوگوں کے قیدی ہمارے لئے حلال ہیں۔ علی بن حسین نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ذلیل ہے یہ تیرے لئے نہیں ہے جب تک تو ہماری ملت سے باہر نہ ہو جائے۔ اور ہمارے خلاف دین نہ اختیار کر لے۔

یزید نے دیر تک کنکھیوں سے دیکھا اور شامی سے کہا کہ بیٹھ اور علی بن حسین سے کہا کہ اگر آپ چاہیں ہمارے پاس قیام کریں تا کہ ہم آپ کے ساتھ احسان کریں اور آپ کے لئے آپ کا حق پہنچائیں تو آپ قیام کیجئے اور اگر آپ چاہیں کہ میں آپ کو آپ کے شہر واپس کر دوں تو میں یہ بھی کر سکتا ہوں۔

علی نے کہا کہ نہیں مجھے میرے شہر کو واپس کر دو اس نے انہیں ان کے شہر واپس کر دیا اور ان کے ساتھ احسان کیا۔

کنیت ...... ابو جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین کی کنیت ابوالحسین تھی اور دوسری حدیث میں ہے کہ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔

محبت ...... عیزار بن حریث سے مروی ہے کہ میں ابن عباس کے پاس تھا کہ علی بن حسین آئے انہوں نے کہا کہ حبیب ابن حبیب کو مرحبا۔

نصر بن اوس سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو انہوں نے کہا کہ قبیلہ طے میں سے انہوں نے کہا کہ خدا تمہیں زندہ رکھے اور تمہاری قوم کو زندہ رکھے جن کی طرف تم نے نسبت کی۔ تمہارا قبیلہ بڑا اچھا قبیلہ ہے میں نے کہا کہ آپ کون ہیں انہوں نے کہا کہ میں علی بن حسین ہوں میں نے کہا کہ کیا وہ اپنے والد کے ساتھ قتل نہیں کئے گئے انہوں نے کہا کہ اے میرے پیارے فرزند اگر وہ قتل کر دئے جاتے تو تم انہیں نہ دیکھتے۔

ہدیہ میں احتیاط...... مقبری سے مروی ہے کہ مختار نے علی بن حسین کو ایک لاکھ درہم بھیجے انہوں نے قبول کرنا بھی پسند نہیں کیا اور واپس کرنے سے بھی ڈرے۔ انہوں نے ان کو لے لیا اور اپنے پاس رہنے دیا۔ جب مختار قتل کر دیا گیا تو علی بن حسین نے عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ مختار نے مجھے ایک لاکھ درہم بھیجے تھے ۔ میں نے انہیں واپس کرنا بھی پسند نہیں کیا اور انہیں لینا بھی ناپسند کیا وہ میرے پاس ہیں لہذا کسی کو بھیجو کہ وہ انہیں لے لے۔ عبدالملک نے لکھا کہ اے بھتیجے آپ انہیں لے لیجئے وہ میں نے آپ کے لئے حلال کر دئے ہیں انہوں نے ان کو قبول کر لیا۔

مختار پر لعنت...... عیسیٰ بن دینار موزن سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر سے مختار کو دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ علی بن حسین کعبے کے دروازے پر کھڑے ہوئے مختار پر لعنت کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ مجھے آپ پر فدا کرے آپ اس پر لعنت کرتے ہیں ن حالانکہ وہ محض آپ ہی لوگوں کے بارے میں ذبح کیا گیا انہوں نے کہا کہ وہ بڑا جھوٹا تھا اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولا کرتا تھا۔

تقیہ کے بغیر نماز پڑھنا..... ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہم لوگ تقئے کے بغیر ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور میں علی بن حسین پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ بھی ان لوگوں کے پیچھے تقیے کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔

علی بن حسین سے مروی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا چھوڑنے والا کتاب اللہ کو اپنے پس پشت پھینک دینے والے کی طرح ہے سوائے کہ وہ اس سے ڈرتا ہو کہا گیا کہ اس کا خوف کیا ہے انہوں نے کہا کہ سرکش ظالم سے ڈرے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا یا شرارت کرے گا۔

محبت کی ترغیب...... یحیٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین سے کہا کہ ہم سے اسلامی محبت کرو کیونکہ اللہ کی قسم ہمارے متعلق تمہارے اقوال برابر رہے یہاں تک کہ تم نے ہمیں لوگوں کے نزدیک قابل نفرت بنا دیا

ان کی تعریف...... عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن موہب سے مروی ہے کہ ایک جماعت علی بن حسین کے پاس آئی اور ان کی تعریف کی انہوں نے کہا کہ تم لوگ کس قدر جھوٹے ہو کس قدر اللہ پر جرات کرنے والے ہو ہم اپنی قوم کی صالحین میں سے ہیں اور ہمیں یہی کافی ہے کہ ہم اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں۔

زہری کو تسلی دینا...... یزید بن عیاض سے مروی ہے کہ زہری سے قتل خطا سرزد ہو گیا تو وہ نکلے اور اپنے متعلقین کو چھوڑ دیا۔ اور ایک خیمہ نصب کر لیا اور کہا کہ مجھ پر کسی مکان کی چھت سایہ فگن نہ ہو گی ان کے پاس سے علی بن حسین گزرے اور کہا کہ اے ابن شہاب تمہاری مایوسی تمہارے گناہ سے بہت زیادہ ہے اللہ سے ڈرو اور اس سے مغفرت طلب کرو۔ اس مقتول کے متعلقین کو خون بہا بھیج دو اور خود اپنے متعلقین کے پاس واپس جاؤ۔ زہری کہا کرتے تھے کہ علی بن حسین کا سب سے زیادہ مجھ پر احسان ہے

آزاد کردہ باندی سے نکاح ...... عثمان بن عثمان سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے ایک لڑکی کا اپنے آزاد کردہ غلام سے نکاح کیا اور اپنی ایک لونڈی آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ عبد الملک بن مروان نے اس واقعے پر انہیں لکھ کر اس پر عار دلائی۔ علی نے اسے لکھا کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کے اندر اچھا نمونہ ہے رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت حیی کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور زید بن حارثہ کو آزاد کر کے ان سے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینب بنت جحش کا نکاح کر دیا۔

حق کی واپسی ...... عبداللہ بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ جب حسین قتل کر دئے گئے تو مروان نے میرے والد سے کہا کہ آپ کے والد نے میرے والد سے چار ہزار دینار مانگے تھے مگر وہ میرے پاس موجود نہ تھے۔ آج میرے پاس موجود ہیں اگر آپ چاہیں تو لے لیجئے۔ والد نے وہ لے لئے۔ اولاد مروان میں سے کسی نے ان کے متعلق کچھ نہ کہا یہاں تک کہ جب ہشام بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اس نے والد سے کہا کہ ہمارا وہ حق کیا ہوا جو آپ لوگوں کی طرف ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ محفوظ و قابل شکر گزاری ہے اس نے کہا کہ وہ آپ ہی کا ہے۔

شعیب بن ابی حمزہ سے مروی ہے کہ زہری جب علی بن حسین کا ذکر کرتے تھے تو کہتے کہ وہ اپنے اہل بیعت میں سب سے زیادہ اور سب سے بہتر عبادت گزار اور مروان بن حکم و عبد الملک بن مروان کو ان سب سے زیادہ محبوب تھے۔

واپسی ...... ابی جعفر سے مروی ہے کہ ان سے یوم الحرہ کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا اس میں کوئی آپ کے اہل بیعت میں سے بھی نکلا تھا۔ انہوں نے کہا کہ نہ اس میں آل ابی طالب میں سے کوئی نکلا اور نہ ابی عبد المطلب میں سے وہ لوگ پنے گھروں میں ہی رہے۔ پھر جب مسرف آیا اور اس نے لوگوں کو قتل کیا اور عقیق کو گیا تو اس نے میرے والد علی بن حسین کو دریافت کیا کہ آیا وہ موجود ہیں کہا گیا کہ ہاں اس نے کہا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں انہیں نہیں دیکھتا۔

والد کو معلوم ہوا تو اس کے پاس آئے ہمراہ محمد بن علی ابن الحنفیہ کے دونوں بیٹے ابو ہاشم عبداللہ اور حسن بھی تھے۔ جب اس نے والد کو دیکھا تو انہیں مرحبا کہا اور ان کے لیئے اپنے تخت پر گنجائش کر دی۔ پوچھا کہ آپ میرے بعد کیسے رہے انہوں نے کہا کہ میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں۔ مسرف نے کہا کہ امیر المؤمنین نے مجھے آپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے والد نے کہا کہ اللہ امیر المؤمنین کو صلہ دے۔ پھر اس نے ابو ہاشم اور حسن فرزندان محمد کو دریافت کیا تو میں نے کہا کہ وہ دونوں میرے چچا کے بیٹے ہیں اس ان دونوں کو مرحبا کہا اور وہ سب اس کے پاس سے واپس ہوئے۔

عبید اللہ کے پاس ...... مالک بن انس سے مروی ہے کہ علی بن حسین بن علی بن ابی بطالب عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس ان سے کچھ پوچھنے کے لئے آئے۔ عبید اللہ بن عبداللہ کے ساتھی ان کے پاس تھے اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ علی بن حسین بیٹھ گئے نماز سے فارغ ہو کر عبید اللہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے۔ ان لوگوں

نے کہا کہ اللہ آپ سے فائدہ حاصل کرنے والا بنائے آپ کے پاس یہ شخص آیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے فرزند اور ان کے جانشین ہیں اور آپ سے کچھ دریافت کرتے ہیں۔ عبید اللہ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ افسوس ہے جو اس شان کو طلب کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ مشقت بھی اٹھائے۔

سائل کا اکرام …… ایک شیخ سے جن کا نام مستقیم تھا مروی ہے کہ ہم علی بن حسین کے پاس رہتے تھے ان کے پاس سائل آتا تو کھڑے ہو جاتے اور اسے دیتے اور کہتے کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں پڑنے سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں پڑتا ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

مسعود بن مالک سے مروی ہے کہ مجھ سے علی بن حسین نے کہا کہ سعید ابن جبیر کیسے ہیں؟ میں نے کہا کہ نیک ہیں انہوں نے کہا وہ ایسے شخص ہیں جو ہمارے پاس سے گزرتے ہیں تو ہم ان سے فرائض اور اشیاء دریافت کرتے ہیں جن کے ذریعے سے اللہ ہمیں فائدہ دیتا ہے بے شک وہ چیز ہمارے پاس نہیں ہے جس کی یہ اہل عراق ہم پر تہمت لگاتے ہیں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے کہا کہ اللہ کی قسم عثمان حق کے طور پر قتل نہیں کئے گئے۔

نماز میں حالت …… عبداللہ بن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ علی بن حسین جب چلتے تھے تو ان کے ہاتھ ران سے آگے نہیں بڑھتے تھے اور نہ وہ اپنے ہاتھ ہلاتے تھے۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو لرزہ طاری ہو جاتا ان سے کہا گیا کہ آپ کو کیا ہوا انہوں نے کہا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہو رہا ہوں اور کس سے مناجات کرتا ہوں۔

صبر کی تلقین …… علی بن محمد سے مروی ہے کہ علی بن حسین جنگ سے منع کرتے تھے اہل خراسان کی ایک جماعت ان سے ملی انہوں نے اس ظلم کی شکایت کی جو انہیں اپنے والیوں سے پہنچتا تھا علی نے ان لوگوں کو صبر اور باز رہنے کا حکم دیا اور کہا کہ میں وہی کہتا ہوں جو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ **ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم** (اگر تو ان لوگوں کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اگر تو انہیں معاف کر دے تو بے شک تو عزت والا اور حکمت والا ہے)۔

اسلم کو ساتھ بٹھانے کی وجہ …… ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین اپنی سواری پر اس طرح مکہ کی جانب روانہ ہوتے اور واپس آتے کہ اسے کوڑا نہیں مارتے تھے۔ اور حضرت عمر کے غلام اسلم کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے۔ قریش کے ایک شخص نے کہا کہ آپ قریش کو چھوڑ کر بنی عدی کے ایک غلام کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے ہیں۔ علی نے کہا کہ انسان صرف اس جگہ بیٹھتا ہے جہاں اسے نفع ہوتا ہے۔

الماجشون …… یزید بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین و سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ دونوں قبروں و منبر کے درمیان سورج بلند ہونے تک بیٹھ کر باتیں کرتے اور آپس میں تذکرہ کرتے۔ جب اٹھنے کا ارادہ کرتے تو

عبداللہ بن ابی سلمہ انہیں کوئی سورۃ پڑھ کر سناتے پھر جب پڑھنے سے فارغ ہو جاتے تو وہ لوگ دعا کرتے حماد نے کہا کہ وہ الماجشون تھے۔

خضاب......علی بن حسین سے مروی ہے کہ وہ سیاہی سے خضاب کرتے تھے۔

موسیٰ بن ابی حبیب الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین کو مہندی اور نیل سے خضاب کرتے دیکھا۔

لباس......حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علی بن حسین کی زرد خز کی چادر تھی وہ جمعہ کو اوڑھتے تھے۔

عثمان بن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے علی بن حسین کے بدن پر خز کی چادر اور خز کا جبہ دیکھا۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین کو عراق سے کھالوں کا ایک جبہ ہدیہ بھیجا گیا وہ اسے پہنتے تھے مگر جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو اسے اتار دیتے۔ ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین کا لومڑی کی کھالوں کا جبہ تھا وہ اسے پہنتے تھے مگر جب نماز پڑھتے تو اسے اتار دیتے۔

نصر بن اوس الطائی سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین کے پاس گیا جو اس حالت میں تھے کہ بدن پر سرخ پرانی چادر تھی اور بال کندھوں تک چھوٹے ہوئے تھے۔

یزید بن حازم سے مروی ہے میں نے علی بن حسین کے جسم پر ایک کردی موٹا طیلسان اور یمنی موٹے موزے دیکھے۔

سادگی......علی بن حسین سے مروی ہے کہ وہ خز کی چادر پچاس دینار میں خریدتے اس میں سردی کا موسم گزارتے پھر اسے فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کر دیتے مصر کے شہر الشمون کی بنی ہوئی دو چادروں میں ایک دینار کی ہوتیں گرمی گزار دیتے۔ بیچ میں مختلف کپڑے پہن لیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ من حرم زینته ا لله التی اخرج (اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی کس نے حرام کی) عمامہ باندھتے تھے عیدین میں ان کے لئے مشکیزے میں جھاگ کے بغیر نبیذ بنائی جاتی تھی۔ جب احرام اتادہ کرتے تھے تو غسل کے بعد تیل یا خوشبو لگاتے تھے۔

عبداللہ بن سعید بن ابی ہند سے مروی ہے کہ علی بن حسین سر پر سفید عمامہ باندھتے اور پس پشت شملہ (بروایت ابن ابی اویس) ایک بالشت یا قدرے لٹکا لیتے تھے۔

احتیاط......ابوجعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین بیت الخلاء میں گئے میں دروازے پر کھڑا تھا اور ان کے وضو کا پانی رکھ دیا تھا وہ نکلے اور کہا کہ اے میرے بیٹے میں نے کہا کہ لبیک (حاضر ہوں) انہوں نے کہا کہ میں نے بیت الخلاء میں ایسی چیز دیکھی جس نے مجھے شک میں ڈال دیا ہے میں نے کہا کہ وہ کیا چیز ہے انہوں نے کہا کہ میں نے

مکھیوں کو دیکھا کہ نجاست پر گرتی ہیں پھر اڑ کر انسان کی کھال پر بیٹھتی ہیں، میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایک کپڑا بناؤں کہ جب بیت الخلا جاؤں تو اسے پہن لوں پھر کہا کہ مجھے ایسی چیز کی گنجائش نہیں جس کی لوگوں کو گنجائش نہ ہو۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ان کے والد علی بن حسین نے دو مرتبہ اپنا مال اللہ کے اور اپنے درمیان تقسیم کر دیا (یعنی آدھی دولت اللہ کو دے دی اور آدھی خود اپنے لئے رکھ لی) اور کہا کہ اللہ اس گناہ گار مومن پسند کرتا ہے جو توبہ کرنے والا ہو۔

حج کا معمول ...... عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ علی بن حسین (زمانہ حج میں) عرفہ کی رات مزدلفہ کی صبح جب واپس ہوتے تو معمولی رفتار سے چلتے اور کہتے کہ ابن زبیر جب اپنی سواری کو اپنے ہاتھ پاں سے مارتے تھے تو وہ درستی پر نہ تھے۔ علی بن حسین ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو سفر میں جمع کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ یہی کرتے تھے حالانکہ نہ آپ جلدی میں ہوتے اور نہ خوف میں۔

جعفر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ علی بن حسین جمار کی طرف (جہاں منیٰ مین رمی کی جاتی ہے) پیدل جاتے تھے منیٰ میں ان کا ایک مکان تھا۔ جب اہل شام انہیں تکالیف دینے لگے تو وہ مقام قرین الثعالب یا قرین الثعالب کے قریب منتقل ہو گئے وہ سوار ہوتے اور جب وہ اپنی منزل میں آجاتے تو جمار تک پیدل چلتے۔

بچوں سے حسن سلوک ...... نصر بن اوس سے مروی ہے کہ علی بن حسین اپنا ہاتھ کھجور پر ڈالتے اور بوڑھے اور بچے کو برابر دیتے۔

حسین بن علی سے مروی ہے کہ ہمارے والد علی بن حسین آئے میں اور جعفر ایک احاطہ میں کھیل رہے تھے والد نے محمد بن علی سے کہا کہ جعفر پر کتنا زمانہ گزرا انہوں نے کہا کہ سات سال انہوں نے کہا کہ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو۔

مختلف لوگوں کی صبح ...... ابن عمرو سے مروی ہے کہ میں علی بن حسین کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ آپ کی اصلاح کرے آپ نے کس حالت میں صبح کی، انہوں نے کہا کہ میں اہل مصر کے کسی بوڑھے کو تمہاری طرح خیال نہیں کرتا تھا کہ وہ نہیں جانتا کہ ہم نے کس حالت میں صبح کی، لیکن جب تم نہیں جانتے کہ ہم نے کس حالت میں صبح کی یا تمہیں نہیں معلوم تو میں تمہیں بتاؤں گا۔

ہم نے اپنی قوم میں اس طرح صبح کی جس طرح بنی اسرائیل نے فرعون والوں میں جو ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے ہمارے بوڑھے اور ہمارے سردار نے اس طرح صبح کی کہ منبروں پر ان کی بدگوئی یا گالی سے ہمارے دشمن کے پاس قربت حاصل کی جاتی ہے۔

قریش نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ شمار کرتے ہیں کہ تمام عرب پر انہیں فضیلت ہے اس لئے کہ محمد ﷺ انہی میں سے ہیں۔ آپ کے بغیر ان کی کوئی فضیلت شمار نہیں کی جاسکتی، اور عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ بھی قریش کے لئے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

عرب نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں عجم پر فضیلت حاصل ہے اس لئے کہ محمد ﷺ انہی میں سے ہیں آپ کے بغیر ان کی فضیلت شمار نہیں کی جاسکتی۔ عجم نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ بھی عرب کے لئے اس کا اقرار کرتے ہیں۔

اگر عرب سچ کہتے ہیں کہ انہیں عجم پر فضیلت حاصل ہے اور قریش سچ کہتے تھے کہ انہیں عرب پر فضیلت حاصل ہے کہ محمد ﷺ انہی میں سے ہیں تو ہم اہل بیت کو قریش پر فضیلت حاصل ہے اس لئے کہ محمد ﷺ ہم میں سے ہیں انہوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ہمارا حق لیتے تھے اور ہمارا حق نہ پہچانتے تھے تم نہیں جانتے کہ ہماری کیا گزری تو جان لو کہ اس طرح گزر گئی۔

معزولی...... راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ وہ ان لوگوں کو سنانا چاہتے تھے جو لوگ بیت اللہ میں موجود تھے

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہشام بن اسماعیل علی بن حسین اور ان کے اہل بیت کو ایذا دیا کرتا تھا منبر پر اس کے متعلق بیان کرتا تھا اور علیؓ کی بدگوئی کرتا جب ولید بن عبدالملک والی بنا تو اس نے اسے معزول کر دیا اور لوگوں کے سامنے اسے کھڑا کیا۔

راوی نے کہا کہ ہشام کہا کرتا تھا کہ خدا کی قسم میرے نزدیک سب سے اہم علی بن حسین ہیں میں کہا کرتا تھا کہ وہ نیک مرد ہیں ان کی بات سنی اور مانی جاتی ہے۔

ہشام بن اسماعیل کو مواخذہ کے لئے لایا گیا تو علی بن حسین نے اپنے لڑکوں اور حامیوں کو جمع کر کے منع کر دیا کہ اس شخص کو کچھ نہ کہیں۔

علی بن حسین اپنی کسی ضرورت سے صبح کو ادھر سے گزرے سامنا ہوا تو ہشام بن اسماعیل نے ان سے پکار کر کہا کہ **اللہ یعلم حیث یجعل رسالاتہ** (اللہ جانتا ہے جہاں وہ اپنی پیمبری رکھتا ہے)۔

ردعمل...... عبداللہ بن حسین سے مروی ہے کہ جب ہشام بن اسماعیل معزول کر دیا گیا تو انہوں نے ہمیں ان سے ان امور کا انتقام لینے سے منع کر دیا جنہیں ہم لوگ ناگوار سمجھتے تھے۔ جب والد نے ہمیں جمع کیا تو کہا کہ یہ شخص معزول کر دیا گیا اور اسے لوگوں کے سامنے کھڑا کرنے کا حکم دیا گیا لیکن تم میں سے کوئی شخص ہرگز اس کی روک ٹوک نہ کرے۔

میں نے کہا کہ اے میرے والد یہ کیوں اللہ کی قسم اس کا نقش ہمارے نزدیک بہت برا ہے۔ اور ہمیں بھی ایسے ہی دن کی تلاش تھی انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے ہم اس کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں اللہ کی قسم آل حسین میں سے کسی نے ایک حرف بھی نہ کہا یہاں تک اس کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

وفات...... ابی جعفر سے مروی ہے کہ علی بن حسین نے وصیت کی کہ ان کی موت کی کسی کو اطلاع نہ دی جائے انہیں لے چلنے میں جلدی کی جائے سوتی کپڑے کا کفن دیا جائے اور عطر میت میں مشک شامل نہ کیا جائے۔

عبداللہ بن محمد عقیل سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین کی وفات ہوئی تو ابوجعفر نے علی بن حسین کی ایک ام ولد کو ان کی شرم گاہ کو غسل دینے کا حکم دیا۔

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین کی وفات ۹۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور انہیں بقیع میں دفن کیا گیا اس سال کو فقہا کی کثرت انتقال کی وجہ سے سنتہ الفقہا کہا جاتا ہے۔

حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ میرے والد علی بن حسین کی وفات ۹۴ھ میں ہوئی ہم نے ان پر بقیع میں نماز جنازہ پڑھی فضل بن دکین کہتے تھے کہ ان کی وفات ۹۲ھ میں ہوئی ان کے اہل بیت اور اہل شہر نے ایسی کوئی چیز نہیں کی جس سے میں انہیں جانتا۔

جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ جب علی بن حسین کی وفات ہوئی تو وہ اٹھاون سال کے تھے۔

واقعہ کربلا میں شرکت کرنے کی وجہ...... محمد بن عمر نے کہا کہ یہ تمہیں اس بات پر دلالت کرے گا کہ علی بن حسین تیرہ یا چودہ سال کی عمر میں واقعہ کربلا میں اپنے والد کے ساتھ تھے۔ جن لوگوں نے کہا کہ وہ بچے تھے کہ سبزہ کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا ان کا قول کوئی چیز نہیں لیکن وہ اس روز بیمار تھے انہوں نے جنگ نہیں کی وہ اس زمانے میں کس طرح اس حالت میں ہو سکتے ہیں کہ ان کے سبزہ کا آغاز نہ ہوا ہو حالانکہ ان کے ہاں ابوجعفر محمد بن علی پیدا ہو چکے تھے ابوجعفر جابر بن عبداللہ سے ملے ہیں اور لوگوں نے ان سے روایت کی ہے اور جابر کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی

نماز جنازہ...... مقبری سے روایت ہے کہ جب علی بن حسین کو رکھا گیا کہ ان پر نماز پڑھی جائے تو لوگ اور اہل مسجد (نبوی) ان پر ٹوٹ پڑے سعید بن میسّب تنہا رہ گئے تو خشرم نے سعید بن میسّب سے کہا کہ اے ابومحمد آپ مکان صالح میں اس مرد صالح کے پاس حاضر نہیں ہوتے سعید نے کہا کہ مجھے مسجد میں دو رکعت پڑھنا اس مرد صالح کے پاس مکان صالح میں حاضر ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

عثیم بن نسطاس سے مروی ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار کو دیکھا کہ ان کی جانب روانہ ہوئے انہوں نے ان پر نماز پڑھی اور ان کے ساتھ گئے وہ کہتے تھے کہ مجھے جنازے میں حاضر ہونا نفل نماز سے زیادہ پسند ہے۔

خوراک...... شیبہ بن نعامہ سے مروی ہے کہ علی بن حسین کو بخیل کہا جاتا تھا جب ان کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے ان کی یہ حالت پائی کہ مدینے کے سو گھر والوں کو پوشیدہ خوراک دیتے تھے لوگوں نے کہا کہ علی بن حسین ثقہ و مامون و کثیر الحدیث اور عالی مرتبہ وبلند پایا و پرہیز گار تھے۔

عبدالملک بن مغیرہ......ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ان کی والدہ ام ولد تھیں

اولاد...... عبدالملک کے ہاں خدیج وعبدالرحمٰن ونوفل واسحاق و یزید وضریبہ وحبابہ پیدا ہوئیں۔ ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت سعید بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

عبدالملک کی کنیت ابومحمد تھی قلیل الحدیث تھے۔ ان کی وفات عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ہوئی۔

ابوبکر بن سلیمان......ابن حثمہ بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ امتہ اللہ بنت المسیب بن صیفی بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

اولاد...... ابوبکر بن سلیمان کے ہاں محمد وعبداللہ اور چند لڑکیاں پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

حارث ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام کلثوم ان کی والدہ دختر شافع بن انس بن عبدہ بنی معیص بن عامر بن لوئی میں سے تھیں۔

ابوبکر بن سلیمان نے سعید بن ابی وقاص سے سنا ہے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے

ان کے بھائی عثمان بن سلیمان...... ابن ابی حثمہ بن حذیفہ بن غانم ان کی والدہ میمونہ بنت قیس بن ربیعہ بن ربعان بن حرثمان بن نصر بن عمرو بن ثعلبہ بن کنانہ بن عمرو بن قیس قبیلہ فہم سے تھیں۔

اولاد...... عثمان بن سلیمان کے ہاں عمرو محمد پیدا ہوئے ، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں عثمان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عبدالملک بن مروان...... ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں۔

عبدالملک بن مروان کے ہاں ولید پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے اور سلیمان کہ وہ بھی والی خلافت ہوئے مروان اکبر جو لاولد مر گئے اور داؤد کہ وہ بھی لاولد مر گئے اور عائشہ ان سب کی ام الولید بنت العباس بن جرد بن الحارث بن زہیر بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن الحارث بن قطیعہ بن عبس بن بغیض تھیں۔

خلیفہ یزید بن عبدالملک اور مروان اور معاویہ جو لاولد مر گئے ان سب کی والدہ عاتکہ بنت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

ہشام بن عبدالملک جو والی خلافت ہوئے ان کی والدہ ام ہشام بنت ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ابوبکر بن عبدالملک ان کا نام بکار تھا ان کی والدہ عائشہ بنت موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی تھیں۔

حکم بن عبدالملک جو لاولد مر گئے ان کی والدہ ام ایوب بنت عمرو بن عثمان بن عفان تھیں ، ام ایوب کی والدہ ام الحکم بنت زویب بن حلحلہ بن عمرو بن کلیب الاعمی ابن اصرم بن عبداللہ بن قمیر بن حبشیہ بن سلول تھیں۔

عبداللہ بن عبدالملک و مسلمہ و منذر و عنبسہ و محمد سعید الخیر و حجاج مختلف ام ولد سے تھے۔

فاطمہ بنت عبدالملک جس سے عمر بن عبدالعزیز بن مروان نے نکاح کیا۔ ان کی والدہ المغیرہ بنت المغیرہ بن خالد بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں۔

ابتدائی حالات...... عبدالملک کی کنیت ابوالولید تھی عثمان بن عفان کی خلافت میں ۲۶ھ میں ان کی ولادت ہوئی یوم الدار میں اپنے والد کے ساتھ تھے۔ اس وقت عمر دس سال کی تھی انہوں نے ان لوگوں کا حال اور ان کی بات یاد رکھی۔ مسلمان ۴۲ھ میں سرما میں بغرض جہاد ملک روم گئے۔ وہ پہلا سرمائی جہاد تھا کہ وہ لوگ اس کے لئے وہاں گئے۔ معاویہ نے اہل شہر پر عبدالملک بن مروان کو عامل بنایا اس زمانے میں سولہ سال کے تھے۔ عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو بحری سفر کرایا۔

چار عادتیں...... محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک سے مروی ہے کہ میں نے ایک شیخ کو کثیر بن صلت کے مکان کے پاس بیان کرتے سنا کہ ایک روز معاویہ بن سفیان نے اجلاس کیا ان کے ساتھ عمرو بن العاص بھی تھے۔ عبدالملک بن مروان ان دونوں کے پاس سے گزرے تو معاویہ نے کہا کہ یہ نوجوان کس قدر باادب اور مروت والا ہے۔

عمرو بن العاص نے کہا کہ امیر المومنین اس نوجوان نے چار عادتیں اختیار کر لیں اور تین خصلتیں ترک کر دیں۔ جب بات کرتا ہے تو خوش گفتاری سے کرتا ہے اور اس سے بات کی جاتی ہے تو ہمہ تن سماعت بن جاتا ہے جب

ملاقات کرتا ہے تو خندہ پیشانی سے کرتا ہے اور اس کی مخالفت کی جائے تو بہت کم بار ڈالتا ہے جس گفتگو سے عذر کیا جاتا ہے تو اسے ترک کر دیتا ہے۔ کمینہ لوگوں کی صحبت سے عذر کرتا ہے اور ایسے شخص سے مزاح کو ترک کرتا ہے جس کی عقل ومروت پر بھروسہ نہیں۔

مقبری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان اپنے والد کی زندگی اور ان کی گورنری کے زمانے میں ایام حرہ تک مدینہ منورہ میں رہے جب اہل مدینہ نے حملہ کیا اور یزید بن معاویہ کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا اور بنی امیہ کو بھی نکال دیا تو عبدالملک اپنے والد کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں مسلم بن عقبہ ملے جسے یزید بن معاویہ نے ایک لشکر کے ساتھ اہل مدینہ کی طرف بھیجا تھا۔

اندیشہ...... مروان وعبدالملک بن مروان جن کے چیچک نکلی ہوئی تھی اس کے ساتھ واپس ہوئے عبدالملک ذی خشب میں رہ گئے۔ انہوں نے ایک قاصد کو حکم دیا کہ مخیص میں قیام کرے جو مدینہ ذی خشب کے درمیان مدینہ سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ اور دوسرے قاصد کو حکم دیا کہ جنگ میں حاضر ہو کر ان کے پاس اس کی خبر لائے انہیں خطرہ تھا کہ حکومت اہل مدینہ کی ہو جائے گی۔

خوشخبری...... عبدالملک نے ذی خشب میں مروان کے محل میں بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ قاصد اپنا کپڑا ہلاتا ہوا آیا عبدالملک نے کہا کہ بے شک یہ خوشخبری دینے والا ہے ان کے پاس وہ قاصد آیا جو مخیض میں تھا اور خبر دی کہ اہل مدینہ قتل کر دیئے گئے اور شامی فوج شہر میں داخل ہو گئی، عبدالملک نے سجدہ شکر ادا کیا اور صحت پانے کے بعد مدینہ میں داخل ہوئے۔

حالات کی خبر...... محمد بن عمر کے علاوہ اور مؤرخین نے کہا کہ اہل مدینہ نے جب ان لوگوں کو نکالا تھا تو ان سے عہد و پیمان لیا تھا کہ وہ ان سے چھپ کر پہاڑی راستوں کو نہ بتائیں گے اور نہ ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد کریں گے۔ پھر جب انہیں وادی القریٰ میں مسلم بن عقبہ ملا تو مروان نے اپنے بیٹے عبدالملک بن مروان سے کہا کہ تم مجھ سے پہلے اس کے پاس جاؤ شاید میرے بدلے تم اسے کافی ہو جاؤ۔

عبدالملک اس کے پاس گئے مسلم نے ان سے کہا کہ تمہارے پاس جو خبر ہے وہ لاؤ مجھے لوگوں کی خبر بتاؤ اور کہو کہ تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا کہ اچھا پھر اسے اہل مدینہ کی خبر دی ان کے پہاڑی راستے بتائے کہ کیونکر ان کے پاس آ سکتے ہیں اور کہاں سے ان پر داخل ہوں اور کہاں اتریں۔

مروان ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ جو خبر تمہارے پاس ہے لاؤ اس نے کہا کہ کیا عبدالملک تمہارے پاس نہیں آئے اس نے کہا کہ ہاں تو مروان نے کہا کہ جب تم نے عبدالملک سے ملاقات کر لی ہے تو گویا مجھ سے ملاقات کر لی اس نے کہا کہ بے شک مسلم نے کہا کہ عبدالملک بھی کیسے آدمی ہیں میں نے بہت کم قریش کے لوگوں میں سے کسی شخص سے گفتگو کی ہے جو ان کے مشابہ ہو۔

ابن زبیر کے جھگڑے پر تاثرات...... اہل اردن میں سے ایک شخص سے مروی ہے کہ مسلم بن عقبہ

مدینہ آنے کے وقت ہم لوگ اس کے ساتھ تھے ذی المروہ کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو اتفاق سے ایک خوبصورت خوش آویز نوجوان کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا تھوڑی دیر تک ہم نے اس باغ میں چکر لگایا۔نماز سے فارغ ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا تم اسی لشکر میں ہو میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ کیا تم لوگ ابن زبیر سے جنگ کا ارادہ کرتے ہو میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ میں پسند نہیں کرتا روئے زمین پر جو کچھ ہے وہ سب میرے لئے ہو اور میں جنگ کے لئے ان کی جانب روانہ ہوں آج روئے زمین پر ابن زبیر سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔راوی نے کہا کہ وہ نوجوان عبدالملک بن مروان تھا،عبدالملک بعد میں ابن زبیر کے ساتھ مبتلا ہوئے اور ان کو مسجد حرام میں قتل کر دیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالملک علماء وفقہا کی صحبت میں بیٹھتے ان سے علم حاصل کرتے اور قلیل الحدیث تھے۔

خلافت کی بیعت......محمد بن عمر نے کہا کہ ۳ ذی القعدہ ۶۴ھ میں بروز بدھ کو الجابیہ میں مروان بن حکم سے بیعت خلافت کی گئی ، پھر اس نے ضحاک بن قیس الفہری کا مرج راہط میں مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا اس کے بعد عبد الملک وعبدالعزیز فرزندان مروان نے اپنے والد کے لئے بیعت خلافت لی۔

ابی الحورث سے مروی ہے کہ یکم رمضان ۶۵ھ میں دمشق میں مروان کی وفات ہوئی اس روز عبدالملک خلافت کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابن زبیر بمقابلہ عبدالملک......اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ مصعب بن زبیر نے عبدالملک کی جانب نکلنے کی تیاری کی اور روانہ ہو گئے ، باجمیرا میں آئے جوانبار سے تین فرسخ اسی طرف ساحل فرات پر ایک گاؤں ہے وہاں اترے عبدالملک کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے لشکروں کو جمع کیا اور عراق کے ارادے سے مصعب بن زبیر سے جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔

جب روح بن زنباع سفر کی تیاری کر رہے تھے تو کہا کہ اللہ کی قسم اس دنیا کا معاملہ بھی عجیب ہے۔میں نے اپنے آپ کو اور مصعب بن زبیر کو اس حالت میں دیکھا کہ جس مقام پر ہم دونوں جمع ہوتے تھے وہاں اگر ایک رات کو بھی میں انہیں نہیں پاتا تھا تو گویا بے چین ہو جاتا تھا اور اگر وہ مجھے نہیں پاتے تھے تو وہ بے چین ہو جاتے تھے۔میرے پاس تھوڑا کھانا بھی لایا جاتا تھا تو میں نہیں سمجھتا تھا کہ میرے لئے اس کا کھانا جائز ہے جب تک کہ میں وہ سب یا اس کا کچھ حصہ مصعب کے پاس نہ بھیج دوں ،لیکن اب ہم دونوں تلوار تک پہنچ گئے یہ سلطنت کامیاب نہ ہوتی باپ یا بیٹا جو کوئی اس کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے تلوار ہی ہوتی ہے۔

عبدالعزیز کی ولی عہدی......عبدالملک یہ گفتگو محض اس لئے کر رہے تھے کہ خالد بن یزید بن معاویہ وعمرو بن سعید بن العاص دونوں ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔اس گفتگو کو انہوں نے ان دونوں کو سنانا چاہا تھا وہ اس زمانے میں دونوں سے ڈرتے تھے انہیں معلوم تھا کہ اہل شام کے نزدیک عمرو بن سعید سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں اور خالد بن یزید بن معاویہ کو مروان نے ولی عہد بنانے کی امید دلائی تھی مگر اس نے عبدالملک کو اور عبدالملک کے بعد

عبدالعزیز کوولی عہد بنایا خالد مایوس ہو گیا اور امید و آس کی حالت میں عبدالملک کے ساتھ تھا۔

یحییٰ بن عبداللہ بن ابی فروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عبدالملک دمشق سے جنگ کے ارادہ سے عراق کے لئے روانہ ہوئے تو بطنان حبیب ملبیلہ کے اسی طرف تھے کہ خالد بن یزید اور عمرو بن سعید ایک جگہ جا کر بیٹھ گئے دونوں نے عبدالملک کے حال اور باوجود ان کے فریب دینے اور لغو وعدے کرنے کے ان کے ساتھ روانگی کا ذکر کیا عمرو نے کہا کہ میں تو واپس جاتا ہوں خالد نے انہیں ہمت دلائی عمرو دمشق واپس آئے اور شہر میں داخل ہو گئے حالانکہ اس زمانے میں شہر کے اطراف ایک مضبوط شہر پناہ تھی۔ انہوں نے اہل شام کو بلایا تو لوگ فوراً ان کے پاس آئے عبدالملک نے انہیں نہیں پایا تو پوچھا کہ ابوامیہ کہاں ہیں کہا گیا کہ وہ واپس گئے عبدالملک بھی لوگوں کو دمشق تک واپس لے گئے دمشق کے دروازے پر اترے سولہ دن مقیم رہے یہاں تک کہ عمرو نے اسے ان کے لئے کھول دیا اور ان سے بیعت کر لی

عمرو بن سعید کا قتل...... عبدالملک نے ان سے چشم پوشی کی پھر اسے قتل کا ارادہ کر لیا اور ایک روز انہیں بلا بھیجا، عمرو بن سعید کے دل میں خیال آیا کہ یہ شر کا مقام ہے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے پاس گئے انہوں نے ایک زرہ پہنی جس سے اپنے آپ کو چھپائے ہوئے تھے عبدالملک کے پاس گئے اس نے ان سے تھوڑی دیر تک باتیں کیں، پھر یحییٰ بن الحکم کو حکم دیا کہ جب میں نماز کے لئے جاؤں تو ان کی گردن مار دیں۔

عبدالملک ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابوامیہ یہ کنویں کیسے ہیں جو ہمارے لئے کھودے جاتے ہیں انہوں نے وہ سب انہیں یاد دلایا جو ان سے سرزد ہوا تھا اور نماز کے لئے چلے گئے واپس آئے تو دیکھا کہ یحییٰ نے ان کی طرف پیش قدمی نہیں کی، عبدالملک نے انہیں گالی دی وہ خود اور ان کے ساتھی عمرو بن سعید پر بڑھے اور انہیں قتل کر دیا۔

جنگ کے لئے آمنا سامنا...... اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال عبدالملک نے قیام کیا مصعب سے جنگ نہیں کی مصعب واپس کوفہ چلے گئے جب اگلا سال آیا تو مصعب کوفہ سے روانہ ہوئے اور باجمیرا میں آ کر مقیم ہو گئے۔ عبدالملک کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان کی جانب روانگی کی تیاری کی۔

رجاء بن حیوہ سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے مصعب کی جانب روانگی طے کر لی تو اس کے لئے تیاری کی اور اہل شام کے بہت بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ ہوئے اور مصعب بھی بڑھے یہاں تک کہ مسکن میں دونوں کا مقابلہ ہوا لوگ جنگ کے لئے نکلے قوم میں سے بعض نے بعض کے مقابلے پر صف باندھ لی۔

ربیعہ وغیرہ نے مصعب سے دھوکہ دیا تو انہوں نے کہا کہ آدمی کو ہر حال میں مرنا ہے لہذا اللہ کی قسم اس کا کریم واحسن ہو کر مرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ان لوگوں سے گریہ وزاری کرے جنہوں نے اسے تنہا چھوڑ دیا میں کبھی ان لوگوں سے مدد نہ چاہوں گا اور نہ کسی اور سے۔

شدید جنگ...... انہوں نے اپنے بیٹے عیسیٰ سے کہا کہ تم آگے بڑھ کر جنگ کرو ان کے بیٹے نزدیک گئے اور قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دئے گئے۔ ابراہیم بن الاشتر آگے بڑھا نہایت شدید جنگ کی قوم نے اس پر ہجوم کر لیا اور

وہ بھی قتل کر دیا گیا۔

مصعب کا قتل ...... لوگ مصعب کی جانب روانہ ہوئے جو اپنے تخت پر تھے انہوں نے تخت پر ہی سے ان لوگوں سے شدید جنگ کی یہاں تک کہ قتل کر دئیے گئے عبید اللہ بن زیاد بن ظبیان آیا اور ان کا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس لایا، عبدالملک نے اسے ایک ہزار دینار دئیے مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا۔

عبدالملک کی بیعت ...... شرجیل بن ابی عون نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی کہ جب عبدالملک بن مروان نے مصعب بن زبیر کو قتل کر دیا تو حجاج بن یوسف کو دو ہزار لشکر دے کر اہل شام کے ہمراہ عبداللہ بن زبیر کی جانب مکہ روانہ کیا۔ طارق بن عمرو کو لکھ کر حکم دیا کہ ان سے مل جائے طارق اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور حجاج سے مل گئے۔

ابن زبیر کا قتل ...... ان لوگوں نے ابن ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا اور جنگ کی اور ان پر سنگ باری کے آلات نصب کئے ۷۲ھ میں جب ابن زبیر محصور تھے تو حجاج نے لوگوں کو حج کرایا اور حجاج و طارق واپس ہو کر بیر میمون پر اترے دونوں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ ابن زبیر کے قتل ہونے تک عورتوں اور خوشبو کی قربت کی۔ قتل ابن زبیر کے بعد دونوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور اونٹوں کی قربانی کی۔

ابن زبیر یکم ذی القعدہ ۷۲ھ سے چھ ماہ سترہ دن تک محصور رہے اور ۱۷ جمادی الاول ۷۳ھ بروز منگل قتل کئے گئے ان کا سر عبدالملک بن مروان کے پاس بھیج دیا گیا۔

شرجیل بن ابی عون نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۳ھ میں لوگوں نے عبدالملک بن مروان کی بیعت پر اتفاق کر لیا ابن عمر نے بیعت نامہ لکھ دیا، ابوسعید الخدری وسلمہ بن الاکوع نے بھی لکھ دیا۔

دراہم کا ڈھالنا اور ان کا وزن ...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان نے ۷۵ھ میں دینار و درہم ڈھالے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان کا ڈھالنا اور ان پر نقش کرنا ایجاد کیا۔

خالد بن ربیعہ بن ابی ہلال نے اپنے والد سے روایت کی کہ جاہلیت کے وہ مثقال جن پر عبدالملک بن مروان نے سکے کا نشان لگایا شامی مثقال سے ایک حبہ کم بائیس قیراط کے تھے اور وہ سات کے وزن میں دس تھے (ا صفحہ نمبر ۲۳۳)۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ ان اوزان پر عبدالملک بن مروان نے اتفاق کر لیا تھا۔

حج ...... ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبدالملک بن مروان نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا جب وہ مدینے سے گزرے تو اپنے والد کے مکان پر اترے اور چند روز مقیم رہے پھر روانہ ہو کر ذوالحلیفہ تک پہنچ گئے لوگ بھی ان کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ابان بن عثمان نے ان سے البیداء سے احرام باندھنے کو کہا عبدالملک نے البیدا سے احرام باندھا۔

قبیصہ بن ذویب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کوالبیدا سے احرام باندھنے کاحکم دیا۔

عبداللہ بن نافع نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عبدالملک بن مروان کوحرم میں داخل ہونے کے بعد بیت اللہ کا طواف کرنے تک تلبیہ کہتے دیکھا۔ بعد طواف تلبیہ سے رک گئے پھر موقف کی روانگی تک برابر تلبیہ کہتے رہے۔ راوی نے کہا کہ میں نے ابن عمر سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے یہ سب دیکھا ہے مگر ہم لوگ تو بجائے تلبیہ کے صرف تکبیر اختیار کرتے ہیں۔

عبدالملک بن مروان سے مروی ہے کہ انہوں نے حج میں چار روز خطبہ سنایا، (۱) یوم الترویہ (ذی الحجہ) سے پہلے (۲) سے پہلے، یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کو (۳) پھر یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کی صبح یعنی ۱۱ ذی الحجہ کو (۴) اور یوم النضر الاول (۱۲ ذی الحجہ) کو۔

عبداللہ بن عمرو اویس العامری کہتے تھے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو قبیصہ بن ذویب سے کہتے سنا کہ تم نے رخصتی میں (رسول اللہ ﷺ سے) کسی وقت دعا کو سنا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں تو عبدالملک بن مروان نے کہا کہ میں نے بھی نہیں سنا۔

ساتویں چکر کا ایک نیا عمل ...... حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا جب ساتویں چکر پورا ہوا تو وہ مانگنے کے لئے قریب ہو گئے میں نے انہیں کھینچ لیا تو کہا کہ اے حارث تمہیں کیا ہو گیا ہے، میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جس نے سب سے پہلے یہ فعل کیا تھا وہ آپ کی قوم کی بوڑھیوں میں سے ایک بڑھیا تھی، عبدالملک روانہ ہوئے اور انہوں نے پناہ نہیں مانگی۔

عبدالملک کا ایک مسئلہ بتانا ...... موسیٰ بن میسرہ سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے طواف قدوم کیا جب طواف کی دو رکعتیں پڑھیں تو حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے کہا کہ صفا کی طرف نکلنے سے پہلے حجر اسود کی طرف چلئے عبدالملک قبیصہ کی طرف متوجہ ہوئے قبیصہ نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے کسی کو اس کی طرف پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا، عبدالملک نے کہا کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ طواف کیا مگر انہیں اس طرح پلٹتے ہوئے نہیں دیکھا پھر عبدالملک نے کہا کہ اے حارث تم مجھ سے سیکھو جیسا کہ میں نے تم سے سیکھا کہ جب میں نے بیت اللہ سے لپٹنے کا ارادہ کیا تو تم نے مجھے منع کیا انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین جو آپ کا پہلا علم ہے اس پر عمل کیجئے میں نے بھی ان کے علم سے فائدہ اٹھایا

اہل مدینہ کے بارے میں سختی ...... عوف بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ عبدالملک کے پاس آئے عبدالملک نے مرحبا کہا اور اپنے پاس بلایا جابر نے کہا کہ اے امیر المؤمنین جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں مدینہ طیبہ وہ شہر ہے جس کا نام نبی علیہ السلام نے طیبہ رکھا اور اس کے باشندے آج محصور ہیں اگر امیر المؤمنین کی رائے ہو کہ ان کے ساتھ نیکی کریں اور ان کے حقوق کو پہچانیں تو یہ کریں۔

راوی نے کہا کہ عبدالملک نے اسے ناپسند کیا اور ان سے رخ پھیر لیا جابر اصرار کرنے لگے یہاں تک کہ

قبیصہ نے اپنے بیٹے کو جو انہیں لائے تھے کیونکہ جابر کی بینائی جا چکی تھی اشارہ کیا کہ انہیں خاموش کرو۔

راوی نے کہا کہ ان کے بیٹے انہیں خاموش کرنے لگے (تو جابر نے کہا کہ تم پر افسوس ہے تم میرے ساتھ کیا کرتے ہو انہوں نے کہا کہ خاموش رہو جابر خاموش ہو گئے اور جب نکلے تو انہوں نے قبیصہ کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا کہ اے ابوعبداللہ یہ لوگ بادشاہ ہو گئے ہیں، اللہ نے اچھا امتحان لیا ہے کیونکہ جب تمہارا ساتھی (عبدالملک) تم سے سنتا ہے تو تمہارے لئے کہنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔

قبیصہ نے کہا کہ سنتا بھی ہے اور نہیں بھی سنتا ہے جو اس کے موافق ہوتا ہے وہ سنتا ہے تمہارے لئے امیر المؤمنین نے پانچ ہزار درہم کا حکم دیا ہے، لہذا تم ان سے اپنے زمانے پر مدد حاصل کرو (یعنی ان درموں سے اپنی زندگی کا زمانہ بسر کرو) جابر نے رقم لے لی۔

خطیب کا خطبہ...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۷۵ھ میں عبدالملک بن مروان نے حج کیا واپسی میں مدینہ سے گزرے منبر پر لوگوں کو خطبہ سنایا پھر اپنے دوسرے خطیب کو کھڑا کیا حالانکہ وہ خود منبر پر کھڑے ہوئے تھے۔

خطیب نے تقریر کی اور اہل مدینہ سے شدید جنگ کا ذکر کیا اس نے ان لوگوں کے خلاف اطاعت اور عبدالملک اور ان کے اہل بیت کے بارے میں بدظنی کا اور اہل حرہ کے فعل کا ذکر کیا اور کہا کہ اے اہل مدینہ تمہارے اس گاؤں کے علاوہ کوئی مثل نہیں پائی جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے۔

ضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذا قہا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون (اور اللہ ایک ایسے گاؤں کی مثال بیان کرتا ہے جو امن چین سے تھا کہ اس کی روزی بھی ہر جگہ سے بافراغت چلی آتی تھی پھر اس نے اللہ کے نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ نے انکے ان برے کاموں سے سبب جو وہ کیا کرتے تھے اس بات کا مزہ بھی چکھا دیا کہ بھوک اور خوف کو ان کا لباس بنا دیا)۔

ابن عبداللہ کا خطیب کو ٹوکنا...... ابن عبداللہ اٹھ کھڑے ہوئے اور خطیب سے کہا کہ تم جھوٹے ہو تم جھوٹے ہو ہم لوگ ایسے نہیں ہیں تم اس کے بعد کی آیت پڑھو ولقد جاء ھم رسول منھم فکذبوہ فاخذھم العذاب وھم ظالمون (اور البتہ ان کے پاس انہیں میں کا رسول بھیجا مگر انہوں نے اس کو جھٹلایا تب تو ان کو ظلم کرتے ہوئے عذاب نے آ پکڑا) ہم لوگ تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں (اور یہ آیت کفار کے بارے میں ہے)۔

عبدالملک کا انعام...... جب ابن عبداللہ نے یہ کہا تو دربان ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں گھیر لیا عبدالملک نے انہیں منع کیا جب خطیب فارغ ہو گیا اور عبدالملک مکان گئے تو ابن عبداللہ کو ان کے پاس پہنچا دیا گیا۔

راوی نے کہا کہ عبدالملک نے اتنا انعام دیا کہ ان سے زیادہ کسی کو انعام نہیں دیا اور انہیں ایسا لباس دیا کہ کسی کو ایسا لباس نہیں دیا۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد سے مروی ہے کہ جب عبدالملک نے وہ تقریر کی جو کی اور میرے والد نے اسے رد کیا تو دربان میرے والد پر چھپٹ پڑے وہ لوگ ان کو عبدالملک بن مروان کے پاس لے گئے انہوں نے اہل شام کے روبرو کسی قدر ان پر غصے کا اظہار کیا۔

جب اہل شام چلے گئے تو ان سے کہا کہ اے ابن عبد جو کچھ تم نے کیا میں نے دیکھا ہے اور میں نے اس کو معاف کر دیا ہے لیکن میرے بعد کسی گورنر کے ساتھ ایسا کرنے سے بچنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تم سے اتنا تحمل نہ کرے گا جتنا میں نے کیا ہے۔ قریش کا یہ قبیلہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے ہمارا حلیف بھی ہم میں سے ہے اور تم بھی ہم سے ایک ہو۔ تمہارا قرض کتنا ہے انہوں نے کہا کہ پانچ سو دینار۔

عبدالملک نے ان کے لئے پانچ سو دینار کا حکم دیا اس کے علاوہ انہیں مزید سو دینار دئے، ایک جوڑا دیا جس میں سبز خز کی چادر تھی کہ اس کا ایک ٹکڑا ہمارے پاس ہے

مغرب کے وقت کے متعلق بحث ...... ثعلبہ بن ابی مالک القرظی سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا کہ انہوں نے شعب میں مغرب وعشاء کی نماز پڑھی میں نے انہیں جمع (مزدلفہ) سے ادھر ہی مل گیا میں ان کے ساتھ چلا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے نماز پڑھی میں نے کہا کہ جان کی قسم نہیں انہوں نے کہا کہ تمہیں نماز سے کس نے روکا۔ میں نے کہا کہ میں اب تک وقت کے اندر ہوں انہوں نے کہا کہ جان کی قسم نہیں تم وقت کے اندر نہیں ہو۔

پھر انہوں نے کہا کہ شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو امیر المؤمنین عثمان پر طعن کرتے ہیں میرے والد نے مجھے شاید بتایا کہ انہوں نے عثمان کو دیکھا کہ مغرب وعشاء شعب میں پڑھی۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر میں نے عبدالملک سے کہا کہ امیر المؤمنین آپ جیسے لوگ اس قسم کا کلام کرتے ہیں حالانکہ آپ امام ہیں مجھے ان پر یا اوروں پر طعن کرنے کا کیا حق ہے میں تو ان کے ساتھ تھا، لیکن میں نے عمر کو دیکھا کہ وہ اس وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ مزدلفہ نہ پہنچ جائیں مجھے عمر کی سنت سے زیادہ کوئی سنت پسند نہیں

انہوں نے کہا کہ اللہ عمر پر رحمت کرے مگر عثمان عمر کو زیادہ جانتے تھے اگر عمر نے یہ کیا ہوتا تو عثمان ضرور ان کی پیروی کرتے۔ عثمان سے زیادہ عمر کی حالت کی پیروی کرنے والا کوئی نہ تھا۔

نرمی کے علاوہ عثمان نے عمر کی سیرت میں سے کسی چیز سے اختلاف نہیں کیا کیونکہ عثمان نے لوگوں سے یہاں تک نرمی کی کہ وہ خود مغلوب ہو گئے اور اگر ان کی جانب سے بھی لوگوں پر ایسی ہی سختی کی جاتی جیسا کہ ان پر عمرؓ نے کی تھی تو لوگوں کو ان سے وہ کامیابی حاصل نہ ہوتی جو انہوں نے حاصل کی۔

بادشاہ کی سیرت کا اثر ...... وہ لوگ کہاں ہیں جن میں عمر بن خطاب کا طریقہ جاری تھا یوں تو لوگ آج بھی ہیں اے ثعلبہ میری رائے ہے کہ عادت لوگوں کے ساتھ گشت کرتی ہے اگر آج کوئی شخص اس سیرت پر چلے (جو عثمان کی تھی) تو لوگوں کو ان کے گھروں میں لوٹا جائے رہزنی کی جائے لوگ باہم ظلم کریں اور فتنے برپا ہوں اس لئے گورنر کے لئے ضروری ہے کہ ہر زمانے میں ایسی سیرت رکھے جو اس زمانے کے لئے مفید ہو۔

عبدالملک کا ایک قول ...... ابن کعب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو کہتے سنا کہ اے اہل مدینہ جو پہلا طریقہ تھا اس کے اختیار کرنے کے سب سے زیادہ تم لوگ ہو اس مشرق کی طرف سے ہمارے پاس ایسی احادیث کا سیلاب آیا ہے جنہیں ہم نہیں جانتے پہچانتے اور ان میں سے قرآن مجید کے علاوہ اور کچھ نہیں پہچانتے لہذا تم لوگ اسی کو اختیار کرو جو تمہارے قرآن میں ہے جس پر تم کو امام مظلوم (عثمان) نے جمع کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس کے بارے میں زید بن ثابت سے مشورہ لیا ہے اور خدا ان پر رحمت کرے اسلام کے کیسے اچھے مشیر تھے ان دونوں نے جس کو ثابت پایا اس کو ثابت پایا اس کو ثابت رکھا اور جو ان دونوں کی رائے کے خلاف تھا اسے انہوں نے ساقط کر دیا۔

ولی عہدی میں تبدیلی کا ارادہ ...... مؤرخین کا بیان ہے کہ عبدالملک بن مروان نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو (ولی عہدی) سے معزول کر دیں اور اپنے دونوں بیٹوں ولید و سلیمان کو اپنے بعد ولی عہد نامزد کر دیں، قبیصہ بن زوییب نے منع کیا اور کہا کہ ایسا نہ کیجئے کیونکہ اس سے آپ ایک فتنہ انگیز آواز کو اپنے اوپر برانگیختہ کر لیں گے شاید انہیں موت آ جائے جس سے آپ کو ان سے راحت مل جائے۔

عبدالملک اس سے باز رہے مگر ان کا دل ان سے جھگڑتا تھا کہ انہیں معزول کر دیں۔ ایک رات ان کے پاس روح بن زنباع الجذامی آئے جو عبدالملک کے پاس اس طرح سوتے تھے کہ دونوں کا تکیہ ایک ہوتا تھا اور وہ عبدالملک کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ تھے۔

انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین اگر آپ انہیں معزول کر دیں گے تو دو بھیڑیں بھی باہم نہ لڑیں گی انہوں نے کہا کہ اے ابوزرعہ یہ تمہاری رائے ہے کہا کہ جی ہاں ام اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو آپ کی بات قبول کرے گا انہوں نے کہا کہ ہم اعلان کریں گے پھر وہ اسی حالت پر تھے عبدالملک نے جواب دیا کہ اللہ نے چاہا تو یہ ایک چھوٹی سے نصیحت کی بات ہوگی۔ اسی حالت میں تھے کہ عبدالملک بن مروان سو گئے روح بن زنباع ان کے پہلو میں تھے یکا یک ان دونوں کے پاس قبیصہ بن زویب رات ہی کو آئے۔ عبدالملک بن مروان نے دربانوں کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ قبیصہ بن زویب دن ہو یا رات ہو جس وقت آنا چاہیں تو انہیں نہ روکا جائے بشرطیکہ میں تنہا ہوں یا کسی ایک شخص کے ساتھ ہوں اور اگر میں عورتوں کے پاس ہوں تو انہیں مجلس میں پہنچا دیا جائے اور مجھے ان کی اطلاع کر دی جائے۔

قبیصہ آئے مہر اور ڈاک انہیں کے سپرد تھی عبدالملک سے پہلے خبریں ان کے پاس آتی تھیں وہ ان سے پہلے خطوط پڑھتے پھر انہیں کھلا ہوا عبدالملک کے پاس لاتے۔

بھائی کا انتقال ...... قبیصہ ان کے پاس گئے اور کہا کہ امیر المؤمنین اللہ آپ کو بھائی کے عوض اجر دے عبدالملک بن مروان نے ان اللہ وان اللہ راجعون پڑھا پھر روح کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے ابوزرعہ ہم دونوں نے اتفاق کیا تھا اور جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس میں ہمیں اللہ کافی ہو گیا اے ابواسحاق یہ معاملہ تمہارے مخالف تھا۔

قبیصہ نے کہا کہ وہ کیا بات ہے اس پر جو بات تھی اس سے انہوں نے آگاہ کیا قبیصہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین پوری عقلمندی تو تاخیر ہی میں ہے اور جلدی میں خرابی ہے۔

عبدالملک نے کہا کہ بسا اوقات عجلت تاخیر سے بہتر ہوتی ہے کیا تم نے عمرو بن سعید کو نہیں دیکھا کیا ان معاملے میں عجلت تاخیر سے بہتر نہ تھی۔

بیٹوں کو ولی عہد بنانا...... عبدالملک نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عبدالملک کو مصر پر امیر بنایا اور ولید و سلیمان کو ولی عہد بنایا اور شہروں میں لکھ دیا لوگوں نے ان دونوں کے لئے بیعت کر لی عبدالعزیز کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

مختصر حالات...... اہل مدینہ سے مروی ہے عبدالملک نے عثمان سے (احادیث) یاد کی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ابو ہریرہ ابو سعید الخدری عبداللہ وغیر ہم سے بھی احادیث سنی تھیں اور خلافت سے پہلے عابد و حاجی تھے۔

نافع سے مروی ہے کہ میں نے عبدالملک بن مروان کو دیکھا کہ مدینے میں کوئی نوجوان ان سے زیادہ تیز رو اور ان سے زیادہ طالب علم اور ان سے زیادہ محنتی نہ تھا۔

ابن قبیصہ بن زویب نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ ہجروں کے پیچھے سے عبدالملک بن مروان کی آواز سنتے تھے کہ اہل نعمت جب عافیت و نعمت دونوں حاصل ہیں تو (اللہ کی نہ فرمانی کر کے) اس میں کچھ کمی نہ کرو۔

محمد بن صہیب سے مروی ہے کہ انہوں نے عبدالملک بن مروان کو منیٰ میں اونٹ خریدتے ہوئے دیکھا

سونے کے دانت باندھنے کے بارے میں رائے...... ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے سونے کے دانت باندھنے کے بارے میں ابن شہاب سے درایافت کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں عبدالملک بن مروان نے دانت سونے سے باندھے تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے دانت سونے سے باندھے تھے۔

وفات...... ابو معشر نجیح سے مروی ہے کہ عبدالملک بن مروان کی وفات دمشق میں ۱۵ شوال ۸۶ھ بروز جمعرات کو ہوئی عمر ساٹھ سال کی تھی بیعت سے وفات تک اکیس سال اور ڈیڑھ مہینے خلافت کی اس میں نو سال تک عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرتے رہے ان کی شام کی خلافت تسلیم کی جاتی تھی پھر قتل مصعب کے بعد عراق کی عبداللہ بن زبیر کے قتل کے بعد اور سب لوگوں کی ان پر اتفاق کر لینے کے بعد سات دن کم تیرہ سال اور تیرہ مہینے زندہ رہے۔

ہم سے روایت کی گئی ہے کہ ان کی وفات پچھتر سال کی عمر میں ہوئی، پہلی روایت زیادہ ثابت ہے اور ان کی ولادت کے حساب سے درست ہے۔

عبدالعزیز بن مروان......ابن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ان کی والدہ لیلیٰ بنت زبان بن الاصبغ بن عمرو بن ثعلبہ بن الحارث بن حسن بن ضمضم بن عدی بن خباب قبیلہ کلب سے تھیں کنیت ابوالاصبغ تھی۔

اولاد......عبدالعزیز کے ہاں عمرؒ پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے۔ عاصم وابوبکر پیدا ہوئے اور محمد تھے جو لاولد مر گئے ان سب کی والدہ یہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب بن نفیل بن عدی بن کعب میں سے تھیں۔

اصبغ بن عبدالعزیز جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور ام عثمان وام محمد ایک ام ولد سے تھے۔

سہیل وسہل وام الحکم ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل السہمی تھیں۔

زبان بن عبدالعزیز وجزیا ایک ام ولد سے تھے۔

ام البنین ان کی والدہ لیلیٰ بنت سہیل بن حنظلہ بن الطفیل بن مالک ابن جعفر بن کلب تھیں۔

عبدالعزیز نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

خلیفہ کیسے بنے......مروان بن حکم نے عبدالملک بن مروان کو اور ان کے بعد عبدالعزیز بن مروان کو ولی عہد بنایا انہیں مصر کا گورنر بھی بنایا عبدالملک نے انہیں اس عہدے پر برقرار رکھا۔

ان کا وجود عبدالملک بن مروان پر گراں تھا انہوں نے ان کے معزول کرنے کا ارادہ کیا کہ ان کے بعد ولید وسلیمان کی بیعت خلافت کی جائے مگر قبیصہ بن زویب نے انہیں اس اکام سے روکا قبیصہ کے سپرد ان کی مہر تھی اور وہ ان کا اکرام وعظمت کرتے تھے وہ اس سے رک گئے۔

وفات......عبدالعزیز کی وفات مصر میں ۸۵ھ میں ہوئی عبدالملک بن مروان کو یہ خبر رات کو پہنچی صبح ہوئی تو انہوں نے لوگوں کو بلایا اور اپنے بعد ولید کی طیعت خلافت لی اس کے بعد سلیمان کی۔

محمد بن مروان......ابن الحکم بن العاص بن امیہ بن عبد شمس ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام زینب تھا۔

اولاد......محمد بن مروان کے ہاں مروان پیدا ہوئے جو والی خلافت ہوئے اور بنی امیہ کے آخری خلیفہ تھے وہی ہیں جن کو اولاد عباس نے اس وقت قتل کر دیا جس وقت انہوں نے اپنی دعوت (بیعت کا) اظہار کیا ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

یزید ان کی والدہ رملہ بنت یزید بن عبیداللہ بن شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھیں۔

عبدالرحمٰن ان کی والدہ ام جمیل بنت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب بن نفیل تھیں۔

منصر ایک ام ولد سے تھے۔

عبدالعزیز ایک ام ولد سے تھے۔

عبدہ ورملہ ام ولد سے تھے۔

زہری نے محمد بن مروان سے روایت کی ہے۔

عمرو بن سعید...... ابن العاص بن سعید ابی احیحہ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس ان کی والدہ ام البنین بنت الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس تھیں۔

عمرو بن سعید کے ہاں امیہ وسعید واسماعیل ومحمد وام کلثوم پیدا ہوئیں ان کی والدہ ام حبیب بنت حریث بن سلیم بن عش بن لبید بن قداء بن امیہ بن عبداللہ ابن رزاح بن ربیعہ بن حرام بن ضنہ بن عبد بن کبیر بن عذرہ قضاء میں سے تھیں۔

عبدالعزیز وعبدالملک ورملہ ان کی والدہ سودہ بنت الزبیر بن العوام بن خولید تھیں۔

موسیٰ وعمران ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت مطیع بن ذی اللحیہ بن عبد ابن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بنی عامر میں سے تھیں۔

عبداللہ وعبدالرحمٰن ایک ام ولد سے تھے۔

ام موسیٰ ان کی والدہ نائلہ بنت فریض بن ربیع بن مسعود بن مصاد بن حصی ابن کعب بن علیم قبیلہ کلب کی تھیں۔

ام عمران بنت عمروان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

حسین کے سر کی تدفین...... مؤرخین نے کہا کہ عمرو بن سعید قریش کے لوگوں میں سے تھے یزید نے ان کے پاس حسینؓ کا سر بھیجا انہوں نے اسے کفن دے کر بقیع میں ان کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ کے پہلو میں دفن کر دیا۔

ابن زبیر کے مقابلے میں لشکر کی روانگی...... یزید نے انہیں لکھا کہ عبداللہ بن زبیر کی جانب ایک شکر روانہ کریں انہوں نے ان کی جانب لشکر روانہ کیا اور اہل لشکر پر عمرو بن زبیر العوام کو عامل بنایا ایک سال عمرو بن سعید نے لوگوں کو حج کرایا۔

اہل شام کو وہ سب سے زیادہ محبوب تھے اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے تھے۔

قتل...... عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوئے تو انہیں ان سے خوف ہوا عمرو انہیں مغالطہ دے کر دمشق میں محفوظ ہو گئے دمشق کو پھر ان کے لئے کھول دیا اور ان سے بیعت خلافت کر لی۔

عبدالملک ان سے بے خوف نہ ہونے کی وجہ سے برابر ان کی گھات میں رہے ایک روز انہیں تنہا بلا بھیجا اور ن امور کی بدولت ان پر عتاب کیا جن کو وہ معاف کر چکے تھے۔ پھر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا عمرو کی کنیت ابوامیہ تھی مرو نے عمرؓ سے روایت کی ہے۔

یحییٰ بن سعید......ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس ان کی والدہ عالیہ بنت سلمہ بن یزید بن مشجعہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرہ تھیں۔

اولاد......یحییٰ بن سعید کے ہاں سعید و اسماعیل ور بیجہ جو ام رباح تھیں اور فاختہ ور قیہ وام عمر پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام عیسیٰ بنت عبید اللہ بن عمرؓ بن خطاب تھیں۔

عمرو ان کی والدہ ام عمرو بنت عمر بن جریر بن عبداللہ الجبلی تھیں۔

ابان وعنبسہ وحصین ومحمد وہشام مختلف ام ولد سے تھے۔

آمنہ ان کی والدہ ام سلمہ بنت الحلیس بن حبیب بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب تھیں۔

رملہ وعلیہ وفاختۃ الصغریٰ ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام عثمان ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

حدیث میں مرتبہ......یحییٰ بن سعید قلیل الحدیث تھے۔

عنبسہ بن سعید......ابن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عنبسہ بن سعید کے ہاں ایک ام ولد سے عبداللہ اور ایک امولد سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔

اولاد......خالدہ ان کی والدہ ام النعمان بنت محمد بن الاشعث بن قیس بن معدی بن کرب ابن معاویہ بن جبلہ الکندی تھیں۔

عبدالملک ان کی والدہ اروی بنت عبداللہ بن عبداللہ بن عامر بن کریز ابن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھیں۔

عثمان ایک ام ولد سے تھے۔

سعید وام عنبسہ وام کلثوم ان سب کی والدہ ام عمر بنت عمر بن سعد بن ابی وقاص تھیں۔

حجاج ومحمد وسلیمان وزیاد ومروان وآمنہ وام عثمان وام ابان وام خالد مختلف ماؤں سے تھے۔

ام ولید ان کی والدہ رواح بنت عمیر بن السلیل بن قیس بن مسعود بن قیس ابن خالد ذی الجدین تھیں۔

عنبسہ بن سعید نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن قیس......ابن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ درہ بنت عقبہ ابن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل اوس میں سے تھیں۔

اولاد......عبداللہ بن قیس کے ہاں محمد وموسیٰ ورقیہ پیدا ہوئیں ان کی والدہ ام سعید بنت کباثہ بن عرابہ بن اوس بن

قیظی بن عمرو انصار کی شاخ بنی حارثہ سے تھیں۔
مطلب وحکیم ان دونوں کی والدہ ام ایاس بنت یزید بن عبداللہ بن ذی حضن حمیر میں سے تھیں۔
عبدالرحمٰن وحکم وعبداللہ وام الفضل ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن ابی صعصعہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔
عبدالملک وام سلمہ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

ان کے بھائی محمد بن قیس...... ابن مخرمہ بن المطلب بن عبدمناف بن قصی ان کی والدہ درہ بنت عقبہ ابن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں۔

اولاد...... محمد بن قیس کے ہاں یحیٰ اکبر وعمر اکبر وام القاسم وجمال وصعبہ الکبریٰ وام عبداللہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام جمیل بنت المسیب بن ابی السائب بن عابد ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔
حسن وحسین وحکیم وصوبہ الصغریٰ وقیس اکبر وقیس اصغر ومحمد اصغر وجمال صغریٰ وحفصہ وام الحسن وفاطمہ ان سب کی والدہ ام الحسن بنت الحکیم بن صلت بن مخرمہ تھیں۔
عمرو اصغر ایک ام ولد سے تھے اور یحیٰ اصغر ایک ام ولد سے تھے۔

مغیرہ بن ابی بردہ...... بنی عبدالدار بن قصی میں سے تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن...... ابن ازہر بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ ان کی والدہ ام سلمہ بنت غفاجہ بن ہرثمہ بن مسعود بنی نضر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں سے تھیں۔

اولاد...... عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے ہاں جعفر وعبدالرحمٰن وام عمر اور حفصہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام جمیل بنت عبداللہ بن مکمل بن عوف بن عبد بن الحارث ابن زہرہ تھیں زہری نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ...... ابن مکمل بن عوف بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ ان کی والدہ قبیلہ حمیر کی شاخ یحصب کی تھیں ان پر گرفتاری کی صورت مصیبت پیش آئی۔

اولاد...... عبدالرحمٰن کے ہاں حسن وام حبیب پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ خدیجہ بنت ازہر بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ تھیں۔
سعد ومروان وبریہہ وام عمرو ہندان سب کی والدہ ام النعمان بنت عبدالرحمٰن بن قیس بن خلدہ تھیں۔

روایت...... عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے زہری نے روایت کی ہے۔

معاذ بن عبدالرحمٰن ...... ابن عثمان بن عبداللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد ...... معاذ بن عبدالرحمٰن کے ہاں عبدالرحمٰن ہوئے ان کی والدہ زینبیہ تھیں جو ام عمرو بنت عتیبہ تھیں اور بنی سعد بن بکر میں سے تھیں۔

اویس ان کی والدہ مریم بنت عقبہ بن ایاس بن عنمہ بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

اسماء ان کی والدہ منقریہ تھیں۔

ان کے بھائی عثمان بن عبدالرحمٰن ...... ابن عثمان بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرہ۔

نوفل بن مساحق ...... ابن عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر بن لوئی ان کی والدہ مریم بنت مطیع بن الاسود بنی عدی بن کعب میں سے تھیں۔

اولاد ...... نوفل بن مساحق کے ہاں سعد بن نوفل پیدا ہوئے ان کی والدہ ام عبداللہ بنت ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدودو بن نصر بن مالک تھیں۔

معقل بن نوفل ان کی والدہ غسبہ بنت سبرہ بن عبداللہ بن الاعلم بنی عقیل ابن کعب میں سے تھیں۔

عبدالملک ومروان وسلیمان مختلف ام ولد سے تھے۔

روایات ...... نوفل کی بہت تھوڑی حدیثیں ہیں۔

عیاض بن عبداللہ ...... ابن سعد بن ابی سرح بن الحارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل ابن عامر بن لوئی ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد ...... عیاض کے ہاں وہب وعبداللہ وسالم پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ام حسن بنت عمرو بن اویس تھیں۔

عثمان بن اسحاق ...... ابن عبداللہ بن ابی حرثمہ بن الحارث بن حبیب بن جذیمہ ابن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی ان کی والدہ امیمہ بنت عبداللہ بن مسعود بن الحارث ابن صبح بن مخزوم بن عاہلہ بن کامل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل تھیں۔

اولاد......عثمان بن اسحاق کے ہاں عبدالرحمٰن اور ایک اور شخص پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ ام حبیب بنت مرہ بنی عقیل میں سے تھیں۔

روایت......زہری نے عثمان بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن......ابن ماغر، زہری نے ان سے روایت کی ہے۔

شعیب بن محمد......ابن عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد......شعیب کے ہاں عمرو و عمر پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت مرہ ابن عمرو بن عبداللہ بن عمرا لجحی تھیں

عبداللہ و شعیب اور عائذہ جن سے حسین بن عبداللہ بن العباس سے نکاح کیا ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبیداللہ بن العباس ابن عبدالمطلب تھیں۔

روایت......شعیب نے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے بیٹے عمرو بن شعیب نے روایت کی ہے ان کی حدیث اپنے والد سے ہے اور ان کے والد کی حدیث اپنے دادا یعنی عبداللہ بن عمرو سے ہے

عثمان عبداللہ......ابن عبداللہ بن سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن ریاح بن عبداللہ ابن بن رزاح بن عدی بن کعب ان کی والدہ زینب بنت عمر بن خطاب تھیں جو اولاد عمر میں سب سے چھوٹی تھیں۔

اولاد......عثمان کے ہاں عمر پیدا ہوئے انہیں کے نام سے ان کی کنیت تھی اور عبداللہ و عمر و ابوبکر و زبیر و عبدالرحمٰن ان سب کی والدہ عبدہ بنت زبیر بن المسیب بن ابی السائب صیفی بن عابد بنی مخزوم میں سے تھیں۔ حفصہ ایک ام ولد سے تھیں اور فاطمہ ایک ام ولد سے تھیں۔

روایت......عثمان بن عبداللہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

ہشام بن اسماعیل...... ابن ہشام بن ولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ امتہ بنت المطلب بن ابی البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

اولاد......ہشام بن اسماعیل کے ہاں ولید وام ہشام پیدا ہوئیں جو ہشام بن عبدالملک بن مروان کی والدہ تھیں ان دونوں کی والدہ مریم بنت الجاء ابن عوف بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ تھیں۔

ابراہیم ومحمد ایک ام ولد سے تھے اور خالد وحبیب ایک ام ولد سے تھے۔

سعید کا قتل...... پھر عبدالملک کی وفات ہوگئی یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے سعید بن مسیب کو مارا تھا۔ جب انہیں ولید بن عبدالملک کی بیعت کی دعوت دی جس وقت انہیں ان کے والد نے خلافت کا ولی عہد بنایا تو سعید نے انکار کیا اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ کیا کرتے ہیں تو انہوں نے ان کو مارا اور انہیں گھمایا اور انہیں قید کر دیا عبدالملک کو معلوم ہوا تو انہوں نے اسے ناپسند کیا اور ان کے فعل سے ناراض ہوئے اور کہا کہ انہیں اور سعید کو کیا ہوا سعید کے پاس مخالفت نہیں ہے۔

محمد بن عمار...... ابن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ قیس بن الحصین بن الوزیم بن ثعلبہ ابن عوف بن حارثہ بن عامر الاکبر بن یام بن عنس مذحج میں سے تھیں جو قریش کے ابی حذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے خلفاء میں سے تھے، محمد بن عمار سے روایت کی گئی ہے۔

حمزہ وصہیب...... ابن سنان بن مالک بن عبدعمرو بن عقیل بن النمر بن قاسط بن ربیعہ جو قریش کے عبداللہ بن جدعان التیمی کے حلیف تھے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

صیفی بن صہیب...... ابن سنان بن مالک۔

عمارۃ بن صہیب...... ابن سنان بن مالک ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل ہوئے۔

عبداللہ بن خباب...... ابن الارت بن جندلہ بن سعد بن خذیمہ بن کعب بن سعد بنی سعد بن زید ابن مناۃ بن تمیم میں سے تھے زمانہ جاہلیت میں خباب پر قید کی مصیبت آئی ام انمار بنت سباع الخزاعیہ کو ملے جو بنی زہرہ بن کلاب کے حلفاء میں سے تھیں ام انمار نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔

خوارج کے متعلق ایک روایت...... عبدالقیس کے ایک شخص جو خوارج کے ساتھ تھے اور بعد میں ان سے جدا ہو گئے سے مروی ہے کہ خوارج ایک گاؤں میں داخل ہوئے عبداللہ بن خباب گھبرا کر ان کے پاس آئے ان لوگوں نے کہا کہ آپ ڈریئے نہیں انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم تم لوگوں نے مجھے ڈرا دیا ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہرگز مت ڈریئے انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم تم لوگوں نے مجھے ڈرا دیا انہوں نے کہا کہ آپ تو رسول اللہ کے صحابی خباب کے بیٹے عبداللہ ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں۔

ایک فتنہ کا ذکر...... انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے اپنے والد سے کوئی حدیث سنی ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہو اگر سنی ہے تو ہم سے بیان کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے والد کو رسول اللہ ﷺ سے ایک فتنے کا ذکر کرتے سنا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے

سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس فتنے کو پانا تو اللہ کے مقتول بندے بننا ایوب (راوی) نے کہا کہ میں اس کو سوائے اس کے نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ایسے بندے نہ بننا جو قاتل ہو۔

ان لوگوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ حدیث اپنے والد سے سنی ہے کہ وہ اس کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تھے انہوں نے کہا کہ ہاں وہ لوگ انہیں نہر کے کنارے پر لے گئے اور قتل کر دیا ان کا خون اس طرح بہا کہ گویا جوتے کا تسمہ ہے جو پانی سے نہیں ملا ان لوگوں نے ان کی ام ولد کا بھی پیٹ چاک کر ڈالا اسی سبب سے علی نے ان لوگوں سے جنگ کو حلال سمجھا۔

محمد بن اسامہ...... ابن زید الحب بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن امری القیس بن عامر ابن النعمان بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رقیہ بن ثور ابن کلب زید بن حارثہ کے خاندان کو اس باندی کی وجہ سے اولاد مدینہ کہا جاتا تھا جس نے عبدالعزیٰ بن قیس کو پالا تھا اسی وجہ سے وہ لوگ اس کی طرف منسوب ہو گئے۔

وفات...... محمد بن اسامہ کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں مدینے میں ہوئی ان سے یزید بن عبداللہ بن قسیط نے روایت کی ہے ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔ ان کے بھائی

حسن بن اسامہ...... ابن زید بن حارثہ ان سے ان کے بیٹے محمد بن الحسن وغیرہ نے روایت کی ہے ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

جعفر بن عمرو...... ابن امیہ بن خویلد بن عبداللہ بن ایاس بن عبد ناشرہ بن کعب بن عبدی ابن نمرو بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔

ان پر حملہ...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ جعفر بن عمرو بن امیہ بن عبدالملک ابن مروان کے رضاعی بھائی تھے عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس آئے اور مسجد دمشق میں بیٹھ گئے اہل شام اپنے دفتروں کی ترتیب عبدالملک بن مروان کے سامنے پیش کر رہے تھے یمن کے لوگ ان کے گروہ تھے جو کہہ رہے تھے کہ اطاعت کرو جعفر نے کہا کہ اللہ کے سوا کسی کی اطاعت نہیں ہے، لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا اور کہا کہ کیا تم امیر المؤمنین کی اطاعت کو کمزور کرتے ہو یہاں تک کہ ستون سے ان پر حملہ کیا جعفر بڑی مشقت سے بچے۔

عبدالملک کی نصیحت...... یہ خبر عبدالملک کو ہوئی تو انہوں نے ان کو بلایا انہیں ان کے پاس پہنچا دیا گیا عبدالملک نے کہا کہ کیا تم نے اپنے اس قول پر غور کیا اللہ کی قسم اگر تم کو یہ لوگ قتل کر دیتے تو میرے نزدیک تمہارے بارے میں کچھ نہ تھا تمہیں ایسے معاملے میں جانے کی کیا ضرورت تھی جو مفید نہیں تم ایسی قوم کو دیکھتے ہو جو میری سلطنت واطاعت میں شدت کرتے ہیں پھر تم آتے ہو اور اسے کمزور کرتے ہو اس سے احتیاط کرو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عمرو کی وفات ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے اوران سے زہری نے روایت کی ہے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے ان کی حدیثیں ہیں۔

ان کے بھائی زبرقان بن عمرو...... ابن امیہ بن خویدان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

ایاس بن سلمہ...... ابن الاکوع ان کا نام سنان بن عبداللہ بن قشیر بن خذیمہ بن مالکؒ بن سلامان ابن اسلم بن اقصیٰ تھا خزاعہ میں سے تھے۔

مختصر احوال...... ایاس کی کنیت ابوسلمہ تھی وفات ۱۱۹ھ میں مدینے میں ہوئی جبکہ ان کی عمر ستر سال تھی ایاس بن سلمہ الاکوع سے مروی ہے کہ ان کی کنیت ابوبکر تھی۔

ثقہ تھے ان کی بہت سی احادیث ہیں۔

محمد بن حمزہ...... ابن عمرو الاسلمی ان سے اسامہ بن زید اللیثی نے روایت کی ہے اور خود انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن جرد...... ابن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن افصیٰ انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کے بیٹے زرعہ بن عبدالرحمٰن تھے جن سے ابوالزناد نے روایت کی ہے۔

طارق بن ابی مخاشن الاسلمی...... مدینے میں رہتے تھے ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

ابوعثمان بن سنہ الخزاعی...... ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

طاء بن یزید اللیثی...... کنانہ کے لوگوں میں سے تھے کنیت ابومحمد تھی ۱۰۷ھ میں وفات ہوئی اور اس وقت بیاسی سال کے تھے انہوں نے ابوایوب اور تمیم الداری اور ابو ہریرہ اور ابوسعید الخذری اور عبیداللہ بن عدی بن النجار سے روایت کی ہے ان سے زہری نے روایت کی ہے کثیر الحدیث تھے۔

عمارہ بن اکیمہ اللیثی...... کنانہ کے لوگوں میں سے تھے کنیت ابوالولید تھی اناسی سال کی عمر میں ۱۰۱ھ

میں وفات ہوئی انہوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے اوران سے زہری نے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔ بعض ایسے محدثین ہیں جو یہ کہہ کران سے سندنہیں لیتے کہ وہ شیخ مجہول ہیں۔

حمید بن مالک ...... ابن الخثم الدئلی کنانہ میں سے تھے اورقدیم تھے انہوں نے سعد وابوہریرہ سے روایت کی ہے ان سے بکیر بن عبداللہ بن الاشج اور زہری نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

سنان بن ابی سنان الدئلی ...... قبیلہ دئلی میں سے تھے بیاسی سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں وفات ہوئی ان سے زہری نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن عبداللہ ...... ابن عتبہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم ہذیل بن مدرکہ میں سے تھے جو بنی زہرہ کے خلفاء تھے ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

شعر گوئی ...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ ابی عتبہ شعر کہتے تھے اس کے بارے میں ان سے کہا جاتا تھا تو جواب دیتے کہ کیا تم لوگوں نے مریض سینہ کونہیں دیکھا کہ اگر بلغم نہ تھوکے تو مرجائے گا۔

مختصر احوال ...... محمد بن عمر نے کہا کہ عبیداللہ عالم تھے بینائی جاتی رہی تھی انہوں نے ابوہریرہ وابن عباس و عائشہ وابی طلحہ وسہل بن حنیف وزید بن خالد وابی سعید الخدری سے روایت کی ہے ثقہ وفقیہ وکثیر العلم وکثیر الحدیث تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے اسے اچھی طرح چن لیتے تھے ان کی وفات ۹۸ھ میں مدینے میں ہوئی دوسرے مؤرخین سے مروی ہے کہ ۹۹ھ میں ہوئی۔

وفات ...... زہری سے مروی ہے کہ ابوسلمہ ابن عباس سے سوال کر کے ان سے مسائل جمع کرتے تھے عبیداللہ بن عبداللہ ان سے عمدہ طریقہ سے سوال کر کے کلام میں ان پر غالب آجاتے تھے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن ...... ابن حاطب بن ابی بلتعہ جو قبیلہ لخم میں سے تھے کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کا حلیف تھا عثمان بن عفان کی خلافت میں پیدا ہوئے کنیت ابومحمد تھی انہوں نے ابن عمر بن ابی سعید الخدری سے حدیث سنی ہے ثقہ وکثیر الحدیث تھے وفات مدینے میں ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

ان کے بھائی عبداللہ بن عبدالرحمٰن ...... ابن حاطب بن ابی بلتعہ یزید بن معاویہ کی خلافت میں جنگ حرہ کے دن ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کردئے گئے۔

حنظلہ ...... یعنی ابن علی بن الاسقع الاسلمی جو اسلمیوں میں سے تھے انہوں نے ابوہریرہ سے اور زہری سے ان سے

روایت کی ہے۔

عیاض بن خلیفہ الخزاعی ...... ابن الحارث بن سنجرہ بن جرثومہ بن عادیہ بن جشم بن الاوس بن عامر ابن حصین بن العمری بن عثمان بن نصر بن زہران بن کعب قبیلہ ازد میں سے تھے طفیل بن الحارث عائشہ و عبد الرحمٰن فرزندان ابوبکر صدیق کے ان دونوں کی سوتیلی ماں ام رومان کے رشتے کے بھائی تھے۔ حارث بن سنجرہ نے السراۃ سے آ کر ابوبکر سے معاہدہ حلف کیا ان کے ساتھ ان کی بیوی تھیں ام رومان بھی تھیں جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی بیوی سے حضرت ابوبکر صدیق نے نکاح کر لیا۔

عبد الرحمٰن بن مالک ابن جعشم بن مالک بن عمرو بن تیم بن مدلج بن مرہ بن عبد مناۃ بن کنانہ ان سے زہری نے روایت کی ہے اور ان کی احادیث ہیں۔

ربیع بن بسرہ ...... الجہنی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے جو صحابی تھے زہری نے ربیع بن سبرہ سے روایت کی ہے۔

عبید بن السباق الثقفی ...... انہوں نے مذی کے بارے میں سہل بن حنیف سے روایت کی ہے اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔

عبیدہ بن سفیان الحضرمی ...... انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے قلیل الحدیث شیخ تھے۔

سائب بن مالک الکنانی ...... ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

صفوان بن عیاض ...... ابن برادر اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی جو اسامہ کی دختر کے شوہر تھے انہوں نے اسامہ سے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

ملیح بن عبد اللہ السعدی ...... انہوں نے ابو ہریرہ سے اور ان سے محمد بن عمرو بن علقمہ اللیثی نے روایت کی ہے۔

عراک بن مالک الغفاری ...... بنی کنانہ میں سے تھے اور مدینے میں بنی غفار میں رہتے تھے۔ مدینے میں یزید بن عبد الملک کی خلافت میں وفات پائی انہوں نے ابو ہریرہ سے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے اور ان کے فرزند خثیم بن عراک پارسا اور اسلام میں سخت مزاج تھے زیاد بن عبید اللہ الحارثی کی جانب سے مدینہ کے افسر شحنہ تھے زیاد ابو العباس اور ابو جعفر کی ابتدائی خلافت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔

ابو الغصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ مثل مونڈنے کے وہ اپنی مونچھیں نہیں کترواتے تھے بلکہ اسے اچھی طرح چن لیتے تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے عراک بن مالک کو دیکھا کہ ممنوع دنوں کے علاوہ (اصفحہ نمبر ۲۵۳) وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

محرر بن ابی ہریرہ……ابن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن عتاب بن ابی صعب بن منبہ بن سعد بن ثعلبہ بن فہم بن غنم بن دوس جواز دمیں سے تھے وفات مدینہ میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ہوئی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

عمرو بن ابی سفیان……ابن اسید بن جاریہ بن عبداللہ بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن قسی ثقفی تھے بنی زہرہ کے حلیف اورابوہریرہ کے شاگردوں میں سے تھے ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

نہار بن عبداللہ القیسی

انہوں نے ابوسعید الخدری سے حدیث سنی ہے۔

انصار کا یمنی طبقہ

عباد بن ابی نائلہ……سلکان بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعورا بن عبدالاشہل ان کی والدہ ام وبل بنت رومی بن وقش بن زغبہ بن زعورا بن عبدالاشہل تھیں۔

اولاد……عباد کے ہاں یونس وام سلمہ وام عمرو وام موسیٰ وسلمہ وقریبہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام الحارث بنت الخباب بن زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ بن خفاف جو علاقہ راتج کے رہنے والے تھے قبیلہ اوس کے جعادرہ میں سے تھیں۔

ام العلاء وام عمروان دونوں کی والدہ صفیہ بنت معید بن بشر بن کالد بن ظالم قیس عیلان کے بنی ہاربہ بن دینار میں سے تھیں۔

قتل……عباد بن ابی نائلہ اوران کے بیٹے سلمہ بن عباد ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں یزید بن معاویہ کی خلافت کے دور میں قتل کردئے گئے۔

زید بن محمد……

ابن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمر جو بنیت مالک ابن الاوس تھے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد ...... زید بن محمد کے ہاں قیس وام زید پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ بنی محارب ابن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر میں سے تھیں۔

قتل ...... زید بن محمد یوم الحرہ میں قتل کیے گئے۔

یوم الحرہ کے چند احوال ...... حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ یوم الحرہ میں مدینے کے مکانات میں جو مکان سب سے پہلے لوٹا گیا اور جنگ ابھی تک ختم نہ ہوئی تھی وہ بنی عبدالاشہل کا مکان تھا ان لوگوں نے نہ تو مکان میں کوئی اثاثہ چھوڑا اور نہ عورتوں کے بدن پر کوئی زیور اور نہ کپڑا کوئی فرش ایسا نہ تھا جس کا اون نہ نوچا گیا ہو کوئی مرغی اور کبوتر ایسا نہ تھا جو ذبح نہ کر دیا گیا ہو وہ مرغیوں اور کبوتروں کو اپنے میں سے کسی کے پیچھے شکار بند میں لٹکا لیتے۔

ہم لوگ نکل کر اس گھر سے اس گھر کی طرف جاتے تین روز اسی طرح گزرے مسرف عقیق میں تھا اور لوگ مصیبت میں مبتلا تھے ہم لوگوں نے محرم کا چاند اسی حالت میں دیکھا کہ محمد بن سلمہ کے مکان میں شامی گھسے تھے اور عورتیں پراگندہ حالت میں تھیں۔

زید بن محمد بن مسلمہ اوران کے ہمراہ ایک جماعت آواز کی طرف بڑھی انہوں نے دس آدمیوں کو لوٹتے ہوئے پایا دروازے پر احاطے میں اور گھروں میں ان لوگوں نے جنگ کی۔ شامی سب کے سب قتل کر دئے گئے جو کچھ لوٹا گیا تھا سب انہوں نے حاصل کر لیا اپنے قیمتی سامان کو انہوں نے اندھیرے کنویں میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔

ایک دوسری جماعت سامنے آئی انہوں نے بھی اس مقام پر جنگ کی زید بن محمد بن سلمہ اور سلمہ بن عباد بن سلامہ بن وقش اور جعفر بن یزید بن سدکان قتل کر دئے گئے اور وہ سب لوگ بچھڑے ہوئے ملے تھے۔ یزید بن محمد پر تلوار کے چودہ زخم لگے تھے جن میں سے چار ان کے چہرے پر تھے۔

عبداللہ بن رافع ...... ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو کہ وہی حبیب بن مالک بن الاوس تھے۔ ان کی والدہ لبنیٰ بنت قرہ بن علقمہ بن علاثہ بنی جعفر بن کلاب میں سے تھیں

اولاد ...... اور ناعصہ وعائشہ ان دونوں کی والدہ ام الاشعب بنت عبداللہ ابن قرہ بن علقمہ بن علاثہ تھیں۔

ام جعفر ان کی والدہ ام الاشعث بنت رفاعہ بن خدیج بن رافع قبیلہ اوس کے بنی حارثہ میں سے تھیں۔

روایت ...... عبداللہ بن رافع نے اپنے والد سے روایت کی ہے ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبیداللہ بن رافع ...... ابن خدیض بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ ان کی والدہ اسماء بنت زیاد

بن طرفہ بن مصاد بن الحارث بن مالک بن النمر بن قاسط بن ربیعہ تھیں۔

اولاد ...... عبیداللہ کے ہاں فضل پیدا ہوئے جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور عونہ اور ام الفضل و بریہہ وام رافع ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

روایت ...... عبیداللہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

وفات ...... پچاسی سال کی عمر میں ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۱۱۱ھ میں وفات ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن رافع ...... ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جبشم بن حارثہ ان کی والدہ اسماء بنت زیاد ابن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان میں سے تھیں۔

اولاد ...... عبدالرحمٰن کے ہاں ہریرہ وسکینہ پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ ام الحسن بنت اسید بن ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جبشم بن حارثہ تھیں۔

سہل بن رافع ...... ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جبشم بن حارثہ ان کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان میں سے تھیں۔

اولاد ...... سہل کے ہاں منذر پیدا ہوئے اور عمران جن کا کوئی پس ماندہ نہ تھا اور سلیمان ومحمد وعائشہ وام عیسیٰ وام حمیدہ ان سب کی والدہ ام المنذر بنت رفاعہ ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جبشم بن حارثہ تھیں۔

رفاع بن رافع ...... ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جبشم بن حارثہ ان کی والدہ اسماء بنت زیاد بن طرفہ نمر بن قاسط کے خاندان سے تھیں۔

اولاد ...... رفاعہ کے ہاں ایک ام ولد سے عبایہ وامرالقیس پیدا ہوئے۔ ام ام ولد سے زمیل اور ام ولد سے نفع پیدا ہوئے۔

سہل وعائشہ ومیمونہ ان سب کی والدہ ہند بنت ثعلبہ بن الزبرقان بن بدر التمیمی تھیں۔

عبدہ واسماء وابوبکر ایک ام ولد سے تھیں۔

رفاعہ بن رافع کی کنیت ابوخدیج تھی ان کی وفات مدینہ منورہ میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ہوئی۔

عبید بن رافع ...... ابن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جبشم بن حارثہ ان کی والدہ ام ولد تھیں عبید کے ہاں رافع وعیاش ورفاعہ پیدا ہوئے ان سب کی والدہ حمیدہ بنت ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جبشم بن حارثہ تھیں۔

حرام بن سعد...... ابن محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ قبیلہ اوس کے تھے ان سے زہری نے روایت کی ہے ثقہ وقلیل الحدیث تھے حرام کی کنیت ابوسعید تھی۔

وفات...... ستر سال کی عمر میں ۱۱۳ھ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

نملہ بن ابی نملہ...... نام عمرو بن معاذ بن زرارہ بن عمرو بن عدی بن الحارث بن مرہ بن ظفر تھا قبیلہ اوس کے تھے ان کی والدہ کبشہ بنت حاطب بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ ابن معاویہ قبیلہ اوس کے بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں ان کی اولاد تھی مگر سب فوت ہو گئے مر ین ظفر کی بھی سب اولاد تمام ہوگئی ان میں سے کوئی نہ رہا نملہ نے اپنے والد سے اور زہری نے نملہ سے روایت کی ہے۔

عمرو ومحمد یزید ابنائے ثابت...... ابن قیس بن الخطم بن عدی بن عمرو بن سواد ظفر وہ کعب بن الخزرج بن عمرو تھے اور وہ نبیت بن مالک بن الاوس تھے ان تینوں کی والدہ ام حبیب بنت قیس ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر تھیں تینوں یوم الحرہ میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں قتل کردئے گئے ان کی کوئی باقی اولاد نہ تھی۔

صالح بن خوات...... ابن جبیر النعمان بن امیہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف جو اوس کے تھے ان کی والدہ بنی فقیم کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔

اولاد...... صالح بن خوات کے ہاں خوات وابوخوات وابوحنہ وبرہ وام موسیٰ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام حسن بنت ابی حنہ بن غزیہ بنی مازن بن النجار سے تھیں۔

ہضبہ بنت صالح ان کی والدہ بلی قصاعہ کے بنی انیف سے تھیں۔

صالح بن خوات نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ قلیل الحدیث تھے۔

حبیب بن خوات...... ابن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امری القیس ان کی والدہ بنی فقیم کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں۔

اولاد...... حبیب کے ہاں داؤد پیدا ہوئے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

قتل...... حبیب بن خوات ذی الحجہ ۲۳ھ میں ایام الحرہ میں قتل کردئے گئے۔

عمرو بن خوات...... ابن جبیر بن النعمان ان کی والدہ کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا یوم الحرہ میں قتل ہوئے بقیہ اولاد

نہ تھی۔

یحییٰ بن مجمع ...... ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف قبیلہ اوس کے تھے ان کی والدہ سلمہ بنت ثابت بن الدحداحہ ابن نعیم بن غنم بن الیس بن بلی قضاعہ سے تھیں۔

قتل ...... یحییٰ بن مجمع کے ہاں مجمع پیدا ہوئے جن کی کوئی اولاد نہ تھی۔

یحییٰ بن جمع یوم الحرہ میں قتل کئے گئے۔

ان کے بھائی عبیداللہ بن مجمع ...... ابن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف ان کی والدہ سلمٰی بنت ثابت ابن الدحداحہ بن نعیم بلی قضاعہ سے تھیں۔

اولاد

عبیداللہ بن جمع کے ہاں عمران دحداحہ و مریم پیدا ہوئیں۔ان سب کی والدہ لبنٰی بنت عبداللہ بنتل بن الحارث بن قیس بن زید بن ضبیعہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

عبیداللہ بن مجمع یوم الحرہ میں قتل کئے گئے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن ثابت ...... ابن ودیعہ بن خذام ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف قبیلہ اوس کے تھے ان کی والدہ بلی قضاعہ خلفائے بنی عمرو بن عوف کے بنی انیف سے تھیں۔ یزید کے ہاں عبداللہ و اسماعیل پیدا ہوئے زہری نے یزید بن ثابت بن ودیعہ سے روایت کی ہے۔

محمد بن جبیر ...... ابن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف ابن عمرو بن عوف قبیلہ اوس کے تھے یوم الحرہ میں قتل کر دئے گئے بقیہ اولاد نہ تھی ان کے والد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔

عبدالملک بن جبر ...... ابن عتیک انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

ابوالبداح بن عاصم ...... ابن عدی بن الجد بن العجلان بنی قضاعہ کے ان لوگوں میں سے تھے جو اوس کے بنی عمرو بن عوف کے خلفاء تھے محمد بن عمر نے کہا کہ ابوالبداحہ لقب ہے جو ان کے نام پر غالب آ گیا کنیت ابوعمرو تھی وفات ۱۱۷ھ میں ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں ہوئی ثقہ و قلیل الحدیث تھے۔

ان کے بھائی عباد بن عاصم ...... ابن عدی یزید بن معاویہ کی خلافت میں ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ

میں قتل کر دیئے گئے۔

خارجہ بن زید...... ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام سعید جمیلہ بنت سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امری القیس ابن مالک بن ثعلبہ بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

اولاد...... خارجہ بن زید کے ہاں زید وعمر وعبداللہ ومحمد وحبیبہ وام یحییٰ وام سلیمان پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام عمرو بنت حزم بنی مالک بن النجار سے تھیں۔

ابراہیم بن یحییٰ بن زید سے مروی ہے کہ خارجہ بن زید کی کنیت ابوزید تھی۔

انگوٹھی...... خارجہ بن زید سے مروی ہے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

سجدے کا نشان...... زید بن سایب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدوں کا نشان دیکھا جو بہت نہ تھا نہ ان کی ناک پر کوئی اثر تھا۔

لباس...... زید بن سائب سے مروی ہے کہ میں نے خارجہ بن زید کو دیکھا کہ جن اوقات میں برہنہ ہوتے تو اپنی چادر لٹکائے رہتے جب انکے بدن پر کرتا ہوتا تو میں انہیں چادر لٹکاتے نہیں دیکھا ان کا جسم خوبصورت تھا۔

زید بن سائب سے مروی ہے کہ میں نے زید بن خارجہ کو خز کی چادر استعمال کرتے ہوئے دیکھا اور زرد رومال اوڑھے دیکھا اور سفید عمامہ باندھے دیکھا خارجہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

خواب...... خارجہ بن زید بن ثابت سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ستر سیڑھیاں بنائی گئیں ہیں جب میں اس سے فارغ ہوا تو منہدم کر دیا، یہ میرا سترواں سال ہے جس کو میں نے پورا کر لیا ہے اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

وفات...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ خارجہ بن زید کی وفات ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ان پر نماز پڑھی وہ اس زمانے میں عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے مدینہ کے گورنر تھے اور میں نے ان کے جنازے پر ایک چادر دیکھی جو لٹکی ہوئی تھی۔

زید بن سائب سے مروی ہے کہ میں خارجہ بن زید کے جنازے پر حاضر ہوا تھا کہ ان کی قبر پر پانی چھڑکا جا رہا تھا۔

سعد بن زید...... ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوزان بن عبد بن عوف بن مالک بن النجار ان کی والدہ ام

سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں۔

اولاد...... سعد بن زید کے ہاں قیس وسعید جوسعدان تھے اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں داؤد وحبیبہ ایک ام ولد سے تھیں اور سلیمان وسعد دوسری ام ولد سے۔

وفات...... سعد بن زید سے روایت کی گئی ہے ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل کیے گئے۔

سلیمان بن زید...... ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبدعوف بن مالک بن النجاران کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں۔

سلیمان بن زید کے ہاں سعید وحمید وعبداللہ پیدا ہوئے۔ان سب کی والدہ ام حمید بنت عبداللہ بن قیس بن صرعہ بن ابی انس بنی عدی بن النجار سے تھیں۔سلیمان بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں قتل ہوئے۔

یحییٰ بن زید...... ابن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبدعوف بن مالک بن النجاران کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں

اولاد...... یحییٰ بن زید کے ہاں زکریا وابراہیم پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ بستامہ بنت عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک بنی مالک بن النجار سے تھیں۔یحییٰ بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں قتل ہوئے۔

اسماعیل بن زید...... ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبدعوف بن مالک بن المجاران کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع بنی حارث بن الخزرج سے تھیں کنیت ابومصعب تھی۔

اولاد...... اسماعیل بن زید کے ہاں مصعب پیدا ہوئے ان کی والدہ امامہ بنت جلیحہ بن عبادہ بن عبداللہ بن ابی سلول بنی الحبلی میں سے تھے۔

سعد بن اسماعیل ان کی والدہ میمونہ بنت ہلال بنی ہلال سے تھیں۔

روایت...... اسماعیل بن زید۔زید بن ثابت کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے انہوں نے اپنے والد سے کچھ روایت نہیں کی البتہ دوسروں سے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

سلیط بن زید...... ابن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوزان ان کی والدہ ام ولد تھیں سلیط بن زید کے ہاں یسار پیدا ہوئے ان کی والدہ زینب تھیں۔حبیبہ وخلیدہ ان دونوں کی والدہ نائلہ بنت عمرو بن حزم تھیں۔

قتل...... سلیط بن زید بن ثابت یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن زید......ابن ثابت بن ضحاک ان کی والدہ ام ولد تھیں عبدالرحمٰن کے ہاں سعید وام کلثوم وام ابان پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ عمرہ بنت عبدالعلاء بن عمرو بن الربیع بن الحارث بنی مالک بن النجار سے تھیں۔

وفات......عبدالرحمٰن بن زید یوم الحرہ میں قتل ہوئے ان کی باقی اولاد نہ رہی۔

عبداللہ بن زید......ابن ثابت بن الضحاک ان کی والدہ ام ولد تھیں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے بقیہ اولاد نہ تھی۔

زید بن زید......ابن ثابت بن الضحاک یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

یوم الحرہ میں زید بن ثابت کے سات بیٹے مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن حسان......ابن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار ان کی والدہ سیرین قبطیہ تھیں۔ جو ماریہ قبطیہ والدہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی بہن تھیں جسے آپ ﷺ نے حسان بن ثابتؓ کے حوالے کر دیا تھا، ان سے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے وہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کے خالہ زاد بھائی تھے عبدالرحمٰن شاعر تھے انہوں نے اپنے والد وغیرہ سے روایت کی ہے۔

اولاد......عبدالرحمٰن کے ہاں ولید و اسماعیل وام فراس پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام شعبیہ بنت السائب بن یزید بن عبداللہ تھیں۔

سعید بن عبدالرحمٰن شاعر تھے ان سے بھی روایت کی گئی ہے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ حسان بن عبدالرحمٰن و فریعہ۔

کنیت اور حدیث میں مرتبہ......عبدالرحمٰن بن حسان کی کنیت ابوسعید تھی شاعر و قلیل الحدیث تھے۔

عمارہ بن عقبہ......ابن کدیم بن عدی بن حارثہ بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن النجار ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے بقیہ اولاد نہ تھی۔

محمد بن نبیط......ابن جابر بن مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار ان کی والدہ فریعہ مبایعہ بنت ابی امہ اسعد بن زرارہ بن عدس بنی مالک بن النجار سے تھیں۔

اولاد......محمد بن نبیط کے ہاں وابوامامہ وعبداللہ وام کلثوم پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت عمارہ بن

الحباب بن سعد بن قیس بن عمرو ابن زید مناۃ بنی مالک بن النجار بن عدس تھیں۔

اولاد......عبدالملک کے ہاں ابوامامہ وعمر ومحمد نبیط پیدا ہوئے ان تینوں کی والدہ ام کلثوم بنت یحییٰ بن خلاد بن رافع بن مالک بنی زریق سے تھیں۔

وفات......عبدالملک یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

حجاج بن عمرو......ابن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار ان کی والدہ ام الحجاج بنت قیس بن رافع بن اذنیہ قبیلہ اسلم سے تھیں وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخذری......نام سعد بن مالک بن سنان بن ثعلبہ بن عبید بن الابحر تھا۔ابن الابحر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے۔ان کی والدہ ام عبداللہ بن الحارث ابن قیس بن ہیشہ بن الحارث تھیں جواوس کے بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں سے تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابومحمد تھی۔عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا کہ ان کی کنیت ابوجعفر تھی۔

اولاد......عبدالرحمٰن بن ابی سعید کے ہاں عبداللہ وسعید پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ ام ایوب بنت عمیر بن الحویرث تھیں جوالخذرہ کے سعید بن محارب کی اولاد میں تھیں۔

کثیر الحدیث تھے مگر معتبر نہ تھے محدثین انہیں ضعیف سمجھتے ہیں اوران سے استدلال نہیں کرتے عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

وفات......محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی سعید کی وفات بہتر سال کی عمر میں ۱۱۲ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی

حمزہ بن ابی سعید الخذری......ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بنی معاویہ میں سے تھیں۔

اولاد......حمزہ کے ہاں مسعود پیدا ہوئے ان کی والدہ خولہ بنت الربیع تھیں۔

مالک وام یحییٰ ان دونوں کی والدہ فارعہ بنت خالد بن سواد بن غزیہ بن وہیب ابن خلف بنی عدی بن النجار کے حلیف بنی قضاعہ سے تھیں۔

روایت......حمزہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

سعید بن ابی سعید الخدری...... ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عبداللہ بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بنی معاویہ میں سے تھیں۔

اولاد...... سعید کے ہاں حمزہ و ہند پیدا ہوئیں، ہند سے روایت کی گئی ہے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کی والدہ فعمہ بنت بشیر بن عتیک بن الحارث ابن عتیک بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ قبیلہ اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف سے تھیں۔

ولید بن سعید ان کی والدہ ام حسن بنت محمد بن الولید بنی قضاعہ سے تھیں۔

بشیر بن ابی مسعود...... نام عقبہ بن عمرون ثعلبہ بن اسیرہ بن عیسرہ بن عطیہ بن جدارہ بن عوف ابن الحارث بن الخزرج تھا۔

بشیر بن ابی مسعود کے ہاں ام ثعلبہ وام سلمہ پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ قیس بن عیلان کے بنی سلیم بن منصور سے تھیں۔

روایت...... عروہ بن زبیر نے بشیر بن مسعود سے روایت کی ہے۔

محمد بن النعمان...... ابن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج ان کی والدہ ام عبداللہ بنت عمرو بن جروہ بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

محمد کے ہاں نعمان ورواحہ وعبدالکریم وعبدالحمید مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

یزید بن النعمان...... ابن بشیر بن سعد ان کی والدہ نائلہ بنت بشیر بن عمارہ بن حصان بن جبار بن قرط قبیلہ کلب کے بنی مادیہ سے تھیں۔

اولاد...... عبدالعزیز وصدقہ ونعیم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالواحد اور عبدالرزاق جو لاولد مر گئے ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

شبیب، ان کی والدہ ام ولد تھیں

عبدالملک وعبدالکریم، اسماعیل، جابر وسعید، ام البنین وحمیدہ وخلیدہ، سفیان وابیہ یہ سب ام ولد سے پیدا ہوئے۔

محمد بن عبداللہ...... ابن زید بن عبدربہ بن زید بن الحارث بن الخزرج ان کی والدہ سعدیٰ بنت کلیب ابن یساف بن عنبہ تھیں

اولاد......محمد بن عبداللہ بن زید کے ہاں بشیر بن محمد پیدا ہوئے جن کی وفات اپنا پس ماندہ چھوڑے بغیر ہوئی۔

روایت......محمد بن عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ......ابن خبیب بن یساف بن عنبہ بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج ان کی والدہ عونہ بنت ابی مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بنی جدارہ سے تھیں۔

اولاد......عبدالرحمٰن کے ہاں وہ خبیب بن عبدالرحمٰن پیدا ہوئے جن سے عبید اللہ بن عمرو وشعبہ و مالک بن انس و غیرہم نے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن خبیب بن یساف یزید بن معاویہ کی خلافت میں ذی الحجہ ۶۳ھ یوم الحرہ میں قتل ہوئے۔

خلاد بن السائب......ابن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امری القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ بنی الحارث بن الخزرج میں سے تھے ان کی والدہ انیسہ بنت ثعلبہ ابن زید بن قیس بن النعمان بن مالک تھیں۔

اولاد......خلاد بن السائب کے ہاں ابراہیم پیدا ہوئے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ایک بیٹی جذیمہ پیدا ہوئیں ان کی والدہ جمیلہ بنت تمیم بن یعار بنی جدارہ میں سے تھیں۔
ام سعد وام سہل ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

روایت میں مرتبہ......خلاد ثقہ وقلیل الحدیث تھے ان کی والد نبی علیہ السلام کے صحابی تھے۔

عباس بن سہل......ابن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ ان کی والدہ عائشہ بنت خزیمہ بن وحوج بن الاشم بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

اولاد......عباس بن سہل کے ہاں ابی وعبدالسلام وام الحارث وآمنہ وام سلمہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ جمال بنت جعدہ بن مالک بن سعد بن نافذ بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔
عبدالمہیمن وعنبسہ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

مختصر احوال......عمر کی خلافت کے زمانے میں پیدا ہوئے اور جب عثمان شہید ہوئے تو عباس بن سہل پندرہ سال کے تھے۔ انہوں نے عثمان سے روایت کی ہے اس کے بعد وہ الگ ہو کر عبداللہ بن زبیر کے پاس مدینہ چلے گئے

انہوں نے ابی حمید الساعدی سے روایت کی ہے ثقہ تھے کثیر الحدیث نہ تھے۔

عباس بن سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہم لوگ عثمان کے زمانے میں تھے میں پندرہ سال کا تھا لوگ سردی وگرمی سے سجدوں میں کپڑوں پر اپنے ہاتھ رکھتے تھے۔

محمد بن عمر وغیرہ نے کہا ہے کہ عباس بن سہل کی وفات ولید بن عبد الملک کی خلافت میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حمزہ بن ابی اسید...... نام مالک بن ربیعہ بن البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج ابن ساعدہ تھا ان کی والدہ سلامہ بنت والان بن سکن بن خدیج قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں حمزہ کی کنیت ابو مالک تھی۔

اولاد...... حمزہ بن ابی اسید کے ہاں یحییٰ پیدا ہوئے۔

سلمہ بن میمون سے مروی ہے کہ میں نے حمزہ بن ابی اسید الساعدی کے بدن پر ایک چادر دیکھی جس کے سروں کے تار بٹے ہوئے تھے۔

وفات ...... ابن غسیل سے مروی ہے کہ حمزہ بن ابی اسید کی وفات مدینے میں ولید بن عبد الملک کی خلافت میں ہوئی۔

روایت...... قلیل الحدیث تھے ان سے ان کے بیٹے یحییٰ بن ابی حمزہ نے روایت کی ہے۔

منذر بن ابی اسید الساعدی...... نام مالک بن ربیعہ بن البدی تھا ان کی والدہ سلامہ بنت وہب بن سلامہ ابن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

اولاد...... منذر کے ہاں زبیر وسوید وام الحسن الحوصاد پیدا ہوئیں تینوں کی والدہ مادیہ بنت عبداللہ بنی عذرہ کی تھیں، بشر وخلدہ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

خالد وحفصہ کی والدہ ام جعفر بنت عمرو بن امیہ بن خویلد الضمری قبیلہ کنانہ سے تھیں۔

سعید جن کے نام سے ان کی کنیت تھی اور عائشہ وسودہ وفاطمہ ان سب کی والدہ عمرہ بنت ابی حمید عبدالرحمٰن بن عمرو بن سہل بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ ابن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

عبداللہ بن کعب...... ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ خزرج سے تھے ان کی والدہ عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔

اولاد...... عبداللہ بن کعب کے ہاں عبدالرحمٰن ومعمر معقبل ونعمان وخارجہ وعمرہ وعائشہ پیدا ہوئیں ان سب کی

والدہ خالدہ بنت عبداللہ بن انیس بنی سلمہ کے حلیف بنی البرک بن دبرہ سے تھیں۔

نابینا ہو گئے...... کعب بن مالک نابینا ہو گئے تھے ان کے تمام بیٹوں میں سے عبداللہ ان کے قائد (لے چلنے والے یا سہارا دینے والے) تھے۔

روایت میں مرتبہ...... عبداللہ بن کعب نے عثمان سے حدیث سنی ہے ثقہ تھے ان کی بھی احادیث ہیں۔

عبیداللہ بن کعب...... ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ ان کی والدہ عمیرہ بنت جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔

اولاد...... عبیداللہ بن کعب کے ہاں ام ابیہا پیدا ہوئیں ان کی والدہ ملیکہ بنت عبداللہ بن صخر بن خنساء بن سنان بن سنان بن عبید بنی سلمہ سے تھیں۔

خالدہ ان کی والدہ ام سعید بنت عبداللہ بن انیس جوان لوگوں کے حلیف تھے۔

ام عثمان وام بشران دونوں کی والدہ سہلہ بنت النعمان بن جبیر بن امیہ ابن خنساء بن عبید بنی سلمہ سے تھیں

عمیرہ بنت عبداللہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حدیث میں مرتبہ...... عبیداللہ بن کعب کی کنیت ابوفضالہ تھی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

معبد بن کعب...... ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب ان کی والدہ عمیرہ بنت جیران بن صخر بن امیہ بن خنساء بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

اولاد...... معبد کے ہاں کعب وام کلثوم پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ حفصہ بنت النعمان بن جبیر بن صخر بن امیہ بن خنساء بنی عبید سے تھیں۔

روایت...... معبد بن کعب نے ابوقتادہ سے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن کعب...... ابن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... عبدالرحمٰن کے ہاں بشیر وکعب ومحمد وحمیدہ پیدا ہوئیں ان کی والدہ ام البنین بنت ابی قتادہ بن ربعی بنی سلمہ میں سے تھیں۔

ام الفضل ان کی والدہ ام سعید بنت عبداللہ بن انیس تھیں جو بنی سلمہ کے حلیف تھے۔

مختصر احوال...... کنیت ابوخطاب تھی ثقہ تھے حدیث میں اپنے بھائی سے بڑھ کر تھے وفات سلیمان بن عبد الملک خلافت کے دور میں ہوئی۔

عبداللہ بن ابی قتادہ...... ابن ربعی بن بلذمہ بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ قبیلہ خزرج کے تھے ان کی والدہ سلافہ بنت البراء بن معرور بن صخر بنی سلمہ کی تھیں۔

اولاد...... عبداللہ بن ابی قتادہ کے ہاں قتادہ ویسرہ وام البنین پیدا ہوئیں ان کی والدہ ام کثیر بنت عبدالرحمٰن بن ابی المنذر بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سوا بنی سلمہ کی تھیں۔

یحییٰ وظبیہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

مختصر احوال...... عبداللہ بن ابی قتادہ کی کنیت ابویحییٰ تھی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وفات مدینہ منورہ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ہوئی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی قتادہ...... ابن ربعی بن بلذمہ ان کی والدہ سلافہ بنت البراء بن معرر بن صخر بنی سلمہ کی تھیں۔

وفات...... عبدالرحمٰن بن ابی قتادہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے یوم الحرہ میں قتل ہوئے انہوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی

ثابت بن ابی قتادہ...... ابن ربعی بن بلذمہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... ثابت کے ہاں عبدالرحمٰن ومصعب وابوقتادہ وکبشہ وعبدو وام البنین پیدا ہوئیں ان کی والدہ ام ولد تھیں

مختصر احوال...... ثابت بن ابی قتادہ کی کنیت ابومصعب تھی انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے مدینہ منورہ میں ولید بن عبدالملک کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی قلیل الحدیث تھے۔

یزید بن ابی الیسر...... ان کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن سواد تھا خزرج کے بنی سلمہ کے تھے۔

اولاد...... یزید کے ہاں سعد وعبداللہ پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ کبشہ بنت ثابت ابن عبید بن النعمان بن عمرو بن عبید بنی مالک بن النجار کی تھیں۔

یزید بن یزید وام سعید ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام ابان بنت یزید ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی سلمہ بن عمرو بن قیس بن عدی ابن النجار سے تھیں۔

وفات...... یزید بن ابی سیرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن جابر...... ابن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ان کی والدہ سہیمہ بنت مسعود بن اوس بن مالک بن سواد بن ظفر تھیں۔

اولاد...... عبدالرحمٰن کے ہاں عقبہ پیدا ہوئے ان کی والدہ ام البنین بنت سلمہ بن خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجموح تھیں۔

ام خالد، ان کی والدہ ام ایوب بنت یزید بن عبداللہ بن عامر بن نابی بن زید ابن حرام تھیں۔

روایت...... عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کی اوران کے بھائی کی روایت میں ضعف ہے اور دونوں سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

ان کے بھائی محمد بن جابر...... ابن عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کی والدہ ام الحارث محمد بن سلمہ بن سلمہ بن خالد بنی حارثہ کی تھیں۔

اولاد...... محمد کے ہاں کلیب پیدا ہوئے ان کی والدہ ام سلمہ بنت الربیع بن الطفیل ابن مالک بن خنساء بن عبید بنی سلمہ کی تھیں۔

روایت...... محمد نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عبید بن رفاعہ...... ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق خزرج کے تھے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... عبید بن رفاعہ کے ہاں زید وسعید ورفاعہ پیدا ہوئے ان کی والدہ ہند بنت رافع بن خلدہ بن بشر بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

اسماعیل وام موسیٰ وحمید وبریہہ وام البنین کبریٰ وزید وام عمروان سب کی والدہ سمیکہ بنت کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سود بن غنم بنی سلمہ کی تھیں۔

عبدالرحمٰن وام عبدالرحمٰن ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسحاق، ان کی والدہ ام صفوان بنت ابی عثمان بن عبداللہ بن وہب ابن ریاح تھیں۔ امتہ اللہ ونسیبہ وعائشہ وام البنین صغریٰ وعبید بن عبید مختلف ام ولد سے تھے۔

معاذ بن رفاعہ...... ابن رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق ان کی والدہ ام عبداللہ سلمی بنت معوذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بن مالک ابن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

اولاد...... معاذ بن رفاعہ کے ہاں حارث وسعد ومحمد وموسیٰ وامیہ پیدا ہوئے۔ ان سب کی والدہ عمرہ بنت النعمان بن عجلان بن النعمان بن عامر بن العجلان بن عمرو ابن عامر بن زریق تھیں۔

نعمان بن ابی عیاش...... ان کا نام عبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھا ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... نعمان کے ہاں طلحہ پیدا ہوئے ان کی والدہ ام عبادہ بنت قیس بن عبید بن الحریر بن عمرو بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں
محمد ویحییٰ ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت کعب بن عمیر بن فہم بن قیس بن عیلان نعمان کی بقیہ اولاد پس ماندہ ہیں۔

معاذ بن ابی عیاش...... عبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... معاویہ بن ابی عیاش کے ہاں محمد ورملہ وجعدہ وام اسحاق پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ معاویہ بن ابی عیاش کی تمام اولاد ختم ہوگئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

سلیمان بن ابی عیاش...... عبید بن معاویہ بن صامت ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... سلیمان کے ہاں عیسیٰ وحسنا وام الولید پیدا ہوئے ان کی والدہ ام کلثوم بنت ہلال بن المعلیٰ بن لوزان بن حارثہ بنی غضب بن جشم بن الخزرج کی تھیں۔

قتل...... سلیمان بن ابی عیاش یوم الحرہ میں مقتول ہوئے ان کی سب اولاد ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔

بشیر بن ابی عیاش

عبید بن معاویہ بنت صامت ان کی والدہ ام ولد تھیں بشیر کے ہاں یحییٰ وذکریا وام ایاس وام القاسم وحکمتہ پیدا ہوئیں ان کی والدہ کلب قضاعہ کی تھیں۔

اولاد...... ام الحارث ان کی والدہ بنی سلمہ سے تھیں۔

قتل ...... بشیر بن ابی عیاش کے یوم الحرہ میں قتل ہوئے، ان کی اولاد ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔

فروہ بن ابی عبادہ ...... سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق ان کی والدہ ام خالد بنت عمرو بن وزفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔

اولاد ...... فروہ کے ہاں عثمان پیدا ہوئے جو یوم الحرہ میں اپنے والد کے ساتھ مقتول ہوئے، سلمہ وداؤد وام جمیل ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت قیس بن ثابت بن خلدہ ابن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

عبدالرحمٰن، ان کی والدہ کبشہ بنت عبدالرحمٰن بن الحویرث بن شریح کندہ میں سے تھیں۔

قتل ...... فروہ بن ابی عبادہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے ان کے والد سعد بن عثمان اہل بدر میں سے تھے۔

عقبہ بن ابی عبادہ ...... سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عقبہ کے ہاں سعد واسماعیل وعبداللہ وعائشہ پیدا ہوئیں۔ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عیاش بن عبید بن معاویہ بن صامت بن زید بن خلدہ بن عامر ابن زریق تھیں۔

وفات ...... عقبہ بن ابی عبادہ یوم الحرہ میں قتل ہوئے۔

مسعود بن عبادہ ...... ابن ابی عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق ان کی والدہ ام ولد تھیں مسعود بن عبادہ یوم الحرہ میں قتل ہوئے۔

ثابت بن قیس ...... ابن سعد بن قیس بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔ان کی والدہ کبشہ بنت یزید ابن زید بن النعمان بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

اولاد ...... ثابت کے ہاں عبدالرحمٰن ومحمد وام سعید وحفصہ وعائشہ وام حسن وام مسعود پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ کبشہ بنت ابی عیاش عبید بن معاویہ بن صامت ابن زید الزرقی تھیں ح۔

عمر بن خلدہ الزرقی

قاضی بننا ...... ابو ہریرہ سے حدیث سنی ہے عبدالملک بن مروان کی خلافت میں مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن خلدہ کو مسجد میں مقامات کا فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا۔

مجرم کا اپنے آپ کو خود قید کرنا...... ابن ابی زئب سے مروی ہے کہ میں عمر بن خلدہ کے پاس حاضر ہوا وہ مدینہ کے قاضی تھے ایک شخص سے جو ان کے سامنے پیش کیا گیا کہہ رہے تھے کہ اے خبیث جا اپنے آپ کو قید کر وہ شخص گیا حالانکہ اس کے ہمراہ کوئی سپاہی نہ تھا ہم لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ اس وقت ہم نوعمر تھے وہ شخص داروغہ قید خانہ کے پاس آیا اور اپنے آپ کو قید ہونے کے لئے پیش کر دیا۔

مختصر احوال...... محمد بن عمر نے کہا کہ عمر بن خلدہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے وہ ہیبت ناک بہادر اور پرہیزگار و متقی تھے عہدہ قضا کی کوئی تنخواہ نہیں لی جب معزول کر دیئے گئے تو ان سے کہا گیا کہ اے ابوحفص جس کام میں آپ تھے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائی تھے ہم نے ان سے تعلق قطع کر لیا تھا اور ہماری ایک چھوٹی سے زمین تھی جس سے ہم زندگی بسر کرتے تھے ہم نے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت استعمال کر لی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ پہلے زمانے میں مدینے میں دو آدمی اس طرح آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ ایک شخص اپنے ساتھی سے کہتا تھا کہ تم تو قاضی سے بھی زیادہ مفلس ہو مگر آج قاضی گورنر بادشاہ صاحب جائداد اور زمیندار اور مالدار بن گئے۔

عمر بن ثابت الخزرجی...... ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

اسحاق بن کعب...... ابن عجزہ بن امیہ بن عدی بن عبید بن الحارث۔ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ ان بلی قضاعہ سے تھے جو بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی قوقل کے حلیف تھے۔

وفات...... اسحاق بن کعب ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل ہوئے۔

محمد بن کعب...... ابن عجزہ بن امیہ بن عدی بن عبید بن الحارث ذی الحجہ ۶۳ھ میں یوم الحرہ میں قتل ہوئے۔

ابوعفیر...... نام محمد بن سہل بن ابی حشمہ تھا ابوحشمہ کا نام عبداللہ بن ساعدہ بن عامر ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھا اوس کے تھے ان کی والدہ تحیا بنت البراء ابن عازب بن الحارث بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں۔

اولاد...... ابوعفیر محمد بن سہل کے ہاں عفیر و جعفر براء اور ایک دختر دبیہ وامیرہ جو طلحہ تھیں بدیہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ عفراء بنت دحیہ بن محیصہ بن مسعود بن کعب ابن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھیں

عیسیٰ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

روایت...... ابوعفیر نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

عمر بن الحکم...... ابن ابی الحکم فطیون کے بنی عمرو کی اولاد میں تھے۔ یہ لوگ اوس انصار کے حلیف تھے۔ دیوان عطاء میں بنی امیہ بن زید کے سلسلے میں شامل تھے بنوامیہ بن زید بن سلسلہ اوس کے آخری رکن تھے۔

مختصر احوال...... عمر کی کنیت ابوحفص تھی ثقہ تھے۔ ان کی احادیث درست ہیں ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے اس زمانے میں وہ اسی سال کے تھے۔

اس طبقہ کے آزاد کردہ غلاموں کی تفصیل

بسر بن سعید...... یہ حضرمیین کے آزاد کردہ غلام تھے۔ یزید بن ہارون نے اپنی ایک حدیث کی سند میں بسر بن سعید کو ابن الحضرمی کا مولا کہا ہے۔

بسر حضرمیین کے مکان میں رہتے تھے جو بنی حدیلہ میں تھا وہاں ان لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ بسر نے سعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن انیس، زید بن ثابت وابو ہریرہ وابوسعید الخدری وعبیداللہ الخولانی سے روایت کی ہے عبیدا یمونہ بنت الحارث کی پرورش میں تھے۔

فرزوق کی رفاقت...... بسر بن عابد تارکین دنیا واہل زہد میں سے تھے ثقہ وکثیر الحدیث ومتقی تھے ایک دفعہ کسی ضرورت سے بصرہ آئے مدینے واپس جانے کا ارادہ کیا تو فرزوق شاعران کے ساتھ گئے اہل مدینہ کو اس وقت تک خبر نہ ہوئی جب تک کہ یہ دونوں ایک ہی شغدف میں نمودار نہ ہوئے اہل مدینہ کو اس سے تعجب ہوا فرزوق کہتے تھے کہ میں نے بسر بن سعید سے زیادہ بہتر رفیق نہیں دیکھا اور بسر کہتے تھے کہ میں نے فرزوق سے بہتر کوئی رفیق نہیں دیکھا۔

وفات...... محمد بن عمر نے کہا کہ بسر بن سعید کی ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اس وقت اٹھہتر سال کے تھے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ بسر بن سعید کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے کفن تک نہ چھوڑا عبداللہ بن عبدالملک بن مروان کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ انہوں نے اسی مدی سونا چھوڑا (ایک مدی ۱۹ صاع کے اور ایک صاع سیر) عمر بن عبدالعزیز کو دونوں کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اگر ان دونوں کا ٹھکانہ ایک ہوتا تو اللہ کی قسم مجھے عبداللہ بن عبدالملک کی سی زندگی بسر کرنا زیادہ پسند تھا۔ ان سے مسلمہ بن عبدالملک

نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ (کلام یا خیال تو) تو آپ کے اہل بیت کے نزدیک ذبح کرنا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم ہ تو اہل فضل کو ان کے فضل کو ان کے فضل سے یاد کرنا نہ چھوڑیں گے۔

عبداللہ بن ابی رافع ...... نبی علیہ السلام کو مولیٰ تھے انہوں نے علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے اور وہ ان کے کاتب تھے ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن ...... ابن ثوبان اخنس بن شریف الثقفی کے خاندان کے مولیٰ تھے ان میں سے بعض لوگ یمن کی طرف منسوب تھے۔ محمد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابوعبداللہ تھی انہوں نے زید بن ثابت وابو ہریرہ وابو سعید خدری وابن عباس وابن عمر ومحمد بن ایاس بن ابی بکیر سے اور اپنی ماں سے اور انہوں نے عائشہ سے روایت کی ہے ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

حمران بن ابان ...... مولائے عثمان بن عفان انہوں نے عثمان سے روایت کی ہے بصرہ منتقل ہو کر وہیں رہتے تھے ان کی اولاد نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ لوگ نمر بن قاسط بن ربیعہ سے ہیں کثیر الحدیث تھے۔ میں نے محدثین کو ان کی حدیث سے استدلال کرتے نہیں دیکھا۔

عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج ...... کنیت ابوداؤد تھی محمد بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے مولیٰ تھے انہوں نے عبداللہ بن بحینہ وابی ہریرہ وعبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت کی ہے۔

روایت ...... عثمان بن عبیداللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے اس شخص کو دیکھا جو اپنی حدیث کو انہوں نے ابو ہریرہ سے اور رسول اللہ ﷺ سے روایت کی تھی اعرج پڑھ کر سناتے اور کہتے کہ اے ابوداؤد یہ تمہاری حدیث ہے انہوں نے کہا کہ جی ہاں راوی نے کہا کہ پھر میں کہتا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی جو میں نے آپ کو پڑھ کر سنائی انہوں نے کہا کہ ہاں کہو کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن ہرمز نے بیان کیا ہے۔

عبداللہ بن فضل سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ہرمز اسکندرہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔

وفات ...... ۱۱۷ھ میں ان کی وفات ہوئی ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

یزید بن ہرمز ...... دوس کے خاندان ابی زباب کے مولیٰ تھے کنیت ابوعبداللہ تھی یوم الحرہ میں آزاد شدہ غلاموں کے امیر تھے ان کی وفات اس کے بعد ہوئی ان کے بیٹے عبداللہ بن یزید ابن ہرمز گنے ہوئے فقہائے اہل مدینہ میں سے تھے یزید ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

سعید بن یسار ...... ابوالحباب مولائے حسن بن علی بن ابی طالبؓ انہوں نے ابو ہریرہ وابن عمر سے روایت کی

ہے۔ مدینہ منورہ میں ۱۱۷ھ ان کی وفات ہوئی۔ سعید کو مولیٰ شمسہ کہا جاتا تھا۔ شمسہ ایک نصرانیہ تھیں جو حسن بن علی کے ہاتھ اسلام لائیں تھی سعید ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

سلمان ابو عبداللہ الاغر...... مولائے جہینہ، خطیب تھے انہوں نے ابوسعید الخدری و ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے ان لڑکوں کو کہتے سنا کہ سلمان نے عمر بن خطاب سے ملاقات کی ہے میں ان لوگوں کے سوا کسی اور سے اس بات کو ثابت نہیں پاتا۔ ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

ابوعبداللہ القراظ...... قدیم تھے انہوں نے سعد بن ابی وقاص و ابی ہریرہ سے حدیث سنی ہے ثقہ و کثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبید اللہ...... ابن ابی ثور بنی نوفل بن عبد مناف کے مولیٰ تھے۔

سعید ابن مرجانہ...... کنیت ابوعثمان تھی ان کی زات میں فضیلت تھی ان کی روایت ہے وہ الگ ہو کر علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے پاس ہو رہے تھے ۹۷ھ میں ستر سال کی عمر میں فوت ہوئے ثقہ تھے ان کی احادیث ہیں۔

عبید بن حنین...... خاندان زید بن خطاب کے آزاد کردہ غلام تھے کنیت ابوعبداللہ تھی ابی فلیح بن سلیمان ابن ابی المغیرہ بن حنین کے چچا تھے کہا جاتا ہے کہ وہ عین التمر کے ان قیدیوں میں سے تھے جنہیں خالد بن الولید نے ابوبکر صدیق کی خلافت میں مدینہ منورہ بھیجا تھا۔ عبید بن حنین نے زید بن ثابت و ابی ہریرہ و ابن عباس سے روایت کی ہے ثقہ تھے کثیر الحدیث نہ تھے۔

سورہ اعراف سنانا...... عبید بن حنین سے مروی ہے کہ میں نے قتل عثمان کے وقت زید بن ثابت سے کہا کہ مجھے سورہ اعراف پڑھ کر سنایئے انہوں نے کہا کہ مجھے یاد نہیں ہے تم اسے پڑھ کر مجھے سناؤ میں نے انہیں پڑھ کر سنائی تو انہوں نے ایک الف یا واؤ کی بھی گرفت نہیں کی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبید بن حنین پچانوے سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن حنین...... مولائے عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی بقیہ و پس ماندہ اولاد مدینے میں تھی ان کے بیٹے ابراہیم بن عبداللہ بن حنین اہل علم کے راویوں میں سے تھے ان سے زہری وغیرہ نے روایت کی ہے۔

مختصر احوال...... وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ عباس بن عبدالمطلب کے آزاد کردہ غلام ہیں آج تک وہ لوگ اس (غلامی) کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حنین مقبب کے مولیٰ تھے مقبب مسحل کے مسحل شماس کے اور شماس عباس کے۔

اسامہ بن زید اللیثی سے مروی ہے کہ اس زمانے میں جب کہ یزید بن عبدالملک خلیفہ بنائے گئے میں عبدا للہ بن حنین کے پاس گیا ان کی وفات اس واقعے کے قریب ہوئی قلیل الحدیث تھے۔

عمیر......ام الفضل بنت الحارث الہلالیہ جو عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم کے لڑکوں کی والدہ تھیں۔

مختصر احوال......عمیر کی کنیت ابوعبداللہ تھی انہوں نے ام الفضل وابن عباس سے روایت کی ہے انہوں نے صلواۃ خوف میں ابن عباس سے روایت کی ہے ۔بعض روایات میں عمیر مولائے ابن عباس ہے حالانکہ وہ ابن عباس کی والدہ کے مولیٰ تھے۔عمیر کی وفات مدینہ منورہ میں ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

ان کے بیٹے عبداللہ بن عمیر......ان کو بعض لوگ اپنی روایات میں مولائے ابن عباس کہتے ہیں حالانکہ وہ ام الفضل کے آزاد کردہ غلام تھے

عکرمہ......عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم کے آزاد کردہ غلام تھے ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

آزادی......محمد بن راشد سے مروی ہے کہ ابن عباس کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ عکرمہ غلام تھے انہیں خالد بن یزید بن معاویہ نے علی بن عبداللہ بن عباس سے چار ہزار دینار میں خرید لیا عکرمہ کو معلوم ہوا تو علیؒ کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے مجھے چار ہزار دینار میں فروخت کر دیا انہوں نے کہا کہ ہاں انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے لئے بہتر نہیں ہے کہ اپنے والد کا علم چار ہزار دینار میں فروخت کر ڈالو۔علی خالد کے پاس آئے اور عکرمہ کو واپس مانگا خالد نے ان کو واپس کر دیا پھر انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔

نکاح کی ترغیب......ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کے نام عرب کے ناموں پر رکھتے تھے (جیسے) کہ عکرمہ وسمیع وکریب۔انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم نکاح کرو۔کیونکہ بندہ جب زنا کرتا ہے تو اللہ اس سے نور ایمان چھین لیتا ہے۔بعد میں اللہ اسے اس کی طرف واپس کرے یا روک لے یہ اسے اختیار ہے۔

زبردستی تعلیم دلوانا......عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس میرے پاؤں میں بیڑی ڈال کر قرآن وحدیث کی تعلیم دیتے تھے۔

آیت کے متعلق واقعہ......عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی لم یعظرن قوماں ا للہ مھلک ھماو معذبھم عذابا شدید ا(صفحہ نمبر ۲۷۵) (تم لوگ اس قوم کو نصیحت کیوں کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا ان پر عذاب کرنے والا ہے)۔عکرمہ نے کہا کہ ابن عباس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ قوم

نجات پا گئی یا ہلاک ہوگئی۔ میں برابران سے بیان کرتا رہا اور انہیں سمجھا تا رہا یہاں تک کہ انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ لوگ نجات پا گئے عکرمہ نے کہا کہ پھر انہوں نے مجھے ایک جوڑا دیا۔

علمی مقام اور مختلف روایات...... سلام بن مسکین سے مروی ہے کہ عکرمہ سب سے زیادہ تفسیر کے عالم تھے۔

عکرمہ سے مروی ہے ہے کہ مجھ سے ابن عباس نے اس حالت میں کہا جب ہم لوگ منیٰ سے عرفات کی طرف جارہے تھے کہ یہ دن تمہارے دنوں میں سے ہے میں ان کے ساتھ رہا ابن عباس مجھ پر (خزانہ علم) کھولنے لگے۔

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ میں بازار جاتا ہوں اور کسی کو کلمہ کہتے ہوئے سنتا ہوں تو اس نے میرے لئے علم کے پچاس دروازے کھل جاتے ہیں۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ جابر بن زید نے مجھے چند مسائل دئے کہ میں انہیں عکرمہ سے دریافت کروں اور کہنے لگے کہ یہ عکرمہ ہیں یہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں یہ دریا ہیں لہٰذا ان سے دریافت کرو۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ اگر عکرمہ لوگوں سے اپنی حدیثیں بیان کرنے سے باز رہیں تو ضرور ان کی جانب سفر کیا جائے۔

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ تم لوگ عکرمہ سے وہ حدیث روایت کرتے ہو اگر میں ان کے پاس ہوتا تو وہ انہیں نہ بیان کرتے عکرمہ آئے اور انہوں نے ان سے وہی سب حدیثیں روایت کیں لوگ خاموش ہو گئے سعید نہیں بولے۔ عکرمہ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تمہارا کیا حال ہے ابن جبیر نے انگلیوں پر تین شمار کر کے کہا کہ درست روایت کی۔

ابوایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ نے کہا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا کہ جو میرے پیچھے مجھے جھٹلاتے ہیں یہ لوگ میرے روبرو میری تکذیب کیوں نہیں کرتے جب میرے روبرو میری تکذیب کریں گے تو اللہ کی قسم یہ میری تکذیب ہوگی۔

جھوٹ کی تہمت...... حماد بن زید سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایوب سے کہا کہ اے ابوبکر کیا عکرمہ پر تہمت لگائی جاتی ہے وہ خاموش رہے پھر کہا کہ میں تو انہیں تہمت نہیں لگاتا۔

حبیب سے مروی ہے کہ عکرمہ عطاء وسعید کے پاس سے گزرے اور ان دونوں سے حدیث بیان کی جب عکرمہ کھڑے ہو گئے تو میں نے کہا کہ جو کچھ انہوں نے آپ دونوں سے بیان کیا کیا آپ لوگ اس سے انکار کرتے ہیں دونوں نے کہا کہ نہیں۔

لوگوں کا مسائل پوچھنا...... ایوب سے مروی ہے کہ میرا ارادہ تھا کہ سفر کر کے عکرمہ کے پاس جاؤں خواہ وہ کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں میں بصرے کے بازار میں تھا کہ اتفاقاً ان کا میرا ساتھ ہوگیا وہ ایک گدھے پر سوار تھے مجھ سے کہا گیا کہ یہ عکرمہ آ گئے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے میں اٹھ کر پاس گیا مگر کسی چیز پر قادر نہیں ہوا ان سے پو

چھٹا مسائل مجھے بھول گئے میں ان کے گدھے کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ ان سے پوچھنے لگے اور میں یاد کرتا رہا۔

عبدالرزاق نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ جب عکرمہ الجند (لشکر) میں آئے تو طاؤس نے انہیں اپنے اونٹ پر سوار کر دیا ان سے کہا گیا کہ تم نے انہیں اونٹ دے دیا حالانکہ انہیں صرف تھوڑا سا بھی کافی تھا انہوں نے کہا کہ میں نے اس غلام کا علم اس اونٹ کے عوض خرید لیا۔

عمرو بن مسلم سے مروی ہے کہ عکرمہ طاؤس کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو ساٹھ دینار کے قیمتی اونٹ پر سوار کر دیا اور کہا کہ میں اس غلام کا علم ساٹھ دینار میں نہ خرید لوں۔

ایوب سے مروی ہے کہ عکرمہ ہمارے پاس آئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے یہاں تک کہ انہیں ایک گھر کی چھت پر چڑھا دیا گیا۔ ایوب نے کہا کہ سب سے پہلے ہم لوگ عکرمہ کی مجلس میں شریک ہوئے تو جب کسی سوال کا جواب دیتے تو کہتے کہ تمہارے حسن بصری بھی ایسا ہی اچھا جواب دیتے ہیں۔

طاؤس سے مروی ہے کہ اگر ابن کے یہ غلام اللہ سے ڈریں اور اپنی حدیث بیان کرنے سے باز رہیں تو ان کی جانب سفر کیا جائے۔

نذر کا مسئلہ...... ایوب سے مروی ہے کہ مجھ سے اس شخص نے جس بت سعید بن المسیب اور عکرمہ کے درمیان آمد و رفت کی تھی اس شخص کے بارے میں بیان کیا گیا جس نے گناہ کی نذر مانی تھی سعید نے کہا کہ اسے پورا کیا جائے عکرمہ نے کہا کہ اسے پورا نہ کیا جائے۔ وہ شخص سعید کے پاس گیا اور اسے عکرمہ کے قول کی خبر دی سعید نے کہا کہ ابن عباس کا غلام باز نہ آئیگا جب تک گردن میں رسی ڈال کر اسے گشت نہ کرایا جائے۔

وہ شخص عکرمہ کے پاس آیا اور انہیں آگاہ کیا انہوں نے کہا کہ تم بہت برے آدمی ہو اس نے کہا کہ کیوں انہوں نے کہا کہ جس طرح تم نے مجھے خبر پہنچادی اس طرح انہیں بھی پہنچادو ان سے کہو کہ یہ نذر اللہ کے لئے ہے یا شیطان کے لئے اگر وہ دعویٰ کریں کہ اللہ کیلئے ہے تو ضرور ضرور غلط کریں گے اور اگر یہ دعویٰ کریں کہ شیطان کے لئے تو ضرور ضرور کفر کریں گے۔

لوگوں کی توجہ...... ایوب سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک دوست نے بیان کیا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ عکرمہ و طاؤس کے پاس بیٹھا ہوا تھا خیال ہے کہ انہوں نے عطاء کا نام بھی لیا تھا اس روز عکرمہ حدیث بیان کر رہے تھے لوگوں کی توجہ کی یہ حالت تھی کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔

جب وہ فارغ ہوئے تو بعض اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے تھے انہوں نے تیس شمار کئے بعض سر کو جنبش دینے والے اس طرح سر کو جنبش دیتے تھے۔ ان لوگوں نے کسی چیز میں ان کی مخالفت نہیں کی۔ البتہ جب انہوں نے مچھلی کا ذکر کیا تو کہا کہ اٹھلے پانی میں وہ دونوں مچھلی کو چلاتے تھے۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابن عباس کو میں نے کہتے سنا کہ وہ دونوں اس (مچھلی کو) ٹوکری میں رکھ لیتے تھے۔

مختلف مسائل میں ان کا جواب...... خالد بن صفوان سے مروی ہے ک میں نے حسن سے کہا کہ آپ ابن عباس کے مولیٰ کو نہیں دیکھتے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کشید کی ہوئی نبیذ کو حرام کر دیا۔ انہوں نے

کہا کہ اللہ کی قسم ابن عباس کے آزاد کردہ غلام نے سچ کہا نبی کریم ﷺ نے اس نبیذ کو حرام قرار دیا ہے۔

مغیرہ بن مسلم سے مروی ہے ہ جب عکرمہ خراسان آئے تو ابومجلز نے کہا کہ ان سے دریافت کرو کہ حاجی کے گھنٹے کیا ہیں عکرمہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس سرزمین میں یہ کہاں ہے حاجی کا جرس روانگی ہے ابومجلز سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ سچ کہا۔

ابوالطیب موسیٰ بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو سمرقند سے آتے ہوئے دیکھا وہ ایک گدھے پر اس طرح سوار تھے کہ نیچے دو تھیلے تھے جن میں ریشم تھا کہ جو عامل سمرقند نے دیا تھا اس کے ساتھ ایک غلام تھا میں نے عکرمہ کو سمرقند میں سنا ان سے کہا گیا کہ آپ کو ان شہروں میں کیا چیز لائی تو انہوں نے کہا کہ ضرورت۔

عمامہ صرف امراء کے لیئے...... عمران بن حدیر سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو اس حالت میں دیکھا کہ عمامہ پھٹا ہوا تھا میں نے کہا کہ میں آپ کو عمامہ نہ دے دوں انہوں نے کہا کہ ہم سوائے امراء کے اور کسی سے قبول نہیں کرتے۔

عمران بن حدیر سے مروی ہے کہ میں اور ایک شخص عکرمہ کے پاس گئے ہم نے ان کے سر پر پھٹا ہوا عمامہ دیکھا میرے ساتھی نے ان سے کہا کہ یہ عمامہ کیسا ہے ہمارے پاس چند عمامے ہیں عکرمہ نے کہا کہ ہم لوگوں سے کوئی چیز نہیں لیتے ہم تو صرف امراء سے لیتے ہیں میں نے کہا کہ نہیں انسان خود اپنے آپ کو جانتا ہے وہ خاموش ہو گئے میں نے کہا کہ حسن نے کہا کہ اے ابن آدم تیرا عمل تجھ سے زیادہ ثابت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حسن نے سچ کہا۔

خالد الحذاء سے مروی ہے کہ وہ تمام چیزیں جن کو محمد نے کہا کہ مجھے ابن عباس سے خبر دی گئی وہ صرف عکرمہ سے انہوں نے سنا جوان سے مختار کے دور میں کوفے میں ملے تھے۔

سعید بن یزید سے مروی ہے کہ ہم لوگ عکرمہ کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کو کیا ہوا کہ مفلس ہو گئے۔

خالد الحذاء سے مروی ہے کہ عکرمہ نے ایک شخص سے جوان سے سوال کر رہا تھا کہا کہ تمہیں کیا ہوا کہ تمہارا سب ختم ہو گیا۔

ایوب سے مروی ہے کہ خالد الحذاء عکرمہ سے سوال کر رہے تھے پھر خالد خاموش ہو گئے عکرمہ نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا کہ تمہارے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہو گیا۔

لباس وغیرہ...... سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کو دیکھا کہ حنا کا خضاب کرتے تھے۔

سماک سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی ہے۔

فطر سے مروی ہے کہ میں نے عکرمہ کے بدن پر ذیبی چادر دیکھی ہے۔

عصام بن قدامہ سے مروی ہے کہ عکرمہ صرف ایک سفید جبہ میں ہماری امامت کیا کرتے تھے نہ ان کے بدن پر کرتا ہوتا تھا نہ تہمند نہ چادر۔

بیماری...... ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عکرمہ سے کہا کہ اے ابوعبداللہ آپ نے کس طرح صبح کی انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شر کے ساتھ صبح کی کہ میں خارش اور بواسیر میں مبتلا تھا انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شر کے ساتھ صبح کی پھر انہوں نے بیان کیا کہ انہیں خارش و بواسیر ہے۔

یعلی بن حکیم سے مروی ہے کہ عکرمہ سے کہا گیا کہ آپ نے کیسے صبح کی انہوں نے کہا کہ میں نے ایک شر کے ساتھ صبح کی کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ اسے اللہ نے فرمایا ہے ولنبلونکم بالشر و الخیر فتنۃ (اور ہم ضرور ضرور تم لوگوں کا شر و خیر کو فتنہ بنا کر امتحان لیں گے)۔

وفات...... عکرمہ کی بیٹی سے مروی ہے کہ عکرمہ کی وفات اسی سال کی عمر میں ۱۰۵ھ میں ہوئی۔

خالد بن القاسم البیاضی سے مروی ہے کہ عکرمہ اور کثیر عزۃ شاعر کی وفات ۱۰۵ھ میں ایک ہی روز ہوئی میں نے دیکھا کہ دونوں پر ایک ہی جگہ بعد ظہر موضع الجنائز میں ساتھ ساتھ نماز پڑھی گئی لوگوں نے کہا کہ آج سب سے بڑے فقیہ اور سب سے بڑے شاعر کی وفات ہوگئی۔

خالد بن القاسم کے علاوہ کسی اور سے مروی ہے کہ ان دونوں کی موت میں متفق ہونے اور رائے میں مختلف ہونے پر تعجب کیا، عکرمہ کے متعلق گمان کیا جاتا تھا کہ ان کی رائے خوارج کے موافق تھی جو (دنیا میں حضرت علی کی دوبارہ واپسی) کے انتظار پر تکفیر کرتے تھے اور کثیر شیعی تھا رجعت (واپسی حضرت علی) پر ایمان رکھتا تھا عکرمہ نے ابن عباس وابی ہریرہ و حسین بن علی و عائشہ سے روایت کی ہے۔

ابونعیم الفضل بن دکین نے کہا کہ عکرمہ کی وفات ۱۰۷ھ میں ہوئی کسی اور نے کہا کہ ۱۰۶ھ میں ہوئی۔

مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت الزبیری سے مروی ہے کہ عکرمہ خوارج کی سی رائے رکھتے تھے مدینے کی کسی گورنر بلایا اور داؤد بن الحصین کے پاس پوشیدہ کر دیا انہیں کے پاس ان کی وفات ہوئی لوگوں نے کہا کہ عکرمہ کثیر العلم و کثیر الحدیث اور دریاؤں میں سے ایک دریا تھے ان کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا لوگ ان کے ثقہ ہونے کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔

کریب بن ابی مسلم...... کنیت ابورشدین تھی عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے مولیٰ تھے موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ کریب نے ابن عباس کی کتب میں سے ایک اونٹ بھر کر کتابیں ہمارے پاس رکھی تھیں۔ علی بن عبدا للہ بن عباس جب کتاب کا ارادہ کرتے تو انہیں لکھتے تھے کہ ہمیں فلاں فلاں کتاب بھیج دو وہ اسے لکھتے تھے پھر دونوں (اصل و نقل) میں سے ایک بھیج دیتے تھے۔

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ کریب کی وفات ۹۸ھ میں سلیمان بن عبدالملک ابن مروان کی خلافت کے آخری دور میں مدینہ میں ہوئی ثقہ و حسن الحدیث تھے (یعنی انکی حدیث سند کے اعتبار سے اچھی تھی)۔

ابومعبد...... نام ناقد عبداللہ بن عباس کے مولیٰ تھے۔

عمرو سے مروی ہے کہ ابومعبد ابن عباس کے موالی میں سب سے زیادہ سچے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو معبد کی وفات ۱۰۴ھ میں آخر زمانہ خلافت یزید بن عبد الملک میں ہوئی ثقہ وحسن الحدیث تھے۔

شعبہ...... مولائے عبداللہ بن عباس، کنیت ابوعبداللہ تھی ان سے ابن ابی زئب و چند اہل مدینہ وغیرہ نے روایت کی ہے، مالک بن انس نے ان سے روایت نہیں کی۔

علمی مرتبہ...... یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ میں نے مالک بن انس سے پوچھا کہ آپ شعبہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ قرا (علماء) کے مشابہ نہ تھے ان کی بہت سی احادیث ہیں مگر ان سے استدلال نہیں کیا جاتا ان سے ابن ابی زئب وغیرہ نے روایت کی ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ شعبہ مولائے ابن عباس کی وفات ہشام بن عبد الملک کی وسط خلافت میں ہوئی۔

دفیف...... مولائے عبداللہ بن عباس وفات ۱۰۹ھ میں ہشام بن عبد الملک کی خلافت میں ہوئی حمید الاعرج وغیرہ نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

ابوعبید اللہ مولائے عبداللہ بن عباس...... ابی عبید اللہ مولا ئیا بن عباس سے مروی ہے کہ ابن عباس نے نماز میں انگلیاں چٹکانے سے منع کیا۔

ابوعبید...... مولائے عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب۔

مقسم...... مولائے عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب مولائے ابن عباس محض اس لئے کہا گیا کہ سب کو چھوڑ کو ابن عباس کے پاس آئے ان کے ساتھ رہنے لگے اور ان سے روایت کی بنی ہاشم سے انہیں بہت محبت تھی۔

مقسم کی کنیت ابوالقاسم تھی ام سلمہ سے سن کر روایت کی ہے۔

ذکوان...... حضرت عائشہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عائشہ کے غلام ذکوان قریش کی امات کیا کرتے تھے اور ان کے پیچھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر بھی ہوتے تھے اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن کے عالم تھے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ حراء وثبیر کے درمیان مقیم تھیں۔ ان کے پاس قریش کو لوگ آتے۔ نماز کے وقت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہماری امامت کرتے اور اگر عبدالرحمٰن موجود نہ ہوتے تو عائشہ کے غلام ذکوان ہماری امامت کرتے تھے۔

آزادی...... محمد بن عمرؒ وغیرہ نے کہا کہ عائشہ نے ذکوان کو مدبر بنا دیا تھا (یعنی میری وفات کے بعد تم آزاد ہو

)اور کہہ دیا تھا کہ مجھے دفن کرنے کے بعد تم آزاد ہو۔ان کی احادیث بہت کم ہیں زمانہ جنگ حرہ میں ان کی وفات ہوئی۔بعض لوگوں نے کہا کہ ذی الحجہ ۶۳ھ کے یوم حرہ میں جو یزید بن معاویہ کی خلافت میں ہوا قتل کر دئے گئے۔

ابو یونس...... مولائے حضرت عائشہ زوجہ نبی کریم ﷺ انہوں نے عائشہ سے اور ان سے قعقاع بن حکیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ابولبابہ...... حضرت عائشہ زوجہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے نام مروان تھا۔

نبہان...... مولائے ام سلمہ زوجہ نبی کریم ﷺ آپ نے ان کو مکاتب بنا دیا تھا (یعنی ایک معینہ رقم ادا کرنے پر آزادی ملے گی) وہ رقم ادا کر کے آزاد ہو گئے ان سے زہری نے دو حدیثیں روایت کی ہیں نبہان کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔

ثابت...... مولائے ام سلمہ زوجہ نبی کریم ﷺ۔

موسیٰ بن عبیدہ الربذی سے مروی ہے کہ ثابت مولائے ام سلمہ کی وفات عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں مدینہ منورہ میں ہوئی قلیل الحدیث تھے۔

نصاح بن سرجس...... ابن یعقوب مولائے ام سلمہ زوجہ نبی کریم ﷺ یہ مکاتب تھے شیبہ بن نصاح نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ نے مجھے چند قسطوں پر مکاتب بنا دیا تھا کہ میں انہیں ادا کروں میں نے ان سے گفتگو کی کہ کچھ کم کر دیں اور سونے یا چاندی پر توڑ کر لیں وہ راضی ہو گئیں میں نے فوراً ادا کر دیا انہوں نے کچھ معاوضہ کم کر دیا

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ نصاح سے سوائے ان کے بیٹے شیبہ ابن نصاح کے کسی اور نے بھی روایت کی ہے شیبہ اور ابوجعفر ویزید بن القعقاع اپنے زمانے میں قراۃ میں اہل مدینہ کے امام تھے۔

عبداللہ بن رافع...... ام سلمہ زوجہ نبی کریم ﷺ کے آزاد کر دینے کی وجہ سے مولیٰ تھے۔انہوں نے ام سلمہ سے حدیث سنی تھی اور یہاں تک زندہ رہے کہ ان سے عبداللہ بن ابی یحییٰ وموسیٰ وجاریہ بن ابی عمران نے حدیث سنی ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

ناعم بن اجیل...... مولائے ام سلمہ زوجہ نبی کریم ﷺ ان سے عبداللہ بن عمرو بن العاص نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

قیس...... مولائے ام سلمہ زوجہ نبی کریم ﷺ کنیت ابوقدامہ تھی انہوں نے ام سلمہ سے اور ان سے سالم بن یسار مولائے ذوسیین نے روایت کی ہے،اپنے زمانے میں اہل مدینہ کے قاری تھے یہ وہی ہیں جن سے نافع بن ابی نعیم نے پڑھا ہے۔

کثیر بن افلح ...... حضرت ابوایوب انصاری کے آزاد کردہ غلام تھے۔

خواب ...... محمد سے مروی ہے کہ میں سو رہا تھا کہ کثیر بن افلح کو خواب میں دیکھا یوم الحرہ میں وہ قتل ہو گئے تھے مجھے معلوم ہوا کہ وہ مقتول ہیں اور میں خواب میں ہوں اور یہ محض خواب ہے جو میں نے دیکھا ہے مجھے ناپسند ہوا کہ انہیں ان کی کنیت سے پکاروں اسی مکان میں ہذیل ابن حفصہ بنت سیرین بھی تھے دونوں کی کنیت ایک ہی تھی مجھے ہذیل کے بے دار ہو جانے کا اندیشہ ہوا کثیر بن افلح کو ان کے نام سے پکارا تو انہوں نے مجھے جواب دیا میں نے کہا کہ تم قتل نہیں ہوئے انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں میں نے کہا کہ تم لوگوں کا کیا حال ہے انہوں نے کہا کہ بہتر ہے میں نے کہا کہ تم لوگ شہید ہوا انہوں نے کہا کہ نہیں مسلمان جب باہم مقابلہ کریں تو ان میں کچھ مقتول ہوں تو وہ شہید نہیں ہوتے البتہ وہ لوگ ندباء (مقتول ومجروح) ہیں۔

سعید نے کہا کہ بعض لوگوں نے مجھ سے اسی بات کو بیان کیا اور مجھے یہ ہشام سے یاد نہیں۔

عبدالرحمٰن بن افلح ...... مولائے ابی ایوب انصاری جو خارجہ بن زید بن ثابت الانصاری کے دودھ شریک بھائی تھے۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر بن خطاب سے سنا ہے۔

ان دونوں کے بھائی محمد بن افلح ...... ابوایوب انصاری کے مولیٰ تھے ان سے انہوں نے روایت بھی کی ہے۔

عمرو بن رافع ...... انہوں نے حفصہ سے روایت کی ہے کہ حفصہ کے لئے ایک قرآن لکھا گیا تھا رافع حضرت عمر بن خطاب کے آزاد کردہ غلام تھے انہیں کے بارے میں درج زیل اشعار کہے گئے تھے۔

واخدم الاقوام حتی تخدم

اے مخاطب تو قوموں کی خدمت کرتا کہ تو مخدوم ہو جائے

تکن شریک رافع و اسلم

تو رافع واسلم کا خدمت کرنے میں شریک ہو جا۔

ان کے پس ماندہ بقیہ اولاد تھی جو لخم کی طرف منسوب تھے عاصم المیرسم شاعر انہیں کی اولاد سے تھے۔

نافع ...... مولائے زبیر بن عوام زبیر کے بعد زندہ رہے ان سے مصعب بن ثابت ابن عبداللہ بن الزبیر نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

ابوحبیبہ ...... مولائے زبیر بن العوام جو موسیٰ بن عقبہ بن ابی عیاش مولائے زبیر کے دادا تھے موسیٰ بن عقبہ کی والدہ ابی حبیبہ کی بیٹی تھیں۔

جراح...... مولائے ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ زوجہ نبی کریم ﷺ انہوں نے ام حبیبہ سے اور ان سے سالم بن عبداللہ بن عمر اور نافع نے روایت کی ہے۔

سالم بن شوال...... مولائے ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ زوجہ نبی کریم ﷺ۔

سالم الیراد

سالم ابوعبداللہ...... مولائے شداد جو سالم الدوسی کے نام سے مشہور تھے ان کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے سعد سے روایت کی ہے۔

سالم بن سلمہ ابوسبرۃ الھذلی

سالم بن سرج...... سالم بن الخربوز کے نام سے مشہور تھے یہ وہ ابوالنعمان تھے جنہوں نے ام حبیبہ الجہنیہ سے اوران سے اسامہ بن زید اللیثی نے روایت کی ہے۔

سالم ابوالغیث...... مولائے عبداللہ بن مطیع العدوی جنہوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ثقہ وحسن الحدیث تھے۔

سالم بن سلان...... مولائے بنی نصر بن معاویہ قبیلہ ہوازن کے تھے ان کی اصل مصر سے تھی ازدواج نبی کریم ﷺ کی روانگی وسفر کا سامان ان کے سپرد تھا انہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے۔

ابوصالح السمان (گھی والے) زیات (روغن زیتوں والے) تھے نام ذکوان تھا غطفان کے مولیٰ تھے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت جویریہ کے آزاد کردہ غلام تھے جو خاندان قیس کی خاتون تھیں اور قیس ابوسہیل بن ابی صالح المدنی تھے۔

اہل مدینہ سے عبداللہ بن دینار وقعقاع بن حکیم وزید بن اسلم وسمی مولائے ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی نے اوراہل کوفہ میں سے حکم وعاصم بن ابی النجود وسلیمان والاعمش نے ان سے روایت کی ہے۔

مختصر احوال...... ابوصالح ثقہ وکثیر الحدیث تھے کوفہ میں سامان تجارت لاتے محلّہ بنی اسد میں اترتے اور بنی کاہل کی امامت کرتے تھے۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ ابوصالح نے کہا کہ ایسا کوئی شخص نہیں جو ابوہریرہ سے حدیث بیان کرتا ہو اور میں اسے جانتا نہ ہوں کہ وہ صادق ہے یا کاذب۔

وفات ...... عاصم سے مروی ہے کہ ابو صالح کی ڈاڑھی بڑی تھی وہ اس میں خلال کرتے تھے۔
مؤرخین نے کہا کہ ابو صالح کی وفات ۱۰۱ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

ابو صالح باذام ...... مولائے ام ہانی بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ان سے سماک ومحمد بن السائب الکلبی واسماعیل بن ابی خالد نے روایت کی ہے۔

ابو صالح سمیع ...... انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے۔

ابو صالح ...... مولائے عثمان بن عفان انہیں سے انہوں نے روایت کی ہے۔

ابو صالح الغفاری

ابو صالح مسیرہ

ابو صالح مولائے ضباعہ ...... سفاح کے آزاد کردہ غلام تھے ان کا نام عبید تھا ان سے بسر بن سعید نے روایت کی ہے۔

ابو صالح مولائے سعدیین

مسلم بن یسار ...... کنیت ابو عثمان تھی انصار کے مولیٰ تھے ان سے یحییٰ بن سعید الانصاری وغیرہ اہل مدینہ نے روایت کی ہے اور اہل مکہ نے بھی روایت کی ہے۔

بشیر بن یسار ...... مولائے بنی حارثہ بن الحارث جو انصار سے تھے پھر اوس سے شیخ کبیر وفقیہ تھے اور اکثر صحابہ کرام کو پایا تھا، انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے جو بنی حارثہ کے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تھے چند آدمیوں کو پایا تھا جن میں رافع بن خدیج وسوید بن النعمان وسہل بن ابی حثمہ تھے انہوں نے ان لوگوں کے ذریعے سے نبی کریم ﷺ سے حدیث قسامت روایت کی ہے ان سے یحییٰ بن سعید الانصاری نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

نافع ...... ابی قتادہ الانصاری یہ وہی ابو محمد تھے جن سے صالح بن کیسان نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

وہیب ...... بوجہ آزاد کرنے کے زید بن ثابت الانصاری کے مولیٰ تھے زید بن ثابت کے کاتب تھے ان سے انہوں نے روایت کی ہے۔

حرملہ...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ وہ اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی کے مولیٰ تھے زید بن ثابت کے ساتھ رہنے لگے جن سے انہیں مولائے زید بن ثابت کہا جانے لگا اور اسی سے شہرت ہوگئی ان سے زہری نے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

زید ابو عیاش...... سعد بن ابی وقاص سے البیضاء بالسلت (سفید رنگ کے جو) کو دریافت کیا تھا۔

حمید بن نافع...... مولائے صفوان بن خالد الانصاری یزید بن ہارون نے یحییٰ بن سعید الانصاری سے اسی طرح کہا میں نے ایک شخص سے سنا جو بیان کرتے تھے کہ وہ ابوایوب انصاری کے مولیٰ تھے۔ انہوں نے ابوایوب انصاری سے روایت کی ہے۔ ان کے ہمراہ حج کیا تھا اور ابن عمر سے روایت کی ہے۔ وہ ان افلح بن حمید کے والد تھے جن سے ثوری اور چند اہل مدینہ وغیرہم نے روایت کی ہے۔

ترک زینت کا مسئلہ...... شعبہ نے کہا کہ میں نے عاصم الاحول سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا کہ شوہر کی وفات کے بعد ترک زینت کرے۔ انہوں نے کہا کہ حفصہ بنت سیرین نے کہا کہ حمید بن نافع نے حمید الحمیری کو خط لکھا جس میں زینب بنت ابی سلمہ کی حدیث کا ذکر کیا۔

شعبہ نے کہا کہ پھر میں نے عاصم سے کہا کہ میں نے اسے حمید بن نافع سے سنا ہے انہوں نے پوچھا تم نے میں نے کہا کہ ہاں اور یہ وہی ہیں جواب تک زندہ ہیں شعبہ نے کہا کہ عاصم کا خیال تھا کہ سو سال سے ان کی وفات ہو چکی ہے۔

رافع بن اسحاق...... مولائے آل شفاء انہیں مولائے ابی طلحہ بھی کہا جاتا تھا انہوں نے ابوایوب سے سنا ہے اور ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے روایت کی ہے۔

زیاد بن ابی زیاد...... مولائے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ المخزومی۔

مختصر احوال...... مالک بن انس سے مروی ہے کہ زیاد مولائے ابن عیاش عابد و گوشہ نشین تھے ہمیشہ تنہا رہ کر اللہ کا ذکر کرتے زبان میں لکنت تھی پشمینہ پہنتے تھے اور گوشت نہیں کھاتے تھے چند درہم پاس تھے جو علاج کے کام آتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز کے دوست تھے جب وہ خلیفہ ہوئے تو زیاد ان کے پاس آئے اور انہیں نصیحت کی عمر نے انہیں نزدیک کیا اور ان سے تنہائی میں گفتگو کی اور ان دونوں میں بہت گفتگو ہوئی دمشق میں زیاد کی بقیہ اولاد پس ماندہ تھے۔

اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

اسحاق......مولائے زائدہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص وابی ہریرہ سے سنا اور ان سے ابوصالح السمان ابوسہیل وبکیر بن عبداللہ بن الاشج نے روایت کی ہے۔

جمہان......مولائے اسلمیین انہوں نے ابوہریرہ سے سنا اور عروہ بن زبیر وموسیٰ ابن عبیدہ الربذی نے ان سے روایت کی ہے۔

ان کا نام عبداللہ بن یسار تھا زبیر بن عوام کے مولیٰ تھے۔ کنیت ابومحمد تھی کوفے میں رہنے لگے تھے اور ان سے کوفیوں نے روایت کی ہے۔ مجھے ان کے نام اور کنیت کے متعلق ان کی اولاد میں سے ایک شخص نے خبر دی جن کا نام محمد بن یحییٰ ابن محمد بن عبداللہ البہی تھا۔

ابوالسائب......مولائے ہشام بن زہرہ انہوں نے ابوہریرہ سے سنا اور ان سے علاء بن عبدالرحمٰن نے ابن یعقوب نے روایت کی۔

ابوسفیان......مولائے عبداللہ بن ابی احمد بن جحش انہوں نے ابوسعید الخدری سے روایت کی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابن ابی حبیبہ سے مروی ہے کہ بنی عبدالاشہل کے آزاد کردہ غلام تھے سب سے الگ ہو کر ابن ابی احمد بن جحش کے ساتھ ہو گئے تھے اس لئے ان کے مولیٰ مشہور ہو گئے۔

ابی سفیان سے مروی ہے کہ میں ماہ رمضان میں بنی عبدالاشہل کے ہاں تراویح پڑھتا تھا میری قرائت محمد بن مسلمہ وسلمہ بن سالمہ بن وقش نے سنی وہ دونوں ٹھہر کر سنتے تھے حالانکہ میں اس زمانے میں غلام تھا ان دونوں نے کہا کہ اس امام میں کوئی حرج نہیں۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ ابوسفیان رمضان میں بنی عبدالاشہل کی مسجد میں امامت کرتے تھے حالانکہ وہ مکاتب تھے اور ان میں وہ جماعت بھی تھی جو بدر اور عقبہ میں شریک تھے۔

امامت......داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ ابوسفیان مولائے ابن ابی احمد بنی عبدالاشہل کی امامت کرتے تھے ان میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جیسے محمد بن مسلمہ وسلمہ بن سلامہ بن وقش بھی تھے وہ ان کی امامت کرتے تھے اور انہیں نماز پڑھاتے تھے اگرچہ مکاتب تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن ثابت الانصاری سے مروی ہے کہ ابوسفیان رمضان میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی امامت کیا کرتے تھے حالانکہ مکاتب تھے ابوسفیان ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ثابت الاحنف......ابن عیاض مولائے عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب۔

نکاح ...... ثابت الاعرج (الاحنف) بن عیاض مولائے عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے مروی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن یدکی ام ولد زینب سے نکاح کرلیا، عبداللہ بن عبدالرحمٰن موجود نہ تھے جب وہ آئے تو مجھے بلایا میرے لئے رسیاں اور کوڑے تیار کر لئے تھے انہوں نے کہا کہ تم نے میرے علم ورضامندی کے بغیر میرے والد کی ام ولد سے کیونکر نکاح کرلیا۔ میں نے کہا کہ مجھ سے ان کا نکاح اس شخص نے کیا جن کو تم نے ان کے نکاح کا ولی بنادیا تھا میں نے ان سے کھلم کھلا نکاح کیا چھپ کرنہیں کیا۔

راوی نے کہا کہ عبداللہ نے حکم دیا کہ ثابت کو باندھ دیا جائے اور کہا کہ میں انہیں اس وقت تک مارتا رہوں گا جب تک یا تو مرنہ جائیں یا انہیں طلاق نہ دے دیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں تین طلاق دے دیں انہوں نے مجھ پر گوہ بنالئے۔

رجوع ...... میں نے وہاں سے نکل کر عبداللہ بن عمر سے اس بارے میں سوال کیا انہوں نے کہا کہ طلاق تم پر لازم نہیں ہے میں سوار ہوکر ابن زبیر کے پاس گیا ابن زبیر اس زمانے میں مکہ کے گورنر تھے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تجھ پر طلاق نہیں ہے اور مجھے زینب کے ساتھ رہنے کا حکم دیا اور میں نے طلاق سے رجوع کرلیا اور ان کے ساتھ رہا میں نے ولیمہ کیا جن کی میں نے دعوت کی تھی ان میں ابن عمر بھی میرے پاس آئے۔

فلیح نے کہا کہ میں نے زینب کو ان کے پاس دیکھا اور میں نے ان سے زینب کے بیٹے کو اب تک دیکھا ہے۔

بیان حدیث ...... زیاد بن سعد سے مروی ہے کہ میں نے ثابت بن الاعرج سے کہا کہ تم نے ابو ہریرہ سے کہاں سنا انہوں نے کہا کہ میرے آقا جمعے کے روز مجھے جگہ رکھنے کے لئے بھیجتے تھے ابو ہریرہ آتے اور نماز سے پہلے حدیث بیان کرتے

محمد بن عمر نے کہا کہ جس زمانے میں عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے ثابت الاحنف کو اپنی بیوی کے طلاق دینے پر مجبور کیا اس زمانے میں مدینہ کے والے جابر بن الاسود تھے وہ عبداللہ بن زبیر کی جانب سے گورنر تھے مالک بن انس نے بھی ثابت الاحنف سے یہ حدیث سنی ہے۔

عبدالرحمٰن بن یعقوب ...... وہی ابوالعلاء بن عبدالرحمٰن تھے، حرقہ کے مولیٰ تھے انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔

نعیم بن عبداللہ المجمر ...... جو آزاد کرنے کے سبب سے عمر بن خطاب کے مولیٰ تھے۔ انہوں نے ابو ہریرہ و محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ الانصاری اور علی بن یحییٰ الزرقی سے سنا ثقہ تھے اور ان کی احادیث ہیں۔

شرجیل بن سعد ...... مولائے انصار کنیت ابو سعد تھی دیرینہ شیخ تھے۔ زید بن ثابت وابی ہریرہ وابی سعید الخدری

اور اکثر صحابہ کرام سے روایت کی ہے۔ آخر زمانہ تک زندہ رہے یہاں تک کہ حواس میں خلل آ گیا اور سخت محتاج ہو گئے ان سے حدیثیں مروی ہیں مگر ان سے استدلال نہیں کیا جاتا۔

داؤد بن فراہیج مولائے قریش...... محمد بن عمر نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ وہ بنی مخزوم کے مولیٰ تھے انہوں نے ابوہریرہ و ابوسعید الخدری سے سنا ہے اور قدیم الموت تھے ان کی احادیثیں ہیں۔

داؤد بن فراہیج سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے مولیٰ سفیان نے حدیث بیان کی۔

ابوالولید...... عمرو بن خداش کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن دراۃ...... مولائے آل عثمان بن عفان ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

عطاء...... مولائے ابن سباع کنیت ابومنصور تھی ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

حکم بن مینا...... مولائے آل ابی عامر الراہب ان کے بیٹے بیان کرتے تھے کہ ابو عامر نے انہیں ابوسفیان بن حرب کو ہبہ کر دیا تھا۔ ابوسفیان نے انہیں عباس بن عبدالمطلب کے ہاتھ فروخت کر ڈالا عباس نے انہیں آزاد کر دیا آج ان کی بقیہ اولاد ہے جو اپنے مولیٰ ہونے کو عباس کی طرف منسوب کرتے ہیں مینا رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب تبوک میں تھے۔

زیاد بن مینا...... مولائے اشجع ان سے عبدالحمید بن جعفر نے روایت کی ہے۔

مدینہ منورہ کے تابعین کا تیسرا طبقہ

علی بن عبداللہ...... ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی ان کی والدہ زرعہ بنت مشرح بن معدی بن کرب بن ولیعہ بن شرحبیل بن معاویہ بن حجر القرد ابن الحارث الولادہ بن عمرو بن معاویہ بن الحارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن ثور تھیں، ثور قبیلہ کندہ کے تھے۔

ان کے نام اور کنیت کی وجہ...... علی کی کنیت ابومحمد تھی رمضان ۴۰ھ میں اس رات پیدا ہوئے جس رات علی بن ابی طالب قتل کئے گئے ان کا نام انہی کے نام پر رکھا گیا اور ان کی کنیت ابوالحسن بھی ان کی کنیت پر رکھی گئی ان سے عبدالملک بن مروان نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تمہارے لئے نام و کنیت دونوں برداشت نہ کروں گا اور دو میں سے ایک کو بدل دیا کنیت بدل کر ابومحمد کر دیا۔

اولاد کی تفصیل ...... علی بن عبداللہ کے ہاں محمد بن علی پیدا ہوئے ان کی والدہ عالیہ بنت عبید اللہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔

داؤد بن علی وعیسیٰ بن علی دونوں ایک ام ولد سے تھے۔

سلیمان بن علی وصالح بن علی دونوں ایک ام ولد سے تھے۔

احمد و بشیر و مبشر جن میں سے کسی کی بقیہ اولاد نہ تھی اور اسماعیل وعبدالصمد یہ سب کے سب ایک ام ولد سے تھے۔

عبداللہ اکبر جن سے اولاد باقی نہ رہی ان کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھے۔

عبیداللہ بن علی جنکی بقیہ اولاد نہ تھی ان کی والدہ بنی الحریش کی ایک خاتون تھیں۔

عبدالملک بن علی عثمان وعبدالرحمٰن وعبداللہ اصغر سفاح جو ملک شام چلے گئے تھے اور یحییٰ ویعقوب وعبدالعزیز واسماعیل اصغر وعبداللہ اوسط ان کی بقیہ اولاد نہ تھی سب کے سب مختلف ام ولد سے تھے۔

فاطمہ بنت علی وام عیسیٰ کبریٰ وام عیسیٰ صغریٰ وامینہ ولبابہ وبریہہ کبریٰ وبریہہ صغریٰ وام عالیہ دختران علی جو سب کی سب مختلف ام ولد سے تھیں۔

ام خبیب بنت علی ان کی والدہ ام ابیہا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ابن عبدالمطلب تھیں۔

ام عیسیٰ صغریٰ بنت علی بن عبداللہ بن عباس عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں مگر ان سے انکے ہاں کوئی اولاد نہ تھی اور وہ انہیں چھوڑ کر وفات پا گئے یہ ان کے ورثے کے ساتھ ان کی وارث ہوئیں۔

امینہ بنت علی یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں مگر ان سے ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

لبابہ بنت علی بن عبداللہ بن العباس عبیداللہ بن قثم بن العباس بن عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں ان سے ان کے ہاں محمد پیدا ہوئے جو لاولد مر گئے اور بریہہ پیدا ہوئیں بریہہ بنت عبیداللہ بن قثم سے ابی امیر المؤمنین المنصور جعفر بن ابی جعفر نے نکاح کیا وہی جعفر اصغر تھے جن کو ابن الکردیہ کہا جاتا تھا لیکن علی بن عبداللہ بن عباس کی باقی بیٹیوں کو ناموری حاصل نہ ہو سکی۔

فاطمہ بنت علی ان سب لڑکیوں میں سب سے زیادہ عمر والی اور سب سے زیادہ بزرگی والی اور سب سے زیادہ سخی تھیں ان کے بھائی اور بھتیجے ابوالعباس وابوجعفر منصور وغیرہ ان کی عقل ودانش وتدبر کی وجہ سے ان کا اکرام اور تعظیم وتکریم کرتے تھے۔

چند خصائل ...... علی بن عبداللہ بن عباس اپنے والد کی اولاد میں سب سے کم عمر تھے روئے زمین پر سب قریشیوں سے زیادہ حسین وخوبصورت اور سب سے زیادہ نماز یئے تھے ان کی کثرت عبادت وبزرگی کی وجہ سے انہیں سجاد (بکثرت سجدے کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

ابی المغیرہ سے مروی ہے کہ اگر ہم لوگ علی بن عبداللہ بن العباس کے موزہ اور جوتہ تلاش کرتے تو ہم اسے نہ پاتے جب تک کہ وہ دوسرا نہ بنوائیں اگر وہ غضبناک ہوتے تو تین دن تک ان سے چہرے سے معلوم ہوتا تھا رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔

وصیت...... عبیداللہ بن محمد ابن عائشہ القرشی ثم التیمی سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب نے اپنے بیٹے سلیمان کو وصیت کی اعتراض کیا گیا کہ آپ سلیمان کو وصیت کرتے ہیں اور محمد کو چھوڑ دیتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں انہیں وصیتوں سے آلودہ نہیں کرنا چاہتا۔

عبیداللہ بن محمد سے مروی ہے کہ میرے والد نے کہا کہ میں نے بزرگوں کو کہتے سنا کہ بنی عباس میں خلافت پہنچی تو ایسی حالت میں پہنچی کہ روئے زمین پر کوئی شخص ان لوگوں سے زیادہ قاری قرآن وافضل وعابد مقام حمیمہ میں نہ تھا۔

خضاب...... عطاف بن خالد الووالصی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن عبدفاللہ بن عباس کو دیکھا کہ سیاہی کا خضاب لگاتے تھے۔

روایت...... ان سے عبداللہ بن طاؤس نے روایت کی ہے وہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

وفات...... محمد بن عمر سے مروی ہے کہ علی بن عبداللہ بن عباس کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی ابومعشر وغیرہ نے کہا کہ ان کی وفات ملک شام میں ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

عباس بن عبداللہ...... ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ زرعہ بنت مشرح بن معدی بن کرب بن ولیعہ تھیں ولیعہ کندہ کے تھے زرعہ ان کے بھائی علی ابن عبداللہ بن عباس کی والدہ تھیں۔

اولاد...... عباس بن عبداللہ بن عباس۔ ابن عباس کے بیٹوں میں سب سے بڑے بیٹے تھے انہیں سے ان کی کنیت تھی عباس بن عبداللہ بن عباس سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عباس بن عبداللہ کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے ان کی والدہ مریم بنت عباد بن مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمیٰ بن جندل بن نہشل بن دارم ابن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن مرہ بن اد بن طانجہ بن الیاس ابن مضر تھیں۔

عون بن العباس ان کی والدہ عبیہ بنت الزبیر بن العوام بن کویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن وصی تھیں۔

محمد بن العباس وقریبہ بنت العباس دونوں کی والدہ جعدہ بنت الاشعث ابن قیس بن معدی بن کرب بن معاویہ بن جبلتہ الکندی تھیں۔ جعدہ کا نکاح حسن ابن علی بن ابی طالب کے بعد عباس بن عبداللہ بن عباس سے ہوا۔

عباس بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کی تمام اولاد ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔ آج عبداللہ بن عباس بن

عبدالمطلب کی اولاد میں سوائے علی بن عبداللہ ابن عباس کی اولاد کے علاوہ اور کسی سے اولاد نہ چلی خلافت بھی انہی میں ہے اور تعداد بھی انہی کی زیادہ ہے۔

عبداللہ بن عبید اللہ...... ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... عبداللہ بن عبید اللہ کے ہاں حسن وحسین پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ اسماء بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

عبداللہ بن عبید اللہ نے عبداللہ بن عباس سے سن کر روایت کی ہے ان سے ان کے بیٹے حسین بن عبداللہ وغیرہ نے روایت کی ہے وہ ثقہ تھے ان کی احادیثیں ہیں عبداللہ بن عبید اللہ کی بقیہ اولاد ختم ہوگئی کوئی باقی نہ رہا۔

ان کے بھائی عباس بن عبید اللہ...... ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ ام ولد تھیں وہ ماں کی طرف سے عبداللہ کے بھائی نہ تھے۔

اولاد...... عباس بن عبید اللہ کے ہاں عباس بن عباس پیدا ہوئے جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور سلیمان وداؤد اور قثم اکبر لاولد مر گئے اور قثم اصغر جو ابوجعفر کی طرف سے عامل یمامہ تھے اور ام جعفر ومیمونہ جو محمد کی والدہ تھیں اور عبدہ بنت عباس وعالیہ وام جعفر یہ سب مختلف ام ولد سے تھیں۔

عباس بن عبید اللہ کی بقیہ اولاد وپس ماندگان بغداد میں تھے عباس بن عبید اللہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

جعفر بن تمام...... ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ عالیہ بنت نہیک بن قیس بن معاویہ بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ میں سے تھیں۔

اولاد...... جعفر بن تمام کے ہاں یحییٰ وصمد وعلیہ پیدا ہوئیں وہ سب ایک ام ولد سے تھے۔

ام حبیب بنت جعفر ان کی والدہ رعون بنت سلیمان بن النعمان بن قیس ابن معدی بن کرب کندہ سے تھیں

ام جعفر بن جعفرہ ان کی والدہ ام عثمان بنت ابی بکیر بن قہی قیس تھیں۔ ابوقیس عمرو بن حبیب بن سیار بن نزار بن معیص بن عامر بن لوئی تھے۔

جعفر بن تمام بن عباس کی اولاد بھی ختم ہوگئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا جعفر ابن تمام سے بھی حدیث روایت کی گئی ہے۔

عبداللہ بن معبد...... ابن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ان کی والدہ ام جمیل بنت السائب بن الحارث بن حزان بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال ابن عامر بن صعصعہ تھیں۔

اولاد......عبداللہ بن معبد کے ہاں معبد و عباس اکبر و عبداللہ بن عبداللہ و ام ابیہا پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام محمد بنت عبید اللہ بن العباس بن عبدالمطلب ابن ہاشم تھیں۔

محمد بن عبداللہ جن کی کوئی اولاد نہ تھی ان کی والدہ جمرہ بنت عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں

ابراہیم بن عبداللہ و عباس اوسط اور عباس اصغر جو مکے کے والی تھے اور عبداللہ ابن عبداللہ ولبابہ یہ سب مختلف ام ولد سے تھے۔

روایت......عبداللہ بن معبد سے روایت کی گئی ہے وہ ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ......ابن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ خالدہ بنت معتب بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

اولاد......عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث کے ہاں سلیمان و عیسیٰ پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

عاتکہ وحمادہ دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

روایت......زہری نے عبداللہ بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی ہے ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

اسحاق بن عبداللہ......ابن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ ام عبداللہ بنت العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

اولاد......اسحاق بن عبداللہ بن الحارث کے ہاں عبداللہ و عبدالرحمٰن وطلاب و یعقوب پیدا ہوئے انسب کی والدہ ام عبداللہ بنت عبدالرحمٰن بن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

ہند و ام عمر دونوں کی والدہ امولد تھیں۔

صلت بن عبداللہ......ابن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد......صلت بن عبداللہ کے ہاں یحییٰ پیدا ہوئے ان کی والدہ امامہ بنت المغیرہ ابن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب تھیں۔

حمید ان کی والدہ زینب بنت عبداللہ بن ابی احمد بن جحش ابن ریا بالاسدی تھیں۔

فاطمہ ان کی والدہ ام ولد تھیں صلت فقیہ و عابد تھے۔

محمد بن عبداللہ......ابن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ان کی والدہ ہند تھیں کہ ام خالد بنت خالد ابن حزام

بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھیں۔

اولاد...... محمد بن عبداللہ کے ہاں قاسم ومعاویہ پیدا ہوئے دونوں کی کوئی بقیہ اولاد نہ تھی ان دونوں کی والدہ ضریبہ بنت الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

جعفر وقسیمہ ان دونوں کی والدہ حمیدہ بنت ابی سفیان بن الحارث ابن عبدالمطلب تھیں۔

روایت...... زہری نے محمد بن عبداللہ بن نوفل سے روایت کی ہے۔

زید بن حسن...... ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود تھیں۔ ابو مسعود ہی عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرہ بن عسیرہ بن عطیہ ابن جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے۔

زید بن حسن کے ہاں محمد پیدا ہوئے جو بغیر پس ماندہ چھوڑے وفات پا گئے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسن بن زید جو ابی جعفر منصور کی جانب سے مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

نفیسہ بنت زید جن سے ولید بن عبدالمطلب بن مروان نے نکاح کیا تھا وہ انہی کے نکاح میں وفات پا گئیں ان کی والدہ لبابہ بنت عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم تھیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی سلول سے مروی ہے کہ میں نے زید بن حسن کو دیکھا کہ سوار ہو کر سوق الظہر میں آتے اور وہاں ٹھہرتے لوگ ان کی طرف دیکھ کر ان کے عظیم الشان اخلاق سے تعجب کرتے اور کہتے کہ ان کے جد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ زید بن جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

وفات...... عبداللہ بن ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ جس روز زید بن حسن کا انتقال ہوا میں اپنے والد کے ساتھ سوار ہو کر گیا۔ ان کی وفات مدینہ منورہ سے چند میل کے فاصلے پر بطحائے ابن ازہر میں ہوئی، انہیں اٹھا کر مدینہ منورہ لایا گیا جب ہم دونوں راس الثنیہ پر آئے جو دونوں مناروں کے درمیان ہے تو اونٹ پر ایک مخمل میں زید بن حسن کی میت نظر آئی۔ عبداللہ بن حسن بن حسن ان کے آگے پیادہ چل رہے تھے۔ چادر سے اپنی کمر باندھے ہوئے تھے۔ اور پشت پر (از قسم لباس) کچھ نہ تھا مجھ سے والد نے کہا کہ اے میرے فرزند میں اترتا ہوں تم سواری کو تھام لو واللہ اگر میں سوار رہا اور عبداللہ پیدل چلتے رہے تو ان کے نزدیک مجھے کبھی کوئی خیر حاصل نہ ہوگی۔ میں گدھے پر سوار ہو گیا اور والد اتر کر پیادہ چلنے لگے یہاں تک کہ زید کو ان کے مکان واقع بنی حدیلہ میں داخل کر دیا گیا وہاں انہیں غسل دیا گیا اور تابوت پر نکال کر بقیع لایا گیا۔

حسن بن حسن...... ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ان کی والدہ خولہ بنت منظور ابن زبان بن سیار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سمیٰ بن مازن بن فزارہ تھیں۔

اولاد اوران کے احوال...... حسن بن حسن کے ہاں محمد پیدا ہوئے ان کی والدہ رملہ بنت سعید ابن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن عبداللہ بن قرط بن عذاح بن عدی بن کعب تھیں۔

عبداللہ بن حسن جو کوفہ میں ابوجعفر منصور کے قید خانے میں وفات پا گئے۔حسن بن حسن جو ابی جعفر کے قید خانے میں وفات پا گئے ابراہیم بن حسن ان کی وفات بھی اپنے بھائی کے ہمراہ قید خانے میں ہوئی۔زینب بنت حسن جن سے ولید بن عبدالملک ابن مروان نے نکاح کیا پھر طلاق دے دی اور ام کلثوم بنت الحسن ان سب کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب تھیں۔اور فاطمہ کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم بن مرہ تھیں۔

جعفر بن حسن بن داؤد و فاطمہ و ام القاسم قسیمہ ملیکہ ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ام کلثوم بنت حسن ایک ام ولد سے تھیں۔

اہل بیعت کی محبت میں غلو...... فضیل بن مرزوق سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن الحسن کو ایک شخص سے کہتے سنا کہ جوان لوگوں میں سے تھا جو اہل بیعت کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھاتے تھے کہ تم لوگ پر افسوس ہے تم لوگ اللہ کے لئے ہم سے محبت کرو اگر ہم لوگ اللہ کی اطاعت کریں تو تم لوگ ہم سے محبت کرو اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم لوگوں سے بغض کرو۔

ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے اہل قرابت اور آپ کے اہل بیعت ہیں اس لئے ہم لوگ آپ کی تعریف میں مبالغہ کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے اگر اللہ تعالیٰ بغیر اللہ کی اطاعت کے رسول اللہ ﷺ کی کسی قسم کی قرابت کی وجہ سے کسی کو (اپنے عذاب سے) بچاتا تو وہ بالضرور اس کے سبب سے ان لوگوں کو فائدہ پہنچاتا جو مال اور رشتہ دار کے اعتبار سے ہم سے زیادہ آپ ﷺ کے رشتہ دار ہیں (مثلاً حسن و حسینؓ) اللہ کی قسم میں تو ضرور اللہ سے ڈرتا ہوں کہ ہم میں سے گناہ گار کو دو چند عذاب دیا جائے گا اور مجھے ضرور امید ہے کہ ہم میں سے نیک لوگوں کو ضرور اجر دیا جائے گا تم لوگوں کی خرابی ہو (ہماری مدح میں مبالغہ کرنے سے) اللہ سے ڈرو اور ہم لوگوں کے بارے میں حق کہو کیونکہ حق ہی تمہارے مقاصد کو بہت زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہے اور حق سے ہم بھی تم سے راضی ہوں گے

خلافت علی کا مسئلہ...... پھر فرمایا کہ اگر یہی اللہ تعالیٰ کا دین ہے جو تم لوگ کہتے ہو تو بے شک ہمارے بزرگوں نے ہمارے ساتھ برائی کی (کہ دین اور یہ نجات کا راستہ تمہیں بتایا اور ہمیں نہیں بتایا) ان برگوں نے نہ تو ہمیں اس دین کی اطلاع دی اور نہ ہمیں اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی۔

اس کے جواب میں ان سے ایک رافضی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی کے لئے نہیں فرمایا کہ **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** (جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے علی بھی محبت کرتے ہیں) یا جس دین کے تابع میں ہوں اس کے علی بھی تابع ہیں انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اس سے خلافت وسلطنت مراد لیتے تو وہ ان لوگوں سے اس کو اسی طرح صاف صاف بیان فرما دیتے جس طرح آپ ﷺ نے نماز زکواۃ وروزہ

رمضان و حج بیت اللہ کو صاف صاف بیان فرمایا آپ ضرور ضرور ان لوگوں سے فرماتے کہ اے لوگو میرے بعد علی تمہارے حاکم وخلیفہ ہیں کیونکہ سب لوگوں سے زیادہ امت کے خیر خواہ آپ ﷺ تھے۔

اگر معاملہ اس طرح ہوتا جس طرح تم لوگ کہتے ہو کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد علی کو خلیفہ بنایا اور اللہ اور اس کے رسول نے اس خلافت اور نبی ﷺ کے بعد آپ کی جانشینی کے لئے علی کو منتخب کیا تو اس معاملے میں علی سب لوگوں سے زیادہ مجرم تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جس کا حکم دیا تھا انہوں نے اسے ترک کر دیا (کیونکہ آپ کے بعد انہوں نے یقیناً پچیس سال خلافت حاصل نہیں کی) ے (اگر انہیں آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کی جانشینی کا موقع نہ مل سکا تھا تو کم ازکم یہی کرتے کہ اس بارے میں لوگوں سے معذرت کر دیتے (کہ میں ان وجوہ سے امتثال امر پر قادر نہ ہوسکا)

ابو جعفر محمد...... ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ان کی والدہ ام وبداللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب تھیں۔

اولاد...... ابوجعفر کے ہاں جعفر بن محمد وعبداللہ بن محمد پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ ام فروہ بن قاسم بن محمد بن ابو بکر الصدیق تھیں۔

ابراہیم بن محمد ان کی والدہ ام حکیم بنت اسید بن المغیرہ بن الاخنس بن شریف الثقفی تھیں۔

علی بن محمد وزینب بنت محمد دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

ام سلمہ بنت محمد ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

جھگڑے سے ممانعت...... جابر سے مروی ہے کہ مجھ سے محمد بن علی نے کہا کہ اے جابر باہم جھگڑا نہ کرو کیونکہ خصومت قرآن کی تکذیب کرتی ہے۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ اہل خصومات کے ساتھ نہ بیٹھو۔ کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیات میں گھستے ہیں۔

اہل بیعت کا عقیدہ...... جابر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے کہا کہ کیا آپ اہل بیعت میں سے کوئی شخص (کسی غیر مشرکانہ) گناہ کا خیال کرتا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ کیا آپ کے اہل بیعت میں سے کوئی شخص (دنیا میں علی کی) رجعت (واپسی) کا قائل تھا انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ کیا آپ کے اہل بیعت میں سے کوئی شخص ابوبکر وعمر کو گالی دیتا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہر ایک نے ان دونوں سے محبت کی اور ان دونوں سے دوستی کی اور ان دونوں کے لئے دعائے مغفرت کی۔

عادات ولباس...... ابی الضحاک سے مروی ہے کہ ابوجعفر نے کہا کہ اے اللہ میں مغیرہ بن سعید سے تیرے آگے اپنی برائت کا اظہار کرتا ہوں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اپنی والدہ کے سر میں جوئیں دیکھا کرتے تھے۔

یوسف بن المہاجر الحداد سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر کو ایک خچر پر سوار دیکھا کہ ان کے ہمراہ ایک غلام تھا جوان کے دونوں جانب پیدل چل رہا تھا۔

معاویہ بن عبدالکریم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کے بدن پر خز کا جبہ اور خز کی دستار دیکھی۔

ابی جعفر سے مروی ہے کہ ہم آل محمد غزہ اور کسم اور گیرو کا رنگا ہوا اور یمنی چادر استعمال کرتے ہیں۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ ہم آل محمد یمنی چادریں اور خز اور گیرو اور کسم کے رنگے ہوئے کپڑے استعمال کرتے ہیں۔

اسماعیل بن عبدالملک سے مروی ہے کہ میں نے ابی جعفر کے جسم پر ریشمی گوٹ کی چادر دیکھی میں نے اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چادر میں دو انگلی کی ریشمی گوٹ میں کوئی حرج نہیں۔

موہب سے مروی ہے کہ میں نے ابی جعفر کے سر پر سرخ شالی رومال کو دیکھا۔

عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے محمد بن علی کو دیکھا کہ اپنا عمامہ پیچھے لٹکا لیتے تھے۔

جابر سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کے سر پر ایک عمامہ دیکھا جس میں (ریشمی) گوٹ تھی ایک چادر تھی جسے وہ استعمال کرتے تھے اس میں بھی ریشمی گوٹ تھی۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر کو دیکھا کہ ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے جسے وہ اپنے پیچھے باندھ لیتے تھے۔

حکیم بن حکیم بن عباد سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر کو مسجد میں تہ کئے ہوئے طیلسان سے (جو ایک خاص قسم کا ایرانی جبہ ہے) تکیہ لگائے ہوئے دیکھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک ان معزز اور اہل مروت کا یہی فعل رہا جو مسجد میں رہتے تھے کہ وہ لوگ تے کئے ہوئے طیلسانوں پر تکیہ لگاتے اور یہ اس طیلسان و چادر کے علاوہ ہوتا جو ان کے بدن پر تھا۔

خضاب......عبدالاعلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے دسمہ یعنی سیاہ خضاب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اہل بیت کا وہی خضاب ہے۔

ثویر سے مروی ہے کہ ابوجعفر نے کہا کہ اے ابوالجہم تم کس چیز کا خضاب لگاتے ہو میں نے کہا کہ مہندی اور نیل کا انہوں نے کہا کہ یہی ہم اہل بیت کا خضاب ہے۔

عروہ بن عبداللہ بن قشیر الجعفی سے مروی ہے کہ مجھ سے ابوجعفر نے کہا کہ میں دسمے کا خضاب لگاتا ہوں۔

ہارون بن عبداللہ بن الولید العیصی سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی کی ناک اور پیشانی پر سجدے کا نشان دیکھا جو بہت زیادہ نہ تھا۔

انگوٹھی......ابوجعفر سے مروی ہے کہ تم لوگ ہنسی یا بہت ہنسی سے پرہیز کرو یہ علم کو ضائع کر دیتی ہے۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ میری انگوٹھی میں میرا نام کندہ ہے جب میں جماع کرتا ہوں تو اسے اپنے منہ میں کر لیتا ہوں۔

وصیت ...... سعید بن مسلم بن بانک ابومصعب سے مروی ہے کہ انہوں نے محمد بن علی بن حسین کے بدن پر ایک چادر دیکھی انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن علی بن حسینؓ کے آزاد کردہ غلام سالم نے دعویٰ کیا کہ محمد نے وصیت کی تھی کہ انہیں اسی چادر میں کفن دیا جائے۔

کفن ...... محمد بن علی سے مروی ہے کہ انہوں نے وصیت کی کہ انہیں اسی کرتے میں کفن دیا جائے جس میں وہ نماز پڑھتے تھے۔

عروہ بن عبداللہ بن قشیر سے مروی ہے کہ میں نے جعفر سے پوچھا کہ آپ کو کس کپڑے میں کفن دیا جائے انہوں نے وصیت کی کہ ان کے کرتے میں اور میں اس کی گھنڈیاں کاٹ دوں اور ان کی اس چادر میں جسے وہ اوڑھا کرتے تھے اور میں ایک یمنی چادر خریدوں کیونکہ نبی کریم ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جن میں ایک یمنی چادر بھی تھی۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی بن حسین کی نعش پر حیرہ کی چادر دیکھی تھی یعنی اس پر دھاریاں تھیں۔

وفات ...... جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے سنا جو فاطمہ بنت حسین سے نبی کریم ﷺ کے صدقے کا کچھ تذکرہ کر رہے تھے کہ میرے زندگی کے اٹھاون سال پورے کر دئے جائیں گے۔ اسی وقت (یعنی اٹھاون سال کے ختم پر) ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہماری روایت میں ہے کہ ان کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی وہ تہتر سال کے تھے اوروں نے کہا کہ ان کی وفات ۱۱۸ھ میں ہوئی ابونعیم الفضل بن دکین نے کہا کہ ان کی وفات ۱۱۴ھ میں مدینے میں ہوئی۔

حدیث میں مرتبہ ...... وہ ثقہ وکثیر العلم الحدیث تھے ان سے کوئی ایسا شخص روایت نہیں کرتا جس کی حدیث سے استدلال کیا جائے

عبداللہ بن علی ...... ابن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ان کی والدہ ام عبداللہ بنت الحسن ابن علی بن ابی طالب تھیں۔ وہی ابوجعفر کی والدہ بھی تھیں۔

اولاد ...... عبداللہ بن علی بن حسین کے ہاں محمد پیدا ہوئے جن کے سیاہ وسفید داغ تھے وہ کفدا (کبڑے تھے) اسحاق جو بھورے (ابیض) تھے ام کلثوم جو بہری تھیں اور ام علی جن کا نام علیہ تھا سب ایک ام ولد سے تھے۔

عمر بن علی ......ابن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ان کی والدہ ام ولد تھیں عمر بن علی کے ہاں علی و ابراہیم وخدیجہ پیدا ہوئیں ۔ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

جعفر جن کے چہرے پر دانے تھے ان کی والدہ ام اسحاق بنت محمد بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

محمد بن عمر و موسیٰ جو پستہ قد اور موٹے تھے اور خدیجہ وحبہ ومحبہ وعبدہ ان سب کی والدہ ام موسیٰ بنت عمر بن علی بن ابی طالب تھیں۔

ایک چھوٹا قول ......فضیل بن مرزوق سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن علی بن حسین بن علی سے پوچھا کہ کیا آپ کے اہل بیت میں کوئی ایسا شخص ہے جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو جس کے لئے آپ لوگ یہ پہچانتے ہوں (یعنی آپ کو وہ شخص معلوم ہے جس کی اطاعت فرض کی گئی ہو)۔اور جس شخص نے اس کے لئے یہ وصف نہیں پہچانا اور مرگیا تو وہ جاہلیت وکفر کی موت مرا، ان دونوں (عمر بن علی وحسین بن علی) نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم یہ شخص ہم میں نہیں ہے جس شخص نے ہم لوگوں کے بارے میں کہا تو وہ کذاب (بڑا جھوٹا) ہے۔

بہتان لگانے والوں پر لعنت ......فضیل بن مرزوق سے مروی ہے کہ پھر میں نے عمر بن علی سے کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے کیا آپ لوگوں کے گمان میں یہ مرتبہ علی کے لئے تھا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں وصیت کی تھی پھر حسن کے لئے تھا کہ انہیں علی نے وصیت کی تھی پھر یہ مرتبہ حسین کے لئے تھا انہیں حسن نے وصیت کی تھی پھر علی بن حسین (زین العابدین) نے وصیت کی تھی۔انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے والد کا انتقال ہو گیا مگر انہوں نے دو حروف کی بھی وصیت نہیں کی خدا ان (بہتان باندھنے) والوں کو غارت کرے۔اللہ کی قسم یہ صرف ہم لوگوں کے ذریعے پیٹ بھرنے والے ہیں۔

راوی نے کہا کہ یہ خنیس خبیث ہے (جس نے آپ لوگوں پر بہتان باندھا ہے انہوں نے کہا کہ خنیس خبیث کون (راوی نے کہا کہ) معلیٰ بن خنیس انہوں نے کہا ہاں معلیٰ بن خنیس اللہ کی قسم میں اپنے بستر پر پڑا ہوا بہت دیر تک سوچتا رہا۔جس وقت ان لوگوں کو معلیٰ بن خنیس نے گمراہ کر دیا تھا تو میں قوم سے تعجب کرتا تھا جس کی عقلوں کو اللہ نے تاریک کر دیا۔

زید بن علی ......ابن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد ......زید بن علی کے ہاں یحییٰ بن زید پیدا ہوئے جو خراسان میں قتل کر دئے گئے سلم ابن احور نے قتل کیا انہیں اس کے پاس نصر بن سیار نے بھیجا تھا ان کی والدہ ربطہ بنت ابی ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب تھیں۔

عیسیٰ بن زید وحسین بن زید نابینا (محمد بن زید) یہ سب ایک ام ولد سے تھے۔

ہشام کے پاس سے کس طرح نکلے...... عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ مجھے سالم حاجب مولائے ہشام نے بتلایا کہ زید بن علی ہشام کے پاس سے اس طرح نکلے کہ اپنی مونچھ ہاتھ میں لئے ہوئے بٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ جب کسی نے زندگی کو دوست رکھا تو وہ ذلیل ہوا پھر وہ چلے گئے ان کا رخ کوفے کی طرف تھا۔

بغاوت وانجام...... کوفے میں انہوں نے ہشام بن عبدالملک کے عامل یوسف ابن عمر الثقفی نے بغاوت کی زید بن علی کی جانب ان لوگوں کو روانہ کیا گیا جو ان سے جنگ کریں وہ لوگ زید سے جدا ہو گئے جنہوں نے ان کے ساتھ مل کر بغاوت کی تھی زید قتل کر کے لٹکا دئے گئے۔

پانچ لاکھ درہم...... سالم نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ہشام کو اس بات کی خبر دی جو زید نے اس روز کہا تھا جس روز وہ ہشام کے پاس سے نکلے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تیری ماں تجھ پر روئے آج سے پہلے مجھے اس کے متعلق خبر کیوں نہ دی جو چیز زید کو راضی کر سکتی تھی وہ صرف پانچ لاکھ درہم تھے یہ ہم پر اس سے بہت زیادہ آسان تھے جس کی طرف زید گئے۔

سحل بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے خلفاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کے نزدیک خون بہانا ہشام بن عبدالملک سے زیادہ ناپسند اور زیادہ باعث تکلیف ہوتا۔ زید بن علی و یحییٰ بن زید کے قتل سے انہیں سخت رنج ہوا انہوں نے کہا کہ مجھے پسند تھا کہ میں ان دونوں کی پیروی کر لیتا۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اپنے والد سے روایت کرتے تھے کہ خلفاء میں کوئی ایسا نہ تھا جسے ہشام بن عبد الملک سے زیادہ خون ناگوار ہو۔ انہیں زید بن علی کی بغاوت بہت بھاری معلوم ہوئی تاوقتیکہ ان کا سر نہ لایا گیا اور لاش کوفے میں نہ لٹکا دی گئی کچھ نہ ہو سکا اس کا انتظام یوسف بن عمر نے ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جب اولاد عباس غالب ہوئی تو عبداللہ بن علی بن عبداللہ ابن عباس نے ہشام بن عبد الملک کا ارادہ کیا لاش قبر سے نکال کر لٹکا دی گئی اور کہا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو انہوں نے زید بن علی کے ساتھ کیا زید بن علی صفر ۱۲۰ھ میں بروز پیر قتل کئے گئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۲۲ھ میں قتل ہوئے قتل کے روز ان کی عمر بیالیس سال کی تھی زید بن علی نے اپنے والد سے حدیث سنی اور زید سے عبدالرحمٰن بن حارث بن عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ نے روایت کی ان سے بسام الصیر نی وعبدالرحمٰن بن ابی الزناد وغیرہ نے روایت کی۔

حسین الاصغر...... ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... حسین بن علی کے ہاں عبداللہ وعبیداللہ الاعرج (لنگڑے) وعلی وہشیمہ پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام خالد بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر بن العوام تھیں۔

محمد بن حسین ایک ام ولد سے تھے۔

حسن الاحول (بھینگے) بن حسین و جاریہ ان دونوں کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔
امیتہ بنت حسین ان کی والدہ انصار بنی حارثہ کی ایک خاتون تھیں۔
ابراہیم و فاطمہ ایک ام ولد سے تھیں۔
حسین بن علی بن حسین اپنے والد کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ اور اس وقت تک زندہ رہے کہ انہیں محمد بن عمر نے پایا اور ان سے روایت کی ہم نے انہیں ان کے بھائیوں کے طبقے میں شامل کر دیا حالانکہ نہ عمر میں ان لوگوں جیسے اور نہ اہل علم سے ان کو روایت علم کا موقع ملا۔

عبداللہ بن محمد...... ابن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب کنیت ابو ہاشم تھی ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... عبداللہ بن محمد کے ہاں ہاشم پیدا ہوئے جن سے ان کی کنیت تھی اور محمد اصغران دونوں کا کوئی بقیہ نہ تھا ان کی والدہ بنت خالد بن علقمہ بن الحویرث بن عبداللہ ابن ابی للحم بن مالک بن عبداللہ بن غفار بنت عبداللہ ان دونوں کی والدہ فاطمہ بنت محمد ابن عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب تھیں۔
علی بن عبداللہ اور ایک اور شخص جن کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا ان دونوں کی والدہ ام عثمان بنت ابی حدیر تھیں ابو حدیر عیاش بن عبدہ بن مغیث بن الجد ابن العجلان بلی قضاعہ سے تھے۔
طالب و عون و عبیداللہ مختلف ام ولد سے تھے۔
یحییٰ بن زید بن علی جو خراسان میں قتل کئے گئے ان کی والدہ کا نام ریطہ تھا ریطہ کی والدہ بھی ریطہ تھیں جو ام الحارث بنت الحارث بن نوفل بن الحارث ابن عبدالمطلب تھیں۔
ام سلمہ ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

وفات...... ابو ہاشم (عبداللہ بن محمد) صاحب علم و روایت ثقہ و قلیل الحدیث تھے شیعہ ان سے ملتے اور ان سے محبت کرتے بنی ہاشم کے ساتھ شام میں تھے کہ وفات کا وقت آ گیا۔ انہوں نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب کو وصیت کی کہ تم اس حکومت کے مالک ہو اور وہ تمہاری اولاد میں ہوگی۔ انہوں نے شیعہ کو ان کے پاس بھیج دیا اور اپنی کتابیں اور روایتیں انہیں دے دیں۔ وفات حمیمہ ابن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوئی

حسن بن محمد......

ابن الحنفیہ بن علی بن ابی طالب ان کی والدہ جمال بنت قیس بن مخرمہ ابن مطلب بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

مختصر احوال...... حسن کی کنیت ابو محمد تھی بنی ہاشم کے ظریفوں اور عقلمندوں میں سے تھے فضیلت و صورت میں اپنے بھائی ابو ہاشم سے بہتر تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عقیدہ ارجاء میں گفتگو کی۔
زازان و میسرہ سے مروی ہے کہ ہم حسن بن محمد بن علی کے پاس گئے اور اس کتاب پر ملامت کی جو انہوں

نے مسئلہ ارجاء میں تالیف کی تھی انہوں نے زازان سے کہا کہ اے ابوعمر مجھے یہ پسند تھا کہ میں اسے نہ لکھتا اور مر جاتا۔
ابوالعریان انیس سے مروی ہے کہ میں نے حسن بن محمد کے بدن پر ایک باریک کرتا اور باریک عمامہ دیکھا

وفات...... محمد بن عمر نے کہا کہ حسن بن محمد کی وفات عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ہوئی ان کا کوئی پس ماندہ نہ تھا۔

محمد بن عمر...... ابن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ان کی والدہ اسماء بنت عقیل ابن ابی طالب بن عبدالمطلب تھیں۔

جعفر بن محمد ان کی والدہ ام ہاشم بنت جعفر بن جعفر بن جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب ابن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں۔

معاویہ بن عبداللہ...... ابن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب ان کی والدہ ام ولد تھیں پھر معاویہ بن عبداللہ پیدا ہوئے جو مروان بن محمد کے آخر زمانہ میں کوفہ چلے گئے تھے اور جعفر بن معاویہ جن کا کوئی بقیہ نہ تھا اور محمد ان سب کی والدہ ام عون بنت عون ابن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب تھیں۔

سلیمان بن معاویہ ایک ام ولد سے تھے۔
حسن و یزید و صالح و حمادہ وابیہ ان سب کی والدہ فاطمہ بنت حسن بن حسن ابن علی بن ابی طالب تھے۔
علی بن معاویہ جن کو عامر بن عنیارہ نے قتل کر دیا ان کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔
یزید بن عبداللہ بن الہاد نے معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے۔

اسماعیل بن عبداللہ...... ابن جعفر بن ابی طالب ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اسماعیل بن عبداللہ کے ہاں عبداللہ وابوبکر ومحمد پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔
ام کلثوم وجعفر ایک ام ولد سے جبکہ زید دوسری ام ولد سے تھے۔
اسماعیل نے اپنے والد سے روایت کی ہے اور ان سے عبداللہ بن مصعب ابن ثابت نے روایت کی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز...... ابن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب بن نفیل بنی عدی بن کعب میں سے تھیں عمر کی کنیت ابوحفص تھی۔

اولاد...... عمر بن عبدالعزیز کے ہاں عبداللہ وابوبکر وام عمارہ پیدا ہوئیں ان تینوں کی والدہ لمیس بنت علی بن الحارث بن عبداللہ بن الحصین ذی الغصبہ بن یزید بن شداد ابن قنان الحارثی تھیں۔

ابراہیم بن عمران کی والدہ ام عثمان بنت شعیب بن زبان بن الاصغ بن عمرو ابن ثعلبہ بن الحارث بن حصن بن ضمضم بن عدی بن خباب تھیں۔

اسحاق بن عمر ویعقوب وموسیٰ جولاولد مر گئے ان سب کی والدہ فاطمہ بنت عبدالملک بن مروان تھیں، عبدالملک بن عمر وولید وعاصم ویزید وعبداللہ وعبدالعزیز وابان امتہ وام عبداللہ ان سب کی والدہ ایک ام ولد تھیں۔

ولادت......عمر کی ولادت ۶۳ھ میں ہوئی جس سال رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ حضرت میمونہ کی وفات ہوئی۔

حضرت عمر کی تمنا......نافع سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب نے فرمایا کہ کاش اپنی اولاد میں سے مجھے وہ شاندار شخص معلوم ہوتا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

خصیف کا خواب......خصیف سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بیٹھے ہوئے ہیں جن کی دائیں طرف ایک دوسرے شخص ہیں اور بائیں جانب بھی ایک شخص ہیں اتنے میں عمر بن عبدالعزیز آئے اور چاہا کہ ان صاحب اوران کی داہنی طرف والے صحاب کے درمیان بیٹھیں مگر وہ ساتھی اپنے صحاب سے مل گئے جس سے بیٹھنے کی جگہ نہ رہی عمر گھوم گئے اور چاہا کہ ان صاحب اوران کی بائیں جانب والے ساتھی کے درمیان بیٹھیں مگر وہ بھی اپنے صاحب سے مل گئے پھر انہیں درمیانی صاحب نے کھینچ کر اپنی آغوش میں بٹھالیا (خواب دیکھنے والے نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور یہ ابوبکر وعمر بن خطاب ؓ ہیں۔

نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ میں اکثر ابن عمر کو کہتے سنا کرتا تھا کہ اولاد عمر میں وہ کون شخص ہے جس کے چہرے پر علامت ہے جو زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ وہ ہلال بن عبداللہ بن عمر ہیں ان کے چہرے پر مسا بھی تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز کو لایا ان کی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھیں۔

اس حدیث کے راوی یزید نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کو ان کے والد کے ایک گھوڑے نے مار کر سر زخمی کر دیا ان کے والد خون پونچنے لگے اور کہنے لگے کہ تم سعید ہوتے اگر تمہارا سر بنی امیہ کا زخمی کیا ہوا تھا۔

عبدالعزیز بن مروان کی شادی......ابن شوذب سے مروی ہے کہ جب عبدالعزیز بن مروان نے عمر بن عبدالعزیز کی والدہ سے نکاح کیا تو اپنے منتظم سے کہا کہ میرے لئے پاک مال میں سے چار سو دینار جمع کرو میں ایک ایسے خاندان میں نکاح کرنا چاہتا ہوں جن میں صلاحیت وتقویٰ ہے انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کی والدہ سے نکاح کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا گورنر مدینہ بننا......عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز ربیع الاول ۸۷ھ میں پچیس سال کی عمر میں مدینہ کے گورنر ہوئے ولید بن عبدالملک جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے عمر کو یہ ولایت سپرد کی عمر نے ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مدینہ کا قاضی بنایا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت انس بن مالک...... حفص بن عمر بن ابی طلحہ الانصاری سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کی خلافت اور عمر بن عبدالعزیز کے مدینہ منورہ کی خلافت کے زمانے میں جب عمر نے مدینہ سے حج ارادہ کیا تو ان کے پاس انس بن مالک آئے وہ اس زمانے میں مدینے میں ہی تھے اور کہا کہ اے ابوحمزہ کیا تمہیں ﷺ کے خطبات سے آگاہ نہ کروں پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کے دوسرے دن اور یوم النضر (۱۲ ذی الحجہ) کے دوسرے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو اس نوجوان یعنی عمر بن عبدالعزیز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہ ہو

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی عبادت...... ضحاک نے کہا کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے نماز پڑھتا تھا وہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور آخری رکعتوں میں تخفیف کرتے ۔عصر کی قرائت کو مختصر کرتے مغرب میں قصار المفصل (یعنی سورہ زلزال سے سورہ ناس تک) پڑھتے عشاء میں اوساط مفصل (یعنی سورہ طارق سے بنیہ تک پڑھتے اور فجر میں طوال المفصل (یعنی سورہ حجرات تا سورہ بروج) پڑھتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ضحاک کو یہ حدیث شریک بن نمر سے بیان کرتے سنا شریک نے اس میں شک نہیں کیا

ضحاک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ دوران وعظ کلام انہیں موضوع سے باہر لے گیا وہ منبر پر ہی تھے کہ موضوع کی طرف رجوع کیا اور کہا کہ استغفر اللہ استغفر اللہ (میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں

عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ عیدگاہ پیدل جاتے تھے۔

علی بن یذیمہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ منورہ میں دیکھا کہ سب سے اچھا لباس پہنتے تھے سب سے زیادہ خوشبو لگاتے تھے اور سب سے آہستہ چلتے بعد کو میں نے انہیں دیکھا کہ راہبوں کی طرح تیز چلتے تھے، لہذا جو شخص تم سے یہ کہے کہ رفتار بھی فطری معاملہ ہے کہ اس کی تیزی یا سستی میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی تو عمر کے اس عمل کے بعد تم اس کی تصدیق نہ کرنا۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے قاضی ابوبکر بن محمد ابن عمرو بن حزم سے کہا کہ میں کوئی ایسا امر نہیں پاتا جو میرے نزدیک اس حق سے زیادہ خوش مزہ ہو کہ خواہش کے موافق نکلے۔

یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز پیر جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

ابن مسیّب کی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے متعلق رائے...... عبدالجبار بن ابی معن سے مروی ہے کہ میں نے سعید بن مسیّب سے اس وقت سنا جب ان سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اے ابومحمد مہدی کون ہیں تو سعید نے کہا کہ کیا تم مروان کے مکان میں گئے ہو اس نے کہا کہ نہیں انہوں نے کہا کہ مروان کے مکان جاؤ تم مہدی کو دیکھ لو گے۔

عمر بن عبدالعزیز نے دربار میں آنے کی لوگوں کو اجازت دی وہ شخص بھی گیا مروان کے مکان میں داخل

ہوا تو امیر کو اس حالت میں پایا کہ لوگ ان کے پاس جمع تھے۔

وہ شخص سعید بن مسیب کے پاس واپس گیا اور کہا کہ اے ابومحمد میں مروان کے مکان میں گیا مگر کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ اسے مہدی کہتا۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ اور میں سعید کا قول سن رہا تھا کہ کیا تم نے زخمی سر والے عمر بن عبد العزیز کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اس نے کہا کہ جی ہاں انہوں نے کہا کہ بس وہی مہدی ہیں۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ نبی ہم میں تھے اور مہدی بنی عبد شمس میں ہوں گے میں سوائے عمر بن عبد العزیز کے اور کسی کو مہدی نہیں سمجھتا۔ یہ قول عمر بن عبد العزیز کی خلافت میں کہا گیا تھا۔

مولائے ہند بنت اسماء سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن علی سے کہا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ مہدی آپ لوگوں میں ہیں انہوں نے کہا کہ یہ ایسا ہی معتبر ہے جیسا کہ ہے البتہ وہ بنی عبد شمس میں ہیں راوی نے کہا کہ گویا انہوں نے عمر بن عبد العزیز کو مراد لیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کی آل علیؓ سے محبت...... فاطمہ بنت علی بن ابی طالب نے عمر بن عبد العزیز کا ذکر کیا اور بہت بہت رحمت کی دعا دی کہا میں اس زمانے میں ان کے پاس گئی جب وہ مدینہ منورہ کے امیر تھے انہوں نے ہر خواجہ سرا اور دربان کو نکال دیا گھر میرے اور ان کے علاوہ کوئی نہ تھا پھر انہوں نے کہا کہ اے علی کی بیٹی اللہ کی قسم مجھے روئے زمین پر کوئی خاندان آپ لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں اور آپ لوگ تو مجھے اپنے متعلقین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

فقہا کی مدینہ منورہ طلبی...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن عبد العزیز مدینہ منورہ کے گورنر بن کر وہاں آئے تو دربانوں نے ملاقاتیوں کے نام لکھے وہ لوگ اندر گئے اور عمر بن عبد العزیز کو سلام کیا نماز پڑھ لی تو دس فقہا مدینہ منورہ کو بلایا (۱) عروہ بن زبیر (۲) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ (۳) ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث و (۴) ابوبکر بن سلیمان بن ابی حشمہ (۵) وسلیمان بن یسار (۶) وقاسم بن محمد (۷) سالم بن عبد اللہ (۸) وعبد اللہ بن عبد اللہ ابن عمر (۹) عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ (۱۰) وخارجہ بن زید بن ثابت۔

فقہائے مدینہ سے خطاب...... عمر نے اللہ کے شایان شان حمد وثنا کی اور کہا کہ میں نے آپ لوگوں کو ایسے معاملے کے لئے بلایا ہے جس پر آپ لوگوں کو ثواب ملے گا اور آپ لوگ میرے مددگار رہوں میں چاہتا ہوں کہ بغیر آپ کی رائے یا ان کی رائے جو آپ لوگوں میں موجود ہوں کسی معاملے کا فیصلہ نہ کروں اگر آپ کسی سرکاری ملازم کو ظلم کرتا دیکھا یا آپ کو میرے کسی عامل کے ناحق کچھ لینے کی خبر معلوم ہو تو میں ہر اس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جسے معلوم ہے کہ وہ مجھے ضرور خبر دے ان لوگوں نے انہیں جزائے خیر کی دعا دی اور چلے گئے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کی خوش پوشی...... حجاج الصواف (کمبل بیچنے والے) سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز مدینہ منورہ کے گورنر تھے تو انہوں نے مجھے اپنے لئے کپڑا خریدنے کا حکم دیا میں نے ان کے لئے کپڑے خریدے ان میں سے ایک کپڑا چار سو درہم کا تھا انہوں نے اس کا کرتا بنوایا ہاتھ سے چھوا تو کہا کہ یہ کس

قدر سخت اور موٹا ہے۔ پھر جب وہ خلیفہ تھے تو اپنے لئے ایک کپڑا خریدنے کا حکم دیا لوگوں نے اسے چودہ درہم میں خریدا انہوں نے اسے ہاتھ سے چھوا تو کہا کہ سبحان اللہ یہ کیسا نرم اور باریک ہے۔

محمد بن خالد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز قریش میں سب سے زیادہ معطر رہنے والے اور سب سے زیادہ خوش لباس تھے کب وہ خلیفہ ہوئے تو سب سے زیادہ معمولی لباس اور سب سے زیادہ موٹی غذا پر زندگی بسر کرنے لگے جتنی زائد چیزیں تھیں وہ سب چھوڑ دیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا نماز کے لئے حکم...... ابراہیم بن محمد بن عمار بن سعد القرظ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز کو ان کے مکان میں نماز کی اطلاع دیتے تھے کہتے تھے کہ اسلام علیک ایھا الامیر ورحمته اللہ وبرکاته حی الصلاۃ حئی علی الفلاح الصلاۃ رحمک اللہ (اے امیر السلام علیک ورحمتہ وبرکاتہ نماز کے لئے آیئے فلاح وکامیابی کے لئے آیئے اللہ آپ پر رحمت کرے نماز کا وقت آ گیا) حالانکہ لوگوں میں فقہا بھی تھے جو اس کو ناپسند نہیں کرتے تے۔

ابراہیم بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ منورہ کے گورنر تھے تو کہا کہ ظہر یا عشاء کے لئے ازان کہو تو دو رکعت نماز پڑھو پھر اتنی دیر بیٹھو یہ یقین ہو جائے کہ تمہاری ازان مدینہ کے دور دراز حصے کے آدمی نے سن لی اور اس نے قضائے حاجت کے بعد وضو کیا کپڑے پہنے اور آسانی کے ساتھ چل کر مسجد میں چار رکعت نماز پڑھی اور بیٹھ گیا تم اتنی دیر کے بعد اقامت کہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی امامت...... عبدالحکیم بن عبداللہ بن ابی فروہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز مدینے میں ہم لوگوں کی امامت کرتے مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے نہ پڑھتے۔

سلیمان بن عبدالملک کی علالت...... رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن سلیمان بن عبدالملک نے خز کے سبز کپڑے پہنے اور آئینے میں دیکھا تو کہا کہ اللہ کی قسم میں جوان بادشاہ ہوں مسجد کی طرف گئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ مگر واپس بھی نہ ہوئے تھے کہ بخار آ گیا۔

جب وہ سخت علیل ہو گئے تو فرمان لکھ کر اپنے بیٹے ایوب کو ولی عہد بنایا حالانکہ وہ نابالغ لڑکے تھے میں نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ کیا کرتے ہیں خلیفہ جب اپنی قبر میں ہوتا ہے تو جو چیز اس سے یادگار رہتی ہے یہ ہے کہ وہ کسی مرد صالح کو جانشین بنائے۔

سلیمان نے کہا کہ یہ ایسا فرمان ہے جس میں اللہ سے استخارہ کرتا ہوں اور غور کرتا ہوں میں نے ابھی مصمم ارادہ نہیں کیا ہے ایک یا دو دن ٹھہر کر انہوں نے اس فرمان کو چاک کر ڈالا۔

مجھے بلایا گیا اور پوچھا کہ داؤد بن سلیمان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے میں نے کہا کہ وہ قسطنطنیہ میں ہیں اور آپ کو معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے کہا کہ اے رجاء پھر تمہاری رائے کیا ہے کس کی ہے عرض کی کہ امیر المؤمنین رائے تو آپ ہی کی ہے میں چاہتا ہوں کہ جس کو بیان کیا جائے اس پر غور کر لوں۔

سلیمان نے کہا عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں تمہاری رائے کیسی ہے اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں انہیں

فاضل وبرگزیدہ مسلمان جانتا ہوں۔

انہوں نے کہا ان صفات کے باوجود اگر میں انہیں ولی عہد بنادوں اور عبدالملک کی اولاد میں سے کسی کو ولی عہد نہ بناؤں تو ضرور فتنہ ہوگا اور لوگ کبھی ان کو اپنے اوپر والی نہ رہنے دیں گے۔ سوائے اس صورت کے کہ میں ان میں سے کسی کو عمر بن عبدالعزیز کے بعد والی کردوں۔

یزید بن عبدالملک اس زمانے میں حج کو گئے تھے انہوں نے کہا کہ یزید بن عبدالملک کو عمر کے بعد والی کر دوں گا یہ ان تدابیر میں سے ہے جس سے ان لوگوں کی تسکین ہو جائے گی اور وہ راضی ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ آپ کی رائے درست ہے انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔

سلیمان بن عبدالملک کی وصیت ....بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ فرمان االلہ کے بندے سلیمان امیر المؤمنین کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز کے لئے میں انہیں اپنے بعد انہیں خلیفہ نامزد کیا اور ان کے بعد یزید بن عبدالملک کو لہذا تم لوگ ان کی بات سننا ان کی اطاعت کرنا اللہ سے ڈرنا اور اختلاف نہ کرنا (بصورت اختلاف دشمنوں کی طرف سے) تم میں طمع کی جائے۔

فرمان پر مہر لگا دی کعب بن حاضر شحنہ کو حکم دیا کہ میرے متعلقین کو جمع کرو کعب نے ان لوگوں کو بلا کر جمع کر دیا۔ سلیمان نے رجاء سے کہا کہ یہ فرمان ان لوگوں کے پاس لے جاؤ کہو کہ یہ فرمان میرا ہے اور حکم دو کہ وہ اس شخص سے بیعت کریں جس کو میں نے خلیفہ منتخب کیا ہے۔

رجاء نے یہی کیا اور ان لوگوں سے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شخص اس فرمان میں ہے ہم اس کی اطاعت کریں گے اور سنیں گے پھر خواہش کی کہ ہم اندر جا کر امیر المؤمنین کو سلام کریں گے رجاء نے کہا کہ بہتر۔

لوگ اندر گئے سلیمان نے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا جو رجاء بن حیوۃ کے ہاتھ میں تھا اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے تھے کہا کہ یہی میرا فرمان ہے یہی میری وصیت ہے اس فرمان میں نے جس کو نامزد کیا ہے اس کی سنو اس کی اطاعت کرو اور بیعت کرو لوگوں نے ایک ایک کر کے عمر سے بیعت کر لی پھر انہوں نے مہر لگا کر فرمان رجاء کے ذریعے روانہ کر دیا۔

جب لوگ منتشر ہو گئے تو میرے پاس عمر بن عبدالعزیز آئے اور کہا کہ اے ابوالمقدم سلیمان کی مجھ سے محبت تھی میرا احترام تھا اور میرے ساتھ مہربان اور میرے محسن تھے اندیشہ ہے کہ وہ اس حکومت کا کوئی حصہ میرے سپرد نہ کر دیں لہذا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں میرے احترام اور میرے محبت کا واسطہ اگر ایسا ہی ہے تو تم مجھے آگاہ کر دو میں اسی وقت اس سے مستعفی ہو جاؤں اس سے پہلے کہ وہ حالت آئے کہ میں اس بات پر قادر نہ ہوں جس پر اب ہوں رجاء نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ایک حرف بھی نہ بتاؤں گا عمر ناراض ہو کر چلے گئے۔

مجھے ہشام بن عبدالملک ملے اور کہا کہ اے رجاء مجھے تمہارے ساتھ پرانی محبت واحترام ہے اور میں شکر گزار ہوں گا لہذا مجھے آگاہ کر دو کہ کیا یہ حکومت میری ہوگی اگر مجھے ملے تو میں معلوم کر لوں اور اگر کسی اور کو ملے تو میں گفتگو کروں کیونکہ مجھ جیسا کوئی نہیں جس کے ساتھ کوتاہی کی گئی ہو اور یہ حکومت اس سے علیحدہ کی گئی ہو لہذا مجھے خبر دو اللہ گواہ ہے کہ میں تمہارا نام کبھی بیان نہ کروں گا میں نے انکار کیا اور کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں تمہیں ایک حرف بھی نہ

بتاؤں گا جو مجھ سے بطور راز امیر المؤمنین نے کہا ہے۔

ہشام واپس گئے وہ مایوس تھے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ جب یہ حکومت مجھ سے علیحدہ کی جائے گی تو کس کو ملے گی کیا عبدالملک کی اولاد سے نکل جائے گی اللہ کی قسم میں تو خاص اولاد عبدالملک ہوں

سلیمان بن عبدالملک کا انتقال ...... میں سلیمان بن عبدالملک کے پاس گیا نزاع کا عالم تھا موت کی سکرات نے گھیر لیا تھا میں انہیں قبلہ رخ کرنے لگا، ہچکیاں لینے کی حالت میں کہنے لگے اے رجاء اب تک اس کا وقت نہیں آیا میں نے یہ دومرتبہ کیا تیسری بار انہوں نے کہا کہ اے رجاء اگر تم کچھ چاہتے ہو تو اب سے کرو اشهد ان الله لااله الا الله و اشهد ان محمد عبده و رسوله.

میں نے ان کا رخ بدل دیا وفات ہوگئی ان کی آنکھیں بند کردیں اور ایک سبز چادر سے ڈھانک کر دروازہ بند کردیا ان کی بیوی نے کہا کہ جو انکا انتظار کررہی تھی مجھ سے دریافت کیا کہ ان کی کیا حالت ہے میں نے کہا کہ سو گئے ہیں اور اوڑھ لیا ہے قاصد نے خلیفہ کو چادر سے ڈھکا ہوا دیکھا تو واپس گیا اور ان کی بیوی کو خبر دی انہوں نے مان لیا اور یقین آ گیا کہ وہ سوتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی بیعت ...... میں نے دروازے پر ایسے شخص کو بٹھا دیا جس پر اعتبار تھا اور اس کو نصیحت کردی کہ وہ اس جگہ سے نہ ہٹے جب تک کہ میں اس کے پاس نہ آجاؤں اور نہ خلیفہ کے پاس کسی کو جانے دے۔

میں نکلا اور کعب بن حاضر العنسی کو بلا بھیجا انہوں نے امیر المؤمنین کے اعزہ کو جمع کیا لوگ مسجد وابق میں جمع ہوگئے میں نے ان سے کہا کہ بیعت کرو انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تو ایک مرتبہ بیعت کر چکے ہیں دوبارہ پھر کیے لیتے ہیں میں نے کہا کہ امیر المؤمنین کا حکم ہے کہ اس مہر کیے ہوئے فرمان میں جس امر کا حکم دیا گیا ہے اور جس شخص کو نامزد کیا گیا ہے اس سے بیعت کرو ان لوگوں نے فرداً فرداً بیعت دوبارہ بیعت کی۔

سلیمان کی وفات کے بعد جب لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب معاملہ مضبوط ہوگیا میں نے کہا کہ اب اٹھ کر اپنے امیر المؤمنین کے پاس جاؤ کیونکہ ان کی وفات ہوگئی ہے لوگوں نے ان الله وان اليـــه راجعون کہا میں نے انہیں فرمان پڑھ کر سنایا جب عمر بن عبدالعزیز کے تذکرے تک پہنچا ہشام نے پکار کر کہا کہ ہم تو ان سے بیعت نہیں کریں گے میں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تمہاری گردن ماردوں گا اٹھو اور بیعت کرو وہ اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے اٹھے۔

میں نے عمر کے دونوں بازو پکڑ کر انہیں منبر پر بٹھا دیا جو واقعہ ان کے متعلق ہوا اس پر وہ انا الله وان اليه راجعون پڑھ رہے تھے اور ہشام خلافت نکل جانے کی وجہ سے انا الله پڑھ رہے تھے۔

سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین ...... جب ہشام عمر کے پاس پہنچے تو کہا کہ انا الله وانا اليه راجعون عبدالملک کے بیٹے کے مقابلے میں کس وقت یہ خلافت تمہارے پاس پہنچ گئی عمر نے کہا کہ انا الله وانا اليه راجعون جب وہ باوجود میری ناگواری کے میرے پاس پہنچ گئی۔

سلیمان کو غسل وکفن دیا گیا ان پر عمر بن عبدالعزیز نے نماز پڑھائی۔

شاہی سواریوں کی واپسی ...... تدفین سے فراغت ہوگئی تو عمر کے پاس شاہی سواریوں اور ترکی گھوڑیاں اور گھوڑے اور خچر اس طرح لائے گئے کہ ہر جانور کے لئے ایک سائیس بھی تھا آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ شاہی سواریاں ہیں عمر نے کہا کہ میرا جونور میرے لئے زیادہ مناسب ہے اور اپنے خچر پر سوار ہوئے اور سب جانور واپس کر دیئے۔

پھر وہ آئے تو کہا گیا کہ آپ تو منزل خلافت میں قیام فرمائیں گے انہوں نے کہا کہ اس میں تو ابوایوب کے اہل وعیال ہیں میرا خیمہ کافی ہے یہاں تک کہ وہ لوگ منتقل ہو جائیں وہ اپنی منزل میں مقیم رہے یہاں تک کہ بعد میں ان لوگوں نے منزل خلافت کو خالی کر دیا۔

فرمان لکھوانا ...... جب رات کا وقت آیا تو عمر نے کہا کہ اے رجاء میرے لئے کاتب کو بلالاؤ میں نے اسے بلا دیا میں ان سے وہ چیز دیکھ چکا تھا جو پورے طور پر مجھے مسرور کرتی تھی انہوں نے سواریوں اور منزل سلیمان کے بارے میں جو کچھ کرنا تھا وہ کیا میں نے کہا کہ کاتب کے بارے میں کیا کرتے ہیں فرمان لکھواتے ہیں یا کچھ اور؟

کاتب بیٹھ گیا انہوں نے ایک فرمان اپنی زبان سے بول کر کاتب سے بغیر کسی نقل کے لکھوایا انہوں نے لکھوایا اور خوب لکھوایا اسے مکمل ومختصر کیا پھر اس فرمان کے متعلق حکم دیا تو سب شہروں میں لکھ کر بھیجا گیا۔

عبدالعزیز بن ولید کی دمشق کی جانب پیش قدمی ...... عبدالعزیز بن ولید باہر تھے جبان کے پاس سلیمان بن عبدالملک کی وفات کی خبر پہنچی انہیں عمر سے لوگوں کی بیعت اور سلیمان کا نہیں ولی عہد بنانے کا حال معلوم نہ تھا ساتھیوں نے ان سے بیعت کر لی وہ دمشق پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے پھر انہیں معلوم ہوا کہ سلیمان کی وصیت کے مطابق لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے بیعت کر لی ہے۔

ابن ولید کی اطاعت ...... وہ آئے اور عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے ان سے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اپنی جانب سے بیعت کر لی اور دمشق کا ارادہ کیا انہوں نے کہا کہ ایسا ہوا تھا اس لئے کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ خلیفہ مرحوم نے کسی کو نامزد کیا ہے مجھے مال کے لٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔

عمر نے کہا کہا اللہ کی قسم اگر تم سے بیعت کر لی جاتی تو تم والی حکومت ہو جاتے تو میں تم سے جھگڑا نہیں کرتا عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ کے علاوہ اور کوئی اس حکومت کا والی ہو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے بیعت کر لی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی حکومت سے بیزاری ...... رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ جب سلیمان بن عبدالملک کی حالت خراب ہوئی تو عمر بن عبدالعزیز مجھے دارالخلافت میں آتے جاتے اور آمد ورفت کرتے دیکھا بلا کر مجھ سے کہا کہ اے رجاء میں تمہیں اللہ کا واسطہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم امیر المؤمنین سے میرا

ذکر نہ کرنا اگر وہ تم سے میرے متعلق مشورہ کریں تو انہیں مشورہ نہ دینا اللہ کی قسم مجھے اس حکومت کی قوت نہیں ہے اگر تم میری جانب سے امیر المؤمنین کو برگشتہ نہ کرو تو میں تمہیں ایسا کرنے پر اللہ کی قسم دیتا ہوں۔

میں نے انہیں ڈانٹ دیا اور کہا کہ تم ضرور خلافت کے حریص اور اس میں طمع کرتے ہو کہ میں تمہارے متعلق مشورہ دوں وہ شرما گئے اور میں اندر چلا گیا۔

مجھ سے سلیمان نے کہا کہ اے رجاء اس حکومت کے لئے تم کس کو مناسب سمجھتے ہو اور تمہاری رائے میں کس کو ولی عہد بناؤں میں نے کہا کہ امیر المؤمنین اللہ سے ڈریئے آپ اللہ کے پاس جانے والے ہیں وہ آپ سے اس حکومت کو اور جو کچھ آپ نے کیا ہے اس کے متعلق پوچھنے والا ہے انہوں نے کہا کہ پھر تم کس کو مناسب سمجھتے ہو میں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کو۔

سلیمان نے کہا کہ میں امیر المؤمنین عبدالملک کی اس وصیت کا کیا کروں جو انہوں نے ولید کو اور مجھ کو فرزندان عاتکہ کے بارے میں کی تھی کہ ان دونوں میں سے جو زندہ رہے اسے ولی عہد بنانا۔ عرض کیا کہ دونوں کو عمر کے بعد کر دیجئے انہوں نے کہا کہ تم نے درست کہا اور تمہیں خیر کی توفیق دی گئی۔ میرے پاس کاغذ لاؤ۔

ولی عہد کی وصیت...... میں کاغذ لایا تو انہوں نے عمر اور ان کے بعد یزید کی ولی عہدی لکھ دی اور اس پر مہر کر دی میں نے لوگوں کو بلایا جو ان کے پاس گئے خلیفہ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں نے کاغذ میں اپنی وصیت لکھ کر رجا کو دے دیا اور انہیں اپنا حکم بتا دیا ہے اور وہی اس کاغذ میں ہے تم لوگ بھی گواہ رہو اور کاغذ پر مہر کر دو لوگ اس پر مہر کر کے چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد سلیمان کی وفات ہوگئی۔

نوحہ زاری سے ممانعت...... میں نے عورتوں کو نوحہ زاری سے روکا اور نکل کر لوگوں کے پاس گیا لوگوں نے کہا کہ اے رجاء امیر المؤمنین کیسے ہیں میں نے کہا کہ جب سے بیمار ہوئے اس وقت سے زیادہ سکون کا وقت نہیں آیا لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر میں نے کہا کہ تم لوگ یہ نہیں جانتے کہ یہ امیر المؤمنین کی وصیت ہے اور تم لوگ اس پر گواہ ہو انہوں نے کہا کہ بے شک میں نے کہا کہ کیا تم لوگ اس سے خوش ہو ہشام نے کہا کہ بشرطیکہ اس میں عبدالملک بن مروان کی اولاد میں سے کوئی ہو ورنہ نہیں میں نے کہا کہ اگر اس میں اولاد عبدالملک میں سے کوئی شخص ہو تو ہشام نے کہا کہ اس وقت ہاں۔

میں اندر گیا اور تھوڑی دیر ٹھہرا رہا پھر عورتوں سے کہا کہ چلا کر روؤ اور میں باہر آ گیا فرمان پڑھا لوگ جمع تھے عمر بالا خانے کے کونے پر تھے۔

ثقیف کے بزرگوں سے مروی ہے کہ سلیمان کی وفات کے بعد عمر کی ولی عہدی پڑھ کر سنائی گئی عمر وابق کے مقام پر تھے ثقیف کا ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام سالم تھا اور عمر کے ماموؤں میں سے تھا اس نے عمر کا بازو پکڑ کر انہیں کھڑا کیا عمر نے کہا کہ اللہ کی قسم تو تم اس سے اللہ کے طالب ہو اور نہ اس کی بدولت تمہیں دنیا ملے گی۔

خالد بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا ان کے لئے فرش بچھایا گیا منبر سے اترے اور فرش چھوڑ کر ایک کنارے بیٹھ گئے کہا گیا کہ آپ سلیمان کے محل

منتقل ہو جائیں تو بہتر ہوگا انہوں نے مثل کے طور پر اشعار ذیل پڑھے۔

فلو لا التقیٰ ثم النھی خشیته الردیٰ
اگر تقویٰ نہ ہوتا عقل نہ ہوتی ہلاکت کا خوف نہ ہوتا

لعاصیت فی حب الصبحیٰ کل زاجر
تو عشق ومحبت میں ہر ایک نصیحت گر کی میں نافرمانی کرتا

قضیٰ ماقضیٰ فیما مضیٰ ثم لاتریٰ
سابق میں جو کیا گیا اب زندگی بھر تم

له صبوة اخریاللیالی الضوابر
ان سے کوئی اخلاقی کمزوری نہ دیکھو گے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خطبہ...... سیار بن ابی الحکم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عمر بن عبد العزیز سے جو چیز انوکھی معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ جب انہوں نے سلیمان بن عبدالملک کو دفن کیا تو ان کے پاس سلیمان کا گھوڑا لایا گیا جس پر وہ سوار ہوتے تھے مگر وہ اس پر سوار نہیں نہ ہوئے اپنے اسی گھوڑے پر بیٹھے جس پر آئے تھے محل کے اندر گئے تو ان کے لئے فرش بچھائے گئے جن پر سلیمان بیٹھا کرتے تھے مگر وہ نہیں بیٹھے وہاں سے نکل کر مسجد کو گئے اور منبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد وثناء کی پھر کہا کہ۔

امابعد

بے شک تمہارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ اس کتاب کے بعد جو ان پر نازل کی گئی اور کتاب ہے دیکھو خبردار اللہ نے جو حلال کر دیا وہ قیامت تک حلال ہے اور جو حرام ہے وہ قیامت تک حرام ہے آگاہ ہو کہ میں حکم دینے والا نہیں ہوں بلکہ میں اللہ کے حکم کو نافذ کرنے والا ہوں، مبتدع (نیا کام کرنے والا) نہیں ہوں بلکہ متبع (پیروی کرنے والا) ہوں کسی شخص کا یہ حق نہیں کہ اللہ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے میں تم سے بہتر نہیں ہوں میں تمہیں میں ہی سے ایک شخص ہوں البتہ اللہ نے مجھے تم سے زیادہ گراں بنا دیا ہے۔ پھر انہوں نے اپنی حاجت بیان کی

ارمنی فرش کا استعمال...... اسماعیل بن ابراہیم کاتب زیاد بن عبیداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب عمر سلیمان کی قبر سے واپس ہوئے تو سلیمان کے گھوڑے ان کے پاس پیش کئے گئے وہ مسکرائے اور اپنے سفید خچر کی طرف اشارہ کیا اسے لایا گیا اس پر سوار ہو کر واپس ہوئے دیکھا کہ سلیمان کے فرش ان کی منزل میں بچھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے جلدی کی ایک ارمنی فرش لے کر اس کو اپنے اور زین کے درمیان ڈال لیا اور کہا کہ دیکھو اللہ کی قسم اگر میں مسلمانوں کے کاموں میں مشغول نہ ہوتا تو تجھ پر نہ بیٹھتا۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نماز جمعہ کے بعد خلیفہ بنائے گئے تو میں نے عصر میں ان کی حالت بدلی ہوئی پائی۔

ابوبکر بن محمد کا مدینہ منورہ پر گورنر بننا...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ

سلیمان بن عبدالملک نے ابوبکر بن محمد بن حزم کو مدینے کا والی بنایا تھا جب سلیمان کی وفات ہوگئی تو عمر بن عبد العزیز والی خلافت ہوئے تو عمر نے ابوبکر کو مدینے کا امیر بنایا اور انہوں نے ابوطوالہ کو قاضی بنایا۔

عمال کا تقرر...... عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب کو والی جوفہ بنایا ابوالزناد کو کاتب بنا کے ان کے ماتحت کیا وہ عمر کی وفات تک کوفے کے محکمہ حرب وخراج پر رہے اور انہوں نے عامر الشعبی کو کوفے کا قاضی بنایا عدی بن ارطاة کو بصرہ کی ولایت سپرد کی۔ انہوں نے حسن بن ابی الحسن کو قاضی بنایا عامر نے خلیفہ کو استعفیٰ دیا انہوں نے منظور کر لیا۔

عروہ بن محمد بن عطیہ السعدی کو والی یمن بنایا عدی بن عدی الکندی کو والی جزیرہ اور اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی المہاجر کو افریقہ محمد بن سوید الفہری کو دمشق اور جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر بنایا۔

حقوق کی واپسی...... سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ عمر بن عبدالعزیز جس روز خلیفہ بنائے گئے وفات تک حقوق واپس کرتے رہے۔

عبدالحمید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ حقوق کی واپسی اپنے اعزہ سے شروع کی جو حقوق ان لوگوں کے قبضے میں تھے انہوں نے واپس کرا دیئے بعد میں دوسروں کے ساتھ یہی کیا۔ اس پر عمر بن ولید کہتے تھے کہ تم لوگ عمر بن خطاب کی اولاد میں سے ایک شخص کو لائے اور اس کو اپنے اوپر خلیفہ بنایا اس نے تمہارے ساتھ یہ کیا کہ حقوق واپس کرا دیئے۔

ابوبکر بن ابی سبرہ نے کہا کہ جب عمر بن عبدالعزیز نے حقوق واپس کرائے تو انہوں نے کہا کہ مناسب یہی ہے کہ اپنے آپ سے پہلے اور کسی سے شروع نہ کروں جو زمین اور سامان ان کے قبضے میں تھا اس پر نظر ڈالی اور ادا کر کے اس سے بری ہو گئے حتیٰ کہ انگوٹھی کا نگ دیکھ کر کہا کہ یہ ان اشیاء میں سے ہے جو مجھے ولید بن عبدالملک نے اس مال سے دی تھی جو ان کے پاس ملک مغرب سے آیا تھا وہ اس سے بری ہو گئے۔ اسحاق بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز معاویہ کے وقت سے اپنی خلافت تک کے حقوق واپس دلاتے رہے انہوں نے معاویہ ویزید بن معاویہ کے ورثا کے قبضے سے حقوق نکالے۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے حقوق (یعنی وہ جائداد واسباب جو ناحق لوگوں کو مل گیا تھا) لے کر بیت المال کو واپس کر دیا۔ اگر بیت المال میں کسی کا حق آ گیا تھا تو اسے بھی واپس کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جتنے سال تک یہ مال دوسری جگہ رہا اس کے مالک کی طرف زکوٰۃ دی جائے اس کے بعد دوسرا فرمان نافذ کیا کہ جب وہ مال باہر رہا تو ایک سال سے زیادہ کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

عراق کی غصب شدہ املاک کی واپسی...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں عراق میں اہل حقوق کے حقوق واپس کرنے کے لئے لکھا ہم نے واپس کر دیئے عراق کے بیت المال میں جو کچھ تھا سب ختم ہو گیا یہاں تک کہ عمر نے شام سے ہمارے پاس مال بھجوایا۔

ابوالزناد نے کہا کہ عمر اہل حقوق کو قطعی شہادت کے بغیر ان کے حقوق واپس کر دیتے اس میں کم از کم پر

کفایت کرتے جب وہ کسی کے حق کی صورت معلوم کر لیتے تو اس کو واپس کر دیتے شہادت پیش کرنے کی تکلیف نہ دیتے تھے اس لئے کہ وہ اس کو حکام کا ظلم سمجھتے تھے۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے پاس عمر کوئی فرمان ایسا نہ آتا تھا جس میں کسی حق کی واپسی سنت کے احیاء بدعت کو مٹانے اور تقسیم یا عطاء کے اندازہ کرنے یا نیکی کا حکم نہ ہوتا یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلے گئے۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مجھے لکھا کہ دفاتر کو حقوق کے بارے پاک کرو ہر ظلم کو دیکھو جو مجھ سے پہلے کسی مسلم یا معاہد کے حق میں ہوا اور اس کو اسے واپس کر دو اگر ان کا مالک مر چکے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کر دو۔

مساوات کا درس...... موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کا ایک فرمان سنا جو ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے نام تھا کہ تم اپنے گھر کے اندر اجلاس کرنے سے بچنا لوگوں کے سامنے مجلس عام میں بیٹھ کر خوش منظری کے ساتھ صلح کرانا تمہارے نزدیک ایک دوسرے پر ترجیح نہ ہو ہرگز نہ کہنا کہ لوگ امیر المؤمنین کے اعزہ ہیں کیونکہ آج میرے نزدیک امیر المؤمنین کی اعزہ اور دوسرے لوگ برابر ہیں بلکہ مجھے امیر المؤمنین کے اعزہ کے متعلق گمان کرنے کا حق ہے کہ ان سے جو جھگڑتا ہے وہ اس پر زبردستی کرتے ہیں جب تمہیں کوئی کام مشکل معلوم ہو تو اس کے بارے میں مجھے لکھنا۔

بدعت کا خاتمہ...... حزم بن ابی حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ ہر وہ بدعت جسے اللہ میرے ہاتھ پر میرے گوشت کے ٹکڑے کے عوض مردہ کر دے اور ہر وہ سنت جسے اللہ میرے ہاتھ پر قائم کر دے یہاں تک کہ اس کا انجام میری جان ہو تو میرے لئے یہ آسان ہے۔

حماد بن ابی سلمان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز مسجد دمشق میں کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے پکارا کہ اللہ کی نافرمانی میں ہماری اطاعت واجب نہیں۔

مظلوم کی دادرسی...... سیار سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز لوگوں سے کہا کرتے کہ اپنے وطن چلے جاؤ کیونکہ میں تم کو تمہارے شہروں میں یاد رکھوں گا اور یہاں ہونے پر تم کو بھول جاؤں گا البتہ اگر کسی شخص پر کوئی عامل ظلم کرے تو اسے مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں وہ میرے پاس آ جائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا آخری خطبہ...... عبداللہ بن واقد سے مروی ہے کہ سب سے آخری خطبہ جو عمر بن عبدالعزیز نے پڑھا یہ تھا کہ اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا اے لوگو اپنے شہروں کو واپس جاؤ کیونکہ میں تم کو تمہارے شہروں میں یاد رکھوں گا اور اپنے پاس رہنے میں بھول جاؤں گا میں نے تم پر لوگوں کو عامل بنایا ہے میں نہیں کہتا کہ وہ تم میں بہتر ہیں لیکن وہ ان سے بہتر ہیں جو ان میں بدتر ہیں۔ اگر کوئی عامل کسی کا حق تلف کرے تو اسے میرے پاس آنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں۔ اللہ کی قسم میں اس مال کو اپنی ذات اور اپنے اعزہ سے روکوں

اور تم لوگوں کو دینے میں بخل کروں تو اس وقت میں بڑا بخیل ہوں گا اللہ کی قسم میں سنت قائم نہ کروں یا حق کی سیرت نہ اختیار کروں تو مجھے اتنی دیر بھی جینا پسند نہیں جتنی دیر کہ ایک کے بعد دوسرے تھن کو دوہنے میں لگتی ہے۔

بنی مروان کا احتجاج ...... اسماعیل بن ابی حکم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس بعض بنی مروان کی جانب سے ایک خط آیا جس نے انہیں غضبناک کر دیا غصے سے بھڑک اٹھے اور کہا کہ اللہ کے واسطے بنی مروان میں قربانی ہوگی اللہ کی قسم اگر یہ قربانی ہوگی تو میرے ہاتھوں سے ہوگی ان لوگوں کو یہ معلوم ہوا تو باز آ گئے وہ ان کے استقلال کو جانتے تھے کہ اگر کسی معاملے میں پڑ گئے تو اسے پورا کر کے رہیں گے۔

ابی عمرو الباہلی سے مروی ہے کہ بنی مروان عمر کے پاس آئے اور کہا کہ پہلے بادشاہ جو ہمارے ساتھ سلوک کرتے تھے آپ نے اس میں کمی کر دی ہے۔ یہ کہہ کر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا عمر نے کہا کہ اگر تم لوگوں نے اس قسم کی باتوں کا پھر اعادہ کیا تو میں اپنا اونٹ کسوں گا اور مدینہ منورہ پہنچ کر اس معاملے کو مجلس شوریٰ کے سپرد کر دوں گا دیکھو میں صاحب شوریٰ اعمیش کو یعنی قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق کو پہچانتا ہوں۔

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے قاسم بن محمد کو کہتے سنا کہ آج ہر وہ شخص بول سکتا ہے جو پہلے نہ بول سکتا تھا ہمیں سلیمان کے حق میں ان کے عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بنانے کی وجہ سے رحمت کی امید ہے عمر بن عبدالعزیز نے اپنی وفات کے وقت کہا کہ اگر حکومت میں سے میرا کچھ ہوتا تو میں قاسم بن محمد سے تجاوز نہ کرتا (یعنی انہی کو والی بناتا) قاسم بن محمد کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان کے لئے دعائے رحمت کی اور کہا کہ قاسم تو اپنے چھوٹے سے خاندان کے انتظام میں بھی کمزور ہے امت محمدیہ کے معاملے کو کیسے قائم کر سکتا ہے۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر حکومت میں میرے سپرد کچھ ہوتا تو میں قاسم بن محمد اور عوص کے اسماعیل بن عمرو بن سعید ابن العاص سے تجاوز نہ کرتا اسماعیل بن عمرو عابد و بے تعلق تھے گوشہ نشینی اختیار کر کیا عوص میں قیام کر لیا تھا سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سلیمان کے لئے عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ بنانے کی وجہ سے رحمت کی امید کرتے ہیں۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے یہی روایت خارجہ بن زید ابن ثابت سے سنی۔

ذاتی سامان کی فروختگی ...... سلمہ بن عثمان القرشی سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ بنائے گئے تو اپنے غلام لباس وعطر پر اور ضرورت سے زائد اشیاء پر نظر کی ہر وہ چیز فروخت کر دی جس کی ضرورت نہ تھی اس کی قیمت تیس ہزار درہم کو پہنچ گئی انہوں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز کے ایک بیٹے سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے کسی خادم نے مجھے خبر دی کہ جس دن سے وہ خلیفہ بنے اپنی وفات تک کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔

رفاعی کام ...... محمد بن قیس سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے ہر مقام کی چنگی منسوخ کر دی اور ہر مسلمان کا جزیہ منسوخ کر دیا۔

اسماعیل بن ابی حکم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے حکم دیا کہ پانی کی

جتنی باؤلیاں اور کنویں ہیں سب کے لئے ہیں اور سب ان سے پانی بھر سکتے ہیں البتہ جو بہت چھوٹے کم آب ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

یحییٰ بن واضح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ خراسان کے راستے پر مسافر خانے بنائے جائیں۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں دو تقسیموں میں موجود تھا جو عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے درمیان کی تھیں انہوں نے اپنے طور پر پوری مساوات کی تھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ تاجر کے علاوہ سب کے لئے عطا مقرر کردو۔

ربیعہ بن عطاء بن یعقوب مولائے ابن سباع الخزاعی سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن یسار کے پاس جا کر بیٹھا اور ان سے عمر بن عبدالعزیز کے ان فرمان کے متعلق ذکر کیا جو ابوبکر بن حزم کے پاس آیا تھا کہ غنیمت میں تاجر کا حصہ نہ لگایا جائے انہوں نے کہا کہ عمر نے درست کیا تاجر تو اپنی تجارت کی وجہ سے مسلمانوں کے اصلاحی کاموں سے علیحدہ ہے۔

شرف عطاء ...... محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کچھ لوگوں کے لئے عطاء زیادہ سے زیادہ دو ہزار مقرر کی کہ ''شرف عطا'' (باعزت مقدار یہی ہے۔

عطایا کی تقسیم ...... غدسان بن عبدالحمید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے دو سال اور دس دن کم پانچ مہینے میں اہل مدینہ کے لئے تین عطائیں نکالیں۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں میری قوم کے لئے میرے ذریعے تین عطائیں جاری ہوئیں اور لوگوں کے لئے دو عام تقسیمیں۔

سعید بن مسلم بن بانک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو جب وہ خلیفہ تھے کہتے سنا کہ تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ مردہ لوگوں کے لئے عطاء لو ان کی ہمیں اطلاع دو اور پیدا ہونے والی کی ہمیں تحریری اطلاع دو کہ ہم اس کا حصہ مقرر کردیں۔

ثابت بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کا وہ فرمان سنا کہ جو ہمیں پڑھ کر سنایا جارہا تھا کہ ہر مولود کی ہمیں خبر دو ہم اس کا حصہ مقرر کردیں گے اور اپنے مردوں کی بھی ہمیں خبر دو کیونکہ وہ تو تمہارا ہی مال ہے (یعنی مردوں کا جو حصہ بند کیا جائے گا ہم تمہیں کو واپس کردیں گے)۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ مجھے میری دایہ ابوبکر بن حزم کے پاس لے گئی انہوں نے میرے ہاتھ پر ایک دینار رکھ دیا میں بچہ تھا ۱۰۰ھ میں پیدا ہوا تھا آئندہ سال ہمیں ایک اور دینار دیا گیا اس طرح دو دینار ہوگئے اسی سے میں نامزد کیا گیا۔

ہیثم بن واقد سے مروی ہے کہ میری ولادت ۹۷ھ میں ہوئی عمر خلیفہ بنائے گئے تو میں تین سال کا تھا میں

نے ان کی تقسیم میں تین دینار پائے۔

الجار کے غلہ کی تقسیم...... محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے الجار کے غلے کی تقسیم لوگوں میں برابری کی الجار کا غلہ زیادہ سے زیادہ فی کس ساڑھے چار اردب ہوتا تھا (ایک اردب ۲۴ صاع اور ایک صاع سیر)

افلح بن حمید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے الجار کے غلے کی تقسیم میں صرف ان لوگوں میں برابری کی جن کے لئے حصہ مقرر کیا گیا تھا اور وہ شخص جس کو اس (حصے یا تقسیم) سے پہلے کچھ ملتا تھا وہ اس کو لیتا رہا۔ کیونکہ عمر بن خطاب نے بھی الجار کے غلے میں لوگوں کے درمیان کمی بیشی کی تھی۔

ابراہیم بن یحیٰ سے مروی ہے کہ الجار کے غلے میں میرے بیس اردب تھے جب عمر خلیفہ ہوئے تو وہ قائم رکھے گئے انہوں نے میرے ان اعزہ میں برابری کی جن کے لئے حصہ مقرر کیا۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابوبکر بن محمد ابن حزم کو عمر کے کہنے سے رات کو بھی اسی طرح کام کرتے دیکھا جس طرح وہ دن میں کام کرتے تھے۔

مقدمات کا فیصلہ...... محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر بیت المال سے شمع منگاتے کہ مسلمانوں کے معاملات و مقدمات میں فرمان لکھیں اور وہ ہر مقام پر بھیجا جائے۔ جب صبح ہوتی تو ادائے حقوق کے لئے اجلاس کرتے اور صدقات مستحقین میں تقسیم کرنے کا حکم دیتے۔ جس شخص کو صدقہ دیا جاتا میں نے دیکھا کہ وہ دوسرے سال اس کے پاس اتنے اونٹ ہوتے کہ ان پر زکواۃ عائد ہوتی۔

زکواۃ کی تقسیم...... مہاجر بن یزید سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن عبدالعزیز نے بھیجا ہم نے لوگوں میں زکواۃ تقسیم کی میں نے لوگوں کو اس حالت میں دیکھا کہ دوسرے سال ان سے زکواۃ وصول کی گئی جن کو زکواۃ دی گئی تھی۔

میں عمر کو دیکھا کرتا تھا کہ اپنے اعزہ کو یا اپنی زاتی ضرورت کے متعلق کچھ لکھتے تو بیت المال کی شمع اٹھا لیتے اور دوسری شمع منگاتے تھے جو ان کی ذاتی تھی۔

میں انہیں دیکھتا تھا کہ اپنے کپڑے خود دھوتے تھے اور اتنی دیر ہمارے پاس نہ آتے ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی کپڑے نہ تھے۔

انہوں نے ہمارے ساتھ کوئی نئی بات نہیں کی میں نے ان کی ایک دہلیز دیکھی جو ٹوٹ گئی تھی اس کی مرمت کے بارے میں کہا گیا تو کہا کہ اے مزاحم کیا مناسب نہیں کہ ہم اس کو چھوڑ دیں اور دنیا سے چلے جائیں اور کوئی نیا کام نہ کریں۔

انہوں نے ہر سرزمین میں طلا (صفحہ نمبر ۳۲۶) کو حرام کر دیا تھا۔

عبداللہ بن علاء بن زبر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ کئی سال غربت میں گزر گئے کیونکہ میں نافرمانوں میں تھا اور میری عطاء روک دی گئی تھی عمر نے میری عطاء جاری کر دی اور حکم دیا کہ گزشتہ عطاء بھی مجھے دی جائے۔

ابن سیرین کی عطا کی بحالی...... خلید بن علج سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو حسن و ابن سیرین کو بلا کر ان دونوں سے کہہ رہے تھے تمہاری جو عطائیں روک دی گئیں تھیں انہیں جاری کرتا ہوں ابن سیرین نے کہا کہ اگر یہی اہل بصرہ کے ساتھ کیا جائیے تو میں قبول کرتا ہوں ورنہ نہیں عمر نے لکھا کہ مال میں گنجائش نہیں ہے حسن نے بے چوں چراں قبول کرلیا۔

ابراہیم بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر نے لکھا کہ خارجہ سے جو روک دیا گیا تھا وہ انہیں دیوان سے دیا جائے خارجہ ابوبکر بن حزم کے پاس گئے اور کہا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ امیر المؤمنین پر اس کی وجہ سے حجت قائم کی جائے کیونکہ میرے جیسے اور لوگ بھی ہیں اگر اس معاملے میں امیر المؤمنین سب لوگوں کو شامل کرلیں تو میں بھی منظور کرلوں گا۔ اگر انہوں نے اس میں مجھے مخصوص کیا ہے تو میں ان کے لئے اسے پسند نہیں کرتا۔ عمر نے لکھا کہ مال میں س کی گنجائش نہیں ہے گنجائش ہوتی تو ضرور کرتا۔

قیدیوں کے لئے عطا...... ابی بکر بن حزم سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز کے فرمان کے مطابق یدیوں کے لئے عطاء کا انتظام کیا کرتے تھے قیدی اپنی عطاء لینے نکلتے عمر نے مجھے لکھا کہ جو تھوڑے ہی دن سے ائب ہو یا اس کی موت کی خبر آنے تک اس کی عطاء ملتوی کردو اور جو بزریعہ وکیل حیات نامہ پیش کرے اس کی عطاء س کے وکیل کو دے دو۔

قرض کی ادائیگی...... عیسیٰ بن ابی عطاء سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس موجود تھا کہ انہوں نے مقروض لوگوں کے لئے مختص کئے گئے حصے سے ایک مقروض کی جانب پچھتر دینار ادا کئے۔

یعقوب بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ اور بشیر ابن محمد عبداللہ بن زید بن عبدربہ عمر ن عبدالعزیز کے پاس ان کی خلافت کے زمانے میں آئے اور خناصرہ میں ان سے ملے دونوں نے اپنے قرض کا ذکر کیا تو انہوں نے ہر ایک کی جانب سے چار چار سو دینار ادا کئے پروانہ جاری ہوگیا کہ بنی کلب کی جو زکواۃ بیت المال ں بچی ہوئی رکھی ہے اس میں سے انہیں زکواۃ دی جائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ بچی ہوئی زکواۃ وہ تھی کہ بنی کلبؑ میں کوئی ایسا شخص نہیں پایا گیا جس کی جانب سے رض ادا کیا جاتا اس کا زائد بطور عزل (بقیہ) کے بیت المال میں داخل کردیا گیا کہ اس سے مدیونین کی جانب سے رض ادا کیا جائے اس (بچی ہوئی زکواۃ) کا مطلب یہی ہے۔

عبدالرحمن بن جابر سے مروی ہے کہ قاسم بن مخیمرہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور ان سے اپنا قرض ادا رنے کی درخواست کی عمر نے کہا کہ تمہارا قرض کتنا ہے انہوں نے کہا نوے دینار انہوں نے کہا کہ مدیونین کے حصے ں سے ہم نے اسے تمہاری جانب سے ادا کردیا۔ عرض کی کہ امیر المؤمنین مجھے تجارت سے بے نیاز کردیجئے پوچھا لہ کس طرح عرض کی کہ فریضے (وظیفے یا حصے) سے انہوں نے کہا کہ ہم نے تمہارے لئے ساٹھ درہم وظیفہ مقرر کردیا ر خادم و مکان کا بھی حکم دے دیا۔ قاسم بن مخیمرہ کہتے تھے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیئے ہیں جس نے مجھے تجارت سے بے نیاز کردیا میں ضرور اپنا دروازہ بند کردوں گا اور اس کے بعد مجھے کوئی فکر نہ ہوگی۔

ابوعفیر محمد بن سہل بن ابی حشمہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ تھے تو انہوں نے میری جانب سے بنی کلاب کی زکواۃ سے دوسو دینار ادا کئے اور اس کے متعلق لکھ دیا۔

مال خمس کا صحیح استعمال...... طلحہ بن عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق سے مروی ہے کہ ایک دن انہوں نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز کی ہمیشہ یہی رائے رہی جو ان کے مشیر تھے ان کی بھی یہی رائے تھی کہ جو خلیفہ ہو اس پر لازم ہے کہ خمس کا مال مستحق لوگوں پر خرچ کرے وہ لوگ ایسا نہیں کرتے تھے۔ عمر جب خلیفہ ہوئے تو خمس میں غور کیا اس کو انہوں نے پانچوں مقامات میں تقسیم کیا ایک حصہ اللہ اور اس کے رسول کا اور چار حصے غنیمت حاصل کرنے والوں کے انہوں نے خمس میں اہل ضرورت مند لوگوں کو ترجیح دی خواہ وہ کہیں بھی تھے اگر حاجت (ہر جگہ) یکساں ہوتی تو خمس کی مقدار تک اس میں وسعت کر دیتے۔

مہاجر بن یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ مال خمس میں لونڈی غلام بھی ان کے پاس لائے جاتے اکثر میں نے دیکھا کہ ان کو ایک ہی قسم میں رکھتے تھے میں نے عمر بن عبدالعزیز سے اس کے متعلق پوچھا جو راستے میں رکھا جاتا ہے اور اسے خیرات کیا جاتا ہے کہ میں اسے پیوں انہوں نے کہا کہ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ میں والی مدینہ تھا مسجد کے لئے پانی تھا جو خیرات کیا جاتا تھا کسی فقیہ کو نہیں دیکھا جو اس پانی کے پینے سے پرہیز کرتا۔

غیر مسلموں سے حسن سلوک...... عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ اکثر ان لوگوں کو مال دیا کرتے تھے جنہیں اسلام کی رغبت دلائی جاتی تھی۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک بطریق کو ہزار دینار دیئے جس کو اسلام کی رغبت دلائی تھی۔

ابوالجویریہ الجرمی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک شخص کا فدیہ لیا جس کو ایک لاکھ درہم کے عوض واپس کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیز کا حکم تھا کہ اہل شہر پر مسافروں کی مہمانداری لازم نہیں (خلافت کی جانب سے اس کا انتظام کیا تھا)۔

عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ امام کے حصے کے علاوہ ایک تہائی سے زائد نہ دیا جائے۔

عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ ترکی گھوڑوں کو عربی گھوڑوں میں ملادو (یعنی تقسیم غنیمت میں دونوں کو یکساں سمجھو)۔

نافع سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ تھے تو تمام اطراف میں حکام کو لکھا کہ چودہ سال والے کو جنگ میں نامزد نہ کریں اور پندرہ سال اور اس سے زائد والوں کو جنگ کے لئے نامزد کریں۔

محمد بن بشر بن حمید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز سے سنا کہ جب عطا نکالتے تو اپنے حکام کو لکھتے کہ جس شخص کے سو دینار ہوں اس سے عربی گھوڑے اور زرہ اور تلوار اور نیزہ کے علاوہ کچھ

قبول نہ کیا جائے۔

مرتد کی سزا......عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ مرتد سے تین دن تک توبہ کا مطالبہ کیا جائے اگر توبہ کر لے تو خیر ورنہ اس کی گردن ماردی جائے۔

سزا دینے کا اختیار......عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ اس آیت میں سلطان کو سزا کا اختیار دیا گیا ہے انما جذا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساد ان یقتلو اویصلبو ارقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف اوینفو من الارض (جولوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے ہیں (یعنی اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں) اور زمین میں فساد برپا کرتے پھرتے ہیں تو ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں ادھر ادھر سے کاٹ دئے جائیں یا ملک سے نکال دیا جائے)۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ شہر کے اندر جنگ نہیں ہونی چاہیے۔

ظالم وفریبی کی سزا......عثمان بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو جب وہ خلیفہ تھے کہتے سنا کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے والوں کو اور نہ کسی حاکم کو ان میں کچھ گنجائش ہے وہ دونوں صرف اللہ کے ہی لئے ہیں جن کو حاکم قائم کرے۔ ایک یہ کہ ملک میں ظلم وفساد کی وجہ سے قتل کیا جائے دوسرے وہ جو فریب سے قتل کیا جائے۔

قیدی عورت سے نکاح کی ممانعت......عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ قیدی عورت سے جب تک کہ وہ قید رہے ہرگز نکاح نہ کیا جائے۔

سلیمان بن حبیب سے مروی ہے وہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ قیدی اپنے مال میں جو تصرف کرے اسے جائز رکھو۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب آدمی جنگ میں گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھا جنگ کر رہا ہو تو وہ اپنے مال میں جو تصرف کرتے وہ جائز ہے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ ذمی کا (کسی کو) امان دینا جائز نہیں۔

سہل الاعشی سے مروی ہے کہ ملک روم ہمیں عمر بن عبدالعزیز کا ایک فرمان پڑھ کر سنایا گیا جس میں انہوں نے ہمارے قلعے پر منجنیق نصب کرنے کا حکم دیا تھا سالم بن عبداللہ میرے پاس فرمان کو سن رہے تھے مگر انہوں نے اسے ناپسند نہیں کیا۔

صالح بن محمد بن زائد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز قلعوں میں دشمن پر دھواں چھوڑنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔

مسلم اور ذمی جاسوسوں کو سزا......عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ ملک روم میں ان کے پاس

دو جاسوسوں کو لایا گیا جن میں ایک مسلمان اور ایک ذمی تھا انہوں نے ذمی کو قتل کر دیا اور مسلمان کو سزا دی۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے جانور کے ہاتھ پاؤں کاٹنے سے منع کیا جب وہ کھڑا ہو۔

خمس اور زکواۃ کے احکام...... عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت کے زمانے میں لکھا کہ معدن سے خمس نہ لیا جائے بلکہ زکواۃ لی جائے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اچھا کیا جو انہوں نے معدن سے زکواۃ لی پہلے اسی طرح تھا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عنبر میں خمس ہے۔

اسماعیل بن ابی حکم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے ان کی آخر عمر میں سنا کہ عنبر میں زکواہ وغیرہ نہیں ہے۔

قاصد اور وکیل کا مال غنیمت کا حصہ...... عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ قاصد ڈاک لے جانے والے اور وکیل جو لشکر سے بھیجے جائیں مسلمانوں کے ساتھ غنیمت میں ان کے حصے لگائے جائیں گے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ اس شخص کے ہاتھ مال غنیمت بیچنے کا حکم دیتے تھے جو زائد قیمت دے۔

عمر بن شراحیل سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ سامری (اصفحہ نمبر ۳۳۱) فرقے کے ذبیحوں میں کوئی حرج نہیں۔

صالح بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو کہتے سنا کہ (غنیمت میں ایک شخص کے) دو گھوڑوں کا حصہ لگایا جائے گا ان دو کے علاوہ اور گھوڑے بھی ہوں تو اسپ جبیت سمجھے جائیں گے۔

عبدالعزیز بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کی خلافت کے زمانے میں گھوڑوں کی دوڑ ہوتی تھی

خالد بن ربیعہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ جب موسم گرما کے جہاد کا وقت آئے تو کسی شخص کو قوت و آدمی و لشکر و سامان کے بغیر کفار کے پیچھے ہرگز نہ داخل ہونے دینا۔

مسلم قیدیوں کی رہائی...... ربیعہ بن عطاء سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے میرے ساتھ فرمان لکھا اور مال ساحل عدن بھیجا تا کہ میں مرد وعورت اور غلام و ذمی کا فدیہ ادا کروں۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے فدیے میں ایک مسلمان کے عوض دس رومی کافر دیے اور مسلمان کو لے لیا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک قیدی لایا گیا جس کو مسلمہ بن عبدالملک نے گرفتار کیا تھا ان کے رشتہ داروں کی طرف سے درخواست آئی کہ وہ لوگ سو مثقال اس کا فدیہ دیں گے عمر نے اس کو واپس کر دیا اور سو مثقال (اصفحہ نمبر ۳۳۲) لے لیا۔

ربیعہ بن عطاء سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو سنا کہ جب خلیفہ تھے تو قیدیوں کا قتل ناپسند کرتے تھے دیہ لوگ غلام بنائے جاتے تھے یا آزاد کر دئے جاتے تھے۔

چوروزانی کی سزا...... عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جو شخص دارالحرب میں چوری کر کے وہاں سے نکل آئے گا تو بھی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

یزید بن ابی سمیہ سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا انہوں نے ایک شخص کو جس نے دار الحرب میں کسی پر (زنا) کی تہمت لگائی تھی جب وہ لوگ وہاں نکلے تو اسی درے کی حد لگائی۔

شرابی کی سزا...... خازم بن حسین سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خناصرہ میں دیکھا کہ ایک شخص لایا گیا جس کے خلاف یہ شہادت دی گئی کہ اس نے دارالحرب میں شراب پی انہوں نے اسے اسی کوڑے لگائے۔

ابی صخر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک چور لایا گیا جس نے تقسیم سے پہلے مال غنیمت سے چوری کی تھی پوچھا گیا وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے مال غنیمت پر گھوڑا دوڑایا ہے (یعنی جنگ میں شریک ہوا ہے) کہا گیا کہ نہیں انہوں نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

منذر بن عبید مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو وابق دیکھتا تھا کہ جب وہ پوری نماز پڑھتے تھے تو لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھاتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھتے تھے (یعنی مسافر ہونے کی وجہ سے قصر کرتے تھے) تو جمعے کی نماز نہیں پڑھاتے تھے البتہ وہ کسی ایسے شہر پر گزرتے جہاں جمعہ پڑھایا جاتا تھا (تو وہ بھی جمعے کی نماز پڑھاتے تھے)۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جہاد کا پورا چلہ چالیس دن کا ہے۔

ابان بن صالح سے مروی ہے کہ میں نے وابق میں عمر بن عبدالعزیز کو کہتے سنا کہ ہم لوگ رباط میں ہیں

عبداللہ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو کہتے سنا کہ سوائے ان آویزشوں کے لوگ کہیں ہلاک نہ ہوں گے وہ لکھا کرتے تھے جماعت وصاحب قوت کے علاوہ جنگ کے لئے اور کوئی نہ جائے ان سے بعض بعض کو اختیار کرے کہ سب واپس آئیں یا سب ہلاک ہو جائیں۔

شراط جنگ...... صفوان بن عمرو سے مروی ہے کہ ہمارے عمر بن عبدالعزیز جب وہ خلیفہ تھے اپنے عامل کے پاس فرمان آیا کہ رومیوں کے کسی قلعے پر اور ان کی کسی جماعت سے ہرگز ہرگز قتال نہ کرنا جب تک انہیں اسلام کی دعوت نہ دے دو اگر وہ قبول کرلیں تو باز رہو اگر انکار کریں تو جزیہ ہے اور جزیہ سے بھی انکار کریں تو ان سے مساوی جنگ کرو۔

عبدالعزیز بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد کی تلوار کے قبضے پر چاندی چڑھی ہوئی تھی اسے انہوں نے اتا ڈالا اور اس پر لوہا چڑھالیا۔

خالد بن القاسم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو چیتوں پر سوار دیکھا۔

عمر بن عبدالعزیش سے مروی ہے کہ وہ فتح کے وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ ہم جس کو امن دے دیں خواہ وہ جس زبان میں ہوا سے امن ہے۔

مسلمان کی امان ...... منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اس ذمی شخص کے بارے میں جو مسلمانوں کے ساتھ جہاد کرے اور دشمن کو پناہ دے دے مجھے لکھا کہ اس کا امان جائز نہیں رسول اللہ ﷺ نے صرف یہ فرمایا کہ مسلمان کی جانب سے کوئی ادنیٰ مسلمان بھی امان دے سکتا ہے اور یہ ذمی مسلم نہیں۔

اچانک حملہ سے ممانعت ...... اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ تھے تو دشمن کی کھیتی پر اچانک حملہ کرنے پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ عمر بن خطاب بھی دشمن کی کھیتی پر لشکر کے اچانک حملہ سے بیزاری ظاہر کرتے تھے۔ عیاش بن مسلم سے مروی ہے کہ اس ذمی (کافر رعایا) کے بارے میں جو کنیسہ کے متعلق وصیت کر کے اپنے مال میں سے یہود یا نصاریٰ کے لئے کچھ وقف کر دے عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ جائز ہے۔

نومسلم سے جزیہ لینے کی ممانعت ...... عمر بن عبدالعزیز سے متروی ہے کہ اگر کوئی اس حالت میں اسلام لائے کہ اس کا جزیہ ترازو کے پلڑے میں ہو تو وہ اس سے نہ لیا جائے گا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ ذمی جو سال پورا ہونے سے ایک دن بھی پہلے اسلام لائے اس سے جزیہ نہ لیا جائے۔

قیدیوں سے حسن سلوک ...... موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ قیدیوں کے بارے میں غور کیا جائے اور خطرناک لوگوں سے ضمانت لی جائے ان لوگوں کے گرمی اور جاڑے کی خوراک کے لئے بھی لکھا۔ موسیٰ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے پاس ان لوگوں کو ہر ماہ خوراک دی جاتی تھی اور ایک جوڑا سردی میں دیا جاتا تھا اور ایک گرمی میں۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے لشکر کے سپہ سالار کو لکھا کہ جو لوگ قید خانوں میں ہیں ان کے حال پر نظر کرو ایسے لوگ جن کے ذمے کوئی حق ہے انہیں اس وقت تک قید نہ کرو جب تک کہ وہ حق ثابت نہ ہو جائے جس کا معاملہ دشوار ہو مجھے لکھو خطرناک لوگوں سے ضمانت لو کیونکہ قید ان کے لئے عذاب ہے سزا میں حد سے زیادہ نہ بڑھو ایسے مریضوں کا خیال رکھو جن کا کوئی نہ ہو اور نہ ان کے پاس مال ہو جب تم کسی قوم کو قرض میں قید کرو تو ان کو اور بدمعاش خطرناک لوگوں کو ایک کوٹھڑی میں اور ایک ہی قید خانے میں جمع نہ کرو عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ قید خانے بناؤ جس کو قید خانے کا داروغہ بناؤ وہ ایسا شخص ہو جس پر بھروسہ کیا جائے اور وہ رشوت نہ لیتا ہو کیونکہ جو رشوت لیتا ہے وہ وہی کرتا ہے جو رشوت دینے والا سے کہتا ہے

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن عمرو بن حزم کو لکھا کہ ہر ہفتہ قیدیوں کے کا معائنہ کریں اور خطرناک اور بدمعاش لوگوں سے ضمانت لیں۔

حجاج سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عبدالجبار کو بدمعاش (خطرناک) لوگوں کے بارے میں لکھا کہ انہیں قید خانے کا پابند کریں سردی میں ایک لبادہ اور گرمی میں دو چادریں انہیں اڑھائیں وغیرہ وغیرہ جوان لوگوں کے مناسب تھا۔

ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ بدمعاشوں اور خونیوں کو بیڑی میں جکڑ دو میں نے لکھ کر دریافت کیا کہ ان لوگوں کو کیسی بیڑی ڈالی جائے عمر نے لکھا کہ بے شک اللہ چاہے گا تو انہیں بیڑی سے زیادہ سخت چیز میں مبتلا کرے گا ان کے ایسی بیڑی ڈالی جائے کہ جب وہ غدر کی حالت میں ہو تو اس پر بیڑی آسان ہو لیکن بیڑی کا جواز تو میں نے ابوبکر کو سنا کہ انہوں نے لکھا کہ لوگوں کو جن میں قیس بن مکشوح المرادی وغیرہ تھے میرے پاس بیڑی ڈال کے بھیجا جائے۔

حمام میں عورتوں کے جانے کی ممانعت...... اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ ہمارے پاس عمر بن عبدالعزیز کا فرمان آیا اور وہ ہمیں پڑھ کر سنایا گیا کہ حمام کے اندر بغیر تہ بند کے نہ جانا چاہیے۔ میں نے دیکھا کہ حمام والے کو اور جو شخص برہنہ اندر جاتا تھا اس کو سزا دی جاتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ عمر کا فرمان پڑھا جاتا تھا کہ قربانیاں قبلہ رخ کرو نافع بن جبیر میری طرف متوجہ ہوئے میں ان کے پاس تھا انہوں نے کہا کہ اس سے کون ناواقف ہے۔

معقل بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ مردوں میں کوئی شخص حمام میں تہ بند کے بغیر داخل نہ ہو اور عورتیں قطعاً نہ جائیں۔

خوارج سے جنگ...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں عراق میں خوارج کی ایک جماعت نے بغاوت کی میں اس زمانے میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید عامل عراق کے ساتھ عراق ہی میں تھا۔ جب ان لوگوں کے معاملہ کی اطلاع عمر تک پہنچی تو انہوں نے عبدالحمید کو فرمان لکھا کہ وہ ان لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کی دعوت دیں جب اچھی طرح دعوت دے چکے اور اثر نہ ہوا تو عمر نے لکھا کہ ان سے جنگ کرو کیونکہ اللہ نے ان لوگوں کے لئے کوئی سند نہیں بنائی جس سے وہ ہم پر حجت کر سکیں

عبدالحمید نے ان کی جانب ایک لشکر بھیجا جس کو خوارج نے شکست دی عمر کو معلوم ہوا تو انہوں نے مسلمہ بن عبدالملک کو اہل شام کے ایک لشکر کے ساتھ ان لوگوں کی جانب روانہ کیا اور عبدالحمید کو لکھا کہ تمہارے لشکر نے جو بدکاروں کا لشکر ہے جو کچھ کیا مجھے معلوم ہوا میں نے مسلمہ بن عبدالملک کو تمہارے پاس بھیجا ہے لہٰذا ان کے اور لوگوں کے درمیان راستہ صاف کر دو۔

مسلمہ نے شامی لشکر کے ہمراہ ان لوگوں سے مقابلہ کیا جنگ شروع ہوئی تو اللہ نے انہیں خوارج پر غالب کر دیا۔

عون بن عبداللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت میں مجھے ان خوارج کی جانب بھیجا جنہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی تھی میں نے ان لوگوں سے گفتگو کی کہ وہ کیا چیز ہے جس سے تم لوگ ناراض ہوا نہوں نے کہا کہ ہم صرف اس لئے ناراض ہیں کہ وہ اپنے سے پہلے والے اہل بیت پر لعنت نہیں کرتے یہ ان کی مداہنت (دینی بے حیائی) ہے عمر ان کے قتال سے باز رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے لوگوں کا مال لیا اور رہزنی کی عبدالحمید نے کے متعلق لکھا تو عمر نے لکھا کہ جب ان لوگوں نے مال لئے اور راستے کو خوفناک کر دیا تو ان سے جنگ کرو کیونکہ وہ ناپاک ہیں۔

عون بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ خوارج کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے۔

خازم بن حسین سے مروی ہے کہ میں نے خوارج کے بارے میں عمر بن عبدالعزیز کا وہ فرمان پڑھا جو ان کے عامل کے نام تھا کہ اگر تم کو اللہ ان پر غالب کر دے اور فتح دے تو جو مال واسباب ان کا پانا ان کے مالکوں کو واپس کر دینا۔

قیدی خوارج کے بارے میں فرمان ...... منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید کے نام عمر بن عبدالعزیز کا فرمان آیا جو خوارج کو گرفتار کرنا انہیں قید کرنا یہاں تک کہ وہ لوگ سیدھی راہ پر آ جائیں عمر بن عبدالعزیز کا اس حالت میں انتقال ہوا کہ ان کی قید میں خوارج کی ایک جماعت تھی۔

کثیر بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں خناصرہ میں آیا دیکھا کہ وہ مؤذنوں کو بیت المال سے تنخواہ دیتے تھے۔

منذر بن عبید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کو اپنے مؤذن سے کہتے سنا کہ (تکبیر) اقامت جلدی کہا کرو اور اس میں ترجیح نہ کرو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی پابندی نماز ...... سلیمان بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ تھے میں نے ان کے مؤذن کو خناصرہ میں دیکھا کہ وہ ان کے دروازے پر سلام کرتا تھا اسلام علیک امیر المؤمنین ورحمتہ اللہ وبرکاتہ وہ سلام ختم کرنے نہ پاتا تھا کہ عمر نماز کے لئے نکل آتے تھے۔

ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے خناصرہ میں مؤذن کو عمر کے دروازے پر کھڑے دیکھا وہ کہتا تھا کہ اسلام علیک امیر المؤمنین ورحمتہ اللہ ابر کاتہ نماز کو آیئے نماز کو آیئے نماز تیار ہے اللہ آپ پر رحمت کرے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ مؤذن کو دوبارہ کہنے کی ضرورت پڑی ہو۔ اکثر ہم ان کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہیں مگر جب مؤذن نے قد قامت الصلوٰۃ کہا تو انہوں نے کہا کہ لوگو کھڑے ہو جاؤ۔

میں نے عمر بن عبدالعزیز کو ان کی خلافت میں قبلے کی طرف رخ کرنے والوں اور اس کی تعظیم کرنے والوں کے حلقے میں دیکھا کہ مؤذن اذان کہتا تھا تو لوگ اپنے حلقوں سے کھڑے ہو جاتے تھے اور نماز کی اقامت کہی جاتی تو اقامت کے وقت کھڑے ہو جاتے میں نے یہ مغرب میں دیکھا۔

مسلم بن زیاد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اس اندیشے کے پیش نظر تیرہ مؤذن مقرر کئے تھے کہ وہ لوگ ان کے نکلنے سے پہلے اذان ختم نہ کر دیں مسلم بن زیاد نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ کے علاوہ ان لوگوں کو مل کر اذان کہتے کبھی نہیں دیکھا عمر اکثر پہلی اذان میں نکلتے تھے اور کبھی دوسری ازان میں کبھی تیسری اذان میں۔

عمرہ بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو کہتے سنا کہ کلمات اذان دو دو مرتبہ ہیں اور کلمات اقامت ایک مرتبہ میں نے سالم ابن عبداللہ اور ابو قلابہ کو عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ اس حالت میں دیکھا کہ ان کی اذان دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ ہوتی تھی مگر یہ دونوں ان سے اختلاف نہ کرتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا غسل و وضو

......عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ اپنے گھر میں تہ بند پہن کر غسل کرتے تھے۔ زید بن ابی مالک سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو تانبے (کے برتن) سے تانبے (کے برتن) میں وضو کرتے دیکھا ہے منذر بن عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ وضو کر کے رومال سے اپنا منہ پونچتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ اس چیز کے کھانے سے وضو کرتے تھے جس کو آگ نے چھوا ہے یہاں تک کہ شکر سے بھی۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز گرم پانی سے وضو کرتے اور اسے پیتے تھے اس کی وجہ سے وضو نہ کرتے تھے۔

آزاد کردہ کنیز عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ جب وہ پچھتے کی طرف جاتے تھے تو اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو اپنے بھائی سہیل بن عبدالعزیز پر نماز جنازہ پڑھتے دیکھا انہوں نے ہر تکبیر میں دونوں ہاتھ تک اٹھائے اور طرف آہستہ آہستہ سے سلام پھیرا میں نے انہیں جنازے کے آگے چلتے دیکھا اس روز تابوت دونوں پایوں کے درمیان اٹھائے ہوئے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی امامت نماز

...... میں نے خناصرہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھی پہلی تکبیر میں انہیں آواز بلند کرتے اور قرائت کرتے ہوئے سنا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے جب وہ واپس ہوئے تو میں نے (اسحاق نے) پوچھا کہ یا امیر المؤمنین کیا آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو آہستہ پڑھتے ہیں انہوں نے کہا کہ اگر میں آہستہ پڑھتا تو ضرور بلند آواز سے بھی پڑھتا۔

عمر بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو جمعہ کے دن خطبے میں اتنا جہر (بلند آوازی) کرتے دیکھا کہ اکثر اہل مسجد ان کا خطبہ سن لیتے تھے حالانکہ وہ چلانا نہ تھا۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے دمشق کے گورنر عثمان ابن سعد کو لکھا کہ جب تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو قرائت سناؤ اور خطبہ سناؤ تو اسے سمجھاؤ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عصا

......عمرو بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ جمعہ کے دن دو خطبے پڑھتے اور بیٹھ جاتے دونوں کے درمیان سکوت کرتے پہلا خطبہ ہمیں بیٹھ کر سناتے ہاتھ میں عصا ہوتا جس کو وہ اپنی رانوں پر رکھ لیتے تھے لوگوں کا گمان تھا کہ وہ عصا آپ ﷺ کا ہے۔ پہلے خطبے سے فارغ ہو کر قدرے سکوت کرتے پھر کھڑے ہو کر اسی عصا پر سہارا لگا کر دوسرا خطبہ پڑھتے تھک جاتے تو اس پر سہارا نہ لگاتے اور اسے اٹھائے رہتے۔ جب نماز شروع کرتے تو اسے اپنے قریب رکھ لیتے۔

محمد بن المہاجر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جمعے کی نماز میں جب تشہد (التحیات) پڑھنے کے لئے بیٹھتے تو سلام پھیرنے تک عصا کو اپنی رانوں پر رکھے رہتے۔

عمرہ بن المہاجر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ جمعے کے دن جب وہ سلام پھیرتے تو عصا کو اپنے کان تک لے جاتے اور اسے زمین پر نہ ٹیکتے تھے مکان سے لاتے تو اسے اٹھائے رہتے خطبہ پڑھتے تو اس پر سہارا لگا لیتے اور خطبہ پورا کر کے نماز شروع کرتے تو اسے اپنے پہلو میں رکھ دیتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ سرخ رنگ کی جائے نماز اور فرش پر نماز پڑھتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ شفق وہ سفیدی ہے جو سرخی کے بعد ہوتی ہے اور اس کے بعد عشاء کا وقت آتا ہے۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو جو خناصرہ میں تھے دیکھا کہ عرفہ کی رات عصر کی نماز کے بعد واپس ہوئے اور اپنے مکان کی طرف چلے گئے مسجد میں نہیں بیٹھے مغرب کے وقت باہر آئے یوم الضحیٰ کو جب آفتاب طلوع ہو گیا تو باہر آئے اور خطبے میں تخفیف کی عید الفطر میں اس کو زیادہ طویل کیا تھا میں نے دیکھا کہ عیدگاہ کی طرف پیدل جاتے تھے۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت کے زمانے میں لکھا کہ تم لوگ جمعہ اور عید کے لئے سوار ہو کر نہ جایا کرو۔

تکبیرات تشریق

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کی ظہر سے ام تشریق (۹، ۱۰، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) کے آخر دن کی نماز عصر تک تکبیر کہتے تھے۔

عبداللہ بن العلاء سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو ہر نماز کے بعد تکبیر اللہ اکبر الحمد تین بار کہتے سنا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھا لیا کرتے تھے۔

عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خناصرہ میں دیکھا کہ عیدگاہ پیدل جاتے تھے منبر پر چڑھ کر سات سات مرتبہ تکبیریں کہتے تھے اور ایک مختصر سا خطبہ پڑھتے دوبارہ پانچ تکبیریں کہتے پھر پہلے سے بھی مختصر خطبہ پڑھتے میں نے دیکھا کہ ان کے پاس عیدگاہ میں مینڈھا لایا گیا اس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور حکم دیا کہ تقسیم کر دیا جائے اور اس میں سے کچھ بھی ان کے گھر نہیں گیا۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے سنا کہ دوسرے سن سکیں پہلی رکعت میں سات تکبیروں کے بعد قرائت کرتے دوسری میں پانچ تکبیریں اور قرائت اور پہلی رکعت میں ق والقرآن المجید اور دوسری میں اقتراب الساعہ پڑھتے ہر دو تکبیر کے درمیان دعا کرتے اللہ کی حمد اور اس کی تکبیر کہتے اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے۔

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ عید میں جب منبر پر چڑھتے تو سلام کرتے۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو ان کے زمانہ خلافت میں عید الفطر کے موقع پر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے وقف میں سے ہمارے لئے کھجوریں منگائیں اور کہا کہ عیدگاہ جانے سے پہلے کھا

لو میں نے پوچھا کہ کیا اس معاملے میں کوئی چیز منقول ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں مجھ سے ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ نے ابوسعید الخدری سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن جب تک کچھ کھا نہ لیتے تھے عیدگاہ نہ جاتے تھے یا کہا کہ آپ یہ حکم دیتے تھے کہ کوئی شخص عیدگاہ نہ جائے جب تک کچھ کھا نہ لے۔

صدقہ دینے کی تلقین

عمرو بن عثمان بن ہانی سے مروی ہے کہ خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز نے جب وہ خلیفہ تھے عیدالفطر سے ایک روز پہلے خطبہ پڑھا جمعے کا دن تھا انہوں نے صدقے کا ذکر کیا اور اس پر لوگوں کو ابھارا اور کہا کہ ہر انسان پر ایک صاع کھجور اور دو مد گیہوں دینا ضروری ہے اور جس کا صدقہ نہیں اس کی نماز نہیں عیدالفطر کے روز انہوں نے اسے تقسیم کیا انہیں آٹے ستو دو دو مد دئے جاتے تھے اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے۔

یزید بن ابی مالک سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اپنی خلافت افطار میں سب سے زیادہ جلدی اور سحری میں تاخیر پسند کرتے تھے البتہ فجر میں شک ہوتا تو کھانے پینے سے باز رہتے۔

قسامہ کا مسئلہ

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ لوگ علم کے بغیر قسامہ پر قسم کھاتے ہیں تو انہوں نے ان سے قسم لی اور قتل کو معاف کر کے دیت (خون بہا) کر دیا قسامہ یہ ہے کہ کسی محلے میں مقتول کی لاش پائی جائے اور قاتل کا پتہ نہ لگے تو مقتول کے وارث کے انتخاب پر محلے کے پچاس آدمیوں کو یہ قسم دی جائے گی کہ نہ ہم نے قتل کیا اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے اس کے بعد خون بہا تمام اہل محلہ سے وصول کر کے مقتول کے ورثاء کو دے دیا جائے گا۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص بصرہ میں قتل کیا گیا سلیمان بن عبدالملک نے لکھا کہ پچاس آدمیوں کو قسم دو اگر وہ قسم کھائیں تو اس کے بدلے قاتل کو قتل کر دو مگر ان لوگوں نہ قسم دی اور نہ اس کو قتل کیا یہاں تک کہ سلیمان کی وفات ہو گئی اور عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے اس کے بارے میں عمر بن عبدالعزیز کو لکھا گیا تو انہوں نے لکھا کہ اگر دو عدل والے اشخاص اس کے قتل پر گواہی دیں تو قاتل کو قصاص میں قتل کر دو ورنہ قسامہ کی وجہ سے اسے قتل نہ کرو۔

قسامہ میں قسم کھانے والوں کی سزا

عثمان البتی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے زمانے میں ہمارے پاس ان کا فرمان آیا کہ جو شخص قسامہ میں قسم کھائے اسے انیس کوڑے لگائے جائیں۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت میں مجھے لکھا کہ علامات حرم کو ازسرنو تعمیر کروں۔

عامل حج کو ہدایات

عبدالرحمن بن یزید بن عتبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن بن حزم کو جن کو انہوں نے عامل حج بنایا تھا لکھا تھا کہ تمہارے عمل کی ابتدا (۸ ذی الحجہ) سے ایک دن پہلے ہوتی ہے تم لوگوں کو نماز ظہر پڑھاؤ اور تمہارے عمل کا آخری وقت یہ ہے کہ منی کے آخر دن (۱۳ ذی الحجہ) آفتاب غروب ہو جائے محمد نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی بات ہے۔

منیٰ میں عمارت بنانے کی ممانعت...... عبدالعزیز بن ابی رواد سے مروی ہے کہ ہمارے پاس ۱۰۰ھ میں مکہ مکرمہ میں عمر بن عبدالعزیز کا فرمان آیا جس میں انہوں نے مکے کے مکانات کرایہ سے اور منیٰ میں عمارت بنانے سے منع کیا تھا۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو کہتے سنا کہ منصف (اصفحہ نمبر۳۴۲) شراب کے حکم میں ہے۔

شراب پر پابندی...... ہارون بن محمد نے اپنے وال سے روایت کی کہ میں نے خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ شراب کی مشکوں کو پھاڑ ڈالنے اور شیشوں کو توڑ ڈالنے کا حکم دیتے تھے۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت میں لکھا کہ ذمی مسلمانوں کے شہروں میں شراب نہ لائیں وہ لوگ نہیں لاتے تھے۔

عبدالمجید بن سہیل سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں خناصرہ آیا ایک مکان میں شرابیوں اور کمینوں کی جماعت تھی میں نے کوتوال سے بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ شراب پر جمع ہیں ضرور وہ شراب کی دکان ہے شحنہ نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے بیان کیا تھا انہوں نے کہا کہ جو لوگ مکانون میں پوشیدہ ہیں انہیں چھوڑ دو۔

شرابیوں کو سزائیں...... عبادہ بن نسئی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس حاضر ہوا ایک شخص کو شراب پینے کی سزا دے رہے تھے انہوں نے ان کے کپڑے اتار کر اسی کوڑے مارے میں نے دیکھا کہ بعض کوڑوں نے کھال پھاڑ دی اور بعض نے کھال نہیں پھاڑی اس سے کہا کہ اگر تو دوبارہ پئے گا تو تجھے ماروں گا جب تک تو نیک نہ بن جائے تجھے قید رکھوں گا اس نے کہا کہ دوبارہ پینے سے اللہ سے توبہ کرتا ہوں عمر نے اسے چھوڑ دیا۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت میں مصر کے گورنر کو لکھا کہ تم حد کے علاوہ کسی سزا میں تیس سے زیادہ نہ لگانا۔

بدکاری کی سزا...... صخر المدلجی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ان کی خلافت میں ایسے شخص کو لایا گیا جس نے چوپائے سے بدکاری کی تھی انہوں نے اسے حد نہیں لگائی بلکہ حد سے کم مارا۔

ابوسلمہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز کو ایک ایسی جماعت میں لایا گیا جنہوں نے ایک ہی طہر (اصفحہ نمبر۳۴۳) میں ایک باندی سے صحبت کی تھی انہوں نے ان لوگوں کو دردناک سزا دی۔ اور اس کے بچے کے لئے قیافہ شناسوں کو بلایا۔

حق شفعہ کے متعلق احکام...... عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب بیع ہو جائے اور حد مقرر کر دی جائیں اور راستے پھیر دیئے جائیں تو پھر شفعہ نہیں۔

زہری سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت میں عبدالحمید کو لکھا کہ محض پڑوس کی وجہ سے شفعہ کا حکم نہ دیں۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے ذمی کی موافقت میں شفعہ کا فیصلہ کیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو ان کی خلافت میں دیکھا کہ شفعہ، کے بارے میں غائب کو حلف دیتے تھے کہ تم کو اس مکان کا فروخت ہونا نہیں معلوم ہوا اگر وہ خاموش رہا تو خیر ورنہ اس نے قسم کھالی تو اسے حق شفعہ دیتے تھے۔

عبدالرحمن بن محمد بن ابی بکر نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو جب وہ خلیفہ تھے ایک تحریر لکھی جس میں خطرہ کے مقدمات تھے اس پر حد مہر لگادی ان کا ساتھی اسے لے گیا اس پر کوئی گواہ نہ تھا مگر عمر بن عبدالعزیز نے اسے ،جائز رکھا۔

اسماء بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز صبح کے وقت تلاوت قرآن بہت کم ناغہ کرتے تھے اور زیادہ دیر تک نہ کرتے۔

جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ عمر نے کہا کہ اے مزاحم میرے قرآن کے لئے ایک رحل لاؤ وہ ان کے پاس رحل لائے جس سے خوش ہوکر پوچھا کہ تمہیں یہ کہاں سے ملا انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین میں خزانے میں گیا وہاں لکڑی پائی جس سے میں نے رحل بنوائی انہوں نے کہا کہ جاؤ ور بازار میں اس کی قیمت معلوم کرو وہ گئے تو لوگوں نے اس کی قیمت نصف دینار لگائے عمر کے پاس آکر اطلاع دی انہوں نے کہا کہ اگر تمہاری رائے میں ہم بیت المال میں ایک دینار رکھ دیں تو اس سے بری ہوجائیں گے انہوں نے کہا کہ لوگوں نے اس کی قیمت نصف دینار لگائی ہے حکم دیا کہ بیت المال میں دو دینار رکھ دو۔

جویریہ ابن اسما. سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے کاتب کو اس بات پر معزول کر دیا کہ اس نے بسم اللہ کا بم لکھا اور سین نہیں بنائی۔

خوف خدا...... مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ مجھ سے فاطمہ بنت عبدالملک زوجہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اے مغیرہ میری رائے میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو عمر سے زیادہ نمازی اور روزہ دار ہوں گے مگر میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو عمر سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو اور اللہ کا خوف رکھتا ہو جب وہ دن کی آخری نماز (یعنی) عشاء پڑھتے تھے تو اپنے آپ کو نماز کی جگہ ڈال کر دعا کرتے اور روتے یہاں تک کہ نیندان پر غالب آجاتی پھر بیدار ہوتے اور روتے یہاں تک نیند پھر غالب آجاتی صبح تک وہ اسی حالت میں رہتے تھے،

حلال کی کمائی...... ابن علاقہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے چند مصاحب تھے جو ان کے پاس حاضر رہتے اور مشورہ دیتے تھے عمر ان کی سنتے تھے ایک روز وہ حاضر ہوئے مگر خلیفہ نے صبح دیر کر دی ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آج امیر المؤمنین ناراض ہیں یہ بات مزاحم نے سنی تو اندگئے کسی سے کہہ کر انہیں بیدار کرایا اور اور مصاحبین کی گفتگو سے آگاہ کیا عمر نے ان لوگوں کو بلایا جب وہ ،لوگ ان کے پاس گئے تو انہوں نے

کہا کہ میں نے آج رات چنا اور مسور کھالیا اس سے مجھے پیٹ کی تکلیف ہوئی بعض مصاحبین نے کہا کہ یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ کلوا من طیبات مارزقناکم (ہم نے پاکیزہ رزق تمہیں دیا ہے اس میں سے کھاؤ) عمر نے کہا کہ افسوس تم اس آیت کو اس کے راستے کے خلاف لے گئے اس کی مراد تو صرف طیب الکسب (پاک کمائی ہے) نہ طیب الطعام (پاکیزہ وعمدہ کھانا)۔

محمد بن ابی سدرہ سے جو بوڑھے آدمی تھے مروی ہے کہ میں نے ایک رات عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا پیٹ کے درد سے وہ تڑپ رہے تھے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین آپ کو کیا ہوا انہوں نے کہا کہ میں نے مسور کھائی تھی پس اس سے تکلیف ہوگئی پھر کہا کہ میرا پیٹ میرا پیٹ تو گناہوں میں آلودہ ہے ابن ابی سدرہ نے کہا کہ جب مؤذن اقامت شروع کرتا تو عمر بن عبدالعزیز لوگوں کو قبلہ رخ کھڑے ہونے کا حکم دیتے تھے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز علماء کے معلم تھے۔

عبدالعزیز بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز آخری نماز عشاء کے بعد وتر سے پہلے باتیں کرتے تھے مگر جب وتر پڑھتے تھے تو پھر کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔

بیت المال کے مشک سے اجتناب ...... ریاح بن عبیدہ سے مروی ہے کہ میں خزانوں سے مشک نکالتا تھا جب وہ عمر کے سامنے رکھی جاتی تو وہ اس کی خوشبو محسوس ہونے کے خطرہ سے اپنی ناک بند کر لیتے تھے مصاحبین میں سے ایک شخص نے کہا کہ امیر المؤمنین اگر آپ اس کی خوشبو محسوس کریں تو کوئی نقصان نہیں عمر نے کہا کہ اس کی خوشبو کے علاوہ اور بھی اس سے کچھ حاصل کیا جاتا ہے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں قاضی (حکم دینے والا) نہیں ہوں میں منفذ حکم الہٰی نافذ کرنے والا ہوں تم میں سے کسی سے بہتر نہیں ہوں البتہ تم سے زیادہ بوجھ والا ہوں میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں اپنی طرف سے کوئی حکم دینے والا نہیں ہوں۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے قاضی ابوبکر بن حزم سے کہا کہ میں نے کسی امر کو اپنے نزدیک اس حق سے زیادہ لذیذ نہیں پایا جو خواہش کے موافق ہو۔

نعیم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ فخر کے اندیشے سے بہت کلام ترک کر دیتا ہوں۔

عبداللہ بن ابی ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے قیدیوں کے بارے میں لکھا کہ کسی کے ایسی بیڑی نہ ڈالی جائے جو نماز پوری کرنے سے روک دے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا پہلا فرمان ...... ابو سعید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا سب سے پہلا فرمان جس کو قاضی عبدالحمید نے پڑھا وہ تھا جس میں ایک سطر یہ تھی امابعد انسان کی بقا شیطان کے وسوسے اور سلطان کے ظلم کے بعد نہیں ہے لہذا میرا فرمان جب تمہارے پاس پہنچے تو تم حقدار کو اس کا حق دے دینا۔ والسلام۔

اہم جنگی ہدایت ...... عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے انہیں موسم گرما کے جہاد پر بھیجا اور کہا

کہ اے عمرو تم سب سے آگے نہ ہونا کہ قتل کردئے جاؤ تو تمہارے ساتھی بھاگیں گے اور نہ سب سے آخر میں ہونا کہ لوگوں کو بزدل کردو تم وسط میں رہنا جہاں لوگ تمہارا ہونا دیکھیں اور تمہاری بات سنیں جو مسلمانوں اور ان کے غلاموں اور ذمیوں پر تمہیں موقع ملے ان کا فدیہ ادا کرنا۔

بیت المال کی اشیاء سے اجتناب...... خالد الحذا سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز پر بچھونے یا شمعیں جو رفاہ عام کے لئے ہوتیں ذاتی اغراض یا اپنے عزیزوں کے لئے استعمال نہ کرتے خاص کھانے سے بھی پرہیز کرتے کہا گیا کہ اگر آپ کھانے سے ہاتھ روکے گیں تو اور لوگ بھی ہاتھ روک لیں گے انہوں نے حکم دیا کہ تین یا چار درہم بیت المال میں جمع کردو پھر شریک طعام ہوئے۔

یحیٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ مجھ سے ایک شخص کی شکایت کی گئی ہے کہ آپ کو گالی دیتا ہے میں نے گردن مارنے کے اردے سے اسے قید کردیا اب جو حکم ہو اس سے آگاہ فرمائیے عمر نے لکھا کہ اگر تم اسے قتل کردیتے تو میں تم سے اس کا قصاص ضرور لیتا کوئی شخص کسی کو گالی دینے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جاسکتا البتہ نبی کریم ﷺ کو اگر کوئی گالی دے نعوذ باللہ تو تم چاہو تو اسے بھی گالی دے دو ورنہ رہا کردو۔

قاضی کے اوصاف...... مزاحم بن زفر سے مروی ہے کہ میں اہل کوفہ کے ایک وفد کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا وہ ہم لوگوں سے شہر کے امیر اور قاضی کے بارے میں پوچھنے لگے پھر کہا کہ پانچ خصلتیں ہماری ایسی ہیں کہ اگر قاضی میں ان میں سے ایک بھی کم ہو تو وہ ناقص ہوگا اس کا فہیم ہونا، اس کا حلیم ہونا، و پارسا ہونا، سخت ہونا، اور اس کا عالم ہونا کہ جو نہ جانتا ہو وہ اس سے دریافت کرلے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ قاضی کے لئے اس وقت تک قاضی ہونا مناسب نہیں جب تک اس میں پانچ خصلتیں نہ ہوں پاکدامن، ہونا و پارسا ہونا، حلیم و بردبار جو کچھ اس سے پہلے ہو چکا ہو اسے جانتا ہو ذی رائے لوگوں سے مشورہ لیتا ہو لوگوں کی ملامت کی پرواہ نہ کرتا ہو۔

جسمانی کمزوری...... یحیٰ بن فلان سے مروی ہے کہ محمد بن کعب القرظی عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے عمر اچھے جسم کے تھے وہ انہیں دیکھنے میں اتنا محو ہو گئے کہ پلک تک نہ جھپکاتے تھے عمر نے کہا کہ اے ابن کعب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو اس سے پہلے کبھی ایسے نہیں دیکھتے تھے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین میں نے جب آپ کو دیکھا تھا تو اچھے تن و توش کا دیکھا تھا اب دیکھتا ہوں کہ رنگ زرد پڑ چکا ہے جسم لاغر ہو گیا ہے اور بال گر گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اے ابن کعب اس وقت تم پر کیا گزرے گی جب مجھے میری قبر میں اس حالت میں دیکھو کہ آنکھوں کے ڈھیلے رخساروں پر نکل پڑے ہوں اور نتھنوں اور منہ سے پیپ جاری ہو کیڑے پڑے ہوں اس حالت میں تم مجھ سے زیادہ نفرت کروگے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ان کے پاس گیا اور بہت غور سے انہیں دیکھنے لگا انہوں نے کہا کہ اے کعب تم میری طرف ایسی نظروں سے دیکھ رہے ہو کہ مدینے میں ایسی نظروں

سے نہیں دیکھتے تھے میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین بے شک مجھے اس سے تعجب ہو رہا ہے کہ آپ کا جسم لاغر ہو گیا ہے بال گر گئے ہیں رنگ بدل گیا ہے عمر نے کہا کہ اس وقت کیا ہوگا جب تم قبر میں مجھے اس حالت میں دیکھو گے کہ نتھنوں سے کیڑے نکل رہے ہوں گے اور آنکھوں کے ڈھیلے رخساروں سے نکل پڑے ہوں گے اس وقت تم سب سے زیادہ مجھ سے نفرت کرو گے۔ پھر انہوں نے کہا کہ تم نے مجھ وہ حدیث جو تم نے بروایت ابن عباس بیان کی تھی دوبارہ سناؤ میں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شے کے لئے شرف ہوتا ہے اور سب سے زیادہ شریف وہ مجلس ہے جس کا رخ قبلے کی طرف کیا جائے تم لوگ صرف امانت کے ساتھ ہم نشینی کرو سونے والوں کا قصد نہ کرو نہ باتیں کرنے والوں کا اور نہ دیواروں کو چھپاؤ سانپ بچھو کو نماز میں بھی مار ڈالو۔

دھیب بن الدرد سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ محمد بن کعب عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے عمر نے دیکھا کہ وہ انہیں گھور رہے ہیں کہا کہ اے کعب میں تم کو اپنی طرف ایسی تیز نظروں سے دیکھتا ہوا پاتا ہوں جیسے پہلے نظروں سے نہ دیکھا تھا محمد نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ کے حال پر بہت ہی تعجب ہے جو ہمارے بعد بدل گیا۔
عمر نے کہا کہ تم نے کیا محسوس کیا محمد بن کعب نے کہا کہ اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے مگر یہ آپ ہی کی طرف سے ظاہر ہو عمر نے کہا کہ اے ابن کعب پھر کیا ہوگا جب تین سال کے بعد مجھے اس حالت میں دیکھو کہ قبر میں آنکھوں کے ڈھیلے نکل آئے ہوں اور رخساروں پر بہتے ہوں اور دونوں ہونٹ دانتوں سے جدا ہو کر سکڑ گئے ہوں۔ منہ کھل گیا ہو پیٹ پھول کر سینے سے اوپر ہو گیا ہو آنتیں سرین سے باہر آ گئی ہوں۔

محمد بن کعب کا مشورہ...... محمد بن کعب نے کہا کہ اے اللہ کے بندے اگر خود آپ کو اس امر کا الہام ہوا ہے تو غور کیجئے اللہ کے بندوں کو اپنے نزدیک تین مراتب دیجئے جو آپ سے بڑے ہوں انہیں ایسے مرتبے میں رکھئے گویا وہ آپ کے باپ ہیں جو ہم عمر ہوں انہیں ایسے مرتبے میں رکھئے گویا وہ آپ کے بھائی ہیں اور جو آپ سے چھوٹے ہوں انہیں ایسے مرتبے میں رکھئے گویا وہ آپ کے فرزند ہیں پھر ان تینوں میں سے ایسا کون ہے جس کے ساتھ آپ بدی کرنا پسند کریں یا وہ آپ کو ایسی حالت میں دیکھے جو اسے ناگوار ہو۔

عمر نے کہا کہ اے اللہ کے بندے میں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی بدی کرنا پسند نہیں کروں گا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ رات کے وقت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تھا انہوں نے باتیں کیں اور نصیحت کی وہ ایک شخص کو تاڑ گئے جس نے آنسو بہائے تھے اور خاموش ہو گئے عرض کی کہ امیر المؤمنین اپنا کلام جاری رکھئے شاید اللہ آپ کے سبب اس شخص کو نفع دے جس کو وہ پہنچے اور وہ اسے سنے انہوں نے کہا کہ اے میمون کلام فتنہ ہے انسان کے لئے عمل قول سے زیادہ بہتر ہے۔

مجلس شبینہ...... میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ایک رات عمر بن عبدالعزیز کی مجلس میں شبینہ تھا میں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین اس حالت پر جس پر میں آپ کو دیکھتا ہوں آپ کا رہنا نہیں ہو سکتا آپ دن کو لوگوں کی ضروریات اور ان کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں اس وقت ہمارے ساتھ ہیں ناللہ ہی زیادہ جانتا ہے جس پر آپ اعتماد کرتے

ہیں انہوں نے میری بات کوٹال دیا اور کہا کہ اے میمون لوگوں کی ملاقات کو میں نے ان کی عقل شناسی کا ذریعہ پایا۔

اطاعت خداوندی کا درس...... سلام سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز منبر پر چڑھے اور کہا کہ اے لوگوا للہ سے ڈرو اور اللہ ہی خوف میں ماسوا کا بدل ہے اور اللہ کے خوف کا کوئی بدل نہیں لوگو اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو اور جو اللہ کی اطاعت کرے اس کی اطاعت کرو اور جو اللہ کی اطاعت نہ کرے اس کی اطاعت نہ کرو۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جو شخص علم کے بغیر کوئی عمل کرے گا اس سے اصلاح کے بجائے فساد سرزد ہوگا اور جس نے اپنے کلام وعمل میں موافقت نہیں کی اس کی غلطیاں بہت ہوں گی اور پسندیدہ باتیں بہت کم مومن کی جائے پناہ صبر ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آج میرے لئے تمام امور میں کوئی مرضی کو موافق بات نہیں ہوئی سوائے ان امور کے جن میں اللہ کا فیصلہ جاری ہوا۔

موت کو کثرت سے یاد رکھنے کی ہدایت...... محمد بن عمر سے مروی ہے کہ عنبسہ بن سعید نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ آپ سے خلفاء ہم لوگوں کو انعام دیا کرتے تھے میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ اس مال کو خود اپنے اور اپنے اعزہ سے روک دیا ہے ہم لوگوں کے اہل وعیال ہیں لہذا ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم لوگ اپنی جائداد اور تالابوں کی طرف رجوع کریں انہوں نے کہا کہ بے شک مجھے تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو یہ کرے کیونکہ جب تم جب اپنی زندگی اور حالت کی تنگی میں ہو گے اور موت کو یاد کرو گے تو یہی حالت تمہیں فراخی معلوم ہوگی تم جب کسی سرور وخوش حالی میں ہو اور موت کو یاد کرو تو یہ حال تم پر تنگ ہو جائے گا۔

اشعار...... محمد بن زبیر الحنظلی سے مروی ہے کہ غالباً میں اس رات کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا روٹی کے ٹکڑے اور روغن زیتون کھا رہے تھے انہوں نے کہا کہ قریب آ کر تم بھی کھاؤ میں نے کہا کہ جسے سردی لگی ہو اس کا کھانا برا ہے پھر انہوں نے یہ شعر سنائے۔

اذا ماماتميت من تميم
جب قبیلہ تمیم میں سے کوئی مرجائے
وسرک ان يعيش فجیٔ بذاد
اور تمہیں پسند ہو کہ وہ جی اٹھے تو توشہ لاؤ
بخبذا و بلحم اوبتمر
روٹی یا گوشت
او الشئی الملفف البجاد
یا ایسی چیز جو لپٹی ہوئی ہو
اور انہوں نے ایک تیسرا شعر بھی پڑھا جس کا یہ قافیہ تھا
لیاکل راس لقمان بن عاد

تا کہ لقمان بن عاد کا سر کھائے

عرض کی کہ امیر المؤمنین میں نہیں خیال کرتا کہ یہ شعر بھی اسی میں ہے انہوں نے کہا کہ بے شک وہ اسی میں ہے۔

عبید اللہ نے کہا کہ اس مصرع کا شروع یہ ہے

ترا ہ ینقل البطحا ئشھرا

تم اسے اس حالت میں دیکھو گے کہ مہینہ بھر

لیا کل راس لقمان بن عاد

سنگریزے ادھر ادھر اٹھا اٹھا کے رکھتا رہے گا کہ ملے تو لقمان بن عاد کا سر کھالے

عبید اللہ بن محمد التیمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد وغیرہ کو بیان کرتے سنا کہ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ بنائے گئے تو ان کے رشتہ داروں کو جو وظائف ملتے تھے تو وہ انہوں نے بند کر دیئے اور ان سے وہ جاگیریں بھی لیں جو ان کے قبضے میں تھیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز اور ام عمر کی گفتگو......لوگوں نے ان کی پھوپھی ام عمر سے شکایت کی وہ ان کے پاس گئیں اور کہا کہ تمہارے رشتہ دار تم سے شکایت کرتے ہیں کہ تم نے ان سے وہ چیزیں لے لی ہیں جو تمہارے سوا دوسروں نے انہیں دی تھیں انہوں نے کہا کہ میں نے انکا کوئی حق یا ایسی کوئی چیز جو ان کی ہو بند نہیں کی اور نہ میں نے ان سے کوئی حق یا کوئی کمائی یا کوئی شے جو ان کی تھی لی۔

ام عمر نے کہا کہ میں ان لوگوں کو اعتراض کرتے دیکھتی ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ کسی سخت دن وہ لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گیانہوں نے کہا کہ سوائے قیامت کے میں کسی دن سے نہیں ڈرتا اس روز قیامت کے شر سے مجھے اللہ بچائے۔

انہوں نے ایک دینار ایک ٹکڑا لوہا اور ایک انگیٹھی منگائی دینار کو آگ میں ڈال دیا کچھ آواز آنے لگی اور دھواں اٹھنے لگا انہوں نے کہا کہ اے پھوپھی آپ کو اس قسم کی تکلیف سے اپنے بھتیجے پر رحم نہیں آتا۔

ام عمر اٹھ کر رشتہ داروں کے پاس گئیں اور کہا تـذروجـون الـیعمر فاذانزو االشبہ جزعتم امبر واله (عمر بن خطاب کے خاندان میں نکاح کرتے ہو اولاد میں جب ان کی شباہت ظاہر ہوتی ہے تو جزع وفزع کرتے ہو اب اس پر صبر کرو۔

چال میں تبدیلی......عبید اللہ بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز سے کہا گیا کہ آپ نے ہر چیز بدل دی یہاں تک کہ اپنی رفتار بھی بدل دی انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم جیسی رفتار میری تھی میں تو اسے جنون سمجھتا ہوں جب وہ چلتے تھے تو ہاتھ اٹھاتے اور چھوڑتے تھے۔

آخرت کا خوف......عمر بن مجاشع سیمروی ہے کہ ایک روز عمر بن عبد العزیز مسجد کی طرف چلے پھر رک گئے اور رونے لگے لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین کو کس چیز نے رلایا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ کو حرکت دی بعد کو

اندیشہ ہوا کہ آخرت میں اللہ اس میں ہتھکڑی نہ ڈال دے۔

جعفر بن برقان س ءمروی ہے کہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور خیالات وعقائد کے متعلق دریافت کیا انہوں نے کہا کہ اعرابی اور اس بچے کا طریقہ اختیار کرو جو مکتب میں ہوتا ہے اس کے سوا جو ہو اس کو چھوڑ دو

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے ہاں علماء مثل شاگردوں کے تھے۔

سفیان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر کی غیبت کی کہا گیا کہ تجھے ان کے سامنے کہنے سے کیا چیز مانع ہے اس نے کہا کہ متقی منہ میں لگام دی ہوئی ہے۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نوروز مہرجان (جو مشرکین کی عید کے دن ہیں) اپنے پاس تحفہ لانے سے منع کیا۔

ربیعتہ الشعوزی سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس جانے کے لئے ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہوا مگر وہ ملک شام کے کسی مقام پر رک گیا۔ میں ایک سواری بیگار لے کر ان کے پاس آیا وہ خناصرہ میں تھے پوچھا کہ مسلمان پر کیا ہوئے میں نے کہا کہ مسلمان کے بارے میں کیا؟ کہا کہ ڈاک میں نے کہا کہ وہ فلاں جگہ پر ختم ہوگئی انہوں نے کہا کہ پھر تم کیسے ہمارے پاس آئے میں نے کہا کہ بیگار کی سواری پر جو نبطیوں سے لی تھی انہوں نے کہا کہ میری سلطنت میں بھی تم بیگار لیتے ہو پھر انہوں نے حکم دیا تو مجھے چالیس کوڑے مارے اللہ ان پر رحمت کرے۔

اہل کوفہ کے لئے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا فرمان ...... ابوالعلاء تاجر چوب سے مروی ہے کہ جس وقت عمر بن عبدالعزیز کا فرمان کوفے کی مسجد میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا تو میں بھی وہاں موجود تھا لکھا تھا کہ جس کے ذمے امانت ہو اور وہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کو اللہ کے مال میں سے دیدو کوئی شخص عورت سے نکاح کرے اور مہر دینے سے قاصر ہو تو اسے بھی اللہ کے مال میں سے دے دو (اصفحہ نمبر ۳۵۲) نبیذ حلال ہے لہذا جو مشک میں ہو اسے پیو۔ لوگوں نے پیا ابوالعلاء نے کہا کہ پھر تو یہ ہوگیا کہ کوئی شادی ہوتی تو لوگ اتنی بڑی مشک بنا لیتے کہ اس سے دس مٹکے بھر جائیں۔

حجاج کی بھیڑوں کی فروختگی کا حکم ...... یونس بن عبداللہ التیمی سے مروی ہے کہ عبدالحمید بن عبد الرحمٰن نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ یہاں ایک ہزار بھیڑیں ہیں جو حجاج کی تھیں یا حجاج کے پاس تھیں عمر نے لکھا کہ انہیں فروخت کر کے قیمت اہل کوفہ میں تقسیم کردو عبدالحمید نے لوگوں کو کہا کہ لکھوا انہوں نے بدنظمی کی اور غلط لکھا عمر کو اطلاع دی کہ لوگوں نے بدنظمی کی ہے عمر نے لکھا کہ ہم ان کو وہی سپرد کریں گے جو اللہ نے ہمیں سپرد کیا ہے انہیں اسی طرح دے دو جس طرح انہوں نے لکھا ہے۔ لوگوں کو سات سات درہم ملے ہر روز عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے خیر ہی آتی تھی۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے دمشق کے دارالضرب کے افسر کو لکھا کہ مسلمانوں کے فقراء تمہارے پاس جو ناقص درہم لائیں اس پورے وزن کے دینار سے بدل دو۔

ابوثوبان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے حق کے مطابق زکواۃ لی اور حق ہی کے مطابق خرچ کی

عاملین کو بقدر ان کے عمل کے اتنا دیا جتنا ان کے برابر والوں کو ملتا تھا اور کہا کہ اللہ ہی کے لئے حمد ہے جس نے مجھے موت نہ دی جب تک اس کے فرائض میں سے ایک فریضے کو قائم نہ کرلیا۔

عمر بن مہاجر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کہتے تھے کہ ہر واعظ قبلہ ہے۔

عرب کے آزاد شدہ غلاموں میں مساوات...... ابو بجگر بن ابو نعیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے عرب اور آزاد کردہ غلاموں کو وظیفہ اور اعانت اور عطا میں برابر کر دیا انہوں نے آزاد کردہ موالی کا حصہ پچیس دینار مقرر کیا تھا۔

عمرو بن مہاجر ابی عبید سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو کہتے سنا کہ اگر میں لوگوں کو کسی چیز کی تادیب کرتا تو میں مؤذن کو اقامت شروع کرتے ہی کھڑے ہونے پر مارتا کہ آدمی اپنے داہنے اور بائیں والے کو برابر کرلے۔

سرداران لشکر کو حکم...... اوزاعی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے سرداران لشکر کو لکھا کہ جہاد میں تمہاری سواری ایسی ہو کہ جتنے مسلمان سواریوں ان سب کے مقابلے میں تمہارا ہی جانور کمزور نکلے۔

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کو عاملین کی ترقی کے بارے میں مشورہ دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کا اپنی خیانت کے ساتھ اللہ سے ملنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اس سے ان کے خونوں کے ساتھ ملوں۔

عاملین کو ہدایات...... میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عامل کو لکھا کہ اما بعد مالکان زمین کو ان خراجی زمینوں کے فروخت کرنے کی اجازت دے دو جوان لوگوں کے قبضے میں ہیں وہ لوگ جو کچھ فروخت کرتے ہیں مسلمانوں ہی کی غنیمت اور جزیہ معینہ ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک عامل آیا پوچھا کہ تم نے کتنی زکواۃ جمع کی انہوں نے کہا کہ اتنی اتنی پوچھا کہ تم سے پہلے جو عامل تھا اس نے کتنی جمع کی جمع کی تھی اس نے کہا کہ اتنی اتنی اس نے اس سے زائد بیان کیا جو خود جمع کیا تھا عمرو نے کہا کہ (زائد) کہاں سے آیا تھا اس نے کہا کہ امیر المؤمنین جزیئے میں فارسیوں سے ایک دینار خادم سے ایک دینار اور کھیت سے پانچ درہم لے جاتے ہیں آپ نے یہ سب کم کر دیا انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نے اسے کم نہیں کیا بلکہ اللہ نے کم کر دیا۔

ابوالملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایسی بھیڑ بکری یا اونٹ کے جائز ہونے کا حکم دیا جو کسی کی ملکیت نہ ہوں اور چھوڑے پھرتے ہوں وہ ایک ایسی چیز ہے جسے اللہ نے پیدا کیا لہذا کوئی ایک شخص کسی دوسرے سے زیادہ اس کا مستحق نہیں (یعنی سب کا حق برابر ہے)۔

فرمان سنت کا احیاء...... ابوالملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے فرمان سنت کے زندہ کرنے اور

بدعت مٹانے کے لئے آئے اور یہ کہ تم لوگوں کے لئے مناسب ہے کہ میرے متعلق تمہارا گمان یہ ہو کہ مجھے نہ تمہارے مال کی ضرورت ہے نہ اس کی جو میرے قبضے میں ہے اور نہ جو تمہارے قبضے میں ہے اور یہ کہ اللہ کے گناہوں کا جو ارتکاب کرے وہ اس کے عذاب کا مستحق ہے۔

فرات بن مسلم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا سیب کھانے کو جی چاہا انہوں نے اپنے گھر بھیجا مگر کچھ نہ ملا کہ سیب خریدتے وہ سوار ہوئے اور ہم سوار ہوئے اور ہم بھی ان کے ساتھ ہوئے ایک گرجا پر گزر ہوا انہیں گرجا والوں کے غلام ملے جن کے پاس سیب کے خوان تھے وہ ان میں سے ایک خوان کے پاس کھڑے ہو گئے اور سیب لے کر سونگھا پھر خوان میں رکھ دیا اور کہا کہ تم لوگ اپنے گرجا میں چلے جاؤ میں نہیں جانتا کہ تم نے میرے ساتھیوں میں کسی کو کچھ بھیجا ہے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے خچر کو حرکت دی اور اس کے پاس پہنچ کر کہا امیر المؤمنین سیب کھانے کے لئے آپ کا جی چاہا مگر نہ ملے ہدایا کے طور پر دیا گیا تو آپ نے واپس کر دیا انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں میں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ ابوبکر وعمر ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے انہوں نے کہا کہ ان حضرات کے لئے وہ ہدیہ تھا مگر وہی ان کے بعد عمال حکومت کے لئے رشوت ہے۔

ابن مسلم کے کاغذ کی واپسی ...... درات بن مسلم سے مروی ہے کہ ہر جمعے کو اپنے خطوط عمر بن عبدالعزیز کے پاس پیش کیا کرتا تھا ایک مرتبہ پیش کیا تو انہوں نے ایک بچا ہوا کاغذ جو بقدر ایک بالشت یا چار انگل کے تھا لے لیا اور اس پر اپنی ضرورت کی کوئی چیز لکھی میں نے کہا کہ امیر المؤمنین سے غفلت ہوگئی کہ (وہ پرایا کاغذ استعمال کیا دوسرے دن بھیجا کہ آؤ اور اپنے خطوط لے جاؤ میں خطوط ان کے پاس لے گیا انہوں نے مجھے کسی کام سے بھیج دیا واپس آیا تو کہنے لگے کہ اب اتنا وقت نہیں رہا کہ ہم تمہارے خطوط کو دیکھیں میں نے کہا کہ نہیں آپ نے کل دیکھا تھا انہوں نے کہا کہ ان خطوط کو لے لو دوبارہ جب بلاؤں تو لانا۔

میں نے اپنے خطوط کھولے تو ان میں اتنا ہی بڑا کاغذ پایا جتنا انہوں نے لیا تھا۔

معمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ امابعد کسی عامل کو عام وخاص سے دو دو عطاء نہ دو اس لئے کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ دہری عطاء لے اور جس نے اس میں سے کچھ لیا اس سے لے لو پھر وہیں لوٹا دو جہاں سے لی تھی۔ والسلام

قیدیوں اور غلاموں کے حق میں حکم ...... معمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ امابعد جو لوگ تمہارے قید خانوں اور تمہارے ملک میں ہوں ان کے متعلق نیکی کی وصیت قبول کرو تا کہ تمہیں انہیں ہلاکت تک نہ پہنچا دو ان کے لئے مناسب روٹی وآرام کا انتظام کرو۔

عبیداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ میرے لئے کوئی مخصوص دعا نہ کرو عام مؤمنین مومنات کے لئے دعا کرو اگر میں بھی مومن ہوں گا تو ان کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا۔

ابوالملیح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ میرے نزدیک جرائم کی قرآنی سزا قائم کرنا ایسا ہی

ہے جیسے نماز زکواۃ قائم کرنا۔

پلوں اور گزرگاہوں ج ءزکواۃ کی وصولی کی تنسیخ ...... جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا میں نے خیال کیا تھا کہ اگر پلوں اور گزرگاہوں پر عامل مقرر کردیے جائیں گے تو وہ قاعدہ کے مطابق زکواۃ لیں گے مگر برے عاملوں نے حکم کی خلاف ورزی کر کے ظلم کیا میرے رائے ہے کہ ہر شخص میں ایک شخص مقرر کروں جو صاحب زکواۃ سے زکواۃ لے پلوں اور گزرگاہوں سے زکواۃ نہ لی جائے۔

یزید بن الاصم سے مروی ہے کہ میں سلیمان بن عبدالملک کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص آیا جس کا نام ایوب تھا بنج کے پل پر اس مال کو لادتا جو بطور زکواۃ کے لیا جاتا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ یہ شخص فساد کرنے والا ہے جو برا مال لادتا ہے تخت نشین ہوئے تو انہوں نے پلوں اور گزرگاہوں پر زکواۃ دینے سے لوگوں کو آزاد کردیا۔

احتیاط ...... وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مساکین وفقراء ومسافرین کے لئے دار الطعام (کھانے کی جگہ) بنایا تھا کو حکم تھا کہ اس لنگر خانے کے خود کچھ نہ لیں یہ محض فقراء ومساکین ومسافرین کے لئے ہے۔

ایک روز تشریف لائے دیکھا کہ ان کی ایک آزاد کردہ کنیز کے پاس ایک پیالہ ہے جس میں گھونٹ بھر دودھ ہے پوچھا کہ کیا ہے اس نے کہا کہ آپ کی فلاں بیوی حاملہ ہے جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے ان کا گھونٹ بھر دودھ کو چاہا عورت جب حاملہ ہو اور کسی چیز کو اس کا جی چاہے اور وہ اسے نہ دی جائے تو جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے اس کے گر جانے کا اندیشہ ہے اس لئے یہ ایک گھونٹ دودھ میں نے دار الطعام سے لے لیا ہے۔

عمر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی بیوی کے پاس لے گئے وہ بلند آواز تھے اور کہہ رہے تھے کہ جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اگر اسے صرف مساکین وفقراء کا کھانا روک سکتا ہے تو اللہ اسے نہ روکے پھر وہ اپنی بیوی کے پاس گئے بیوی نے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ کنیز خیال کرتی ہے کہ جو کچھ تمہارے پیٹ میں ہے اسے مساکین و فقراء کا کھانا ہی روک سکتا ہے اور اگر اسے یہی رو‌ک سکتا ہے تو اللہ اسے نہ روکے۔

بیوی نے کنیز سے کہا کہ تیری خرابی ہو اسے واپس لے جاؤ اللہ کی قسم میں اسے نہ چکھوں گی اس نے اسے واپس کردیا۔

حضور ﷺ کی شان میں گستاخی ...... سہیل بن ابی صالح سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ نبی کو گالی دینے کے علاوہ اور کسی گالی دینے میں کوئی قتل نہیں کیا جائے گا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عجز ...... مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ جس کی شان اسلام کے سوا کوئی اور شان ہو تو ہوا کرے میری شان تو وہی جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے جس پر عمل کرنے کا حکم ہوا میں اسی پر عامل رہا اور جس چیز میں کوتاہی کا حکم تھا میں نے اس میں کوتاہی کی میں نے جو نیکی کی اللہ کی مدد اور اس کی رہبری سے کی اور میں اس سے اس کی برکت مانگتا ہوں اس کے سوا ہوا تو میں خدائے بزرگ و برتر سے اپنے

گناہ کی مغفرت چاہتا ہوں۔

ابی سنان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب بیت المقدس آئے تو اسی مکان میں اترے جس میں میں تھا انہوں نے کہا کہ ابوسنان اس گھر میں اس وقت تک کوئی ہانڈی نہ چڑھائے جب تک کہ میں باہر نہ چلا جاؤں جب بستر پر آتے تو اپنی رجز میں خوش آواز سے پڑھتے تھے ان ربکم الذی خلق السموات والارض (پوری آیت) پھر پڑھتے افا من اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون سے وھم یلعبون ۔ وہ اسی قسم کی آیات کو تلاش کرتے تھے اور پڑھتے تھے جن میں قیامت وعذاب الہیٰ سے ڈرایا گیا ہو۔

محمد بن عینیہ المہلبی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کا پیغام پڑھا جو یزید بن المہلب کے نام تھا۔

سلام علیک میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں امابعد سلیمان بن عبد الملک جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے اللہ نے انکے عمدہ اوقات واحوال پر اٹھالیا اللہ ان پر رحمت کرے انہوں نے مجھے خلیفہ بنایا ہے لہذا تم ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں میری اور عبدالملک کی بشرطیکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہوں بیعت لو اگر یہ خلافت جس کا میں والی ہوں بیویاں بنانے اور مال جمع کرنے کے لئے ہے تو اللہ مجھے اس جگہ پہنچادے جہاں اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو پہنچایا ہے مجھے قیامت میں سخت حساب اور باریک باز پرس کا اندیشہ ہے البتہ اگر اللہ تعالیٰ اعانت کرے تو آسانی کی امید ہے السلام ورحمتہ

شراب پر محصول کی ممانعت

......عمر بن بہرام الصراف سے مروی ہے کہ ہمیں عمر بن عبدالعزیز کا یہ فرمان پڑھ کر سنایا گیا کہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے عدی بن ارطاۃ اور ان مسلمین ومؤمنین جو کہ ان کے پاس ہوں سلام علیک

امابعد ذمیوں کے حال پر نظر کرو اور ان کے ساتھ مہربانی کرو جب ان میں سے کوئی بوڑھا ہو جائے اور اس کے پاس کوئی نہ ہو اس پر تم خرچ کرو اگر اس کا کوئی دوست ہو تو حکم دو کہ وہ اس پر خرچ کرے اس کے زخم کا بدلہ لو جیسا کہ اگر کوئی تمہارا غیر مسلم غلام ہو اور وہ بوڑھا ہو جائے تو تمہارے لئے اس پر خرچ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں یہاں تک کہ وہ مرجائے یا آزاد ہو جائے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم شراب پر محصول لیتے ہو اور اس کو بیت المال میں جمع رہنے دیتے ہو خبردار اللہ کے بیت المال میں پاک مال کے سوا کوئی دوسرا مال داخل نہ کرو والسلام علیک۔

مثلہ کی ممانعت

......عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ خبردار مجھے مثلہ کی اطلاع نہ ہونے پائے سر اور ڈاڑھی منڈانا بھی مثلہ ہے

خراج کی وصولی میں عدل ونرمی

......عبدالرحمٰن الطّویل سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے میمون بن مہران کے نام خط لکھا کہ میمون تم نے مجھے لکھ کر حکم وخراج جمع کرنے کی شدت کا ذکر کیا ہے حالانکہ میں نے اس کے متعلق تمہیں کسی کام کی تکلیف نہیں دی جو تمہیں دشواری میں ڈال دے جو حق ہو اور پاک ہو (خراج میں) وصول

کرواور جو تمہیں خوب واضح ہو جائے اس کے موافق فیصلہ کروا گر کوئی معاملہ تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو میرے سامنے پیش کرو کس معاملے کو جو تم پر گراں ہو لوگ ترک کر دیں تو نہ دین قائم رہ سکتا ہے اور نہ دنیا۔

عوام سے حسن وسلوک کا حکم...... میمون نے کہا کہ میں دیوان دمشق پر مقرر کیا گیا تھا لوگوں نے ایک اپاہج شخص کے لئے وظیفہ مقرر کیا میں نے کہا کہ اپاہج کے ساتھ احسان کرنا مناسب ہے مگر وہ تندرست آدمی کے برابر وظیفہ لے تو یہ مناسب نہیں ان لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے میری شکایت کیا اور کہا کہ یہ شخص ہمیں مشکل میں ڈالتا ہے ہم پر گراہے اور ہم پر سختی کرتا ہے انہوں نے مجھے لکھا کہ جب تمہارے پاس ہمارا یہ فرمان آئے تو لوگوں کو دشواری میں نہ ڈالنا اور ان کے ساتھ سختی نہ کرنا اور نہ ان پر گراں ہونا کیونکہ میں ان باتوں کو پسند نہیں کرتا۔

باندی کے لباس کے لئے حکم...... عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ کنیز کو سر بندکا (اوڑنی جو سر پر باندھی جاتی ہے اور اس کے اوپر دوپٹہ ہوتا ہے) لباس ہرگز نہ دیا جائے اور نہ آزاد عورتوں کے مشابہ کیا جائے۔

عامل یمن کے نام فرمان...... ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عامل یمن عروہ کو لکھا کہ امابعد میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کے حقوق واپس کردو مگر تم مجھ سے رجوع کرتے ہو اور اپنے اور میرے درمیان کے فاصلہ کے بھی خیال نہیں کرتے اور نہ موت آنے کو سمجھتے ہو میں نے اگر کبھی لکھا کہ کسی مسلمان کو ایک بکری جو اس کا حق ہے واپس کردو تو یہ بھی لکھ دیا کہ وہ خاکی رنگ کی ہو یا سیاہ رنگ کی لہذا غور کرلو کہ مسلمانوں کو ان کے حقوق واپس کردو اور مجھ سے رجوع نہ کرو۔

عذاب قیامت کا خوف...... سفیان سے مروی ہے کہ لوگوں نے عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ تمہارے والد نے قوم کی مخالفت کی اور یہ کیا وہ کیا انہوں نے کہا کہ میرے والد کہتے ہیں انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم (اصفحہ نمبر ۳۵۹) (اگر میں اپنے پروردگار کی نہ فرمانی کروں تو مجھے روز قیامت عذاب کا خوف ہے) اپنے والد کے پاس گئے اور ان سے کہا پوچھا کہ پھر تم نے یہ کیوں نہ کہا میرے والد کہتے ہیں ان اخاف ان عصیت ربی عذاب عظیم عرض کیا کہ میں نے یہی کہا۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا جبکہ ابقاللہ اللہ آپ کو باقی رکھے میں نے کہا کہ اس بات سے تو فراغت ہو چکی نیکی و پرہیز گاری کی دعا کرو عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ مجھے سرخ اونٹ اچھے معلوم نہیں ہوتے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو اس میں اختلاف تھا۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے پیغام میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں امابعد لکھا ہے۔

سفیان سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی یا بیٹی کو چت لیٹ کر سوتے دیکھا تو انہیں منع کیا۔

مؤذن کو تنبیہ...... عمر بن سعید بن ابی حسین سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے ایک مؤذن تھے جب وہ آزان کہتے تو ڈرتے اور کانپتے تھے عمر نے اپنی ایک کنیزک کہتے سنا کہ کبوتر آزان دے رہا ہے انہوں نے مؤذن کو بلا بھیجا کہ سیدھی طرح ازان کہو ورنہ اپنے گھر میں بیٹھو۔

خچر کی فروختگی ...... طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنا ایک خچر جس کے چارے کی انہیں قدرت نہ تھی چرنے کے لئے جنگل بھیجا پھر اسے فروخت کر ڈالا۔

صحابہ کرام کا احترام...... محمد بن النضر سے مروی ہے کہ لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز کے پاس صحابہ کرام کے اختلاف کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ یہ ایسا امر ہے جس کو اللہ نے تم لوگوں کے ہاتھوں سے باہر کر دیا ہے لہذا اپنی زبانوں کو بھی کام میں نہ لاؤ۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اہل دیوان سے آدھا درہم صدقہ الفطر لیا کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد کے عمل سے پوری قوم کو عذاب میں نہیں ڈالتا مگر جب نافرمانیاں غالب آجاتی ہیں تو سب پر عذاب آجاتا ہے۔

بال کاٹنے کا حکم...... اسامہ سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز جمعے کی نماز پڑھتے تھے تو دربانوں کو بھیجتے اور حکم دیتے تھے کہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوں اگر کوئی ایسا شخص ان کے پاس سے گزرے جس کے بال لمبے ہوں اور بالوں میں کنگھی نہ کرتا ہو تو اس کے بال کتر ڈالیں۔

حمیدہ دایہ عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز اپنی بیٹیوں کو چت لیٹ کر سونے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ تم میں سے جب کوئی چت لیٹی ہو تو شیطان اس پر غالب آکر بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔

اہل بصرہ کی خوشحالی...... ابی ہاشم سے مروی ہے کہ عدی بن ارطاۃ نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ اہل بصرہ کو اتنا مال حاصل ہو گیا کہ مجھے ان کے اترانے کا اندیشہ ہے عمر نے جواب لکھا کہ اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا تو ان کے الحمدللہ کہنے سے خوش ہو گا لہذا جو لوگ تمارے پاس ہیں انہیں الحمدللہ کہنے کی تلقین کرو۔

مغیرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے چند مصاحب تھے جو لوگوں کے معاملات میں غور کیا کرتے تھے عمر اٹھنے کا ارادہ کرتے تو ان کے ساتھیوں کے درمیان یہ علامت تھی کہ وہ کہتے کہ اذا شئتم (تم لوگ جب چاہو

موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر میں سنت قائم نہ کروں اور حق کی خصلت اختیار نہ کروں تو مجھے اتنی دیر بھی زندہ رہنے پسند نہیں جتنی دیر بکری کا ایک تھن دودھ کے دوسرا تھن دوہنے میں لگتی ہے

یعقوب بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ لوگوں سے مائدہ نوبہ اور مکس (محصول) کے اقسام اٹھا لو میری جان کی قسم یہ کسی مکس نہیں ہے بلکہ بخس (نقصان دہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **لاتبخسو الناس اشیاء هم و لاتعثو فی الارض مفسدین** (لوگوں کی چیزوں میں خیانت

نہ کرو اور نہ زمین میں فساد کرتے پھرو) جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اسے قبول کرلو اور جو نہ لائے تو اللہ اس سے حساب لینے والا ہے۔

عمال کو عدل واحسان کی تلقین...... یعقوب بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبد العزیز نے بعض عاملوں کو لکھا کہ اگر تم اس قدر عدل واحسان اصلاح میں رہنے پر قادر ہو جس قدر جس قدر تم سے پہلے کے لوگ جو جور وظلم وعدوان (سرکشی) میں تھے لاحول ولاقوۃ الا باللہ (گناہ سے باز رہنا اور نیکی کی طاقت بغیر اللہ کی مدد کے نہیں ہے)۔

یعقوب بن عبد الرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ امیر المؤمنین آپ پر سلام ہو اسلام علیک انہوں نے کہا کہ اپنے سلام کو عام کرو (یعنی السلام علیک تم سب پر سلام ہو کہو

نومسلم لوگوں سے جزیہ لینے ممانعت...... یعقوب بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کو والی مصر عیاں بن شریح نے لکھا کہ غیر مسلم رعایا تیزی کے ساتھ اسلام لا رہے ہیں اور انہوں نے جزیہ کو توڑ دیا ہے عمر نے لکھا کہ امابعد اللہ نے محمد ﷺ کو حق کی دعوت دینے والا بنا کر بھیجا آپ کو محصول جمع کرنے کے لئے نہیں بھیجا جب میرا فرمان تمہیں پہنچے اور دیکھو کہ اہل ذمہ تیزی سے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور انہوں نے جزیہ توڑ دیا ہے تو اپنی مراسلت بند کر کے چلے آؤ۔

ابی سہیل نافع سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اسی آیت کی تلاوت کی فانکم وماتعبدون ماانتم علیہ بفاتنین الامن ھو صالی الجحیم (پھر تم اور جن کو تم پوجتے ہو خدا کی (راہ) سے کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اس کو جو خود جہنم میں جانے والا ہے) اور کہا کہ اے ابو سہیل اس آیت نے قدریہ (اصفحہ نمبر ۳۶۱) کے لئے کوئی حجت نہیں چھوڑی ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے ہے میں نے کہا کہ ان سے توبہ کرنے کے لئے کہا جائے اگر توبہ کرلیں تو خیر ورنہ نہیں انہوں نے نے کہا کہ میری رائے بھی یہی ہے یہی رائے ہے۔

امیر معاویہ کو برا کہنے پر سزا...... ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خلافت کے زمانے میں کسی کو مارتے نہیں دیکھا علاوہ ایک شخص کے جس نے معاویہ کو برا کہا تھا انہوں نے اسے تیس کوڑے مارے۔

معتبر گواہ کو ایذا دینے والوں کو سزا...... عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس حاضر تھا جس وقت کہ قریش کے کچھ لوگ ان کے سامنے جھگڑا کر رہے تھے اور مقدمہ پیش کر رہے تھے ان میں سے بعض لوگ بعض کی مدد کرنے لگے عمر نے کہا کہ مجھے ان کے درمیان مدد دینا سے بچنا چاہیے اگر ایسا معاملہ ہوتا تو میں تم لوگوں کو حکم دیتا تو تم لوگ ضرور مجھ سے ناراض ہوتے ان کے پاس گواہ آکر گواہی دینے لگے جس کے خلاف شہادت تھی وہ گواہ کی طرف گھورنے لگے عمر نے کہا کہ اے ابن سراقہ عنقریب لوگ باہم حق کی گواہی نہ دیں کیونکہ میں کو دیکھتا ہوں کہ گواہ کو گھور رہا ہے جو شخص معتبر گواہ کو ایذا دے اسے تم تیس کوڑے مارو اور منظر عام پر کھڑا کرو

ابن شہاب سے مروی ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے ان سے باتیں کیں اور بہت کیں عمر نے کہا کہ تم جو کچھ بیان کرتے ہو ہم اسے سن چکے مگر تم بیان کر کے بھول جاتے ہو اس لئے بار بار کہتے ہو۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے حکم دیا کہ وہ پانی جس سے وضو اور غسل کرتے ہیں مطبخ عام میں گرم نہ کیا جائے۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عامل مصر کو لکھا کہ اللہ کی (مقرر کردہ حد) (سزاؤں کے سوا اور کوئی سزا تیس کوروں سے زیادہ نہ بڑھانا۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ جو عیدگاہ پیدل جانے کی طاقت رکھتا ہوں اسے پیادہ جانا چاہیے۔

طلحہ بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جنازے پر (نماز کی) تکبیر نہ کہتے تھے جب تک کہ اس سے حنوط (عطر میت) نہ زائل کر دیا جاتا۔

اسماعیل بن رافع سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ ہونے کے بعد ایک گرجا میں (جو مسجد بن گیا تھا) نماز کی امامت کی۔

عثمان بن عبدالحمید بن لاحق نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز کے پاس کچھ پڑھا وہاں ایک گروہ بھی تھا گروہ سے ایک شخص نے کہا کہ اس نے غلطی کی عمر نے کہا کہ تم نے جو کچھ سنا اس نے تمہیں غلطی کرنے سے باز نہیں رکھا۔

خیار سے مروی ہے کہ میں ایک مجلس میں تھا عمر بن عبدالعزیز خلافت سے پہلے ہمارے پاس آئے اور بیٹھ گئے سلام نہیں کیا پھر انہیں یاد آیا تو کھڑے ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔

رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مکحول سے کہا کہ خبردار مسئلہ تقدیر میں تم اس بات کے قائل نہ ہو جانا جس کے یہ لوگ یعنی غیلان اور ان کے ساتھی قائل ہیں۔

ربیع بن سبرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عامل کو لکھا کہ تریاق میں جلدی کرنے سانپ کے علاوہ اور کوئی زخمی جانور نہ ڈالو۔

مقدمہ کا فیصلہ...... عبدالرحمٰن بن حسن بن القاسم الازرقی نے جن کے ماموں جراح ابن عبداللہ الحکمی تھے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھے قریش کے کچھ لوگ ان کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر رہے تھے انہوں نے فیصلہ کر دیا جس کے خلاف فیصلہ تھا اس نے کہا کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے میرے گواہ ہیں جو اس وقت موجود نہیں عمر نے کہا کہ حق کو حق دار کے لئے سمجھ لینے کے بعد فیصلے میں تاخیر نہیں کر سکتا تم جاؤ اور اپنی شہادت وحق کو میرے پاس لاؤ جوان لوگوں کے حق سے زیادہ مستحکم ہوا تو میں سب سے پہلا شخص ہوں گا کہ خود اپنے فیصلے کے خلاف کروں گا۔

ذمیوں کو دعوت اسلام...... عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ

تھے تو عامل حج ضراسان جراح بن عبداللہ الحکمی کو لکھا کہ جزیہ ادا کرنے والوں کو اسلام کی دعوت دیں اگر وہ اسلام لائیں تو انکا اسلام قبول کریں جزیہ ختم کر دیں ان کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اوران پر وہی زمہ داریاں عائد ہوں گی جو مسلمانوں پر ہیں۔

ذمیوں کا قبول اسلام...... شرفائے اہل خراسان میں سے ایک شخص نے کہا کہ دعوت اسلام کی ترغیب صرف اس صورت ہوسکتی ہے کہ ان کا جزیہ معاف کر دیا جائے لہذا آپ ختنہ کے ذریعے ان کا امتحان لیجئے عمر نے کہا کہ میں فتنہ کی وجہ سے انہیں اسلام سے برگشتہ کر دوں گا وہ لوگ اگر اسلام لائے اور انؑ کا اسلام اچھا ہوا تو وہ خود ہی تیزی کے ساتھ پاکی کی طرف جائیں گے۔ان کے ہاتھ پر تقریباً چار ہزار آدمی اسلام لائے۔

چرواہوں کے تاثرات...... مالک بن دینار سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز لوگوں پر عامل بنائے گئے تو بکریوں کے چرواہوں نے جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے کہا کہ یہ کون نیک شخص ہے جو حاکم بنا ہے کہا گیا کہ تم اس کے متعلق کیا جانتے ہوانہوں نے کہا کہ جب وہ لوگوں پر خلیفہ بنے گا روعدل کرے گا ہماری بکریوں سے بھیڑ ئے روکے جائیں گے۔

موسیٰ بن اعین سے مروی ہے کہ محمد بن عینیہ کے چرواہے تھے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں کرمان میں بکریاں اور بھڑیئے اور وحشی جانور ایک ہی مقام پر چرتے تھے ایک رات ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بھڑیا بکریوں کے غلے میں آیا ہم نے کہا کہ غالباً وہ نیک بندہ عمر بن عبدالعزیز وفات پا گیا حماد نے کہا کہ مجھ سے انہوں نے یا دوسرے شخص نے بیان کیا کہ وہ،لوگ منتظر رہے معلوم ہوا کہ ان کی وفات اسی رات ہوئی۔

یونس بن ابی شیب سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بننے سے پہلے اس طرح بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا کہ تہ بند پیٹ کی بٹوں میں پوشیدہ تھا (یعنی بہت موٹے تھے) میں نے انہیں خلیفہ بننے کے بعد دیکھا کہ اگر میں ان کی پسلیوں کو اس کے علاوہ کہ انہیں چھوؤں شمار کرنا چاہتا تو انہیں شمار کر لیتا۔

یونس بن ابی شیب سے مروی ہے کہ کسی عید کے موقع پر میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا قوم کے سردار آئے اور منبر کو گھیر لیا ان کے اور لوگوں کے درمیان جگہ خالی تھی عمر آئے منبر پر چڑھ کر انہوں نے لوگوں کو سلام کیا خالہ جگہ دیکھی تو لوگوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا لوگ آگے بڑھے یہاں تک کہ سرداروں سے مل گئے۔

ابی ہاشم تاجر انار سے مروی ہے کہ ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنی ہاشم نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمر بن عبدالعزیز کہاں ہیں کہ ان کے بجائے مجھ سے شکایت کرتے ہو۔

اہل بیت سے محبت...... جویریہ بن اسماء سے مروی ہے کہ میں نے فاطمہ بنت علی بن ابی طالب سے سنا کہ انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کا ذکر کیا ان کے لئے دعائے رحمت کی اور کہا کہ جس زمانے میں وہ مدینہ کے امیر تھے میں ان کے پاس گئی انہوں نے ہر پہرے والے دربان اور خواجہ سراؤں کو وہاں سے ہٹا دیا گھر میں میرے اوران کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا انہوں نے کہا کہ اے علی کی بیٹی روئے زمین پر کوئی خاندان مجھے تم لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں تم

لوگ تو مجھے اپنے خاندان سے زیادہ محبوب ہو۔

باغ فدک...... ابراہیم بن جعفر بن محمد الانصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ فدک رسول اللہ ﷺ کا مخصوص حصہ تھا جو مسافروں کے لئے وقف تھا آپ ﷺ کی صاحبزادی نے درخواست کی کہ آپ فدک انہیں ہبہ کر دیں مگر رسول اللہ ﷺ نے انکار کیا کسی لالچ کرنے والے نے اس کا لالچ نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فدک کا معاملہ اسی طریقے پر رہا ابوبکر خلیفہ ہوئے انہوں نے اس کو اسی طریقہ پر چلایا جو رسول اللہ ﷺ کا تھا ابوبکر کی وفات کے بعد عمر خلیفہ ہوئے انہوں نے بھی اس کو اسی طریقہ سے چلایا اس کے بعد عثمان خلیفہ ہوئے فدک کا معاملہ اسی طرح رہا۔

باغ فدک پر مروان کا قبضہ......۴۰ھ میں معاویہ پر جب جماعت غالب آ گئی تو انہوں نے مروان بن حکم کو مدینہ کا گورنر بنایا مروان نے معاویہ کو لکھ کر فدک مانگا انہوں نے اسے دے دیا فدک مروان کے قبضے میں رہا جو اس کے پھل ہر سال دس ہزار درہم میں فروخت کر ڈالتے تھے مروان مدینہ منورہ سے علیحدہ کر دئے گئے معاویہ ان سے ناراض ہو گئے اور فدک بھی ان سے لے کر اپنے وکیل مدینہ منورہ کو دے دیا۔

معاویہ سے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے مانگا مگر انہوں نے انکار کر دیا سعید بن عاص نے مانگا انہیں دینے سے بھی انکار کیا جب معاویہ نے دوبارہ مروان کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا تو انہوں نے انہیں بغیر مانگے باغ فدک واپس کر دیا اور اس کی گزشتہ آمدنی بھی انہیں واپس کر دی۔

باغ فدک پر عمر بن عبدالعزیز کا قبضہ...... فدک مروان کے قبضہ میں رہا انہوں نے اس کا آدھا عبد الملک کو اور آدھا عبدالعزیز بن مروعان کو دیا عبدالعزیز نے ونصف حصہ جو ان کے قبضے میں تھا عمر بن عبدالعزیز کو ہبہ کر دیا عبدالملک کی وفات ہوگئی تو عمر بن عبدالعزیز نے ولید سے ان کا حق اور سلیمان سے ان کا حق مانگا دونوں نے اپنا حق ہبہ کر دیا۔ اس طرح فدک عبدالملک سے نکل کر عمر بن عبدالعزیز کا ہو گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز اس حالت خلیفہ بنے کہ ان کے اور ان کے اہل وعیال کا خرچ باغ فدک سے چلتا تھا آمدنی کم وبیش دس ہزار دینار سالانہ تھی جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے اور باغ فدک کو دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور حضرت عثمان کے دور میں جس طریقہ پر باغ فدک رہا اس سے انہیں آگاہ کیا گیا عمر نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو ایک فرمان لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر کی جانب سے ابوبکر بن محمد کو سلام علیک میں تم سے اسی اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد میں نے باغ فدک کے بارے میں غور کیا اور اس کے حال سے بحث کی معلوم ہوا کہ وہ میرے لئے مناسب نہیں میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اسے اسی حال پر واپس کر دوں جس پر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمانؓ کے دور میں رہا اور ان حضرات کے بعد جو کچھ ہوا اسے ترک کر دوں لہذا جیسے ہی تمہیں میرا یہ فرمان پہنچے اس پر قبضہ کر کے اس پر کسی ایسے شخص کو مقرر کر دو جو اس میں حق قائم کرے والسلام

علیک۔

خیبر کے قلعے...... ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت کے زمانے میں مجھے لکھا کہ کیتبہ (خیبر) کے متعلق دریافت کر کے مجھے بتاؤ کہ وہ خمس میں تھا یا رسول اللہ کا خاص حصہ تھا۔

ابوبکر نے کہا کہ میں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنی ابی الحقیق سے صلح کر لی تو حضور ﷺ نے قلعہ نطاۃ اور قلعہ شق (واقع خیبر) کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا کیتبہ بھی انہیں کا ایک جزو تھا رسول اللہ ﷺ نے پانچ حصے مقرر کر دیئے اس کے ایک حصے پر اللہ (اللہ کے لئے) لکھ دیا اور فرمایا کہ اے اللہ تو اپنا حصہ کیتبہ میں کر دے سب سے پہلے یہی سہم کیتبہ تھا جس پر للہ ملا کیتبہ رسول اللہ ﷺ کا خمس تھا دوسرے حصے بے نشان تھے کوئی علامتیں نہ تھیں وہ اٹھارہ حصے ہو کر مساوی طور پر مسلمانوں کے لئے تھے۔

ابوبکر نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو اسی طرح لکھ دیا۔

باغ فدک کی واپسی...... محمد بن بشر بن حمید المزنی نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز نے بلا کر کہا کہ یہ چار ہزار یا پانچ ہزار دینار لو اور ابوبکر بن حزم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ یہ پانچ یا چھ ہزار دینار کیتبہ کے مال میں شامل کرو کہ دس ہزار دینار ہو جائیں یہ رقم بنی ہاشم پر تقسیم کرو مرد و عورت چھوٹے بڑے میں مساوات کرو۔

ابوبکر نے اسی طرح کیا زید بن حسن ناراض ہوئے ابوبکر سے شکایت کی کہ عمر میرے اور بچوں کے درمیان مساوات کرتے ہیں ابوبکر نے کہا کہ آپ کی جانب یہ گفتگو امیر المؤمنین کو نہ پہنچنی چاہیے کہ وہ ناراض ہوں آپ لوگوں کے بارے میں ان کی رائے اب تک اچھی ہے۔

زید نے کہا کہ میں خدا کے وسطے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں لکھ دو اور اس سے آگاہ کر دو ابوبکر نے عمر کو لکھا کہ زید بن حسن نے ایسی بات کہی جس میں سختی تھی اور زید نے جو کچھ کہا اس سے عمر بن عبدالعزیز کو آگاہ کیا۔

راوی نے کہا کہ میں نے عرض کی کہ زید کے قرابت دار اور سگے رشتہ دار ہیں جس کی وجہ سے انہیں زیادہ ضرورت ہے عمر نے ان کی شکایت اور سخت کلامی کی پرواہ نہیں کی اور انہیں چھوڑ دیا۔

فاطمہ بنت حسین کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نام پیغام...... فاطمہ بنت حسین نے بھی انہیں خط لکھا جس میں ان کے احسان کا شکریہ ادا کیا اور اللہ کی قسم کھائی کہ امیر المؤمنین آپ نے اسے خادم دیا جس کے پاس کوئی خادم نہیں تھا اسے پوشاک دی جس کے پاس پوشاک نہیں تھی اس سے عمر خوش ہوئے۔

یحییٰ بن ابی یعلی سے مروی ہے کہ جب ابوبکر بن حزم کے پاس مال مذکور آیا تو انہوں نے اسے تقسیم کر دیا ہر شخص کے پچاس دینار تھے مجھے فاطمہ بنت حسین نے بلایا اور کہا کہ لکھو میں نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر کو فاطمہ بنت حسین کی طرف سے سلام علیک میں آپ کے سامنے اسی اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اما بعد اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی اصلاح کرے اور جو خلافت کا بوجھ

ان کے سپرد کیا گیا ہے اس میں ان کی مدد کرے اوران کے دین کی حفاظت کرے۔

امیر المؤمنین نے ابوبکر بن حزم کولکھا کہ ہم لوگوں میں کیتبہ (قلعہ خیبر) کا مال تقسیم کیا جائے یہ وہ معاملہ ہے جوان سے پہلے ہدایت یافتہ ائمہ راشدین کیا کرتے تھے ہمیں اس کا علم ہوا مال ہم میں تقسیم کر دیا گیا اللہ تعالی امیر المؤمنین کوصلہ دے اوران کو بہتر جزائے خیر دے اس نے اپنے والیوں میں سے کسی کو دی ہے کیونکہ ہم لوگوں پر مصیبت آگئی تھی اور ہم اس کے محتاج تھے کہ ہمارے ساتھ حق کا برتاؤ کیا جائے۔

امیر المؤمنین میں آپ سے اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت میں سے جس کے پاس کوئی خادم نہیں تھا اس نے خادم رکھ لیا جو برہنہ تھا اس نے لباس بنالیا اور جس کے پاس خرچ نہ تھا اس کوخرچ مل گیا فاطمہ نے یہ خط ایک قاصد کے ذریعے عمر کے پاس بھیجا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا اظہار مسرت...... راوی نے کہا کہ مجھے اس قاصد نے بتایا کہ میں عمر کے پاس آیا فاطمہ کا خط پڑھ کر سنایا ان کی یہ حالت ہوئی کہ اللہ کا شکرادا کرتے اور اس کی حمد کرتے میرے لئے انہوں نے دس دینار کا حکم دیا فاطمہ کو پانچ سو دینار بھیجے اور کہا کہ جومصیبت آپ کو پیش آئے اس سے مدد حاصل کیجئے انہیں ایک خط لکھا جس میں ان کے اوران کے اہل بیت کے فضائل لکھے اوراس حق کا ذکر کیا جواللہ نے ان لوگوں کے لئے واجب کیا ہے۔

آل عبدالمطلب کا اظہار طمانیت...... جعفر بن محمد سے مروی ہے ہ عمر بن عبدالعزیز نے ذی القری کی آمدنی عبدالمطلب کی اولاد میں تقسیم کردی اوران بیویوں کو جواولا دعبدالمطلب میں نہ تھیں کچھ نہ دیا صرف ان کی بیویوں کو دیا جوعبدالمطلب کے خاندان کی تھیں

یحییٰ بن شبل سے مروی ہے کہ میں علی بن عبداللہ بن عباس اور ابوجعفر بن محمد بن علی کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص آیا اور عمر بن عبدالعزیز کی غیبت کرنے لگا دونوں سے اسے منع کیا اور کہا کہ معاویہ کے زمانے سے آج تک خمس ہم لوگوں پر تقسیم نہیں کیا گیا تھا عمر بن عبدالعزیز نے اسے اولا دعبدالمطلب میں تقسیم کر دیا میں نے کہا کہ کیا انہوں نے اولا دعبدالمطلب پر تقسیم کر دیا گیا میں نے کہا کہ کیا انہوں نے اولا د بن عبدالمطلب کو دیا انہوں نے کہا کہ عمر نے اسے اولا دعبدالمطلب سے آگے نہیں بڑھایا (یعنی ان کو دیا اور کسی کونہیں دیا)۔

یزید بن عبدالملک النوفلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ہمارے یہاں خمس کا مال آیا جس میں ان کے پاس کا اور کیتبہ کا مال تھا یہ سب انہوں نے بنی ہاشم کے مردوں عورتوں پر تقسیم کر دیا اس پر بنی عبدالمطلب کے بارے میں عرض کیا گیا تو انہوں نے لکھا کہ وہ تو بنی ہاشم میں ہیں اور انہیں بھی دیا گیا۔

عبدالملک بن مغیرہ نے کہا کہ بنی ہاشم کی ایک جماعت نے ایک خط لکھا اوراسے قاصد کے ہاتھ عمر بن عبد العزیز کے پاس بھیجا اس خط میں انہوں نے عمر کے اس احسان کا شکریہ ادا کیا جوان لوگوں کے ساتھ کیا گیا اور یہ کہ جب معاویہ خلیفہ ہوئے یہ لوگ برابر مصیبت میں رہے۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آج سے پہلے میری بھی یہی رائے تھی اور میں نے ولید بن عبدالملک اور سلیمان

سے اس کے بارے میں گفتگو کی تھی مگر ان دونوں نے انکار کر دیا تھا جب میں خود خلیفہ بنا تو اس چیز کا ارادہ کیا جس کو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ حق کے زیادہ موافق ہے۔

آل عبدالمطلب میں مساوی تقسیم...... حکیم بن محمد سے جو بنی عبدالمطلب میں سے تھے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کا فرمان آیا کہ بنی ہاشم پر تقسیم کیا جائے تو ابوبکر بن حزم نے ہم لوگوں کو علیحدہ کرنے کا ارادہ کیا اولاد عبدالمطلب نے کہا کہ ہم ایک درہم بھی نہ لیں گے اگر وہ لوگ نہ لیں چندروز تک ابوبکر ہم لوگوں کے پاس آتے جاتے رہے پھر عمر بن عبدالعزیز کو لکھا مشکل سے انتیس دن گزرے ہوں گے کہ ان کے پاس جواب آیا کہ اپنی جان کی قسم میں نے ان میں تفریق نہیں کی وہ لوگ قدیم معاہدہ حلف میں ہیں لہذا ان سب کو اولاد عبدالمطلب ہی کی طرح دو۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب سے مری ہے کہ سب سے پہلا مال جس کو عمر بن عبدالعزیز نے تقسیم کیا تھا جو انہوں نے ہم اہل بیت کے پاس بھیجا تھا خواتین کو اتنا ہی دیا جتنا مرد کو دیا تھا اور بچے کو بھی عورت کے برابر کر دیا ہم اہل بیت کو تین ہزار دینار بھیجے انہوں نے ہمیں لکھا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں آپ کے تمام حقوق ادا کروں گا۔

فارس کے باغات پر عشر کے متعلق حکم...... یحیٰی بن اسماعیل بن ابی المہاجر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فارس کے عامل پھلوں کو ان کے مالکوں کے پاس اندازہ کر کے قیمت ایسے نرخ لگاتے ہیں جس پر لوگ باہم خرید وفروخت نہیں کرتے اس اندازہ کی ہوئی قیمت پر اس کی چاندی لیتے ہیں کردن کے چند گروہ راستے سے عشر (آمدنی کا دسواں حصہ وصول) کرتے ہیں۔

اگر مجھے معلوم ہوا کہ ان معاملات میں سے تم نے کسی معاملے کا حکم دیا ہے اس کے معلوم ہونے کے بعد تم اس پر راضی ہو تو انشاء اللہ میں ایسی کوئی بحث نہیں کرتا جو تمہیں ناگور معلوم ہوتی میں نے بشر بن صفوان وعبداللہ بن عجلان وخالد بن سالم کو بھیجا ہے کہ اس معاملے کی تحقیقات کریں اگر وہ اس کو سچ پائیں تو لوگوں کو وہ پھل واپس کر دیں جو ان سے لیا گیا اور اس نرخ کے مطابق لیں جس پر اہل ملک ان کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ان میں سے کوئی بات وہ لوگ تحقیق کے بغیر نہ چھوڑیں گے لہذا تم ان کو نہ روکنا۔

بدری صحابہ کی فضیلت...... یونس بن عبید سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا اور کہا کہ امیرالمؤمنین میں فلاں ابن فلاں ہوں میرے دادا جنگ بدر میں شہید ہوئے اور والد جنگ احد میں وہ اپنے بزرگوں کے مناقب بیان کرنے لگا۔ عمر نے عنبسہ بن سعید کی طرف دیکھا جو ان کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ مناقب تم لوگوں کے نہیں ہیں ل اے مسکن ودیر الجماجم کے رہنے والو۔

تلک المکارم لاتعبان من لبن
بزرگیاں یہ ہیں دودھ کے دو پیالے نہیں
شیبا بماء نعادا بعد ابوالا

جن میں پانی ملا گیا ہو کہ بعد پیشاب بن کر نکل جائے

بشر بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے بشر بن سلمہ کو لکھا کہ امابعد اس معاملے کو درست رکھو جو تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے اور جان لو کہ میں نے تمہیں بہت بڑی امانت میں شریک کیا ہے اگر تم نے اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق ضائع کر دیا تو تم اس کے نزدیک اس کی مخلوق بھر سے ذلیل ہو گے اور عمر تمہیں اسے ہر گز نہ بچا سکے گا۔

نوحہ خوانی ممانعت ...... خالد بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے نوحہ کر کے میت پر رونے سے منع کیا اور کھیل تماشوں کے بارے میں عاملوں کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بیوقوفوں کی عورتیں زمانہ جاہلیت کے فعل کی طرح میت پر اپنے بال کھول کر نوحہ کرتی ہوئی نکلتی ہیں حالانکہ انہیں جب سے حکم دیا گیا ہے کہ یضر بن بخمر من جیوبھن (اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے ہیں) دوپٹے اتارنے کیا جازت نہیں دی گئی لہذا تم لوگ نوحہ خوانی کے روکنے میں سختی سے حکم دو۔

لہولعب سے ممانعت ...... یہ عجمی ایسی چیزوں سے کھیلتے ہیں جو شیطان نے ان کے لئے خوبصورت بنا دی ہیں تم ان مسلمانوں کو جو تمہارے پاس ہیں سختی سے منع کرو میری جان کی قسم ان کے لئے وہ وقت آ گیا ہے کہ اس کو ترک کر دیں حالانکہ وہ کتاب اللہ کو پڑھتے ہیں (کھیل تماشے سے باز نہیں آتے) لہذا اس باطل لہولعب سے جو گانا ہو یا اس کے مشابہ کوئی اور چیز سختی سے منع کرو اگر وہ باز نہ آئیں تو جوان میں سے ارتکاب کرے اسے اس طرح سزا دو کہ حد سے زیادہ نہ بڑھے۔

فاطمہ بنت عبدالملک کے ہیرے کی بیت المال میں واپسی ...... خلید بن عجلان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس ایک ہیرا تھا۔ عمر نے پوچھا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا انہوں نے کہا کہ میرے والد امیر المؤمنین نے دیا ہے انہوں نے کہا کہ یا تو تم اسے بیت المال میں داخل کر دو یا طلاق کی اجازت دو مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے اور تمہارے ساتھ یہ ہیرا بھی ایک ہی گھر میں ہو انہوں نے کہا کہ اگر اس سے زائد بھی میرے پاس ہوں تو اس پر بھی آپ کو ترجیح دیتی ہوں یہ کہا اور اس کو بیت المال میں داخل کر دیا۔

جب یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ اگر تم چاہو تو وہ یا اس کی قیمت تمہیں واپس کر دوں انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی خواہش نہیں میں نے عمر کی زندگی میں بطیب خاطر اسے دیا تھا ان کی وفات کے بعد اسے واپس لوں مجھے اس کی ضرورت نہیں یزید نے اسے اپنی بیوی بچوں میں تقسیم کر دیا۔

ایک بری رسم کا خاطمہ ...... لوط بن یحییٰ الغامدی سے مروی ہے کہ بنی امیہ کے تمام خلفاء اور گورنر عمر بن عبدالعزیز سے پہلے علی کو گالی دیتے تھے۔

جب عمر خلیفہ ہوئے تو وہ اس سے باز رہے اس پر کثیر عزہ الخزاعی نے (غالی شیعہ حضرت علی کی رجعت کا

قائل تھا عکرمہ نے اس کی تکفیر کی تھی) اشعار ذیل کہے

ولیث فلم تشتم علیا ولم تخف

اے عمر بن عبدالعزیز آپ خلیفہ ہوئے مگر علی کو گالی نہیں دی

بریا ولم تتبع مقاله مجرم

نہ گالی سے الگ رہنے والے کو خوف دلایا اور نہ کسی مجرم کی بات کی پیروی کی

تکلمت بالحق المبین وانما

آپ نے کھلے ہوئے حق کو بیان کر دیا

تبین آیات الهدی بالتکم

اور ہدایت ی نشانیاں تو بیان کرنے سے ہی ظاہر ہوتی ہیں

نصدقت معروف الذی قلت بالذی

پھر آپ نے اس خیر کی تصدیق کی جو آپ نے کہا اسی کو پسند کیا

نعلت ناضحی رٰاضیا کل مسلم

لہذا ہر مسلمان خوش ہو گیا۔

ادریس بن قادم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے میمون بن مہران سے کہا کہ میمون اس خلافت کے مددگاروں پر میرے لئے کیا صورت ہے کہ میں ان پر بھروسہ کروں اور ان سے مطمئن ہو جاؤں انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین اس میں اپنا دل نہ لگایئے کیونکہ آپ تو بازار ہیں اور ہر بازار میں وہی چیز لائی جاتی ہے جو اس میں رائج ہوتی ہے۔ جب لوگ جان جائیں گے کہ آپ کے پاس صحیح کے سوا کچھ نہیں چلتا تو صحیح لائیں گے۔

صحابہ کے متنازعہ مسائل پر خاموشی ...... خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز سے علی عثمان اور جنگ جمل وصفین اور اس واقعے کو جو ان لوگوں کے درمیان ہوا پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے میرا ہاتھ روک دیا میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ اپنی زبان کو اس میں آلودہ کروں۔

خالد بن یزید بن بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ مسلمانوں کو موسم گرما کی لشکر کشی میں رومیوں کا ایک کم سن غلام ملا انہوں نے کہا کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر ہم اس کے کم سن ہونے کی حالت میں فدیہ لے لیں امید ہے کہ اللہ اس کے بڑے ہونے کے بعد اس کی گرفتاری کا موقع دے گا ان لوگوں نے اس سے بہت مال فدیہ لے لیا ہشام کی خلافت کے آخر میں گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

زمین پر بسم اللہ لکھنے کی ممانعت ...... محمد بن الزبیر الحنظلی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو زمین پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ رہا تھا انہوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ دوبارہ نہ لکھنا۔

ابو یعقوب بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عبدالحمید ابن عبدالرحمٰن کو جو ان کی طرف عراق کے عامل تھے دس ہزار درہم کا انعام دیا۔

شہادت کی تمنا...... یزید بن عیاض بن جعدبہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے سلیمان بن ابی کریمہ کو لکھا کہ اللہ کی تعظیم اور اس کے خوف کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو اللہ کی نافرمانی کرے مجھ سے زیادہ سخت حساب میں پڑنے والا اور اللہ کے نزدیک ذلیل نہیں ہے۔ میں جس حال میں ہوں اس کے انجام پر قادر نہیں مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مرتبہ جس پر میں ہوں کہیں ہلاکت نہ ہو سوائے اس کے اللہ اپنی رحمت سے اس کا تدارک کردے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے ہو میرے بھائی میں چاہتا ہوں کی جب تم اپنا مورچہ لینا تو اللہ سے دعا کرنا کہ مجھے بھی شہادت عطا کرے کیونکہ میرا حال سخت ہے اور خطرہ بڑا میں اس اللہ سے دعا کرتا ہوں جس نے مجھے اس چیز میں مبتلا کیا جس میں اس نے مجھے مبتلا کیا ہے کہ وہ مجھ پر رحمت کرے اور معاف کر دے۔

خالد بن یزید سے مروی ہے کہ بشر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میمون بن مہران ورجاء بن حیوۃ وریاح بن عبیدۃ الکندی عمر بن عبدالعزیز کے مخصوص لوگوں سے تھے اور جماعت جوان کے نزدیک ان لوگوں سے کم تھی عمرو بن قیس وعون بن عبداللہ بن عتبہ ومحمد بن زبیر الحنظلی پر مشتمل تھی۔

عامل کی اہلیت...... مسلمہ بن محارب وغیرہ سے مروی ہے کہ بلال بن ابی بردہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن ابی بردہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور مسجد کے معاملے میں ان کے سامنے جھگڑا کیا عمر ان دونوں سے شک میں پڑ گئے (کہ واقعی کون مؤذن بننے کا مستحق ہے)۔

عمر نے خفیہ طور پر ایک کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ ان دونوں سے علیحدہ علیحدہ دریافت کرے کہ اگر میں امیرالمؤمنین سے کہوں کہ وہ تم کو عراق کا خلیفہ بنادیں تو تم میرے لئے کیا کرو گے اس شخص نے بلال سے ابتدا کی ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں ایک لاکھ درہم دوں گا وہ شخص ان کے بھائی کے پاس آیا انہوں نے بھی اسے ایسا ہی کہا۔

اس شخص نے عمر کو خبر دی انہوں نے حکم دیا کہ تم دونوں اپنے شہر چلے جاؤ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو لکھا کہ بلال کو جو بلال شر ہے گورنر نہ بنانا اور نہ موسیٰ کی اولاد میں سے کسی اور کو۔

بعض نے کہا کہ انہوں نے لکھا بلبل شر کو گورنر نہ بنانا انہوں نے بلال کی (تحقیر کے لئے) تصغیر کردی۔

مسرفین سے خفگی...... عوانہ بن حکم الکلبی سے مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک کی وفات وابق میں ہوئی اور عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے عمر نے لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اللہ کی قسم نہ میں نے اس کی خواہش کی اور نہ اس کی تمنا کی بس اللہ سے ڈرو اپنی جانب سے حق ادا کرو اور حقوق واپس کردو کیونکہ اللہ کی قسم مجھے اہل قبلہ میں سے کسی پر غصہ نہیں ہے سوائے اسراف کرنے والوں کے یہاں تک کہ اللہ اسے میانہ روی کی طرف واپس کردے انہوں نے مسلمہ کو جو ملک روم میں تھے لکھ کر واپس آنے کا حکم دیا اور لوگوں کو واپسی اور اجازت کو کہلا بھیجا۔

سیرت فاروق لکھنے کی فرمائش...... مثنیٰ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے سالم کو لکھا

کہ عمر فاروق کی سیرت لکھیں سالم نے جواب دیا کہ عمر ایک ایسے زمانے میں تھے جو آپ کا سا زمانہ نہ تھا وہ ایسے لوگوں کے ساتھ تھے جو آپ کے ساتھیوں کے جیسے نہ تھے اگر آپ اپنے زمانے اور اپنے لوگوں میں ویسا ہی عمل کریں گے جیسا عمر اپنے زمانے میں اپنے لوگوں میں کیا تو عمر کی طرح بلکہ افضل بن جائیں گے۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے مروی ہے کہ لوگ سلیمان بن عبدالملک کے پاس گھوڑے لے گئے اس سے پہلے کہ وہ اسے جاری کریں ان کا انتقال ہو گیا عمر لوگوں سے شرمائے اور انہوں نے ان گھوڑوں کو جاری کر دیا جو جمع کئے گئے تھے آخری گھوڑا ابھی جو آیا تھا اسی طرح دے دیا کہ انہوں نے کسی کو نامراد نہیں رکھا اس کے بعد وفات تک کوئی گھوڑا جاری نہیں کیا۔

مسلمہ بن محارب سے مروی ہے کہ عمر نے عدی کو لکھا کہ سربرآوردگان قبائل کے نائب تو ہم مرتبہ ہیں تم سرداران لشکر کے نائبوں کو دیکھو جس کی دیانت داری ہمارے لئے اور اس کی فوج کے لئے راضی ہوا سے باقی رکھو اور جس سے راضی نہ ہو اس کو ایسے شخص سے بدل دو جو اس سے بہتر ہو اور دیانت داری اور تقویٰ میں زیادہ افضل ہو۔

حسن بن ابی العمرطۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بننے سے پہلے دیکھا اس وقت یہ حالت تھی کہ تم ان کے چہرے پر خیر پہچان لیتے جب وہ خلیفہ ہوئے تو مجھے ان کی پیشانی پر موت نظر آئی۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ سے روانہ ہوئے تو کہا کہ اے مزاحم ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینے نے نکال دیا ہے۔

کنیزوں کا حق آزادی...... عمر بن عبدالعزیز کے متعلقین کے کسی مخصوص شخص سے مروی ہے کہ جس وقت عمر بن عبدالعزیز کو خلافت ملی تو لوگوں نے ان کے مکان میں رونے کی بلند آواز سنی دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ عمر نے اپنی کنیزوں کو کنیزی میں رہنے یا آزاد ہو جانے کا) اختیار دیا ہے اور کہا کہ مجھ پر ایک ایسا مشکل مرحلہ آ گیا ہے کہ جس نے ہمیں تم سے روک دیا ہے جو چاہے کہ میں اسے آزاد کر دوں تو میں نے اسے آزاد کر دیا اور جسے میں رکھوں تو اسے مجھ سے کوئی فائدہ نہ ہوگا وہ ان سے مایوس ہو کر رونے لگیں۔

ابی عبیدۃ بن عقبہ بن نافع القرشی سے مروی ہے کہ میں فاطمہ زوجہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز کا حال بتاؤ انہوں نے کہا کہ جب سے اللہ نے انہیں خلیفہ بنایا ہے اس وقت سے اپنی وفات تک مجھے تو معلوم نہیں کہ انہوں نے کبھی جنابت یا احتلام کی وجہ سے غسل کیا ہو۔

فرائض خلافت کا احساس...... ہشام سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک نے کہا فقہا میں سے کسی کو بلا بھیجا اور کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ امیر المؤمنین جو کچھ کرتے ہیں اس کی انہیں طاقت نہیں پوچھا کہ وہ کیا ہے۔ فاطمہ نے کہا کہ جب سے وہ خلیفہ بنے ہیں اپنی بیوی سے کوئی تعلق نہیں رکھا وہ شخص عمر سے لے اور کہا کہ امیر المؤمنین مجھے ایسی بات معلوم ہوئی ہے کہ اندیشہ ہے کہ آپ کو اس کی قدرت نہ ہوگی پوچھا کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ آپ کے متعلقین کے لئے بھی آپ پر حق ہے عمر نے کہا کہ وہ شخص اس کے پاس کیسے آ سکتا ہے جس کی گردن میں آپ ﷺ کا کام ہو جس کو قیامت میں اللہ پوچھنے والا ہو۔

ایک شیخ سے مروی ہے کہ جب وابق میں عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو رات کو گشت کے لئے نکلے ہمراہ ایک سپاہی بھی تھا وہ مسجد گئے تاریکی میں ایک شخص کے پاس سے گزر رہے تھے اسے ان کی خبر ہوگئی سر اٹھا کر کہا کہ کیا تم پاگل ہو عمر نے کہا کہ نہیں سپاہی نے مارنے کا ارادہ کیا عمر نے کہا کہ خبردار اس نے مجھے دریافت کیا کہ کیا تم مجنون ہو میں نے کہا کہ نہیں۔

سفیان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ آپ ہمارے لئے فرصت نکالتے تو بہتر تھا عمر نے کہا کہ فرصت کہاں فرصت تو گئی فرصت تو اللہ کے ءعلاوہ کہیں نہیں ہے۔

سفیان سے ءمروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے فرصت دو میرے لئے کام ہیں حوائج ہیں۔

آخرت پر نظر...... سری بن یحییٰ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اللہ کی حمد بیان کی پھر آنسوؤں کی روانی نے ان کا حلق بند کر دیا انہوں نے کہا اے لوگو تم اپنی آخرت درست کرو دنیا خود بخود درست ہو جائے گی تم اپنے باطن کو درست کرو ظاہر خود بخود درست ہو جائے گا اللہ کا کوئی بندہ ایسا نہیں کہ اس کے اور آدم کے درمیان اس کا کوئی باپ ہو اور وہ مر گیا نہ ہو بے شک موت ہی اس کے رگ وپے میں پیوست ہو جانے والی ہے۔

ریاح بن زید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عروہ کو لکھا کہ تم میرے پاس خطوط کی مراسلت کرتے ہو میں جس کے متعلق تمہیں لکھوں اسے نافذ کر دیا کرو کیونکہ موت کا وقت جاننے کا کوئی آلہ ہم نہیں جانتے۔

مزید بن حوشب برادر عوام سے مروی ہے کہ میں نے حسن اور عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا گویا دوزخ انہی دونوں کے لئے پیدا ہوئی ہے۔

موت سے بے خوفی...... ارطاط بن المنذر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس ایک جماعت تھی جو ان سے درخواست کرتی تھی کہ اپنے کھانے کی نگرانی کیجئیے (کہ کوئی زہر نہ دے دے) نماز پڑھیئے تو نگہبان ہو کہ حملہ کرنے والا قتل نہ کر دے طاعون جہاں ہو وہاں سے دور ہو جایئے انہیں یہ لوگ کہتے کہ پہلے خلفاء کا یہی عمل تھا عمر ان سے پوچھتے کہ پھر وہ لوگ کہاں گئے جب ان لوگوں نے بہت زور دیا تو کہا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں قیامت کے علاوہ کسی اور دن سے ڈرتا ہوں تو میرے خوف کو امن نہ دے۔

مہد سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے گمان یہ تھا کہ وہ ہم سے استعفادہ کریں گے جب ہم وہاں سے نکلے تو انہیں کے محتاج تھے۔

حنیف نے کہا کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔

رسم خوشبو کا خاطمہ...... محمد بن عجلان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز سے پہلے خلفاء مسجد رسول اللہ ﷺ کے لئے جمعہ کے دن لوبان سلگانے اور رمضان مین اس کی صفائی وخوشبو کا خرچ عشر وصدقہ (زکواۃ زمین ومال) سے جاری کرتے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس رسم کو بند کرنے اور مسجد سے خوشبو مٹانے کا حکم لکھا ابن

عجلان نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ خوشبو کے نشان پانی اور رومالوں سے دھوتے تھے۔

احتیاط پر عمل...... عبید بن الولید سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو بیان کرتے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز کے لئے عام مطبخ میں پانی گرم کیا جاتا تھا جس سے وہ وضو کرتے ان کو اس کا علم نہ تھا بعد میں معلوم کیا کہ کتنی مدت سے پانی گرم کرتے ہو لوگوں نے کہا کہ ایک مہینہ یا اس کے قریب انہوں نے مطبخ میں اتنا ایندھن ڈال دیا۔

عبید بن الولید نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز جب رعایا کے معاملے کی بات کرتے تو بیت المال سے چراغ جلاتے اور جب اپنے ذاتی معاملے کے مطابق باتیں کرتے تو اپنا ذاتی چراغ جلاتے تھے ایک رات وہ اسی حالت میں تھے کہ چراغ دھیما ہو گیا اٹھ کر قریب گئے اور اسے درست کیا کہا گیا کہ امیر المؤمنین ہم لوگ آپ کی خدمت کے لئے کافی ہیں انہوں نے کہا کہ میں کھڑا ہوں جب بھی عمر ہوں اور بیٹھوں جب بھی عمر ہوں۔

جھوٹ سے نفرت...... ابراہیم بن سکری سے مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیز کے آزاد کردہ غلاموں کے درمیان گفتگو ہوئی اس کو سلیمان نے عمر سے بیان کیا جس وقت وہ ان سے گفتگو کر رہے تھے سلیمان نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا عمر نے کہا کہ جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ بولنا عیب ہے میں نے جھوٹ نہیں بولا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا مجھے تیس درہم دیئے اور کہا کہ اے مجاہد یہ میرے وظیفے میں سے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے غلام کی آزادی...... حفص سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ایک غلام کو آزاد نہیں کیا وہ ان کے لئے لکڑیاں جمع کرتا اور مینگنیاں چنتا تھا غلام نے ان سے کہا کہ میرے اور آپ کے علاوہ سب لوگ غیر میں ہیں انہوں نے کہا کہ جاؤ تم بھی آزاد ہو۔

اسحاق بن یحییٰ سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس ان کی خلافت کے زمانے میں آیا انہیں اس حالت میں پایا کہ خمس کے لئے علیحدہ بیت المال بنایا تھا زکواۃ کے لئے علیحدہ اور غنیمت کے لئے علیحدہ۔

کفایت شعاری...... عمر بن میمون سے مروی ہے کہ عمر امت کے معاملات میں حفاظت کیا کرتے تھے میں نے ان سے کہا کہ امیر المؤمنین ان دفتروں کو دیکھیئے کہ موٹے قلم سے لکھ کر طول دیا جاتا ہے حالانکہ وہ مسلمانوں کے بیت لمال کا ہے عمر نے تمام اطراف میں لکھا کہ موٹے قلم سے دفتروں میں نہ لکھا جائے اور طول نہ دیا جائے ان کے فرمان بھی مختصر ہو کر ایک بالشت یا اس سے کم ہو گئے۔

حفص بن عمر بن ابی الزبیر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ امابعد تم نے اپنے خط میں بیان کیا ہے کہ وہ کاغذ جو تمہارے پاس تھے وہ ختم ہو گئے ہیں ہم نے تمہارے لئے اس سے کم مقرر نہیں کئے تھے جتنے تم سے پہلے والوں کے لئے مقرر کئے جاتے تھے لہذا تم اپنے قلم کو باریک اور سطروں کو قریب کرو جامع طور پر اپنی ضروریات ظاہر کرو کیونکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے بیت المال سے وہ چیزیں نکالوں جس سے وہ

نفع نہ اٹھائیں ۔

عبداللہ بن دینار سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مسلمانوں کے بیت المال سے کبھی کچھ مال نہیں لیا اور نہ اسے کم کیا اسی پر ان کی وفات ہوگئی۔

عدل وانصاف...... سبرہ بن عبدالعزیز بن الربیع بن سبرہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اللہ کی قسم میری دلی خواہش ہے کہ ایک روز عدل کروں اور اسی حالت میں اللہ مجھے اٹھالے ان کے بیٹے عبدالملک نے کہا کہ امیر المؤمنین اللہ کی قسم میں تو چاہتا ہوں کہ اونٹنی کا دودھ دوہنے میں ایک تھن سے دوسرے تھن تک ہاتھ لے جانے میں جتنی دیر لگتی ہے اتنی دیر آپ عدل کریں اور اس حالت میں اللہ آپ کو اپنے پاس بلالے پھر کہا کہ اللہ کی قسم وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر چہ مجھ کو اور آپ کو ہانڈیاں ابال دیں عمر نے کہا کہ اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔

احتساب نفس...... جویریہ ابن اسماء سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میرا نفس بڑا ہی حریص ہے جب اسے کوئی چیز دی گئی اسے اس سے بہتر کی حریص پیدا ہوگئی جب اسی وہ چیز دی گئی جس سے افضل دنیا میں کوئی چیز نہ تھی یعنی خلافت تو اسے اس چیز کا شوق ہوا جو اس سے بھی افضل ہے (یعنی جنت) سعید نے کہاہ جنت خلافت سے افضل ہے۔

میمون سے مروی ہے کہ میں چھ مہینے عمر بن عبدالعزیز کے پاس مقیم رہا مگر میں نے یہ نہیں دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر بدلی ہو سوائے اس کے کہ ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک دھودی جاتی تھی اور ہلکا سا زعفرانی رنگ دیا جاتا تھا۔

ہاتھی دانت سے پرہیز...... عمر بن عبدالعزیز کی ایک ام ولد سے مروی ہے کہ عمر نے مجھ سے تیل مانگا تیل اور ہاتھی کی ہڈیوں کا کنگھا ان کے پاس لائی انہوں نے کنگھا واپس کر دیا اور کہا کہ یہ مردار ہے میں نے کہا کہ اسے مردار کس نے بنایا انہوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے ہاتھی کو کس نے ذبح کیا۔

اسماعیل بن ابی حکیم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مجھے اور مزاحم کو فجر کی نماز سے بلا بھیجا ہم ان کے پاس آئے انہوں نے نہ تیل لگایا تھا اور نہ تیار ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ تم نے تیل سے جلدی کیا کیا تم میں سے یہ نہیں کرسکتا کہ کنگھا منگا کے اسے اپنی ڈاڑھی میں کرے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا لباس...... اسماعیل بن عیاش سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو چوبداروں کے سردار عمرو بن المہاجر سے پوچھا کہ عمر اپنے گھر میں کیا پہنتے تھے انہوں نے کہا کہ استر دار سیاہ جبہ۔

یعلی بن حکیم س مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی چادریں چھ ہاتھ ایک بالشت لمبی اور سات بالشت چوڑی تھی۔

عمارہ بن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے اپنی بہن فاطمہ بنت عبدالملک زوجہ عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ آج امیرالمؤمنین نے افاقے کی حالت میں صبح کی میں ان کا کرتہ میلا دیکھتا ہو لہٰذا انہیں اس کے علاوہ کرتہ پہنادو کہ ہم ان کے پاس لوگوں کو آنے دیں وہ خاموش ہوگئیں انہوں نے پھر کہا کہ امیرالمؤمنین کو اس کے علاوہ کرتہ پہنادو تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اس کرتے کے سوا کوئی دوسرا کرتہ ان کے پاس نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے کرتے کی قیمت

......عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ریشم کا ٹکڑا سلیمان بن عبدالملک کے پاس لایا ان کے یہاں عمر کو دیکھا کہ سب سے زیادہ سخت اور موٹی گردن والے تھے عمر کے خلیفہ ہونے کے بعد ایک ہی سال گزرا تھا کہ میں ان کے پاس آیا انہوں نے باہر آکر ہمیں نماز پڑھائی حالت یہ تھی کہ بدن پر ایک کرتہ تھا جو ایک دینار یا اس کے قریب کی قیمت کا تھا ایک رومال بھی اسی کی قیمت کا تھا اور عمامہ تھا جس کو انہوں نے اپنے کے درمیان لٹکا لیا تھا اور وہ دبلے ہوگئے تھے گردن بھی پتلی ہوگئی تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے لباس کی قیمت

......رجاء بن حیوۃ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز سب سے زیادہ عطر لگانے والے تھے اور سب سے اچھا لباس پہننے والے تھے اور چلنے میں سب سے آہستہ خرام تھے۔ جب خلیفہ ہوئے تو لوگوں نے ان کے کپڑوں کی قیمت کا اندازہ بارہ درم کیا یہ کپڑے ٹوپی عمامہ کرتہ قبا شالی رومال موزے اور مصری چادر پر مشتمل تھے۔

سعید بن سوید سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کو جمعے کی نماز پڑھائی حالت یہ تھی کہ بدن پر ایک کرتہ تھا جس کے چاک میں آگے اور پیچھے پیوند لگا ہوا تھا نماز سے فارغ ہوکر وہ بھی بیٹھے اور ان کے ساتھ ہم بھی بیٹھ گئے جماعت میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ لباس پہنیں اور بنائیں تو بہتر ہے تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے جس سے ہم سمجھے کہ یہ بات انہیں ناگوار لگی ہے پھر انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ بہترین میانہ روی غصے کے وقت اور بہترین عفو قدرت کے وقت ہے۔

لباس کے متعلق روایات

......ازہر سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خناصرہ میں لوگوں کو خطبہ سناتے دیکھا بدن پر ایک پیوند لگا ہوا کرتہ تھا۔

عمر بن مہاجر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے جبے ٹخنے اور جوتے تسمے کے درمیان دیکھے۔

معرف بن واصل سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ اس طرح مکے آئے کہ بدن پر دو سبز چادریں تھیں۔

عبید بن الولید بن ابی السائب الدمشقی سے مروی ہے کہ میں نے والد کو بیان کرتے سنا کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس خز کی ایک خاکی اور ایک زرد چادر تھی جب خاکی جبہ پہنتے تو زرد چادر اوڑھتے اور جب زرد جبہ پہنتے تو خاکی چادر اوڑھتے پھر انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

عمر بن موسیٰ الانصاری سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا وہ باہر آئے سر پر ایک خاکی

رنگ کی شالی رومال تھا۔ میں نے عمر سے کہا کہ یہ خز کا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔

ربیع بن صبیح سے مروی ہے کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز کے کسی دیکھنے والے نے بیان کیا کہ وہ طیالسہ کا بنے میں تہ بند کے بغیر نماز پڑھتے تھے۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھیں بالکل نہ کرتے تھے بلکہ اچھی طرح تراشتے تھے۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز سے مشک خوشبو محسوس ہوتی تھی۔

محمد بن ہلال سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ پیشانی پر سجدے کا نشان نہ تھا۔

ابوالغصن سے مروی ہے کہ میں نے منبر پر عمر بن عبدالعزیز کے پاس کبھی تلوار نہیں دیکھی۔

مدینہ نہ آنے کی وجہ...... ایوب سے مروی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ عمر بن عبدالعزیز سے چوتھی قبر کا مقام بیان کیا گیا جو نبی علیہ السلام کے پاس قبر کے پاس ہے لوگوں نے اس کو ان کے لئے پیش کیا اور کہا کہ اگر آپ مدینے کے قریب ہوتے تو وہاں دفن ہونے کا امکان تھا انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ کا آگ کے ہر قسم کا عذاب کرنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ وہ یہ جانے کہ میں اپنے کو اس مقام کا اہل سمجھتا ہوں۔

ایوب سے مروی ہے عمر بن عبدالعزیز سے کہا گیا کہ اگر امیر المؤمنین اگر آپ مدینہ منورہ آتے اور وہاں اللہ تعالیٰ آپ کو موت دیتا تو رسول اللہ ﷺ وابوبکر وعمر کے ساتھ آپ دفن کئے جاتے انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے اللہ کا مجھے سوائے آگ کے ہر قسم کا عذاب دینا جس پر مجھے صبر بھی نہ ہو سکے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ یہ جانے کہ میں اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھتا ہوں۔

خوف خدا...... اوزاعی سے مروی ہے کہ محمد بن المقدام نے فاطمہ بنت عبدالملک زوجہ عمر بن عبدالعزیز سے پوچھا کہ آپ کی رائے میں عمر بن عبدالعزیز کے مرض وفات کی ابتدا کس سے ہوئی۔؟ انہوں نے کہا کہ میری رائے میں اس کی ابتدا یا اس کے اکثر حصے کی ابتدا خوف الٰہی سے ہوئی۔

عبدالمجید بن سہیل سے مروی ہے کہ میں نے طیب کو دیکھا کہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس سے نکلا ہم نے پوچھا کہ آج آپ نے ان کا قارورہ کیسا دیکھا انہوں نے کہا کہ قارورہ سے کوئی اندیشہ نہیں البتہ انہیں لوگوں کے معاملات کی فکر ہے۔

ابن لہیعہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے بعض خطوط میں پایا کہ عمر بن عبدالعزیز کو خوف خدا قتل کر دے گا۔

قبر کے لئے زمین کی خریداری...... محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز کے ابتدائی مرض میں موجود تھا۔ یکم ۱۰۱ھ کو بیمار ہوئے بیس روز بیمار رہے کسی ذمی کو بلا بھیجا ہم لوگ دیر سمعان میں تھے اس سے اپنی قبر کے لئے زمین کی قیمت چکائی ذمی نے کہا کہ امیر المؤمنین یہ تو بڑی مبارک بات ہے کہ آپ کی قبر میری زمین میں ہو میں نے اسے آپ کے حلال کر دیا ہے مگر عمر نے انکار کیا آخر اس زمین کو دو دینار میں خریدا اور دونوں دینار منگا کر اسے دے دیئے۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے وفات سے پہلے اپنی قبر کی مین دس دینار میں خریدی۔

مرض الموت...... شیخ اہل مکہ مکرمہ سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک اوران کے بھائی مسلمہ عمر بن عبد العزیز کے پاس تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم لوگ ان پر گراں ہوں دونوں اس وقت گئے کہ قبلے کی دوسری طرف رخ کئے ہوئے تھے تھوڑی دیر کے بعد واپس ہوئے تو منہ قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے تھے کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ ہم انہیں نہیں دیکھیں گے تو وہ کہتے تلک الدار الاخرۃ نجعلھا اللذین لایریدون علوا نیا الارض ولافساد لعاقبۃ للمتقین (یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے کریں گے جو زمین میں برتری و فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور آخرت کی بھلائی پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

متعلقین کو وصیت...... عمارہ بن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ مسلمہ بن عبدالملک عمر بن عبدالعزیز کے پاس مرض الموت میں آئے اور کہا کہ آپ اپنے متعلقین کے لئے کس چیز کی وصیت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ جب میں اللہ کو بھول جاؤں تو یاد دلا دینا دوبارہ انہوں نے یہی پوچھا کہ اپنے متعلقین کے لئے آپ کس چیز کی وصیت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ان کا اور میرا دوست اللہ ہے جس نے قرآن نازل کیا وہ صالحین سے محبت کرتا ہے (ان ولی فیھم اللہ الذی نزل الکتاب وھوایتولی الصالحین)

یزید بن عبدالملک کو وصیت...... سلیمان بن عبدالملک سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو یزید بن عبدالملک کو لکھا کہ امابعد تم اس سے بچنا کہ تمہیں غلبے کے وقت بچھڑنا نہ پڑے کہ پھر اس کو لغزش کہا جائے اور تمہیں (اصلی حالت پر) لوٹنے کا موقع نہ دیا جائے اور جس کو تم نے پیچھے کر دیا وہ تمہاری تعریف نہ کرے گا اور جس کے خلاف تم نے فیصلہ کیا وہ تمہیں معزور نہ سمجھے گا والسلام،

سالم بن بشیر سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے یزید بن عبد الملک کو لکھا کہ سلام علیکل امابعد مجھے یہی چیز نظر آتی ہے جو میرے ساتھ ہے (یعنی موت) میرا گمان یہی ہے کہ خلافت عنقریب تمہیں پہنچے گی امت ﷺ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا تم دنیا اس شخص کے لئے چھوڑ دو جو تمہاری مدح نہ کرے اور اس کو پہنچاؤ جو تمہیں معذور نہ جانے والسلام علیک۔

کپڑوں کی تعداد...... عبدالعزیز بن عمر سے مروی ہے کہ میرے والد نے وصیت کی تھی کہ انہیں پانچ سوتی کپڑوں کا کفن دیا جائے۔

ابوبکر بن محمد بن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے وصیت کی تھی کہ انہیں پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے جن میں کرتہ اور عمامہ بھی ہو۔

خالد بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے وصیت کی تھی کہ انہیں پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے جن میں کرتہ اور عمامہ بھی ہو انہوں نے کہا کہ ابن عمر کے اعزہ میں سے جو بھی مرتا تھا وہ اس کو اسی طرح کفن دیتے تھے

کفن میں رسول اللہ ﷺ کے بال اور ناخن رکھنے کی وصیت ...... عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے وفات کے وقت نبی کریم ﷺ کے کچھ بال اور ناخن منگائے اور کہا کہ جب میں مرجاؤں تو یہ بال اور ناخن میرے کفن میں رکھ دینا لوگوں نے یہی کیا۔

سفیان بن عاصم سے مروی ہے کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا انہوں نے اپنی آزاد کردہ کنیز سے کہا کہ میرا گمان ہے کہ تم میرے لئے حنوط (عطر میت) کا انتظام کروگی اس میں مشک شامل نہ کرنا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات ...... سفیان بن عاصم سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو وصیت کی کہ انہیں داہنی کروٹ پر قبلہ رخ کر دیا جائے۔

مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت عبدالملک نے کہا کہ میں عمر بن عبدالعزیز کو مرض موت میں کہتی سنتی تھی کہ اے اللہ ان لوگوں پر میری موت کو پوشیدہ رکھ اگرچہ وہ دن کی ایک صاعت ہی کے لئے ہو جب وہ دن ہوا جس دن ان کی وفات ہوئی تو میں ان کے پاس سے چلی گئی تھی اور دوسرے مکان میں بیٹھی تھی میرے اور ان کے درمیان دروازہ حائل تھا وہ اپنے خیمے میں تھے میں نے انہیں کہتے سنا کہ **تلک الدار نجعلها للذین یریدون علو ان الارض ولافساد والعاقبة للمتقین** اتنے میں ان کی آواز بند ہوگئی جب کوئی حرکت سننے میں نہ آئی تو میں نے ان کے خادم وصیف سے کہا کہ امیر المؤمنین کو دیکھو کیا وہ سوتے ہیں جب وہ ان کے پاس گئے تو چیخ ماری میں بھی دوڑی تو جان بحق تسلیم کر چکے تھے آنکھیں ڈھانک لی تھیں ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا تھا اور دوسرا آنکھوں پر۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی تجہیز و تکفین ...... رجاء بن بن حیوہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مرض موت میں مجھ سے کہا کہ تم بھی ان لوگوں میں ہونا جو مجھے غسل دیں اور میری قبر میں اتریں جب مجھے میری لحد میں رکھ دینا تو کفن کی گرہ کھول کر میرے چہرے کو دیکھنا کیونکہ میں نے تین خلفاء کو دیکھا ہے کہ ہر ایک کو جب قبر میں رکھا تو گرہ کھول دی چہرہ کو دیکھا تو سیاہ تھا اور قبلہ رخ سے پھرا ہوا تھا۔

تدفین ...... رجاء نے کہا کہ میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو غسل وکفن دیا اور ان کی قبر میں اترے جب میں نے گرہ کھول کر دیکھا تو کاغذوں کی طرح تھا اور قبلہ رخ تھا۔

مخلد بن یزیدف سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز سے پچاس دن سے ملاقات کی وہ بنی [illegible] اترے ہوئے تھے فاضل و بہترین وسن رسیدہ تھے۔

یوسف بن ماہک سے مروی ہے کہ جس وقت ہم لوگ عمر بن عبدالعزیز کی قبر پر مٹی برابر کر رہے تھے آسمان سے ایک کاغذ گرا جس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کو دوزخ سے پناہ دے۔

مدت خلافت و تاریخ وفات ...... عمرو بن عثمان سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی وفات ۲۰ رجب

۱۰۱ھ کو وفات ہوئی اس وقت وہ انتالیس سال اور چند ماہ کے تھے خلافت دو سال پانچ ماہ کی وفات دیر سمعان میں ہوئی۔

ہیثم بن واقد سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز وابق میں ۲۰ صفر ۹۹ھ میں خلیفہ بنائے گئے جو عطاء انہوں نے سالانہ مسلمانوں میں تقسیم کی اس سے مجھے تین دینار ملے وفات ۲۵ رجب ۱۰۱ھ یوم چہارشنبہ کو خناصرہ میں ہوئی جس دن بیمار رہے ان کی خلافت دو سال پانچ مہینے اور چار دن رہی انتالیس سال اور چند ماہ کی عمر میں وفات پائی اور دیر سمعان میں دفن کئے گئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز کی وفات انتالیس سال پانچ ماہ کی عمر میں ہوئی۔

سعید بن عامر سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز وفات کے دن انتالیس سال اور اور چند ماہ کے تھے۔

ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز پر انتالیس سال گزرے تھے۔

سفیان بن عینیہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز چالیس سال کے تھے سفیان نے کہا کہ میں نے ان کے بیٹے سے پوچھا کہ وہ کس سن کو پہنچے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ چالیس سال سے زائد نہ تھے اور دو سال سے کچھ زائد خلیفہ رہے۔

معاویہ بن صالح سے مروی ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے لوگوں کو وصیت کی کہ میری قبر کھودنا مگر گہری نہ کرنا کیونکہ زمین کا بہترین حصہ اوپر کا اور بدترین حصہ نیچے کا ہے۔

زہیب بن الورد سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز کی جب وفات ہوگئی تو فقہا ان کی بیوی کے پاس تعزیت کے لئے آئے اور کہا کہ ہم اس لئے آئے ہیں کہ عمر کی تعزیت کریں۔

چھٹا طبقہ

مالک بن انس ...... ان کا نسب نامہ اس طرح ہے مالک بن انس بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث بن غیمان بن خثیل بن عمرو بن الحارث۔

ان سے مروی ہے کہ حمل کی مدت کبھی تین سال تک ہوتی ہے اور بعض لوگ تین سال تک حمل میں رہے (اس سے ان کی اپنی زات مراد ہے یعنی خود تین سال تک ماں کے پیٹ میں رہے) راوی کہتے ہیں کہ میں نے کئی لوگوں سے سنا کہ مالک بن انس تین سال تک ماں کے پیٹ میں رہے۔

جسم ...... مطرف بن عبداللہ ستاری سے مروی ہے کہ مالک بن انس لمبے قد والے بھاری جسم والے تھے ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے البتہ سرخی کی طرف مائل تھے اور وعمدہ قسم کا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور مونچھیں مونڈنا ناپسند کرتے اور اسے مثلہ (اصفحہ نمبر ۳۸۷) قرار دیتے گویا ان کے نزدیک مونچھیں مونڈنا گویا ایک مثلہ ہے

انگوٹھی کا نقش ...... اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس سے مروی ہے کہ مالک بن انس کے انتقال کے وقت ان

کے ہاتھ میں جوانگوٹھی تھی اس کا نگینہ سیاہ پتھر کا تھا اور اس پر حسبی اللہ ونعم الوکیل (مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے) کے الفاظ کندہ تھے۔ وہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور کئی مرتبہ میں ان کی انگوٹھی ان کے دائیں ہاتھ میں دیکھی مجھے اس میں شک نہیں کہ قضایہ حاجت کے وقت اپنی انگوٹھی بائیں جانب سے دائیں جانب بدل لیتے ہوں گے۔

وہ اپنے طور پر تقویٰ پر عمل کرتے اور ایسی احتیاط برتتے تھے کہ جو دوسروں پر لازم نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت تک کوئی شخص عالم نہیں بن سکتا جب تک اس بات پر خود عمل نہ کرے جس کا دوسروں کو فتویٰ دیتا ہے اور آپ ایسی باتوں سے بھی احتیاط فرماتے تھے کہ اگر ان کو ترک کر دیا جائے تو بھی ان کی وجہ سے گناہ نہ ہو۔

معن بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن انس کو بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہوئے دیکھا۔ محمد بن عمر فرماتے ہیں کہ بڑھاپے نے مالک کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔

خاص نقش کی وجہ...... مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز مالک بن انس سے پوچھا کہ آپ کی انگوٹھی کا نقش کیا ہے فرمایا کہ اس پر حسبی اللہ و نعم الوکیل لکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ نے دوسروں سے ہٹ کر ایسا نقش کیوں اختیار کیا فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ نے ایک قوم کی تعریف یوں فرمائی کہ جب انہوں نے یہ کہا حسبنا اللہ و نعم الوکیل تو وہ اپنے رب کی نعمت اور فضل لے کر لوٹے اور انہیں کوئی ناگواری پیش نہ آئی مطرف کہتے ہیں کہ یہ جواب سن کر میں نے اپنی انگوٹھی کا نقش مٹا کر اس پر بھی حسبنا اللہ و نعم الوکیل لکھوایا۔

مالک بن انس فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ابن عمر کے آزاد کردہ غلام نافع کے پاس آیا دوپہر کا وقت تھا اور دھوپ سے بچنے کے لئے میرے پاس کچھ نہ تھا ان کا گھر بقیع سے کچھ آگے تھا میں وہاں پہنچا وہ باہر نکلے میں نے سلام کیا اور ان سے پوچھا کہ ابن عمر نے فلاں فلاں معاملے میں کیا کیا انہوں نے بتلا دیا تو میں واپس لوٹ آیا۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ ابن ہرمز فقہا میں سے تھے میں ان کے پاس صبح سویرے آتا اور رات تک وہیں رہتا۔

خواب...... زید بن داؤد کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک ساتھی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبر پھٹی اچانک وہاں سے رسول اللہ ﷺ نمودار ہوئے اور وہاں بہت سے لوگ موجود ہیں ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ مالک بن انس کہاں ہیں میں نے دیکھا کہ مالک بن انس آ گئے ہیں یہاں تک حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انس کو کوئی چیز دی اور فرمایا کہ اسے لوگوں میں تقسیم کرو چنانچہ آپ وہاں سے نکلے اور اسے لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کیا میں نے غور کیا تو وہ مشک تھا۔

مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھ سے پوچھ رہا ہے کہ فلاں فلاں مسئلہ میں مالک بن انس کا کیا قول ہے میں نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں البتہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ ایسا بہت کم ہوا ہے کہ انہوں نے جواب دینے سے پہلے ماشاءاللہ نہ کہا ہو یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ اگر میں اس بات کو جانتا تو صحیح بات تک پہنچتا۔

گھر میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھتے ...... مطرف سے مروی ہے کہ آپ جب اپنے گھر میں جاتے تو اپنا پاؤں داخل کرتے اور فرماتے کہ ماشا اللہ لاقوہ الاباللہ ان اسے جب کہا گیا کہ جب آپ گھر میں داخل ہوتے ہیں تو ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے فرمایا کہ میں نے قرآن مجید میں پڑھا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو یہ کیوں نہیں کہا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ اس لئے میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ گھر میں داخل ہوتے وقت یہ کلمات پڑھتا ہوں۔

روایات نقل کا انداز ...... اسماعیل بن عبداللہ سے مروی ہے کہ مالک سے ان کی حدیث کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ نے وہ سنی ہے یا صرف عرض (اصفحہ نمبر۴) ہے فرمایا کہ یہی سنا ہے یہی عرض ہے ہمارے یہاں کوئی عرض سننے سے کم نہیں۔

دلیل ...... مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اس شخص کے بارے میں امام مالک سے پوچھا کہ جو صرف عرض سے استدلال کرتا ہے کہ اسے بالمشافہ کے بغیر روایت کرنا جائز ہے یا نہیں تو مالک بن انس نے میری اس بات پر شدید انکار کیا اور فرمایا کہ اگر آپ کسی قاری کے سامنے قرآن مجید پڑھیں اور پھر کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کو کس نے قرآن پڑھایا تو آپ نہیں کہتے کہ فلاں بن فلاں حالانکہ اس نے آپ کو قرآن پڑھ کر نہیں سنایا بلکہ آپ نے جو قرآن پڑھا وہی کافی ہوا حالانکہ یہ قرآن کا معاملہ ہے تو کیا حدیث میں یہ بات کافی نہیں ہوگی جبکہ قرآن کا مرتبہ حدیث سے زیادہ ہے۔

مؤطا کے بارے میں طرز عمل ...... مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں مالک بن انس کے پاس بیس سال تک رہا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے کسی پر اپنی کتاب ا(مؤطا) پڑھ کر سنائی ہو۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ مالک بن انس نے فرمایا کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو محدث سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسے حدیث پڑھ کر سنائے۔ حالانکہ خود محدث نے وہ حدیث عرض کے ذریعے حاصل کی تو وہ اسے کیسے پڑھ کر سنا سکتا ہے۔

ابوبکر بن عبیداللہ ابن ابی سبرہ سے پوچھا گیا کہ محدث کا خود حدیث پڑھ کر سنا یا محدث کے سامنے حدیث پڑھنے کے درمیان مرتبے کا کیا فرق ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ دونوں برابر ہیں اور یہی ہمارے شہر کا طریقہ ہے۔

ایک لاکھ حدیث ...... ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا کہ کیا آپ نے ایک لاکھ حدیث سنی ہیں امام نے تعجب سے فرمایا ایک لاکھ حدیث تمہاری مثال اس شخص کی ہے جو رات کے وقت قشعہ جمع کرتا ہے اس نے پوچھا کہ قشعہ کیا ہے فرمایا کہ وہ لکڑیاں جنہیں انسان رات کے وقت تلاش کرتا ہے۔

ایمان کے متعلق رائے ...... امام مالک سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ کم اور زیادہ ہوتا ہے

کہ نہیں فرمایا کہ وہ بڑھتا ہے اور اس کا ذکر قرآن مجید میں ہے ان سے پوچھا گیا کہ کیا کم بھی ہوتا ہے فرمایا کہ میں گزشتہ بات سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔

اسماعیل بن عبداللہ سے مروی ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ ان کے بیٹے محمد کی کنیت کیا ہے فرمایا کہ ابو القاس گویا محمد نام کے ساتھ ابوالقاسم کی کنیت کو ناپسند کر رہے تھے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ جب محمد بن عبداللہ بن حسن مدینہ منورہ سے نکلے تو امام مالک نے ان کا گھر لازم پکڑ لیا اور اس وقت تک نہیں نکلے جب تک محمد بن عبداللہ شہید نہ ہو گئے۔

امیر المؤمنین نے آپ کی بات مان لی...... محمد بن عمر کہتیں ہیں کہ میں نے مالک بن انس کو یہ کہتے سنا کہ جب ابوجعفر منصور نے حج کیا تو اس نے مجھے بلایا میں اس کے پاس گیا گفتگو ہوئی اس نے مجھ سے کچھ پوچھا اس میں نے جواب دیا پھر اس نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری کتاب مؤطا لکھنے کا حکم دوں اور پھر مسلمانوں کے ہر شہر میں اس کا نسخہ بھیجوں اور مسلمانوں کو اس کا علم حاصل کرنے کا حکم دوں اور یہ کہوں کہ اس محدث کے علم کے علاوہ باقی تمام علوم چھوڑ دو کیونکہ میرے نزدیک اصل علم مدینہ کی روایت اور اس علم ہے۔

میں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین آپ ایسا نہ کریں کیونکہ لوگوں کے پاس بہت سے اقوال ہیں اور انہوں نے بہت سی احادیث سنی ہیں اور مختلف قسم کے روایات بیان کئے ہیں اور جس قوم کے پاس جو چیز پہلے پہنچی اس نے اسے لے لیا اور اسی کے زیادہ قریب ب اگر لوگوں کو ان کے اعتقاد سے دور کیا گیا تو لوگ اسے دور کریں گے اور اپنے علم پر عمل کریں گے ابوجعفر نے کہا کہ میری جان کی قسم اگر آپ میری بات مان لیتے تو میں اپنے ارادے کا حکم دے دیتا۔

لوگوں کا حسد...... محمد بن عمر سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین کی طرف سے امام مالک کو بلایا گیا اور ان سے مشورہ کیا گیا اور پھر ان کی بات مانی گئی تو لوگوں نے ان سے حسد کرنا شروع کیا اور ہر چیز میں ان سے بغاوت شروع کی جب جعفر بن سلیمان مدینہ منورہ کے گورنر ہوئے تو لوگ اس کے پاس آئے اور امام مالک کے خلاف شکایت بیان کیں اور کہا کہ امام مالک کا کہنا ہے کہ لوگوں نے جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں اور ان کی دلیل وہ روایت ہے جو ثابت الاحنف سے مروی ہے کہ جس میں کہا گیا ہے کہ زبردستی کی حالت میں دی گئی طلاق نہیں ہوتی۔

تکالیف کا دور...... جعفر بن سلیمان کو غصہ آیا اس نے امام مالک کو بلایا اور اس پر اپنے غم وغصہ کا اظہار کیا پھر ننگا لٹایا اور کوڑے لگوائے اور اتنے کوڑے لگوائے کہ ان کے کندوں کے جوڑ بازؤں سے الگ ہو گئے اور بعد میں بھی لوگوں کے مجمع کے اندر ان کے ساتھ یہی سلوک کیا لیکن اس ظلم سے امام مالک کا مرتبہ اور بڑھ گیا گویا یہ کوڑے ان کے لئے زیورات ثابت ہوئے جس سے انکا حسن دوبالا ہوا۔

طبیعت میں کمزوری آ گئی...... راوی کہتے ہیں کہ امام مالک مسجد میں آتے نمازیں ادا کرتے اور جمعہ ادا

کرتے لوگوں کے حقوق ادا کرتے اور مسجد میں بیٹھتے اور آپ کے ساتھی آپ کے پاس بیٹھتے پھر آپ نے مسجد میں بیٹھنا چھوڑ دیا نماز پڑھتے اور فوراً چلے جاتے نماز جنازہ کی نماز میں بھی شریک ہونا چھوڑ دیا البتہ اپنے دوستوں کے پاس اظہار ہمدردی کے لیئے آتے یہاں تک کہ آپ نے یہ سب کچھ چھوڑ دیا نہ نماز میں آتے اور نہ جمعہ میں نہ کسی کے پاس تعزیت کے لئے جاتے اور نہ کوئی حق ادا کرتے۔ اس کے باوجود لوگ آپ کی طرف بہت رغبت کرتے اور آپ کی عزت کرتے تھے اور محبت کرتے تھے یہاں تک کہ اس حال میں آپ کا انتقال ہو گیا بعض مرتبہ جب لوگ آپ سے ان سب کاموں کو چھوڑ دینے کی وجہ پوچھتے تو فرماتے کہ ہر شخص کے لئے اپنا عذر بیان کرنا ضروری نہیں۔

لوگوں کے ساتھ میل جول کا طریقہ...... راوی کہتے ہیں کہ امام مالک کے ہاں جو مہمان آتا خواہ وہ قریشی ہو انصاری ہو یا عام شخص آپ اسے اپنے گھر کے اندر بچھی ہوئی چٹائی پر دائیں بائیں بٹھاتے اور آپ کی مجلس بڑی پروقار اور حلم سے بھری ہوئی تھی اور آپ بارعب اور خوبصورت شخص تھے آپ کی مجلس فضول گوئی اور بلند گفتگو سے پاک ہوتی تھی لوگ آپ سے حدیث کے بارے میں دریافت کرتے تو ایک حدیث کے بعد دوسری حدیث کا جواب دیتے بعض مرتبہ لوگوں کو حدیث پڑھ کر سنانے کی بھی اجازت دیتے تھے۔

آپ کا ایک کاتب تھا جس نے آپ کی کتابیں لکھیں اس کا نام حبیب تھا وہ لوگوں کے سامنے حدیث پڑھتا حاضرین میں سے کسی کو اس کے قریب ہونے یا اس کی کتاب دیکھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی اور اس کی وجہ امام مالک کا رعب تھا اور جب وہ پڑھنے میں غلطی کرتا تو امام مالک سے اسے لقمہ دیتے البتہ وہ غلطیاں بہت کم کرتا تھا۔

پچھے لگوانا...... مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن انس کو بدھ اور ہفتہ (شنبہ) کے علاوہ کسی اور روز پچھنے لگواتے نہیں دیکھا۔

انتقال...... اسماعیل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ امام مالک انتقال سے کچھ روز پہلے بیمار ہوئے میں نے ان کے گھر والوں سے پوچھا کہ بیماری کے دوران وہ کیا فرماتے تھے گھر والوں نے بتایا کہ کلمہ شہادت پڑھتے اور پھر فرماتے کہ اللہ الامر من قبل و من بعد آپ کا انتقال ہارون رشید کے دور خلافت میں چودہ ربیع الاول ۱۷۹ھ میں ہوا عبید اللہ بن محمد ابراہیم نے نماز جنازہ پڑھائی جو کہ زینب بنت سلیمان کے بیٹے ہیں اور والدہ کے نام کی وجہ سے مشہور تھے چنانچہ انہیں عبداللہ بن زینب کہا جاتا تھا ان دنوں وہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے انہیں نے جنازہ گاہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں بقیع میں دفن کیا گیا انتقال کے وقت آپ کی عمر پچاسی سال تھی۔

عمر ن سعد کہتے ہیں کہ میں نے مصعب بن عبداللہ زبیری سے امام مالک کی موت کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ ان کی موت کا واقعہ یاد ہے وہ صفر المظفر ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے۔

معن بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن انس کی قبر پر کنکریاں دیکھیں اور امام مالک ثقہ محفوظ متقی اور ابو عالم بالجعہ تھے۔

ابو اویس...... ان کا نام عبداللہ بن عبداللہ بن اویس بن مالک بن ابو عامر الاصبحی ہے اور ابو عامر کا تعلق حمیر سے تھا

آپ امام مالک کے چچازاد بھائی تھے ابواویس زہری وغیرہ نے روایت لی ہے۔

ہشام بن سعد...... ان کی کنیت ابوعبادہ تھی یہ ابولہب بن عبدالمطلب کے آزاد کردہ غلام تھے اور ابوطالب کی آل کے شیعہ تھے۔ خلیفہ مہدی کی خلافت کے ابتدائی دور میں ان کا انتقال ہوا ان کی اکثر روایات ضعیف ہیں۔

محمد بن صالح

مغازی میں مہارت...... یہ ابن دینار کے بیٹے ہیں ابن دینار عائشہ بنت جزعہ بن عمرو بن عامر کے آزاد کردہ غلام تھے عائشہ عمرو بنت قتادہ کی والدہ ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے زہین آدمی تھے علماء سے ملے اور علم مغازی میں مہارت حاصل کی۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اگر آپ مغازی کا علم صحیح طور پر جاننا چاہتے ہیں تو محمد بن صالح کے پاس چلے جاؤ۔

حدیث میں مرتبہ...... آپ ثقہ تھے البتہ آپ سے بہت کم روایت مروی ہیں۔

وفات...... محمد بن عمر سے مروی ہے کہ محمد بن صالح کا انتقال ۱۶۸ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر اسی سال سے زیادہ تھی۔

محمد بن ہلال...... محمد بن ہلال اپنی دادی سے نکلے کرتے ہیں جو حضرت عثمان کے پاس ان دنوں سے جایا کرتی تھیں جب آپ محصور تھے اس وقت ہلال پیدا ہوئے ایک روز وہ گم ہو گئے پھر مل گئے۔

حضرت عثمان سے کہا گیا کہ ان کے ایک بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے اس بچے کا پچیس درہم وظیفہ مقرر کیا اور فرمایا کہ یہ تمہارے بچے کی خوراک ولباس کا وظیفہ ہے ایک سال کے بعد وظیفہ سو درہم ہو گیا۔

زبیر بن عبداللہ...... ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے یہ حضرت عثمان بن عفان کے آزاد کردہ غلام تھے خلیفہ مہدی کی خلافت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔

محمد بن خوط...... محمد بن عمر کہتے ہیں کہ محمد بن خوط مسجد نبوی کے ایک حلقہ میں تھے ان کے شرکاء انہیں ان کے نسک (صفحہ نمبر ۱۱) اور عبادت کی وجہ سے پہچانتے تھے میں اور جو لوگ افعال حج کا علم حاصل کرنا چاہتے تھے ان کے پاس آ کر بیٹھے ان کے بارے میں کہا گیا کہ خوطیہ (یعنی قبیلہ خوطیہ کے لوگ) اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں ان سے متعدد روایات مروی ہیں۔

ابومودود...... ان کا نام عبدالعزیز بن ابوسلیمان تھا یہ بڑے مرتبے والا شخص تھے یہ بڑے واعظ تھے۔ لوگوں کو

وعظ اور نصیحت کرتے کافی عمر پائی اور پھر انتقال ہو گیا۔
محمد بن سعد کہتے ہیں کہ مجھے ابومودود کے بارے میں بتلایا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سائب بن یز
اس حال میں دیکھا کہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید تھے۔

صالح بن حسان النضری ...... یہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے محمد بن عمر کہتے ہیں کہ انہوں نے خلیفہ مہدی کا زمانہ پایا۔ خوبصورت تھے اور جب کسی مجلس میں گفتگو کرتے تو اہل مجلس پر بھاری ہو جاتے البتہ انکے پاس گانے و عورتیں بھی تھیں جن کی وجہ سے ان کا مرتبہ گر گیا یہ محمد بن کعب القرظی سے روایت کرتے تھے کوفہ آئے اور وہاں ا سے کوفہ کے لوگوں نے روایات نقل کیں ان کی روایات کی تعداد کم ہے۔

سعید بن مسلم بن بانک

نافع بن ابونعیم القاری ...... یہ حضرت نافع سے روایت کرتے ہیں انہوں نے مرویات شیبہ بن نصاح او ابن عیاش کے آزاد کردہ غلام ابوجعفر کو پڑھ کر سنائیں۔

سلمہ بن بخت ...... بنی مخزوم کے آزاد کردہ غلام تھے معتبر محدث ہیں عکرمہ وغیرہ سے روایات کرتے ہیں۔

حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ ...... ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے ینبع کے مقام پر رہتے تھے۔
فاطمہ بنت حسینؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو ایک جنگ میں بھیجا جس میں کچ قیدی ان کے ہاتھ آئے۔ ان میں حضرت علی کے آزاد کردہ غلام ضمیرہ بھی تھے ان کے ساتھ ان کا بھائی بھی قید ہوا آپ ﷺ نے صرف انہیں فروخت کرنے کا حکم دیا تو یہ دونوں بھائی رونے لگے آپ ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں آپس میں جدا کیا جا رہا ہے آپ نے فرمایا کہ انہیں جدا نہ کیا جائے ان دونوں اکٹھے فروخت کردو۔

محمد بن عبداللہ ...... ان کا نسب نامہ اس طرح ہے محمد بن عبداللہ بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ اسغر بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ ان کی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے ام حبیب بنت حبیب بن حبیب بن حویطب بن علی بن حسل بن عامر بن لوئی زہری کے بھتیجے ہیں۔
محمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے زہری کے بھتیجے محمد بن عبداللہ سے پوچھا کہ آپ اپنے چچا سے کس طر روایت نقل کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ جب انہیں ہشام بن عبدالملک نے احادیث لکھنے کا حکم دیا تو میں ا کے ساتھ تھا اور میں ان کے سامنے وہ کتابیں رکھتا جس سے زہری لوگوں کو املا کراتے اور دوسرے لوگ لکھتے بعض مرتبہ مجھے کسی حاجت کی وجہ سے اٹھنا پڑتا تو زہری احادیث لکھوانا بند کر دیتے یہاں تک کہ جب میں واپس آجاتا دوبارہ احادیث لکھواتے۔

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے ان کے کسی بیٹے کے کہنے پر ان کے غلام نے انہیں قتل کر دیا ان کا لڑکا کم عقل اور میراث حاصل کرنے کے لئے اس نے آپ کو قتل کرادیا۔ یہ واقعہ ابوجعفر کی خلافت کے آخری دور میں پیش آیا بعد میں کسی غلام نے آپ کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

محمد بن عبداللہ سے بہت روایات مروی ہیں اور ان کی روایات قابل استدلال ہیں۔

بداللہ بن جعفر...... ان کا نسب نامہ اس طرح ہے عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ بن نوفل اہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب ان کی کنیت ابوجعفر ہے۔

ان کی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے بریہہ بنت محمد بن عبدالرحمٰن بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف ان کے ایک بیٹا جعفر اور ایک بیٹی مسور پیدا ہوئیں انہوں نے دونوں کا نکاح کرادیا ان کی والدہ کلثم بن محمد بن ہاشم ہیں۔

ی مقام...... محمد بن عمر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر مدینہ منورہ کے اہم محدثین میں سے تھے انہیں مغازی اور ئی کا بہت علم تھا۔

ضی بننے سے انکار...... آپ کو مدینہ منورہ کا قاضی بننے کی پیش کش ہوئی لیکن آپ نے اس سے انکار کر وراسی انکار کی حالت میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔

آپ کا قد رنگ کالا اور بدصورت تھا۔

ابوالزناد کہتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ کا کوئی قاضی فوت ہوتا یا اس سے معزول کیا جاتا تو یہ کہا جاتا تھا کہ عبداللہ بن جعفر قاضی ہوں گے اور یہ بات لوگوں کی زبان پر اس لئے عام تھی کہ یہ اعلیٰ اخلاق اور کمال فن کے ے تھے لیکن آپ قاضی بننے سے پہلے فوت ہو گئے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے قاضی بننا لئے قبول نہیں کیا کیونکہ انہوں نے محمد بن عبداللہ کے ساتھ مل کر خروج کیا تھا۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے عبداللہ بن محمد الطلحی کے سامنے انکا ذکر کیا تو انہوں نے ان کے ق کی تعریف کی۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر نے مجھ سے کہا کہ عبداللہ بن محمد کو بلا کر میرے پاس لاؤ اس وقت عبدا ن محمد بچے تھے مجھے یہ بات گراں گزری میں نے کہا کہ میں ایک بچے کے ساتھ آپ کے پاس آؤں فرمایا کہ اللہ کی میں نے تجھے اس کے باپ کے ساتھ دعوت دی ہے۔

بن عبداللہ کے ساتھ خروج...... عبداللہ بن جعفر محمد بن عبداللہ بن حسن کے ثقہ ساتھیوں میں سے اور یہ انہیں کا علم رکھتے تھے اور جب محمد بن عبداللہ مدینہ منورہ میں چھپ کر داخل ہوئے تو عبداللہ بن جعفر کے پاس رتے اگلے روز عبداللہ امراء وغیرہ کے پاس جاتے ان کی باتیں سنتے اور محمد بن عبداللہ کے متعلق ان کی آراء اس کی ن کے متعلق کوششیں جیسی معلومات حاصل کرتے اور پھر یہ ساری بات آکر محمد بن عبداللہ کو بتاتے۔

ندامت ...... جب محمد بن عبداللہ نے خروج کیا تو عبداللہ بن جعفر نے بھی ان کے ساتھ خروج کیا جب محمد بن عبداللہ قتل ہوئے تو یہ چھپ گئے اور مسلسل چھپے رہے یہاں تک کہ آپ کو امان حاصل ہو گیا عبداللہ بن جعفر کہا کرتے تھے کہ ہمیں محمد بن عبداللہ کے ساتھ خروج نہیں کرنا چاہیے تھا جب کہ ہمیں ان کے معاملے میں شک تھا اس کے بعد انہوں نے کسی کے ساتھ مل کر کوئی جنگ نہیں کی گویا وہ اس خروج پر ندامت کرتے تھے۔

حقوق کی ادائیگی کا احتمال ...... محمد بن عمر کہتے ہیں کہ جب ابوعمر بن واقد یعنی میرے والد کے انتقال کی خبر آئی تو میں تین دن گھر رہا ایک روز نکلا تو دیکھا کہ عبداللہ غلہ منڈی میں اپنے خچر پر سوار ہو کر جا رہے ہیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو اپنا خچر روکا میں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے ملاقات کیوں نہیں کی۔ میں نے اپنے بیٹے جدر سے آپ کے آنے کے بارے میں پوچھا تھا اس نے نفی میں جواب دیا یا شاید اس نے مجھے آپ کی جگہ نہیں بتلائی۔ پھر اس نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے میرے پاس آنے سے روکا میں نے جواب دیا کہ میرے والد کے انتقال کی خبر آئی ہے انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی اور اپنا خچر ہانک کر چلتے بنے پھر پیدل چل کر میرے گھر آئے اور میرے والد کی تعزیت کی میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آپ پیدل میرے گھر آ کر میرے والد کے انتقال پر تعزیت کریں انہوں نے جواب دیا کہ میرے نزدیک پسندیدہ کام وہ ہے جس میں حقوق کی ادائیگی ہو خواہ وہ مشقت والا ہو پھر فرمایا کہ کیا تم نے ام بکر بنت مسور کی روایت نہیں سنی میں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے ام بکر بنت مسور نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مسور بیمار ہوئے تو ابن عباسؓ دوپہر کے وقت آپ کے پاس آئے مسور نے عرض کیا کہ آپ کسی اور وقت تشریف لاتے اس وقت آنے سے آپ کو تکلیف ہوئی تو ابن عباس نے فرمایا کہ میرے نزدیک پسندیدہ لمحات وہ ہیں جن میں حقوق کی ادائیگی کی جائے خواہ اس میں مشقت ہو۔

وفات ...... محمد بن عمر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن جعفر کا انتقال؛ مدینہ منورہ میں ۱۷۰ھ میں ہوا یہ وہ سال ہے جس میں ہارون رشید خلیفہ بنا انتقال کے وقت ان کی عمر ستر سال سے زائد تھی۔

حدیث میں مرتبہ ...... ان سے بہت سی روایات مروی ہیں۔ اور ان کی روایات معتبر ہیں۔

ابراہیم بن سعد ...... ان کا نسب نامہ اس طرح ہے ابراہیم بن سعد بن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ ان کی والدہ کا نام امۃ الرحمٰن تھا جو کہ عبد بن زمعہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی کی اولاد سے ہیں۔

اولاد ...... اولاد میں دو بیٹے ہیں ان کا نام محمد اور سعد ہے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔ ان کی کنیت ابواسحاق ہے یہ زہری صالح بن کیسان حارث اور عبداللہ بن عکرمہ وغیرہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

روایت میں مرتبہ...... ان کی روایت معتبر ہیں اور ان کی مرویات کی تعداد بہت زیادہ ہے یہ اپنی اولاد سمیت بغداد میں رہائش پزیر ہو گئے یہ بیت المال کے نگران تھے محمد بن اسحاق سے مغازی کی روایات نقل کرتے ہیں

انتقال...... ۱۸۳ھ میں بغداد میں ان کا انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر ۷۵ سال تھی۔

محمد بن عبداللہ...... ان کا نسب نامہ یہ ہے محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابوسبرہ بن ابورحم بن عبدالعزیٰ ن ابوقیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
زیاد بن عبیداللہ الحارثی نے انہیں مدینہ منورہ کا قاضی بنایا زیاد ہی دور حکومت میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوبکر بن عبداللہ...... یہ محمد بن عبداللہ کے بھائی ہیں ان کی والدہ بھی امولد تھیں بڑے درجے کے عالم تھے ان کے بہت سی روایات مروی ہیں زیاد بن عبیداللہ نے انہیں مکہ مکرمہ کا قاضی بنایا۔

انتقال...... مدینہ منورہ میں فتویٰ دینے کا کام کرتے تھے پھر موسیٰ بن مہدی نے انہیں بغداد بلایا اس وقت موسیٰ ولی عہد تھے بغداد میں ۱۶۲ھ میں انتقال ہوا یہ خلیفہ مہدی کا دور تھا انتقال کے وقت ان کی عمر ساٹھ سال تھی۔
جب ان کا انتقال ہوا تو امام ابو یوسف کو بلا کر ان کی جگہ قاضی بنایا گیا۔آپ کے ساتھ رہ کر وہاں قضاعہ کا کام کرتے رہے اس دور میں موسیٰ ولی عہد تھے پھر انہی کے ساتھ جرجان سے خروج کیا۔

حدیث میں مقام...... ابوبکر بن ابی سبرہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن جریج نے کہا کہ میں اپنی روایات میں کچھ عمدہ احادیث لکھ کر بھیجو میں نے ایک ہزار احادیث لکھ کر ان کی طرف بھیجیں یہ روایات ایسی تھیں کہ نہ میں نے خود کسی کے سامنے پڑھی تھیں اور نہ کسی نے میرے سامنے پڑھی تھیں۔محمد بن عمر کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابن جریج نے اپنی روایات کے اندر ان روایات کو بھی شامل کر لیا۔
ابوبکر بن عبداللہ سے اگرچہ بہت سی روایات مروی ہیں لیکن ان کی روایات معتبر نہیں۔

شعیب بن طلحہ...... یہ حضرت ابوبکرؓ کی اولاد میں سے ہیں ان کی والدہ ام ولد تھیں ان کی اولاد کے نام یہ ہیں ،صالح ،عیسیٰ اسحاق ،محمد ،ابراہیم ،ہارون اور اسماء ان سب کی والدہ ام ولد تھیں ان کے علاوہ حکمہ بنت منذر سے ان کی ایک لڑکی عبدۃ بھی پیدا ہوئی۔ان کی کنیت ابومحمد تھی ان کا انتقال ۱۷۴ھ یا ۱۷۵ھ میں ہوا۔

منکدر بن محمد...... ان کا نسب نامہ یہ ہے منکدر بن محمد بن منکدر بن عبداللہ بن ہدیر بن عبدالعزیٰ بن الحارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرہ ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبدالعزیز بن المطلب...... ان کا نسب نامہ یہ، ہے عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ بن المطلب بن

حطب بن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ کا نسب نامہ اس طرح ہے ام الفضل بنت کلیب بن حزن بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل بن کعب بن عامہ بن لوئی۔

ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام سہیل تھا ان کی کنیت ابو المطلب تھی ابو جعفر کے دور میں مدینہ منورہ کے قاضی تھے ان سے بھی بہت سی روایات مروی ہیں۔

عطاف بن خالد ...... ان کا نسب نامہ اس طرح ہے عطاف بن خالد بن عبداللہ بن عثمان بن العاص بن وابصہ بن خالد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ کا نسب نامہ اس طرح ہے ام المسور بن صلت بن مخرمہ بن نوفل بن اہیت بن عبد مناف بن زہرہ ان کی کنیت ابوصفوان تھی۔

سعید بن عبدالرحمٰن ...... ان کا نسب نامہ اس طرح ہے سعید بن عبدالرحمٰن بن جمیل بن عامر بن حزیم بن سلیمان بن ربیعہ بن عریج بن سعد بن جمح۔ ان کی والدہ معاذ بن عبداللہ المری کی بیٹی تھیں ان کا قبیلہ بنوسالم تھے یہ مہدی کے دور میں بغداد کے قصی رہے اور بغداد ہی مین ان کی وفات ہوئی۔

ابراہیم بن الفضل ...... یہ ہشام بن اسماعیل کے آزاد کردہ غلام تھے ان سے ابو بجیح وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔

علی بن ابی علی ...... ان کا نسب نامہ یہ ہے علی بن ابی علی بن عتبہ بن ابوغلیظ بن ابولہب بن عبدالمطلب ان کی والدہ ام ولد تھیں ان سے محمد بن اسماعیل اور محمد بن عمرو وغیرہ نے روایات کیں۔

عبدالرحمٰن بن محمد ...... ان کا نسب نامہ اس طرح ہے عبدالرحمٰن بن محمد بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبدعوف بن مالک بن النجار ان کی والدہ کا نسب نامہ اس طرح ہے امتہ الوہاب بنت عبداللہ بن عبداللہ بن حنظلہ بن ابوعامر ان کا تعلق قبیلہ بن عمرو بن عوف سے تھا۔

ان کی اولاد کے ءنام یہ ہیں ابوبکر، عبیداللہ امتہ الوہاب ان کی والدہ عائشہ بنت محمد بن عبدا؛لرحمٰن بین عائشہ اوران کی والدہ دونوں ام ولد تھیں ان کی کنیت ابومحمد ہے اور ابوجعفر منصور کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

عبدالملک بن محمد بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم ...... ان کی کنیت ابوطاہر ہے ان کی والدہ حنظلہ بن ابوعامر کی پوتی ہیں حضرت حنظلہ غسیل الملئکۃ (اصفحہ نمبر ۲۰) کے لقب سے مشہور ہیں ان کے ہاں دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے ان کی والدہ ہندہ بنت ثابت تھیں ان کے علاوہ ایک بیٹی امتہ الملک بھی پیدا ہوئیں۔

ہارون رشید کے دور میں قاضی تھے جب انتقال ہوا تو ہارون رشید نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور عباسی قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا ان سے بہت کم روایات ہیں۔

خارجہ بن عبداللہ......ان کا نسب نامہ اس طرح ہے خارجہ بن عبداللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت بن الضحاک بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبدعوف بن مالک بن النجار وامہ ولد خارجہ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اس کا نام عبداللہ تھا ان کی والدہ کا نسب نامہ اس طرح ہے ام عبیدہ بنت سعید بن سلیمان بن زید بن ثابت بن بنی مالک بن النجار ان کی کنیت ابوزید تھی مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ۱۶۵ھ میں ہوا یہ مہدی کی خلافت کا دور تھا۔
ان سے کم روایات مروی ہیں۔

حارثہ بن ابوالرجال......ان کا نام محمد ہے ان کا نسب نامہ اس طرح ہے محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حارثہ بن نعمان بن نفیع بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار ان کی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے حمیدہ بنت سعید بن قیس بن عمرو بن سہل بن ثعلبہ بن الحارث بنز ید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار۔ ان کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا اس کی والدہ کا نام منیہ بنت ایوب تھا۔

مالک بن ابوالرجال......یہ حارثہ کے بھائی ہیں ان کی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے ام ایوب بنت رفاعہ بن عبدالرحمٰن بن عبدفاللہ بن صعصعہ بن وہب بن بنی عدی بن النجار۔

عبدالرحمٰن بن ابوالرجال......یہ مالک کے بھائی ہیں اور ان کی اور مالک کی دونوں کی والدہ ایک ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز......ان کا نسب نامہ اس طرح ہے عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان بن حنیف بن واہب بن الحکیم بن ثعلبہ بن الحارث بن مجدعہ بن حنیف ان کی والدہ کا نام مندوس بنت حکیم تھا۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے انہیں حنفی کہا جاتا ہے ان کی بینائی چلی گئی تھی یہ سیرت وغیرہ کے بڑے عالم تھے ان سے بہت سی روایات منقول ہیں ان کا انتقال ۱۶۲ھ میں ہوا انتقال کے وقت ان کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی۔

عبیداللہ بن عبدالعزیز......یہ عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز کے بھائی ہیں ان کی والدہ بھی مندوس بنت حکیم ہیں ان سے بہت کم
روایات مروی ہیں۔

مجمع بن یعقوب......ان کا نسب نامہ یہ ہے مجمع بن یعقوب بن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن اوس ان کی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے حسنہ بنت جاریہ بن بکیر بن جاریہ بن عامر بن مجمع بن العطاف ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کی والدہ ام ولد تھیں اس کے علاوہ ایک لڑکی ام اسحاق بھی پیدا ہوئی ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی مہدی کے دور خلافت کے ابتدائی دور میں ۱۶۰ھ میں فوت ہوئے آپ ثقہ راوی ہیں البتہ آپ سے بہت کم روایات منقول ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سلیمان ...... ان کا نسب نامہ اس طرح ہے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حنظلہ (غسیل الملئکۃ) بن ابو عامر الراہب بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زیدان کا تعلق قبیلہ بنو عمرو بن عوف سے تھا ان کی الدہ اسماء بنت حنظلہ ہیں ان کے ہاں عمر، کلثم ، اور وتیبہ پیدا ہوئے ان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

آپ کوفہ تشریف لائے اور پھر وہیں مقیم ہو گئے اس لئے اہل کوفہ آپ سے روایات نقل کرتے ہیں۔

محمد بن الفضل ...... ان کا نسب نامہ اس طرح ہے محمد بن الفضل بن عبیداللہ بن رافع بن خدیج بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج ان کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔

ان کی والدہ کا نام عبدۃ بنت رفاعہ تھا ان کے ہاں ن سعید اور مریم پیدا ہوئے ان کی والدہ کا نام حمادۃ بنت ہریر تھا ان کی کنیت ابوعبیداللہ تھی ابوجعفر منصور کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

چھٹا طبقہ

بن رافع بن خدیج وطماح ان کی والدہ ام یحییٰ بنت طماح ابن عبدالحمید بن رافع بن خدیج تھیں محمد ک کنیت ابوعبداللہ تھی وفات ابوجعفر کی خلافت میں مدینے میں ہوئی۔

عبداللہ بن الہریر ...... ابن عبدالرحمٰن بن رافع بن خدیج ان کی والدہ سہلہ بنت حابس ابن امری القیس بن رفاعہ بن رافع بن خدیج تھیں۔

سبرہ وعیسیٰ والمنذ روعفراء وام رافع ان کی والدہ تامہ بنت بن عیسیٰ بن سہل ابن رافع بن خدیج تھیں۔

محمد بن یحییٰ ...... ابن سہل بن ابی حشمہ کا نام عبداللہ بن ساعدہ بن عامر بن عدی بن حبشم ابن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث تھا ان کی والدہ قیس عیلان کے اشجع میں سے تھیں۔

اولاد ...... محمد بن یحییٰ کے ہاں حمادہ پیدا ہوئیں ان کی والدہ ام الحسن بنت عمر ابن عبدالعزیز بن محمد بن ابی عیس بن جبیر بن عمرو بن زید بن حبشم بن حارثہ بن الحارث تھیں۔

وفات ...... محمد بن یحییٰ کی کنیت ابوعبداللہ تھی ان کی وفات مہدی کی خلافت میں ۱۶۶ھ میں ہوئی۔

عبدالحمید بن ابی عبس ...... ابن محمد ابن ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن حشم بن حارثہ بن الحارث ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد ...... عبدالمجید بن ابی عبس کے ہاں احمد ومریم پیدا ہوئیں ان دونوں کی والدہ شریفہ بنت القاسم بن محمد بن

ابی عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ تھیں۔

وفات ...... عبدالمجید کی کنیت ابو محمد تھی وفات مہدی کی خلافت ۱۶۴ھ میں ہوئی قلیل الحدیث تھے

عبداللہ بن حارث ...... ابن الفضیل بن الحارث بن عمیر بن عدی بن خرشہ بن امیر بن عامر بن حطمہ ان کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن اولاس تھا ان کی والدہ مریم بنت عدی ابن الحارث بن عمیر الخطمی تھیں۔

عبداللہ بن الحارث کے ہاں حارث وعیسیٰ پیدا ہوئے دونوں کی ولدہ حبابہ بنت عیسیٰ بن معن بن معبد بن شریق بن اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ تھیں۔

عبداللہ کی کنیت ابوالحارث تھی وفات مہدی کی خلافت ۱۶۴ھ میں ہوئی۔

خالد بن القاسم ...... ابن عبدالرحمٰن بن خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ وہ خزرج کے تھے۔

مختصر احوال ...... خالد بن القاسم ہاں دو بچے پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

خالد کی کنیت ابو محمد تھی وفات ترانوے سال کی عمر میں ۱۶۳ میں ہوئی قلیل الحدیث تھے

سعید بن محمد ...... ابن ابی زید جو معلّٰی بن لوزان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک ابن زید مناہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں سے تھے۔

قناعت ...... محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سعید بن محمد بن ابی زید دین تقویٰ وفضل وعقل والوں میں سے تھے ان کی چھوٹی سی شورزمین میں تھی جس سے دو دینار سالانہ ملتے تھے وہ اسی آمدنی پر ثابت قدم تھے وہ اسی پر قناعت کرتے تھے ان کی کنیز اور وہ خود صبح جاتے اپنی زمین سے کچی گری ہوئی کھجوریں چنتے اور اس کنیز کے ذریعے سے اپنے متعلقین کے پاس بھیج دیتے مصاحب پر بہت صابر تھے تھوڑا یا بہت اس کا کبھی کسی سے شکوہ نہ کرتے۔

کچھ بھیجا تھا تو کہتے کہ میں مالدار ہوں اور جو کچھ انہیں بھیجا جاتا اس سے سخت ناراض ہوتے اور رنجیدہ ہوتے سب سے زیادہ اپنے نفس کو عیوب سے پاک رکھتے ہمارے پاس صرف دو کپڑوں میں آکر حدیث بیان کرتے یہی دو کپڑے جاڑے میں بھی اور گرمی میں ہوتے جن کو ہم ہمیشہ صاف وستھرا رکھتے تھے۔

دعوت کا کھانا نہ کھانا ...... ولیمے کی دعوت قبول تو کر لیتے مگر کچھ کھاتے نہ تھے اور دعوت کرنے والوں کو دعا دیتے تھے۔ کہا جاتا کہ ابو محمد آپ کیوں نہیں کھاتے جواب دیتے کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ پیٹ کو عمدہ کھانے کا عادی بناؤں جس سے یہ اس پر راضی نہ ہو جو اسے میں کھلاتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ کہ اس کی خواہش کروں۔

ہدیہ کی واپسی ...... جب عبدالرحمٰن بن ابی الزناد خراج مدینے کے گورنر بنے تو انہوں نے سعید بن محمد بن ابی زید کو سو دینار بھیجے سعید نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ان کو قبول نہ کروں گا اور نہ یہ میرے لئے مناسب ہیں سبحان اللہ کیا انہیں اس ہدیہ سے شرم نہیں آتی عبدالرحمٰن نے سعید کو کسی ولایت کا والی بنایا اور قبیلہ اسد وطے کا محصول وصول کرنے کا عہدہ دار مقرر کیا انہوں نے کہا کہ میں یہ خدمت بھی نہ کروں گا۔

عبدالرحمٰن ان کے پاس قاصد بھیجتے رہے آخر سعید بن محمد ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں سمجھ گیا کہ تم میرے ساتھ احسان کرنا چاہتے ہو میرے ساتھ تمہارا پورا احسان یہ ہے کہ مجھے ان خدمات سے معاف رکھو مجھے ان کی ضرورت نہیں الحمد اللہ میرے پاس اس سے بچنے بھر کا ہے عبدالرحمٰن نے انہیں چھوڑ دیا اور معاف کر دیا۔

ابن ابی حبیبہ نام ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبہ تھا اور کنیت ابو اسماعیل عبداللہ بن سع ابن زید الاشہلی کے آزاد کردہ غلام تھے بڑے نمازی وعبادت گزار تھے ساٹھ برس روزے رکھے وفات بیاسی سال کی عمر میں بعہد خلافت مہدی ۱۶۵ھ میں ہوئی قلیل الحدیث تھے۔

کثیر بن عبداللہ بن عوف ...... قلیل الحدیث تھے ضعیف سمجھے جاتے تھے۔

یزید بن عیاض ...... ابن جعدبہ اللیثی انہیں (لیثیون) میں سے تھے کنیت ابوالحکم تھی بصرہ منتقل ہو گئے تھے اور وہیں مہدی خلافت میں وفات ہوئی قلیل الحدیث تھے اور ضعیف سمجھے جاتے تھے۔

اسامہ بن زید ...... ابن اسلم مولائے عمر بن الخطاب بن نفیل کنیت ابوزید تھی قاسم بن محمد وسالم بن عبداللہ اور نافع مولائے ابن عمر سے سنا تھا کثیر الحدیث تھے مگر معتبر نہ تھے وفات ابوجعفر کی خلافت مدینہ منورہ میں ہوئی۔

عبداللہ بن زید ...... ابن اسلم مولائے عمر بن خطاب حدیث میں اسلم کی اولاد میں سبسے زیادہ معتبر تھے وفات مہدی کی ابتدائی دور خلافت میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن زید ...... ابن اسلم مولائے عمر بن خطاب وفات ابتدائے خلافت ہارون رشید میں مدینہ منورہ میں ہوئی کثیر الحدیث مگر نہایت ضعیف تھے۔

داؤد بن خالد ...... ابن دینار مولائے آل حنین بنی عباس بن عبدالمطلب کے موالی میں سے تھے کنیت ابو سلیمان تھی۔

ان کے والد کا عجیب واقعہ ...... سجل بن محمد بن ابی یحییٰ سے مروی ہے کہ خالد بن دینار تھے بڑے بامروت تھے۔

میں والد کے ساتھ مسجد میں تھا کہ ایک پکارنے والا دڑوازے پر ندا دے رہے تھا جو خالد بن دینار کے جنازے پر آئے اللہ اس پر رحمت کرے لوگ اپنے گھروں سے نکلے ابھی جنازے کے منتظر تھے کہ ایک شخص ان کے مکان سے نکل کر آیا اور کہا کہ اللہ تم لوگوں کو اجر دے واپس جاؤ ان کی نبض چل رہی ہے لوگ واپس ہو گئے۔

ان کے والد کی اولاد...... اس کے بعد زندہ رہے اور تین بیٹے پیدا ہوئے داؤد بن خالد و شمیل بن خالد و یحییٰ بن خالد سب کے سب عامل حدیث و راوی علم ہوئے خالد کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئیں ان کے بیٹے بھی بالغ ہوئے اور ان کے ہاں بھی اولاد ہوئی وہ لوگ تاجر تھے۔

عبدالصمد بن علی مدینہ نورہ کے گورنر بنے تو انہوں نے ان لوگوں کو تعلق والا (آقا و غلام ہونے) کی وجہ سے بلا بھیجا اور جو عہدہ خالی تھا پیش کیا ان لوگوں نے کہا کہ اللہ امیر کی اصلاح کرے ہم لوگ تو تاجر ہیں ہمیں شاہی عہدے میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں لہذا ہمیں اس سے معاف کیجئے انہوں نے ان لوگوں کو معاف کر دیا وہ ان کا اکرام کیا کرتے تھے۔

شمیل بن خالد...... ابن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس بن عبدالمطلب ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

یحییٰ بن خالد...... ابن دینار مولائے آل حنین موالی بنی عباس بن عبدالمطلب ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ...... ابن ابہ سلمہ الماجشون کنیت ابوعبداللہ تھی آل ہدیر التیمی کے مولیٰ تھے۔ وفات مہدی کی خلافت میں ہجری نبوی کے ۱۶۴ھ سال بعد بغداد میں ہوئی مہدی نے ان پر نماز پڑھی اور مقابر قریش میں دفن کیا۔ ثقہ و کثیر الحدیث تھے بہ نسبت اہل مدینہ کے اہل بغداد نے ان سے زیادہ روایت کی ہے۔

یوسف بن یعقوب...... ابن ابی سلمہ یعقوب ہی ماجشون تھے ان کے اور ان کے چچا کے بیٹے اس نام سے منسوب ہو گئے۔

یوسف بن الماجشون سے مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک کے زمانے میں پیدا ہوا سلیمان نے میرے لئے وظیفہ مقرر کیا جب عمر بن عبدالعزیز والی ہوئے تو انہوں نے دیوان کا معائنہ کیا میرے نام پر پہنچے تو کہا کہ مجھے اس لڑکے کی ولادت کا کسی نے نہیں بتایا یہ چھوٹا ہے اور اہل فرائض میں سے نہیں ہے انہوں نے مجھے نا کام واپس کر دیا

عبدالرحمٰن بن ابی اموال

فلیح بن سلیمان...... ابن ابی المغیرہ بن حنین کے خاندان زید بن الخطاب بن نفیل العدوی کے مولیٰ تھے عبید بن حنین جنہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے ابو فلیح سلیمان ابن ابی المغیرہ کے چچا تھے فلیح کا نام عبدالملک تھا مگر

لقب نام پر غالب آ گیا فلیح جب جب ابو جعفر کی طرف سے مدینہ منورہ کے گورنر بنے تو حسن بن زید بن حسن بن علی پر سختی کی دونوں کے درمیان سخت کلامی بھی ہوگئی تھی حسن بن زید انہیں تکالیف اور پریشان کرتے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد...... نام عبداللہ بن ذکوان تھا ذکوان رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے مولیٰ تھے رملہ بنت شیبہ عثمان بن عفان کی زوجہ تھیں۔

عبدالرحمٰن کی کنیت ابو محمد تھی ولادت ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ہوئی۔

قاضی بننے کی روایت...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ محمد بن عبدالعزیز الزہری ابوالزناد کے پاس آئے اور مدینہ منورہ کے قاضی بنے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد اور عبداللہ بن محمد بن سمعان کے درمیان بحث و جھگڑا ہوا عبدالرحمٰن نے عبداللہ کو باتیں سنائیں عبداللہ نے لوگوں سے کہا کہ ان کے خلاف گواہی دو اور انہیں محمد بن عبدالعزیز (قاضی مدینہ) کے سامنے لائے عبدالرحمٰن کے خلاف شہادت دی قاضی نے ان کو قید کر دیا اور سترہ کوڑے مارے۔

مختصر احوال...... محمد بن عمر نے کہا کہ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی الزناد مدینے کے خراج کے ذمہ دار ہو گئے اصحاب خیر وتقویٰ اور علمائے حدیث سے مدد لیا کرتے تھے اپنے کام میں بڑے فاضل اور کثیر الحدیث عالم تھے ایک شخص نے انہیں قرآن سنایا قرائت کی خوش الحانی سے کی جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں سے بعض ہنسے عبدالرحمٰن خاموش رہے جب وہ شخص وہاں سے چلا گیا تو انہوں نے لوگوں پر عتاب کیا اور کہا کہ تمہیں اس غلط حرکت سے شرم نہیں آتی۔

حفظ حدیث...... راوی نے کہا کہ ایک شخص نے ان کو حدیث سنائی جس کو وہ لکھتے تھے اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کو ہر شخص سنے جب وہ شخص کھڑا ہوا تو وہ عبدالرحمٰن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اگر میں ان سے کہتا کہ اس کو پوشیدہ رکھنا تو وہ اس پر غل مچاتے لیکن میں نے انہیں چھوڑ دیا وہ نہیں جانتے کہ میں اس کو پوشیدہ رکھتا ہوں انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی اور وہ ان کی تمام حدیثوں کی طرح رہی جو ان کے پاس تھیں۔

وفات...... عبدالرحمٰن بن ابی الزناد بغداد آئے لوگوں سے حدیث بیان کی بیمار ہوئے وہیں ۱۷۴ھ میں چوہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے کثیر الحدیث وضعیف تھے۔

ابوالقاسم بن ابی الزناد...... ان سے بھی روایت کی گئی ہے وہ بھی بغداد گئے تھے اور لوگوں نے ان سے سنا عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کے بھائی ہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن...... ابن ابی الزناد کی کنیت ابو عبداللہ تھی ان کی اور ان کی والد کی عمر میں سترہ سال کا فرق

تھا اور موت میں اکیس راتوں کا فرق رہا دونوں باب التبن کے قبرستان مین دفن کیے گئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو بکر بن محمد بن عمرو ابن حزم سے لے اور کہا کہ عبدالرحمٰن تمہارے یہاں اولاد ہوئی میں نے کہا کہ ہاں پوچھا کہ تم کتنے سال کے ہو میں نے سترہ سال کا تھا کہ میرے ہاں محمد پیدا ہوئے۔

والد کا احترام ...... محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن نے علقمہ وشریک بن عبداللہ بن ابی نمر اور سوائے ابو الزناد کے جتنے ان کے والد کے راوی تھے سب سے ملاقات کی اور ان سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی جاتی تو انکار کرتے اور کہتے کہ میں کیسے حدیث بیان کروں حالانکہ والد (ابھی زندہ ہیں) مگر وہ حدیث بیان کرتے جو ان سے خاص تھی۔

والد بزرگوار کی خدمت اور تعظیم میں کوئی کسر نہ چھوڑتے اور ان سے بہت زیادہ یہ ڈرتے تھے میں نے ایک روز انہیں اس حالت میں دیکھا کہ پسلی درد میں تھا دروازے پر بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ والد اجازت دیں تو واپس جائیں حالانکہ درد شدید تھا جب ان کے والد کا قاصد نکلا اور کہا کہ واپس جایئے تو وہ واپس ہوئے۔

میں ان سے کہا کہ اگر آپ چلے جاتے تو کوئی حرج نہ تھا انہوں نے کہا کہ سبحان اللہ کیا اس وقت ضرورت تھی؟ اگر میں اتنا ٹھہر تا جتنا اللہ چاہتا اور والد اجازت نہ دیتے تو میں اپنی جگہ سے نہ ہٹتا۔

اہم عادتیں ...... محمد بن عبدالرحمٰن میں ایسی خصلتیں تھیں کہ ان میں ایک بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی ان کی عادتوں میں سے ایک بھی کسی شخص میں ہوتو وہ کامل ہو جائے قرائت قرآن قرائت سنت عربیت عروض حساب اجازت نامے دفاتر میں رکھنا اور حقوق (مقدمات) کی یاد داشتیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے قاضی محمد بن عمران الطلحی سے اس وقت سنا کہ ان کے پاس ایک خط لایا گیا اور سنایا جا رہا تھا کہ اسے محمد بن عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کرو کہا گیا کہ نہیں انہوں نے کہا کہ لے جاؤ اور ان کے سامنے پیش کرو پھر میرے پاس لاؤ۔

تقسیم وفرائض اور اس کے حساب اور اس کی تقسیم اور حدیث کو یقین اور فہم کے ساتھ سب سے زیادہ وہی جانتے تھے۔

سلیمان بن ہلال سے مروی ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو زید بن اسلم پر جرات کرے اور ان سے کہے کہ کیا آپ نے محمد بن عبدالرحمٰن کے سوا بھی سنا ہے مگر میں نے ان کو زید بن اسلم سے کہتے سنا کہ اے ابو اسامہ میں نے سنا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن سب سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرتے تھے ان کے والد حلقے میں تھے اور وہ پیچھے ہوتے تھے ان کے والد کہتے کہ اے ابو محمد وہ اس وقت وہ اس وقت تک جواب نہ دیتے تھے کہ اپنے والد کے سرہانے آ کے نہ کھڑے ہو جاتے پھر لبیک کہتے ان کے والد اپنی ضرورت بتاتے ہیبت کی وجہ سے سمجھ نہ سکتے اور دوبارہ سمجھنے کی درخواست کرتے پھر وہ انہیں بتاتے تھے۔

وفات...... محمد بن عمر نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمٰن اپنے والد عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کے ساتھ بغداد میں تھے وفات والد کے ایس دن کے بعد ۱۷۴ھ میں ہوئی اس وقت ستاون سال کے تھے دونوں باپ بیٹے باب التبن میں دفن کئے گئے محمد بن عمر کے علاوہ اور کسی نے ان سے روایت نہیں کی۔

ابومعشر نجیح...... بنی مخزوم کی کسی عورت کے مکاتب تھے بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گئے تھے ام موسیٰ بنت منصور الحمیر یہ نے ان کا ولا (حق میراث آقا بعد آزادی غلام) خرید لیا تھا وفات بغداد میں ۱۷۰ھ میں ہوئی کثیر الحدیث وضعیف تھے۔

اسمٰعیل بن ابراہیم...... ابن عقبہ موسیٰ بن عقبہ کے بھتیجے تھے کنیت ابو اسحاق تھی نافع مولائے ابن عمر و عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص کو دیکھا تھا اور دونوں سے صحیح حدیث روایت کی واقعات جنگ کے متعلق اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے تھے ج سے محمد بن عمر و اسمٰعیل بن ابی اویس وغیرہ نے سنا وفات مہدی کی خلافت کے شروع میں مدینہ منورہ میں ہوئی

محمد بن مسلم...... الجومتی مولائے بنی مخزوم کنیت ابوعبداللہ تھی وفات ۱۶۰ھ ہوئی۔

محمد بن مسلم...... ابن جماز مولائے بنی تمیم بن مرہ کنیت ابوعبداللہ تھی فقیہ تھے اور احادیث کے متعلق اپنی رائے میں بصیرت رکھتے تھے لیکن اس کو ترک کر کے عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے تھے وفات ۱۷۷ میں مدینہ منورہ میں ہارون کی خلافت میں ہوئی۔

پرنالے کا واقعہ...... محمد بن عمر سے مروی ہے کہ جب محمد بن مسلم بن جماز کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے چند اشیاء کے علاوہ کوئی وصیت نہیں کی انہوں نے کہا کہ میں گھر والوں کی شکایت سنا کرتا تھا جو ہمارے اس پرنالے کے متعلق کرتے تھے کہ ان کے مکان کے راستے میں ہے۔

میں نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح اس مکان میں پایا کہ پرنالہ اپنے مقام پر تھا میں نے ارادہ کیا کہ اسے دوسری جگہ بدل دوں مگر مکان میں کوئی ایسا موقع نہ پایا جو اس کے لئے مناسب ہو منتقل کرنے کے ارادے سے جا تھا مگر ہمت نہ ہوتی تھی ڈرتا تھا کہ اپنی بھتیجیوں کو جو چھوٹی چھوٹی پردہ نشین لڑکیاں ہیں منتقل کروں تو انکے والد کی حال ہی میں وفات ہوئی ہے۔ وہ غمگین ہوں گی لہذا چاہتا تھا کہ تم لوگ صاحب خانہ سے پرنالے کے بارے میں گفتگو کر کہ مجھے اس کی اجازت دے دیں البتہ اگر اس میں نقصان ہو تو بحال رکھا جائے۔

روشندان کا مسئلہ...... اسحاق بن شعیب بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ نے مجھ سے اجازت چاہی تھی کہ میرے روشندان کھولیں جو ان کے تاریک مکان کو روشن کر دے اور وہ روشندان کی بلندی تک اونچا کریں گے کر

ہماری بے پردگی نہ ہو میں نے انہیں اجازت دے دی تو وسامان لائے پھر مجھے خیال آیا کہ میرے بھائی کی لڑکیاں کمسن ہیں اور مجھے ان کی بے پردگی کا اطمینان نہیں ہے اس لئے میں نے انکار کیا لہذا تم لوگ اسحاق سے گفتگو کرو کہ وہ میرے ہاں کہنے اور پھر نہ کہنے کو معاف کر دیں۔

وفات ...... یہ تین درم ہیں کہ تیس سال سے زائد مدت سے میرے صندوق کے خانے میں پڑے ہیں میں ہتھیار کی مشق کرتا تھا معلوم نہیں کہ وہ میرے متعلقین نے ایک مرتبہ اس میں کھانا کھایا ہے لہذا اس کے مالک سے میرے لئے معاف کرالو اگر وہ معاف کر دے تو خیر ورنہ دو دینار اسے واپس کر دو جو نفقہ میں نے چھوڑا ہے وہ تقریباً ستر دینار ہیں ان کی کا ایک تہائی بطور وصیت میرے بھائی کی لڑکیوں کے لئے ہے اور دو تہائی بطور میراث میرے بھائی کے بیٹوں کے لئے۔

سجل بن محمد ...... ابن ابی یحییٰ ابن یحییٰ کا نام سمعان تھا کہ اسلمیین کے مولیٰ تھے سجل کا نام عبداللہ تھا اور کنیت ابو محمد تھی فاضل و عاقل و کریم تھے۔

وفات ۱۶۲ھ میں بعہد خلافت مہدی مدینے میں ہوئی کچھ زیادہ قلیل احدیث نہ تھے۔

سلیمان بن بلال ...... کنیت ابو محمد تھی قاسم بن محمد بن محمد بن ابوبکر الصدیق کے مولیٰ تھے وہ بربری (زنجیاری) خوبصورت خوش ہیت و عاقل تھے مفتی شہر اور مدینے ء کے والی خراج تھے وفات ۱۷۲ھ میں بزمانہ خلافت ہارون رشید میں ہوئی ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن یزید ...... ابن عبداللہ بن قسیط اللیثی انہیں لیثیوں میں سے تھے۔

قاسم بن یزید ...... ابن عبداللہ قسیط اللیثی انہیں لیثیوں میں سے تھے۔

مغیرہ بن عبدالرحمٰن ...... ابن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ان کی والدہ ام ولد تھیں ابوالزناد وغیرہ سے روایت کی ہے قصی کہلاتے تھے اور اسی نام سے مشہور تھے۔

ابی بن عباس ...... ابن سہل بن سعد بن مالک بن خالد جوخزرج کے بنی ساعدہ میں سے تھے ان کی والدہ جمال بنت جعدہ بن مالک بن سعد بن نافظ بن غیظ بن عوف بنی سلیم کی تھیں۔

ابی کے ہاں سہل و قثم پیدا ہوئے ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت عبدالرحمٰن بن خزیمہ بن فراس بن حارثہ بنی سلیم کی تھیں۔

عبدالمہیمن بن عباس ...... ابن سہل بن سعد بن مالک بن خالد خزرج کی بنی ساعدہ میں سے تھے ان ی والدہ اولد تھیں۔

عبدالمہیمن بن عباس کے ہاں عمر وظبیہ پیدا ہوئیں دونوں کی والدہ امیمہ بنت عبداللہ بن الربیع بنی سلیم سے تھیں۔

عمر وابیہ ان دونوں کی والدہ عبدہ بنت عمران جہنیہ میں سے تھیں۔

سیدہ ان کی والدہ ام عمر بنت سہم بن معروف جہینہ کی شاخ حرقہ سے تھیں۔

ایوب بن النعمان......ابن عبداللہ بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القیس بن کعب بن سواد کہ بنی سلمہ کی تھیں ان کی والدہ ام عثمان تھیں بنت عمرو بن عبداللہ بن انیس جو بنی سلمہ کے حلیف تھے۔

ایوب بن النعمان کے ہاں ثواب پیدا ہوئے ان کی والدہ سکینہ بنت مطروف بن عبدالعزیز بن ابی الاغر اسلم کی تھیں۔

عثمان بن الضحاک......ابن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی

محمد بن عمر الواقدی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

ضحاک بن عثمان......ابن الضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام بن خویلد بن اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی جن سے مصعب بن عبداللہ الزبیری وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے یہ عثمان بن ضحاک کے بیٹے ہیں۔

ہشام بن عبدالملک......ابن عکرمہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی ان کی والدہ بنی مرہ کی تھیں ہشام بن عروہ ہی کے ساتھ رہتے تھے اوران کے خاص لوگوں میں سے تھے۔ان سے انہوں نے بہت کچھ سنا مگر کوئی روایت نہیں کی انہیں مرد بزرگ سمجھا جاتا تھا۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند تھے۔

حج......جب امیر المؤمنین ہارون نے حج کیا تو ابوبکر بن عبداللہ الزبیری کہ اس زمانے میں مدینہ کے گورنر تھے ہارون سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے اہل مدینہ کے کچھ معززین کو بھی اپنے ساتھ لے گئے جن میں ہشام بن عبداللہ تھے ابوبکر بن خلیفہ سے مقام نقرہ میں ملے اور سلام کیا انہوں نے ان لوگوں کو دریافت کیا جو ہمراہ تھے۔ابوبکر بن ہشام بن عبداللہ کا ذکر کیا اوران کی تعریف کی ہارون نے ان کو بلایا وہ گئے سلام کیا دعا دی اور ایسی نصیحت آمیز باتیں کیں جن سے خوش ہو کے ان کو اضی مدینہ منورہ کا قاضی بنادیا چار ہزار دینار انعام دیئے۔

ہشام سخی تھے اعزہ کے ساتھ نیکی کرتے کنیت ابوالولید تھی۔

قاسم بن عبداللہ......ابن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ......ابن دینار مولائے عبداللہ بن عمر بن خطاب۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن...... ابن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق۔

ساتوں طبقہ

دراوردی...... نام عبدالعزیز بن محمد بن عبید بن ابی عبید تھا کنیت ابو محمد تھی قبیلہ قضاعہ کے برک بن دبرہ برادر کلب بن دبرہ کے مولیٰ تھے۔

مختصر احوال...... خاندانی تعلق خراسان کے ایک گاؤں دراورد سے تھا وہ خود مدینے میں پیدا ہوئے اور وہیں نشونما پائی مدینے میں ہی علم حاصل کیا اور احادیث سنیں اور وہیں رہے ۱۸۷ھ میں ان کی وفات ہوئی کثیر الحدیث تھے اور غلطی کرتے تھے۔

عبدالعزیز بن ابی حازم...... ابوحازم کا نام سلمہ بن دینار تھا بنی اشجع کے مولیٰ تھے عبدالعزیز کی کنیت ابو تمام تھی۔

مختصر احوال...... ۱۰۷ھ میں ان کی ولادت ہوئی ۱۸۴ھ میں مسجد نبوی ﷺ میں ناگہانی طور پر وفات ہوگئی ان کا مکان فروخت کیا گیا تو اس میں چار ہزار دینار مدفون پائے گئے کثیر الحدیث تھے مگر دراوردی سے کم۔

ابوعلقمہ الفروی...... نام عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابی فروہ تھا آل عثمان بن عفان کے مولیٰ تھے نافع وسعید بن ابی سعید المقبری وصلت بن زبید سے ملے ہیں اور ان لوگوں سے روایت بھی کی ہے انہیں اتنی عمر ملی کہ ہم لوگ ۱۸۹ھ میں مدینے میں ان سے ملے اس کے بعد ان کی وفات ہوئی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن محمد...... ابن ابی یحیی مولائے اسلم کنیت ابواسحاق تھی اپنے بھائی سحبل سے دس سال چھوٹے تھے وفات ۱۸۴ھ میں مدینے میں ہوئی کثیر الحدیث تھے ان کی حدیث ترک کر دی گئی تھیں لکھی نہیں جاتی تھی۔

حاتم بن اسمٰعیل...... محمد بن عمر سے مروی ہے کہ حاتم بن اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ بنی عبد المدان بن الدیان کے جو بنی الحارث بن کعب سے تھے مولیٰ تھے انہوں نے مجھے اپنے والد کا دفتر دیا اور کہا کہ جب تک کہ میں مرنہ جاؤں اس کا ذکر نہ کرنا اس کا خاندان کوفی تھا مگر وہ دینہ منتقل ہوکر رہ پڑے اور یہیں ۱۸۶ھ میں ہارون رشید کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی ثقہ وقابل اطمینان وکثیر الحدیث تھے۔

محمد بن عمر...... ابن واقد کنیت ابوعبدالواقدی تھی اسلم کی شاخ بنی سہم کے مولیٰ تھے مدینہ منورہ سے منتقل ہوکر بغداد میں رہائش اختیار کر لی۔ امیر المؤمنین عبداللہ بن ہارون کی جانب سے چار سال تک عسکر مہدی میں قاضی رہے سیرت وفروح کے زبردست عالم اور حدیث اور احکام میں لوگوں کے اختلاف اور اتفاق کے جید عالم تھے انہوں نے

ان کتابوں میں واضح طور بیان کیا ہے کہ جن کو تصنیف وتالیف کیا اور ان سے حدیثیں بیان کیں ہیں۔

مشاہد کی زیارت...... عبداللہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ مجھ سے واقدی نے بیان کیا کہ امیر المؤمنین ہارون رشید نے حج کیا اور مدینہ آئے اور یحیٰی بن خالد سے کہا کہ مجھے ایسے شخص کی تلاش ہے جو مدینہ منورہ اور مشاہد (اصفحہ نمبر ۳۹۹) سے

خوب واقف ہو اس بات سے بھی واقف ہو کہ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ پر کیوں کر نزول کیا کرتا تھا اور آپ کے پاس کس صورت میں آتے تھے اور قبور شہدا کو بھی جانتا ہو۔

یحیٰی بن خالد نے دریافت کیا تو سیر نے میرا ذکر کیا انہوں نے مجھے بلا بھیجا میں ان کے پاس آیا یہ عصر کے بعد کا وقت تھا مجھ سے کہا کہ اے شیخ امیر المؤمنین عز اللہ چاہتے ہیں کہ آپ عشاء کی نماز مسجد میں پڑھیں اور ہمارے ساتھ ان مشاہد تک چلیں ہمیں ان سے اور ان مقامات سے آگاہ کریں جہاں جبرائیل علیہ السلام آتے تھے اس کے سلے میں آپ مقرب ہو جائیں گے۔

میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو باہر چراغ نظر آئے اور دو شخص گدھوں پر سوار میرے پاس آئے یحیٰی نے کہا کہ وہ شخص کہاں ہے میں نے کہا کہ میں ہوں انہیں مسجد کے مکانات کی طرف لایا اور بتایا کہ یہی وہ مقام ہے جہا جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے تھے ہارون رشید و یحیٰی اپنے گدھوں سے اترے دو دو رکعت نماز پڑھی اور تھوڑی دیر تک اس اللہ سے دعا کی پھر سوار ہو گئے اور میں ان کے آگے ہوا۔

کوئی مقام یا مشہد ایسا نہ تھا جہاں میں ان کو نہ لے گیا ہوں ہر جگہ وہ نماز پڑھتے اور دعا کرتے تمام رات اسی طرح گزار دی مسجد کو جس قت واپس ہوئے تو فجر طلوع ہو چکی تھی اور مؤذن نے ازان کہہ دی تھی جب وہ اپنی قیام گاہ پہنچے تو یحیٰی بن خالد نے مجھ سے کہا کہ اے اشیخ جانا نہیں۔

انعام...... میں نے صبح کی نماز مسجد میں پڑھی وہ مکہ مکرمہ کو روانگی کے لئے تیار تھے صبح ہونے کے بعد یحیٰی بن خالد نے مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی اور قریب بٹھایا اور کہا کہ امیر المؤمنین برابر روتے رہے تم نے انہیں جو کچھ بتایا اس سے بہت خوش ہوئے تمہارے لئے دس ہزار درہم کا حکم دیا ہے سر بند توڑہ مجھے دیا گیا۔

انہوں نے کہا کہ اے شیخ اسے لو یہ تمہارے لئے مبارک ہو ہم لوگ آج روانگی کے لئے تیار ہیں کوئی حرج نہیں کہ تم ہم سے ملو خواہ ہم کہیں ہوں اور کسی جگہ بھی ٹھہرے ہوں۔

امیر المؤمنین نے سفر شروع کیا اور میں اپنے مکان آ گیا ساتھ یہ مال بھی تھا ہم نے اس سے قرض ادا کیا بعض لڑکوں کی شادی کی ہمیں فراخی ہو گئی۔

امیر المؤمنین سے دوبارہ ملاقات کی کوششیں...... اس کے بعد زمانہ نے ہمارا ساتھ نہیں دیا اور بدی کی میری بیوی ام عبداللہ نے کہا کہ اے ابو عبداللہ تمہارا بیٹھنا مناسب نہیں امیر المؤمنین کے وزیر نے تمہیں پہچان لیا ہے اور وہ جہاں کہیں ہوں اپنے پاس آنے کی اجازت دی ہے۔

میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوا خیال تھا کہ امیر المؤمنین عراق میں ہوں گے لہذا عراق آیا امیر المؤمنین کی

خبر دریافت کی لوگوں نے کہا کہ وہ رقہ میں ہیں میں نے مدینہ جانے کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ وہاں پریشان حال ہوں گا اس لئے رقہ کے ارادے سے اس جگہ گیا جہاں کرائے کی سواری ملتی تھی۔

لشکر کے چند نوجوان ملے جو رقہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے میں نے مختصر اپنا حال بیان کیا اور بتایا کہ رقہ جانا چاہتا ہوں اونٹ والوں کے کرایہ پر غور کیا تو اسے اپنے لئے دگنا محسوس کیا انہوں نے کہا کہ اے شیخ کیا تم کشتی کا سفر پسند کرتے ہو ہمارے لئے اونٹوں کے کرایہ سے زیادہ آسان ہے میں نے کہا کہ میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا یہ معاملہ تم لوگوں کے سپرد ہے۔

ہم لوگ کشتیوں تک گئے اور کرائے کا فیصلہ کیا میں نے ان لوگوں سے زیادہ اپنے ساتھ شفقت و نیکی کرنے والا اور حزم واحتیاط برتنے والا نہیں دیکھا وہ لوگ میری خدمت اور اہتمام میں ایسی مشقت برداشت کرتے تھے جو بیٹا ہی اپنے باپ کے لئے کر سکتا ہے۔

بالآخر ہم رقہ کے اس مقام تک پہنچے جہاں ل پروانہ راہداری جاری کیا جاتا تھا یہ نہایت مشکل معاملہ تھا ان لوگوں نے سردار کو اپنی جماعت کے متعلق لکھا اور مجھے بھی اس میں شریک کر لیا اور چند روز ٹھہرے نام بنام ہر شخص کی اجازت آ گئی اس جماعت کے ساتھ میں بھی چلا اور انہی کی قیام گاہ میں ٹھہرا۔

میں ان لوگوں کے ساتھ چند روز مقیم رہا یحییٰ بن خالد سے ملنا چاہا تو دشواری ہوئی ابوالبختری کے پاس آیا جو مجھے پہچانتے تھے ان سے ملا تو انہوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تم نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا اور غلطی کی یحییٰ سے تمہارے ذکر کو ترک نہ کروں گا۔

واپسی ...... صبح وشام ان کے دروازے پر جاتا رہا اس آمد ورفت میں خرچ کم ہو گیا ساتھیوں سے شرم آنے لگی کپڑے پھٹ گئے ابوع البختری کی جانب سے بھی مایوس ہو گیا میں نے اپنے ہمراہیوں کو کچھ خبر نہ دی اور مدینے کی طرف واپس ہوا کبھی کشتی بیٹھتا اور کبھی پیادہ چلتا اس طرح سیلحین میں اترا۔

بازار میں سستا رہا تھا کہ بغداد سے ایک قافلہ آیا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مدینہ رسول اللہ ﷺ کے رہنے والے ہیں ان کے ساتھ بکار الزبیری ہیں جن کو امیر المؤمنین نے مدینے کا قاضی بنا کر بھیجا ہے۔

زبیری سے ملاقات ...... زبیری میرے بڑے گہرے دوست تھے سوچا کہ قیام کر لیں اور تھکان دور ہو جائے تو ان سے مل لوں جب وہ بیدار ہوئے اور صبح کا ناشتہ کر لیا تو میں ان کے پاس آیا میں نے اجازت چاہی تو انہوں نے مجھے اجازت دی۔

میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا پوچھا کہ اے ابوعبداللہ اتنے دن باہر کیا کرتے رہے میں نے اپنا اور ابوع البختری کا حال بتایا انہوں نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ ابوالبختری کسی سے تمہارا ذکر اور نام لینا نہیں چاہتے پھر اب کیا رائے ہے میں نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ مدینہ واپس چلا جاؤں انہوں نے کہا کہ یہ تو مناسب نہیں تم جس وجہ سے وہاں سے نکلے تھے اسے جانتے ہی ہو بہتر ہے کہ میرے ساتھ چلو میں یحییٰ سے تمہارے معاملے کا ذکر کروں گا۔

دوبارہ روانگی ...... میں اس جماعت کے ساتھ سوار ہو روانہ ہوا رقے پہنچ گیا جب ہم پروانہ رہداری کے مقام

سے آگے بڑھ آئے انہوں نے پوچھا کہ میرے ساتھ چلتے ہو میں نے کہا کہ نہیں میں اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤں گا اور کل صبح تمہارے پاس آؤں گا پھر دونوں یحیٰی بن خالد کے پاس چلیں گے۔

میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا معلوم ہوتا تھا کہ میں گویا آسمان سے اتر پڑا ہوں ان لوگوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تمہارا کیا حال ہے ہم تو تمہارے معاملے سے غم میں تھے میں نے اپنا حال بتایا اس جماعت نے مجھے زبیری کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ کھانے پینے کی فکر نہ کرنا۔

صبح کو زبیری کے مکان پر گیا معلوم ہوا کہ وہ یحیٰی بن خالد کے پاس سوار ہو کر گئے ہیں یحیٰی بن خالد کی ڈیوڑھی پر آیا دیر تک بیٹھا رہا بڑے انتظار کے بعد زبیری نکلے مجھ سے کہا کہ اے ابوعبداللہ ان سے تمہارا حال بیان کرنا بھول گیا تم ٹھہرو میں پھر جاتا ہوں۔

امیر المؤمنین سے ملاقات ...... وہ اندر گئے میرے پاس دربان آیا اور کہا کہ اندر چلئے میں بری حالت میں ان کے پاس گیا یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا ختم ماہ کو تین چار روز باقی تھے یحیٰی بن خالد نے مجھے اس حال میں دیکھا تو ان کے چہرے سے رنج ظاہر ہوا مجھے سلام کیا اور مجھے اپنے پاس بٹھالیا کچھ لوگ اور بھی تھے جو ان کے پاس گفتگو کر رہے تھے گفتگو میرے سامنے دہرائی میں اسے قبول کرنے سے باز رہا اور ایسے دلائل پیش کئے جو ان کے موافق نہ تھے وہ لوگ عمدہ جواب دینے لگے میں خاموش ہو گیا۔

افطاری کی دعوت ...... مجلس ختم ہوگئی لوگ چلے گئے میں بھی نکلا یحیٰی بن خالد کا خادم آیا مجھے پردے کے پیچھے سے ملا اور کہا کہ وزیر آپ کو آج شام اپنے پاس روزہ افطار کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

میں نے اپنے ساتھیوں کو اس واقعے کی خبر دی اور کہا کہ اندیشہ ہے کہ انہوں نے میرے متعلق غلطی کی ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ دو روٹیاں اور ایک ٹکڑا پنیر کا ہے اور یہ جانور ہے جس پر تم سوار ہونا غلام تمہارے پیچھے ہی ہو گا اگر دربان اجازت دے دے تو اندر جانا اور توشہ غلام کو دے دینا دوسری صورت پیش آئے تو مسجد جا کر کھانا کھالینا

میں واپس آیا اور یحیٰی بن خالد کی ڈیوڑھی پر پہنچا لوگ مغرب کی نماز پڑھ چکے تھے دربان نے دیکھا تو کہا کہ شیخ تم نے دیر کر دی متعدد مرتبہ قاصد تمہاری تلاش میں باہر آچکا ہے جو کچھ پاس تھا غلام کو دے دیا اور اسے ٹھہرنے کو کہا اس کے بعد اندر گیا لوگ پہنچ چکے تھے میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا پانی لایا گیا ہم نے ہاتھ دھوئے میں دوسروں کے مقابلے میں ان کے قریب تھا ہم نے افطارہ کھائی عشاء کا وقت آگیا تو انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہم اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

گفتگو ...... یحیٰی مجھ سے سوال کرنے لگے حالانکہ میں سب سے الگ تھا لوگ ایسے جواب دے رہے تھے کہ میرے پاس ان کے خلاف دلائل تھے جب رات زیادہ ہوگئی تو لوگ باہر نکلے میں بھی ان کے پیچھے نکلا ایک غلام ملا اور کہا کہ وزیر تمہیں حکم دیتے ہیں کہ کل شام کو ان کے پاس آج جس وقت آئے تھے اس سے پہلے آنا یہ کا اور ایک تھیلی دی۔

انعام ...... مجھے معلوم نہ تھ کہ اس میں کیا ہے مگر اس نے مجھ میں خوشی بھر دی میں غلام کے پاس آیا اور سوار ہو گیا ساتھ دربان بھی تھا اس نے مجھے ساتھیوں تک پہنچایا میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ چراغ منگاؤ تھیلی کو کھولا تو دینار تھے ساتھیوں نے کہا کہ یحییٰ کی طرف سے کیا چیز تمہارے ذمے کی گئی ہے؟ میں نے کہا کہ غلام نے حکم دیا ہے کہ ان کے پاس آج رات کے وقت سے پہلے پہنچوں دینار گنے تو پانچ سو تھے۔

بعض نے کہا کہ تمہاری سواری کا جانور میرے ذمے ہے کسی نے کہا کہ زین ولگام جو اس کے مناسب ہو میرے ذمے ہے کسی نے ڈاڑھی کا خضاب اور خوشبو اپنے ذمے لی اور کسی نے لباس مہیا کرنے کا ذمہ لیا میں غور کرتا تھا کہ جماعت کس ہیت میں ہے۔

حالت کی بہتری ...... میں نے سو دینار گنے اور صاحب اہتمام کو دئے سب نے قسم کھائی کہ ایک بھی دینار بے جا صرف نہ ہوگا صبح ہوئی تو ہر شخص اپنے زمے کی چیز مہیا کرنے کے لئے روانہ ہوا میں ظہر کی نماز پڑھنے بھی نہ پایا تھا کہ سب سے بھلا آدمی بن گیا باقی رقم زبیری کے پاس لے گیا۔

انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو بہت خوہوئے میں نے کل واقعہ سنایا انہوں نے کہا کہ میں مدینے جانے والا ہوں میں نے کہا کہا چھا تم جانتے ہو کہ میں اپنے اہل عیال کو چھوڑ آیا ہوں دو سو دینار دئے کہ انہیں پہنچا دیں۔

دوبارہ حاضری ...... ان کے پاس سے نکلا تھیلی لے کر ساتھیوں کے پاس آیا عصر کی نماز پڑھی اچھی طرح ہیت درست کی پھر یحییٰ بن خالد کے در پر حاضر ہوا دربان نے دیکھا تو اٹھ کر میرے پاس آیا اور اندر جانے کی اجازت دی۔

یحییٰ کے پاس گیا انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا جو حدیث وہ مجھ سے پوچھتے بیان کرتا لوگوں نے جو کچھ بیان کیا تھا اس کے مخالف ومغائر میرے جوابات تھے ان کے شہروں سے میں اس کا اندازہ کر رہا تھا یحییٰ متوجہ ہو کر یہ حدیث اور وہ حدیث مجھ سے پوچھنے لگے اور جو کچھ وہ پوچھتے میں اس کا جواب دیتا۔ حاضرین خاموش تھے کوئی کچھ نہیں بول رہا تھا۔

مغرب کا وقت ہوا تو یحییٰ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی دستار خوان بچھا اور ہم لوگوں نے کھانا کھایا پھر انی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے علمی مباحث شروع ہو گئے اور یحییٰ نے یہ کیا کہ قوم کے بعض لوگوں سے پوچھتے تھے اور رک جاتے تھے واپسی کا وقت ہوا تو سب لوگ واپس ہوئے میں بھی ان کے ساتھ نکلا۔

قاصد ملا اور کہا کہ وزیر آپ کو روزانہ اسی وقت آنے کا حکم دیتے ہیں جس وقت آج آئے تھے اس نے مجھے تھیلی دی میں واپس ہوا دربان کا قاصد بھی ساتھ تھا جس نے مجھے اپنے ساتھیوں تک پہنچایا ان کے پاس چراغ تھا تھیلی ان لوگوں کے حوالے کر دی مجھ سے زیادہ اس تھیلی سے خوش ہوئے۔

صبح ہوئی تو میں نے ان سے کہا کہ یہاں قریب ہی ایک مکان کنیز، غلام جو روٹی پکا سکے اور اسباب وسامان خانہ داری فراہم کر دو ظہر کی نمز ابھی نہیں پڑھی تھی کہ انہوں نے یہ سب میرے لئے مہیا کر دیا میں نے درخواست کی کہ

افطار میرے پاس کریں اس کو انہوں نے بڑی دشواری کے ساتھ قبول کیا۔

روزانہ ملاقات اور انعامات کی بارش...... میں ہر شب یحییٰ بن خالد کے پاس آتا مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور روزانہ پانچ سو دینار دیتے تھے عید کی رات آئی تو کہا کہ اے ابوعبداللہ کل تم امیر المؤمنین سے ملنے کے لئے ایسا لباس پہنو جو اقاضیوں کے لباس سے بہتر ہو اور ان کے ساتھ رہو مجھ سے تمہارا حال پوچھیں گے تو بتاؤں گا۔

عید کی صبح ہوئی تو میں بہت اچھے لباس میں روانہ ہوا امیر المؤمنین بھی عید گاہ تشریف لے چلے مجھے کنکھیوں سے دیکھتے رہے میں برابر شاہی جلوس میں تھا ان کے واپس ہونے کے بعد میں یحییٰ بن خالد کے گھر گیا۔

یحییٰ امیر المؤمنین کے مکان میں داخل ہونے کے بعد ہمیں ملے مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ ہمارے ساتھ اندر آؤ میں اندر گیا لوگ بھی اندر گئے مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ امیر المؤمنین نے تمہیں دریافت کیا ہے میں نے انہیں حج کا واقعہ بتایا اور کہا ہ تم وہی شخص ہو جس نے سیر کرائی تھی تمہارے لئے تیس ہزار درہم کا حکم دیا ہے میں انشاء اللہ کل ادا کردوں گا۔

اس روز میں واپس ہوا دوسرے دن یحییٰ بن خالد کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ وزیر کو نیک کرے ایک ضرورت پیش آ گئی ہے میں نے اس کا فیصلہ وزیر پر رکھا ہے اللہ انہیں اس کو پورا کرنے کی عزت دے پوچھا کہ وہ کیا ہے میں نے کہا کہ مکان جانے کی واپسی کی اجازت کیونکہ اہل وعیال کا بہت اشتیاق ہے انہوں نے کہا کہ ایسا نہ کہو میں ان سے گفتگو کرتا رہا۔

آخر اجازت دے دی اور تیس ہزار درہم عطا فرمائے حکم دیا کہ ایک کشتی اس کے پورے سامان کے ساتھ تیار کی جائے اور ملک شام کے تحائف خریدے جائیں کہ میں اپنے ساتھ مدینہ لے جاؤں وکیل عراق کو حکم دیا کہ مدینے تک کا کرایہ ادا کر دیں مجھے ایک دینار بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔

میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا انہیں اس واقعہ سے آگاہ کیا اور قسم دی کہ جو کچھ پیش کروں وہ اسے قبول کرلیں مگران لوگوں نے قسم کھائی کہ میرے ایک دینار یا ایک درہم کا بھی نقصان نہ کریں گے اللہ کی قسم اخلاق میں ان لوگوں سے جیسا کوئی نہیں دیکھا، پھر مجھے اپنے محب محبوب خالد کی مدح کے لئے کیوں کر ملامت کی جا سکتی ہے۔

کثرت دعا...... عبداللہ بن عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں واقدی کے پاس بیٹھا تھا یحییٰ بن خالد برمک کا ذکر کیا گیا انہوں نے ان کے لئے رحمت کی دعا کی اور بہت زیادہ رحمت کی دعا کی ہم نے کہا کہ اے ابوعبداللہ تم بہت زیادہ ان کے لئے دعائے رحمت کرتے ہو جواب دیا کہ میں کس طرح اس شخص کے لئے دعائے رحمت نہ کروں جس کے حال سے تمہیں خبر دیتا ہوں۔

حاجت کے لئے بھائی کے پاس جانا...... شعبان کے دس روز سے کم باقی رہ گئے تھے مکان میں نہ آٹا تھا نہ ستو اور نہ دنیا کے امان میں سے کوئی چیز دل میں اپنے تین بھائیوں کا خیال آیا کہ ان سے اپنی حاجت بیان کروں۔

میں ام عبداللہ کے پاس گیا جو میری بیوی تھیں انہوں نے کہا کہ اے ابوعبداللہ آخر کیا کرنے والے ہو ہم لوگ اس حالت میں ہیں کہ گھر میں نہ تو سامان دنیا میں سے کچھ ہے اور نہ کھانا، ستو اور نہ کوئی اور چیز رمضان کا مہینہ آ گیا ہے۔

میں نے کہا کہ اپنے تین بھائیوں کا انتخاب کیا ہے جن سے حاجت بیان کروں گا پوچھا کہ وہ مدنی ہیں یا عراقی میں نے کہا کہ بعض مدنی اور بعض عراقی کہا کہ بیان کرو کون ہیں میں نے کہا کہ فلاں شخص انہوں نے کہا کہ آدمی تو شریف اور مالدار ہے مگر احسان جتاتے ہیں میں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ان کے پاس جاؤ لہذا دوسرے کا نام بتاؤ میں نے دوسرے کا نام لیا انہوں نے کہا کہ آدمی شریف اور مالدار ہے مگر بخیل ہے میں تمہارے لئے مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ان کے پاس جاؤ پھر کہا کہ فلاں شخص انہوں نے کہا کہ وہ کریم وشریف ادمی ہے مگر اس کے پاس کچھ نہیں وہاں جانے میں کوئی حرج نہیں۔

میں ان کے پاس گیا دستک دی تو انہوں نے اپنے پاس آنے کی اجازت دی اندر گیا تو مرحبا کہا اور مجھے نزدیک بٹھا لیا پوچھا کہ ابوعبداللہ تمہیں کیا چیز میر پاس لائی میں نے رمضان کی آمد اور اپنی تنگی کا ذکر کیا انہوں نے تھوڑی دیر غور کیا پھر مجھ سے کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی لے لو اسے دھولو اور خرچ کرو اس میں سرمہ آلود درہم ہیں۔

میں تھیلی لے کر اپنے مکان آیا ایک شخص کو بلایا جو میری ضروریات فراہم کرتا تھا۔ اس نے کہا آٹا دس قفیز (پیمانہ) لکھ لو چانول ایک قفیز اور شکر اتنی تمام چیزیں لکھا دیں۔

ایثار...... ہم اس حالت میں تھے کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی میں نے کہا کہ دیکھو کون ہے، کنیز نے کہا کہ فلاں بن فلاں بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہیں۔ میں نے کہا انہیں (اندر آنے کی) اجازت دو ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا مرحبا کہا اور قریب کہا اور قریب بٹھا لیا پوچھا اے فرزند رسول آپ کو کیا چیز لائی انہوں نے کہا کہ چچا اس رمضان کی آمد نے نکالا ہے حالت یہ ہے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا پھر کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی میں جو کچھ ہے لے لیجئے انہوں نے تھیلی لے لی اپنے دوست سے کہا کہ جایئے وہ چلے گئے ام عبداللہ آئیں اور پوچھا کہ اس نوجوان کی حاجت کے متعلق کیا کیا میں نے کہا کہ وہ تھیلی انہیں دے دی بولیں تمہیں توفیق دی گئی اور تم نے نیکی کی۔

میں نے مکان کے قریب اپنے ایک دوست کے بارے میں غور کیا جو تا پہنا اور ان کے پاس گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے اجازت دے دی مرحبا کہا اور اپنے قریب بٹھا لیا پوچھا کہ ابوعبداللہ تمہیں کیا چیز لائی رمضان کی آمد اور اپنی تنگ دستی بیان کی تو کچھ سوچ میں پڑ گئے پھر مجھ سے کہا کہ فرش کی تہ الٹ کر تھیلی نکال لو نصف تم لے لو اور نصف ہمیں دے دو اتفاق سے وہ بعینہ میری تھیلی تھی میں نے پانچ سو درہم لئے اور پانچ سو درہم انہیں دے دیئے۔

مکان پہنچ کر اس شخص کو بلایا جو میری ضرویات مہیا کرتا تھا اور کہا کہ لکھ لو پانچ قفیز آٹا اس نے تمام چیزیں لکھ لیں۔

یحییٰ کے پاس...... اتنے میں دروازے پر کسی نے دستک دی میں نے خادمہ سے کہا کہ دیکھو تو کون ہے وہ نکلی

اور واپس آ کر کہا کہ معزز خادم ہے میں نے کہا کہ اسے آنے دو وہ آیا اور یحییٰ بن خالد کا ایک خط لایا انہوں نے مجھے فوراً اپنے پاس آنے کی درخواست کی تھی۔

اس شخص سے کہا کہ تم باہر جاؤ کپڑے پہنے اور اپنی سواری پر خادم کے ساتھ روانہ ہوا یحییٰ بن خالد کے پاس لایا گیا اپنے مکان کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا تو انہوں نے مرحبا کہا اور اپنے قریب بٹھالیا غلام سے کہا کہ تکیہ لاؤ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔

مجھ سے کہا کہ ابوعبداللہ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے میں نے کہا کہ نہیں کہنے لگے کہ رات تمہارے حال اور ماہ رمضان کی آمد نے مجھے بیدار رکھا تمہارے پاس کیا ہے میں نے کہا کہ اللہ وزیر کی اصلاح کرے۔ میرا قصہ طویل ہے انہوں نے قصہ طویل ہے تو زیادہ دلچسپ ہوگا۔

میں نے ام عبداللہ کی گفتگو اپنے بھائیوں کا ذکر اور ان بھائیوں کے بارے میں ان کا جوابیان کیا انہیں طالبی کی اور دوسرے بھائی کی جس نے ہمدردی کی تھی خبر دی۔

حکم ہوا کہ غلام دوات لاؤ خازن کو ایک رقعہ لکھا تو ایک تھیلی آئی جس میں پانچ سو دینار تھے مجھے سے کہا کہ ابوعبداللہ رمضان میں اس سے مدد حاصل کرو خازن کو ایک اور رقعہ لکھا تو ایک پوٹلی آئی جس میں دوسو دینار تھے فرمایا کہ یہ ام عبداللہ کیلئے ان کی نیک رائے اور حسن عقل کی بنا پر ایک اور رقعہ بھیجا تو دوسو دینار آئے اور کہا کہ یہ طالبی کے لئے چوتھا رقعہ بھیجا تو ایک پوٹلی آئی جس میں دوسو دینار تھے کہا کہ یہ تمہارے ہمدرد کے لئے ہیں پھر مجھ سے کہا کہ ابو عبداللہ اللہ کی نگہبانی میں روانہ ہو جاؤ۔

میں فوراً سوار ہو کر اپنے دوست کے پاس آیا جنہوں نے تھیلی سے ہمدردی کی تھی انہیں دوسو دینار دیئے اور یحییٰ بن خالد کے واقعے سے آگاہ کیا طالبی کے پاس آیا پوٹلی دی اور یحییٰ بن خالد سے جو گفتگو ہوئی اس کی خبر دی انہوں نے دعا کی اور شکریہ ادا کیا میں اپنے مکان واپس آیا اور ام عبداللہ کو بلا کر انہیں پوٹلی دی انہوں نے دعا دی اور جزائے خیر کی دعا دی۔

اس کے بعد مجھے کس طرح برامکہ کی محبت پر خاص کر یحییٰ بن خالد پر ملامت کی جاسکتی ہے۔

وفات ذی الحجہ ۲۰۷ھ میں ہوئی جو اس وقت قاضی تھے محمد بن سماعہ التیمی نے جو اس زمانے میں بغداد کے غربی جانب کے قاضی تھے ان پر نماز پڑھی۔

محمد بن عمر نے عبداللہ بن ہارون امیر المؤمنین کو وصیت کی تھی، انہوں نے ان کی وصیت قبول کی اور قرض ادا کیا وفات کے دن محمد بن عمر کی عمر اٹھہتر سال کی تھی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ان کی وفات ۲۰۳ھ کے شروع میں ہوئی۔

حسین بن زید...... ابن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کنیت ابوعبداللہ تھی نظر جاتی رہی تھی والدہ ام ولد تھیں۔

اولاد...... حسین بن زید کے ہاں ملیکہ پیدا ہوئیں اور میمونہ میمونہ سے امیر المؤمنین مہدی نے نکاح کیا مہدی کی

وفات کے بعد عیسیٰ بن جعفر اکبر بن منصور نے نکاح کیا مگر ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور علیہ بنت حسین ان سب کی والدہ کلثم الصماء بنت عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب تھیں۔

یحییٰ بن حسین وسکینہ کو ابھی تک جوان نہیں ہوئی تھیں اور فاطمہ بنت حسین جن سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے نکاح کیا اور حسن وسلیمان وخدیجہ وزینب اور حسین جن کی بقیہ اولاد نہ تھی پیدا ہوئے ان کی والدہ خدیجہ بنت عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب تھیں۔

علی وجعفران دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔

حسین کی احادیث ہیں۔

عبداللہ بن مصعب ...... ابن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسدان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عبداللہ بن مصعب کے ہاں ابوبکر پیدا ہوئے جو امیر المؤمنین ہارون کی جانب سے مدینے کے گورنر تھے ان کی والدہ عبدہ تھیں یہی ام عبداللہ بنت طلحہ ابن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق تھیں۔

مصعب ان کی والدہ امتہ الجبار بنت ابراہیم بن جعفر بن مصعب ابن الزبیر تھیں امتہ الجباری والدہ فاختہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الاسود بن ابی البختری تھیں۔

محمد اکبر ومحمد اصغر اور علی واحمد ان سب کی والدہ خدیجہ بنت ابراہیم ابن ابراہیم بن عثمان تھیں عثمان ہی قرین بن عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم ابن حزام تھے۔قرین کی والدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب تھیں۔

عبداللہ بن مصعب کی کنیت ابوبکر تھی وفات انہتر سال کی عمر میں ربیع الاول ۱۸۴ھ میں رقہ میں ہوئی ان کے فرزند کی ولادت وفات کے بعد ہوئی جن کا نام عبداللہ رکھا گیا ان کی والدہ ام ولد تھیں ان کی احادیث ہیں۔

عامر بن صالح ...... ابن عبداللہ بن عروہ بن ابی بکر بن العوام بن خویلد بن اسدان کی والدہ ام حبیب بنت محمد صفوان بن امیہ بن خلف الجمحی تھیں وفات ہارون کی خلافت میں بغداد میں ہوئی۔

عامر شاعر لوگوں کے امور کے عالم تھے کنیت ابوالحارث تھی۔

عبداللہ بن عبدالعزیز ...... ابن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب بڑے عابد تھے ان کی والدہ امتہ الحمید بنت عبداللہ بن عیاض بن عمرو بن طبل بن ہلال بن احیحہ بن الجلاح اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف میں سے تھیں۔

عبداللہ بن عبدالعزیز وابدوناسک (حاجی) اور عالم تھے وفات ۱۸۴ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

عبداللہ بن محمد ...... ابن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب ابن سعد بن تیم ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

امیر المؤمنین ہارون نے انہیں مدینہ منورہ کا قاضی بنایا وہاں سے معزول کر کے مکہ معظمہ کا قاضی بنا دیا

دوبارہ معزول کر کے مدینہ منورہ کا قاضی بنایا تھا پھر معزول کر دیا تو امیر المؤمنین کے پاس چلے گئے اور انہی کے ساتھ رہے ہارون رے گئے تو وہ بھی ساتھ گئے ۱۸۹ھ میں رے ہی میں ان کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن محمد کی کنیت ابو محمد تھی قلیل الحدیث تھے۔

ابن ابی ثابت الاعرج ...... نام عبدالعزیز بن عمران بن عبدالعزیز بن عمرو بن عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف ابن عبد بن الحارث بن زہرہ تھا ان کی والدہ امتہ الرحمٰن بنت حفص بن عمر ابن عبدالرحمٰن بن عوف تھیں۔

عبدالعزیز بن عمران کے ہاں عبیدۃ کبریٰ پیدا ہوئیں ان کی والدہ امتہ الواحد بنت عائذ بن معن بن عبدا للہ بن عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان تھیں۔

فاطمہ وعبیدہ صغریٰ یہی نصیحہ تھیں۔ ان کی والدہ صعبہ بنت عبداللہ بن ربیعہ بن ابی امیہ ابراہیم وام یحییٰ وام یحییٰ وامتہ الرحمٰن وام حفص وام البنین وام عمروان سب کی والدہ ام ولد تھیں۔

برہ وام محمد ان دونوں کی والدہ حمیدہ بنت محمد بن بلال بن ابی بکر بن عبداللہ ابن عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب تھیں۔

ابن الطّویل ...... نام محمد بن عبدالرحمٰن تھا عبدالرحمٰن الطّویل بن طلحہ بن عبداللہ بن عثمان ابن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بنک کعب بن سعد بن تیم بنمرہ تھے قلیل الحدیث تھے۔

ابوضمرہ ...... نام انس بن عیاض اللیثی تھا قبیلہ لیث میں سے تھے ثقہ اور قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن معن ...... ابن محمد بن معن الغفاری کنیت ابو معن تھی ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن جعفر ...... ابن محمود بن عبداللہ بن محمد بن محمد سلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ ابن حارثہ اوس کے تھے ان کی والدہ کبلہ بنت السائب قیس عیلان کے بنی محارب بن خصفہ میں سے تھیں۔

ابراہیم بن جعفر کے ہاں یعقوب واسماعیل وامامہ مختلف ام ولد سے پیدا ہوئے۔

ابراہیم بن جعفر کی کنیت ابو اسحاق تھی وفات ۱۹۱ھ میں ہوئی۔

زکریا بن منظور القرظی ...... کنیت ابو یحییٰ تھی کانے تھے ابو حازم وعمر مولائے غفرہ سے ملے تھے۔

معن بن عیسیٰ ...... ابن معن کنیت ابو یحییٰ تھی اشجع کے آزاد کردہ غلام تھے مدینے میں ریشم کا کپڑا بناتے ریشم خریدتے بننے کے لیئے غلام تھے وہ خرید کرانہیں بناتے تھے ۱۹۸ھ میں مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی ثقہ وقلیل الحدیث وقابل اعتماد تھے۔

محمد بن اسماعیل ...... ابن مسلم بن ابی فدیک کنیت ابو اسماعیل تھی بنی عدیل کے مولیٰ تھے ۱۹۹ھ میں مدینہ

منورہ میں وفات ہوئی حمید الخراط ومحمد بن اسحاق وعبدالرحمٰن ابن حرملہ وضحاک بن عثمان وربیعہ بن عثمان ویحیٰ بن عبدا للہ بن ابی قتادہ سے روایت کی ہے کثیر الحدیث تھے مگران کی حدیث حجت نہیں۔

عبداللہ بن نافع الصائغ ...... کنیت ابومحمد تھی بنی مخزوم کے مولیٰ تھے بڑی پابندے کے ساتھ مالک بن انس کے ساتھ رہتے تھے اور کسی کو ان پر مقدم نہیں کرتے تھے رمضان ۲۰۶ھ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی معن سے کم تھے۔

ابوبکر الاعشیٰ ...... نام عبدالحمید بن عبداللہ تھا عبداللہ ہی ابواویس بن عبداللہ بن اویس ابن مالک بن عامر تھے ان کی والدہ مالک بن انس کی بہن تھی ابوبکر عربیت وقرائت روایت کے ماہر تھے یہ چیزیں انہوں نے نافع بن ابی نعیم وسلیمان بن بلال وغیرہ سے حاصل کی تھیں۔

اسماعیل بن عبداللہ ...... عبداللہ ہی ابواویس بن عبداللہ بن اویس بن مالک بن ابی عامر تھے ان کی والدہ مالک بن انس کی بہن تھیں اسماعیل کی کنیت ابوعبداللہ تھی انہوں نے مالک بن انس اور اپنے والد اور کثیر بن عبداللہ و نافع بن ابی نعیم ودیگر مدینہ منورہ کے بڑے محدثین سے روایت کرتے ہیں ابوبکر الاعشیٰ کے بھائی تھے۔

مطرف بن عبداللہ ...... ابن یسار الیساری کنیت ابومصعب تھی یسار قبیلہ اسلم کے ایک شخص کے مکاتب تھے عبدا للہ بن ابی فروہ نے ان کی جانب سے بدل کتابت ادا کردیا اور آزاد ہو گئے پھر وہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن ابی فروہ کے خاندان کے ساتھ اور ان کی دعوت میں ہو گئے مطرف بن مالک بن انس کے شاگردوں میں تھے ثقہ اور بہرے تھے ۲۲۰ھ کے شروع میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ ...... ابن عمرو الاکبر بن اویس بن سعد الاکبر بن ابی سرح بن الحارث بن الحبیب بن جذیمہ ابن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی۔

عبداللہ بن نافع ...... ابن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ابن قصی ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام عصیمہ تھا۔

مصعب بن عبداللہ ...... ابن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام ان کی والدہ امتہ الجبار بنت ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن الزبیر بن العوام تھیں۔

عتیق بن یعقوب ...... ابن صدیق بن موسیٰ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام کنیت ابوبکر تھی ان کی والدہ حفصہ بنت عمر بن عتیق بن عامر بن عبداللہ بن ابن الزبیر تھیں حفصہ کے دادا عمر بن عتیق اور ان کے والد عتیق بن عامر بن تدیر میں قتل کردئے گئے عتیق ابن یعقوب سوارقیہ میں رہنے لگے پھر مدینہ میں آکر وہیں رہنے لگے مالک بن انس

کے ساتھ رہے ان کی کتابیں مؤطا وغیرہ لکھیں عبداللہ بن عبدالعزیز العمری العابد کے اتھ رہا کرتے تھے اور عتیق ہمیشہ بہترین مسلمان رہے ۲۲۷ھ یا ۲۲۸ھ وفات ہوئی۔

عبدالجبار بن سعید...... ابن سلیمان بن نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ بنی عامر بن لوئی میں سے تھے ان کی والدہ بنت عثمان الزبیر بن الولید بن عثمان بن عفان تھیں یہی ان کی اور ان سب بھائیوں کی والدہ تھیں عبد الجبار امیر المؤمنین مامون کی جانب سے مدینہ منورہ کے قاضی تھے ان کے والد سعید بن سلیمان بن مہدی کی جانب سے مدینے کے والی قضاء تھے عبدالجبار کے پاس احادیث تھیں اور ان سے سنی گئی وفات ۲۲۹ھ میں مدینے میں ہوئی

ابوغزیہ...... نام محمد بن موسیٰ تھا بنی مازن بن النجار میں سے تھے۔ نانیہال کی جانب سے اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی کی اولاد میں سے تھے۔ روایت وفتویٰ وفقہ میں علم وبصیرت رکھتے تھے عبیداللہ بن الحسن العلوی کی ولایت مدینہ کے زمانے میں مدینے کے قاضی تھے یہ زمانہ امیر المؤمنین مامون کی خلافت کا زمانہ تھا۔

ابومصعب...... نام احمد بن ابی بکر بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف تھا مالک بن انس سے سنا ان سے روایت کی فقہائے اہل مدینہ منورہ تھے ابوغزیہ کے بعد عبیداللہ بن الحسن کی جانب سے مدینہ منورہ کے قاضی رہے۔

یعقوب بن محمد...... ابن عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف کنیت ابویوسف تھی ان کے والد محمد بن عیسیٰ مدینے کے بلند مرتبہ اور اہل مروت میں سے تھے جسیم وخوبصورت تھے یعقوب کثیر العلم تھے بکثرت احادیث سنی تھیں مالک بن انس کی صحبت نہیں پائی لیکن مالک کے بعد فقہا اور ان لوگوں کے راویوں اور ان کے علم سے ملے تھے حافظ حدیث تھے۔

محمد بن عبیداللہ...... ابن محمد بن ابی زید کنیت ابوثابت تھی۔ عثمان بن عفان کے مولیٰ اور تاجر تھے انہوں نے مالک وغیرہ راویان اہل مدینہ سے سنا تھا فاضل وبرگزیدہ تھے محرم ۲۲۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

ابراہیم بن حمز...... ابن محمد بن حمزہ بن مصعب بن الزبیر بن العوام ان کی والدہ خالد ابن الزبیر بن العوام کے خاندان سے تھیں ان کے والد کی والدہ ام ولد تھیں اور دادا کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ ابراہیم کی کنیت ابواسحاق تھی حمزہ بن مصعب اور ان کے بیٹے عمارہ بن حمزہ قدید میں قتل کردئے گئے۔

ابراہیم بن حمزہ نے مالک بن انس کی صحبت نہیں پائی عبدالعزیز ابن محمد الدراوردی اور عبدالعزیز بن ابی حازم وغیرہ راویان اہل مدینہ سے سنا تھا ثقہ اور حدیث میں نہایت صادق تھے۔ ربذہ میں اکثر آ کر ٹھہرتے تھے اور وہاں اس میں تجارت کرتے تھے عیدین کے موقع پر مدینہ میں حاضر ہوتے۔

عبدالملک بن عبدالعزیز...... ابن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون، کنیت ابومروان تھی مالک بن انس کے

شاگرد تھے صاحب فقہ وروایت تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے وہ صحابہ جو مکہ معظّمہ میں مقیم ہو گئے تھے

ابوسبرہ بن ابی رہم ...... ابن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوئی ان کی والدہ برہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوسبرہ کے علاوہ مہاجرین اہل بدر میں سے ہم کسی کو نہیں جانتے جو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مکہ معظّمہ واپس آکر وہاں مقیم ہو گئے تھے اور انکا یہ فعل مسلمانوں نے پسند نہ کیا ان کے لڑکے انکار کرتے تھے اور اس کی تردید کرتے تھے کہ مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد واپس آکر اس میں مقیم ہو گئے اس کے ذکر سے وہ لوگ ناراض ہوتے تھے۔ ابوسبرہ بن ابی رہم کی وفات عثمان بن عفانؓ کی خلافت میں ہوئی۔

عیاش بن ابی ربیعہ ...... ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن ابیر بن نہشل بن وارم بنی تمیم میں سے تھیں ابوجہل بن ہشام کے اخیافی بھائی تھے۔ عیاش مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ پھر آکر نبی کریم ﷺ کی وفات تک مدینہ منورہ میں ہی رہے بعد کو شام چلے گئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا واپس آکر مکہ مکرمہ میں وفات تک مقیم رہے۔ لیکن ان کے بیٹے عبداللہ بن عیاش وفات تک مدینہ منورہ ہی میں رہے۔

عبداللہ بن ابی ربیعہ ...... ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں زمانہ جاہلیت میں عبداللہ کا نام بحیر تھا وہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا عمر بن الخطاب نے انہیں والی یمن بنایا تھا۔

حارث بن ہشام ...... ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان کی والدہ اسماء بنت مخربہ ابن جندل بن ابیر بن نہشل بن دارم تھیں۔ حارث بن ہشام فتح مکہ مکرمہ کے دن اسلام لائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک مکہ معظّمہ ہی میں رہے۔ ابوبکر الصدیق کی خلافت میں شام گئے۔ جنگ فحل و اجنادین میں شریک ہوئے ۱۸ھ میں عمر بن خطاب کی خلافت کے دور میں عمواس کے طاعون میں وفات پائی۔

عکرمہ بن ابی جہل ...... ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا ان کی والدہ ام مجالد بنت یربوع بنی ہلال بن عامر کی تھیں۔

مختصر احوال ...... عکرمہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے میں مقیم رہے حجتہ الوداع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں قبیلہ ہوازن پر عامل بنایا تھا کہ وہ ان سے زکواۃ وصول کریں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اس زمانے میں وہ تبالہ میں تھے پھر مجاہدین بن کر شام چلے گئے ابوبکر بن الصدیقؓ کی خلافت میں جنگ اجنادین میں شہید ہو گئے

عبداللہ بن السائب ...... ابن ابی السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی ان کی والدہ رملہ بنت عروہ ذی البردین بنی ہلال بن صعصعہ میں سے تھیں۔

مختصر احوال ...... عبداللہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے عبداللہ بن الزبیر کے زمانے میں وہیں ان کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس کو دیکھا کہ جب وہ عبداللہ بن السائب کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ ان سے فارغ ہو کر کھڑے ہو گئے تو ابن عباس کھڑے ہوئے ان کے پاس ٹھہرے دعا کی اور پھر واپس ہوئے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ہم چار کا ذکر لوگوں سے فخر یہ کرتے تھے اپنے فقیہ کو مؤذن اور قاری کا ہمارے فقیہ ابن عباس تھے مؤذن ابومخذرہ قاری عبداللہ بن السائب اور قصہ گو عبید بن عمیر تھے۔

خالد بن العاص ...... ابن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم ان کی والدہ عاتکہ بنت الولید ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔عکرمہ بن خالد اور الحارث بن خالد شاعر ان کے فرزند تھے خالد بن العاص فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور وہیں مقیم رہے۔ان کی بقیہ اولاد ہے۔خالد بن العاص والی مکہ معظّمہ ہوئے تھے۔

عطاء سے مروی ہے کہ میں نے ابومخذرہ کو دیکھا کہ جب تک خالد بن العاص کو دروازہ مسجد میں داخل نہ ہوتے دیکھ لیتے اس وقت تک اذان کہتے تھے۔

قیس بن السائب ...... مجاہد کے مولیٰ کو آزاد کیا تھا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت میرے آقا قیس بن السائب کے بارے مین نازل ہوئی وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين (اوران لوگوں پر جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے ایک مسکین کی خوراک فدیہ ہے انہوں نے روزہ ترک کیا اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا۔

عتاب بن اسید ...... ابن ابی العیص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ اروی بنت ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس تھیں۔

فتح مکہ پر اسلام لائے رسول اللہ ﷺ حنین تشریف لے گئے تو عتاب بن اسید کو مکے پر عامل بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے ان سے فرمایا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کن لوگوں پر عامل بنایا ہے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا کہ میں نے تمہیں اہل اللہ (ا اللہ والوں) پر عامل بنایا ہے۔

اس سال عتاب نے لوگوں کے لئے حج کا انتظام کیا ہجرت کا اٹھواں سال تھا رسول اللہ ﷺ کی وفات تک عتاب بن اسید عامل مکہ تھے۔

خالد بن اسید...... ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور وہیں مقیم رہے عتاب بن اسید کے بھائی تھے۔

حکم بن ابی العاص...... ابن امیہ بن عبد شمس ان کی والدہ رقیہ بنت الحارث بن عبید بن عمر ابن مخزوم تھیں فتح مکہ پر اسلام لائے اور عثمان بن عفان کی خلافت تک وہیں مقیم رہے عثمان نے بلایا تو مدینہ منورہ چلے گئے اور وہیں ان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ مروان بن حکم کے والد اور عثمان بن عفان کے چچا تھے۔

رقبہ بن الحارث...... ابن عامر بن نوفل بن عبد مناف بن قصی ان کی والدہ خدیجہ یا امامہ بنت عیاض بن رافع خزاعہ کی تھیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عقبہ بن الحارث سے سنا کہ میں نے ام یحییٰ بنت ابی وہاب سے نکاح کیا ایک حبشی عورت آئی اور دعویٰ کیا کہ اس نے ہم دونوں کو دودھ پلا یا ہے میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا عرض کی کہ کیا وہ جھوٹی ہے فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ جھوٹی ہے اور جو کہنا تھا وہ کہہ دیا تم اسے اپنے آپ سے جدا کر دو۔

عثمان بن طلحہ...... ابن ابی طلحہ ابی طلحہ کا نام عبداللہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار ابن قصی تھا ان کی والدہ سلافتہ الصغریٰ بنت سعد بن الشہید الضار میں سے تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عثمان مکہ واپس آ کر مقیم ہو گئے معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت کے ابتدائی دور میں وہیں ان کی وفات ہوئی۔

شیبتہ الحاجب...... ابن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار بن قصی ان کی والدہ ام جمیل بنت عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن الدار بن قصی تھین۔

شیبہ قریش کے ہمراہ قبیلہ ہوازن کے پاس حنین چلے گئے اور وہیں اسلام لائے شیبہ ہی صفیہ بنت شیبہ کے والد تھے یزید بن معاویہ کے زمانے تک زندہ رہے۔

نضر بن الحارث...... ابن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن الدار بن قصی کنیت ابوالحارث تھی ان کی والدہ حارث بن عثمان بن عبد الدار بن قصی کی بیٹی تھیں۔

حنین میں اسلام لائے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ دیے تھے ان کے بھائی نضر بن الحارث کو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے علی بن ابی طالب نے بدر ہی کے دن صفراء میں بہادری کے ساتھ قتل کر دیا تھا۔

نضیر کی اولاد میں محمد بن المرتفع بن النضیر تھے جن سے سفیان بن عینیہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ابوالسنابل بن بعلک...... ابن الحارث بن السباق بن عبدالدار بن قصی ان کی والدہ عمرہ بنت اوس ابن ابی عمرو بنی عذرہ میں سے تھیں سبیعہ بن الحارث الاسمیہ ان کی بی بی تھیں۔

صفوان بن امیہ...... ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی کنیت ابو وہب تھی ان کی والدہ صفیہ بنت معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح تھیں۔
صفوان بن حنین میں اسلام لائے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حنین کے مال غنیمت سے پچاس اونٹ دیئے۔

آنحضرت ﷺ سے محبت ہوگئی...... صفوان بن امیہ سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے مال عطا فرمایا آپ ﷺ میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت تھے پھر اتنا فرمایا کہ آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوگئے۔ محمد بن نے کہا کہ صفوان بن امیہ سے کہا گیا کہ اس کا اسلام نہیں جو ہجرت نہ کرے وہ مدینے گئے اور اس کی اطلاع دی فرمایا کہ اے ابو وہب جب تم نے مکے کی ریگستانی زمین کی طرف لوٹے تھے تو میں نے تمہارے خلاف ارادہ کیا تھا۔
ہجرت کے بعد وہ پھر مکے واپس آگئے اور وہیں مقیم رہے جس وقت لوگ مکہ سے جنگ جمل کے لئے نکلے ان کی وفات ہوئی یہ شوال ۳۶ھ میں ہوا۔ لوگوں کو جنگ جمل میں شریک ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔

ابومحذورہ...... نام اوس بن معر بن لوزان بن ربیعہ بن عویج بن سعد بن جمح تھا ان کی والدہ خزاعیہ تھیں۔

نام...... ابن سعد نے کہا کہ ایک شخص کو ابومحذورہ کا نسب بیان کرتے سنا کہ ان کا نام سمرہ بن عمیر بن لوزان بن وہب بن سعد بن جمح تھا ان کا ایک حقیقی بھائی تھا جس کا نام اوس تھا اور جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا۔
ابومحذورہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے ہجرت نہیں کی۔

مؤذن بننے کا واقعہ...... زبیر بن المنذر بن ابی اسید الساعدی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن تشریف لائے تو ابومحذورہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا مؤذن بنوں گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اذان کہا کرو وہ بلال کے ساتھ اذان کہا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینے واپس ہوئے تو ابومحذورہ رہ گئے کہ مکہ میں اذان کہیں انہوں نے ہجرت نہیں کی۔
محمد بن عمر نے کہا کہ اب تک اذان مسجد حرام مکہ میں ان کے بیٹوں کے بیٹیوں میں وراثۃ چلی آتی ہے ابومحذورہ کی وفات مکے میں ۵۹ھ میں ہوئی۔

مطیع بن الاسود...... ابن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ انیسہ بنت

امر بن الفضل خزاعہ کی تھے اور عجماء (یعنی گونگی) تھیں مطیع فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

عامر سے مروی ہے کہ عصاۃ قریش (یعنی جن کا عاصی مبنی نافرمان تھا) میں سے فرمانبردار کے کوئی شخص نہیں پایا گیا جس کا نام عاصی (نافرمان) ہو اور رسول اللہ ﷺ نے مطیع رکھ دیا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ مطیع کی وفات عثمان بن عفانؓ کی خلافت میں ہوئی۔

ابوجہم بن حزیفہ...... ابن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب ان کی والدہ بشیرہ بنت عبداللہ بن عدی بن کعب میں سے تھیں فتح مکہ میں اسلام لائے۔عمر بن خطاب کی شہادت کے بعد ان کی وفات ہوئی

ابوقحافہ...... نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی تھا ان کی والدہ قتیلہ بنت اداۃ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب تھیں۔

قبول اسلام...... اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے مکے میں داخل ہو کر مطمئن ہو گئے اور مسجد میں بیٹھے تو ابوبکر آپ کے پاس ابوقحافہ کو لائے رسول اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبکر تم نے ان بوڑھے کو کیوں نہ چھوڑ دیا میں خود ہی ان کے پاس آتا عرض کیا کہ یا رسول اللہ انہیں زیادہ مناسب ہے کہ وہ آپ کے پاس آئیں بجائے اس کے کہ آپ ان کے پاس جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے آگے بٹھا لیا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ اے ابوقحافہ سلام قبول کرو تو سلامت رہو گے (ورنہ دوزخ میں جاؤ گے) وہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور کلمہ شہادت پڑھ لیا جب نہیں رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچایا گیا تو سر اور ڈاڑھی کی یہ کیفیت تھی کہ ثغامہ کے سفید درخت کی طرح معلوم ہوتی تھی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس بڑھاپے کے رنگ کو بدل دو اور اسے سیاہی سے بچاؤ۔

مہندی لگوانا...... ابر سے مروی ہے کہ یوم الفتح میں ابوقحافہ کو لایا گیا ان کا سر ثغامہ معلوم ہوتا تھا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کو ازدواج مطہرات کے پاس لے جاؤ (غالباً حضرت عائشہ کے پاس جو ابوقحافہ کی حقیقی پوتی تھیں) کہ بڑھاپے کے رنگ کو بدل دیں انہیں سیاہی سے (یعنی کالے خضاب سے) بچانا۔

عکرمہ بن خالد سے مروی ہے کہ ابوقحافہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا ان کا سر ثغامہ (سفید درخت معلوم ہوتا تھا چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی پھر آپ نے فرمایا کہ بڑے میاں کا سر رنگ حنا سے بدل دو۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوقحافہ کی ڈاڑھی میری نظر میں ہے ایسی سرخ معلوم ہوتی تھی جیسے درخت عرفج کی چنگاری۔

محمد بن عمر نے کہ کہ ابوقحافہ نے ہجرت نہیں کی مکے ہی میں رہے ابوبکر صدیق کی وفات ہوئی تو ابوقحافہ چھٹے حصے کے ان کے وارث ہوئے اس کو انہوں نے ابوبکر کی اولاد کو واپس کر دیا ابوقحافہ کی وفات مکے میں محرم ۱۴ھ میں ہوئی اس وقت ستانوے سال کے تھے۔

مہاجرین قنفذ......ابن عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ان کی والدہ ہند بنت الحارث بن مسروق بنی غنم بن مالک بن کنانہ میں سے تھیں فتح مکہ کے دن اسلام لائے ،مہاجر نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

مطلب بن ابی وداعہ......ابی وداعہ کا نام حارث بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب بن لوئی تھا ان کی والدہ اروی بنت الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبدمناف تھیں۔

سہیل بن عمرو......ابن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی ان کی والدہ حبی بنت قیس بن ضبیس خزاعہ میں سے تھیں۔

مختصر احوال......سہیل بن عمرو اپنے شرک قائم ہونے کے باوجود نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حنین گئے پھر الجعرانہ میں اسلام لائے۔رسول اللہ ﷺ نے انہیں غنائم حنین سے سو اونٹ عطا فرمائے۔سہیل نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہیں۔

ابن سعد بن ابی فضالہ الانصاری سے جو صحابی تھے مروی ہے کہ جن ایام میں ابوبکر صدیق نے مجھے اور سہیل بن عمرو کو غازی بنایا تو میں اور وہ یہ ملک شام تک ساتھ رہے پھر میں نے سہیل سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں تھوڑی دیر کھڑا رہنا بھی اپنے متعلقین میں ساری عمر عبادت سے بہتر ہے۔

سہیل ے سنا کہ میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہوں گا جب تک کہ مجھے موت نہ آجائے اور میں مکہ مکرمہ کبھی واپس نہ جاؤں گا ۱۸ھ کی وبائے عمواس میں ملک شام میں وفات پا گئے کنیت ابو یزید تھی۔

عبداللہ بن السعدی......سعدی کا نام عمرو بن واقدان بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل ابی عامر بن لوئی تھا ان کی والدہ حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کی بیٹی تھیں عبداللہ بن السعدی فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

حویطب بن عبدالعزیٰ......ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی کنیت ابو محمد تھی ان کی والدہ زینب بنت علقمہ بن غزوان بن یربوع ابن الحارث بن منقذ تھیں حویطب بن عبدالعزیٰ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔

مختصر احوال......منذر بن الجہم سے مروی ہے کہ حویطب بن عبدالعزیٰ العامری ایک سو بیس سال کی عمر کو پہنچے ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں رہے فتح مکہ کے دن اسلام لائے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حنین طائف میں حاضر ہوئے رسول اکرم ﷺ نے انہیں حنین کے مال غنیمت سے سو اونٹ عطا فرمائے حویطب کی وفات

۵۴ھ میں معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

ضرار بن الخطاب……ابن مرواس بن کبیر بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب ابن فہر قریش کے شہ سوار اور شاعر تھے فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکہ ہی میں مقیم رہے یمامہ گئے اور شہید ہو گئے۔

ابو عبدالرحمٰن الفہری……میں نے ایک شخص سے سنا کہ ان کا نام کرز بن جابر تھا ابی عبدالرحمٰن الفہری سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوہ حنین میں شریک ہوئے انہوں نے اس کے متعلق ایک طویل حدیث بیان کی ہے۔

عتبہ بن ابی لہب……ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھا ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور مکے ہی میں مقیم رہے، ہجرت نہیں کی غزوہ حنین میں نبی کریم ﷺ کے ہمرکاب تھے اس روز رسول اللہ ﷺ کے جو اہل بیت آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے ان میں یہ بھی تھے۔

بنی ہاشم میں سے فتح مکہ کے بعد سوائے عتبہ ومعتب فرزندان ابولہب کے کسی نے مکہ میں قیام نہیں کیا۔

معتب بن ابی لہب……ابن عبدامطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی ان کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ تھیں فتح مکہ کے دن اسلام لائے رسول اکرم ﷺ کے ہمرکاب حنین گئے اور اس روز رسول اللہ ﷺ کے جو اہل بیت وصحابہ ثابت قدم رہے ان میں وہ بھی تھے اسی روز ان کی آنکھ زخمی ہوئی۔

یعلیٰ بن امیہ……ابن ابی بن عبیدہ بن ہمام بن الحارث بن بلیر بن زید بن مالک بن حنظلہ ابن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم ان کی والدہ منیہ بنت جابر بن وہب بن نسیب ابن زید بن مالک بن الحارث بن عوف بن مازن بن منصور تھیں یعلی بن امیہ بنی نوفل بن عبدمناف کے حلیف تھے وہ خوف اور ان کی والدہ امیہ اور ان کے بھائی سلمہ بن امیہ اسلام لائے۔ یعلیٰ وسلمہ فرزندان امیہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تبوک میں حاضر ہوئے یعلی نے عمر سے روایت کی ہے۔

یعلی بن امیہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ جیش العسرۃ یعنی غزوہ تبوک میں تھا یہ میرا سب سے زیادہ قبول عمل تھا۔

حجیر بن ابی اہاب……ابن عزیز بن قیس بن سوید بن ربیعہ بن زید بن عبداللہ بن دارم بنی تمیم کے تھے اور بنی نوفل بن عبدمناف کے حلیف تھے۔

عمیر بن قتادہ...... ابن سعد بن عامر بن جندع بن لیث بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ عبید ابن عمیر اللیثی کے والد تھے۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ یارسول اللہ اسلام کیا ہے آپ نے اس کے طریقے بتائے حدیث طویل ہے۔

ابوعقرب...... نام خویلد بن خالد بن بجیر بن عمرو بن حماس بن عریج بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ تھا اسلام لائے اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے ان کے بیٹے۔

عمرو بن ابی عقرب...... نبی کریم ﷺ کی صحبت پائی آپ کو دیکھا اور آپ سے روایت کی ابی نوفل بن ابی عقرب کے دادا تھے ابی نوفل کا نام معاویہ بن مسلم بن عمرو بن ابی عقرب تھا ابونوفل آخر تک بصرہ میں رہے اور ان سے بصریین نے روایت کی

ابوالطفیل...... نام عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمیر بن جابر بن حمیس بن جزء بن سعد بن لیث تھا۔

کلدہ بن حنبل...... صفوان بن امیہ کے اخیافی بھائی تھے۔

کلدہ بن الحنبل سے مروی ہے کہ فتح مکے کے دن صفوان بن امیہ نے نبی کریم ﷺ کو میرے ہاتھ پیوسی اور ہرن کا بچہ اور کھیرے بھیجے نبی کریم ﷺ وادی کے بالائی حصے میں تھے میں اندر گیا نہ اجازت مانگی اور نہ سلام کیا نبی کریم ﷺ نے کہا کہ باہر جاؤ اور کہو کہ اسلام علیکم میں اندر آتا ہوں یہ واقعہ صفوان کے اسلام لانے کے بعد کا ہے ایک روایت اور بھی ہے مگر اس میں امیہ نے یہ نہیں کہا میں نے کلدہ سے سنا ہے۔

یسر بن صفوان...... ابن عمرو بن عویمر بن صرمہ بن عبداللہ خزاعہ کے تھے انہیں کو نبی کریم ﷺ نے اسلام کی تحریری دعوت دی تھی۔

کرز بن علقمہ...... ابن ہلال بن جریبہ بن عبدنہم بن حلیل بن حبشیہ بن سلول خزاعہ کے تھے۔

یہ وہی شخص ہیں جب نبی کریم ﷺ اور ابوبکر ہجرت کر کے مدینے کی طرف چلے تو آپ کے نقش قدم پر چلے اور اس غار تک پہنچ گئے جس میں آپ دونوں تھے اور کہا کہ نشان قدم یہاں تک ختم ہو گیا۔

یہ وہی شخص ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا قدم مبارک دیکھ کر کہا کہ یہ اسی قدم کا حصہ ہے جو مقام ابراہیم میں ہے یعنی قدم ابراہیم علیہ السلام کا۔

کرز نے بڑی عمر پائی فتح مکہ کے دن اسلام لائے معاویہ بن ابی سفیان نے عامل مکہ کو لکھا کہ اگر علقمہ زندہ ہوں تو ان سے کہو کہ علامات حرم بتا دیں۔ انہوں نے بتا دیئے وہی اب تک ان لوگوں کی علامات ہیں۔

تمیم بن اسد...... ابن سوید بن اسعد بن مشنوء بن عبد بن عبد بن جتر خزاعہ سے تھے اور شاعر تھے نبی کریم ﷺ نے انہیں فتح مکہ کے دن حرم کے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا۔

اسود بن خلف سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن قرن کے پاس لوگوں سے بیعت لیتے دیکھا قرن وہ مصقلہ (صیقل کرنے کا مقام) تھا جس کی طرف ابی ثمامہ کے مکانات کا پانی بہتا تھا اور جو ابن سمرہ کے مکان اور اس کے اطراف کے درمیان تھا اسود نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ مرد عورتیں بچے بوڑھے حاضر ہوئے اور اسلام پر کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پر بیعت کر رہے تھے۔

بدیل بن ورقاء...... ابن عبد العزیٰ بن ربیعہ بن جریٰ بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو ابن ربیعہ خزاعی تھے یہ وہی تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اسلام کی تحریری دعوت دی تھی۔

ابو شریح الکعبی...... نام خویلد بن صخر بن عبد العزیٰ بن معاویہ بن الخترش بن عمرو بن زمان ابن عدی بن عمرو بن ربیعہ تھا خزاعی تھے زمان و مازن دونوں بھائی تھے۔

نافع بن عبد الحارث...... ابن حبالہ بن عمیر بن الحارث حارث ضبشان بن عبد عمرو بن عمرو بن لوئی ابن ملکان بن افصیٰ تھے جو خزاعی تھے نافع بن عبد الحارث مکے پر عمر بن خطاب کے والی تھے۔

علقمہ بن الغفواء...... ابن عبید بن عمرو بن زمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ خزاعی تھے۔

محرش الکعبی...... بعض راوی انہیں مخرش کہتے ہیں۔

عبد الرحمٰن بن صفوان...... عبد الرحمٰن بن صفوان سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن میں نے کپڑے پہنے اور روانہ ہوا نبی کریم ﷺ جس وقت بیت اللہ سے برآمد ہوئے تو میں قدم بوس ہوا میں نے عمرؓ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے کیا کیا انہوں نے کہا کہ دو رکعت نماز پڑھی۔

لقیط بن صبرۃ العقیلی...... مکے کے قریب رکیہ وجلدان کے گرد رہا کرتے تھے اور کثرت سے مکہ آ کر رہتے تھے۔

کیسان...... انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں برء العلیا کے پاس نماز پڑھائی عبد الرحمٰن بن کیسان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ ثنیۃ العلیاء میں دن کی آخری دو نمازیں ظہر یا عصر میں سے ایک نماز ایک ہی چادر میں پڑھ رہے تھے جس کو آپ اس طرح اوڑھے ہوئے تھے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے ہاتھ پر ڈال دیا تھا۔

مسلم ...... بنت مسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا کہ غراب (کوا) فرمایا کہ تمہارا نام مسلم ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابزی مولائے خزاعہ ...... عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزی نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آنحضرت ﷺ جب سجدہ کرتے تھے تو تکبیر نہیں کہتے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابزی مکے کے گورنر تھے نافع بن الحارث جب عمر بن خطاب کے پاس روانہ ہوئے تو انہیں اپنا جان نشین بنا گئے تھے۔

اہل مکہ کا وہ پہلا طبقہ جس نے عمر بن خطابؓ سے روایت کی

علی بن ماجدۃ السہمی ...... ماجدہ کے والد تھے ابوبکر وعمر بن خطاب سے روایت کی ہے۔

عبید بن عمیر ...... ابن قتادہ اللیثی کنیت ابو عاصم تھی ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

ابوخلف مولائے بنی جمح نے ایک حدیث عائشہ سے روایت کی ہے جس میں عبید بن عمیر کا ذکر ہے ان کی کنیت ابو عاصم تھی۔

پہلے قصہ گو ...... ثابت سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب کے زمانے میں سب سے پہلے جس نے قصہ بیان کیا وہ عبید بن عمیر تھے۔

کسی نے عطاء سے کہا کہ جن لوگوں نے قصہ بیان کیا ان میں سے سب سے پہلے کون ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عبید بن عمیر۔

عطاء سے مروی ہے کہ میں اور عبید بن عمیر عائشہ کے پاس گئے انہوں نے کہا کہ یہ کون ہیں۔ عرض کیا کہ میں عبید بن عمیر ہوں فرمایا کہ اہل مکہ کے قصہ گو عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا کہ کمی کرو کیوں کہ ذکر کا ثواب کہیں زیادہ ہے

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے عبید بن عمیر کو دیکھا کہ سر کے بال ان کی گدی تک یا اس کے قریب تک تھے۔

عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ میں نے عبید بن عمیر کو دیکھا کہ ڈاڑھی زرد تھی۔

ابوسلمہ بن سفیان ...... ابن عبدالاسد المخزومی ان کی والدہ ام جمیل بنت المغیرہ بن ابی العاص ابن امیہ تھیں انہوں نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے۔

حارث بن عبداللہ...... ابن ابی ربیعہ بن المغیرہ ان کی والدہ ام ولد تھیں قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن علقمہ

عبداللہ بن ابی عمار...... جو قریش سے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن خطاب کو ایسی جگہ نماز پڑھتے دیکھا جہاں لوگوں میں آسیب کا خطرہ تھا قلیل الحدیث تھے۔

سباع بن ثابت...... بنی زہرہ کے حلیف تھے عمرؓ سے روایت کی ہے قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن خالد الکعبی...... خزاعہ کے قبیلے سے تھے اور قلیل الحدیث تھے انہوں نے عمر سے سنا ثنیہ لفت کے پیچھے قدیر میں رہتے تھے ان کے والد خالد الاشعر اور کرز بن جابر الفہری فتح مکہ کے دن شہید کر دئے گئے۔ یہ دونوں راستہ بھول گئے تھے مشرکین کا ایک لشکر ملا جس نے ان لوگوں کو قتل کر دیا یہی ان حزام بن ہشام کے والد تھے جن سے عبداللہ بن مسلمہ بن تغب اور ابوالنضر ہاشم بن القاسم اور محمد بن عمر وغیرہ نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن صفوان...... ابن امیہ بن خلف انہوں نے عمر بن خطاب سے روایت کی ہے۔

سعید بن الحویرث...... قلیل الحدیث تھے۔

خیثم...... قارہ کے ایک شخص تھے عبداللہ بن عثمان بن خیثم کے دادا تھے عمرؓ سے روایت کی ہے۔

قبیلہ قارہ کے ایک شخص خیثم سے مروی ہے کہ سعید نے کہا کہ وہ ابن خیثم کے دادا تھے انہوں نے کہا عمر بن خطاب آئے جو لوگوں کو مروی پہاڑ کے پاس زمین دے رہے تھے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین مجھے بھی زمین دیجئے جو میرا اور میری اولاد کا مکان ہو۔ عمر نے انکار کیا اور کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اس میں وہاں کا رہنے والا اور باہر کا رہنے والا برابر ہے۔

مجاہد بن جبر...... ان کی کنیت ابوالحجاج تھی قیس بن السائب المخزومی کے مولیٰ تھے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں اپنے آقا سائب کی جو نابینا تھے رہبری کرتا تھا وہ کہتے کہ اے مجاہد کیا آفتاب ڈھل گیا میں ہاں کہتا تو وہ اٹھ کر ظہر کی نماز پڑھتے۔

ابراہیم بن عبدالاعلی سے مروی ہے کہ مجاہد کی کنیت ابوالحجاج تھی۔

فضل بن میمون سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو کہتے سنا کہ میں نے قرآن کے تیس دور ابن عباس سے کئے ہیں۔

عادات ولباس......فطر سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی سفید تھی۔

قرہ بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے مجاہد کو دیکھا کہ سر اور ڈاڑھی سفید تھی

لیث سے مروی ہے کہ عطاء اور طاؤس اور مجاہد انگوٹھی نہیں پہنتے تھے۔

اعمش سے مروی ہے کہ میں جب مجاہد کو دیکھتا تو خیال کرتا تھا کہ وہ ایسے خربندج (اصفحہ نمبر ۴۳۰) ہیں جس کا گدھا کھو گیا ہو اور وہ فکر میں ہیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے اعمش سے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا کہ جو مجاہد کی تفسیر سے پرہیز کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ مجاہد اہل کتاب سے پوچھتے ہیں دوسری روایت میں ہے کہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ مجاہد جابر کی کتاب سے روایت کرتے ہیں۔

وفات......مجاہد کے بعض شاگردوں سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات سجدے کی حالت میں ہوئی۔

سیف بن سلیمان سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات مکے میں ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات کے دن تراسی سال کی عمر کو پہنچ گئے تھے۔

فضل بن دکین سے مروی ہے کہ مجاہد کی وفات ۱۰۲ھ سجدے کی حالت میں ہوئی۔

یحییٰ بن سعید القطان سے مروی ہے کہ مجاہد وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی فقیہ عالم ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

عطاء بن ابی رباح......ابی رباح کا نام اسلم تھا عطاء الجند کے جو یمن کے دیہات میں سے تھا غیر خالص عربوں میں سے تھے مکے میں پیدا ہوئے اور ابو میسرہ بن ابی خثیم الفہری کے خاندان کے مولیٰ تھے۔

مختلف احوال......عطاء سے مروی ہے کہ میری اتنی عمر تھی کہ قتل عثمان کو سمجھتا تھا۔

عبد الملک سے مروی ہے کہ عطاء کی کنیت ابو محمد تھی۔

عطاء سے مروی ہے کہ وہ قرآن کی تعلیم دیتے تھے لوگوں نے کہا کہ وہ ثقہ و عالم و فقیہ و کثیر الحدیث تھے۔

علمی مرتبہ......اسلم المنقری سے مروی ہے کہ میں ابو جعفر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ عطاء بن ابی رباح ان کے پاس سے گزرے کہنے لگے کہ روئے زمین پر عطاء بن رباح سے زیادہ مسائل حج کا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

بسام الصیرفی سے مروی ہے کہ کسی نے ابوجعفر کے پاس مسائل حج کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ روئے زمین پر عطا بن ابی رباح سے زیادہ مسائل حج کا جاننے والا کوئی نہیں ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ عطاء سب سے زیادہ مسائل حج کا علم رکھتے تھے۔

اسلم المنقری سے مروی ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ ابومحمد کہاں ہیں؟ لوگوں نے سعید بن جبیر کی طرف اشارہ کیا پھر اس نے کہا کہ ابومحمد کہاں ہیں؟ سعید نے کہا کہ اس جگہ عطاء کے ہوتے ہوئے ہمارے لئے کچھ نہیں ہے۔

سلمہ سے مروی ہے کہ ان تین شخصوں عطاء و طاؤس و مجاہد کے علاوہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اس علم سے صرف خدا کی خوشنودی چاہتا ہو۔

اسماعیل بن امیہ سے مروی ہے کہ عطاء کلام کرتے تھے جب ان سے مسئلہ دریافت کیا جاتا (تو ان کے علم کی یہ حالت تھی) گویا (منجانب اللہ) ان کی تائید کی جاتی تھی۔

یعقوب بن عطاء سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کوئی چیز اس قدر یاد کرتے نہیں دیکھا جس قدر خرید و فروخت کے مسائل کو یاد کرتے تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے بہتر کوئی مفتی نہیں دیکھا، ان کی مجلس میں صرف اللہ ہی کا ذکر ہوتا تھا جس کا سلسلہ نہ ختم ہوتا اور لوگ بھی اسی میں مشغول رہتے تھے اگر وہ کلام کرتے یا ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اچھا جواب دیتے تھے۔

معاذ بن سعید الاعور سے مروی ہے کہ ہم لوگ عطا کے پاس تھے ایک شخص کوئی حدیث بیان کی دوسرے شخص نے درمیان سے اسے کاٹ دیا عطاء ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیسے اخلاق ہیں اور یہ کیسی طبعیتیں ہیں، واللہ ایک شخص ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو میں اس سے زیادہ جانتا ہوں اور اکثر تو وہ اسے مجھی سے سنے ہوئے ہوتا ہے مگر میں اس کے آگے خاموش ہو جاتا ہوں اور اسے یہ یقین کراتا ہوں کہ گویا میں نے اس کے قبل اسے نہیں سنا۔

عمرو بن عاصم نے کہا کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن المبارک سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں اپنا جوتا نہ اتاروں گا جب تک کہ مہدی (راوی حدیث) کے پاس جا کر اس کو ان سے نہ سن لوں۔

ابوالملیح سے مروی ہے کہ میں نے اور ایک اور شخص نے حج کیا میں عطاء بن ابی رباح کے پاس آیا کہ ان سے کوئی مسئلہ دریافت کروں، ان کے پاس بیٹھ گیا، ایک حبشی حنا کا خضاب لگا رہا تھا ان کے پاس گورنر مکہ کا قاصد آیا اور اس نے انہیں اٹھا دیا میں پلٹ کر ان کے پاس نہیں آیا۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ عطاء جب کچھ بیان کرتے تو میں پوچھتا کہ یہ علم ہے یا آپ کی رائے؟ اگر وہ مقتول ہوتا تو علم کہتے اور اگر ان کی رائے ہوتی تو رائے کہتے۔

ایمان و اعمال

عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ واللہ تمام اہل زمین کے ایمان کو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر نہیں سمجھتا اور میں اہل مکہ کے ایمان کو عطاء کے ایمان کے برابر نہیں سمجھتا۔

عطاء سے مروی ہے کہ اپنے مردہ والدین کی طرف سے صدقہ فطر دیتے تھے اور وفات تک اسے ادا کرتے

رہے۔ابو معاویہ المغربی سے مروی ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان دیکھا۔فطر سے مروی ہے کہ میں نے عطا کو دیکھا کہ ڈاڑھی میں زرد خضاب کرتے تھے۔

بعض اہل علم سے مروی ہے کہ عطاء کالے،کانے،چپٹی ناک والے،گنجے اور لنگڑے تھے،اس کے بعد نابینا ہو گئے تھے،اہل مکہ کا فتویٰ ان کے اور مجاہد کے زمانے میں انہیں دونوں کے پاس تھا اور اس کا اکثر حصہ عطاء کے پاس تھا۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ عطاء کی وفات مکہ میں ۱۱۵ھ میں ہوئی۔

ابوالملیح سے مروی ہے کہ عطاء کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی،جب میمون کو ان کی خبر مرگ پہنچی تو کہا کہ انہوں نے اپنے بعد کوئی اپنے جیسا نہیں چھوڑا۔

یوسف بن ماہک......انہوں نے اپنی والدہ سے جن کا نام مسیکہ تھا روایت کی ہے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ یہ یوسف بن ماہک ہے جو موت کی تمنا کرتے ہیں،انہوں نے اس کی مذمت کی اور کہا کہ انہیں کیا معلوم کہ موت سے کیسا واسطہ پڑیگا۔

وفات......ام یوسف بنت ماہک سے مروی ہے کہ جب یوسف کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ انہیں ان کے کپڑوں میں کفن دیا جائے،انہیں کپڑوں میں وہ جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے اور یہ وصیت کی کہ ان کے چہرے پر اور اس کپڑے پر جو جنازے پر ڈالا جائے حنوط (عطریت) نہ لگائیں اور کہا کہ میرے دونوں پاؤں کسی عمامے سے باندھ دیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یوسف بن ماہک کی وفات ۱۱۳ھ میں ہوئی،میں نے کسی اور سے سنا کہ ان کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی،ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مِقسم......عبداللہ بن عباس کے صحبت یافتہ اور عبداللہ بن الحارث بن نوفل ابن الحارث بن عبدالمطلب کے آزاد کردہ غلام تھے،کنیت ابوالقاسم تھی،ابن عباس کے ساتھ رہے اور ان سے روایت کی ہے،بعض لوگ ابن عباس کے ساتھ رہنے اور خدمت کرنے کی وجہ سے انہیں ابن عباس کا آزاد کردہ غلام کہتے تھے حالانکہ وہ عبداللہ بن الحارث ہی کے مولیٰ تھے،سب نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۱ھ میں ہوئی،کثیر الحدیث وضعیف تھے۔

عبداللہ بن خالد......ابن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف،ان کی والدہ ریطہ بنت عبداللہ بن خزاعی بن اسید ثقیف کی تھی۔

اولاد کی تفصیل......عبداللہ بن خالد کے ہاں خالد وامیہ وعبدالرحمٰن پیدا ہوئے،ان سب کی والدہ ام جحیر بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی تھیں۔عثمان بن عبداللہ،ان کی والدہ ام سعید بنت عثمان بن عفان تھیں۔عبدالعزیز وعبدالملک،ان دونوں کی والدہ ام حبیب بنت جبیر بن مطعم بن عدی بن

نوفل بن عبد مناف تھیں۔

عمران بن عبداللہ وعمرو وقاسم وام عمرو وزینب، ان سب کی والدہ سریہ بنت عبد عمرو حصین بن حزیفہ بن بدر الفزاری تھیں۔

محمد وحصین ومخارق وام عبدالعزیز وام عبدالملک وام محمد ومریم، ان سب کی والدہ ملیکہ بنت الحصین بن عبد یغقث بن الازرق قبیلہ مراد کی تھی۔

ابو عثمان بن عبداللہ ایک ام ولد سے تھے اور حارث بن عبداللہ ایک ام ولد سے، عبداللہ بن خالد قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ...... ابن عبدالرحمٰن بن سابط بن ابی حمیضہ بن عمرو بن اہیب بن حذافہ بن جمح، اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ۱۱۸ھ میں ہوئی، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبیداللہ...... ابن عبداللہ بن ابی ملیکہ بن عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن (سعد بن) تیم ابن مرہ، ان کی والدہ میمونہ بنت الولید بن ابی الحسین بن الحارث بن عامر بن نوفل ابن عبد مناف تھیں، ابی ملیکہ کا نام زہیر تھا عبداللہ بن عبیداللہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

قاضی بننا...... ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ مجھے ابن زبیر نے قاضی بنایا تھا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ ابن زبیر نے مجھے طائف کا قاضی بنا کر بھیجا، میں نے ابن عباس سے کہا کہ انہوں نے مجھے قضاء طائف پر مامور کر کے بھیجا ہے مگر مجھے آپ سے مسائل قضا پوچھے بغیر چارہ نہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ اچھا تمہیں جو معاملہ پیش آئے مجھ سے دریافت کر لینا۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں طائف میں قاضی تھا۔

نافع بن عمرو سے مروی ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ رمضان کی تراویح میں قاریوں کی قرأت کو گراں سمجھتے تھے، مجھ سے کہا کہ میں تو تراویح کی ایک رکعت میں سورۂ ملائکہ پڑھتا تھا مگر کسی نے اس کی شکایت نہیں کی۔ محمد بن عمرو نے کہا کہ عبداللہ بن السائب کے بعد ابن ابی ملیکہ رمضان میں مکہ میں لوگوں کو تراویح پڑھاتے تھے۔

وفات...... ابن ابی ملیکہ کی وفات مکہ میں ۱۱۷ھ میں ہوئی، انہوں نے ابن عباس وعائشہ ابن الزبیر وعقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہیں، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

ابوبکر بن عبیداللہ...... ابن عبداللہ بن ابی ملیکہ بن عبداللہ بن جدعان، ان کی والدہ میمونہ بنت الولید ابن ابی حسین بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف تھیں۔

ابوبکر بن عبیداللہ کے ہاں عبدالرحمٰن پیدا ہوئے ان کی والدہ عونہ بنت مصعب ابن عبدالرحمٰن بن عوف بن

عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ تھیں، انہوں نے ابوبکر سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

ابو یزید...... عبیداللہ بن ابی یزید کے والد تھے، ان سے ان کے فرزند نے روایت کی ہے۔

ابو نجیح...... ثقیف کے مولیٰ اور عبداللہ ابن ابی نجیح کے والد تھے، ابی نجیح کا نام یسار تھا، قلیل الحدیث تھے۔
واقدی نے کہا کہ ان کی وفات ۱۰۹ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن عبید...... داؤد العطاء سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر اہل مکہ میں سے سے زیادہ فصیح تھے
ایک ایسے شخص سے مروی ہے جو عبداللہ بن عبید بن عمیر کی بیماری میں ان کے پاس تھے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ کا جی کیا چاہتا ہے تو انہوں نے کہا کہ میرا جی صرف ایسے ماہر قاری کو چاہتا ہے جو میرے پاس قرأت کرے۔
محمد بن عمرو نے کہا کہ عبداللہ بن عبید بن عمیر کی وفات مکہ مکرمہ میں ۱۱۳ھ میں ہوئی، ثقہ وصالح تھے، ان کی احادیث ہیں۔

عمرو بن عبداللہ...... ابن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح الجمحی، ان کی والدہ بنت مطیع بن شریح بن عامر بن عوف بن ابی بکر بن کلاب تھیں، ان سے عمرو بن دینار وزہری نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے

صفوان بن عبداللہ...... ابن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح، ان کی والدہ حقہ بنت وہب بن امیہ ابن ا لصلت الثقفی تھیں،
صفوان بن عبداللہ بن صفوان کے یہاں عبداللہ وآمنہ پیدا ہوئیں، ان کی والدہ ام الحکم بنت امیہ بن صفوان تھی۔ زہری نے ان سے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن حکیم...... ابن صفوان بن امیر بن خلف، ان کی والدہ ابی بن خلف کی بیٹی تھیں۔
یحییٰ بن حکیم کے ہاں شرحبیل پیدا ہوئے، ان کی والدہ حسینہ بنت کلدہ ابن الحنبل تھی۔
یحییٰ بن حکیم، یزید بن معاویہ کی جانب سے والی مکہ تھے ان سے روایت بھی کی گئی ہے۔

عکرمہ بن خالد...... ابن العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ کلیب بن حزن بن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل کی بیٹی تھی۔
عکرمہ بن خالد کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے ان کی والدہ حفصہ بنت عبداللہ بن کلیب بن حزن تھی، سلیمان وام سعید ایک ام ولد سے تھیں، ام عبدالعزیز، ان کی والدہ جلالہ بنت عبداللہ بن کلیب بن حزن تھی ثقہ تھے، ان کی احادیث ہیں۔

محمد بن عباد...... ابن جعفر بن رفاعہ بنت امیہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ زینب بنت

عبداللہ بن السائب بن ابی السائب المخزومی تھیں، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن یحییٰ ...... ابن ہشام بن العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ان کی والدہ ام حکیم بنت ابی حبیب بن امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن المخزوم تھیں۔

ہشام بن یحییٰ کے ہاں یحییٰ وعبدالرحمٰن واسماعیل پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ ام حکیم بنت خالد بن ہشام بن العاص بن ہشام بن المغیرہ تھیں، ان کی احادیث ہیں۔

مسافع بن عبداللہ الاکبر ...... ابن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ، ابی طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھا، ان کی والدہ ام ولد تھی۔

مسافع بن عبداللہ کے ہاں عبداللہ ومصعب وعبدالرحمٰن پیدا ہوئے، ان سب کی والدہ سعدہ بنت عبداللہ بن وہب بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی تھی، مسافع قلیل الحدیث تھے۔

عبدالحمید بن جبیر ...... ابن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ، ان کی والدہ ابی عمرو بن الجن بن المرقع کی بیٹی تھی اور قبیلہ ازد کی شاخ غامد سے تھی۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ہشام بن محمد السائب الکلبی نے بیان کیا ہے کہ جن ابن المرقع بطور وفد کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔

عبدالحمید ثقہ وقلیل الحدیث تھے، ان سے ابن جریج وسفیان نے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن طارق ...... ابن علقمہ بن غنم بن خالد بن عریج بن جذیمہ بن سعد بن عوف بن الحارث بن عبدمناۃ بن کنانہ۔ عبدالرحمٰن قلیل الحدیث تھے۔

نافع بن سرجس ...... ثقہ وقلیل الحدیث تھے

مسلم بن یناق ...... قلیل الحدیث تھے

ایاس بن خلیفہ البکری ...... قلیل الحدیث تھے

ابوالمنہال ...... نام عبدالرحمٰن بن مطعم تھا، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابو یحییٰ الاعرج ...... نام مصدع تھا، معاذ بن عضراء انصاری کے مولیٰ تھے ان کی احادیث ہیں۔

ابوالعباس الشاعر ...... نام سائب بن فروخ تھا، بنی جذیمہ بن عدی بن الدیل بن بکر بن عبدمناۃ ابن کنانہ

کے آزاد کردہ علام تھے، قلیل الحدیث تھے اور شاعر تھے، ابن الزبیر کے زمانے میں مکہ میں تھے مگر ان کا دل بنی امیہ کے ساتھ تھا۔

عطاء بن مینا......ان سے کم روایات مروی ہیں۔

تیسرا طبقہ

امیہ بن عبداللہ......ابن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبدشمس، ان کی والدہ ام حجیر بنت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی تھی، قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن ابی خداش......ابن عتبہ بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی، ان کی والدہ صفیہ بنت اراکہ بنی الدیل کی تھی۔

ابراہیم بن ابی خداش کے ہاں عتبہ پیدا ہوئے، ان کی والدہ ہند بنت قیس ابن طارق سکاسک سے تھی، حمیر کے حلیف تھے۔

محمد بن المرتفع......ابن النضیر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی، ان کی والدہ ام ولد تھی۔ محمد بن المرتفع کے ہاں ایک ام ولد سے جعفر پیدا ہوئے۔ محمد بن المرتفع ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابن الرہین......نضر بن الحارث بن کلد کی اولاد سے تھے جو غزوہ بدر میں بحالت کفر مارا گیا۔

قاسم بن ابی بزہ......بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۱۲۴ھ میں مکہ میں ہوئی، ثقہ وقلیل الحدیث تھے، محمد بن سعد بن ابی بزہ کی روایت کے مطابق نام نافع تھا۔

حسن بن مسلم......ابن یناق، وفات طاؤس سے پہلے ہوئی، طاؤس کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی۔

ہرز برادر حسن بن مسلم نے ایک شخص سے کہا کہ جب تم کوفہ آنا تو لیث بن ابی سلیم کو تنگ کرنا اور کہنا کہ ابن حسن مسلم کی کتاب واپس کر دیں، کیوں کہ وہ انہوں نے ان سے لی ہے، حسن بن مسلم ثقہ تھے، ان کی احادیث ہیں۔

عمرو بن دینار......باذان کے مولیٰ تھے، عجمی تھے، عرب میں پیدا ہوئے۔

علماء کے قیف......طاؤس سے مروی ہے کہ ابن دینار نے اپنا کان ہر عالم کے لئے قیف بنا دیا تھا۔

ابن طاؤس سے مروی ہے کہ مجھسے والد نے کہا کہ جب تم مکہ آنا تو عمرو بن دینار ہی کے پاس رہنا کیونکہ ان کے دونوں کان علماء کے قیف تھے۔

سفیان نے کہا کہ عمر مسجد (حرم) میں آنا ترک نہ کرتے تھے حالانکہ انہیں گدھے پر سوار کر کے لایا جاتا تھا، میں نے انہیں اپاہج ہی پایا، کم عمری کی وجہ سے انہیں سوار نہیں کرا سکتا تھا، پھر ان کی سوار کرانے کی مجھ میں طاقت آ گئی، ان کا مکان (حرم سے) دور تھا انکی صحیح ہمیں پورے معلوم نہ تھی۔

روایات لکھنا ...... ایوب کہتے ہیں کہ جو روایت عمرو کی وجہ سے کسی سے روایت کی جاتی تھی تو میں انہیں آگاہ کرتا تھا کہتا تھا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو آپ کے لئے لکھ دوں تو وہ کہتے تھے ہاں۔

سفیان نے کہا کہ عمرو بن دینار سے کہا گیا کہ سفیان آپ کی روایت لکھتے ہیں تو وہ کروٹ لیٹ گئے اور روئے، اور کہا کہ میں اسے منع کرتا ہوں جو میری روایت لکھے، سفیان نے کہا کہ پھر ہم نے ان سے کوئی روایت نہیں لکھی ہم تو یاد رکھتے ہیں۔

معمر سے مروی ہے کہ میں نے عمرو بن دینار کو کہتے ہوئے سنا کہ جو لوگ ہم سے رائے دریافت کرتے ہیں انہیں ہم آگاہ کرتے ہیں تو وہ اسے اس طرح لکھ لیتے ہیں کہ گویا وہ پتھر میں نقش ہیں، ممکن ہے کہ کل ہم اس سے رجوع کر لیں۔

احتیاط ...... ایک شخص نے عمرو بن دینار سے کچھ دریافت کیا انہوں نے جواب نہیں دیا اس شخص نے کہا کہ اس کے متعلق میرے دل میں جو کچھ ہے لہذا مجھے جواب دیجئے، عمرو نے کہا واللہ تمہارے دل میں جبل ابی قیس کے برابر (اعتراض وشبہ) ہوتا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے دل میں اس میں سے بال کے برابر بھی ہو۔

سفیان سے مروی ہے کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ مجھ سیا بن ہشام نے کہا کہ میں آپ کے لئے وظیفہ جاری کر دوں کہ آپ لوگوں کو فتویٰ دیا کریں، میں نے کہا کہ میں اسے نہیں چاہتا۔

سفیان سے مروی ہے کہ عمرو معانی بیان کرتے تھے اور وہ فقیہ تھے۔ سفیان سے مروی ہے کہ میں نے ایوب کو کچھ روایتیں لکھ دیں اور ان کے متعلق عمرو بن دینار سے دریافت کیا۔ سفیان سے مروی ہے کہ عمرو خضاب نہیں لگاتے تھے۔

وفات ...... فضل بن دکین سے مروی ہے کہ عمرو بن دینار کی وفات ۱۲۶ھ میں ہوئی، بلد حرام کے مفتی تھے، ان کی وفات کے بعد ابن ابی نجیح فتویٰ دیا کرتے تھے، عمرو ثقہ وثبت (حافظ) وکثیر الحدیث تھے۔

ابوالزبیر ...... نام محمد بن مسلم بن تدرس تھا،

عطاء سے مروی ہے کہ ہم لوگ جابر بن عبداللہ کے پاس رہتے تھے وہ ہم سے حدیث بیان کرتے، جب ہم ان کے پاس سے نکلتے تو باہم ان کی حدیث کا ذکر کرتے، ابوالزبیر ہم سب سے زیادہ حدیث یاد رکھتے تھے۔

مختصر حالات ...... سفیان سے مروی ہے کہ ابوالزبیر خضاب نہیں لگاتے تھے۔

ابوالزبیر سے مروی ہے کہ عطاء مجھے جابر کے آگے کر دیا کرتے تھے کہ میں لوگوں کے لئے حدیث دریافت

کیا کروں۔

ثقہ وکثیر الحدیث تھے البتہ شعبہ نے انہیں کسی وجہ سے ترک کر دیا تھا، ان کا دعویٰ تھا کہ انہوں نے کسی معاملہ میں ان کا کوئی فعل دیکھا تاہم دیگر لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

عبید اللہ بن ابی یزید...... خاندان قائظ کے مولیٰ تھے، بنی کنانہ کے ان لوگوں میں سے تھے جو بنی زہرہ کے حلیف تھے، ابن جریج وسفیان بن عینیہ نے ان سے روایت کی ہے۔

سفیان نے کہا کہ میں نے عبید اللہ بن ابی یزید سے کہا کہ آپ کس کے ساتھ ابن عباس کے پاس جاتے تھے تو انہوں نے کہا کہ عطاء اور عوام کے ساتھ، طاؤس خواص کے ساتھ جاتے تھے۔

سفیان نے کہا کہ میں ان سے پوچھتا کہ آپ نے ابن عباسؓ کو کیا کام کرتے دیکھا اور کس حالت سے دیکھا، میں ان سے مسائل دریافت کرتا اور جو کچھ وہ چاہتے ان کے پاس لاتا۔

پرانے شیخ...... راوی نے کہا قبل اس کے کہ میں ابن جریج سے ملتا وہ ہم سے عبد اللہ کی حدیث بیان کرتے، ہم ان سے ان کے بارے میں پوچھتے تو وہ کہتے کہ یہ پرانے شیخ تھے، اس سے ہمیں شبہ ہوتا کہ ان کی وفات ہو چکی۔

ایک مرتبہ میں مکہ میں کسی مکان کے دروازے پر اپنے کام میں مصروف تھا کہ ایک شخص کو کہتے سنا کہ ہمیں عبد اللہ بن ابی یزید کے پاس لے چلو، میں نے کہا کہ کون عبد اللہ بن ابی یزید؟ اس نے کہا کہ اس مکان میں ایک شخص ہیں جنہوں نے ابن عباس سے ملاقات کی ہے مگر وہ اس قدر کمزور ہو گئے ہیں کہ باہر نہیں نکل سکتے، میں نے کہا کہ کیا میں تم لوگوں کے ساتھ ان کے پاس چل سکتا ہوں، ان لوگوں نے کہا ہاں۔

ہم انکے پاس گئے وہ لوگ ان سے مسائل پوچھنے لگے اور وہ ان لوگوں سے بیان کرنے لگے میں نے کہا کہ میں انہیں وہ حدیثیں بتاؤں گا جو ابن جریج نے ان کی روایت سے ہم سے بیان کی ہیں وہ مجھ سے ان حدیثوں کے متعلق بیان کرنے لگے۔

اس روز میں نے ان سے چند حدیثیں سنیں پھر ابن جریج کے پاس آیا اور پاس بیٹھ گیا انہوں نے حدیث بیان کرنا شروع کی یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن ابی یزید نے یہ یہ حدیث بیان کی، میں نے کہا کہ عبید اللہ بن ابی یزید نے مجھ سے یہ بیان کیا بولے کہ تم بھی ان کے پاس جا پہنچے۔

راوی نے کہا پھر میں ان کی وفات تک مسلسل ان کے پاس آمد ورفت کرتا رہا۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے سفیان بن عینیہ سے دریافت کیا کہ عبید اللہ بن ابی یزید کی وفات کب ہوئی، تو انہوں نے کہا کہ ۱۲۶ھ میں، وہ ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

ولید بن عبد اللہ...... ابن ابی مغیث، قلیل الحدیث تھے۔

عبد اللہ بن عمرو القاری...... قلیل الحدیث تھے

قیس بن سعد ...... کنیت ابوعبیداللہ، عطاء بن ابی رباح کے بعد ان کی مجلس کے خلیفہ تھے، انہیں کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے اور اسی میں مستقل ہو گئے تھے لیکن ان کی عمر زیادہ نہیں ہوئی، ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ۱۱۹ھ میں وفات ہوگئی، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن ابی نجیح ...... کنیت ابویسار تھی، ثقیف کے مولیٰ تھے۔

سفیان سے مروی ہے کہ ابن ابی نجیح خضاب نہیں لگاتے تھے، ۱۳۱ھ کے طاعون سے پہلے ان کی وفات ہو چکی تھی۔ محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن نجیح کی وفات ۱۳۲ھ میں مکہ میں ہوئی، ثقہ وکثیر الحدیث تھے، لوگ بیان کرتے ہیں کہ قدر[۱] کے قائل تھے۔

سلیمان الاحول ...... ابن ابی نجیح کے ماموں تھے، ثقہ تھے، ان کی حدیثیں ہیں۔

عبدالحمید بن رافع ...... ان سے سفیان الثوری نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

ہشام بن حجیر ...... سفیان بن عیینہ نے کہا کہ مجھ سے ابن شبرمہ نے کہا کہ مکہ میں ہشام بن حجیر کا نظیر نہ تھا، ثقہ تھے، ان کی احادیث ہیں۔

ابراہیم بن میسرہ ...... بعض اہل مکہ کے مولیٰ تھے۔

سفیان سے مروی ہے کہ ابراہیم بن میسرہ حدیث جیسی سنتے تھے ویسی ہی بیان کرتے تھے۔

سوائے عبدالرحمٰن بن یونس کے مروی ہے کہ ابراہیم بن میسرہ کی وفات مروان بن محمد کی خلافت میں ہوئی، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ ...... ابن ابی عمار قریش سے تھے، ان کے والد وہی ہیں جنہوں نے حضرت عمرؓ سے یہ روایت کی کہ انہوں نے ان کو خوب صورت فرش پر نماز پڑھتے دیکھا، ثقہ وکثیر الحدیث ہیں۔

عبداللہ بن کثیر الداری ...... ثقہ تھے، ان کی حدیثیں صحیح ہیں۔

اسماعیل بن کثیر ...... ابونعیم الفضل بن دکین سے مروی ہے کہ اسماعیل بن کثیر کی کنیت ابوہاشم تھی، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

کثیر بن کثیر ...... ابن المطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم، ان کی والدہ عائشہ بنت عمرو

---

[۱] یعنی قدریہ فرقے سے تعلق رکھتے تھے، اس کی تفصیل پیچھے گذر گئی ہے۔ اعجاز

بن ابی عقرب تھیں، ابی عقرب، خویلد بن عبداللہ بن خالد بن بجیر بن حماس بن عریج بن بکر بن مناۃ بن کنانہ تھے، انہیں سفیان بن عینیہ نے دیکھا ہے اوران سے روایت کی ہے ان کی وفات اس طرح ہوئی کہ کوئی پس ماندہ نہ تھا، شاعر وقلیل الحدیث تھے۔

صُدَیق بن موسیٰ......ابن عبداللہ بن الزبیر بن العوام، کنیت ابوبکر تھی ان کی والدہ ام اسحاق بنت مجمع بن زید بن جاریہ بن العطاف بن عمرو بن عوف میں سے تھی، ابن جریج نے صدیق ابن موسیٰ سے روایت کی ہے۔

صَدقہ بن یسار......غیر خالص عرب اور بعض اہل مکہ کے آزادشدہ غلاموں میں سے خلافت بنی عباس کے ابتدائی دور میں وفات ہوئی۔

سفیان بن عینیہ نے کہا کہ میں نے صدقہ بن یسار سے کہا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ تم لوگ خوارج ہو، انہوں نے کہا کہ میں ان میں تھا پھر اللہ نے مجھے بچادیا، ان کا خاندان اہل جزیرہ سے تھا، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن......ابن ابی حسین، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عمر بن سعید، ابن ابی حسین

عثمان بن ابی سلیمان......ابن جبیر بن مطعم بن قدی بن نوفل بن عبدمناف بن قصی، ثقہ تھے، ان کی احادیث ہیں۔

حُمید بن قیس الاعرج......زبیر بن العوام کے خاندان کے مولی تھے، اہل مکہ کے قاری تھے، ثقہ وقلیل الحدیث ہیں۔

وہیب بن الورد سے مروی ہے کہ اعرج مسجد (حرم) میں قرأت کرتے تھے جب وہ قرآن ختم کرتے تو لوگ ان کے پاس جمع ہوتے، جس رات انہوں نے قرآن ختم کیا ان کے پاس عطار آئے تھے۔

سفیان بن عینیہ نے کہا کہ حمید الاعرج اہل مکہ میں سب سے زیادہ علم حساب وعلم فرائض جانتے تھے اہل مکہ ان کی قرأت کے علاوہ کسی کی قرأت پر جمع نہیں ہوتے تھے انہوں نے مجاہد سے قرأت حاصل کی تھی، مکہ میں ان سے اور عبداللہ بن کثیر سے اچھا کوئی قاری نہ تھا۔

عمر بن قیس......لقب سندل تھا، لوگوں کے ساتھ فحش کلامی اور عجلت کرتے اس لئے لوگ ان کی حدیث سے باز رہے اور انہیں ترک کردیا، حدیث ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں۔

یہ حمید بن قیس کے بھائی ہیں، محمد بن سعد کہتے ہیں کہ عمر بن قیس وہی ہے کہ جس نے مالک کے ساتھ گستاخی کی تھی انہوں نے کہا کہ کبھی وہ خطا کرتے ہیں اور کبھی صحیح بات تک نہیں پہنچتے، یہ واقعہ مکہ کے گورنر کے پاس آیا

تو اس نے ان سے کہا کہ لوگ مالک جیسے ہوتے ہیں اور شیخ نے بے پروائی کی ہے، مالک کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں ان سے کبھی نہیں بولوں گا۔

منصور بن عبد الرحمٰن ...... ابن طلحہ بن طلحہ بن الحارث بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار، ان کی والدہ صفیہ بنت شیبہ الحاجب بن عثمان بن ابی طلحہ تھیں۔

منصور بن عبد الرحمٰن کے ہاں آمنۃ الکریم وصفیہ پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھی۔

ہشام بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے منصور بن عبد الرحمٰن کو جو خالد بن عبد اللہ کے زمانے میں بیت اللہ کے حاجب (دربان) تھے دیکھا ہے بہت بوڑھے تھے، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

سعید بن ابی صالح ...... وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی، قلیل الحدیث تھے۔

عبد اللہ بن عثمان ...... ابن خثیم، قارہ کے تھے اور بنی زہرہ کے حلیف تھے ان کی وفات آخر خلافت ابوالعباس واول خلافت ابوجعفر میں ہوئی، ثقہ تھے اور ان کی احادیث حسن ہیں۔

داؤد بن عاصم الثقفی ...... ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

مزاحم بن ابی مزاحم ...... قلیل الحدیث تھے۔

مصعب بن شیبہ ...... ابن جبیر بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار، ان کی والدہ ام عمیر بنت عبد الاکبر بن شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ تھیں، قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن عبد اللہ ...... ابن صیفی المخزومی، ثقہ تھے۔

وہیب بن الورد ...... ابن ابی الورد، مولائے بنی مخزوم، سکونت مکہ میں تھی عبادت گذاروں میں سے تھے، ان کی زہد ومواعظ کی حدیثیں ہیں، نام عبد الوہاب تھا، تصغیر کر کے وہیب کہہ دیا گیا، ان سے عبد اللہ بن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہیں۔

عبد الجبار بن الورد ...... ابن ابی ملیکہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، وہیب بن ورد کے بھائی ہیں۔

سلیمان ...... بنی البرساء کے آزاد کردہ غلام ہیں، قلیل الحدیث تھے۔

عمرو بن یحییٰ ...... ابن قمطہ، قلیل الحدیث تھے۔

یعقوب بن عطاء...... ابن ابی رباح، ان کی احادیث ہیں۔

عبداللہ...... اسماء کے آزاد کردہ غلام ہیں، قلیل الحدیث تھے۔

عبدالرحمٰن بن فروخ...... ان سے ابن عیینہ نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

مبنوذ بن ابی سلیمان ...... ان سے ابن عیینہ نے روایت کی ہے، قلیل الحدیث تھے۔

وردان بن صائغ...... وہ مکہ میں تھے، ان سے سفیان بن عیینہ نے روایت کی کہ میں نے ابن عمرؓ سے سونے کے بدلہ میں سونا (لینے دینے) کے بارے میں پوچھا۔

زُرزُر...... سفیان بن عیینہ نے کہا کہ وہ جبیر بن مطعم کے مولیٰ اور قلیل الحدیث تھے۔

عبدالواحد بن ایمن...... عبدالواحد بن ایمن سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے بیان کیا کہ وہ عتبہ بن ابی لہب کے غلام تھے، عتبہ کی وفات ہوگئی تو ان کے بیٹے کے وارث ہوئے، پھر انہیں ابن ابی عمرو نے خرید کر آزاد کر دیا، فرزندان عتبہ نے ولاء (میراث غلام) کی شرط ٹھیرالی (کہ یہ مریں گے تو ان کے مال کے ہم وارث ہوں گے) وہ عائشہ کے پاس گئے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بریرہ روایت کی۔

محمد بن شریک...... ان سے وکیع بن الجراح اور ابونعیم الفضل بن دکین نے روایت کی ہے۔

چوتھا طبقہ

عثمان بن الاسود الجمحی ...... وفات ۱۵۰ھ میں مکہ میں ہوئی، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

مثنیٰ بن الصّباح...... غیر خالص عرب تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۱۴۹ھ میں ہوئی، دوسروں نے کہا ۱۴۷ھ میں ہوئی۔

داؤد بن عبدالرحمٰن العطاردی سے مروی ہے کہ میں نے اس مسجد (حرم) میں مثنیٰ بن الصباح اور زنجی بن خالد سے زیادہ عبادت گذار کسی کو نہیں پایا، ان کی احادیث ہیں، حدیث میں ضعیف تھے۔

عبیداللہ بن ابی زیاد...... اہل مکہ کے کسی شخص کے آزاد کردہ غلام تھے، وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

عبدالملک بن عبدالعزیز ...... ابن جریج، کنیت ابوالولید تھی، جریج ام حبیب بنت جبیر کے غلام تھے جو عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کی بیوی تھی، اس لئے وہ ان کی ولاء کی طرف منسوب ہوگئے (یعنی مولیٰ کہلانے لگے) عبدالملک بن عبدالعزیز عام الحجاف ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، مکہ معظمہ میں ایک سال سیلاب آیا تھا اس کا نام عام الحجاف تھا۔

محمد بن عبدالانصار سے مروی ہے کہ ابن جریج ہم لوگوں کے پاس بصرہ میں سفیان بن معاویہ کی حکومت میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج سے ایک سال پہلے آئے۔

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے ابن جریج سے محدث کے پاس حدیث پڑھنے کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تم جیسے (فاضل) اس کو دریافت کریں، لوگوں نے صحیفے (تحریری احادیث) کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اسے لے کر یہ کہے کہ جو کچھ اس میں ہے میں اسے بیان کرتا ہوں اور انہیں پڑھے نہیں، لیکن جب اسے پڑھ لیں تو وہ برابر ہے (خواہ وہ لکھا ہو یا نہ لکھا ہو)

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے مروی ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ مجھے احادیث سنن لکھ دو، میں نے ایک ہزار حدیثیں لکھ کر ان کے پاس بھیج دیں جو انہوں نے مجھے پڑھ کر سنائیں اور نہ میں نے انہیں پڑھ کر سنائیں۔

محمد بن عمر نے کہا اس کے بعد میں نے ابن جریج کو بہت سی احادیث اس طرح بیان کرتے سنا کہ ہم سے ابوبکر بن سبرہ نے بیان کیا۔

عبدالرحمٰن ابن ابی الزناد سے مروی ہے کہ میں ابن جریج کے پاس موجود تھا جب وہ ہشام بن مروہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ ابوالمنذر جو کتاب تم نے فلاں شخص کو دی ہے وہ تمہاری ہی حدیث ہے انہوں نے کہا ہاں۔

محمد بن عمر نے کہا اس کے بعد میں نے ابن جریج کو اتنی بار یہ کہتے سنا,, مجھ سے ہشام بن عروہ نے حدیث بیان کی,, کہ میں گن نہیں سکتا۔

ابن جریج نے کہا کہ میں یمن کے ویران ملک میں آیا اور لوگوں کے لئے علم کا صندوق جھاڑ دیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابن جریج کی عشرۂ ذی الحجہ ۱۵۰ھ کے ابتداء میں وفات ہوئی، اس وقت وہ چھتر سال کے تھے وہ اعلیٰ درجہ کے ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

حنظلہ بن ابی سفیان ...... ابن عبدالرحمٰن بن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح، ان کی والدہ حفصہ بنت عمرو بن ابی عقرب بنی عریج بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ میں سے تھی، وفات ابوجعفر کی خلافت میں ۱۵۱ھ میں ہوئی، ثقہ تھے، ان کی احادیث ہیں۔

زکریا بن اسحاق ...... عبدالرزاق نے کہا کہ مجھ سے والد نے کہا کہ تم زکریا بن اسحاق کے ساتھ رہا کرو کیوں کہ میں نے انہیں ایک ہی مقام میں ابن ابی نجیح کے پاس دیکھا ہے میں ان کے پاس آیا وہ بھول گئے تھے اور البادیہ میں رہنے لگے تھے پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن المبارک ان کے پاس آئے اور اپنے ساتھ ان کی کتاب لے گئے، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبد العزیز بن ابی رواد......مولائے مغیرہ بن المہلب بن ابی صفرہ العتکی، احمد بن محمد الازرقی سے مروی ہے کہ عبد العزیز بن ابی رواد کی وفات ۱۵۹ھ میں مکہ ہوئی ان کی احادیث ہیں، فرقہ مرجیہ میں سے تھے، صلاح وتقویٰ وعبادت میں مشہور تھے۔

سیف بن سلیمان......بعض لوگ ابن ابی سلیمان کہتے ہیں، بنی مخزوم کے مولیٰ تھے، ان کی وفات ۱۵۰ھ کے بعد مکہ میں ہوئی، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

طلحہ بن عمرو الحضرمی......وفات ۱۵۲ھ میں مکہ میں ہوئی، کثیر الحدیث اور (روایت میں) بہت ہی ضعیف تھے، ان سے لوگوں نے روایت کی ہے۔

نافع بن عمر الجمحی......شہاب بن عباد العبدی سے مروی ہے کہ نافع بن عمر الجمحی کی وفات ۱۶۹ھ میں مکہ میں ہوئی، ثقہ وقلیل الحدیث تھے، ان کے بارے میں کچھ اختلاف تھا۔

عبد اللہ بن المؤمل المخزومی......شہاب بن عباد نے کہا کہ عبد اللہ بن المؤمل کی وفات مکہ میں حسین والے سال فخ میں ہوئی یا اس کے ایک سال بعد، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

سعید بن حسان المخزومی......قلیل الحدیث تھے۔

عبد اللہ بن عثمان......ابن ابی سلیمان، قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عبد الرحمٰن......ابن عبد اللہ بن ابی ربیعہ، قلیل الحدیث تھے۔

ابراہیم بن یزید الخوزی......عمر بن عبد العزیز کے آزاد کردہ غلام، خوزی اس لئے کہلاتے تھے کہ مکہ میں شعب الخوز میں رہتے تھے، وفات ۱۵۱ھ میں ہوئی، ان کی احادیث ہیں، لیکن ضعیف ہیں۔

رباح بن ابی معروف......قلیل الحدیث تھے۔

عبد الرحمٰن بن ابی بکر......ابن ابی ملیکہ، انہیں کو شوہر جبرہ کہا جاتا ہے، احادیث ضعیف ہیں۔

سعید بن مسلم......ابن قماذین، قلیل الحدیث تھے۔

حزام بن ہشام...... ابن خالد الاشعری الکعبی، قدید میں رہتے تھے ان سے ابوالمضر ہاشم بن القاسم ومحمد بن عمر وعبداللہ بن مسلمہ بن تعنب وغیرہم نے روایت کی ہے، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

عبدالوہاب بن مجاہد...... ابن جبر، اپنے والد سے روایت کرتے تھے، حدیث میں ضعیف تھے۔

پانچواں طبقہ

سفیان بن عینیہ...... ان کی کنیت ابومحمد تھی، بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ والے بنی عبداللہ ابن رو بیہ کے مولیٰ تھے۔

مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کرنا...... ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے، خاندان کوفہ کا تھا ان کے والد خالد بن عبداللہ القسری کے عاملوں میں سے تھے، جب خالد عراق سے معزول کردیئے گئے اور یوسف بن عمروالثقفی عراق کے گورنر بنے تو انہوں نے خالد کے عمال کی تلاش شروع کی چنانچہ وہ لوگ بھاگے، عینیہ بن ابی سفیان مکہ میں آ گئے اور وہیں رہائش اختیار کرلی۔

عبدالرحمٰن بن یونس سے مروی ہے کہ سفیان بن عینیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں سب سے پہلے جس کی مجلس میں بیٹھا وہ ابوامیہ عبدالکریم تھے، اس وقت میری عمر پندرہ سال کی تھی، ان کی وفات ۱۲۶ھ میں ہوئی۔

حج...... سفیان نے کہا کہ میں نے ۱۱۶ھ میں پھر ۱۲۰ھ میں حج کیا، زہری ہمارے پاس ابن ہشام خلیفہ کے ساتھ ۱۲۳ھ میں آئے اور ۱۲۴ھ میں روانہ ہوئے، میں نے ان سے سعد بن ابراہیم کی موجودگی میں حدیث پوچھی انہوں نے جواب نہ دیا سعد نے کہا کہ اس لڑکے کو جواس نے آپ سے پوچھا جواب دیجئے انہوں نے کہا کہ میں تو اسے اس کا حق ادا کردوں گا، میں اس زمانہ میں سولہ برس کا تھا، سفیان نے کہا کہ میں ۱۵۰ھ اور ۱۵۲ھ میں یمن گیا، بوڑھے زندہ تھے، اور ثوری مجھ سے ایک سال پہلے گئے تھے۔

حسن بن عمران بن عینیہ بن ابی عمران، فرزند برادر سفیان سفیان سے مروی ہے کہ میں نے اپنے چچا سفیان کے ساتھ ۱۹۷ھ میں حج کیا اور یہ ان کا آخری حج تھا ہم مزدلفہ میں تھے اور وہ نماز پڑھ چکے تھے کہ اپنے بستر پر لیٹ گئے اور کہا میں اس جگہ ستر سال میں آیا ہوں۔

وفات...... ہر سال یہی کہا کرتے تھے کہ یا اللہ! اس مقام کی زیارت کا میرے یہ آخری موقع نہ کر، میں یہ بات بکثرت اللہ سے مانگنے سے شرماتا ہوں، وہ واپس ہوئے اور آنے والے سال میں یکم رجب ۱۹۸ھ بروز اتوار ان کی وفات ہوگئی، حجون میں دفن کیے گئے، ثقہ وثبت وحجۃ وکثیر الحدیث تھے، اکانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

داؤد بن عبد الرحمٰن العطار...... احمد بن محمد بن الولید الارزقی سے مروی ہے کہ داؤد العطار کے والد عبدالرحمٰن شام کے نصرانی طبیب تھے، مکہ مکرمہ آ کر رہ گئے اور وہیں ان کی اولاد پیدا ہوئی جو سب کے سب اسلام لائے وہ انہیں کتاب وقرآن وفقہ کی تعلیم دیتے تھے، جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے خاندان نے ان سے روایت کی۔

مختصر حالات...... داؤد بن عبدالرحمٰن ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے ان کے والد عبدالرحمٰن منارۂ مسجد حرام کے نیچے جو صفا کی جانب تھا بیٹھتے تھے، ان کے متعلق مثل کہی جاتی ہے کہ عبدالرحمٰن سے زیادہ کافر ان کے اذان و مسجد کے قریب ہونے اور ان کے لڑکوں کے حال اور ان کے اسلام کی وجہ سے (یہ مثل کہی جاتی تھی) وہ لڑکوں کو اعمال لشکر کی اجازت دیتے اور ادب کی تاکید کرتے اور مسلمان اہل خیر کی صحبت پر برانگیختہ کرتے، داؤد بن عبدالرحمٰن کی ۱۷۴ھ میں مکہ میں وفات ہوئی، کثیر الحدیث تھے۔

زنجی...... نام مسلم بن خالد بن سعید بن جوجہ تھا، ان کا خاندان شام کا تھا، سفیان بن عبدالاسد المخزومی کے خاندان کے مولیٰ تھے، کہا جاتا ہے کہ موالاۃ تھے، مولائے عتاقہ نہ تھے۔[1]

مختصر حالات...... ابوبکر بن محمد بن ابی مرۃ المکی سے مروی ہے کہ مسلم بن خالد سرخی مائل گورے تھے، زنجی لقب تھا جو انہیں بچپن میں دیا گیا تھا۔

احمد بن محمد بن الولید الارزقی سے مروی ہے کہ زنجی بن خالد فقیہ وعابد تھے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے کنیت ابوخالد تھی، وفات مکہ میں ۱۸۰ھ میں ہارون کے زمانہ خلافت میں ہوئی، کثیر الحدیث تھے اور اپنی حدیث میں بکثرت خطا وغلطی کرتے تھے، اپنی ذات تک بہت اچھے آدمی تھے لیکن غلطی کرتے تھے، داؤد العطار حدیث میں ان سے بلند رتبہ تھا۔

محمد بن عمران الحجبی...... قلیل الحدیث تھے۔

محمد بن عثمان المخزومی...... قلیل الحدیث تھے۔

یحییٰ بن سلیم الطائفی...... مکہ میں رہتے تھے اور وہیں وفات پائی، چمڑے کا کام کرتے تھے، انہوں نے اسماعیل بن کثیر وعبداللہ بن عثمان بن خثیم سے روایت کی ہے، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

فضیل بن عیاض التیمی...... بنی یربوع کے ایک فرد تھے، کنیت ابوعلی تھی ولادت خراسان کے ایک گاؤں

---

[1] یعنی ان کی ترغیب کی وجہ سے اسلام میں داخل ہوئے تھے اسے موالاۃ کہا جاتا ہے، مولائے عتاقہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے آزاد کرنے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب نہ تھے۔ اعجاز

ابی ورد میں ہوئی، بڑے ہوکر کوفہ آ گئے، منسور بن المعتمر وغیرہ سے حدیث سنی، عابد بن کر مکہ منتقل ہوگئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی اور آغاز ۱۸۷ھ میں بزمانہ خلافت ہارون وفات ہوئی، ثقہ وثبت وفاضل وعابد ومتقی وکثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن رجاء ...... کنیت ابو عمران تھی، ثقہ وکثیر الحدیث تھے لنگڑے تھے، بصرہ کے رہنے والے تھے بعد میں منتقل ہوکر مکہ میں رہائش اختیار کر لی اور وہیں ان کی وفات ہوگئی۔

عبدالمجید بن عبدالعزیز ...... ابن ابی روآوا، کنیت ابو عبدالمجید تھی، کثیر الحدیث اور ضعیف تھے فرقہ مرجیہ سے تعلق تھا۔

حمزہ بن الحارث ...... ابن عمیر، ثقہ وقلیل الحدیث تھے۔

ابوعبدالرحمٰن المقریٰ ...... نام عبداللہ بن یزید تھا، رجب ۲۱۳ھ میں مکہ میں وفات پائی، ان کا خاندان بصرہ کا تھا، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عثمان بن الیمان ...... ابن ہارون، کنیت ابو عمرو تھی، انکی وفات یکم ذی الحجہ ۲۱۲ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوئی، ان کی حدیثیں ہیں۔

موئل بن اسماعیل ...... ثقہ تھے لیکن ان سے بکثرت غلطی ہوتی تھی۔

علاء بن عبدالجبار العطار ...... بصرہ کے تھے، مکہ میں سکونت اختیار کر لی، کثیر الحدیث تھے۔

سعید بن منصور ...... کنیت ابو عثمان تھی، ۲۱۷ھ میں مکہ میں وفات پائی۔

احمد بن محمد ...... ابن الولید الارزقی، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

عبداللہ بن الزبیر الحمید المکی ...... بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے تھے، سفیان بن عیینہ کے شاگرد اور ان کے راوی تھے، ربیع الاول ۲۱۹ھ میں مکہ میں ان کی وفات ہوئی، ثقہ وکثیر الحدیث تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ جنہوں نے طائف میں رہائش

اختیار کر لی تھی

عروہ بن مسعود...... ابن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف جو قسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عمیدان بن مضر تھے، عروہ کی کنیت ابویعفور تھی، ان کی والدہ سبیعہ بنت عبدشمس بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

عبداللہ بن یحییٰ نے متعدد اہل علم سے روایت کی کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ فرمایا تو عروہ بن مسعود طائف میں نہیں تھے بلکہ جوش میں دبابات ومنجنیق[۱] کا کام سیکھتے تھے۔

قبول اسلام...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد طائف آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام ڈال دیا، ربیع الاول ۹ ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ آئے اور مسلمان ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اسلام سے بہت خوش ہوئے، عروہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس اترے تھے مگر مغیرہ بن شعبہ نے انہیں نہ چھوڑا اور اپنے پاس لے گئے۔

عروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے پاس جانے کی اجازت چاہی کہ انہیں اسلام کی دعوت دیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو وہ لوگ تم سے جنگ کریں گے، عرض کی، وہ لوگ اگر مجھے سوتا ہوا پائیں گے تو بیدار نہ کرسکیں گے۔

عروہ روانہ ہوئے، پانچ رات چلے عشاء کے وقت طائف آئے اور مکان میں داخل ہوئے ان کے پاس (بنی) ثقیف آئے اور طریقۂ جاہلیت کے مطابق سلام کیا انہوں نے اس پر اعتراض کیا اور کہا تمہیں اہل جنت کا سلام ,,السلام,, اختیار کرنا چاہیئے لوگوں نے انہیں ایذادی اور سخت سست کہا مگر انہوں نے انہیں معاف کر دیا۔

زخمی ہونا...... لوگ ان کے پاس سے چلے گئے اور مشورہ کرنے لگے صبح ہوئی تو عروہ اپنی کھڑکی پر آئے اور اذان کہی، ہر طرف سے بنی ثقیف نکل کر ان کے پاس آ گئے، اوس بن مالکی نے انہیں تیر مارا جو رگ بنفت اندام میں لگا اور خون بند نہ ہوا۔

غیلان بن سلمہ اور کنانہ بن عبدیالیل اور حکم بن عمرو اور معززین حلفاء اٹھ کھڑے ہوئے اور ہتھیار سے مسلح ہو کر کہا کہ یا تو ہم اپنے آخری شخص تک مر جائیں گے یا بنی مالک کے دس سرداروں سے انتقام لیں گے۔

عروہ نے یہ دیکھا تو کہا کہ میرے بارے میں جنگ نہ کرو میں نے اپنے خون کرنے والوں کو معاف کر دیا ہے کہ اس کے ذریعے سے تم لوگوں میں صلح کراؤ، یہ تو ایک کرامت ہے جس کے ذریعے سے اللہ نے میرا اکرم کیا ہے اور شہادت ہے جسے اللہ نے مجھ تک بھیجا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں جنہوں نے مجھے اس کے متعلق خبر دے دی تھی کہ تم لوگ مجھے قتل کرو گے۔

[۱] وہ جنگی آلات جن کے ذریعے سے پتھر پھینکے جاتے ہیں۔ اعجاز

وفات...... انہوں نے اپنی قوم کو بلا کر کہا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے ان شہداء کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتل ہوئے، اس طرح ان کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے انہیں ان شہداء کے ساتھ دفن کردیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے قتل کی خبر پہنچی تو فرمایا عروہ کی مثال صاحب یٰسین کی ہے کہ اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی تو ان لوگوں نے انہیں قتل کردیا۔

ابوملیح بن عروہ

ابن مسعود بن معتب بن مالک...... راوی کہتے ہیں جب عروہ بن مسعود قتل کردیئے گئے تو ان کے فرزند ابوملیح ابن عروہ اوران کے بھتیجے قارب بن الاسود بن مسعود نے اہل طائف سے کہا کہ تم نے عروہ کو قتل کردیا ہے ہم کسی بات پر تم سے اتفاق نہیں کریں گے۔

دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جسے چاہو موالاۃ (عقد محبت) کرلو، عرض کی، ہم تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے موالاۃ کرتے ہیں۔

قرض کی ادائیگی...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوسفیان بن حرب تمہارے ماموں ہیں لہذا ان سے معاہدہ حلف کرلو، اس ارشاد کی تکمیل کی اور مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے، رمضان ۹ ھ میں وفد ثقیف کے آنے تک مدینے میں مقیم رہے ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو معاہدہ کرنا تھا کیا اور اسلام لائے، ابوملیح اور قارب بن الاسود بھی اس وفد کے ساتھ واپس گئے ابوملیح نے عرض کی یارسول اللہ! میرے والد تو قتل کردیئے گئے ان پر دو سو مثقال سونا قرض ہے اگر آپ کے زیورات سے ادا کرنا مناسب سمجھیں تو ادا فرمادیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

قارب بن الاسود...... ابن مسعود بن معتب بن مالک، عروہ بن مسعود کے برادرزادے تھے۔

ابوملیح بن عروہ نے اپنے والد کا قرض ادا کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی قارب بن الاسود نے کہا یارسول اللہ! میرے والد اسود بن مسعود کی جانب سے (بھی قرض ادا کیجئے) کیونکہ انہوں نے بھی عروہ کی طرح قرض چھوڑا ہے لہذا اسے بھی سرکشوں کے مال سے ادا فرمادیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسود کفر کی حالت میں مرا ہے قارب نے کہا کہ آپ اس کا حق قرابت ادا فرمائیں گے قرض تو مجھ پر ہے اور مجھ ہی سے اس کا مطالبہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب تو میں ادا کروں گا، آنحضرتؐ نے عروہ اور اسود کا قرض سرکشوں کے مال سے ادا فرمادیا۔

حکم بن عمرو...... ابن وہب بن معتب بن مالک، اس وفد ثقیف میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اسلام لائے۔

غیلان بن سلمہ...... ابن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف، سلمہ بن معتب کی والدہ کنہ بنت کسیرہ بن ثمالہ ازد کی تھیں، ان کی اخیانی بھائی اوس بن ربیعہ ابن معتب تھے دونوں کنہ کے فرزند تھے جن کی طرف منسوب کئے جاتے تھے۔ غیلان بن سلمہ شاعر تھے، کسریٰ کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی ان کے لئے طائف میں قلعہ بنوادے اس نے قلعہ بنوادیا۔

قبول اسلام اور چھ بیویوں کو چھوڑنا...... اسلام آیا تو غیلان مسلمان ہوئے اس وقت ان کے پاس دس عورتیں تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے چار کا انتخاب کرلو اور بقیہ کو چھوڑ دو انہوں نے کہا کہ یہ عورتیں اس طرح تھیں کہ ان میں سے کوئی یہ نہیں جانتی تھی کہ ان میں سے کون مجھے زیادہ محبوب ہے لیکن آج وہ یہ معلوم کرلیں گے۔

چنانچہ ان میں سے چار کو منتخب کرلیا، جسے رکھنا چاہتے تھے اس سے کہتے کہ سامنے آؤ اور جس کو نہیں چاہتے تھے اس سے کہتے پیچھے جاؤ، اس طرح چار کو منتخب کرلیا اور بقیہ کو چھوڑ دیا۔

عروہ بن غیلان بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نافع غیلان بن سلمہ کے غلام تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھاگ کر آئے اور اسلام لائے، غیلان ابھی مشرک تھے، غیلان اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی میراث واپس کردی۔

شُرحبیل بن غیلان...... ابن سلمہ بن معتب، وہ بھی اس وفد میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا، شرحبیل کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔

عبد یالیل بن عمرو...... ابن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، اس وفد ثقیف کے رئیس تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا وہ لوگ اسلام لائے، عبد یالیل عروہ بن مسعود کے ہم عمر تھے۔

کنانہ بن عبد یالیل...... ابن عمرو بن عمیر بن عقدہ بن غیرہ بن عوف، شریف (سردار) تھے وفد ثقیف کے ساتھ اسلام لائے تھے۔

حارث بن کلدہ...... ابن عمرو بن علاج، نام عمیر بن ابی سلمہ بن عبد العزیٰ بن غیرہ بن ثقیف تھا، طبیب عرب تھے جس کو کوئی بیماری ہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس جانے کا مشورہ دیتے، پھر ان سے اس کی بیماری کو معلوم کرتے تھے، سمیہ والدہ زیادۃ الحارث بن کلدہ کی کنیز تھیں۔

نافع بن الحارث...... ابن کلدہ، عبد اللہ کے والد تھے جو بصرہ منتقل ہوگئے تھے وہاں انہوں نے لشکر کا تعلق ترک کردیا تھا۔ حارث کے بیٹے ہیں۔

علاء بن جاریہ ......ابن عبد اللہ بن ابی سلمہ بن عبد العزیٰ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف ، بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

عثمان بن ابی العاص ...... ابن بشر بن عبد وہمان بن عبد اللہ بن ہتمام بن بان بن یسار بن مالک بن حطیط بن جشم بن ثقیف۔

قبول اسلام اور حفظ قرآن ...... عثمان بن العاص وفد ثقیف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سب سے کم عمر تھے لوگ انہیں اپنے کجاؤں پر چھوڑ جاتے کہ اس کی حفاظت کریں۔

جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آ کر سو گئے اور دوپہر ہو گئی تو عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ، ان لوگوں سے پہلے چھپ کے اسلام لائے اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو دریافت کرتے اور آپ سے قرآن کریم سننے لگے ، چند سورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر پڑھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتا ہوا پاتے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف چلے جاتے اور ان سے دریافت کرتے اور پڑھواتے ، ابی بن کعب کے پاس جاتے ، ان سے پوچھتے اور قرآن سنتے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور آپ کو ان سے محبت ہو گئی۔

امیر بننا ...... جب وفد اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے وہ تحریر لکھ دی جس پر ان سے صلح تھی اور ان لوگوں نے اپنے وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی کو امیر بنا دیجئے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عثمان بن ابی العاص کو امیر بنا دیا حالانکہ وہ سب سے چھوٹے تھے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام پر ان کی حرص دیکھی تھی۔

آپ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ...... عثمان نے کہا کہ آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمائی وہ یہ تھی کہ کوئی ایسا موذن بناؤ جو اذان کا معاوضہ نہ لے ، قوم کی امامت کرو تو ان کی کمزور ترین لوگوں کا اندازہ کر لو اور جب خود نماز پڑھو تو پھر تمہاری مرضی ہے کہ طویل پڑھو یا خفیف۔

عبد اللہ بن الحکم سے مروی ہے کہ عثمان بن ابی العاص کو کہتے سنا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا عامل بنایا ، آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ یہ تھی کہ لوگوں کو نماز آسان پڑھانا۔

عثمان بن ابی العاص سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طائف پر عامل بنایا تو فرمایا کہ لوگوں کو نماز آسان پڑھانا ، آپ نے آگاہ کیا یا اندازہ مقرر کر دیا کہ اقرأ باسم ربک الذی خلق[1] اور قرآن کی اسی کے مشابہ سورتیں پڑھانا اور بڑی سورتیں نہ ہو۔

[1] اس سے مراد پوری سورہ علق ہے جو انیس مختصر آیات پر مشتمل تیسویں پارہ کی ایک سورت ہے۔ اعجاز

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عثمان بن ابی العاص طائف کے عامل تھے۔

مطرف سے مروی ہے کہ عثمان بن ابی العاص کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

محمد بن عمرو نے کہا کہ عثمان بن ابی العاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وخلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک طائف کے عامل رہے، عمر نے بحرین پر عامل مقرر کرنا چاہا تو لوگوں نے عثمان بن ابی العاص کا نام لیا انہوں نے کہا کہ یہ وہ میر ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پر مامور فرمایا اسلئے میں اسے معزول نہیں کروں گا۔

لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین انہیں حکم دیجئے کہ جسے چاہے اپنا جانشین کردیں اور ان سے مدد لیجئے اس صورت میں معزول کرنا نہیں ہوگا انہوں نے کہا کہ ہے تو اچھا، انکولکھا کہ جس کو چاہے خلیفہ بنا دیجئے اور آپ میرے پاس آیئے۔

عثمان نے اپنے بھائی حکم بن ابی العاص کو طائف پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے آ گئے، عمر نے انکو بحرین کا گورنر بنا دیا، بحرین سے معزول ہوئے تو اپنے گھر والوں کے ساتھ بصرہ میں رہائش اختیار کر لی اور وہاں کے شرفاء میں شامل ہو گئے بصرہ کا وہ مقام جسے شط عثمان کہا جاتا ہے انہی کی طرف منسوب ہے۔

حکم بن ابی العاص ...... انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

اوس بن عوف الثقفی ...... بنی مالک کے ایک فرد تھے یہی وہ شخص تھے کہ عروہ بن مسعود الثقفی کو تیر مار کر قتل کیا تھا اس کے بعد وفد ثقیف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔

صلح ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثقیف سے صلح کرنے سے پہلے انہیں ابی ملیح بن عروہ اور قارب بن الاسود بن مسعود سے خوف تھا اس بناء پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو انہوں نے ان دونوں کو منع کر دیا اور کہا کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو، انہوں نے کہا کہ بیشک ہیں، کہا کہ شرک کے زمانے کا انتقام لیتے ہو حالانکہ یہ اسلام کے ارادے سے آئے ہیں اور انہیں ذمہ داری وامان ہے اگر وہ مسلمان ہوتے تو ان کا خون تم لوگوں پر حرام ہو جاتا۔

ابوبکرؓ نے ان کے درمیان صلح کرا دی، سب نے باہم مصافحہ کیا اور وہ لوگ ان سے باز آ گئے۔

وفات ...... اوس بن عوف کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی۔

اوس بن حذیفہ الثقفی ...... عمرو بن اوس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم وفد ثقیف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، احلافیین مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے اور مالکیین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیمے میں اتارا۔

قریش کے متعلق روایت...... راوی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد ان لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور کھڑے کھڑے باتیں کرتے پاؤں دکھنے لگتے تو کبھی ایک پاؤں پر تو کبھی دوسرے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر گفتگو اہل مکہ وقریش کی شکایت ہوتی، فرماتے کہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ برابر تھی کبھی ہمارے خلاف ہوتی تو کبھی مفید۔

جنات کے پاس جانا...... ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے، ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! رات آپ کو ہم لوگوں سے کس چیز نے روکے رکھا؟ فرمایا، جنّوں کی ایک جماعت میرے پاس اتری تھی قرآن کی تلاوت کچھ باقی رہ گئی ہے اس لئے اسے پڑھے ہوئے بغیر مسجد سے نکلنا مجھے اچھا معلوم نہ ہوا۔

محمد بن عبداللہ الاسدی نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ صبح ہوئی تو ہم نے صحابہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ آپ کے پاس جنّوں کی ایک جماعت ایسے وقت میں اتری کہ آپ پر قرآن کا وظیفہ باقی تھا، آپ لوگ قرآن کا وظیفہ کس طرح پڑھتے ہیں؟

انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تین سورتیں، پانچ سورتیں، سات سورتیں، نو سورتیں، گیارہ سورتیں پڑھتے ہیں اور حزب مفصل جو سورہ قاف سے ختم تک ہے تلاوت کرتے ہیں۔

اوس بن حذیفہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ احلاف و بنی مالک کے ستر آدمی طائف سے نکلے، احلافیین مغیرہ بن شعبہ کے پاس اترے اور ہم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خیمے میں اتارا جو دولت خانہ اور مسجد کے درمیان تھا اس کے بعد انہوں نے وہی مضمون بیان کیا جو درج بالا حدیث میں بیان ہوا۔

جمعہ کے متعلق روایت...... محمد بن عمر نے کہا کہ اوس بن حذیفہ کی وفات واقعہ حرہ کے دوران ہوئی۔

اوس بن اوس الثقفی...... اوس بن اوس الثقفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جمعہ کے دن جو شخص طہارت کرے، نہائے، جلدی مسجد جائے، امام کے قریب بیٹھے، خطبہ سنے اور خاموش رہے تو اس کے لئے ہر اس قدم پر جو وہ چلے گا ایک سال کے روزے نماز کا ثواب ہوگا۔

نعلین میں نماز پڑھنا...... انکے پوتے سے مروی ہے کہ میرے دادا نے نماز میں اشارہ کیا کہ میرے جوتے مجھے دیدو میں نے جوتے انہیں دے دیئے انہوں نے جوتے کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین [1] میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

اوس بن اوس یا اویس بن اوس سے مروی ہے کہ میں آدھا مہینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا، آپ کو دیکھا کہ دو برابر کے نعلین میں نماز پڑھتے تھے اور نماز میں اپنے داہنے اور بائیں تھوکتے تھے۔

---

[1] نعلین میں نماز پڑھنے کی اجازت ابتداء اسلام میں تھی۔ اعجاز

حارث بن عبداللہ

حج کے متعلق مسئلہ ...... حارث بن عبد اللہ بن اوس الثقفی سے مروی ہے کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس عورت کا مسئلہ پوچھا جسے (منیٰ سے رمی کے بعد) روانہ ہونے سے پہلے حیض آجائے انہوں نے کہا کہ اس کا سب سے آخری فعل بیت اللہ ہونا چاہیئے، حارث نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے اسی طرح فتویٰ دیا ہے، عمرؓ نے کہا کہ کیا تم اپنے سامنے ہی (کی بات) سے شک میں تھے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ملنے پر بھی مجھ سے پوچھا حالانکہ) تم مجھ سے پوچھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے کہ میں خلاف نہ بتاتا۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ابوغسان مالک بن اسماعیل النہدی نے ہم سے یہی حدیث بیان کی مگر نام میں خطا کی، انہوں نے سند حدیث میں حارث بن عبداللہ کے بجائے عبداللہ بن الحارث سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص حج یا عمرہ کرے تو اس کا آخری زمانہ بیت اللہ میں ہونا چاہیئے۔

محمد بن سعد نے کہا کہ وہ حارث بن عبداللہ بن اوس ہی ہیں جیسا کہ ابوعوانہ نے یعلی بن عطاء کی روایت سے یاد رکھا۔

حارث بن اویس الثقفی ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بھی کی ہے۔

شَر ید بن سوید الثقفی ...... شرید بن سوید الثقفی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکان کا پڑوسی اس کے غیر سے اس مکان کا زیادہ حق دار ہے (یعنی اسے حق شفعہ حاصل ہے)

شرید، عمر بن الشرید کے والد تھے، ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر اپنا ہم نشین بنایا تھا اور امیہ بن ابی الصلت کے شعر پڑھوائے تھے انہوں نے کہا میں شعر سنانے لگا تو فرمایا عنقریب وہ اسلام لائیں گے، شرید بن سوید کی وفات یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی۔

نمیر بن خرشہ الثقفی ...... وفد ثقیف کے ان افراد میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا۔

ابوزہیر بن معاذ الثقفی ...... ان کی یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے النباۃ علاقہ طائف میں خطبہ ارشاد فرمایا ان سے ان کے بیٹے ابوبکر بن ابی زہیر نے روایت کی ہے۔

کردم بن سفیان الثقفی ...... ابن جریج سے مروی ہے کہ کردم بن سفیان الثقفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں آئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں نے نذر مانی ہے کہ بوانہ میں دس اونٹ کی قربانی دوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نے نذر مانی ہے اس وقت زمانہ جاہلیت کی کوئی بات تمہارے دل میں تھی، عرض کی، یارسول اللہ! اللہ کی قسم! کچھ بھی نہیں تھی، فرمایا کہ جاؤ اور قربانی کرو۔

وہب بن خویلد ابن ظویلم بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، مسلمان ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی وفات پائی، ان کی میراث میں بنو غیرہ نے جھگڑا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ میراث وہب بن امیہ بن ابی الصلت کو دی۔

وہب بن امیہ...... ابن ابی الصلت بن ربیعہ بن عوف بن عقدہ بنغیرہ بن عوف بن ثقیف اسلام لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، امیہ بن ابی الصلت شاعر بھی تھے۔

ابو محجن بن حبیب...... ابن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، شاعر تھے، ان کی احادیث ہیں۔

حکم بن حزن الکلفی...... بنی کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بنبکر بن ہوازن میں سے تھے۔

شعیب بن زُریق الطائفی سے مروی ہے کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی اور نام حکم بن حزن الکلفی تھا، انہوں نے کہا کہ میں وفد کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تھا میں سات کا ساتواں یا نو کا نواں شخص تھا، ہمارے لئے اجازت مانگی گئی، اجازت کے بعد ہم حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! ہم نے آپ کی زیارت اس لئے کی ہے کہ ہمارے لئے کوئی عمدہ چیز منگائیں، لہذا آپ ہمارے متعلق حکم دیجئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اتارا اور ہمارے لئے کچھ کھجوروں کا حکم دیا، حالت یہ تھی کہ یہ بھی تھوڑی تھی اس سے ہم نے نے چند روز گذارے،

انہیں ایام میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمعہ میں حاضر ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصا یا کمان پر تکیہ لگا کر کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا میں چند مبارک و پاکیزہ کلمات فرمائے پھر فرمایا کہ اے لوگو! تم کو جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے ان سب کی بجالانیکی تمہیں ہرگز طاقت نہ ہوگی یا تم ہرگز نہیں کرسکو گے لہذا اپنی حالت درست کرو اور خوشخبری حاصل کرو۔

زفر بن حرثان...... ابن الحارث بن حرثان بن ذکوان بن کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن ابی بکر بن ہوازن، وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے۔

مُفرّس بن سفیان...... ابن غفاجہ بن النابغہ بن عتر بن حبیب بن وائلہ بن وہمان بن نصر بن معاویہ بن

ابی بکر بن ہوازن، وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے، جنگ حنین میں شریک ہوئے، عباس بن مرداس نے اپنے شعر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

یزید بن الاسود العامری...... بنی سواۃ میں سے تھے۔

دوباری جماعت میں شریک ہونے کا حکم...... جابر بن یزید بن الاسود السوائی نے اپنے والد سے روایت کی کہ حجۃ الوداع میں ہم نے مسجد منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پوری کر کے متوجہ ہوئے تو دو آدمیوں کو دیکھا کہ نماز نہیں پڑھی تھی فرمایا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ، ان دونوں کو اس حالت میں لایا گیا کہ (خوف سے) انکے کندھے کانپ رہے تھے، فرمایا کہ تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے روکا ہے، عرض کی، یارسول اللہ! ہم نے اپنے کجاؤں میں نماز پڑھ لی، فرمایا کہ جب تم لوگ آؤ اور امام نماز پڑھتا ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھو کیونکہ وہ تمہارے لئے نفل ہے۔

یزید بن الاسود سے مروی ہے کہ وہ حنین میں مشرکین کے ساتھ تھے پھر اسلام لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، کنیت ابوحاجزہ ہے۔

عبید اللہ بن معیۃ السوائی...... سعید بن السائب الطائفی سے مروی ہے کہ میں نے بنی سواۃ کے ایک شیخ سے بنی عامر بن صعصعہ کے ایک شخص سے سنا جن کا نام عبید اللہ بن معیہ تھا اور ان کی پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یا اس کے قریب ہوئی تھی، زمانۂ جاہلیت بھی پایا تھا کہ غزوۂ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص طائف کے باب بنی سالم کے پاس قتل کر دیئے گئے انہیں اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دیا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو حکم دیا کہ ان کو اسی مقام پر دفن کر دیا جائے جہاں وہ زخمی ہوئے یا جہاں ان سے مقابلہ کیا گیا، دونوں اپنے مقتل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دفن کئے گئے اور اسی جگہ قبر بنائی گئی جہاں ان سے مقابلہ کیا گیا تھا۔

ابورزین العقیلی...... نام لقیط بن عامر بن المنتفق تھا

ابی رزین سے مروی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ! میرے والد اس قدر بوڑھے ہیں کہ نہ حج کر سکتے ہیں اور نہ عمرہ اور نہ ہی سفر، فرمایا کہ تم اپنے والد کی جانب سے حج و عمرہ کرو۔

محمد بن سعد نے کہا کہ ابوالولید نے اپنی روایت میں سفر کا ذکر نہیں کیا، عفان و یحییٰ بن عباد نے اپنی روایتوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔

طائف کے فقہاء ومحدثین

عمرو بن الشرید بن سوید الثقفی

عاصم بن سفیان الثقفی ...... عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابو ہندیہ ...... عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، یہ محمد بن ابی ہندیہ کے والد تھے جن سے سعید بن السیب نے روایت کی ہے۔

عمرو بن اوس ...... ابن حذیفہ الثقفی، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ ...... ابن عثمان بن عبد اللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط بن جشم بن ثقیف، ان کی والدہ ام الحکم بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ تھیں، اور ماموں معاویہ بن ابی سفیان تھے انہیں کو ام الحکم کا بیٹا کہا جاتا تھا، ان کے دادا عثمان بن عبد اللہ تھے جو غزوہ حنین میں مشرکین کا جھنڈا لئے ہوئے تھا، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اسے دور کرے، وہ قریش سے دشمنی رکھتا تھا۔

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ والی مصر وکوفہ تھے، آج ان کی اولاد کی سکونت دمشق میں ہے۔

وکیع بن عدس ...... شعبہ نے یعلی بن عطاء کی روایت سے اسطرح کہا ہے، ابورزین العقیلی کے بھتیجے تھے، کنیت ابومصعب تھی انہوں نے اپنے چچا ابورزین سے اور ان سے یعلی بن عطاء نے روایت کی ہے۔

حماد بن سلمہ وابوعوانہ نے کہا کہ یعلی بن عطاء نے وکیع بن عدس سے روایت کی ہے۔

یعلیٰ بن عطاء ...... بنی امیہ کے آخر زمانہ سلطنت میں واسط آکر مقیم ہو گئے تھے ان سے شعبہ وہشیم وابوعوانہ اور ان کے ساتھیوں نے روایت کی ہے۔

عبد اللہ بن یزید الطائفی ...... وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

بشر بن عاصم

ابن سفیان الثقفی ...... اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

بشر بن عاصم بن سفیان الثقفی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے مصدقین (صدقہ وصول کرنے والے) کو گرمیوں کے آغاز میں بھیجا کرتے تھے۔

ابراہیم بن میسرہ

عطیف بن ابی سفیان

......وفات ۱۴۰ھ میں ہوئی۔

عبید بن سعد

محمد بن ابی سوید

ابوبکر بن ابی موسیٰ بن ابی شیخ

سعید بن السائب الطائفی ......وکیع وحمید الرواسی ومعن بن عیسیٰ نے ان سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن ......ابن لیلی بن کعب الثقفی، وکیع وابوعاصم النبیل وابونعیم ومحمد بن عبداللہ الاسدی وغیرہم نے ان سے رایت کی ہے۔

یونس بن الحارث الطائفی ......جن سے وکیع بن الجراح وابوعاصم النبیل وغیرہما نے روایت کی ہے۔

محمد بن عبداللہ ......ابن افلح الطائفی، وکیع وغیرہ نے ان سے سنا ہے۔

محمد بن ابی سعید الثقفی

محمد بن مسلم ......ابن سوسن الطائفی، مکہ میں رہتے تھے ان سے وکیع بن الجراح وابونعیم ومعن بن عیسیٰ وغیرہم نے سنا ہے۔

یحییٰ بن سلیم الطائفی ......وفات تک مکہ مکرمہ ہی میں رہے، چمڑے کا کام کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ جو یمن میں رہتے تھے

ابیض بن حمال المازنی...... ان کا تعلق قبیلہ حمیر سے تھا۔

عبدالمنعم بن ادریس بن سنان نے کہا کہ ازد کے تھے اور عمرو بن عامر کی ان اولاد میں تھے جنہوں نے مأرب میں رہائش اختیار کر لی تھی۔

جاگیر کا واقعہ...... ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ وفد کی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ملح کو جاگیر میں مانگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرما دیا، جب سامنے سے ہٹا تو کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ آپ انہیں کیا چیز بطور جاگیر عطا فرمادی، آپ نے انہیں بہتے پانی کا کنواں عطا فرما دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگیر واپس لے لی۔

راوی نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! پیلو کے جو درخت تقسیم نہ کئے گئے ہوں میں لے لو، فرمایا کہ جن پر چرنے کے لئے اونٹوں کے پاؤں نہ پہنچتے ہوں وہ لے لو۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ وہ بطور وفد مدینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنے تین بھائیوں پر جو کندہ کے تھے اسلام لائے، تینوں زمانۂ جاہلیت میں ان کے غلام تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ستر (کپڑے کے) جوڑوں پر صلح فرمائی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مآرب کا ملح شذا بطور جاگیر مانگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دے دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس مانگا تو انہوں نے اسے واپس کر دیا، بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جوف مراد میں پہاڑوں کی پشت پر زمین عطا فرمادی۔

ابیض بن حمال سے مروی ہے کہ ان کے چہرے پر مرض داد تھا جس نے چہرے کا رنگ بدل دیا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر مسح کیا اس روز سے وہ نہ بڑھا اگرچہ نشان باقی تھا۔

فروہ بن مسیک...... ابن الحارث بن سلمہ بن الحارث بن الذؤیب بن مالک بن منبہ بن عطیف بن عبداللہ بن ناجیہ بن یحابر جو مالک بن ادو تھے اور مدحج سے تھے۔

محمد بن عمارہ بن حزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک کندہ چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو گئے اور ۱۰ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، شریف آدمی تھے انہیں سعد بن عبادہ نے اپنے پاس اتارا، صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے انہوں نے سلام کیا اور عرض کی یارسول اللہ! میں اپنی قوم سے پیچھے ہو گیا ہوں، (یعنی اسلام میں میں نے اپنی قوم سے تاخیر کی) فرمایا تم کہاں اترے، عرض کی سعد بن عبادہ کے پاس، فرمایا اللہ سعد پر برکت کرے۔

عامل بننا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تو وہ حاضر ہوتے اور قرآن وفرائض وشرائع اسلام سیکھتے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبیلہ مراد وزبید ومذحج سب پر عامل بنا دیا وہاں وہ جایا کرتے تھے، آنحضرت

نے ان کے ساتھ خالد بن سعید بن ابی العاص کو بھی صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہیں ان کے ساتھ رہے۔

انعام...... مجن بن وہب الخزاعی نے اپنی قوم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فروہ بن مسیک کو بارہ اوقیہ (سونا) انعام دیا اور ایک عمدہ اونٹ سواری کے لئے اور ایک حلہ (جوڑا) عمان کے بنے ہوئے کپڑوں کا بھی عطا فرمایا۔

استقامت...... محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو فروہ بن مسیک اسلام پر قائم رہ کر اپنے فرماں برداروں کے ساتھ مخالفین پر حملہ کرتے رہے وہ مرتد نہیں ہوئے جیسا کہ قبائل یمن کے اور لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

ہشام بن محمد الکلبی سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک شاعر تھے۔

قیس بن مکشوح...... مکشوح کا نام ہبیرہ بن عبد یغوث بن الغزیل بن سلمہ بن بدا بن عامر بن عوثبان ابن زاہر بن مراد تھا، ہبیرہ بن عبد یغوث قبیلہ مراد کے سردار تھے، کشح (پہلو) آگ سے داغ دیا گیا تھا اس لئے انہیں مکشوح کہا گیا، ان کے بیٹے قیس بن مکشوح مذحج کے سوار تھے، وفد کے طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں اسود العنسی نے قتل کیا جس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

عمرو بن معدی کرب...... ابن عبداللہ بن عمرو بن عصم بن عمرو بن زبید الصغیر، وہ منبہ بن ربیعہ بن سلمہ ابن مازن بن ربیعہ بن منبہ تھے اور منبہ زبید کے مورث اعلیٰ قبیلہ مذحج کے تھے، عمرو بن معدی کرب عرب کے مشہور شہسوار تھے۔

سعد کی خدمت میں...... محمد بن عمارہ بن حزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ عمرو بن معدی کرب قبیلہ زبید کے دس آدمیوں کے ساتھ مدینہ آئے اس وقت وہ اپنے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے آبادی میں داخل ہوئے تو کہا کہ اس نشیبی بستی کے باشندوں میں بنی عمرو بن عامر کا سردار کون ہے؟ کہا گیا کہ سعد بن عبادہ ہیں، وہ اپنی سواری کو ہنکاتے ہوئے آگے بڑھے اور ان کے دروازے پر اونٹ بٹھا دیا۔

سعد ان کے پاس آئے مرحبا کہا کجاوہ کھلوایا ان کا اکرام کیا اور حفاظت کی پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور چند روز تک ٹھہرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی انعام دیا جس طرح آپ وفد کو انعام دیا کرتے تھے پھر وہ اپنے شہر واپس چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو مرتدین یمن کے ساتھ عمرو بن معدی کرب بھی مرتد ہو گئے پھر انہوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا اور عراق کو ہجرت کی، فتح قادسیہ وغیرہ میں شریک ہوئے ان کا اچھا امتحان لیا گیا

صُرد بن عبداللہ الازدی...... جرش میں رہتے تھے۔

منیر بن عبداللہ الازدی سے مروی ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی اپنی قوم کے انیس آدمیوں کے ساتھ آئے اور فروہ ابن عمرو البیاضی کے پاس اترے انہوں نے ان کی حمایت کی اور اکرام کیا یہ لوگ دس روز تک ان کے پاس مقیم رہے صرد ان میں سب سے زیادہ قوت فیصلہ رکھنے والے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خوش ہوتے اور ان کی قوم کے اسلام لانے والوں پر امیر بنا دیا، مشرکین یمن میں سے جو ان کے قریب تھے انہیں مسلمانوں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا اور انہیں اس جماعت کے ساتھ جو انکے ساتھ تھی نیکی کی وصیت فرمائی۔

یمنیوں سے مقابلہ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ روانہ ہوئے، جرش میں اترے اس زمانہ میں وہ ایک محفوظ اور بند شہر تھا بعض یمنی قبائل وہاں قلعہ بند تھے، صرد نے انہیں اسلام کی دعوت دی جو اسلام لایا اسے تو چھوڑ دیا اور اپنے ساتھ ملا لیا اور جس نے انکار کیا اس کی گردن ماردی، انہوں نے لوگوں کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے پھر بہت دن چڑھے قتل کیا۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صرد بن عبداللہ الازدی جرش کے عامل تھے۔

نمط بن قیس...... ابن مالک بن سعد بن مالک بن لائ بن سلیمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب ہمدان کے تھے، بطور وفد اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۱۰ھ میں مدینہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اناج کی زمین دی جو آج تک ان لوگوں کے پاس ہے۔

حذیفہ بن الیمان الازدی...... موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت دبا نامی علاقے کے عامل حذیفہ بن الیمان تھے۔

صخر الغامدی الازدی

قیس بن الحصین...... ذی الغصہ بن یزید بن شداد بن قنان بن سلمہ بن وہب بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن الحارث بن کعب مذحج سے تھے۔

قیس بن الحصین خالد بن الولید کے ساتھ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بنی الحارث پر امیر بنا دیا، ایک فرمان لکھ دیا اور ساڑھے بارہ اوقیہ انعام دیا وہ اور ان کے ساتھی اپنے شہر نجران یمن میں واپس ہوئے، چار ہی مہینے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

عبداللہ بن عبدالمدان ...... ان کا نام عمرو بن الدیان تھا اور ان کا نام یزید بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن الحارث بن کعب تھا۔

اور قبیلہ مذحج سے تھا، عبداللہ اس وفد میں تھے جو خالد بن الولید کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا ان کا نام عبدالحجر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں عبدالحجر ہوں، فرمایا تم عبداللہ ہو۔

یزید بن عبدالمدان ...... ابن الدیان بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک، شریف وشاعر تھے اور وفد میں تھے اور عبداللہ بن عبدالمدان کے بھائی ہیں۔

ہشام بن الکلبی نے کہا کہ،،الدیان الحاکم،، دیان حاکم تھے۔

یزید بن المحجل ...... ان کا نام معاویہ بن حزن بن موالہ بن معاویہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن الحارث بن کعب تھا، مذحج سے تھے اس وفد میں وہ بھی تھے جو خالد بن الولید کے ہمراہ نجران سے آیا تھا انہیں خالد نے اپنے مکان میں اتارا تھا ان کے والد کا نام محجل اس سفیدی کی وجہ سے کہا جاتا تھا جو ان میں تھی، وہ رئیس تھے۔

شداد بن قراد ...... بنی الحارث بن کعب میں سے تھے اور اس وفد میں تھے جو خالد بن الولید کے ساتھ نجران سے آیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دس اوقیہ انعام دیا تھا وہ ان کے ساتھ جو ہم قوم تھے اپنے وطن واپس آگئے، چار ہی ماہ گذرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

زُرعہ ذویزن الحمیری ...... شہاب بن عبداللہ الخولانی سے مروی ہے کہ زرعہ ذویزن اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تحریر فرمایا کہ محمد گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، مالک ابن مرارہ الرہاوی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حمیر میں سب سے پہلے تم اسلام لائے اور تم نے مشرکین کو قتل کیا لہٰذا تم خر کی خوشخبری سنو اور خیر کی امید رکھو۔

حارث ونعیم فرزندان عبدکلال ونعمان

قیلُ ذی رعین ...... شہاب بن عبداللہ الخولانی سے مروی ہے کہ حارث ونعیم فرزندان عبدکلال ونعمان قیل ذی رعین (رئیس ذی رعین) ومعافر وہمدان اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلا کر فرمایا کہ ان لوگوں کو لکھو کہ:

،،ملک روم سے مدینہ واپس آنے پر ہمیں تم لوگوں کا قاصد ملا، تم نے جو کچھ بھیجا وہ اس نے پہنچایا، تمہارے یہاں کی خبر دی اور ہمیں تمہارے اسلام اور قتل مشرکین سے آگاہ کیا، بیشک اللہ نے تمہیں اپنی ہدایت کا راستہ بتا دیا ہے

اگر تم لوگ نیکی کرو گے اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبرداری کرو گے، اچھی طرح نماز ادا کرو گے، زکوۃ دو گے، مال غنیمت سے اللہ کا خمس اور نبی گا حصہ اور اسکا خاص حصہ اور وہ صدقہ جو مومنین پر فرض ہے دو گے تو تمہیں فلاح وہ کامیابی ہوگی،،۔

مالک بن مرارہ الرہادی...... رہا، قبیلہ مذحج کی ایک شاخ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنے فرمان کے ساتھ شاہان حمیر کے پاس بھیجا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن بھیجا تو یہ ان کے ساتھ تھے اپنے ایک فرمان میں ان لوگوں کے متعلق انہیں وصیت کی تھی۔

مالک بن عبادہ...... وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قاصدوں میں سے تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کے ہمراہ یمن بھیجا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرمان میں زرعہ ذی یزن کو ان لوگوں کے متعلق وصیت فرمائی تھی اور حکم دیا تھا کہ زکوۃ جمع کر کے قاصدوں کو دے دیں۔

عبداللہ بن زید...... وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان قاصدوں میں سے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کے ساتھ یمن بھیجا تھا۔

زُرارہ بن قیس...... ابن الحارث بن قداء بن الحارث بن عوف بن جشیم بن کعب بن قیس بن سعد بن مالک بن النخع، قبیلہ مذحج کے تھے، اس وفد نخع میں تھے جو محرم ۱۱ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا وہ دوسو آدمی تھے، رملہ بنت الحدث کے مکان پر اترے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام کا اقرار کرتے ہوئے آئے، معاذ بن جبل سے یمن میں بیعت کر چکے تھے۔

عجیب واقعہ...... زرارہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اس سفر میں ایک عجیب خواب دیکھا فرمایا تم نے کیا دیکھا؟ عرض کی، میں نے خوب میں ایک گدھی کو دیکھا کہ قبیلے میں چھوڑا ہے اس کے ہاں بھورے رنگ کا بھیڑ کا بچہ پیدا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی کوئی کنیز چھوڑی ہے جو حمل کے حالت میں ہے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ میں نے اپنی کنیز چھوڑی ہے جو حاملہ ہے فرمایا اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جو تمہارا بیٹا ہے۔

عرض کی اس کے بھورے، سبز و سرخ ہونیکی کیا تعبیر ہے، فرمایا کہ میرے قریب آؤ وہ آپ کے قریب گئے تو فرمایا کہ کیا تمہارے اوپر سفید داغ ہے جسے تم چھپاتے ہو؟ عرض کی جی ہاں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کا کسی کو علم نہیں اور نہ آپ کے علاوہ اس پر کسی کو اطلاع ہے فرمایا وہ بھورا رنگ یہی ہے۔

دوسرے خواب...... عرض کی، یارسول اللہ! میں نے نعمان بن المنذر کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ انکے بدن پر دو بندے، دو چوڑیاں، اور دو پازیب ہیں، فرمایا کہ یہ ملک عرب ہیں جو اپنی عمدہ شکل وصورت کی طرف واپس آئے ہیں۔

عرض کی کہ میں نے ایک کھچڑی بال والی بوڑھیا کو خواب میں دیکھا جو زمین سے نکلی ہے فرمایا کہ یہ دنیا کی بقیہ عمر ہے۔

عرض کی میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین سے ایک آگ نکلی جو میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان حائل ہوگئی، وہ کہتی ہے کہ بینا و نابینا جلا جلا، تم مجھے کھالو، میں تمہارے متعلقین و مال کو کھالوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک فتنہ ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔

عرض کی یارسول اللہ! فتنہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے اور آپس میں لڑیں گے، سر سے سر مل جائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو باہم ملا کر اور نکال کر اشارہ فرمایا (اس فتنے میں) بدکار اپنے کو نیکوکار سمجھے گا اور مومن کا خون مومن کے نزدیک پانی پینے سے زیادہ حلال ہوگا، اگر تمہارا بیٹا مر جائے گا تو تم اس فتنے کو پاؤ گے اور اگر تم مر گئے تو تمہارا بیٹا اس کا پائے گا۔ عرض کی، یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ میں اسے نہ پاؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! یہ اس فتنے کو نہ پائے، چنانچہ ان کی وفات ہوگئی اور عمر زندہ رہے، وہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کوفہ میں عثمانؓ سے بغاوت کی تھی۔

ارطاط بن کعب ...... ابن شراحیل بن کعب بن سلامان بن عامر بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع۔

وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ان کے لئے جھنڈا باندھا گیا جسے وہ لے کر قادسیہ آئے، قتل کر دیئے گئے تو وہ جھنڈا ان کے بھائی درید بن کعب نے لے لیا اور وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔

ارقم بن یزید ...... ابن مالک بن عبداللہ بن الحارث بن بشر بن یاسر بن جشیم بن مالک بن بکر بن عوف بن النخع، وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے۔

وبر بن یحنّس ...... ان غیر خالص عربوں میں سے تھے جو یمن میں تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام لائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے روانہ ہو کر یمن کے غیر خالص عربوں کے پاس آئے،

نعمان بن بزرج کی لڑکیوں کے پاس اترے وہ سب اسلام لائیں انہوں نے فیروز بن الدیلمی کو بلا بھیجا وہ مسلمان ہوئے، مرکبوذ کو بلایا وہ بھی اسلام لائے ان کے بیٹے عطا بن مرکبوذ پہلے شخص تھے جنہوں نے صنعا میں قرآن کو جمع کیا یمن میں باذان اسلام لائے اپنے اسلام لانے کی اطلاع رسول اللہؐ کو بھیجی، یہ واقعہ ۱۰ھ کا ہے

فیروز بن الدیلمی ...... فارس کے ان لوگوں کی اولاد میں ہیں جن کو کسریٰ نے سیف بن ذی یزن کے ہمراہ یمن بھیجا تھا انہوں نے حبشیوں کو یمن سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم ہوا تو فیروز بن الدیلمی وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر احادیث روایت کی ہیں، بعض محدثین تو کہتے ہیں ہم سے فیروز بن الدیلمی نے حدیث بیان کی اور بعض کہتے ہیں کہ الدیلمی نے، دونوں ایک ہی شخص ہیں سب کی مراد فیروز بن الدیلمی ہیں، یہ

بات اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے جس کو ایک ہی شخص نے روایت کیا ہے لوگ ان کے نام میں اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا۔

شراب کے بارے میں سختی ...... دیلمی سے مروی ہے کہ عرض کی یارسول اللہ! ہم لوگ سرد ملک میں ہیں اور گیہوں کی شراب سے مدد لیتے ہیں، فرمایا کیا اس سے نشہ ہوتا ہے؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا بس تو پھر اسے نہ پیو،

انہوں نے دوبارہ پوچھا فرمایا کیا اس سے نشہ ہوتا ہے؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا بس تو پھر اسے نہ پیو، عرض کیا گیا کہ لوگ تو اس سے باز نہیں آسکتے فرمایا اگر اس سے باز نہ آئیں تو قتل کردو۔

محمد بن سعد نے کہا کہ یہ حدیث ہمیں دیلم الحمیری کی روایت سے بھی پہنچی ہے۔

فیروز بن الدیلمی نے ایک حدیث قدر کے بارے میں روایت کی ہے، فیروز کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ ان کی اولاد بنی ضبہ کی طرف منسوب تھی ان لوگوں نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں ہم لوگوں پر گرفتاری کی مصیبت آئی، فیروز ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اس اسود بن کعب العنسی کو یمن میں قتل کیا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ اسے مرد صالح فیروز بن الدیلمی نے قتل کیا، فیروز کی وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یمن میں ہوئی۔

داذویہ ...... غیر خالص عربوں میں سے تھے، بہت بوڑھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام لائے وہ بھی ان لوگوں میں تھے جنہوں نے اسود بن کعب العنسی کو قتل کیا اس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

قیس بن مکشوح، عنسی کے قوم سے ڈرے انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ داذویہ نے اسے قتل کیا ہے اور داذویہ پر حملہ کر کے انہیں قتل کردیا کہ اس سے عنسی کی قوم کو خوش کریں۔

گرفتاری ...... ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مہاجر بن ابی امیہ کو لکھا کہ قیس بن مکشوح کو بیڑیاں ڈال کے ان کے پاس بھیج دیں انہوں نے بیڑیاں ڈال کر انہیں بھیج دیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے مرد صالح داذویہ کو قتل کردیا، انہوں نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔

قیس نے گفتگو کی اور قسم کھائی کہ میں نے قتل نہیں کیا اور کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ! اپنی جنگ کے لئے مجھے باقی رکھئے، مجھے جنگ میں بصیرت ہے اور دشمن کے لئے داؤ گھات معلوم ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں باقی رکھا، عراق بھیج دیا اور حکم دیا کہ کوئی کام ان کے سپرد نہ کیا جائے صرف جنگ میں مشورہ لیا جائے۔

نعمان ...... سباء کے یہودی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کے مسلمان ہوئے، پھر اپنی قوم کے ملک کو واپس گئے، اسود بن کعب العنسی کو معلوم ہوا تو اس نے انہیں بلا بھیجا اور پکڑ کر ان کا ایک ایک عضو ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔

یمن کے محدثین کا پہلا طبقہ

مسعود بن الحکم الثقفی ...... عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

سعد الاعرج ...... یعلیٰ بن منیہ کے ساتھیوں میں سے تھے انہوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن البیلمانی ...... عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اخماس میں سے تھے (یعنی غلام تھے اور مال غنیمت کے اس پانچویں حصے میں آیا تھا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا تھا) عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ وہ یمن کے ایرانیوں کی اولاد میں سے تھے، عبدالرحمٰن نجران میں رہتے تھے، ولید بن عبدالملک کی ولایت میں انکی وفات ہوئی۔

حجر المدری ...... ہمدان کے تھے انہوں نے زید بن ثابت اور ان سے طاؤس نے روایت کی ہے۔

ضحاک بن فیروز الدیلمی ...... ابنائے اہل فارس سے تھے اپنے والد سے روایت کیئے۔

ابوالاشعث الصنعانی ...... شراحیل بن شرحبیل بن کلیب بن اڈہ، ابنائے فارس میں سے تھے، آخر عمر میں دمشق کی سکونت اختیار کر لی تھی، ان سے شامیوں نے روایت کی ہے، وفات معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کے قدیم زمانۂ خلافت میں ہوگئی تھی۔

حنش بن عبداللہ الصنعانی ...... وہ بھی ابنائے فارس میں سے تھے پھر منتقل ہوکر مصر کی سکونت اختیار کر لی تھی، ان سے مصریوں نے روایت کی ہے، وہیں پر ان کی وفات ہوئی۔

شہاب بن عبداللہ الخولانی

وہب الذماری ...... یمن کا ایک گاؤں زمار میں رہتے تھے انہوں نے آسمانی کتب پڑھی تھی۔

دوسرا طبقہ

طاؤس بن کیسان ...... حبیب بن ثابت سے مروی ہے کہ طاؤس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔

محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ طاؤس، بحیر بن ریسان الحمیری کے آزاد کردہ غلام تھے اور جند میں رہتے تھے،

فضل بن دکین وغیرہ نے کہا کہ وہ ہمدان کے آزاد کردہ غلام تھے، عبدالمنعم ابن ادریس نے کہا کہ ابن ہوذۃ الہمدانی کے آزاد کردہ غلام تھے، طاؤس کے والد جو اہل فارس میں سے تھے دور سے آئے تھے اور اس گھر والوں سے موالاۃ کرلی تھی وہ جند میں رہا کرتے تھے۔

خضاب لگانا...... بنی طاؤس سے مروی ہے کہ طاؤس زردی کا خضاب لگاتے تھے۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ تیز سرخی والی مہندی کا خضاب کرتے تھے۔

فِطر سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو دیکھا کہ وہ مہندی سے خضاب کرتے تھے۔

چہرہ چھپانا...... فطر سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو سب سے زیادہ کپڑے سے چہرہ چھپاتے دیکھا۔

راوی نے کہا کہ میں نے فطر سے کہا کہ کیا وہ بکثرت کپڑے سے چہرہ چھپاتے تھے تو انہوں نے کہا ہاں۔

ہانی بن ایوب الجعفی سے مروی ہے کہ طاؤس اس طرح کپڑے سے چہرہ چھپاتے کہ کبھی اس کو ترک نہ کرتے۔ خارجہ بن مصعب سے مروی ہے کہ طاؤس کپڑے سے چہرہ چھپاتے تھے اور جب رات ہوتی تو کھول دیتے تھے۔ یونس بن الحارث سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو کپڑے سے چہرہ چھپاتے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا۔

لباس...... طاؤس سے مروی ہے کہ سابری باریک کپڑے کو اس کی تجارت کو ناپسند کرتے تھے۔

عمارہ بن زاذان سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس یمنی کو دیکھا کہ ان کے جسم پر دو گیروے رنگ کی چادریں تھیں۔

ابوالاشہب سے مروی ہے کہ میں نے احرام کی حالت میں طاؤس کو دیکھا کہ جسم پر گیرو سے رنگی ہوئی دو چادریں تھیں۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ اس طرح عمامہ باندھنا ناپسند کرتے تھے کہ اس کا کچھ حصہ ٹھوڑی کے نیچے نہ کریں۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ وہ عبداللہ بن طاؤس سے پوچھتے کہ آپ کے والد سفر میں کیا پہنتے تھے انہوں نے کہا کہ تلے اوپر دو کرتے پہنتے جن کے نیچے تہ بند نہیں باندھتے تھے۔

یعقوب بن قیس سے مروی ہے کہ میں حالت احرام میں طاؤس کے بدن پر گیرو سے رنگی ہوئی دو چادریں دیکھیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر الملیکی سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدوں کا نشان دیکھا۔

نام پر اعتراض...... اسماعیل بن مسلم سے مروی ہے کہ لوگوں نے حسن کے پاس طاؤس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ طاؤس، طاؤس (مور) کیا ان کے عزیزوں سے یہ نہ ہوسکا کہ وہ اس کے علاوہ انکا کوئی اور نام یا اس سے بہتر نام رکھتے۔

بعض عادات ......ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کے پاس جب خطوط جمع ہو جاتے تو وہ انہیں جلوا دیتے۔

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ مجھ سے طاؤس نے کہا کہ جب میں تم سے حدیث بیان کروں اور وہ ثابت کر دوں تو پھر اس کو ہرگز کسی سے نہ پوچھو۔

طاؤس سے مروی ہے کہ وہ یمن سے اس وقت آتے کہ لوگ عرفہ میں ہوتے اور مکہ سے پہلے عرفہ سے حج شروع کرتے۔

عبدالکریم بن ابی المخارق سے مروی ہے کہ طاؤس نے ہم لوگوں سے کہا کہ جب میں طواف کروں تو مجھ سے کچھ نہ پوچھو کیونکہ طواف بھی نماز ہی ہے۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ انسان کے اللہ کے نام پر بھیک مانگنے کو ناپسند کرتے تھے۔

طاؤس سے مروی ہے کہ وہ اپنی کسی لڑکی کو خواہ وہ کالی ہو یا نہ ہو اس کے بغیر نہ رہنے دیتے تھے کہ اس سے عیدالفطر و عیدالاضحیٰ میں ہاتھ پاؤں میں پہندی لگواتے اور کہتے کہ یہ عید کا دن ہے۔

حنظلہ سے مروی ہے کہ میں طاؤس کے ساتھ جا رہا تھا، ایک قوم پر ان کا گذر ہوا جو قرآن فروخت کر رہے تھے انہوں نے انّا للہ وانّا الیہ راجعون پڑھا۔

محمد بن سعید سے مروی ہے کہ طاؤس کی دعا یہ تھی کہ **اللھم احرمنی المال والولد وارزقنی الایمان والعمل** (اے اللہ مجھے مال اور اولاد سے محروم رکھ اور مجھے ایمان وعمل عطا کر)۔

طاؤس سے مروی ہے کہ میں کسی ساتھی کو مالدار اور ذی شرف سے زیادہ برا نہیں جانتا۔

عبداللہ بن طاؤس سے مروی ہے کہ طاؤس کہتے ہیں کہ جب تمہیں یہودی ونصرانی سلام کرے تو اس سے کہو کہ علاک السلم، (سلامت تجھ پر غالب رہے)۔

سلمہ بن وہرام سے مروی ہے کہ لوگ ایک چور کو طاؤس کے پاس لے گئے انہوں نے ایک دینار اس کا فدیہ دیا اور اسے آزاد کر دیا۔

طاؤس سے مروی ہے کہ وہ بروایت ابن عباس خلع وطلاق کا تذکرہ کرتے اور سعید بن جبیر اعتراض کرتے طاؤس ان سے ملے اور کہا کہ میں نے تمہارے پیدا ہونے سے پہلے قرآن پڑھا ہے اور ایسے وقت میں اسے سنا ہے کہ تم اس وقت بھیگی روٹی کے فکر میں رہتے تھے۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے اپنے ان عراقی بھائیوں سے تعجب ہے جو حجاج (ابن یوسف) کو مومن کہتے ہیں۔

طاؤس سے مروی ہے کہ تم جو کچھ سیکھتے ہو اپنے لئے سیکھو کیوں کہ لوگوں سے امانت چلی گئی، وہ حدیث کا حرف حرف شمار کرتے تھے۔قیس بن سعد سے مروی ہے کہ طاؤس ہم میں ایسے ہی تھے جیسے ابن سیرین تم لوگوں میں

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے گلے میں رسی ڈال کر نچایا جائے۔

ایوب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے اسے جھڑک دیا اس نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن میں تو آپ کا بھائی ہوں، انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو میرا کوئی نہیں۔

داؤد بن شابور سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طاؤس سے کہا کہ ہمارے دعا کیجئے انہوں نے کہا کہ میں اس وقت اس کے لئے خلوص نہیں پاتا۔

ابراہیم بن میسرہ سے مروی ہے کہ محمد بن یوسف نے طاؤس کو تحصیل وصول کے بعض کاموں پر مقرر کیا ابراہیم نے کہا کہ میں نے طاؤس سے پوچھا کہ آپ نے کس طرح کام کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم آدمی سے کہتے تھے کہ خدا تم پر رحم کرے تم اس مال کی زکوۃ دیتے ہو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اگر وہ ہمیں دیتا تو اس سے لے لیتے اور اگر وہ پیٹھ پھیرتا تو ہم اسے بلاتے نہ تھے۔

محمد بن یوسف کے جانے کا واقعہ...... ابواسحاق الصنعانی سے مروی ہے کہ طاؤس وہب بن منبہ کسی اچھے وقت محمد بن یوسف برادر حجاج بن یوسف کے پاس گئے جو ہم پر عامل تھا، طاؤس کرسی پر بیٹھ گئے محمد نے کہا اے غلام طیلسان (چادر فارسی) ابوعبدالرحمٰن (طاؤس) کو اڑھادو، ان لوگوں نے وہ انہیں اڑھادی وہ اپنے شانے ہلاتے رہے یہاں تک کہ اپنے اوپر سے طلیسان کو گرادیا۔

محمد بن یوسف کو غصہ آیا تو وہب نے طاؤس سے کہا کہ واللہ اگر تمہیں اس کے ہم پر ناراض کرنے کی پروا نہیں ہے تو نہ ہو، تم طلیسان کو لے کر فروخت کر دیتے اور اس کی قیمت مساکین کو دے دیتے انہوں نے کہا ہاں، اگر ایسا نہ ہوتا کہ میرے بعد یہ کہا جاتا کہ اسے طاؤس نے لے لیا ہے پھر اس میں وہ نہ کیا جاتا جو میں کرتا ہوں تو میں ضرور کرتا۔

عمران بن عثمان سے مروی ہے کہ عطا کہا کرتے کہ اس مسئلہ میں طاؤس کیا کہتے ہیں، میں کہتا کہ ابومحمد آپ اسے کس سے لیتے ہیں انہوں نے کہا ثقہ طاؤس سے۔

حج کے متعلق واقعات...... ابی بشر سے مروی ہے کہ طاؤس نے قریش کے چند نوجوانوں سے جو کعبے کا طواف کررہے تھے کہا کہ تم لوگ ایسا لباس پہنتے ہو جو تمہارے بزرگ نہیں پہنتے تھے اور تم لوگ ایسی چال چلتے ہو جو ناچنے والے بھی اچھی طرح نہیں چل سکتے۔

عبدالملک سے مروی ہے کہ طاؤس حج قران[1] کے نیت سے آتے تھے، مگر عرفات جانے تک مکہ مکرمہ نہیں آتے تھے۔

عبداللہ بن طاؤس سے مروی ہے کہ والد کے ساتھ ہمارا سفر مکہ ایک مہینے تک ہوتا تھا جب ہم لوگ واپس ہوتے تو وہ ہمیں دو مہینے تک چلاتے تھے، ہم نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آدمی اپنے مکان آنے تک اللہ ہی کی راہ میں رہتا ہے۔

لیث سے مروی ہے کہ میں نے طاؤس کو مرض موت میں دیکھا کہ اپنے بستر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور اسی پر سجدہ کرتے تھے۔

[1] حج قران اسے کہتے ہیں جس میں ایک ہی احرام سے حج اور عمرہ کیا جاتا ہے۔ اعجاز

وفات ......سیف بن سلیمان سے مروی ہے کہ طاؤس کی وفات مکہ میں ۸/ذی الحجہ سے ایک روز پہلے ہوئی،

ہشام بن عبدالملک نے اس سال حج کیا تھا اور وہ اسی ۱۰۶ھ میں خلیفہ ہوئے تھے انہیں نے طاؤس کی نماز جنازہ پڑھائی، وفات کے دن ان کی عمر ننانوے سال کی تھی۔

وہب بن منبّہ ......ان کا تعلق فارس سے تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشینگوئی ......عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں دو شخص ہوں گے جن میں ایک وہب ہوگا جس کو اللہ حکمت عطا کریگا اور دوسرا غیلان ہوگا جس کا فتنہ اس امت پر شیطان کے فتنے سے بدتر ہوگا۔

کفر کی ایک صورت ......داؤد بن قیس الصنعانی سے مروی ہے کہ میں نے وہب بن منبہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے بانوے کتاب پڑھی ہیں جو سب کے سب آسمان سے نازل کی گئی ہیں انمیں سے بہتر مسیحی عبادت گاہوں اور لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں اور بیس کو چند کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، میں نے ان سب میں یہ مضمون پایا۔ کہ جس نے مشیت کا کوئی حصہ بھی اپنی طرف منسوب کرلیا وہ کافر ہے۔

عبادت ......مثنیٰ بن الصباح سے مروی ہے کہ وہب بن منبہ چالیس سال تک اس حالت میں رہے کہ کسی ذی روح کو برا نہ کہا اور بیس سال تک اس طرح رہے کہ عشاء اور صبح کے درمیان وضو نہیں کیا، وہب نے کہا کہ میں نے تیس کتابیں پڑھی ہیں جو تیس نبیوں پر نازل ہوئی ہیں۔

وفات ......عبدالمنعم بن ادریس سے مروی ہے کہ وہب بن منبہ کی وفات صنعا میں ۱۱۰ھ میں ہشام بن عبدالملک کی دور خلافت میں ہوئی۔

ہمام بن مُنبہ ......ابنائے فارس میں سے تھے، اپنے بھائی وہب بن منبہ سے بڑے تھے ابوہریرہؓ سے ملے ہیں اور ان سے بہت سی روایت کی ہیں، وفات وہب سے ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ میں ہوئی، کنیت ابوعقبہ تھی۔

معقل بن منبہ ......ابناء میں سے تھے، کنیت ابوعقیل تھی، وفات اپنے بھائی وہب سے پہلے ہوئی، ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمر بن منبہ ......ابناء میں سے تھے ان سے بھی روایت کی گئی ہے، قاری قرآن تھے، وہ اور وہب بن منبہ بظاہر پہلے شخص تھے جنہوں نے یمن میں قرآن جمع کیا۔

مغیرہ بن حکیم الصنعانی......ابناء میں سے تھے۔

سماک بن الفضل الخولانی......اہل صنعاء میں سے تھے۔

عمرو بن مسلم الجندی

زیاد بن الشیخ......ابناء اہل صنعا میں سے تھے۔

تیسرا طبقہ

عبداللہ بن طاؤس......کنیت ابومحمد تھی، وفات امیر المومنین ابوالعباس کی خلافت کے شروع میں ہوئی۔

حکم بن ابان......اہل عدن میں سے تھے ۱۵۴ھ میں وفات ہوئی۔

سلم الصنعانی......جو عطاء سے روایت کرتے ہیں۔

اسماعیل بن شروس......ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

معمر بن راشد......کنیت ابوعروہ تھی، قبیلہ ازد کے مولیٰ تھے، راشد کی کنیت ابوعمرو تھی اور ازد کے مولیٰ تھے وہ اہل بصرہ سے تھے پھر منتقل ہو کر یمن میں رہ گئے جب معمر بصرہ سے روانہ ہوئے تو ابوایوب بھی کچھ دور تک ان کے ساتھ چلے اور ان کی دعوت کی، معمر اپنی ذات کے اعتبار سے بامروت وحلیم وسخی آدمی تھے۔

عبیداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں بصرہ میں ایوب کا مکہ سے آنے کا انتظار کر رہا تھا وہ اس طرح آئے کہ معمر اونٹ پر ان کے ہم نشین تھے، معمر اپنی والدہ کی زیارت کے لئے آئے تھے میں انکے پاس آیا تو وہ مجھ سے عبدالکریم کی حدیث پوچھنے لگے میں بیان کرنے لگا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات رمضان ۱۵۳ھ میں ہوئی، عبدالمنعم ابن ادریس نے کہا کہ ان کی وفات شروع ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

سفیان بن عینیہ سے مروی ہے کہ عبدالرزاق سے دریافت کیا کہ مجھے اس کے متعلق بتائیے جو لوگ معمر کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو کچھ علم تم لوگوں کے پاس تھا وہ انہیں کے ساتھ جاتا رہا، عبدالرزاق نے کہا کہ معمر کی وفات ہمارے پاس ہوئی، ان کی بیوی سے ہمارے قاضی مطرف ابن مازن نے نکاح کیا۔

یوسف بن یعقوب...... ابن ابراہیم بن سعید بن داذویہ، ابناء میں سے تھے، کنیت ابوعبداللہ تھی، صنعا کے قاضی ومفتی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات ۱۵۳ھ میں ہوئی اور عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ ۱۵۱ھ میں ہوئی۔

بکّار بن عبداللہ...... ابن سہوک، ابناء میں سے تھے، جند میں رہتے تھے ان سے عبداللہ بن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہے۔

عبدالصمد بن معقل...... ابن منبہ، وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں۔

چوتھا طبقہ

رباح بن زید...... مولائے خاندان معاویہ بن ابی سفیانؓ، محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے انہیں دیکھا ہے، صاحب فضل اور معمر بن راشد کی حدیث کے عالم تھے۔

مُطرف بن مازن...... کنیت ابوایوب تھی، صنعا کے محکمہ قضا کے والی تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ کنانہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور منبج میں ان کی وفات ہوئی، عبدالمنعم بن ادریس نے کہا کہ قیس کے آزاد کردہ غلام تھے اور وفات ہارون کے دور خلافت میں رقہ میں ہوئی۔

ہشام بن یوسف...... کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی، ابناء میں سے تھے اور قاضی یمن تھے، معمر بن جریج وغیرہما سے بکثرت روایت کی ہے وفات ۱۹۷ھ میں یمن ہوئی۔

عبدالرزاق بن ہمام...... ابن نافع، کنیت ابوبکر تھی، قبیلہ حمیر کے آزاد کردہ غلام تھے، وفات وسط شوال ۲۱۱ھ کو یمن میں ہوئی، ہمام بن نافع کی روایت ہے جو انہوں نے سالم بن عبداللہ وغیرہ سے کی ہے۔

ابراہیم بن الحکم بن ابان

غوث بن جابر

اسماعیل بن عبدالکریم...... ابن معقل بن منبہ، کنیت ابوہشام تھی، وفات ۲۱۰ھ میں یمن میں ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ جو یمامہ میں رہتے تھے

مُجاعہ بن مرارہ......اس وفد بنی حنیفہ میں شامل تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تھے۔

گرفتاری......دخیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ خالد بن الولید یمامہ کے ارادے سے جب فرض میں اترے تو انہوں نے دو سوار کے لشکر کو آگے بھیجا اور کہا کہ تم جن لوگوں کو پاؤ انہیں گرفتار کرلو، وہ لوگ روانہ ہوئے انہوں نے مجاعہ بن مرارہ الحنفی کو ان کی قوم کے تیس آدمیوں کے ساتھ جو بنی نمیر کے ایک شخص کی تلاش میں نکلے تھے گرفتار کرلیا۔

مجاعہ سے پوچھا گیا تو کہا کہ اللہ کی قسم! میں مسلیمہ کے قریب بھی نہیں جاتا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا ہوں، پھر میں اسلام لایا اور تبدل وتغیر نہیں کیا، قوم کو خالد کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے سب کی گردن ماردی، مجاعہ کو باقی رکھا انہیں قتل نہیں کیا وہ شریف تھے انہیں مجاع الیمامہ کہا جاتا تھا۔

معاہدہ......ساریہ بن عمرو نے خالد بن الولید سے کہا کہ اگر آپ کو اہل یمامہ کی ضرورت ہے تو ان کو یعنی مجاعہ بن مرارہ کو باقی رکھئے، خالد نے انہیں قتل نہیں کیا، لوہے کی ایک مضبوط زنجیر میں جکڑ کر اپنی بیوی ام تمیم کے حوالہ کردیا انہوں نے مجاعہ کو اور مجاعہ نے حنفیہ کے کامیاب ہونے کی صورت میں ان کو قتل کرنے سے پناہ دے دی اس پر باہم معاہدہ ہوگیا۔

خالد انہیں بلاتے، باتیں کرتے اور یمامہ و بنی حنفیہ و مسلیمہ کا حال دریافت کرتے، مجاعہ کہتے کہ اللہ کی قسم! میں نے اس کی پیروی نہیں کی ہے میں تو مسلمان ہوں انہوں نے کہا کہ پھر تم کیوں نہ ہمارے پاس چلے آئے یا تم نے اس طرح کی گفتگو نہیں کی جس طرح کی ثمامہ بن اثال نے کی تھی انہوں نے کہا کہ اگر آپ کی رائے ان سب باتوں کو معاف کرنے کی ہو تو معاف کردیجئے انہوں نے کہا کہ میں نے معاف کردیا۔

امان نامہ......یہ وہی شخص ہے جنہوں نے قتل مسلیمہ کے بعد یمامہ اور اس کے اندر کی تمام چیزوں کے متعلق خالد بن الولید سے صلح کی تھی، خالد بن الولید انہیں وفد کے ساتھ ابوبکر صدیقؓ کے پاس لائے اور ان کے اسلام اور کارگزاری کا تذکرہ کیا ابوبکرؓ نے انہیں معاف کردیا اور امان دے دی، ان کے اور وفد کے لئے امان نامہ لکھ دیا۔ اور ان لوگوں کو ان کے وطن یمامہ واپس کردیا۔

ثمامہ بن اثال

قبول اسلام......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قاصد انکے پاس سے گذرے، ثمامہ نے ان کے قتل کا

ارادہ کیا ان کے چچا نے اس سے روکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کا خون حلال کر دیا۔

اس کے بعد ثمامہ عمرے کی نیت سے روانہ ہوئے جب مدینہ کے قریب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں نے کسی عہد و پیمان کے بغیر انہیں گرفتار کر لیا اور رسولؐ کی خدمت میں لائے، انہوں نے کہا کہ اگر آپ سزا دیں گے تو ایک گناہ گار کو سزا دیں گے اور اگر معاف کریں گے تو ایک شکر گزار کو معاف کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گناہ معاف کر دیا اور وہ اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کے لئے مکہ جانے کی انہیں اجازت بھی دے دی، چنانچہ وہ گئے اور عمرہ کر کے واپس آئے انہوں نے قریش پر تنگی کر دی، یمامہ سے ایک دانہ بھی ان کے پاس نہ جانے دیتے۔

مسلیمہ کذاب کے خلاف ردعمل ...... جب مسلیمہ ظاہر ہوا اور نبوت کا دعویٰ کیا تو ثمامہ بن اثال اپنی قوم میں کھڑے ہو گئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور کہا کہ ایک ہی معاملہ کے لئے دو نبی جمع نہیں ہوتے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ایسے رسول ہیں کہ ان کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہے اور نہ کسی قسم کی نبوت کے ساتھ کوئی نبی شریک کیا جاتا ہے، انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی:

حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لاالہ الاھو الیہ المصیر[1] (حم کتاب کا نازل کرنا اللہ زبردست دانا کیطرف سے ہے جو گناہ کا معاف کرنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا، قدور والا ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کے پاس پھر جانا ہے۔) یہ کلام اللہ ہے، یہ (کلام مسلیمہ) اس کے مقابلہ میں کہاں ہے، اے مینڈک! یہ ایسی پاک وصاف ہے کہ نہ شراب کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گندہ کرتی ہے، واللہ تم لوگ بھی سمجھتے ہو کہ یہ وہ کلام ہے جو کینے سے نہیں نکلا ہے۔

خالد بن الولید یمامہ آئے تو ان کے اس فعل کو پسند کیا اور اس سے ان کے اسلا کی صحت کو پہچانا۔

علی بن شیبان ...... ابن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد العزیٰ بن سحیم بن مرہ بن الدول بن حنیفہ۔

ان کی روایت ...... انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکھیوں سے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع وسجدہ میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا، نماز پوری کر لی تو فرمایا اے مسلمانو! اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع اور سجدہ میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔

ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوسری نماز پڑھی، آپ نے نماز پوری کر لی، ایک شخص تنہا صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا آپ نماز پوری کر کے اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے اس شخص نے بھی نماز پوری کر لی تو آپ نے فرمایا کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھو کیوں کہ صف کے پیچھے تنہا شخص کی نماز نہیں ہوتی۔

عبد الرحمٰن بن علی شیبان نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع اور سجود کے درمیان پشت سیدھی نہیں کرتا۔

---

[1] الغافر، ۱، ۲

طلق بن علی الحنفی ...... وہ ابوقیس بن طلق تھے۔

چرچ توڑ کر مسجد بنانا ......طلق سے مروی ہے کہ ہم لوگ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ ہوئے، خدمت نبویؐ میں آئے اور بیعت کی ساتھ نماز پڑھی۔

عرض کی، ہمارے وطن میں ایک چرچ ہے ہم نے خواہش کی کہ وضو کا بچا ہوا پانی عنایت ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا اس سے وضو کیا اور کلی کی پھر اسے ایک چمڑے کے برتن میں ڈال دیا اور فرمایا اسے لے جاؤ، جب تم اپنے وطن میں پہنچ جاؤ تو اس چرچ کو توڑ ڈالنا اور اس کی جگہ اس پانی سے دھو کر مسجد بنالینا۔

عرض کی یا رسول اللہ! گرمی سخت ہے اور وطن دور، پانی خشک ہو جائیگا فرمایا اس میں پانی ملاتے رہنا، کیونکہ وہ اس کی پاکیزگی بڑھائیگا۔ ہم لوگ روانہ ہوئے اپنے وطن آئے چرچ توڑ ڈالا اور اس جگہ کو دھویا وہاں مسجد بنا کر اذان کہی گئی اور نماز پڑھی گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعریف فرمانا ......طلق سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد بنا رہے تھے اور مسلمان اس میں کام کر رہے تھے میں مٹی کا گارا بنانا جانتا تھا پھاوڑہ لے کر گارا بنانے لگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ کر فرمارہے تھے کہ یہ حنفی گارے کا کام جانتا ہے۔

روایت ......قیس بن طلق نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے شوہر کو نہ روکے خواہ وہ عورت کجاوے پشت پر کیوں نہ ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات میں دو وتر نہیں ہے۔

خدمت نبویؐ میں ایک شخص آیا عرض کی یا نبی اللہ! ہم میں سے جب کوئی اپنی شرم گاہ چھوئے تو کیا وضو کرے، فرمایا وہ تو تمہارے جسم کا ایک حصہ ہی ہے (جیسے اور حصوں کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح اس سے بھی نہیں ٹوٹتا)

ایک کپڑے میں نماز کا حکم ......ایک شخص بعد ظہر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یا نبی اللہ! کیا ہم میں سے کوئی شخص ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمائی، عصر کی نماز کا وقت آیا تو اپنا تہ بند کھول ڈالا اور چادر پہ تہ بند باندھ کے دونوں کو اپنے کندھے پر ڈال دیا جب نماز ادا کر لی اور فارغ ہوئے تو فرمایا کہ وہ شخص جو ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو دریافت کر رہا تھا کہاں ہے؟ اس شخص نے کہا کہ یا نبی اللہ! میں ہوں فرمایا کیا ہر شخص دو کپڑے پا سکتا ہے۔

ہرماس بن زیاد الباہلی ......ہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو اس حالت میں دیکھا کہ والد مجھے اپنے اونٹ پر اپنے ساتھ بٹھائے ہوئے تھے، میں چھوٹا بچہ تھا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ۱۰ھ کو منیٰ میں اپنی کان کٹی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

ہرماس بن زیاد الباہلی سے مروی ہے کہ میں یوم الاضحیٰ کو اونٹ پر والد کا ہم نشین تھا اور منیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

جاریہ ابونمران الحنفی ...... نمران بن جاریہ الحنفی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک قوم نے ایک جھونپڑی کے بارے میں باہم جھگڑا کیا اور مقدمہ نبی صلی اللہ کے پاس لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ کو ان کے ساتھ کر دیا، حذیفہ نے فیصلہ ان لوگوں کے حق میں کیا جن کے قریب رسی تھی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا۔

یمامہ کے فقہاء ومحدثین

ضمضم بن حوس الہفانی ...... انہوں نے ابوہریرہ وعبداللہ بن حنظلہ سے اور ان سے عکرمہ بن عمار وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ہلال بن سراج ...... ابن مجاعۃ الحنفی، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کی ہے۔

ابوکثیر الغبری ...... نام یزید بن عبدالرحمٰن بن امیہ بن اذینہ السحیمی تھا، ابوہریرہ سے ملے اور ان سے روایت کی ہے، ابوکثیر سے اوزاعی وعکرمہ بن عمار نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن اسود ...... محکمہ ڈاک کے افسر تھے۔

ابوسلام ...... نام ممطور تھا، ان سے یحییٰ بن کثیر نے روایت کی ہے۔

یحییٰ بن ابی کثیر ...... طے کے مولاء اور اہل بصرہ میں سے تھے، یمامہ میں منتقل ہو گئے۔

یحییٰ بن کثیر بن یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے چچا نصر بن یحییٰ بن ابی کثیر کو دیکھا ہے، انہیں کے نام سے یحییٰ بن ابی کثیر الیمامی کی کنیت تھی، (ابونصر) دوسرے راوی نے کہا کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی کنیت ابوایوب تھی۔

ایوب السختیانی سے مروی ہے کہ روئے زمین پر یحییٰ بن ابی کثیر جیسا کوئی باقی نہیں ہے۔

اسماعیل بن علیہ سے مروی ہے کہ میں ایوب کے پاس حاضر تھا جب وہ یحییٰ بن ابی کثیر کو خط لکھ رہے تھے۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ یحییٰ بن ابی کثیر کے اپنے پاس آنے کی امید کرتے تھے۔

ابونعیم الفضل بن دکین سے مروی ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی وفات ۱۲۹ھ میں ہوئی۔ بنی تمیم کے ایک اہل علم نے کہا کہ کثیر کا نام دینار تھا۔

عکرمہ بن عمار العجلی ......انہوں نے ایاس بن سلمہ بن الاکوع، ہرماس بن زیاد الباہلی، عاصم بن شمیخ الغیلانی سے جو بنی تمیم کے ایک فرد تھے، عطاء بن ابی رباح، ضمضم بن حوس، حضرمی بن لاحق، یحییٰ بن ابی کثیر، رافع بن خدیج کے آزاد کردہ غلام ابوالنجاشی، طارق بن عبدالرحمٰن القرشی اور سماک الحنفی ابوزمیل سے روایت کی ہے۔
قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ، نافع مولائے عبداللہ بن عمرؓ، طاؤس ابوکثیر الغبزی اور یزید الرقاشی سے سنا ہے۔

ایوب بن عتبہ......کنیت ابویحییٰ تھی، یمامہ کے قاضی تھے انہوں نے ایاس بن سلمہ بن الاکوع، قیس بن طلق اور عبداللہ بن بدر سے روایت کی ہے، ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وطیسلہ ابن علی وابوکثیر الغبری الحیمی وابوالنجاشی ویحییٰ بن ابی کثیر و یزید بن عبداللہ بن قسیط سے سنا ہے۔

عبداللہ بن یحییٰ......ابن ابی کثیر، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

خالد بن الہیثم......کنیت ابوالہیثم تھی، بنی ہاشم کے مولیٰ تھے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اور ان سے محمد بن عمر نے بہت سی احادیث روایت کی ہے۔

محمد بن جابر الحنفی......کوفے میں پیدا ہوئے، عمیر بن سعید سے سنا ہے۔

ایوب بن النجار الیمامی......یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کی ہے۔

عمر بن یونس الیمامی......عکرمہ بن عمار سے روایت کی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ جو بحرین میں تھے

اشج عبدالقیس......محمد بن سعد نے کہا کہ ہم سے ان کے نام میں اختلاف کیا گیا۔

وفد کے سردار......عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے بحرین کے بیس آدمی حاضر خدمت ہوئے جن کے سردار عبداللہ بن عوف الاشج تھے، ان میں بنی عبید کے تین آدمی بنی غنم کے تین آدمی اور بنی عبدالقیس کے بارہ آدمی تھے جارود نصرانی بھی ساتھ تھے۔

عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت یہ لوگ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یارسول اللہ! وفد عبدالقیس حاضر ہے فرمایا انہیں مرحبا، عبدالقیس کیسی اچھی قوم ہے اس روز ان کے رئیس عبداللہ بن عوف الاشج تھے۔

وفد آیا جب ان لوگوں سے ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے سب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کریں گے وہ لوگ اپنے کپڑوں میں آئے ، اونٹ رملہ بنت الحدث کے مکان کے دروازے پر بٹھا دیئے تھے ارکان وفد یہی کیا کرتے تھے۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے دریافت فرمانے لگے کہ تم میں عبداللہ بن عوف الاشج کون ہے؟ وہ کہنے لگے یارسول اللہ! ابھی آتے ہیں، عبداللہ نے اپنے سفر کے کپڑے اتار کر اچھے کپڑے پہن لئے تھے گندمی رنگ کے آدمی تھے جب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گندمی رنگ کا آدمی دیکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعریف کرنا

......عبداللہ نے عرض کی ، یارسول اللہ! انسان کی کھال کی مشک میں پانی نہیں پیا جاتا ، انسان کو تو صرف اس کی دو سب سے چھوٹی چیزوں کی حاجت ہوتی ہے یعنی دل اور زبان کی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے عرض کی یارسول اللہ! وہ دونوں کونسی ہیں؟ فرمایا حلم اور انتظار، عرض کی یارسول اللہ یہ وہ چیز ہے جو پیدا ہوگئی ہے یا میری فطرت اسی پر ہیں فرمایا تمہاری فطرت اسی پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبدالقیس کی دس روز تک ضیافت کی ، عبداللہ الاشج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقہ وقرآن دریافت کرتے اور جب بیٹھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے نزدیک کر لیتے ، ابی بن کعب آتے اور انہیں قرآن سناتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد کے لئے انعامات کا حکم دیا ان سب پر عبداللہ الاشج کو فضیلت دی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفد کو جو انعامات دیا کرتے تھے یہ اس سے زیادہ تھا۔

یونس سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے دعویٰ کیا کہ اشج بنی عصر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم میں دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے عرض کی ، وہ دونوں کونسی ہے؟ حلم وحیا، عرض کی یہ دونوں پرانی ہے یا نئی ، فرمایا پرانی ، عرض کی ، تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسی دو خصلتوں پر پیدا کیا جنہیں وہ پسند کرتا ہے۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس سے فرمایا کہ تم میں دو عادتیں ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! وہ کون سی ہیں؟ فرمایا حلم وحیا، عرض کی کیا اس کو میں نے اسلام میں حاصل کیا ہے یا میری فطرت اسی پر ہے فرمایا تمہاری فطرت اسی پر ہے، عرض کی تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسی فطرت پر پیدا کیا جسے وہ پسند کرتا ہے۔

نام ...... ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ اشج عبد القیس کا نام منذر بن الحارث بن عمرو بن زیاد بن عصر بن عوف بن عمرو بن عوف بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصیٰ بن عبد القیس بن افصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ تھا، لیکن علی بن محمد بن عبد اللہ بن ابی یوسف المدائنی نے کہا کہ ان کا نام منذر بن عائذ بن الحارث بن المنذر بن النعمان بن زیاد بن عصر تھا۔

حسن سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائذ بن المنذر الاشج سے فرمایا۔

محمد بن بشر العبدی نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ بختری سے اشج کا نام پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ان کا نام منذور بن عائذ تھا۔

جارود ...... نام بشر بن عمرو بن حنش بن المعلّٰی تھا، جو حارث بن زید بن حارثہ بن معاویہ بن ثعلبہ بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار تھے۔

جارود کیوں کہا گیا؟ ...... انہیں جارود اس لئے کہا گیا کہ عبد القیس کا علاقہ ان کے باعث تباہ ہو گیا، کچھ لوگ بقیہ رہ گئے تھے تو وہ اسے اپنے ماموؤں کے ہاں جو بنی شیبان کے بنی یند میں سے تھے جلدی سے لے گئے اور ان میں مقیم ہو گئے ان کا اونٹ خارشی تھا اس نے ان لوگوں کے اونٹوں میں خارش پھیلا دی تو وہ مر گئے، لوگوں نے کہا بشر نے سب کو تباہ کر دیا بس اس طرح ان کا نام جارود (ہلاکو) رکھ دیا گیا۔ شاعر کہتا ہے:

جردنا بالسیف من کل جانبٍ کما جرد الجارود بکر بن وائل

ترجمہ: ہم نے ان کو ہر طرف سے تلوار سے ہلاک کیا، جیسا کہ جارود نے بکر بن وائل کو ہلاک کیا۔

قبول اسلام ...... جارود کی والدہ درمکہ بنت رویم ہمشیرہ یزید بن رویم پدر حوشب ابن یزید الشیبانی تھیں،

جارود جاہلیت میں شریف تھے نصرانی تھے، وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی اور اس کو اس کے سامنے پیش کیا، جارود نے عرض کی میں ایک دین پر تھا اب آپ کے دین کے لئے اپنا دین ترک کر دوں گا تو کیا آپ میرے دین کے ذمہ دار ہوتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ اللہ نے تمہیں ایسے دین کی ہدایت کی جو اس سے بہتر ہے، جارود اسلام لائے ان کا اسلام اچھا تھا کذب کا ان پر الزام نہیں لگایا گیا تھا۔

وطن کی واپسی کا ارادہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ جس پر تمہیں سوار کرا دوں، عرض کی یا رسول اللہ! میرے اور میرے وطن کے درمیان بہت سے راستہ بھولے ہوئے اونٹ ہیں کیا میں ان پر سوار ہو لوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو دوزخ کا ایندھن ہیں ان کے قریب نہ جانا

زمانہ ارتداد میں استقامت ...... جارود نے ارتداد کا زمانہ پایا تھا جب معرور بن المنذر بن النعمان کے ساتھ ان کی قوم میں واپس آئے تو جارود کھڑے ہوئے، شہادت حق ادا کی، اسلام کی دعوت دی، اور کہا کہ اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اور جو شہادت نہ دے گا میں اس کے لئے کافی ہوں، پھر یہ شعر پڑھا:

رضينا بدين الله من كل حادثٍ		وبالله والرحمن ترضىٰ به ربّا

ترجمہ: ہم ہر حادثہ میں اللہ کے دین پر راضی ہیں، اور ہم اللہ والرحمٰن کے رب ہونے کو پسند کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے قدامہ بن مظعون کو بحرین کا گورنر بنایا، ودامہ اپنے عہدے پر روانہ ہو گئے انہوں نے اس طرح انتظام کیا کہ نہ تو کسی مقدمہ میں شکایت کی جاتی تھی نہ کسی خلل کی البتہ وہ نماز میں حاضر نہ ہوتے تھے۔

قدامہ کے خلاف گواہی ...... سردار عبدالقیس جارود، عمر بن الخطابؓ کے پاس آئے اور کہا کہ امیرالمومنین قدامہ نے شراب پی ہے میں نے اللہ کے حدود میں سے ایک حد دیکھی ہے، مجھ پر واجب ہے کہ اسے آپ کے پاس پہنچادوں، عمرؓ نے کہا کہ تمہارے بیان پر کون لوگ گواہ ہیں؟ جارود نے کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

عمرؓ نے قدامہ کو اپنے پاس آنے کو لکھا وہ آئے جارود آ کر عمرؓ سے گفتگو کرنے لگا اور کہنے لگے کہ ان پر کتاب اللہ کو قائم کیجئے، عمرؓ نے پوچھا کہ تم گواہ ہو یا فریق، جارود نے کہا کہ میں گواہ ہوں، عمرؓ نے کہا کہ تم نے اپنی شہادت ادا کردی ہے جارود خاموش ہو گئے۔

دوسرے روز پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ ان پر حد قائم کیجئے عمرؓ نے کہا کہ مجھے تو تم فریق ہی معلوم ہوتے ہو ان کے خلاف صرف ایک شخص گواہ ہے، دیکھو خبردار تم اپنی زبان قابو میں رکھو ورنہ میں تم سے بری طرح پیش آؤں گا، جارود نے کہا اللہ کی قسم! یہ تو حق نہیں ہے کہ شراب تمہارے چچا کا بیٹا پیئے اور برائی تم میرے ساتھ کرو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا۔

قدامہ پر حد جاری ہوئی ...... عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع سے مروی ہے کہ جارود العبدی جب آئے تو انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ملے اور کہا اللہ کی قسم! امیرالمومنین تمہیں ضرور ماریں گے، جارود نے کہا اللہ کی قسم! تمہارے ماموں کو ماریں گے یا تمہارے والد اپنے رب کا گناہ کریں گے، اے عبداللہ بن عمر! تم اس خبر سے مجھے دل شکستہ کرنا چاہتے ہو۔

جارود عمرؓ کے پاس گئے اور کہا کہ ان پر کتاب اللہ قائم کیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑک دیا کہ

واللہ اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ یہی کرتا، جارود نے کہا کہ واللہ اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اس کا ارادہ نہ کرتا، حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے واللہ تم گھر سے کنارہ کش اور بڑے خاندان والے ہو، عمرؓ نے قدامہ کو بلا کر کوڑے مارے۔

علی بن محمد سے مروی ہے کہ جارود کہا کرتے تھے کہ میں عمرؓ کے بعد قریشی کے خلاف قریشی کے سامنے شہادت دیتے ڈرتا تھا۔

حکم بن ابی العاص نے جارود کو جنگ سہرگ میں بھیجا، ۲۰ھ میں عقبہ الطین میں شہید کر دیئے گئے اس لئے اس کو عقبہ الجارود کہا جاتا تھا، جارود کی کنیت ابو غیاث تھی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابوالمنذر تھی۔

اولاد ...... ان کی اولاد میں منذر وحبیب وغیاث تھے جن کی والدہ امامہ بنت النعمان جذیمہ کے نصفات میں سے تھیں۔

عبداللہ وسلم، ان دونوں کی والدہ دختر جد تھیں کہ عبدالقیس کے بنی عایش کے ایک فرد تھے۔
مسلم وحکم، جن کی بقیہ اولاد نہ تھی، وہ سجستان میں قتل کر دیئے گئے اور ان کے بیٹے اشراف تھے۔

گورنر بننا ...... منذر بن جارود سردار وسخی تھے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں اصطخر کا گورنر بنایا تھا جو شخص ان کے پاس آتا وہ اس کے ساتھ احسان کرتے، عبیداللہ بن زیاد نے انہیں سرحد ہند کا والی بنایا۔

وفات ...... وہیں ۶۱ھ یا شروع ۶۲ھ میں ان کی وفات ہوئی، اس وقت وہ ساٹھ سال کے تھے۔

صحار بن عباس العبدی

...... بنی مرہ بن ظفر بن الدیل کے تھے، کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی، وہ بھی وفد عبدالقیس میں تھے۔

خالدہ بنت طلق سے مروی ہے کہ مجھ سے والد نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ صحار عبدالقیس آئے، عرض کی یا رسول اللہ! اس شراب کے بارے میں کیا حکم ہے جو ہم اپنے پھلوں سے بناتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا، انہوں نے تین مرتبہ یہی پوچھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، نماز ادا کر لی تو فرمایا کہ نشہ کرنے والی چیز کو کون دریافت کرتا تھا، تم مجھ سے نشہ والی چیز کو پوچھتے ہو تو نہ اسے تم خود پیو اور نہ ہی اپنے بھائی کو پلاؤ کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اسے نشہ کی لذت حاصل کرنے کے لئے پیئے اور پھر وہ اسے قیامت کے دن شراب پلائے، صحار ان لوگوں میں تھے جنہوں نے خون عثمانؓ کا مطالبہ کیا تھا۔

سفیان بن خولی

...... ابن عبد عمرو بن خولی بن ہمام بن الناتک بن جابر بن جلاجان بن عساس بن لیث

بن حداد بن ظالم بن ذہل بن عجل بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصیٰ بن عبدالقیس ،وفد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

محارب بن مزیدۃ......ابن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن عمرو بن محارب عبدالقیس کے تھے،بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔

عبیدہ بن مالک......ابن ہمام بن معاویہ بن شبابہ،بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔

زراع بن الوزاع العبدی......وفد عبدالقیس میں تھے،اس کے بعد انہوں نے بصرہ کی سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابان العبدی......وفد میں تھے،بعض نے حدیث میں کہا کہ وہ غسان کے تھے۔

جابر بن عبداللہ العبدی

منقذ بن حیان العبدی......یہ ان اشج کے بھانجے تھے جن کے چہرے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا تھا اور داد کی شکایت رک گئی تھی۔

عمرو بن المرجوم......مرجوم کا نام عبدقیس بن عمرو بن شہاب بن عبداللہ بن عصر بن عوف ابن عمرو تھا، عبدالقیس کے تھے وفد میں تھے یہی ہیں جو خاندان عبدالقیس میں سب سے پہلے بصرہ آئے۔

شہاب بن المتروک......متروک کا نام عباد بن عبید بن شہاب بن عبداللہ بن عصر تھا،عبدالقیس کے تھے اور وفد میں تھے۔

عمرو بن عبدقیس......بنی عامر بن عصر سے تھے اشج کے بھانجے اور ان کی دختر امامہ بنت الاشج کے شوہر تھے۔

قبول اسلام......انہیں اشج نے بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حاصل کریں اور کھجور ساتھ کر دی جس سے ظاہر ہوا کہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں،ساتھ بنی عامر ابن الحارث کا ایک رہبر جس کا نام اُریقط تھا کر دیا، ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے ہیں اور صدقہ نہیں کھاتے اور دونوں کندھوں کے درمیان ایک علامت ہے،لہٰذا تم اس کا علم حاصل کرو۔

عمر بن عبدقیس روانہ ہوئے ہجرت کے سال مکہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھجوریں لائے ،عرض کی ،یہ صدقہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول نہیں فرمایا پھر اس کو انہوں نے کسی اور کے ہاتھ بھجوایا اور کہا یہ ہدیہ ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرما لیا،انہوں نے حیلہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے کندھوں کے درمیان دیکھ لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں الحمد اور اقراء باسم ربک الذی خلق ،، تعلیم فرمائی اور فرمایا اپنے ماموں کو دعوت دو۔

اپنا اسلام چھپانا...... عمرو واپس ہوئے ان کا رہبر مکہ میں مقیم ہو گیا یہ بحرین آئے، گھر میں اسلامی سلام کے ساتھ داخل ہوئے ان کی بیوی نفرت سے اپنے والد کے پاس چلی گئیں اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم! عمرو بے دین ہو گئے باپ نے بیٹی کو جھڑک دیا اور کہا کہ میں اس عورت کا دشمن ہوں جو اپنے شوہر کی مخالفت کرے،

اشج ان کے پاس آئے تو انہیں واقعہ بتایا گیا اور کچھ زمانہ تک اس نے اپنا اسلام کو چھپایا پھر وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ کئے ہوئے اہل ہجر کے سترہ اور بقول بعض بارہ آدمیوں کے ساتھ بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر اسلام لائے۔

طریف بن ابان...... ابن سلمہ بن جاریہ جو بنی جدیلہ بن اسد بن ربیعہ کے تھے بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔

عمرو بن شعیث...... عبد القیس کے بنی عصر میں سے تھے، بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

جاریہ بن جابر...... بنی عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے۔

ہمام بن ربیعہ...... بنی عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے۔

خزیمہ بن عبد عمرو...... بنی عصر کے تھے اور وفد کے ایک رکن تھے۔

عامر بن عبد قیس...... بنی عامر بن عصر کے تھے اور وفد میں شریک تھے عمرو بن عبد قیس کے بھائی تھے جن کو الاشج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

عقبہ بن جروہ...... بنی صباح بن لکیز بن افصیٰ بن عبد القیس کے تھے اور وفد میں تھے۔

مطر...... عقبہ بن جرتوہ کے اخیافی بھائی اور قبیلہ عنزہ کے حلیف تھے۔

سفیان بن ہمام...... بنی ظفر بن ظفر بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصیٰ بن عبد القیس سے تھے، بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔

عمرو بن سفیان ...... یہ وہی شخص ہے کہ ابن الاشعث جب بصرہ آئے تو ان کے مکان میں اترے بعد میں زاویہ نامی علاقہ میں چلے گئے۔

حارث بن جندب العبدی ...... بنی عائش بن عوف بن الدیل سے تھے اور بطور وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ہمام بن معاویہ ...... ابن شبابہ بن عامر بن حطمہ، عبدالقیس سے تھے، اور وفد کے طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اختتام طبقات ابن سعد
حصہ پنجم

طبقات ابن سعد

حصہ ششم

کوفہ میں رہنے والے محدثین کے طبقات

صحابہ کرام، تابعین عظام اور دیگر فقہاء محدثین کا ذکر جو کوفہ میں رہتے تھے

کوفہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تأثرات...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں بڑے علم والے اور لوگوں کے نگاہوں میں معزز لوگ رہتے ہیں، چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے اہل کوفہ کو خط لکھا تو اس کا عنوان یہ تھا ,,اہل اسلام کے سربراہوں کے نام،، اور ایک مرتبہ خط میں لکھا ,,عرب کی سر کی طرف،، ان کے علاوہ بعض خطوط میں آپ نے انکے لئے یہ الفاظ استعمال فرمائے ,,اللہ کا نیزہ، ایمان کا خزانہ، عرب کا سر، سرحدوں کی حفاظت کرنے والے، شہروں کو تہذیب وتمدن سے آراستہ کرنے والے،،

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ عراق میں ایمان کا خزانہ ہے وہ اللہ کی تلوار ہیں اور اس کا نیزہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ ضرور بضرور ان کی مدد کریگا اور یہ مدد پورے مشرق ومغرب تک کے لئے ہوگی جس طرح اس نے کنکریوں کے ذریعے (اصحاب فیل کے خلاف اہل مکہ کی) مدد کی۔

حفاظت کا عجیب جذبہ...... سالم سے مروی ہے کہ سلیمان نے فرمایا ,,کوفہ اسلام اور اہل اسلام کا قبہ ہے،، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جس جوش وجذبہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مدینہ منورہ کی حفاظت کی جاتی ہے آج اسی جوش وجذبہ کے ساتھ کوفہ کی حفاظت کی جاتی ہے اور جو شخص اسے خراب یا ویران کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کردیں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم کسی بستی اور شہر کے لوگ اپنے علاقے کی حفاظت اور دفاع اس طرح نہیں کرتے جس طرح اہل کوفہ اپنے شہر کوفہ کی کرتے ہیں البتہ صحابہ کرام نے ان سے زیادہ مدینہ منورہ کی حفاظت کی، اگر کوئی شخص ان سے جنگ کرنے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کردیں گے۔

یہی بات حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بعض دوسری روایات سے بھی مروی ہے۔

دجال سب سے پہلے کہاں آئیگا؟...... ابوصادق کہتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ معلوم ہے کہ دجال سب سے پہلے کس شہر کا دروازہ کھٹکھٹائیگا ؟ یہ سن کر اہل کوفہ میں سے کسی شخص نے پوچھا کہ بتائیے کہ وہ کونسا شہر ہوگا؟ تو آپ نے جواب دیا اہل کوفہ وہ تم ہی لوگ ہوگے۔

اہل کوفہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ہدایت...... قرظہ بن کعب الانصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصرار فرمایا کہ وہ ہمیں رخصت کرنے کے لئے چلیں گے، چنانچہ وہ رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے لیکن اس سے پہلے انہوں نے دو مرتبہ وضو اور غسل کیا اور پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں چھوڑنے کے لئے کیوں آرہا ہوں، ہم نے عرض کیا جی ہاں، آپ اس لئے تشریف لارہے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو ہے ہی اس کے علاوہ بھی ایک دوسری بات ہے کہ تم لوگ ایسے علاقے کی طرف جارہے ہو کہ جہاں کی لوگ قرآن مجید کی تلاوت خوب کرتے ہیں اور اس طرح گنگناتے ہیں جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں تم انہیں احادیث کی اندر اس طرح مشغول نہ کردینا کہ وہ لوگ قرآن مجید سے اپنی توجہ نہ ہٹالیں لہذا ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کو کم بیان کرنا، اب جاؤ اور میں بھی تمہارا شریک ہوں۔

اہل کوفہ کے نام خط...... حبۃ العرنی سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اہل کوفہ کو درج ذیل خط لکھا: اے اہل کوفہ! تم عرب کے سردار اور عرب کا تاج ہو اور تم میرے ایسے تیر ہو جو ادھر ادھر پھینکا جاتا ہے (یعنی جہاد اور دین پھیلانے کا کام خوب کررہے ہو) اور میں نے تمہارے اوپر ایسے شخص کو گورنر مقرر کیا ہے جسے میں نے تمہارے مقابلہ میں اپنے اوپر زیادہ ترجیح ہے!

حارثہ بن مغرب کہتے ہیں کہ میں نے وہ خط پڑھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے نام لکھا اس کا مضمون یہ تھا: "میں تمہارے اوپر عمار بن یاسر کو گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ صحابہ میں سے ہیں ان کی بات توجہ سے سننا اور ان پر عمل کرنا، میں نے عبداللہ بن مسعود کو اپنی ذات پر ترجیح دی ہے۔

حارثہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خط پڑھا گیا:

"اے اہل کوفہ! میں نے تمہارے طرف عمار بن یاسر کو گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی قدر صحابہ ہیں اور میں نے عبداللہ بن مسعود کو بیت المال کا نگران بھی مقرر کیا، ان دونوں سے علم حاصل کرو اور ان کی باتوں پر عمل کرو بلاشبہ میں نے عبداللہ بن مسعود کے معاملہ میں تمہیں اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔

بکریوں کا تحفہ...... حارثہ کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ کو مدائن کا گورنر بنایا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

ان تینوں کے لئے بکریاں اس طرح بھجیں کہ آدھی بکریاں عمار کے لئے ، اور چوتھائی چوتھائی عبد اللہ بن مسعود اور حذیفہ کے لئے۔

حارثہ کہتے ہیں کہ اہل کوفہ کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا گیا، وکیع کی روایت میں ہے کہ ہمارے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خط پڑھا گیا:

,, امابعد میں نے تمہارے پاس عمار بن یاسر کو گورنر اور عبد اللہ مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے ،،

ابونعیم اور قبیصہ کی روایت میں معلم اور وزیر کے بجائے مؤدب اور وزیر کے استعمال ہوئے ہیں اور باقی الفاظ وہی ہیں جو مذکورہ بالا روایات میں ہیں، البتہ وکیع کی روایت میں یہ اضافہ ہے:

,, میں نے عبد اللہ بن مسعود کو بیت المال کا نگران اور عثمان بن حنیف کو سواد کا نگران بھیجا ہے میں نے ان کے لئے ہر دن کے بدلے ایک بکری کا بدلہ اس طرح مقرر کیا ہے کہ آدھا اور اس کا بطن عمار بن یاسر کے لئے اور باقی سب کے لئے ،،

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر، عبد اللہ مسعود اور عثمان بن حنیف کو اس طرح بکریاں دیں کہ بکری کا پیٹ اور اس کا کچھ حصہ عمار بن یاسر کے لئے اور عبد اللہ بن مسعود اور عثمان بن حنیف کے لئے بکری کا چوتھائی، چوتھائی حصہ مقرر کیا۔

حضرت علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے عبد اللہ کے معاملہ میں اہل کوفہ کو اپنے اوپر ترجیح دی، ایک اور روایت میں ہے کہ میں ابن ام عبد ا کے معاملہ میں اہل کوفہ کو اپنے اوپر ترجیح دی۔ عبد اللہ بن مسعود مرتبہ میں ہم سب سے بلند اور علم سے بھرے ہوئے برتن ہیں، ایک اور روایت میں ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ علم کا بھرا ہوا برتن ہے جس کے معاملہ میں میں نے اہل قادسیہ کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔

اہل شام کو انعام میں ترجیح کیوں دی گئی؟ ...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک ساتھی ابو خالد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اہل شام بھی وہاں موجود تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انعام دینے میں اہل شام کو ہمارے مقابلہ میں ترجیح دی، ہم نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ اہل شام کو ہمارے مقابلہ میں فضیلت دے رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا اس میں شکایت کی کیا بات ہے میں نے اہل شام کو یہ فضیلت ان کے دور ہونے کی جہ سے دی ہے اور تمہیں عبد اللہ مسعود دیکر فضیلت دی ہے (تو کیا تمہارے یہ فضیلت کم ہے؟)

ابراہیم کہتے ہیں کہ کوفہ کے اندر تین سو اصحاب الشجر ۃ ۲ اور ستر بدری صحابی تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان میں سے کسی نے نماز قصر کی ہو اور نہ ہی وہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

مسجد کوفہ کی فضیلت ...... عثمان بن مغیرہ فرماتے ہیں کہ ہم سالم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت ان کے پاس آئی اور کوئی مسئلہ پوچھا اور کہنے لگی کہ میری گود میں حضرت عائشہ کا سر ہے کیا میں اس کی جوئیں صاف کروں

؟ پھر کہا کہ مجھے کسی مسجد میں چار رکعت پڑھنا اتنا پسندیدہ نہیں جتنا کوفہ کی مسجد میں۔

اہل کوفہ ہدایت یافتہ لوگ...... عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عراق والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس روز تمہارے اس دریائے فرات پر جنت کی برکات کے کئی مثقال[۳] نہ اترتے ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ ہدایت یافتہ لوگ اہل کوفہ ہیں۔

بستی کے چراغ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھی اس بستی (کوفہ) کے چراغ ہیں، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی قول مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے ساتھی اس بستی (کوفہ) کے چراغ ہیں[۱]

حضرت عبداللہ بن مسعود کے فضائل...... عامر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کوئی شخص بھی حضرت عبداللہ بن مسعود سے زیادہ دینی معاملات کی سمجھ بوجھ رکھنے والا نہیں تھا۔[۲]

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے سب سے زیادہ سچے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ممتاز شاگرد...... ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں میں ستر افراد موجود تھے، ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنوثور میں تیس افراد اہل علم کے رہتے تھے ان میں سے ربیع کے علاوہ تمام ابن مسعود کے شاگردوں میں سے تھے، ابراہیم تیمی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں میں بڑے بڑے ارباب علم وفقہ چھ ہیں جو قاری اور مفتی تھے ان کے نام یہ ہیں۔
علقمہ، اسود، مسروق، عبیدہ، حارث بن اقیس اور عمرو بن شرحبیل رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

ایوب محمد سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کے شاگردوں میں سے پانچ زیادہ معروف تھے ان میں سے بعض عبیدہ کو مقدم سمجھتے تھے اور بعض لوگ علقمہ کو، البتہ اس میں کوئی اختلاف نہ تھا کہ شریح کا نمبر سب سے آخر میں تھا اور ان پانچ حضرات کے نام یہ ہیں عبیدہ، علقمہ، مسروق، ھمدانی اور شریح۔
حماد کہتے ہیں کہ مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ ھمدانی کا نام پہلے لیا تھا یا شریح کا۔

ھشام محمد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے وہ جلیل القدر شاگرد جنہوں نے ان کی احادیث کو یاد کر رکھا تھا۔ وہ پانچ تھے ان میں سب سے آخری نمبر پر شریح کا نام آتا تھا البتہ بقیہ افراد کے ناموں کی ترتیب میں اختلاف ہے بعض ھارث کو مقدم کرتے ہیں اور عبیدہ کو دوسرے نمبر پر لاتے ہیں بعض عبیدہ کو پہلا درجہ دیتے ہیں اور پھر علقمہ اور پھر مسروق کا درجہ شمار کرتے ہیں۔

اہل کوفہ کی علمی فضلیت...... عبدالجبار بن عباس اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حضرت عطاء کے پاس موجود تھا میں نے ان سے کچھ سوالات پوچھے (تاکہ میں ان کا جواب

حاصل کروں) انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں کوفہ کا رہنے والا ہوں فرمایا کہ ہم نے تو تم لوگوں سے ہی علم حاصل کیا ہے۔

عمارہ بن قعقاع فرماتے ہیں کہ میں شیر کر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں قبیلہ بنی ثور کے لوگوں سے زیادہ کسی قبیلے کے لوگوں کو غیر تمند، عبادت گذار اور دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا نہیں دیکھا۔

محمد کہتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں جن لوگوں کو چھوڑا ہے ان سے زیادہ علم وفقہ کو جاننے والا اور بہادر کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک شخص نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے ابوسعید! علم میں اہل کوفہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا اہل بصرہ کا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل کوفہ سے ابتداء کیا کرتے تھے، کوفہ میں ہی اہل عرب کے گھر ہیں یہ فضیلت بصرہ کو حاصل نہیں۔

شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں جتنے صحابہ بھی آئے میں نے ان میں سے کو عبداللہ بن مسعود سے بڑا علم والا، نافع اور فقیہہ نہیں دیکھا، اور دوسری روایت میں ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے زیادہ کسی کو بردبار، عالم اور خونریزی سے زیادہ بچنے والا نہیں دیکھا۔

مسعر کہتے ہیں کہ میں نے حبیب بن ابی ثابت سے پوچھا کہ علم کے زیادہ مرتبہ کن لوگوں کا تھا اُن کا یا اِنکا؟ (یعنی بصرہ والوں کا یا کوفہ والوں کا) فرمایا اِن کا (یعنی کوفہ والوں کا)۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ...... آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے: علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی۔ آپ کی کنیت ابوالحسن علی، آپ کی والدہ ماجدہ کا نسب نامہ یہ ہے: فاطمہ بنت اسد بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی۔

کوفہ کی طرف منتقل ہونا...... آپ جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے ہیں (خلیفہ بننے کے بعد) آپ کوفہ منتقل ہو گئے اور وہاں ایک کشادہ زمین پر قیام اختیار کیا اس جگہ کو رحبہ علی کہا جاتا ہے گویا آپ نے اپنے قیام کے لئے اس حکومتی محل کو پسند نہیں کیا جس میں پہلے کے بادشاہ رہائش اختیار کرتے تھے۔

وفات...... آپ سترہ رمضان المبارک ۴۰ھ بروز جمعہ میں صبح کی نماز میں شہید ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی آپ کی تدفین کوفہ کی جامع مسجد قصر امارۃ میں ہوئی، آپ کے قاتل کا نام عبدالرحمٰن بن ملجم ہے اس کا تعلق خارجی فرقہ سے تھا۔ لعنۃ اللہ علیہ

روایات...... حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات نقل کرتے ہیں بدری صحابہ کے اسماء گرامی کے ذیل میں ہم نے انکا نام بھی تحریر کیا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص

نسب نامہ......ان کے والد نام مالک ہے، ان کا نسب نامہ اس طرح ہے سعد بن مالک (ابو وقاص) بن اُھیب بن عبد مناف بن زھرۃ بن کلاب، ان کی کنیت ابو اسحاق ہے ان کی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

کوفہ منتقل ہونا اور واپسی......آپ غزدہ بدر میں شریک ہوئے۔ آپ کو فاتح قادسیہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ بھی کوفہ منتقل ہو گئے اور وہاں عرب قبائل کو آباد کیا اور ان کیلئے مکانات تعمیر کرائے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپکو کوفہ کا گورنر بنایا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں بھی آپ گورنر رہے لیکن بعد میں آپ کو اس عہدہ سے ہٹا دیا گیا اور آپکی جگہ حضرت خالد بن ولید گورنر بنے۔ معزول ہونے کے بعد آپ مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔

وفات......آپکا انتقال ''مقام عقیق'' میں ہوا۔ آپکا یہ مکان مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے۔ لیکن لوگ آپ کا جنازہ کندھوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لائے اور جنت البقیع میں آپکو دفن کیا گیا۔ یہ سنہ ۵۵ ھ کا واقعہ ہے۔ مدوان نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس وقت مدوان امیر معاویہؓ کی جانب مدینہ کا گورنر تھا۔ انتقال کے وقت آپکی عمر ستر سال سے زیادہ تھی۔ محمد بن عمر کی روایت کے مطابق آخری عمر میں آپکی بینائی چلی گئی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپکا انتقال سنہ ۵۰ ھ میں ہوا۔ بدری صحابہ کے ذیل میں ہم نے انکا نام بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت سعد بن زید رضی اللہ تعالی عنہ......آپکا نسب نامہ اسطرح ہے۔ سعد بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب۔ آپکی کنیت ابو الاعور ہے۔ آپکی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے۔ فاطمہ بنت بوجہ بن امید بن خویلد بن خالد بن المعور ین حیان بن غنم بن ملیح بن خزاعہ۔

وفات...... آپ بھی بدر میں شریک ہوئے۔ آپ کوفہ منتقل ہوئے لیکن پھر مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ آپکا انتقال بھی مقام ''عقیق'' پر ہوا اور پھر آپکے جنازہ کو مدینہ منورہ لایا گیا۔ حضرت سعد بن اُبی وقاص اور حضرت ابن عمرؓ نے آپکو قبر میں اتارا۔ انتقال کے وقت آپکی عمر ستر سال سے زیادہ تھی۔ یہ حادثہ سنہ ۵۰ ھ میں پیش آیا۔ آپکے انتقال سے متعلق یہ تفصیل محمد بن عمر کی روایت کے مطابق ہے۔ دیگر بعض مؤرخین کا کہنا ھیکہ آپ کا انتقال حضرت معاویہؓ کے دور حکومت میں کوفہ کے اندر ہوا اور اس وقت کوفہ کے گورنر مغیرہ بن شعبہ نے آپکی نماز جنازہ پڑھا۔ بدری صحابہ کے ذیل میں انکا ذکر بھی کر چکے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

آپکا تعلق قبیلہ ھزیل سے تھا۔ یہ قبیلہ بنو زھرۃ کا خلیفہ تھا۔

کوفہ ہجرت اور واپسی ...... آپ بھی بدر میں شریک ہوئے۔ آپ نے حمص کی طرف ہجرت کی لیکن کچھ عرصہ بعد حضرت عمر فاروقؓ آپکو کوفہ کی طرف بھیج دیا۔ اور کوفہ والوں کو یہ خط لکھا اس زمانے میں یہ دستور تھا کہ بعض قبیلے ایک دوسرے سے معاہدہ کر لیتے تھے کہ اگر ہم میں سے کسی ایک پر کسی نے حملہ کیا تو ہم دونوں ملکر لڑیں گے۔ ایسے قبیلوں کو ایک دوسرے کا خلیفہ کہا جاتا تھا۔

میں نے عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر تمھاری طرف بھیجا اور میں نے اسکے معاملے میں تمھیں اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔ ان سے دین سیکھو۔

آپ کوفہ میں مقیم ہوگئے اور وہیں مسجد کے قریب اپنا مکان بنالیا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دور میں واپس آگئے۔

وفات ...... مدینہ منورہ میں سنہ ۳۲ میں آپکا انتقال ہوا۔ اس وقت آپکی عمر ستر سال سے زیادہ تھی۔ بدری صحابہ کے اسماء میں ہم نے انکا ذکر بھی کیا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... آپکا تعلق یمن کے قبیلہ حنین سے تھا۔ یہ قبیلہ بنی مخزوم نامی قبیلے کا حلیف تھا۔ آپکی کنیت ابوالیقظان ہے۔

کوفہ ہجرت اور انتقال ...... آپ نے بھی کوفہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ حضرت علیؓ کے ساتھ اور ان کے حالات وواقعات کا مشاہدکیا۔ سنہ ۳۷ھ میں جنگ حنین کے اندر قتل ہوئے اور وہیں دفن کئے گئے۔ انتقال کے وقت آپکی عمر ترانوے سال تھی۔ بدری صحابہ کے ذیل میں ہم نے انکا ذکر بھی کیا ہے۔

حضرت خباب بن الارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... آپ ام انمار نامی عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ام انمار کا تعلق قبیلہ بنو خزاعہ سے تھا جو کہ بنوزھرۃ کا حلیف تھا۔ آپکی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ نے بھی بدر میں شرکت فرمائی۔

غلام بننے سے آزادی تک ...... محمد بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے انکا تذکرہ اس طرح سنا ھیکہ آپ عرب تھے قبیلہ بنوسعد سے آپکا تعلق تھا آپ ایک جنگ میں قیدی ہوکر غلام بن گئے۔ ام انمار نے آپ کو خرید کر آزاد کردیا۔

کوفہ ہجرت اور وفات ...... آپ بھی کوفہ منتقل ہوگئے اور وہیں اپنا گھر بنالیا اور وہیں آپکا انتقال ہوا۔ سنہ ۳۷ھ میں سورج حنیس نامی جگہ پر آپ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ آپ کا جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھایا اور آپ کو کوفہ کی پچھلی جانب دفن کیا گیا۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۷۳ سال تھی۔ بدری صحابہ کے ذیل میں ہم نے انکا تذکرہ بھی کیا ہے۔

حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ...... آپکا نسب نامہ اسطرح ہے۔ سہیل بن حنیف بن واھب بن عکیم بن عوف بن عمر و بن عوف ۔ آپکا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ آپکی کنیت ابو عدی ہے۔ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔

گورنر بننا...... جب حضرت علیؓ مدینہ منورہ چھوڑ کر کوفہ منتقل ہوئے تو آپ کو مدینہ کا گورنر بنایا۔ لیکن بعد میں اپنے پاس آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ حضرت علیؓ کے پاس چلے گئے۔

انتقال...... آپ انہیں کے پاس رہے یہاں تک کہ جنگ صفین میں انکا ساتھ دیا۔ پھر کوفہ لوٹ آئے اور انتقال تک وہیں رہے۔ آپکی وفات سنہ ۳۷ھ میں ہوئی۔ حضرت علیؓ آپکی نماز جنازہ پڑھائی جنازہ میں چھ تکبیریں کہیں ۔اور پھر (چھ تکبیریں کہنے کیوجہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ یہ بدری صحابی ہیں۔ انکا ذکر بھی بدری صحابہ کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ...... آپکا اصل نام حسیل ہے اور آپکے والد کا نام جابر ہے آپکا تعلق قبیلہ بنو عفس سے تھا جو کہ قبیلہ بنو عبد الاشھل کا حلیف تھا۔ آپکی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔

مختصر حالات...... آپ جنگ احد اور بعد میں ہونے والی جنگوں میں شریک رہے۔ سنہ ۳۶ھ میں مدائن شہر کے اندر آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت عثمانؓ کے انتقال کی خبر لانے والوں میں آپ بھی شامل ہیں۔ آپ مدائن چلے گئے تھے اور وہاں بہت سی اولاد چھوڑی غزوہ احد کے شرکاء میں ہم انکا تذکرہ کر چکے ہیں۔

حضرت ابوقتادہ بن ربعی الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ...... آپ کا تعلق خزرج کے قبیلہ بنو سلمہ سے تھا۔ آپ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق انکا نام حارث بن ربعی ہے۔ محمد بن عمارہ اور محمد بن عمر کی روایت کے مطابق انکا نام نعمان بن ربعی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپکا عمرو بن ربعی تھا۔

انتقال...... آپ بھی کوفہ منتقل ہو گئے ۔ وہیں آپکا انتقال ہوا۔ حضرت علیؓ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے آپکی نماز جنازہ پڑھی۔ محمد بن عمر اس تفصیل سے انکار کرتے ہیں۔ انکی روایت کے مطابق آپ سنہ ۵۴ھ میں ستر سال کی عمر مدینہ کے اندر فوت ہوئے۔

حضرت ابومسعود الأنصاری رضی اللہ تعالی عنہ...... آپ کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔ آپکا تعلق خزرج کے قبیلہ بنو خزارہ سے تھا۔ آپ ''لیۃ العقبہ''میں شریک ہوئے لیکن اس وقت آپ کم عمر بچے تھے۔ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے۔ البتہ احد میں شریک ہوئے۔

کوفہ ہجرت...... آپ بھی کوفہ چلے گئے۔ جب حضرت علیؓ جنگ صفین کیلئے نکلے تو انہیں کوفہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا لیکن پھر انہیں معزول کر دیا گیا۔

مدینہ واپسی اور انتقال...... آپ مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ اور وہیں امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ آپ نے اپنی کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔ محمد بن سعود کہتے ہیں کہ میں نے تذکرہ اسطرح سنا کہ آپ مکہ مکرمہ کی زندگی ہی میں مسلمان ہوگئے اور وہاں سے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ واپسی پر سب سے پہلے جس غزوہ میں شریک ہوئے وہ غزوہ خیبر ہے۔

(۱) ''لیلۃ العقبہ'' سے مراد وہ رات جس مدینہ منورہ کے لوگوں آنحضرت ﷺ کے قیام مکہ کے دوران آپکی بیعت کی اور مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی دعوت دی۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے آپکو بصرہ کا گورنر بنایا لیکن کچھ عرصہ بعد معزول کر دیئے گئے۔ آپ کوفہ تشریف لائے وہیں گھر بنایا اور اولاد بھی وہیں چھوڑی۔

گورنر بننا اور وفات...... حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں آپکو کوفہ کا گورنر بنایا۔ اور انکی شہادت تک آپ کوفہ کے گورنر رہے جب حضرت علیؓ کوفہ تشریف لائے تو آپ ان کیساتھ مل گئے۔ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان فیصلہ کرنیوالے دو افراد میں سے ایک آپ تھے۔ آپ سنہ ۴۲ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔ دوسری روایت کے مطابق آپنے ہجرت حبشہ نہیں کی اور آپ کا انتقال سنہ ۵۲ھ میں ہوا۔

حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپکی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت مسلمان ہوئے۔ (اس سے پہلے آپ عیسائی تھے) آپ کتاب (انجیل) پڑھا کرتے اور کسی سچے دین کی تلاش میں تھے۔ آپ بنوقریظہ کے کسی شخص کے غلام ہو گئے تھے۔ اس نے آپ کو مکاتب بنادیا۔ آنحضرت ﷺ بدل کتابت ادا کر کے آپ کو آزاد کر دیا۔ آپ بنوعشم میں شامل ہو گئے۔
آپ سب سے پہلے غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔

(۱) پرانے زمانے میں غلاموں کے آقا بعض مرتبہ یہ شرط لگاتے کہ اگر تم مجھے اتنی رقم لا کر دے دو تو تم آزاد ہو، مطلوبہ رقم دینے پر وہ غلام آزاد ہو جاتا، اس عمل کو ''عمل کتاب'' اور ایسے غلام کو ''مکاتب'' کہا جاتا تھا۔ آپ بھی ان صحابہ میں سے ہیں جو کوفہ چلے گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں مدائن کے اندر فوت ہوئے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے۔ آپ کوفہ جا کر وہاں رہائش پزیر ہو گئے تھے۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ اسکے بعد آپ واپس مدینہ منورہ تشریف لائے اور وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ لیکن دوسرے مؤرخین کا کہنا ہے کہ مصعب بن زبیر کے دور میں آپ

کا انتقال ہوا اور آپ کی اولاد کوفہ میں ہے۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایات نقل کی ہیں۔

حضرت عبید بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ حضرت براء بن عازبؓ کے بھائی ہیں۔ آپ ان دس انصاری صحابہ میں سے ہیں جنہیں عمر بن خطابؓ نے عمار بن یاسر کے ساتھ کوفہ بھیجا تھا۔ آپ نے کوفہ میں اپنی اولاد چھوڑی۔

حضرت قرظ بن کعب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا تعلق خزرج کے قبیلہ بنو حارث سے تھا جو کہ اوس کے قبیلہ بنو عبدالاشھل کا حلیف تھا۔ آپ کی کنیت ابوعمرو۔ آپ بھی ان دس انصاری صحابہ میں سے ہیں جنہیں حضرت عمرؓ نے عمار بن یاسر کے ساتھ کوفہ میں بھیجا تھا۔ آپ کوفہ میں رہائش پذیر ہو گئے اور وہیں پر حضرت علیؓ کے دور خلافت میں فوت ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت زید ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا تعلق بھی قبیلہ بنو حارث سے ہے۔ محمد بن عمر کی روایت کے مطابق آپ کی کنیت ابوسعد ہے اور دوسرے مؤرخین کے نزدیک آپ کی کنیت ابوانیس ہے۔ سب سے پہلے آپ نے غزوہ مریسیع میں شرکت فرمائی۔

کوفہ ہجرت اور وفات...... آپ کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں کندہ نامی محلہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ مختار ثقفی کے دور میں وہیں فوت ہوئے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۸۷ سال تھی۔

حارث بن زیادہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... یہ بنی ساعدہ کے انصاری صحابی ہیں۔ کوفہ منتقل ہو کر انصار کے درمیان اپنا مکان بنا لیا تھا۔

عبداللہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ انصاری صحابی ہیں۔ کوفہ منتقل ہو کر وہیں رہائش اختیار کی۔ عبداللہ بن زبیر کے دور میں وہیں فوت ہوئے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔

نعمان بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا سلسلہ نسب اسطرح ہے۔ نعمان بن عقرن بن عائذ بن میسجا بن ھجیر بن نصر بن حبشہ بن کعب بن عبد بن ثور بن ھذمر ین لاطم بن عثمان بن مزینہ۔ آپ کی کنیت ابو عمرو ہے۔ سب سے پہلے آپ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ آپ بھی کوفہ منتقل ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو ''کسکر'' کا گورنر بنا دیا لیکن بعد میں معزول کر دیئے گئے۔ اور نہاوند کی جنگ میں مجاہدین کی طرف بھیجا گیا۔

کثیر بن عبداللہ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں جو کہ نہاوند کی جنگ میں شریک ہوئے تھے وہ فرماتے ہیں کہ اس جنگ میں نعمان بن عمرو لشکر کے سپہ سالار تھے اور جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو سب سے پہلے یہی شہید ہوئے۔ محمد بن عمر کی روایت کے مطابق نہاوند کی جنگ سنہ ۲۱ھ میں ہوئی۔

ایاس بن معاویہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سعید بن المسیب نے پوچھا کہ آپ کا تعلق کس قبیلے سے ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں قبیلہ مزینہ کا ایک آدمی ہوں۔ سعد بن میبّب نے فرمایا کہ میں تمھیں وہ دن یاد دلاتا ہوں جس روز عمر بن خطابؓ نے عنبر پر نعمان بن عمرو کی شہادت کی خبر دی۔

معقل بن عمرو بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... یہ نعمان بن عمرو کے بھائی ہیں۔ انکی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ کوفہ میں آپ کی اولاد ہے۔

سنان بن مقرن...... یہ ان دنوں کے بھائی ہیں اور غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ انکے علاوہ ان کے بھائی سوید بن مقرن اور عبدالرحمٰن بن مقرن اور عقیل بن مقرن بھی ہیں۔
مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنوعقرن میں (اللہ کے سامنے) رونے والے سات افراد تھے۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ آپ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا نسب نامہ اسطرح ہے۔ مغیرہ شعبہ بن ابو عامر بن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

گورنر بننا...... آپ سب سے پہلے صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو بصرہ کا گورنر بنایا۔ پھر معزول کر کے کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ انکی شہادت تک آپ کوفہ کے گورنر رہے۔ حضرت عثمانؓ نے آپ کو معزول کیا اور سعد بن ابی وقاص کو گورنر بنایا۔ جب امیر معاویہ حاکم بنے تو انہوں نے دوبارہ مغیرہؓ کو گورنر بنایا۔ اور وہیں آپکا انتقال ہوا۔

عید کا خطبہ...... سماک بن سلمہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس پر امارت کا کوہان رکھا گیا وہ مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ عبدالملک بن عمیر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عید کے روز دیکھا کہ مغیرہ بن شعبہ اونٹ پر کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے ہیں اور داڑھی پر زرد خضاب لگایا ہوا ہے۔

وفات...... محمد بن ابوموسیٰ الثقفی اپنے والد سے روایات کرتے ہیں کہ مغیرہؓ کی وفات امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں سنہ ۵۰ ھ میں کوفہ کے اندر ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔ آپ لمبے قد والے آدمی تھے البتہ ایک آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا تھا کیونکہ جنگ یرموک میں اس پر تیر لگا تھا۔
زیاد بن علاقہ کہتے ہیں کہ میں انتقال کے قریب حضرت مغیرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا اپنے امیر کے لئے (اللہ تعالیٰ سے) عافیت مانگو کیونکہ وہ صرف عافیت کو پسند کرتا تھا۔

خالد بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپکا سلسلہ نسب یہ ہے۔ خالد بن عرفطہ بن ابرھہ بن سنان العزری۔ آپ کا قبیلہ بنو قضاعہ ہے جو کہ بنو زہرۃ بن کلاب کا حلیف ہے۔ آپ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہے

اور آپ کی روایات بھی نقل کی ہیں۔

کوفہ ہجرت...... حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے آپ کو جنگ قادسیہ کا سپہ سالار بنایا۔ آپ نے نخیلہ کے روز خارجیوں کو قتل کیا۔ آپ کوفہ چلے گئے تھے اور وہیں رہائش اختیار کر لی تھی۔ وہاں آپ کی اولاد بھی ہے جو آج تک موجود ہے۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالی عنہ...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن اَبی اوفی بن خالد بن حارث بن ابواسید بن رفاعد بن ثعلبہ بن ہوزان بن اسلمہ بن اقصی بن خزاعہ۔ آپ کے والد ابواوفی کا نام علقمہ ہے اور آپکی کنیت ابومعاویہ ہے۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن اَبی اوفی سے روایات سنی ہیں اور آپ اصحابِ الشجرہ میں سے ہیں۔

(۱) اصحاب الشجرہ کی تشریح پیچھے بیان ہو چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ص۔

کوفہ ہجرت اور انتقال...... محمد بن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے وصال تک حضرت عبداللہ بن ابی اوفی مدینہ میں رہے پھر کوفہ چلے گئے اور جہاں دوسرے مسلمان رہائش پزیر تھے۔ وہاں اترے، اور اسلم نامی محلّہ میں وفات سنہ ۸۶ ھ میں ہوئی۔ حضرت حسن کہتے ہیں کہ کوفہ میں موجود صحابہ کرام میں سب سے آخر میں انتقال عبداللہ بن اَبی اوفی کا ہوا۔

عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ...... آپ کی کنیت ابوطریف ہے۔ آپ نے کوفہ جا کر محلّہ ''طئے'' میں اپنا مکان بنالیا تھا۔ آپ ہمیشہ حضرت علی ؓ کے ساتھ رہے۔ یہاں تک جنگ جمل اور صفین میں بھی آپ کا ساتھ دیا۔ جنگ جمل میں آپ کی ایک آنکھ چلی گئی تھی مختار ثقفی کے دور سنہ ۶۸ ھ میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے۔

جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالی عنہ...... آپ کی کنیت ابوعمرو ہے۔ جس سال آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا، آپ اسی سال مسلمان ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کو ''ذوالخلصہ'' نامی بت توڑنے کیلئے بھیجا۔ آپ اسے منہدم کر کے کوفہ چلے گئے اور وہاں ''بجیلہ'' نامی محلے میں رہائش اختیار کی۔ ضحاک بن قیس جس دور میں کوفہ کا گورنر تھا، اس زمانے میں ''سراۃ'' کے مقام پر آپ کی وفات ہوئی۔ ضحاک کی حکومت زیاابوسفیان کے اٹھائی سال بعد تک رہی۔

اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ عالی عنہ...... آپ معدیکرب الکندی کے بیٹے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ یمن سے آنے والے وفد کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پھر واپس لوٹ گئے۔

ارتداد اور توبہ...... جب آنحضرت ﷺ کا وصال ہوئے تو مرتد ہو گئے۔ زیاد بن لبید البیاضی نے نخیر کے مقام پر آپ کا محاصرہ کیا اور گرفتار کر کے حضرت صدیق اکبرؓ کے پاس بھیج دیا وہاں تائب ہوئے۔ صدیق اکبرؓ نے آپ پر احسان کیا اور اپنی بہن کا رشتہ آپ کے ساتھ کر دیا۔

کوفہ ہجرت اور وفات...... جب دوسرے لوگ عراق جانے لگے تو آپ بھی عراق چلے گئے اور کوفہ میں گھر بنا لیا۔ اس وقت حضرت حسن بن علیؓ کوفہ میں رہتے تھے اور امیر معاویہؓ سے صلح کر چکے تھے۔ وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت حسن نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حکیم بن جابر کہتے ہیں کہ بیٹی حضرت حسن کے نکاح میں تھی۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو حسنؓ نے فرمایا کہ جب تم اسے غسل دینے لگو تو مجھے بلا لینا۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور حنوط کے ساتھ انہیں غسل دیا۔

سعید بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا سلسلۂ نسب اسطرح ہے۔ سعید بن حریث بن عثمان بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ آپ عمرو بن حریث کے بھائی ہیں البتہ اپنے بھائی عمرو سے پہلے اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ کے وقت آپ کی عمر ۱۵ سال تھی۔ پھر آپ اپنے بھائی عمرو بن حارث کے ساتھ کوفہ چلے گئے۔

عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپکی کنیت ابو سعید ہے۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔

کوفہ ہجرت اور وفات...... فضل بن دکین کہتے ہیں کہ آپ کوفہ چلے گئے تھے اور ایک مسجد کے قریب گھر بنا لیا تھا جو بہت بڑا تھا اور آج تک مشہور ہے۔ محمد سعد کہتے ہیں کہ جب زیاد بن ابو سفیان بصرہ گیا تو اس نے عمرو بن حریث کو کوفہ میں اپنا نائب بنایا۔

فضل بن دکین کی روایات کے مطابق آپ کا انتقال سنہ ۸۵ھ عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں کوفہ کے اندر ہوا۔ کوفہ میں آپ کی اولاد بھی ہے۔

سمرة بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ سمرة بن جندب بن حجیر بن ریاب بن حبیب بن سواء بن عامر بن صعصۃ۔ آپ کو آنحضرت ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی۔ آپ اور آپ کا آنحضرت ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

جابر سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ حضرت سمرة کے بیٹے ہیں۔ آپ قبیلہ بنو زہرہ بن کلاب کا حلیف تھا۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ کوفہ جا کر اپنے قبیلے کے لوگوں کے درمیان رہائش پذیر ہو گئے۔ عبدالملک بن مروان کی حکومت کے ابتدائی دور میں آپ کا انتقال ہوا۔ اس وقت بشر بن مروان کوفہ کے گورنر تھے۔

حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ تعالی عنہ...... آپ کی کنیت ابوسریحہ ہے۔آپ سب سے پہلے صلح حدیبیہ میں شامل ہوئے۔آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت نقل کرتے ہیں۔آپ بھی کوفہ چلے گئے تھے۔

ولید بن عقیلہ رضی اللہ تعالی عنہ...... آپ کا نسب نامہ اسطرح ہے۔ولید بن عقبہ بن ابومعیط بن ابوعمر بن امیہ بن عبدشمس۔آپ کی کنیت ابووھب ہے۔آپ کی والدہ نسب نامہ یہ ہے۔اروی بنت کریز بن حبیب بن عبدشمس۔

حضرت عثمانؓ نے آپ کو کوفہ کا گورنر بنایا۔آپ نے جامع مسجد کوفہ کے قریب اپنے لئے ایک بڑا گھر تعمیر کرایا۔پھر آپ کو معزول کر دیا گیا اور آپ کی جگہ معید بن العاص گورنر بنائے گئے۔آپ مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے اور عثمان غنیؓ کی شہادت تک وہیں رہے۔

علیحدگی...... جب حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان خلافت کے معاملے میں جھگڑا شروع ہوا تو آپ رقہ چلے گئے اور کسی کا ساتھ نہیں دیا۔یہاں تک کہ یہ معاملہ ختم ہوگیا۔رقہ میں آپ کا انتقال ہوا۔وہیں آپکی اولاد ہے۔کوفہ میں آپ کا ایک بہت بڑا گھر ہے جو''دارلقصارین'' کے نام سے مشہور ہے۔

عمرو بن احمق رضی اللہ تعالی عنہ...... آپ کا نسب نامہ اسطرح ہے۔عمرو بن حمق بن کاہن بن حبیب بن عمرو بن قین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو آپ کا تعلق قبیلہ خزاعہ سے تھا۔آنحضرت ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی۔

آپ کوفہ چلے گئے اور وہاں ہمیشہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہے۔ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی تھی۔اوران کے قتل کے خلاف تعاون کیا۔''جزیرہ'' نامی جگہ پر عبدالرحمٰن بن ام الحکیم نے ان کو قتل کیا۔

عبدالرحمٰن بن شعبی کہتے ہیں کہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے جسکا سر کاٹ کر لایا گیا وہ عمرو بن حمق کا سر تھا۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالی عنہ...... آپ کا نسب نامہ اسطرح ہے سلیمان بن صرد بن جون بن عبدالعزی بن منقد بن ربیعہ بن اضرم بن خبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن خزاعہ آپ کی کنیت ابو مطرف ہے۔اسطرح قبول کرنے سے پہلے آپ کا نام''یسار'' تھا۔قبول اسلام کے بعد آنحضرت ﷺ نے آپ کا کوفہ چلے گئے اور وہاں بنوخزاعہ میں مکان بنا کر رہائش پذیر ہوئے۔

حضرت حسینؓ کے ساتھ دھوکہ دہی اور توبہ...... جنگ صفین میں آپ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت حسین بن علیؓ کو کوفہ آنے کی دعوت دی لیکن جب حسینؓ کوفہ

پہنچ گئے تو ان سے جدا ہو گئے اور آپ کا ساتھ نہ دیا۔ جب حسینؓ شہید ہو گئے تو انہیں اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی اور حضرت حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے ایک لشکر کی صورت میں ''نخیلہ'' کے مقام پر جمع ہوئے۔ انہیں ''توابین'' کہا جاتا ہے۔ سلیمان بن صرد انکے سپہ سالار تھے۔ پھر یہ لشکر شام چلا گیا۔

''جزیرہ'' کی جنگ اور قتل...... جب ''جزیرہ'' نامی جگہ میں ''وردۃ'' نامی چشمہ پر پہنچے تو وہاں اہل شام کے ایک لشکر ان کی مدبھیڑ ہوئی۔ اس لشکر کا سپہ سالار حصین بن عمیر تھا۔ دونوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ سلمان بن صرد بھی اسی جنگ میں مارا گیا۔ یہ واقعہ ربیع الثانی سنہ ۶۵ھ میں پیش آ گیا۔ قتل کے وقت ان کی عمر ۷۳ سال تھی۔

ہانی بن اوس الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کوفہ چلے گئے اور قبیلہ اسلم کے درمیان مکان بنالیا۔ حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں آپ کا انتقال ہوا۔ اس وقت حضرت مغیرہ کوفہ کے گورنر تھے۔

مجزاۃ سے مروی ہے کہ آپ ان صحابہ میں سے ہیں جو بیعت رضوان میں شامل تھے۔ آپ کے گھٹنے میں تکلیف رہتی تھی جسکی وجہ سے سجدہ میں جاتے ہوئے آپ گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھتے تھے۔

حارث بن وھب رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... ان کا تعلق قبیلہ بنوخزاعہ سے ہے۔

وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے بال بڑے بڑے تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا۔ ذباب (شہید کی مکھیوں کا چھتہ) میں یہ سن کر واپس آیا اور سر کے تمام بال کٹوا دیے۔ پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم نے بال کیوں کٹوائے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ نے میرے بال دیکھ کر ''ذباب'' کا لفظ استعمال فرمایا جس سے میں یہ سمجھا کہ شاید یہ عیب کی بات ہے۔ اسلئے میں نے اپنے سر کے بال کٹوا دیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا یہ مطلب نہیں تھا تاہم جو کچھ آپ نے کیا۔ وہ اچھا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ''ذباب'' یمانی کلمہ ہے۔

صفوان بن عسال المدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ صفوان بن عسال بن زاہر بن عامر بن عوبثان بن زاہر بن مراد۔

زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میری ملاقات صفوان بن عسال سے ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے رسول ﷺ کی زیارت کی ہے۔ فرمایا، جی ہاں، بلکہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں شریک رہے۔ ایک دوسری روایات میں زر بن حبیش سے منقول ہیکہ میں وفد کی صورت میں ایک مرتبہ عثمان غنیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عثمانؓ کے پاس مجھے ابی بن کعب اور چند دوسرے صحابہ لے گئے۔ اس وقت میں صفوان بن عسال المرادی سے ملا۔

اسامہ بن شریک الثعلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ سے یہ حدیث مروی ہے۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں موجود تھا جب کچھ دیہاتی لوگ آپ سے سوال کرنے کے لئے آئے تھے۔

مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے مالک بن عوف بن نضلہ بن خدیج بن حبیب بن حدید بن غنم بن کعب بن عصیمہ بن حبشم بن معاویہ بن بکر بن ھوزان بن قیس عیلان۔ آپ کی کنیت ابوالاحوص ہے اور آپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

اللہ کی نعمت کا اثر ظاہر ہونا چاہیے...... ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے ابوالاحوص سے سنا کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میری حالت پراگندہ تھی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا۔ کیا آپ کے پاس مال ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں آپ نے فرمایا۔ گھوڑے، اونٹ، بکریاں اور غلام وغیرہ۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا فرمایا ہے تو اسکا اثر تجھ پر ظاہر ہونا چاہیے۔ (یعنی اپنی حالت کو بدلو اور اچھا لباس اور اچھی صورت اختیار کرو)۔

عامر بن شھر الھمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ فرماتے ہیں کہ ھمدان کے لوگ قلعہ ''جبل العقل''، میں بند ہو گئے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمنوں سے محفوظ رکھا۔ یہاں تک کہ ایرانیوں نے ان پر حملہ کیا۔ اہل ایران سے ان کی مسلسل جنگ ہوتی رہی اور یہ جنگ بہت طویل ہوگئی۔ یہاں تک آنحضرت ﷺ نے ان کے خلاف چڑھائی کی۔

اہل ہمدان نے آپ سے کہا۔ اے عامر آپ تو بادشاہوں کی مجالس میں شریک رہے ہو۔ کیا آپ ان کو ہم سے پھیر سکتے ہیں۔ آپ ہمارے معاملے میں جس چیز پر راضی ہو جاؤ گے، ہم بھی اسی پر راضی ہوں گے اور آپ جس چیز کو ہمارے لئے ناپسند کرو گے، ہم بھی اسے ناپسند کریں گے۔ عامر بن شہر نے حامی بھر لی اور پھر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ایک قافلہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمیں کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم قریش کی بات سن کر اس پر عمل کرو البتہ انکے فعل کی پیروی نہ کرو۔

عامر بن شہر کہتے ہیں کہ مجھے یہ باتیں پسند آئیں۔ پھر میرے دل میں خیال آیا کہ اپنی قوم کے پاس واپس آجانے سے پہلے نجاشی کے پاس گزروں گا کیونکہ وہ میرا دوست تھا۔ میں اس کے پاس چلا گیا۔ میں اس کے پاس بیٹھا تھا کہ وہاں سے ایک اس کا چھوٹا سا لڑکا گزرا۔ اس کے پاس تختی تھی جس پر کچھ لکھا ہوا، نجاشی نے اسے پڑھنے کے لئے کہا تو اس نے پڑھ کر سنایا میں سن کر ہنس پڑا۔ نجاشی نے مجھ سے پوچھا کیوں ہنسے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اس کے پڑھنے کی وجہ سے نجاشی بولا اللہ کی قسم حضرت عیسیٰ پر یہی بات نازل ہوئی تھی اور انجیل میں بھی یہی لکھا ہے کہ اس زمین پر اللہ کی لعنت برسے گی جس پر بچے حکمران ہوں گے۔ یہ سن کر میں واپس آ گیا۔ جو کلمہ میں نے نجاشی سے

سنا، بعینہٖ وہی کلمہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی سنا تھا۔ چنانچہ اور میرے قوم کے لوگ مسلمان ہو گئے اور ہم ''سہل'' نامی جگہ پر آباد ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ نے عمیر ذی مران کے نام ایک خط لکھا اور آپ نے مالک بن مرارۃ کو تمام اہل یمن کی طرف روانہ کیا جس کی وجہ سے قبیلہ عک کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ تو اس وقت قبیلۂ عک کے لوگوں سے کہا گیا کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور آپ سے اپنی کے بہت سے غلام اور اموال تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول بلاشبہ، مالک بن مرارہ ہمارے پاس آئے، انہوں نے ہمیں اسلام کی دعوت دی اور ہم نے اسلام قبول کر لیا۔ ہماری ایک بستی ہے جسمیں ہمارے اموال ہیں۔ آپ ہمیں امان نامہ لکھ دیجئے۔ آپ نے یہ خط لکھا،

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے عک ذی خیوان کے لئے۔ اگر انہوں نے اپنی زمین اموال اور غلاموں کے بارے میں سچ کہا ہے تو یہ اللہ کی امان اور اسکے رسول کے ذمہ میں آ گئے۔

یہ خط خالد بن سعید نے لکھا۔

نبیط بن شریط الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... ان کا تعلق قیس غیلان ہے۔ ابوسلمہ ہے۔ آپ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کیساتھ حج کیا۔ حج کے موقع پر میرے والد نے مجھ سے کہا وہ دیکھ رہے ہو سرخ اونٹ پر کون خطبہ دے رہے ہیں؟ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

آنحضرت کا خطبہ...... نبیط بن شریط کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ ان کی سواری کے پیچھے بیٹھا ہوا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ مقام جمرہ پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے خطبہ کے بعد فرمایا اے لوگوں میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں سب سے زیادہ حرمت والا دن کونسا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا۔ آج کا دن۔ فرمایا سب سے زیادہ حرمت والا مہینہ کون سا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ مہینہ پھر آپ نے پوچھا سب سے زیادہ حرمت والا شہر کون سا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ شہر۔ پھر آپ نے فرمایا تحقیق تمھارے خون، تمھارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہو، جس طرح آپ کا دن اس مہینے اور اس شہر میں تم سب کیلئے حرام ہے۔

سلمہ بن نبیط کہتے ہیں۔ میرے والد اس خطبہ میں شریک تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو اس موقع پر دیکھا اور آپ کی باتیں سنیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اے اباجان اگر آپ اس بادشاہ کی بادشاہت یاد کر لیتے اور پھر اپنی قوم کو آ کر بتلاتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ میرے باپ نے جواب دیا اے بیٹے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میں ان کفار و مشرکین کے ساتھ بیٹھوں اور پھر ان ہی کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤں۔

حضرت سلمہ سے یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے دس ذوالحجہ کے دن آنحضرت ﷺ کو سرخ اونٹ پر سوار ہو کر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔

سلمہ بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... ان کا سلسلہ نسب اسطرح ہے سلمہ بن یزید بن مشعبہ بن المجمع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد یہ وفد کیساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو

ئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد ہم ایسے حکمرانی آ جائیں جن سے ہم اپنا حق مانگیں اور وہ ہمیں اپنا حق نہ دیں تو ہم کیا کریں؟

عرضیہ بن شرتح الاشجمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کو ابن ضریح کہا جاتا ہے

صخر بن لیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ صخر بن لیلہ بن عبداللہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن علی بن اسلم بن احمس آپ کی کنیت ابو حازم ہے۔

اسلام لانے جان و مال محفوظ ہو جاتے ہیں...... صخر بن لیلہ کہتے ہیں میں مغیرہ کی پھپی کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ان کی تلاش میں آ گئے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کے بارے پوچھا۔ آپ نے بتلا دیا کہ وہ میرے پاس ہے۔ پھر آپ نے مجھے بلا دیا اور فرمایا اے صخر جب لوگ اسلام قبول کرتے ہیں تو اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ لہٰذا اسے ان کے حوالے کر دو۔ آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے بنو سلیم کیلئے پانی عطا فرمایا۔ پھر بنو سلیم کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانی مانگا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے صخر جب لوگ اسلام قبول کرتے ہیں تو اپنے اموال اور خون کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے یہ پانی ان کے حوالے کر دیا۔

عروۃ بن مضرس رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ کی محبت نصیب ہوئی اور پھر کوفہ چلے گئے۔ بعد میں مرتد ہو گئے۔ بطاح کی جنگ میں قید ہوئے اور خالد بن ولید کے ساتھ بعینہ بن حصن کی طرف بھیجا گیا۔ بطاح بنو تمیم کے ایک چشمے کا نام ہے۔ (آپ بعد میں تائب ہو کر مسلمان ہو گئے)

تکمیل حج کی شرائط...... اوس بن حارثہ کہتے ہیں کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے دور میں حج کیا۔ آپ نے دیکھا کہ لوگ رات کے وقت جمع ہو رہے ہیں۔ آپ مقام عرفات میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ میں نے مناسک سیکھے اور رات ہی کو واپس لوٹ آیا۔ کیا میرا حج ہو گیا؟ آپ نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھی اور ہمارے ساتھ مقام عرفات پر کھڑا ہوا اور پھر اسی رات یا دن کو واپس لوٹا تو اس کا حج مکمل ہو گیا۔

ھلب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے ھلب بن یزید بن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبد شمس بن عدی بن اخزم الطائی۔ اس کا اصل نام سلامۃ تھا۔ ایک وفد کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ کے سر پر بال نہیں تھے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا تو بال اگ آئے۔ اس سے آپ کا مام "ھلب" پڑ گیا ابو قبیصہ بن ھلب آپ سے روایت کرتے ہیں۔

زاھر ابو مجزاۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان کی تھی۔ آپ بھی کوفہ چلے گئے تھے۔

نافع بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا سلسلۂ نسب ہے نافع بن عتبہ بن ابی وقاص بن رھیب بن عبد مناف بن زہرہ۔ آپ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے ہیں۔

لبید بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... ان کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ہے۔ آپ بہت بڑے شاعر تھے۔ آپ کی کنیت ابو عقیل ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے پھر اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گئے۔ کوفہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں آباد ہو گئے ان کے ساتھ ان کے بیٹے بھی تھے۔ جس رات حضرت معاویہؓ حضرت حسنؓ سے صلح کرنے کے لئے مقام نخیلہ میں آکر ٹھہرے، اسی رات آپ فوت ہوئے۔ بنو جعفر بن کلاب کے صحرا میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کے اپنے دیہات کی طرف واپس لوٹ آئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کوئی شعر نہیں کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میری شاعری کے بدلے قرآن مجید مجھے دیدیا ہے۔

خالد کے دو بیٹے (حبہ اور سواء)...... حبہ اور سواء (دونوں بھائی) کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کوئی عمارت تعمیر فرما رہے تھے۔ ہم نے بھی آپکی مدد کی یہاں تک کہ ہم اس سے فارغ ہو گئے۔ پھر ہم نے جو کچھ سیکھا تھا، سیکھایا اور ہم نے یہ بھی سیکھا کہ کسی پریشانی کے آنے سے بھلائی سے مایوس مت ہو اس لئے کہ ہر پیدا ہونے والے بچہ جو سرخ سنگ کا ہو، اس پر چھلکا نہیں ہوتا پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے رزق عطا فرماتے ہیں۔

سلمہ بن الحکیم اللیثی...... آپ نے اسلام قبول کیا اور غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ شریک ہوئے۔

عررۃ بن ابی الجعد البارقی...... آپ کا تعلق قبیلۂ ازد سے ہے۔ شعبی کہتے ہیں کہ کوفہ کے اندر قاضی شریح سے پہلے عروہ بن ابی لجعد البارقی اور سلیمان بن ربیعہ قاضی تھے۔

گھوڑے پالنے کا شوق...... محمد بن سعد وغیرہ کی روایت میں ہیکہ روز مقام پر گھوڑوں کی رکھوالی کرتے تھے اور وہاں آپ کا ایک گھوڑا بھی بندھا رہتا تھا جسے آپ نے بیس ہزار درہم میں خریدا تھا۔

شبیب بن غرقدہ کہتے ہیں کہ میں عروہ کے پاس تقریباً ستر گھوڑے دیکھے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ''گھوڑوں کی پیشانیوں پر قیامت تک کیلئے بھلائی لکھ دی گئی ہے۔

سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے سمرۃ بن جندب بن ھلال

بن صریح بن مرۃ بن جزن بن عمرو بن جابر بن خشین بن لائی بن عصیم بن شمخ بن فرازہ۔ آپ انصار کے حلیف تھے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ زیاد ابن ابی سفیان جب کوفہ میں آئے تو آپ کو بصرہ کا عامل بنادیا۔

جریر بن حازم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں ابو یزید المدینی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب سمرۃ بن جندب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ کو سخت سردی لگی تو آگ چلائی گئی۔ آگ کی ایک انگھیٹی آپ کے سامنے رکھی گئی اور ایک ایک انگھیٹی دائیں بائیں رکھی گئی۔ لیکن اس سے بھی آپ کی سردی کم نہ ہوئی۔ آپ یہ فرماتے رہے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ میں اسکے بارے میں کیا کروں۔ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ انتقال فرماگئے۔

جندب بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کو علقی بھی کہا جاتا ہے۔ علقہ بجیلہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ بعض لوگوں نے آپ کو آپ کے والد کیطرف منسوب کرکرآپ کا نام جندب بن عبداللہ ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے دادا کی طرف منسوب کر کے آپ کا جندب بن سفیان ذکر کیا ہے۔ دونوں سے آپ ہی مراد ہیں۔

مخنف بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے مخنف بن سلیم بن حارث بن عوف بن ثعلبہ بن عامر بن ذھل بن مازن بن ذبیان بن ثعلبہ بن دول بن سعد مناۃ بن عامر بن الازد۔ کوفہ میں ''بیت الازد'' آپ کا گھر ہے مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور پھر کوفہ چلے گئے۔ وہیں آپکا بیٹا ابومخنف لوط پیدا ہوا۔

حارث بن حسان البکری...... آپ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے ملنے کیلئے نکلے۔ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو مسجد لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ ایک سیاہ جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اچانک حضرت بلال تلوار لٹکائے ہوئے سامنے آئے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا صورتحال ہے۔ انہوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ عمرو بن عاص کو لشکر دے کر کہیں بھیج رہے ہیں۔

جابر بن اُبی طارق الاحمسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ مقام بجیلہ پر رہتے تھے۔ آپ کی کنیت ابوحکیم ہے۔ آپ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ...... آپ کا نام عوف ہے اور آپ کا سلسلہء نسب یہ ہے عوف بن عبدالحارث بن عوف بن حشیش بن ھلال بن معاویہ بن رزاح بن کلاب بن عمر بن لوی بن رھم بن معاویہ بن اسلم بن احمس۔ آپ کی کنیت ابوقیس ہے۔ آپ کے بیٹے قیس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ آپ کو دھوپ میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا تو حکم دیا کہ چھاؤں میں آجائیں۔

قطبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

......آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ معن بن یزید بن اخنس بن حبیب بن جرو بن زعب بن مالک بن خفاف بن عصیہ بن خفاف بن امراؤ القیس بن بھثہ بن سلیم بن منصور۔

معن بن یزید کہتے ہیں کہ نے اور میرے باپ دادا نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ نے میرا پیغام نکاح دیا اور میرا نکاح پڑھایا۔

آپ کوفہ چلے گئے اور ضحاک بن قیس کیساتھ مرج راھط کی جنگ میں شہید ہو گئے۔

طارق بن الاشیم الاشعفیؓ

......آپ کی کنیت ابو مالک ہے۔ آپ کے نام کا نام ابو مالک سعد ہے۔ آپ نے صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ اور علی المرتضیٰؓ سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو مریم السوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

......آپ کا نام مالک بن ربیعہ ہے۔ آپ عطاء بن سائب کی روایت رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں۔

حبشی بن حنادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

......آپ کا نسب نامہ یہ ہے حبشی بن جنادہ بن نصر بن اسامہ بن حارث بن معیط بن عمرو بن جندل بن مرۃ بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ھوازن۔ والدہ کا نسب نامہ یہ ہے۔ ام جندل بنت مرۃ بن ذھل بن شیبان بن ثعلبہ۔ اور آپ سی نسبت سے مشہور تھے۔

آپ نے اسلام قبول کیا، آنحضرت ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور حضرت علیؓ کے ساتھ جنگوں میں شریک رہے۔ قرۃ بن عبداللہ السلولی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حبشی بن جنادہ سے پوچھا کہ آپ کو کیا خوف ہیکہ آپ علیؓ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ فرمایا میرے مزدیک اس سے بڑا کوئی عمل نہیں جس کی وجہ سے بخشش کی امید رکھوں۔

دکین بن سعید الخثمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

......بعض مؤرخین نے ابن سعید کا لفظ استعمال کیا ہے۔

قیس بن أبی حازم آپ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

برمہ بن معاویہؓ

......آپ کا نسب نامہ اسطرح ہے برمہ بن معاویہ بن سفیان بن منقف بن وھب بن عمیر بن نصر قعین بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ ابو قبیصہ آپ سے روایات نقل کرتے ہیں۔

خریم بن الاخرمؓ

......آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ خریم بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک بن قلیب بن عمرو بن اسد بن خزیمہ۔

آنحضرت ﷺ کی نصیحت اور اس پر عمل

......خزیم بن اخرم کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا اے خریم اگر تمھارے اندر دو عادتیں نہ ہوتیں تو تم بہت اچھے آدمی

ہوتے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ دو عادتیں کونسی ہیں؟ مجھے تو ایک ہی کافی ہے آپ نے فرمایا بال پورے کرو اور چادر ٹخنوں سے اوپر کرو چنانچہ انہوں نے بال درست کروائے اور چادر اوپر کر لی۔

آپ کے اشعار...... محمد بن سعد اور بعض دوسرے مؤرخین کہتے ہیں کہ ان کا بیٹا ایمن بن خریم شاعر ،شاہسوار اور شریف انسان تھا۔ اس نے یہ اشعار کہے۔

ولشت بقاتل رجلا نصلى .على 'سلطان آخرى من قريش له سلطان وعلى اثمى .معاذ الله من جهل وطيش وأأقتل مسلما فى غيرحق ؟ فلشت بنافعى ماعشت عيشى .

ترجمہ۔

میں اس شخص کو قتل نہیں کرونگا جو قریش کے علاوہ کسی اور بادشاہ کیلئے دعا گو ہو۔

کیوں کہ اس حالت میں اس کے پاس دلیل ہے اور (قتل کرنے سے) مجھے گناہ ہوگا۔ میں اسی جہالت اور غصے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ کیا میں کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دوں۔ زندگی بھر مجھ سے یہ غلط کام نہیں ہو سکے گا۔

غزوہ بدر میں شریک ہوئے یا نہیں...... آپ کے مذکورہ بیٹے ایمن بن خریم کہتے ہیں کہ میرے والد اور چچا غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور انہوں نے مجھ سے عہد لیا کہ میں کسی مسلمان کو ناحق قتل نہ کروں۔ جبکہ محمد بن عمرو کی روایت کے مطابق غزوہ بدر میں صرف قریش، انصار ان کے خلفاء اور آزاد کردہ غلام شریک ہوئے۔

ظرار بن الازور...... آپ کے والد الائزور کا اصل نام مالک ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ ضرار بن مالک بن اوس بن حذیمہ بن ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ آپ بہت اچھے شاہسوار تھے۔ آپ نے اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ سے لقوح کی یہ روایت نقل کرتے ہیں ایک ملانے والے نے دودھ کی طرف بلایا۔ یمامہ کی جنگ میں آپ نے نہایت شدید جنگ لڑی یہاں تک کہ آپ کی دونوں پنڈلیاں کاٹ دی گئیں۔ آپ اپنے گھٹنوں کے بل لڑتے رہے یہاں تک کہ شدید ہو گئے۔

عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ ضرار بن ازور جنگ یمامہ میں زخمی پڑے رہے اور حضرت خالد بن ولید کے آنے سے پہلے آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے میم پر ایک قصیدہ بھی پڑھا تھا محمد بن عمر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ دوسرے راویوں سے زیادہ معتبر ہیں۔

فرات بن حیاتؓ...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ فرات بن حیان بن ثعلبہ بن عبدالعزی بن حبیب بن حبہ بن ربیعہ بن سعد بن عمل اور وہاں قبیلہ بنو سہم کے حلیف تھے۔ آپ کوفہ تشریف لے گئے اور وہاں بنو عمل کے لوگوں کے درمیان رہائش اختیار کی۔ کوفہ میں آپ کی اولاد باقی ہے۔

یعلی بن مرۃؓ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے یعلی بن مرۃ بن وھب بن جابر بن عتاب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف آپ کو یعلی بن سیاب بھی کہا جاتا ہے۔ سیابہ آپکی والدہ یا دادی کا نام ہے۔

عمرو بن حفص الثقفی کہتے ہیں کہ میں نے یعلی بن مرۃ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے خلوف لگائے ہوئے دیکھا۔ فرمایا کیا تو شادی شدہ اور پھر دھوڈالو اور پھر کبھی نہ لگاؤ۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ یعلی بن مرہؓ رسول اللہ ﷺ کیساتھ صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ طائف اور حنین میں شریک ہوئے۔

عمارہ بن رویبہ الثقفیؓ ...... آپ حجاج بن یوسف کے گروہ سے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک وفد کیساتھ رسول اللہ ﷺ کے گھر حاضر ہوا۔ ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس وقت میرے نزدیک سب سے زیادہ شخص وہ تھا جس کا ہم نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا لیکن جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور میں نے اسلام قبول کر لیا تو اس وقت میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ شخص بھی رسول اللہ ﷺ تھے۔

عقبہ بن فرقدؓ ...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عقبہ بن فرقد (یربوع) بن حبیب بن مالک بن اسعد بن رفاعر بن ربیعہ بن رفاعر بن حارث بن بھثہ بن سلیم بن منصور۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ آپ بھی کوفہ تشریف لے گئے۔ ان کو "فراقدہ" کہا جاتا تھا۔

انگوٹھی ٹوٹنے کا واقعہ ...... عامر کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کے نام یہ حکم لکھ کر بھیجا تھا کہ اگر کسی انگوٹھی پر عربی الفاظ منقش ہوں تو اسے توڑ دو۔ عتبہ بن فرقد کی انگوٹھی میں عربی الفاظ کا نقش تھا۔ چنانچہ اسے توڑ دیا گیا۔

لمبی آستین والا کرتہ ...... ابوعثمان نھدی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر بن خطابؓ نے عتبہ بن فرقد پر لمبی آستین والا کرتا دیکھا۔ آپ نے قینچی منگوائی تاکہ انگلیوں کی طرف سے اسے کاٹ ڈالیں عتبہؓ بن عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین مجھے اس بات سے شرم آتی ہیکہ آپ میرا کرتہ کاٹیں۔ میں خود ہی اسے کاٹ دیتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں چھوڑ دیا۔

عبید بن خالد السلمیؓ ...... آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے دو بھائیوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ ان میں سے ایک کا انتقال دوسرے سے پہلے ہو گیا۔

طارق بن عبید اللہ المحاربیؓ ...... آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی شخص تھوکنے لگے تو اپنے سامنے اور دائیں طرف نہ تھوکے۔

آنحضرت ﷺ کا ابتدائی دور ...... ابوضحرہ کہتے ہیں کہ مجھے طارق بن عبداللہ کی قوم کے ایک شخص نے بتایا کہ طارق فرماتے ہیں کہ میں ایک روز "ذوالمجاز" نامی بازار میں تھا کہ سامنے سے ایک جوان آدمی گزرا

جس پر سرخ رنگ کی چادر تھی اور وہ یہ کہہ رہا تھا یاایھا الناس قولو لاالٰہ اللہ تفلحو اے لوگو لاالٰہ اللہ کہہ لو، کامیاب ہو جاؤ گے۔

اور یہ بھی دیکھا کہ اس سے پیچھے ایک شخص جا رہا ہے جو اسے پتھر مار رہا ہے جس کی وجہ سے اسکے پاؤں اور پنڈلیاں لہولہان ہو چکی ہیں اور وہ یہ کہہ رہا ہے۔ یہ شخص جھوٹا ہے اس کی بات نہ مانو۔ میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہیں ؟ تو لوگوں نے بتایا کہ بنو ہاشم کا ایک آدمی ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور پیچھے والا عبدالعزیٰ ہے

مدینہ منورہ روانگی اور رسول ﷺ سے معاملہ کرنا...... جب آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ ھجرت کی اور لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کیا تو ہم بھی مقام ریزہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔

ہمارے پاس ہودج میں ایک پردہ نشین عورت بھی تھی۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو سفر کا لباس تبدیل کر کے دوسرا لباس پہننے کے لئے اترے۔ وہاں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں۔ ہم نے جواب دیا ابزہ سے پوچھا کہاں جانا چاہتے ہو، ہم نے کہا کہ ہم اس شہر (یعنی مدینہ منورہ) کا ارادہ لیکر آئے ہیں۔ اس نے پوچھا تمہیں یہاں کیا کام ہے۔

ہم نے کہا کہ ہم اپنے اہل وعیال کے لئے کھجوریں لینے آئے ہیں۔ اور ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ بھی ہے۔ اس نے کہا کیا تم یہ اونٹ بیچنا چاہتے ہو۔ ہم نے جواب دیا۔ ہاں۔ پوچھا کتنے میں؟ ہم نے بتلایا کہ اتنے صاع (۱) کھجور اور اتنی قیمت کے بدلے میں۔

صالح اشیاء کے ناپنے کا ایک برتن جو تقریبا ساڑھے تین سیر کے طارق کہتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ مانگا ،اس نے اس میں کوئی کمی نہیں کی اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل پڑا۔ جب وہ چلا گیا تو ہم نے افسوس کے ہاتھ سودا کر لیا جسے ہم جانتے نہیں۔ پردے میں بیٹھی ہوئی عورت کہنے لگی یہ ایسا شخص ہے جسکا چہرہ چودویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ وہ نہ تو تم پر ظلم کریگا اور نہ تمہیں دھوکہ دیگا۔ میں تمہیں تمہاری قیمت کی ضمانت دیتی ہوں۔

قیمت کی ادائیگی...... تھوڑی دیر میں ایک شخص آیا اور کہا: میں رسول اللہ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، یہ کھجوریں لو، انہیں تولو، وہ خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں تولا، وہ پوری نکلیں اور ہم نے خوب پیٹ بھر کر انہیں کھایا۔ پھر ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ دیکھا تو وہی شخص عنبر پر کھڑا ہوا خطبہ دے رہا ہے۔ ہم نے اسکی یہ بات سنی صدقہ کرو کیوں کہ صدقہ کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے افضل ہے۔ اپنے اہل و عیال اور نزدیک رشتہ داروں سے کرو جیسے والدہ، پھر باپ پھر بہن بھائی اور پھر قریبی رشتہ دار۔

اسلام لانے سے گزشتہ خون معاف...... اتنے میں بنی یربوع کا ایک شخص داخل ہوا اور اسے دیکھ کر ایک انصاری شخص کھڑا ہوا اور کہا یارسول اللہ یہ شخص بنو یربوع قبیلے کا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں انہوں نے ہمارا ایک آدمی قتل کیا تھا۔ آپ ہمیں اس کا بدلہ لینے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا (اسلام لانے کے بعد جاہلیت کے خون معاف ہو گئے) دیکھو والدہ اپنے بچے پر جنایت (ظلم) نہیں کرتی۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ

ارشاد فرمائی۔

ابن ابی شیخ المحاری...... آپ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے فرمایا اے جنگجوؤں کی جماعت اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے، مجھے عورت کا دودھ نہ پلاؤ۔قیس بن ربیع کہتے ہیں کہ جب امرؤالقیس شیراز آئے تو اس نے کہا یہ ہے عورت کا دودھ پلانا۔

عبید بن خالد المحاربیؓ...... آپ نے اپنی اشعت بن سلیم کی پھوپھی کے چچا ہیں۔اشعت کہتے ہیں کہ میں نے اپنی پھوپھی سے سنا جو اپنے چچا (یعنی عبید بن خالد) سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے کہا کہ میں مدینہ میں جا رہا تھا کہ ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا اپنی چادر اوپر کرو یہ عمل تیرے کپڑے کو گندگی سے بچاتا ہے اور تیرے رب کے ہاں پسندیدہ اور پاکیزہ ہے میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ چکنی (پھسلنے والی) چادر ہے آپ نے فرمایا تمہارے لئے میری ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ میں نے آپ کی چادر کی طرف دیکھا تو وہ آدھی پنڈلی تک تھی۔

سالم بن عبید الاشجعیؓ...... آپ نے سحری کے کھانے کے متعلق صدیق اکبرؓ سے روایت نقل کی ہے۔آپ بعد میں کوفہ تشریف لے گئے تھے۔

نوفل الاشجعیؓ...... آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ جب سونے کا ارادہ کرو تو قل یاایھا الکافرون پڑھا کرو۔کیونکہ اس میں شرک سے براءت کا اعلاوہ ہے۔آپکی کنیت ابوسحیم ہے۔

سلمہ بن نعیم الاشجعیؓ...... آپ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی۔آپ ﷺ سے روایات بھی سنیں۔پھر کوفہ چلے گئے۔آپ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا۔جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا، جنت میں داخل ہوگیا۔

شکل بن حمید العبسی...... آپ کی کنیت ابوشتیر ہے۔آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی۔

الھما انی اعو ذ بک من شر سمعی

ترجمہ۔اے اللہ میں تجھ سے اپنے کان کے شر سے، اپنی آنکھ کے شر سے اور منی کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

اسود بن ثعلبہ الیربوعیؓ...... آپ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔آپ نے فرمایا ظلم کرنے والا اپنے سوا کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

رشید بن مالک السعدی...... آپکی کنیت ابوعمیرہ ہے۔آپ کہتے ہیں کہ ایک اوز میں رسول اللہ ﷺ

کے پاس تھا کہ ایک کھجوروں کا تھال بھر کر لایا۔ آپ نے پوچھا یہ ھدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ اس نے کہا یہ صدقہ ہے۔ آپ نے صحابہ کی طرف اسے بھیج دیا۔ حضرت حسن (بچے تھے) انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو اپنی انگلی ان کے منہ میں ڈال کر کھجور نکالی اور پھر اسے پھینک کر فرمایا آل محمد صدقہ نہیں کھاتے۔

فجیح بن عبداللہ...... آپکا سلسلۂ نسب یہ ہے فجیح بن عبداللہ بن حندج بن بکاء بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ العامری۔

وھب بن عقبہ کہتے ہیں کہ فجیح عامری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا ہمارے لئے کونسا مردار حلال ہے؟ آپ نے پوچھا کہ تمھارا کھانا ہے؟ جواب دیا ایک پیالہ صبح اور ایک پیالہ شام۔ آپ نے تعجب سے فرمایا اس قدر بھوک۔ چنانچہ اس حال میں آپ نے ان کے لئے میتہ کھانے کی اجازت دے دی۔

عتاب بن شمیرؓ...... عتاب بن شمیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرا ایک بوڑھا باپ اور کچھ بھائی ہیں۔ اگر اجازت ہو تو میں ان کے پاس جا کر انہیں اسلام کی دعوت دوں۔ ہوسکتا ہے کہ اسلام قبول کرلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو یہ ان کیلئے بہتر ہے اور اگر وہ اپنی جگہ قائم رہیں تو بھی اسلام اب پھیلنے والا ہے۔

ذوالجوشن الصنبابی...... محمد بن سائب الکلبی کی روایت کے مطابق ان کا نام شرجیل ہے۔ ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ شرجیل بن اعور بن عمرو بن معاویہ (وضباب) بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔

دوسرے مؤرخین کا کہنا ہے کہ ان کا جوشن بن ربیعہ الکلبی ہے اور یہ اس شمر کے والد ہیں۔ جس نے حضرت حسین بن علیؓ کو شہید کیا تھا۔ اور شمر کی کنیت ابوالسابغہ تھی۔

ابواسحاق السبیعی کہتے ہیں کہ جوشن بن ربیعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں ایک گھوڑا بطور ہدیہ پیش کیا۔ اس وقت تک یہ مشرک تھے۔ رسول اللہ نے اسے قبول نہیں کیا۔ اور فرمایا اگر تو چاہے تو بدر کی زرہ کے بدلے مجھے بیچ دے۔ پھر آپ نے فرمایا اے ذوالجوشن اسلام قبول کرنے میں پہل نہیں کریگا؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا مانع ہے۔

اس نے جواب دیا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی قوم آپ کو جھٹلاتی ہے، وہ آپکو شہر سے نکال دے گی یا قبول کردے گی۔ اس لئے میں انتظار کرتا ہوں کہ اگر آپ ان پر غالب آگئے تو میں آپ پر ایمان لاؤں اور آپ کی پیروی کروں گا اور اگر وہ آپ پر غالب آگئے تو میں آپکی اتباع نہیں کرونگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ذوالجوشن اگر تو زندہ رہا تو ہوسکتا ہے کہ عنقریب تو میرا ان پر غلبہ دیکھے۔

ذوالجوشن کہتے ہیں کہ اللہ کی تقسیم ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ہمارے پاس مکہ مکرمہ کا ایک سوار آیا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ مکہ کے کیا حالات ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ محمد نے اہل مکہ پر غلبہ حاصل کرلیا۔ یہ سن کر

ذوالجوش کو افسوس ہوا کہ اس نے وقت کیوں نہ اسلام قبول کر لیا جس وقت رسول اللہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔

عیسیٰ بن یونس بن منقول ہیکہ ذوالجوشن رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں چار دانت والا گھوڑا لایا ہوں اسے قبول فرمالیجئے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں اسے قبول نہیں کرتا البتہ اگر بدر کی ذرہ کے بدلے دینا چاہے تو لے سکتا ہوں۔ ذوالجوشن نے کہا کہ میں ایک ذرہ کے بدلے اپنا گھوڑا نہیں دے سکتا۔

دوسری روایت میں ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ غزوہ بدر سے واپس تشریف لا چکے تھے اور میرے پاس میرا گھوڑا ابھی تھا میں نے عرض کیا کہ میں اپنا گھوڑا آپ کے پاس لایا ہوں۔ اسے قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اسکی ضرورت نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تو اسلام نہیں لاتا تاکہ تیرا یہ معاملہ مقدم ہو۔ ذوالجوش نے کہا میں اسلام قبول نہیں کرتا کیونکہ آپ کی قوم آپ سے جنگ کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے بدر کے اندر کفار مکہ کے ہلاک ہونے کی خبر نہیں ملی۔ ذوالجوشن نے کہا ملی ہے لیکن میں اس بات کا منتظر ہوں کہ آپ کعبہ اور پورے مکہ مکرمہ پر قابض ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو زندہ رہا تو یہ فتح بھی دیکھے گا۔ پھر آپ ﷺ حضرت بلال سے فرمایا اے بلال ایک ٹوکرا لاو اور اسمیں اسے عجوۃ کھوریں ڈال دو۔ ذوالجوشن کہتے ہیں کہ جب میں لوٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا تحقیق یہ بنو عامر کا شہسوار ہے۔

ذوالجوشن نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور واپس آؤنگا۔ پھر ایک روز مکہ مکرمہ سے ایک سوار آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ لوگوں کے کیا حالات ہیں۔ اس نے ذوالجوشن نے کہا ہائے افسوس اگر اس روز اسلام لے آتا جس وقت آپ ﷺ نے دعوت دی تھی تو کتنا اچھا ہوتا۔

غالب بن ابجر المزنی...... آپ فرماتے ہیں کہ ایک سال ہم پر اسطرح کا فاقہ گزرا کہ میرے پاس ایک لوٹے، گدھے کے علاوہ اپنے گھر والوں کو کھلانے کیلئے کچھ نہ تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے گدھے کے گوشت کو حرام قرار دیا تھا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہمارے ہاں قحط سالی ہے اور میرے گھر والوں کو کھلانے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے موٹے گدھے کا گوشت تم اپنے گھر والوں کو کھلا سکتے ہو۔ میں نے ان گدھوں کے گوشت کو حرام کیا ہے جو بہت پھرتے ہیں اور گندگی کھاتے ہیں (یعنی وحشی گدھوں کو اور یہ حکم پالتو گدھوں کے بارے میں دیا گیا)

عامر ابوھلال بن عامر...... آپ مزنی ہیں۔

الاغز المزنی...... آپ کو جہنی بھی کہا جاتا ہے۔ ابو بردہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی جسے اغر کہا جاتا ہے کو خطبہ کے دوران یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اے لوگوں اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور توبہ کرو۔ میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

ہانئ بن یزید...... انکا سلسلۂ نسب یہ ہے ہانئ بن یزید بن نھیک بن درید بن سفیان بن صنیاب بن بنو الحارث بن کعب۔

''ابوالحکم'' کہلوانے کی وجہ...... ہانی بن یزید کہتے ہیں کہ میں بنوالحارث کے ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری کنیت ابوالحکم تھی۔ لوگ مجھے ''ابوالحکم'' کہکر پکارتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ لوگ تجھے ابوالحکم کیوں کہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ جب ان کے درمیان جھگڑے ہوتے ہیں تو میں انصاف کے ساتھ ان کے فیصلے کرتا ہوں۔ آپ نے پوچھا آپ کی اولاد ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا سب سے بڑا کون ہے۔ میں نے کہا شریح فرمایا پھر تو تم ابوشریح ہو۔

ابوسبرہؓ...... ان کا نام یزید ہے اوران کا سلسلۂ نسب اسطرح ہے یزید بن مالک بن عبداللہ بن ذویب بن سلمہ بن عمرو بن ذھل بن مروان بن جعفی بن سعد بن مذحج۔ آپ خیثمہ بن عبدالرحمٰن کے دادا ہیں۔

خیثمہ کہتے ہیں کہ میرے دادا مدینہ منورہ آئے تو اس وقت ان کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ انہوں نے اسکا عزیز تھا۔ پھر میرے دادا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ سارا واقعہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس کا نام عبدالرحمٰن ہے۔

مسور بن یزید الائسدی...... آپ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے

نماز میں امامت کرائی۔ دوران قرأت کوئی لفظ چھوٹ گیا۔ نماز کے بعد ایک شخص نے عرض کیا آپ نے فلاں آیت چھوڑ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے نماز کے دوران ہی لقمہ کیوں نہ دے دیا۔

بشیر بن خصاصیہ...... ان کا اصل نام زحم بن معبد السدوسی ہے۔ ابوایاد بن لقیط السدوسی کہتے ہیں کہ میں بشیر بن خصاصیہ کی بیوی لیلٰی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام بشیر رکھا، ورنہ اس سے پہلے آپ کا نام زحم تھا۔

غیر ابو مالک الخزاعی...... آپ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے رسول اللہ کو (تشھد کی حالت میں) اسطرح دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھا ہوا تھا اور پھر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کیا۔

ابورمشہ التیمی...... انکا نام حبیب بن حیان ہے۔

ابوامیہ الفزاری...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پچھنے لگواتے ہوئے دیکھا۔

خزیمہ بن ثابت الخطمی...... آپ انصاری صحابی ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے۔ آپ ''ذوسہاد تین'' (دو گواہوں والے ہیں) آپ حضرت علیؓ کیساتھ کوفہ تشریف لائے اور ہمیشہ ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ۳۷ھ میں جنگ صفین کے اندر قتل ہوئے۔ کوفہ میں آپکی اولاد ہے۔

مجمع بن جاریہؓ...... آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے مجمع بن جاریہ بن عامر بن مجمع بن عطاق بن ضبیعہ بن زید بن بنوعمر بن عوف۔

آپ نے رسول اللہ ﷺ کے دور ہی میں ایک، دوسورتوں کے علاوہ سارا قرآن مجید جمع کر لیا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں فوت ہوئے۔ آپ کی اولاد نہیں تھی۔

ثابت بن ودیعہ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے ثابت بن ودیعہ بن خدام بن بنی عمرو بن عوف۔ آپ نے رسول اللہ سے متعدد احادیث نقل فرمائی ہیں۔ آپ آخری عمر میں کوفہ تشریف لے گئے۔

سعد بن بجیر بن معاویہ...... آپ کو سعد بن حبتہ بھی کہا جاتا ہے آپ کا تعلق قبیلہ بجیلہ سے تھا جو کہ قبیلہ بنوعمرو کا حلیف تھا۔ غزوہ احد میں کم عمری کی وجہ سے شرکت کی اجازت نہیں ملی۔ آپ بھی کوفہ تشریف لے گئے اور وہیں آپکا انتقال ہوا۔ زید بن ارقمؓ نے آپکی نماز جنازہ پڑھائی اور پانچ تکبیریں کہیں۔ آپ کے بیٹے کا نام خنیس بن سعد ہے۔ قاضی ابو یوسفؒ آپکی اولاد میں سے ہیں۔

قیس بن سعد...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے قیس بن سعد بن عبادہ بن دلیم بن ساعدہ بن کعب بن خزرج۔ آپ کی کنیت ابوعبدالمالک ہے۔

حضرت علیؓ نے آپ کو مصر کا گورنر بنایا۔ پھر معزول کر دیا۔ آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ پھر کوفہ میں حضرت علیؓ کے پاس چلے گئے اور ہمیشہ ان کے ساتھ رہے۔ آپ ان کے خمیس نامی لشکر کے نگران بھی رہے۔

موزوں پر مسح...... سے یم بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن سعد کو دیکھا کہ آپ دریائے دجلہ پر آئے، وضو کیا اور موزوں کا مسح کیا۔ گویا میں ابھی تک انکی انگلیوں کے نشان ان کے قدموں پر دیکھ رہا ہوں۔

حضرت علی اور حضرت حسن کا ساتھ دینا...... محمد بن عمر کہتے ہیں کہ قیس بن سعد حضرت علیؓ کی شہادت تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر حضرت حسنؓ کیساتھ مل گئے۔ حضرت حسنؓ نے شام جانے والے لشکر کے مقدمۃ الجیش کے طور پر انہیں بھیجا۔ پھر جب حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر لی تو آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے

آئے اور امیر معاویہؓ کی خلافت کے آخری دور تک وہیں رہے۔

نعمان بن بشیر...... آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے نعمان بن بشیر بن سعد بن بنی الحارث بن خزرج۔ آپ کی والدہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے عمرہ بنت رواحہ اخت عبداللہ بن رواحہ۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ۔

پیدائش کے بارے میں روایات...... آنحضرت ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کے بعد آپ انصار کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے بچے ہیں۔ آپ ہجرت کے چودویں مہینے میں پیدا ہوئے۔ یہ تفصیل اہل مدینہ کی روایت کے مطابق ہے۔

اہل کوفہ کی آپ کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مدینہ کی روایت کے مقابلے میں آپ کی عمر زیادہ ہے۔

قتل...... آپ حضرت معاویہؓ کے دور میں کوفہ کے گورنر تھے۔ آپ عثمانی تھے۔ حضرت معاویہؓ نے آپ کو معزول کر دیا اور آپ شام چلے گئے۔ جب یزید بن معاویہ کا انتقال ہوا تو ابن زبیرؓ نے آپ کو بلایا اور آپ حمص کے گورنر بن گئے۔ جب مروان بن حکم کے دور خلافت سنہ ۶۴ ھ میں مرج راھط کی جنگ میں ضحاک بن قیس مارا گیا تو آپ حمص سے بھاگ نکلے۔ اہل حمص نے آپ کا پیچھا کیا اور گرفتار کر کے قتل کیا اور آپکا سر کاٹ کر آپ کی بیوی کلیبہ کی گود میں ڈال دیا۔

اعلیٰ خطیب...... سماک بن حرب کہتے ہیں کہ معاویہؓ نے نعمان بن بشیر کو کوفہ کا عامل بنایا اور خدا کی قسم میں نے ان سے بڑا کوئی خطیب نہیں دیکھا۔

ابویعلیٰ...... آپ کا نام بلال ہے آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے بلال بن بلیل بن اُحیحہ بن جلاح بن بنی عمر عوف۔ آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ کوفہ میں جہینہ کے مقام پر آپ کا مکان تھا۔

عمرو بن بلال...... یہ ابویعلیٰ کے بھائی ہیں۔

شیبانؓ...... آپ ابوھبیرہ کے دادا ہیں۔ انصاری صحابی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں داخل ہوا اور ازواج مطہرات کے حجروں میں سے کسی حجرے کے پاس بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے کھانسنے کی آواز سن لی تو پوچھا کیا ابویحییٰ ہے میں نے عرض کیا جی، ابویحییٰ ہوں۔ آپ نے فرمایا آؤ ہمارے ساتھ ناشتہ کرو۔ میں نے عرض کیا۔ مجھے روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا ارادہ بھی آج روزہ رکھنے کا تھا لیکن میرے مؤذن نے آج صبح جلدی اذان دے دی کیوں کہ اس کی آنکھ، میں کچھ تکلیف ہے (جس وجہ سے اسے صحیح نظر نہ آیا)

قیس بن ابی غزرہ...... آپکا سلسلۂ نسب یہ ہے حنظلہ بن ربیع بن بنی تمیم بن عمر بن تمیم ۔آپ کاتب تھے۔محمد بن عمر کہتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا خط لکھا۔اسی سے آپ کاتب کے نام سے مشہور ہو گئے ۔اس وقت عرب میں کتابت کا بہت کم رواج تھا۔

زیاح بن ربیع...... آپ حنظلہ بن ربیع کے بھائی ہیں ۔رسول اللہ ﷺ سے روایات نقل کی ہیں۔

معقل بن سنان الاشجعی...... آپ ذوالحجہ سنہ ۶۳ھ میں یوم الحرۃ موقع پر مظلومی کے ساتھ قتل ہوئے۔

عدی بن عمیر الکندی...... آپ بھی کوفہ تشریف لے گئے تھے ۔آنحضرت ﷺ سے روایات نقل کی تھیں ۔آپ سے قیس بن ابی حازم روایات نقل کرتے ہیں ۔آپ کی کنیت ابو عدی ہے۔اور عمر بن عبد العزیز کے ساتھی ہیں۔

مرداس بن مالک اوا سلمی...... قیس بن ابی حازم آپ سے روایات نقل کرتے ہیں۔

عبداللہ ابو المغیرہ...... آپ کہتے ہیں کہ میں ایسے شخص کے پاس پہنچا جو لوگوں کے سامنے احادیث بیان کر رہا تھا۔اس نے میرے سامنے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا۔میں وہاں سے چلا اور عرفات کے راستے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔میرے سامنے لوگوں کے لشکر گزرنے لگے ۔میری ایک لشکر پر نظر پڑی۔ میں نے بیان کردہ اوصاف کی وجہ سے اس میں رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا جب آپ میرے قریب پہنچے تو ایک شخص نے سخت لہجے میں کہا سواروں کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو یہ بہت مشتاق معلوم ہوتا ہے۔

میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میں نے آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتلا دیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور دوزخ سے دور کر دے آپ ﷺ نے فرمایا کہا تو اس پر عمل بھی کریگا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں ۔آپ ﷺ نے فرمایا: خوب غور سے سن، اللہ کی عبادت اسطرح کر کہ کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوۃ ادا کر، رمضان المبارک کے روزے رکھ اور لوگوں سے اسطرح معاملہ کر جسطرح تو اپنے ساتھ معاملے کو پسند کرتا ہے ۔اور جس بات کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اسے دوسروں کیلئے بھی ناپسندیدہ سمجھ۔ میں نے آپ کی سواری کی نکیل چھوڑ دی۔

ابو شہم...... ابو شہم کہتے ہیں کہ میں بڑا بے ہودہ شخص تھا۔ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے اندر میرے سامنے سے ایک باندی گزری۔ وہ اپنی خواہش نفس پر کنٹرول نہ کر سکا۔اور اسکی کمر سے اسے پکڑ لیا۔ (بعد میں شرم آئی اور چھوڑ دیا) ابو شہم کہتے ہیں کہ میں اگلے روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تو وہی شخص ہے جس نے گزشتہ کل یہ حرکت کی؟ میں نے عرض کیا یا رسول

اللہ (ﷺ) آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔آپ نے فرمایا: ہاں اب تو پاک ہو گیا اور پھر آپ نے بیعت کر لیا۔

ابوالخطاب......ثویر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ابوالخطاب سے وتر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا میں آدھی رات کے وقت وتر پڑھنا پسند کرتا ہوں کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان سے آسمان دنیا پر آتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں :

ہے کوئی گنہگار، ہے کوئی اپنے گناہوں کی معافی چاہنے والا، ہے کوئی دعا کرنیوالا۔

یہ اعلانات صبح طلوع ہونے تک ہوتے رہتے ہیں۔

حریز یا ابوحریز......آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ منیٰ کے میدان میں خطبہ دے رہے تھے۔میں نے اپنا ہاتھ آپ کے کندھے پر رکھا تو اس میں سے مشک کی سی خوشبو آئی۔

رسیم......آپ فرماتے ہیں کہ ہم وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم نے ان سے شراب کے برتنوں میں پینے کے بارے میں پوچھا۔آپ نے منع فرمایا۔ہم ایک مرتبہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ہماری زمین پانی اور نبیذ وغیرہ کی کمی ہے۔آپ نے فرمایا کہ جس برتن میں چاہو، پانی پیو البتہ نشہ والی چیز پینا گناہ ہے۔

ابن سیلان......آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا کہ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا تیری ذات بابرکت ہے، تو نے ان پر فتنے نازل کئے۔

ابوطیبہ......آپ کو رسول اللہ ﷺ دودھ پینے کے لئے جانور عطا فرمایا تھا۔

ابوسلمی......آپ رسول اللہ ﷺ کے چرواہے ہیں۔ابن جابر اپنی روایت میں بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے چرواہے ابوسلمی سے کوفہ کی جامع مسجد میں ملا۔انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا سبحان اللہ یہ کلمات میزان میں کتنے بھاری ہیں۔لا الہٰ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ اور سبحان اللہ۔اور وہ نیک بچہ جو فوت ہوئے اور اسکے والدین اس پر صبر کریں۔

بنی تغلب کے ایک شخص......آپ حرب بن ہلال الثقفی کے نانا ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے مجھے شریف کے مسائل سکھائے۔میں نے انہیں یاد کر لیا۔سوائے عشور کے مسئلہ کے۔میں نے پوچھا کہ کیا مسلمان بھی اپنے تجارتی اموال کا دسواں حصہ نکالیں گے۔آپ نے فرمایا یہ عشور مسلمانوں پر نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ پر ہے۔عشور سے مراد جزیہ ہے۔

طلحہ بن مصرف کے دادا...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ نے یہ کیفیت دوسروں کے سامنے اسطرح نقل کی کہ دونوں ہاتھ کی تین انگلیوں کو ملا کر پیشانی کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے شروع کیا۔ سر کے ابتدائی حصہ سے شروع فرما کر گدی تک لے گئے۔ اور پھر واپس لا کر داڑھی کے بالوں کے اگنے کی جگہ تک لے گئے یزید کہتے ہیں کہ ہم بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔

ابومرحب...... ابومرحب کہتے ہیں کہ گویا میں ابھی عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو قبر میں اتارنے والے چوتھے شخص ہیں۔

قیس بن حارث الاسدی...... آپ قیس بن ربیع کے دادا ہیں۔ قیس بن حارث فرماتے ہیں کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تو اس وقت میری آٹھ بیویاں تھیں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا۔ کہ ان میں چار کو منتخب کر کے بقیہ کو طلاق دے دو۔

فلتان بن عاصم الجبرمی...... آپ عاصم بن کلاب کے خالو ہیں۔

عمرو بن احوص...... آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے۔ آپ کی اہلیہ کا تعلق قبیلۂ ازد سے تھا۔ اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے حمیرہ کی کنکریاں مارنا پتھر مارنے کی طرح ہے۔

نقادہ الاسدی...... آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے نُقادہ بن عبداللہ بن خلق بن عمیرہ بن مری بن سعد بن مالک بن مالک بن ثعلبہ دودان بن اسد۔

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ایک شخص کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپ کو دودھ پینے کے لئے اونٹنی دے، اس نے آپکو اونٹنی دے دی۔

مستورد بن شداد

نسب نامہ......آپ کا نسب نامہ یہ ہے: مستورد بن شداد بن عمرو بن بنومحارب بن فہر۔

قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ مجھے بنوفہر کے مستورد بن شداد نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص دریا کے اندر انگلی ڈالے اور پھر دیکھے کہ کتنا پانی اس کی انگلی کے ساتھ لگا (یعنی جو پانی انگلی سے لگا وہ دنیا ہے اور باقی سارا دریا آخرت ہے)

عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں کہ آپ نے مثال دیتے وقت انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی (یعنی شہادت کی انگلی) بیان کی، محمد بن سعد کہتے ہیں کہ مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت مستورد بن شداد غلام تھے آپ کوفہ چلے گئے اور وہاں بہت سے کوفیوں نے آپ سے روایات نقل کی ہیں۔

محمد بن صفوان......آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شعبی کی حدیث ,,حدیث الارنب,, (خرگوش والی روایت) نقل کی ہیں۔

محمد بن صیفی......آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء (دس محرم) کی فضیلت کے متعلق روایت نقل کی ہے۔

وھب بن خنبش......آپ طائی ہیں۔

مالک بن عبداللہ الخذاعی......آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، آپ کے بعد کسی امام کو میں نے آپ سے ہلکی نماز پڑھاتے ہوئے نہیں دیکھا، ایک دوسری روایت میں بھی آپ سے یہی مضمون مروی ہے۔

ابو کاہل الاحمسی......آپ کا تعلق بجیلہ سے ہے آپ کا نام قیس بن عائذ ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر کھڑے ہو کر تقریر کر رہے تھے اور بلال حبشی نے آپ کی اونٹنی کی نکیل کو پکڑا ہوا تھا۔

عمرو بن خارجہ......آپ کا تعلق قبیلہ اسد سے ہے۔

صنابح بن اعسر الاحمسی ...... آپ کی کنیت ابوصفوان ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ گیا، آپ نے مجھ سے ایک پاجامہ خریدا اور اس کی قیمت طے شدہ سے بڑھا کر دی۔

عمیر ذو مرّ ان ...... آپ مجالد بن سعید الھمد انی کے دادا ہیں، آپ کی طرف ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط بھی بھیجا، آپ بھی کوفہ چلے گئے تھے۔

ابوجحیفہ السوائی ...... آپ کا نام وھب ہے آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: وھب بن عبداللہ بن عامر بن صعصعہ۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی روایات نقل کی ہیں، محمد بن سعد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ بالغ نہیں ہوئے تھے البتہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ سے احادیث سنیں۔ بشر بن مروان کے دور میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے۔

طارق بن زیاد الجعفی ...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس کھجور اور انگور کے درخت ہیں کیا ہم اس سے شراب بنا سکتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں، میں نے پوچھا کیا ہم اپنے مریضوں کو دواء کے طور پر پلا سکتے ہیں آپ نے فرمایا یہ تو بیماری ہے۔

ابوالطفیل عامر الکنانی ...... ابوطفیل کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آٹھ سال پائے، آپ غزوۂ احد والے سال (یعنی ۳ھ) میں پیدا ہوئے، محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ابوالطفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے چہرے کی صفات بیان کیں۔

جحدمہ ...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز کے لئے جارہے ہیں اور آپ کے سر پر مہندی لگی ہوئی ہے۔

یزید بن نعامہ الضبی ...... آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، آپ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی بنائے تو اس سے اس کا اور اس کے والد کا نام پوچھے اور یہ بھی معلوم کرے کہ وہ کہاں کا رہنے والا ہے کیونکہ اس سے زیادہ محبت پیدا ہوتی ہے۔

ابوخلاد ...... آپ کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم کسی مسلمان کو دیکھو کہ وہ دنیا کے اندر بے رغبت ہے اور باتیں کم کرتا ہے تو اس کے قریب ہو جاؤ کیونکہ وہ حکمت کی باتیں کریگا۔

تابعین کا پہلا طبقہ

اس عنوان میں ان تابعین کا ذکر ہے جنہوں نے ابوبکر صدیق عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کیں۔

طارق بن شہاب ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے طارق بن شہاب بن عبد شمس بن سلمہ بن ہلال بن عوف بن حبشم بن نقر بن عمرو بن لوئ بن رھم بن معاویہ بن اسلم بن احمس بن غوث بن انمار بن بجیلہ۔ آپ کی والدہ صعب بن سعد کی بیٹی ہیں۔ آپ نے کئی جنگوں میں حصہ لیا۔

طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں جنگوں میں حصہ لیا۔ یحیٰی بن زیاد کہتے ہیں کہ تقریباً چالیس سے زیادہ جنگوں میں حصہ لیا ہوگا۔

کن صحابہ سے روایات نقل کیں ...... آپ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان، سلمان فارسی، ابوموسیٰ اشعری، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اور اپنے بھائی ابوعزرہ سے روایات نقل کرتے ہیں، آپ اپنے بھائی ابوعزرہ سے بڑے ہیں آپ حضرت سلمان فارسی کا تذکرہ بہت کثرت سے کرتے ہیں۔

قیس بن ابی حازم ...... آپ کا نام عوف ہے اور آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: عوف بن عبدالحارث بن عوف بن حشیش بن ہلال بن حارث بن رزاح بن کلب بن عمرو بن لوئ بن احمس۔

جن صحابہ سے روایات نقل کیں ...... قیس بن ابی حازم ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، خباب، خالد بن ولید، حذیفہ، ابوھریرہ، عقبہ بن عامر، جریر بن عبداللہ، عدی بن عمیرہ اور اسماء بنت ابوبکر رضوان اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں۔

جنگ قادسیہ میں شرکت ...... آپ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے، اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے قیس سے سنا کہ میں قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا، خالد بن ولید نے جب حیرہ کے مقام پر تقریر کی تو اس وقت میں بھی شرکاء میں شامل تھا۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس وقت کی بات کر رہے ہیں جب عراق پر حملہ کی ابتدائی دور میں خالد بن ولید اہل حیرہ سے صلح کی تھی اور یہ سارا واقعہ قادسیہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ عمر بن ابی زائدہ کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن ابی حازم کو زرد خضاب لگاتے ہوئے دیکھا۔

انتقال...... ابن ابی خالد کہتے ہیں کہ انتقال سے قبل قیس بن ابی حازم نے یہ وصیت کی کہ مجھے قدموں کی جانب سے قبر میں رکھا جائے، آپ کا انتقال سلیمان بن عبدالملک کے دور خلافت کے آخری زمانے میں ہوا۔

رافع بن ابی رافع الطائی...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: رافع بن عمرو بن جابر بن حارثہ بن عمرو بن محضب بن حزمہ بن لبید بن سبنس بن معاویہ بن جرول بن ثعل بن طی۔ آپ کو رافع الخیر بھی کہا جاتا ہے۔

لشکر کی عجیب رہنمائی...... آپ ذات السلاسل کی جنگ میں شریک ہوئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف عمرو بن العاص کو لشکر دے کر بھیجا تو ان کے ساتھ مل کر جنگ کی آپ کو ابوبکر صدیق کی صحبت نصیب ہوئی اور انہی سے روایات بھی نقل کیں۔

آپ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد اپنے وطن واپس لوٹ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکے، جب حضرت خالد بن ولید عراق پر حملہ کرنے کے لئے لشکر آور ہوئے تو آپ نے ان کی رہنمائی کی اور ان کو ایک جنگل کے راستے سے لے کر پہنچے اس موقع پر یہ اشعار کہے گئے:

لله در رافع انّی اهتدیٰ فورّ من قرا قر الی سوی

خمساً اذا ما مصارها الجبس بکی ماسارها قبلک من انس اُری

ترجمہ: رافع کیسا عجیب آدمی ہے جو میرا رہنما بنا، وہ قراقر کے جنگلوں سے لے کر آیا، جب جبیس نامی مقام پر پہنچے تو وہ رو پڑا (کہ میں نے غلطی کی) میرا خیال ہے کہ تجھ سے پہلے کسی انسان کا یہاں سے گذر نہیں ہوا۔

آخری عمر کا کام...... آخری عمر میں آپ اپنی قوم کے احوال معلوم کر کے قضاۃ اور گورنر تک پہنچاتے تھے، طارق بن شہاب آپ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

سوید بن غفلۃ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے: سوید بن غفلہ بن عوسجہ بن عامر بن وداع بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بن سعد بن عوف بن حریم بن جعفی بن سعد العشیرۃ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہوسکی...... آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن جب وفد کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے چلے تو ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی صحبت نصیب ہوئی، جنگ صفین میں آپ علی المرتضیٰ کے ساتھ تھے آپ نے عبداللہ بن مسعود سے سنا لیکن عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہ سنی، آپ کی کنیت ابوامیہ ہے۔

عامل صدقات کا تقویٰ...... سوید بن غفلہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک شخص صدقات وصول کرنے کے لئے آیا، میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس حکم نامہ کو پڑھا جو اس کے پاس تھا

اس میں لکھا تھا کہ ملے ہوئے جانوروں کو الگ نہ کیا جائے اور بچھڑے ہوؤں کو ملایا نہ جائے۔[۱] پھر ایک شخص اپنی موٹی تازی گول مٹول اونٹنی لے کر آیا لیکن عامل کے اس کے لینے سے انکار کر دیا وہ شخص اس سے کم درجے کی اونٹنی لے کر آیا اس نے اسے لینے سے بھی انکار کر دیا اور اگر میں یہ عمدہ مال لے لوں تو جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا تو مجھ پر کونسا آسمان سایہ کریگا اور کونسی زمین مجھے اٹھائیگی، آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے ابوامیہ !

نقاعہ بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے ایک سوید بن غفلہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ کے جسم پر سیاہ بالوں کا بنا ہوا کپڑا تھا۔ علی بن مدرک کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ سخت دوپہر میں اذان دیتے تھے ایک مرتبہ حجاج بن یوسف مقام دیر میں تھا اس نے اذان کی آواز سنی تو انہیں بلوایا جب سوید سامنے آ گئے تو حجاج بن یوسف نے پوچھا تم سخت گرمی میں اذان کیوں دیتے ہو؟ سوید نے جواب دیا میں نے ابوبکر اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی ہے حجاج نے کہا آئندہ تم نہ آذان دینا اور نہ ہی امامت کرانا ابوبکر بن عیاش کی روایت میں عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ہے اور حجاج کے الفاظ یہ ہیں اذان اور نماز پڑھانے کو روک دو۔

آخری عمر کے حالات...... ابوعوانہ بعض صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ سوید بن غفلہ حجاج کی گورنری کے دور میں چھپے رہے اور لوگ جمعہ کے روز ظہر کی نماز با جماعت ادا کرتے،

منش بن حارث کہتے ہیں کہ سوید ہمارے پاس مسجد میں سے گذرتے تھے وہاں بنواسد کی ایک عورت رہتی تھے جوان کی بیوی تھی اس وقت ان کی عمر ۱۲۷ سال تھی آپ کبھی رکوع کرتے اور کبھی نہ کرتے۔

وصیت اور وفات..... عروۃ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ سوید بن غفلہ کو ابرق بن مالک نے دو کپڑوں میں کفن دیا،

خثیمہ کہتے ہیں کہ مجھے سوید بن غفلہ نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو تو کسی کو اس کی اطلاع نہ دینا، میری قبر پختہ نہ بنوانا، اس پر کوئی خوشبو نہ چھڑکنا، کسی عورت کو وہاں نہ آنے دینا اور میرے کپڑوں ہی میں مجھے کفن دینا محمد بن عمر کی روایت کے مطابق آپ نے کوفہ میں عبدالملک بن مروان کے آخری دور حکومت میں ۸۱ھ میں وفات پائی، دکین کی روایت کے مطابق انتقال کے وقت آپ کی عمر ۱۲۸ سال تھی۔

اسود بن یزید

نسب نامہ..... آپ کا نسب نامہ یہ ہے: اسود بن یزید بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کھل

[۱] یہ حکم جانوروں کی زکوۃ کے متعلق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں کہ اگر ایک آدمی کے پاس بقدر نصاب نہیں تو دو آدمیوں کے جانوروں کو ملا کر نصاب بنایا جائے اور پھر ان سے زکوۃ لی جائے، دو آدمیوں میں سے ہر ایک کے پاس بیس بیس بکریاں ہیں تو ان پر زکوۃ نہیں، ان دونوں کے نصابوں کو ملا کر ان سے ایک بکری لینا جائز نہیں۔ اگر ایک آدمی کا نصاب بڑا ہے جس کی وجہ سے مجموعہ پر تو کم از کم زکوۃ آتی ہے لیکن اگر اس کے کئی نصاب بنائے جائیں تو زیادہ آتی ہے تو اس کے نصاب نہ بنائے جائیں مثلاً ایک شخص کے پاس ایک سو بیس بکریاں ہیں، ان پر دو بکریاں واجب ہیں اب اس طرح کرنا جائز نہیں کہ چالیس چالیس کے تین نصاب بنا کر اس سے تین بکریاں وصول کی جائیں (اعجاز)

بن بکر بن عوف بن نخعی بن مذحج۔آپ کی کنیت ابوعمرو ہے،آپ علقمہ بن قیس کے بھتیجے ہیں،لیکن عمر میں آپ علقمہ سے بڑے تھے۔کہا جاتا ہے کہ اسود علقمہ کی والدہ کے پاس بطور مہر چلے گئے تھے آپ کے دادا نے انہیں بھیجا تھا۔

جن صحابہ سے روایت کی ......آپ نے ابوبکر صدیق سے حج کے متعلق روایت نقل کی اور عمر، علی اور ابن مسعود سے بھی روایت نقل کیں،ان کے علاوہ معاذ بن جبل کے یمن کے گورنر بن کر جانے سے پہلے ان سے بھی روایات نقل کی ہیں اور سلمان فارسی،ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عائشہؓ سے بھی روایات نقل کی ہیں البتہ حضرت عثمانؓ سے کچھ نقل نہیں کیا۔

روزے کا اہتمام ......حکم کہتے ہیں کہ اسود ہمیشہ روزہ رکھتے تھے آپ کے بعض ساتھی کہتے ہیں کہ اسود ایسی سخت گرمی میں بھی روزہ رکھتے تھے جب سرخ اونٹ بھی گرمی کی شدت سے بلبلا اٹھتے تھے،ابراہیم کہتے ہیں کہ اسود سخت گرمی میں روزہ رکھتے یہاں تک کہ گرمی کی شدت سے آپ کی زبان سیاہ ہو جاتی۔ریاح نخعی کہتے ہیں کہ اسود سفر کے دوران بھی روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ گرمیوں کے موسم میں شدید گرمی کی وجہ سے آپ کا رنگ بدل جاتا اور یہ واقعہ کئی بار پیش آیا کہ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں وہ روزہ سے ہوتے اور ہم اپنے کجاوے میں کھا پی رہے ہوتے۔علقمہ اسود سے کہتے کہ آپ اپنے جسم کو اتنا عذاب نہ دیں تو آپ جواب دیتے کہ میں اس کی راحت کے لئے (یعنی اخروی راحت کے لئے) یہ سب کچھ کر رہا ہوں۔حنش بن حارث کہتے ہیں کثرت سے روزہ رکھنے کی وجہ سے اسود کی ایک آنکھ چلی گئی تھی۔

نماز کا اہتمام ......ریاح بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اسود کے ساتھ سفر کیا جب نماز کا وقت ہوتا تو وہ فوراً سواری سے اتر جاتے جس حال میں بھی خواہ سخت پریشانی کی حالت ہو اتر کر نماز پڑھتے،انکی اونٹنی کی نکیل نشیب وفراز میں ہوتی یا کنکر پتھر ہوتے،آپ ہر حال میں نماز ادا کرتے۔ابراہیم کہتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آتا تو اسود سواری سے اترتے خواہ آپ کی سواری پتھر پر ہوتی۔

حج کے متعلق روایات ......ابواسحاق کہتے ہیں کہ اسود نے ایک مرتبہ حج اور عمرہ کے درمیان اسّی طواف کئے۔ابراہیم کہتے ہیں کہ اسود اپنے گھر سے احرام باندھ لیتے اور علقمہ آپ کے کپڑوں کو استعمال کر لیتے۔

اشعث کہتے ہیں کہ میں نے اسود اور عمرو بن میمونؒ کو کوفہ میں رہائش پذیر دیکھا آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میرے والد کوفہ ہی سے احرام باندھ کر تلبیہ کہتے ہوئے نکلتے۔ابوجویریہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ انہیں جمیرا کے مقام پر احرام باندھتے دیکھا،ابن سائب کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ آپ اپنے گھر ہی میں چادر لپٹے ہوئے ہیں اور احرام کی حالت میں ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میری اس حالت پر گرفت نہ کرو کیونکہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ابراہیم کہتے ہیں کہ کبھی کبھی آپ عرزم کے مقام سے احرام باندھ لیتے۔آپ کے بیٹے کہتے ہیں کہ اسود کبھی کبھی رات کے وقت مکہ مکرمہ داخل ہوتے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نیت باندھتے وقت آپنے والد سے حج اور عمرہ کے الفاظ کبھی نہ سنے بلکہ آپ یہ کہتے تھے کہ اللہ میری نیت کو جانتا ہے۔

ابواسحاق کہتے ہیں کہ اسود اپنے تلبیہ میں لبیک یا غفار الذنوب کے الفاظ کا اضافہ کیا کرتے تھے خثیمہ کہتے ہیں کہ اسود اپنے تلبیہ میں یوں کہتے ,, لبیک وحنانیک ,,

ستر سے زیادہ حج کئے ...... محمد بن سوقہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اسود کے ساتھ حج کیا جب نماز کا وقت آتا تو آپ اپنی سواری سے اتر جاتے خواہ پتھر پر ہی ہوتے اور آپ نے ستر سے زائد حج کئے۔

حج نہ پڑھنے کا جنازہ نہ پڑھنا ...... ابراہیم کہتے ہیں کہ اسود اس شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جو مالدار ہونے کے باوجود حج کئے بغیر فوت ہوگیا ہو۔ عمارہ کہتے ہیں کہ مقام نخع پر ایک خوشحال آدمی رہتا تھا جس کا نام مقلاص تھا اس نے حج نہیں کیا تھا اسود نے فرمایا اگر یہ شخص اسی حال میں مرگیا تو اس کے جنازے میں شریک نہیں ہوں گا۔ اسود نے ایک مرتبہ حج کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان سے کہا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو تو انہیں میرا اسلام کہہ دینا، یہی بات اشعث بن سلیم کی روایت میں بھی ہے،

ابومعشر کہتے ہیں کہ اسود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فقہ کو لازم پکڑتے اور علقمہ بن مسعود کی فقہ کو۔ اس کے باوجود جب وہ آپس میں ملتے تو ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوتا۔

تلاوت قرآن ...... ابراہیم کہتے ہیں کہ اسود رمضان المبارک کی ہر دو راتوں میں ایک قرآن مجید ختم کر لیتے اور آپ مغرب اور عشاء کے درمیان سوتے، ایک اور روایت میں ہے کہ آپ چھ دنوں میں قرآن مجید ختم کر لیتے (یعنی عام دنوں میں)

آپ کا احترام ...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اہل عراق میں اسود سے زیادہ کوئی شخص میرے نزدیک معزز نہیں عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن السلمی کے پاس تھا کہ وہاں اسود بن یزید آئے اور انہوں نے کچھ پوچھا جب پتلا چلا کہ اسود بن یزید ہیں تو میں نے ان سے معانقہ کیا۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ اسود کی والدہ ٹانگوں سے معذور تھیں، ایک مرتبہ علقمہ نے اسود سے کہا اے ابوعمرو! اسود نے جواب دیا لبیک، علقمہ بولے اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے۔

ابواسحاق کہتے ہیں کہ ایک جنگ میں ہم (یعنی میں اور اسود) عمرو بن حریث کے لشکر میں تھے۔

عمامہ کے متعلق روایات ...... آپ کے بیٹے کہتے ہیں کہ آپ سیاہ بالوں والے کپڑے میں بھی کبھی نماز پڑھتے تھے اور آپ کے ہاتھ ان کپڑوں کے اندر ہی ہوتے۔ یہی روایت حسن بن عبداللہ سے بھی مروی ہے۔ اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے اسود کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا، ابن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں اسود کو اس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے عمامہ کا شملہ پیچھے ڈالا ہوا تھا اور آپ نے اپنے جوتے میں نماز پڑھی اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ نے سر پر زرد خضاب لگایا تھا ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ اپنی داڑھی پر زرد خضاب لگاتے تھے۔

انتقال ...... ابراہیم کہتے ہیں کہ آپ کی طرف جانے میں جلدی کرتے تھے، ابی بلخ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اسود اور عمرو بن میمون کی آپس میں ملاقات ہوئے اور ایک دوسرے کے گلے ملے، ابراہیم کہتے ہیں کہ اسود کے پاس ایک صاف اور پاکیزہ کپڑا تھا وضو کرنے کے بعد آپ اپنے اعضاء اس سے خشک کرتے، اور میں اسود کو اس مرض کی حالت میں پکڑے ہوئے جس میں آپ کا انتقال ہوا اس وقت قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے جب آپ تلاوت سے فارغ ہوئے تو دعا کی۔

شعبہ آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ اہل کوفہ کا سرمایہ ہیں انتقال کے وقت آپ نے ایک شخص سے کہا کہ اگر مجھے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرسکوتا کہ آخری وقت میں یہ کلمہ کہہ لوں تو ایسا ضرور کرنا اور میری قبر پر پختہ اینٹیں نہ لگانا، ابن عون کی روایت میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ میرے اوپر آواز اور نوحہ کے ساتھ مت رونا، ابواسحاق کہتے ہیں کہ ۷۵ھ میں آپ کوفہ کے اندر فوت ہوئے، آپ معتبر راوی ہیں اور آپ کی مرویات بھی قابل اعتبار ہیں۔

مسروق بن اجدع

نسب نامہ ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے: مسروق بن اجدع (عبدالرحمٰن) بن مالک بن امیہ بن عبداللہ بن مر بن سلیمان بن معمر بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وادعہ بن عمرو بن عامر بن ناشح بن ھمدان۔

والد کا نام تبدیل ہونے کی وجہ ...... ھشام الکلبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اجدع ایک وفد کے ساتھ عمر بن الخطاب کی خدمت میں پہنچے حضرت عمر نے پوچھا تم کون ہو؟ جواب دیا اجدع، آپ نے فرمایا اجدع[1] تو شیطان کا نام ہے تم عبدالرحمٰن ہو۔

جب مسروق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ مسروق بن اجدع، فرمایا کہ اجدع تو شیطان کا نام ہے تم مسروق بن عبدالرحمٰن ہو، اس کے بعد یہ اپنے والد کا نام عبدالرحمٰن لکھتے تھے۔ ابراہیم کی روایت کے مطابق مسروق کے والد کا نام اجدع تھا حضرت عمر نے ان کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھ دیا۔

صدیق اکبر کے پیچھے نماز پڑھنا ...... مسروق کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے دائیں بائیں سلام پھیرا سلام پھیرتے ہی فوراً کھڑے ہو گئے گویا کسی گرم جگہ پر بیٹھے تھے۔

کنیت ...... ابوالضحیٰ کہتے ہیں کہ مسروق کی کنیت ابوامیہ ہے۔ جبکہ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں، میرے خیال میں سوید بن غفلہ کی کنیت ابوامیہ ہے، زکریا کہتے ہیں کہ مسروق کی کنیت ابوعائشہ ہے۔

جن صحابہ سے روایت نقل کی ...... مسروق سے عمر فاروق، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، خباب، ابن کعب، عبداللہ بن عمرو، عائشہ، عبید بن عمیر سے روایات نقل کی ہیں حضرت عثمان سے کچھ نقل نہیں کیا۔

---

[1] ''اجدع'' کے لغوی معنی ہیں مقطوع العضو، یعنی وہ شخص جس کا کوئی عضو کٹا ہوا ہو (القاموس الفرید ص ۸۵) اعجاز

انگھوٹی کا نقش اور سر میں زخم...... مسروق کی انگھوٹی کا نقش ,,بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،، تھا ابواسحٰق کہتے ہیں کہ مسروق سیاہ بالوں والے کرتے میں نماز پڑھتے تھے اور ہاتھ باہر نہیں نکالتے تھے۔ مسلمہ بن صبیح کہتے ہیں کہ مسروق کے سر میں زخم تھا اور مجھے اس سے خوشی نہیں کہ میرے سر میں یہ زخم نہیں۔

مسروق بن اجدع اپنے تین بھائیوں عبداللہ، ابوبکر اور منتشر کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے ان کے بھائی شہید ہوگئے اور یہ زخمی ہوگئے آپ کے سر پر زخم لگا۔

جنگ سے گریز اور اس کی وجہ...... شعبی کہتے ہیں کہ جب مسروق سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے جنگوں میں حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دیا تو جواب میں فرمایا میں تمہیں خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کہ فرض کرو کہ اگر ہم ایک دوسرے کے خلاف صف بنا کر اسلحہ کھینچ لیں اور قتل کرنا شروع کردیں، آسمان کا دروازہ کھلے اس میں سے فرشتے نکلیں اور دونوں صفوں کے درمیان آکر یہ کہیں: اے ایمان والوں! آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناحق طریقے سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت کرو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو بلا شبہ اللہ تعالیٰ بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ [1]

تو اس وقت تم یہ اعلان سن کر رک جاؤ گے یا نہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ رک جائیں گے، فرمایا اللہ کی قسم! آسمان سے ایک دروازہ کھلا اور اس کے راستے سے ایک فرشتہ اتر کر تمہارے نبی کے زبان میں یہ پیغام سنا چکا ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے اور ابھی تک یہ حکم منسوخ نہیں ہوا۔

دوسری روایت میں ہے کہ لوگوں نے جواب دیا ہم ضرور رک جائیں گے، ہم کوئی بے جان پتھر تو نہیں، تو فرمایا کہ ایک آسمانی اعلان کرنے والا زمین والے کی زبان سے یہ اعلان کر چکا ہے لیکن اس کے باوجود لوگ نہ رکے حالانکہ ایمان بالغیب مشاہدے پر ایمان لانے سے زیادہ بہتر ہے۔ حماد بن زید کی روایت میں یہی واقعہ مذکور ہے۔

مرہ کہتے ہیں کہ ہمدان کے لوگوں میں مسروق جیسا آدمی پیدا نہیں ہوا، ابواسحٰق کہتے ہیں کہ مسروق نے اس طرح حج کیا کہ صرف سجدے کی حالت میں ہی نیند کی۔

حضرت عائشہؓ کی خدمت میں...... ایک مرتبہ مسروق کچھ رفقاء کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے بیٹے کے لئے شہد گھولو، پھر کہا اسے چکھو، اگر میرا روزہ نہ ہوتا تو میں خود چکھ لیتی، حاضرین نے کہا ہمیں بھی روزہ ہے، پوچھا تم نے کیسا روزہ رکھا ہے عرض کیا کہ اس خیال سے کہ اگر رمضان کا چاند نظر آ گیا تو رمضان کا روزہ ہوگا ورنہ نفلی روزہ ہوگا، آپ نے اس قسم کی روزہ سے منع کیا اور فرمایا لوگوں کے ساتھ روزہ رکھو لوگوں کے ساتھ عید مناؤ اور لوگوں کے ساتھ ذبح کرو، میں نے یہ اپنے معمول کا روزہ رکھا۔

ابواسحاق اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز مسروق کے گھر کھانے کے لئے کچھ نہ تھا آپ کی بیوی قمیر نے آکر کہا اے ابوعائشہ! آج بچوں کے کھانے کے لئے کچھ نہیں، آپ مسکرائے اور فرمایا اللہ کی قسم! اللہ انہیں رزق دے گا۔ محمد بن منتشر کہتے ہیں کہ خالد بن اسید نے مسروق کے پاس تیس ہزار دراہم بھیجے، مسروق نے انہیں قبول کرنے سے انکار کیا، ہم نے کہا اگر آپ اسے قبول کرلیں تو اس سے صلہ رحمی کریں صدقہ کریں اور دیگر کاموں میں لائیں لیکن پھر بھی آپ نے قبول نہیں کیا۔

---

[1] النساء، ۲۹

متفرق صفات ...... محمد کہتے ہیں کہ مسروق اپنے ساتھ کچی اینٹ رکھتے اور کشتی میں سفر کے دوران اس پر سجدہ کرتے۔ شعبی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسروق نے اپنی قسم کا کفارہ پچاس دراہم کے ذریعہ کیا۔ علی بن اقمر کہتے ہیں کہ مسروق رمضان المبارک میں ہمیں نماز پڑھاتے تو ایک رکعت میں پوری سورۃ عنکبوت پڑھتے، ابوالضحیٰ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسروق سے کسی شعر کے مصرعے کے بارے میں پوچھا گیا (کہ آپ کو آتا ہے یا نہیں) تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال نامہ میں شعر ہوں۔

قاری کو نصیحت ...... عامر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص مسروق کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جس کا چہرہ تو مجھے یاد ہے البتہ نام یاد نہیں، آپ نے اسے الوداع کرتے وقت آخری کلمات یہ کہے: آپ منتخب قاری اور قوم کے سردار ہیں آپ کی زینت قوم کی زینت اور آپ کا عیب قوم کا عیب ہے لہذا کبھی فقر اور لمبی عمر کا شکوہ نہ کرنا۔

صدقہ کرنے کا حرص ...... محمد بن منتشر کے والد کہتے ہیں کہ مسروق اور ان کی بیوی اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ان میں سے کوئی ایک دریائے فرات کے کنارے جا کر ایک مشکیزہ پانی بھر کر لائے اور پھر اسے فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دے۔

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے ایک دنبہ خریدا تاکہ اس سے قربانی کروں اس کا مالک اس دنبے کو لایا اور کہا آپ ہمیں ایک چیز دیں اور ہم سے ایک چیز لیں۔

عالم اور جاہل کی نشانی ...... سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مجھ سے مسروق کی ملاقات ہوئی مسروق نے مجھ سے کہا اے سعید! کوئی ایسی چیز نہیں جس میں مجھے رغبت ہو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس قبر میں ہماری بخشش ہو جائے۔ مسروق کہتے ہیں کہ آدمی عالم ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور جاہل ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے عمل کو پسندیدہ سمجھتا ہو، آپ فرماتے ہیں کہ آدمی کے لئے ضروری ہے کہ کبھی کبھی تنہائی میں رہے اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے استغفار کرے۔

کیا طاعون سے بھاگتے تھے؟ ...... انس بن سیرین کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ مسروق طاعون سے بھاگتے ہیں۔ محمد نے اس بات کو ماننے سے انکار کیا اور کہا اس کی بیوی کے پاس جا کر حقیقت حال معلوم کرتے ہیں ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس معاملہ کے بارے میں پوچھا اس نے جواب دیا اللہ کی قسم! وہ طاعون سے نہیں بھاگتے تھے بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ مشغولیت کے مقابلہ میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنا پسند ہے اس لئے وہ کبھی کبھی خلوت کے لئے آبادی سے الگ چلے جاتے تھے، کبھی کبھی میں ان کے پیچھے ان کی اس مشقت پر روتی ہوں وہ اتنی لمبی نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی پاؤں میں ورم آجاتا ہے اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص طاعون یا پیٹ یا نفاس کی بیماری میں یا ڈوب کر فوت ہوا وہ شہید ہے۔

ایک سائل کے ساتھ سلوک ...... ایک مرتبہ مسروق نے کسی سائل سے سنا کہ وہ ان لوگوں کا تذکرہ کررہا تھا جو دنیا میں بے رغبتی کرتے ہیں اور آخرت کا شوق رکھتے ہیں آپ نے اسے کچھ نہ دینے سے اس لئے اعراض کیا کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ان میں سے نہ ہوں، اور اسے کہا مانگ، بلاشبہ تجھے نیک اور بد ہر شخص کچھ نہ کچھ دیتا ہے، آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مانع نہ ہوتا تو ام المومنین کے آگے آہ وزاری کرتا۔

سفارش پر ہدیہ کی ممانعت ...... ابوالضحیٰ کہتے ہیں کہ مسروق نے کسی آدمی کی سفارش کی جب اس کا کام ہوگیا تو اس نے ایک باندی ہدیہ کے طور پر دی، آپ غصہ ہوئے اور فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارے دل یہ ہے تو میں کبھی تمہاری سفارش نہ کرتا اور آئندہ بھی کبھی سفارش نہیں کروں گا۔ میں نے عبداللہ بن مسعود سے سنا ہے کہ جو شخص کسی کے لئے اس لئے سفارش کرے تاکہ اسے حق مل جائے یا اس سے ظلم دور ہوئے اور پھر اسے ہدیہ دیا جائے اور وہ قبول کرے تو اس کے لئے اس کا کھانا ناپسندیدہ ہے لوگوں نے کہا کہ ہم تو کسی کے خلاف ناحق فیصلہ کرنے پر کچھ لینے کو ناپسند سمجھتے ہیں فرمایا وہ تو کفر ہے۔

اپنے لئے شرط ...... ابواسحاق کہتے ہیں کہ مسروق نے اپنی بیٹی کا نکاح سائب بن اقرع سے کہا اور اپنے لئے دس ہزار دراہم کی شرط لگائی۔ اسرائیل کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو اپنی طرف سے جہیز دو اور مسروق نے یہ رقم لے کر مجاہدین اور مساکین وغیرہ میں تقسیم کردی تھی۔

دنیا کی حقیقت ...... عقبہ بن مسعود کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ مسروق اپنے بھتیجے کا ہاتھ پکڑ کر اسے کوفہ کے کوڑے پر لے گئے اور فرمایا میں تجھے دنیا کا انجام دکھاؤں، پھر فرمایا یہ دنیا ہے جسے لوگوں نے کھا کر فنا کیا پہن کر پرانا کیا سوار ہوکر اسے ختم کیا اور اس کے لئے خون بہائے حرام کاموں کا ارتکاب کیا اور قطع رحمی کی۔

عہدہ قضاء ...... شعبی کہتے ہیں کہ مسروق قاضی تھے اور قاسم کی روایت کے مطابق مسروق اپنے عہدۂ قضاء کی اجرت نہیں لیتے تھے، عبدالرحمٰن سے بھی یہی منقول ہے مسروق کہتے ہیں کہ حق کے مطابق ایک فیصلہ کرنا مجھے ایک سال تک میدان جنگ میں رہنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

شعبی کہتے ہیں کہ مسروق شریح سے زیادہ فتویٰ کا علم جانتے تھے اور شریح قضاء کا علم زیادہ جانتے تھے شریح مسروق سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

سنت کا اہتمام ...... شقیق کہتے ہیں کہ مسروق سنتوں کا اہتمام کرتے اور اتباع سنت کی وجہ سے دو دو رکعات پڑھا کرتے، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ مجھے تین افراد نے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ قضا میں مبتلا کردیا، ۱۔ زیاد ۲۔ شریح ۳۔ شیطان، اور ایک مرتبہ اپنے اس عمل کے بارے میں فرمایا مجھے اس عمل کے علاوہ کسی عمل کے بارے میں یہ امید نہیں کہ وہ مجھے جہنم کی آگ سے نکالنے کا ذریعہ بنے گا، میں نے نہ کوئی درہم

ودینار بنائے اور نہ کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا لیکن مجھے معلوم نہیں کہ یہ کونسی رسی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ اور عمرؓ نے پسند نہیں کیا، میں نے کہا تو پھر آپ نے اسے (یعنی قضاء کو) کیوں اختیار کرلیا؟ فرمایا میرے لئے زیاد، شریح اور شیطان کافی ہوگئے انہوں نے اسے مزین کر کے میرے سامنے پیش کیا یہاں تک کہ میں اس میں مبتلا ہوگیا۔

انتقال ...... ابووائل کہتے ہیں کہ جب مسروق کے انتقال کا وقت قریب آیا تو کہا اے اللہ! مجھے اس حالت پر موت نہ دے جو حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ کی نہ تھی۔ اللہ کی قسم! میں نے کسی شخص کے پاس کوئی درہم ودینار نہیں چھوڑا سوائے اس کے جو میری اس تلوار کے ساتھ ہیں اسی رقم سے میری تجہیز وتکفین کا انتظام کرنا۔

شعبی کہتے ہیں کہ میں وفات کے وقت مسروق کے پاس پہنچا تو انہوں نے کفن کی مالیت کے بقدر بھی مال نہ چھوڑا تھا اور اس کے لئے قرضہ لینے کا حکم دیا لیکن یہ ہدایت کی کہ کسی ذراعت پیشہ اور چرواہے سے قرض نہ لیا جائے بلکہ مویشی رکھنے والے یا تاجر سے قرض لیا جائے۔

احمد کہتے ہیں کہ مشرکہ نبطی عورت آپ کی قبر کے پاس نمک لے جاتی تھی، جب ہم قحط سالی کا شکار ہوئے تو ہم مسروق کی قبر پر جاتے بارش کی دعا کرتے تو بارش ہوجاتی، ان کی قبر پر ہم نے دوپٹہ ڈالا تو خواب میں آئے اور کہا کہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہی تھا تو کچھ پانی ڈال دیتے۔ آپ کا انتقال واسط مقام پر ہوا۔

سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ مسروق کے بعد علقمہ باقی رہ گئے تھے ہم کسی کو ان پر فضیلت نہیں دیتے بعض روایات میں ہے کہ مسروق کا انتقال ۶۳ھ میں ہوا، آپ معتبر راوی ہیں اور آپ کی روایات بھی قابل اعتبار ہیں۔

سعید بن نمران الناعطی ...... آپ کا تعلق علاقہ ھمدان سے ہے آپ نے ابوبکرؓ سے قرآن مجید کی آیت: ان الَّذِيْنَ قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا[۱] (وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے) کے ذیل میں استقامت کا مطلب یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے شرک نہ کیا۔

عبداللہ بن عباس کا معاون بننا ...... محمد بن سعد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ سعید بن نمران حضرت علی کے اصحاب میں سے تھے جب حضرت علی نے عبداللہ بن عباس کو یمن کا گورنر بنایا تو انہیں ان کا معاون بنا کر بھیجا ان کا بیٹا مسافر بن سعید مختار ثقفی کے اصحاب میں سے ہے۔

نزال بن سبرۃ ھلالی ...... آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے: ہم اور آپ عبدمناف کے اولاد کے نام سے پکارے جاتے ہیں، ہم اور تم دونوں عبداللہ کی اولاد سے ہیں[۲]۔ مسعر کہتے ہیں کہ ہم بنی عبدمناف میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنو عبدمناف میں سے ہیں۔

---

[۱] الاحقاف، ۱۳

[۲] عبدمناف کا مطلب ہے مناف کا بندہ، آپ نے اسے ختم کر کے اس کی جگہ ,,اللہ,, کا لفظ استعمال کرنا پسند فرمایا۔ (اعجاز)

قبر میں دفن کرنے کی دعا......ضحاک کہتے ہیں کہ نزال نے مجھ سے کہا جب تم قبر میں اتارنے لگو تو یہ دعا پڑھو: اے اللہ! اس قبر اور اس قبر میں داخل ہونے والے مردے پر برکتیں نازل فرما۔ نزال ثقہ راوی ہیں آپ سے متعدد روایات بھی مروی ہیں۔

زہرہ بن حمیضہ......زہرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ان کی سواری کے پیچھے سوار ہوا، راستے میں جو شخص بھی ملتا آپ اسے سلام کرتے۔ آپ کی روایات کی تعداد کم ہے۔

معدی کرب......ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ نے ان سے شعر پڑھنے کی درخواست کی اور فرمایا تم پہلے شخص ہو جس سے میں نے زمانہ اسلام میں شعر پڑھنے کی درخواست کی۔

تابعین کا وہ طبقہ جو عمر بن خطابؓ، علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتا ہے

علقمہ بن قیس

نسب نامہ......آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: علقمہ بن قیس بن عبد اللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کھل بن بکر بن عوف بن نخع بن مذحج۔ آپ کی کنیت ابوشبل ہے، آپ اسود بن یزید کے چچا ہیں آپ نے عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ، سلمان الفارسی، ابومسعود اور ابو درداء سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مسعود سے مشابہت......علقمہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود اپنی سیرت، عادات و خصائل اور اخلاق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے جلتے تھے اور علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے ملتے جلتے تھے۔

ابومعمر کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ عمرو بن شرحبیل کے پاس گئے اس نے کہا کہ مجھے ایسے شخص کے پاس لے چلو جو عادات و خصائل کے اعتبار میں ابن مسعود سے مشابہ ہو چنانچہ ہمیں لوگ علقمہ کے پاس لے گئے۔

قرآن پڑھنے کا واقعہ......ابراہیم کہتے ہیں کہ علقمہ نے ابن مسعودؓ کے سامنے قرآن مجید پڑھا انہوں نے فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان! قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو کیونکہ یہ قرآن کی زینت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علقمہ سے کہا اے ابوشبل! کیا آپ مومن ہے؟ فرمایا ہاں مجھے یہی امید ہے کہ میں مؤمن ہوں۔ آپ کی کنیت ابوشبل تھی اور آپ کی کوئی اولاد نہ تھی آپ قرآن مجید پانچ دنوں میں مکمل کرتے تھے۔

جنگ صفین میں شرکت ...... منصور کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا کیا علقمہ جنگ صفین میں شریک ہوئے انہوں نے جواب دیا ہاں اور اس قدر شدید جنگ کی کہ آپ کی تلوار لہولہان ہوگئی اور آپ کے بھائی اُبی بن قیس قتل بھی ہوئے۔

جمعہ میں تاخیر ...... عبدالسلام بن حرب کہتے ہیں کہ ۳۰ سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ ایک مرتبہ ہم مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھے تھے کہ علقمہ بن قیس اس وقت آئے جب امام جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا آپ سے کہا گیا کہ آپ مسجد کے اندر داخل نہیں ہوتے فرمایا جسے تاخیر ہو جائے اس کے بیٹھنے کی جگہ یہی ہے چنانچہ آپ نے مسجد کے دروازے پر جمعہ ادا کیا۔

ہاتھ حاضر کرو ...... ابراہیم کہتے ہیں کہ علقمہ اور اسود میں سے کسی ایک نے دوسرے کو بلایا تو دوسرے نے جواب دیا لبیک، پہلے نے کہا اپنے ہاتھ حاضر کرو۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ علقمہ سفر کی حالت میں جمعہ کے روز غسل نہیں کرتے تھے اور نہ ہی چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔

قرآنی اشارے ...... آپ ہر کام قرآنی آیت کے اشارے کے مطابق کرتے چنانچہ کھانے کے وقت قرآنی آیت فکلوہ هنيئاً مريئاً [1] (کھاؤ مزیدار اور خوشگوار سمجھ کر) کی طرف اشارہ کر کے اپنی بیوی سے کہتے، مجھے لذیذ اور خوشگوار کھانوں سے کھلاؤ، اور جب سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو الحمد اللہ کہنے کے بعد یہ آیت پڑھتے: سبحن الَّذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنين ، وانا الى ربنا لمنقلبون [2] (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کیا ورنہ ہم اسے تابع نہیں کر سکتے تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

سفرِ حج ...... ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ علقمہ کے ساتھ ایک سفر میں گیا آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو فرمایا اے اللہ! میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں اگر تو آسان کر دے تو حج ہوگا ورنہ عمرہ ہوگا۔ میں نے انہیں جمعہ کے دن غسل کرتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے آپ نے ایک چادر لی اور اسی میں لپٹ کر بیٹھ گئے حالانکہ آپ احرام کی حالت میں تھے اپنے منہ اور ناک کو بھی چادر سے ڈھانپ لیا۔

ابراہیم ہی کا بیان ہے کہ علقمہ نے نجف اشرف کے مقام پر اور اسود نے قادسیہ کے مقام پر قصر کی جبکہ وہ دونوں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔

عجیب طواف ...... ایک مرتبہ مکہ میں اس طرح طواف کیا کہ پہلے سات چکروں میں طویل سورتیں پڑھیں

---

[1] النساء، ۴

[2] الزخرف، ۱۳، ۱۴

اگلے سات پھیروں میں مثنین، تیسرے سات چکروں میں مثانی، چوتھے ساتھ چکروں میں بقیہ سورتیں پڑھ کر قرآن مکمل کیا۔

تکبر سے بچنے کا اہتمام......عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ لوگوں نے علقمہ سے درخواست کی کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد آپ وہاں بیٹھ جایا کریں تو لوگ آپ سے مسائل معلوم کیا کریں گے فرمایا میں اس بات کو پسند نہیں کیا کرتا کہ لوگ اشارہ کریں کہ یہ علقمہ ہے۔

طلق کہتے ہیں کہ کثرت سے نماز پڑھنے کی وجہ سے آپ کا لقب ابوالصلاۃ پڑ گیا۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ علقمہ نے ابن مسعود کے سامنے قرآن پڑھا ابن مسعود کی گود میں قرآن مجید تھا علقمہ کی آواز کچھ صاف تھی ابن مسعود نے فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان! ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

تشہد سکھانا......اسود کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن مسعود علقمہ کو اس طرح تشہد سکھا رہے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت سکھائی جاتی ہے۔

میرا نام مٹا دو......ابراہیم کہتے ہیں کہ ابو بردہ نے علقمہ کا نام اس وفد میں لکھ دیا جو امیر معاویہ کے پاس جانے والا تھا، جب علقمہ کو پتہ چلا تو اس نے لکھ بھیجا میرا نام مٹا دو، میرا نام مٹا دو۔

کون افضل ہے؟......ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا علقمہ افضل ہے یا اسود؟ فرمایا علقمہ۔

اسود تو حجاج تھے جبکہ علقمہ سست رفتار کے ساتھ ہوتے ہوئے تیز رفتار کو پکڑ لیتے ہیں۔

جب عبداللہ بن مسعود کا انتقال ہوا تو لوگوں نے علقمہ سے کہا کہ آپ ان کی جگہ پر بیٹھ جائیں تاکہ لوگ آپ سے سنت کا علم حاصل کریں آپ نے جواب دیا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میرے پشت کو روندا جائے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ بادشاہ کے پاس جا کر انہیں کچھ بھلائی کی باتیں بتلا دیں، آپ نے فرمایا میں ان کی دنیا سے کچھ نہ لوں گا بلکہ وہ میرے دین سے اس سے بہتر مجھ سے لے لیں۔

کونسا لفظ چھوڑا ہے؟......حضرت عبداللہ بن مسعود نے ایک مرتبہ علقمہ سے کہا مجھ سے سورۃ بقرہ سنو، جب سنائی تو پوچھا کیا میں نے اس میں سے کچھ چھوڑا ہے عرض کیا ایک لفظ، فرمایا فلاں، جواب دیا جی ہاں وہی جگہ چھوڑی ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھے؟......سعید بن ذی حدان کہتے ہیں کہ ہم نے علقمہ سے پوچھا کہ جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو کیا پڑھے؟ فرمایا یہ پڑھے: السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، صلی اللہ وملئکتہ علی محمد۔

جانور کی واپسی......ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ علقمہ نے اپنا کوئی جانور فروخت کیا، خریدار کو بعد وہ جانور پسند نہ آیا

اس نے جانور واپس کیا اور اس کے ساتھ ایک درھم بھی دیا آپ نے فرمایا یہ تو ہمارا جانور ہے اور آپ کے درہم میں ہمارا کیا حق ہے؟ لہذا آپ نے جانور تو قبول کرلیا لیکن درہم واپس کر دیا۔

ابو قیس کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم کو علقمہ کی سواری کی لگام پکڑتے ہوئے دیکھا جبکہ ابراہیم کم عمر بچے تھے اور ایک آنکھ سے دیکھتے تھے۔ سفیان کہتے ہیں شاید یہ واقعہ جمعہ کے روز پیش آیا۔

مرہ کہتے ہیں کہ علقمہ علماء ربانیین میں سے تھے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ علقمہ نے حضرت علیؓ کے ساتھ خروج کیا۔ ابوھذیل کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا کہ علقمہ اور اسود میں سے کون افضل ہے فرمایا علقمہ، کیونکہ وہ جنگ صفین میں شریک ہوئے تھے۔

تکمیل...... علقمہ اور اسود دونوں کا قول ہے کہ سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہے اور حج کی تکمیل عرفات کے میدان میں دو نمازوں کو ادا کرنے سے ہے۔

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں دس سال تک حالت حضر میں علقمہ کے لئے کھانا پکاتا رہا۔

انتقال...... علقمہ نے وصیت کی تھی کہ انتقال کے قریب انہیں لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کی جائے اور کسی کو نہ بلایا جائے یہی مضمون کئی روایات میں ہے ایک روایت میں ہے کہ علقمہ نے یہ وصیت کی کہ اگر ہو سکے تو آخری وقت ان کلمات کی تلقین کرنا۔

لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ۔ اور کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ وہ جاہلیت کے طریقے پر نوحہ کرے، جب مجھے گھر سے نکالو تو اس کا دروازہ بند کردو جنازہ کے پیچھے کسی عورت کو نہ آنے دینا۔ آپ کا انتقال ۶۲ھ میں کوفہ کے اندر ہوا آپ ثقہ راوی ہیں اور آپ سے بہت سے روایات مروی ہیں۔

عبیدہ بن قیس سلیمانی

قرعہ اندازی کیوں نہ کی؟...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے دو سال قبل اسلام قبول کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ ہوسکی۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ آپ اپنی قوم کے عریف تھے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے اپنی قوم کے درمیان عطایا تقسیم کیں ایک درہم بچ گیا آپ نے قرعہ اندازی کا حکم دیا ایک شخص نے آکر کہا کہ قرعہ اندازی کرنا صحیح نہیں آپ نے پوچھا کہ کیا ہم اسے میدان جنگ سے لے کر نہیں آئے؟ اس نے جواب دیا کہ اس درمیان کے تمام لوگوں کا حق ہے اگر آپ قرعہ اندازی کریں گے تو کسی ایک شخص کو یہ درہم مل جائیگا اور باقی لوگ محروم ہو جائیں گے آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا چنانچہ آپ نے اس سے کوئی چیز خریدی اور وہ تمام لوگوں کے درمیان تقسیم کی گئی۔

حضرت علیؓ کا خطاب...... محمد بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اہل کوفہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا اے اہل کوفہ! کیا تم اس بات سے عاجز ہو کر کہ میرے لئے سلمانی اور ھمدانی کی طرح ہو جاؤ یعنی حارث بن رزمع اور اعور کی طرح۔ یہ دونوں نصف آدمی ہیں۔ حماد کہتے ہیں کہ عبیدہ اعور (یعنی کانے) تھے۔

ابن مسعود کے شاگرد...... محمد کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کے مشہور شاگرد پانچ تھے ان میں بعض لوگ علقمہ کو عبیدہ پر اور بعض عبیدہ کو علقمہ پر مقدم کرتے تھے البتہ شریح کا نام سب سے آخر میں آتا ہے۔ حماد نے انکا نام اس ترتیب سے ذکر کیا ہے، عبیدہ، علقمہ مسروق، ھمدانی اور شریح۔

تحریروں کو مٹوانا...... نعمان بن قیس کہتے ہیں کہ عبیدہ نے انتقال کے وقت اپنی تحریروں کو منگوایا اور انہیں مٹوا دیا اور فرمایا مجھے خطرہ ہے کہ میرے بعد کوئی شخص ان کے ساتھ کوئی اور بات نہ ملا دے۔ اپنی ایک روایت ہے کہ بوڑھی عورتیں جب اذان کی آواز سنتیں تو نماز کے لئے جلدی اٹھیں کہ یہ عبیدہ کی طرح جلدی جلدی پڑھی جانے والا نماز ہے۔

جھگڑے کا فیصلہ کیوں نہ کیا؟...... محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لئے عبیدہ کے پاس آئے آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت تمہارا فیصلہ نہیں کروں گا جب تک کہ تم امیر کی طرح میرے حکم کی تعمیل نہ کرو، گویا آپ یہ چاہتے تھے کہ بعد میں کسی قاضی وغیرہ کو اس میں مداخلت کی اجازت نہ رہے۔

عبیدہ کہتے ہیں کہ میرے پاس دولڑکے دو بچے دو تختیاں لے کر آئے ان پر ان کی تحریر تھی، وہ فیصلہ کروانے کے لئے آئے کہ کس کی تحریر عمدہ ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ فیصلہ کرنا ہے لہذا آپ نے اس سے انکار کر دیا۔

کیا پیتے تھے؟...... آپ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کچھ لوگ آئے اور پینے والی اشیاء میں اختلاف ہوا کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے؟ میں نے کہا تیس سال سے میں نے شہد، دودھ اور پانی کے علاوہ کچھ نہیں پیا۔ محمد کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا لوگوں نے اب نئے مشروبات تیار کر لئے ہیں میں نے تو بیس سال سے پانی، دودھ اور شہد کے علاوہ کچھ نہیں پیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کی عظمت...... محمد کہتے ہیں کہ ہم نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہے جو ہمارے پاس حضرت انس بن مالکؓ کے ذریعے سے آیا ہے فرمایا اگر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہو مجھے یہ زیادہ پسندیدہ ہے کہ میرے پاس پوری روئے زمین کا سونا چاندی ہو۔

دوبار زندگی، دوبار موت...... نعمان بن قیس کے والد نے عبیدہ سے کہا ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ فوت ہو جائیں گے اور پھر قیامت سے پہلے ایک جھنڈا لیکر آئیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں وہ ملک فتح کریں گے جو اس سے پہلے کسی نے فتح نہ کیا ہوگا اور نہ آپ کے بعد کوئی فتح کریگا، عبیدہ نے جواب دیا اگر اللہ تعالیٰ مجھے دوبار زندہ کرے اور دوبار موت دے تو میرے لئے اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

انتقال ......ابوحصین کہتے ہیں کہ عبیدہ سلمانی نے وصیت کی کہ میرا جنازہ اسود بن یزید پڑھائیں، آپ کے انتقال کے بعد اسود نے کہا جلدی کرو کہیں کذاب (مختار ثقفی) نہ آجائے چنانچہ غروب آفتاب سے پہلے جنازہ پڑھایا گیا، آپ کا انتقال ۷۲ھ میں ہوا۔

ابووائل

نسب نامہ ......آپ کا نام شقیق ہے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: شقیق بن سلمہ بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ......عمرو بن مروان کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے فرمایا ہاں لیکن میں اس زمانے میں کم عمر لڑکا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر سکا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم قادسیہ کے مقام پر تھے کہ وہاں ابوبکر صدیق کا خط آیا یہ خط عبداللہ بن ارقم نے لکھا تھا۔

اسلام لانے سے قبل ......آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے سلیمان نے کہا کہ آپ ہمیں اس روز دیکھتے جب ہم خالد بن ولید سے بھاگ رہے تھے میں ایک کنویں میں گر گیا میری گردن ٹوٹنے کے قریب ہوگئی تھی اگر اس وقت میں ہلاک ہو جاتا تو سیدھا جہنم میں چلا جاتا۔

عامل صدقات کا صدقہ وصول کرنے سے انکار ......آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صدقات وصول کرنے والا آیا وہ ہر پچاس اونٹنیوں پر ایک اونٹنی وصول کرتا تھا میں نے اسے کہا کہ میرے اموال کا صدقہ لو اس نے جواب دیا آپ کے مال میں صدقہ واجب نہیں۔ آپ سے پوچھا گیا کیا آپ جنگ صفین میں شامل ہوئے تھے آپ نے جواب دیا ہاں اور وہ کیسی بڑی جنگ تھی۔

بڑا کون ہے؟ ......ابوزیاد کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے پوچھا آپ بڑے ہیں یا مسروق؟ فرمایا میں مسروق سے عمر میں بڑا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں عمر میں بڑا ہوں اور وہ عقل کے اعتبار سے بڑے ہیں۔

دنیا کی حقیقت ......آپ فرماتے ہیں کہ مجھے عمر بن خطاب نے بیک وقت چار عطایا عنایت فرمائیں اور کہا کہ ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ دینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور ایک مرتبہ میں عمر بن خطاب کے ساتھ شام کے غزوہ میں شریک ہوا حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ریشم اور دیباج نہ پہنو اور نہ ہی سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پیو کیونکہ یہ کفار کے لئے دنیا میں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔

بیت المال کی نگرانی...... ابوالحسن کہتے ہیں کہ میں ابو بردہ اور شقیق کے پاس گیا وہ بیت المال پر مقرر تھے انہوں نے مجھ سے زکوۃ وصولی کی، دوسری روایت میں ہے کہ میں دوبارہ گیا تو اس وقت شقیق (ابووائل) اکیلے تھے انہوں نے مجھ سے کہا زکوۃ کو اس کے مستحقین کے پاس لوٹا دو میں نے کہا کہ ہم مولفۃ القلوب کے حصہ کو کیا کریں فرمایا یہ دوسروں کو دے دو

امراء سے اجتناب کی تعلیم...... حکم کہتے ہیں کہ میں نے ابووائل سے یہ سنا کہ میرے اور زیاد کے درمیان جان پہچان تھی جب ہمیں کوفہ اور بصرہ میں اس کے حکم پر جمع کیا گیا تو زیاد نے مجھ سے کہا کہ تم میرے پاس رہو میں علقمہ کے پاس مشورہ کرنے کے لئے آیا اس نے فرمایا تم ان سے کچھ حاصل نہ کرو گے بلکہ وہ تم سے افضل چیز لے لیں (یعنی تمہارا دین تم سے لے لیں گے) زیاد نے آپ کو بیت المال کا نگران بنایا پھر معزول کر دیا گیا۔

یزید کی حالت پر افسوس...... جب امیر معاویہ نے یزید کو خلیفہ بنایا تو معاویہ کی وفات کے بعد ابووائل نے کہا اے کاش! معاویہ لوٹ کر آئیں اور دیکھیں کہ یزید نے کس طرح بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔

حجاج سے گفتگو...... ابووائل کہتے ہیں کہ مجھے حجاج نے بلوایا جب میں اس کے پاس پہنچا تو مجھ سے کہا تمہارا نام کیا ہے میں نے جواب دیا امیر نے میرا نام جاننے کے بغیر میری طرف بلانے والا نہیں بھیجا۔ حجاج: آپ اس شہر میں کب آئے ہیں؟ ابووائل بولے چند روز ہوئے ہیں۔ حجاج: آپ نے کتنا قرآن پڑھا ہے؟ ابووائل: جتنا پڑھتا اتنا سمجھتا بھی ہوں لہذا جتنا میں نے پڑھا ہے وہ مجھے کافی ہے۔

حجاج: میں تجھے اپنے کسی عامل کے ساتھ مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ ابووائل: کونسے عامل کے ساتھ؟ حجاج: سلسلہ کے عامل کے ساتھ۔ ابووائل: اہل سلسلہ کی اصلاح صرف ان لوگوں سے ہو سکتی ہے جو مضبوط ہوں اور ان کی نگرانی کریں اگر آپ میری مدد لینا چاہتے ہیں تو بہتر ہیں کسی ایسے بوڑھے کی خدمات حاصل کریں جس کا ان پر رعب ہوں اگر آپ مجھے معاف کر دیں تو یہ میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر مجھے مقرر ہی کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں اللہ کی قسم! میں آپ کو وہ رات یاد دلاتا ہوں جس کی وجہ سے میری نیند اڑ گئی۔ میں نے دیکھا کہ لوگ آپ سے اتنا ڈرتے ہیں جتنا کسی اور سے نہیں ڈرتے۔

حجاج: تم نے اچھی بات کہی، دوبارہ کہو، ابووائل نے اپنی بات دہرائی۔ حجاج: آپ کا یہ کہنا کہ اگر آپ مجھے معاف کر دیں تو یہ میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے اور اگر مقرر کرنا ہی چاہتے ہیں تو مقرر کر دیں ہم نے آپ کے علاوہ کسی اور کو اس کام کے لئے مناسب نہیں پایا اگر ہمیں کوئی اور شخص مل گیا تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے اور تمہارا یہ کہنا کہ لوگ کسی امیر سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا مجھ سے ڈرتے ہیں تو اللہ کی قسم! روئے زمین پر مجھ سے زیادہ کوئی شخص خون بہانے والا نہیں، میں نے بہت سے ایسے کام شروع کئے کہ جس سے دوسرے ڈرتے تھے لیکن میں نے انہیں مکمل کر لیا اب آپ جائیے اللہ آپ پر رحم کرے۔

ابووائل کہتے ہیں کہ میں نکلا اور جان بوجھ کر غلط راستہ اختیار کیا گویا کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا، حجاج نے کہا

اس بوڑھے کو راستہ دکھاؤ یہاں تک کہ ایک شخص آیا اس نے مجھے پکڑ کر باہر نکالا اور پھر میں کبھی اس کے پاس نہ گیا۔
یہی واقعہ اسماعیل بن ابراہیم نے بھی اپنی روایت میں ذکر کیا ہے۔

حجاج سے متعلق رائے ...... ایک مرتبہ ابو وائل نے یہ دعا کی اے اللہ! حجاج کو خاردار درخت کا کھانا کھلا جس سے آدمی نہ موٹا ہو اور نہ ہی اسکی بھوک دور ہو [1] اگر وہ تجھے محبوب ہے، لوگوں نے کہا کیا آپ کو اس کے جہنمی ہونے میں شک ہے فرمایا شک نہیں بلکہ افسوس ہے اور میں اس کے لئے برا نہیں چاہتا۔

کسی شخص نے ابو وائل سے کہا آپ کی حجاج کے بارے میں کیا رائے ہے؟ فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ کے فیصلے کے بارے میں حکم لگاؤں (اس معاملہ میں خاموش رہنا بہتر ہے)

ہاشم کہتے ہیں کہ میں نے حجاج کے زمانہ میں ابو وائل کو اشارہ سے نماز پڑھتے دیکھا۔

ابو وائل کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود کے شاگردوں کو دیکھا کہ وہ ان سے خوب استفادہ کرتے، اور انہیں اپنے میں سے بہتر سمجھتے۔

مسجد میں دُعا ...... عاصم کہتے ہیں کہ ابو وائل نماز کے دوران اور راستہ چلتے وقت ادھر ادھر نہیں دیکھتے، ایک مرتبہ سجدے کی حالت میں یہ دعا کر رہے تھے اے اللہ! مجھے معاف کر دے اور میری بخشش فرما، فرمایا اگر آپ نے میری بخشش کر دی تو بہت بڑی بخشش کی اگر تو مجھے عذاب دیں تو یہ ظلم نہ ہوگا۔

آیت قرآنی کے بارے میں رائے ...... اعمش کہتے ہیں کہ جب ابو وائل سے قرآن مجید کی کسی آیت کے بارے میں پاچھا جاتا تو فرماتے اللہ تعالیٰ نے اس سے جس چیز کا ارادہ کیا ہے وہ درست ہے آپ قرآن مجید کو اسم یا حرف کہنے کو ناپسند سمجھتے تھے۔

تائب ...... عاصم کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ اپنی رات کو خوبصورت بناتے، نبیذ پیتے، زرد رنگ لگاتے اور اس میں کوئی حرج محسوس نہ کرتے، ابو وائل بھی ان میں شامل ہیں، عبداللہ بن مسعود جب ابو وائل کو دیکھتے تو فرماتے یہ تائب ہیں، جب ابو وائل کو پکارا جاتا تو پیل کے بجائے لبّی اللہ (اللہ تجھے عطا فرمائے) کہتے۔

آخرت کی یاد ...... آخری عمر میں آپ کی نگاہ چلی گئی معرف بن واصل کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم تیمی کو ابو وائل کے پاس دیکھا اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا ابراہیم جب آخرت کا تذکرہ کرتے تو ابو وائل رونے لگ جاتے اور جب بھی ابراہیم کا خوف دلاتے ابو وائل روتے۔

ہاتھ کی کمائی ...... ابرقان کہتے ہیں کہ مجھے ابو وائل نے حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں سے پیچھے نہ رہو، عاصم کہتے ہیں کہ ابو وائل کی ایک جھونپڑی تھی جس میں ان کا گھوڑا ہوتا تھا جب جنگ کا موقع آتا تو اس جھونپڑی کو اکھاڑ دیتے اور

---

[1] قرآن مجید کے اندر جہنمیوں کے لئے ایسے کھانے کا ذکر ہے (ملاحظہ فرمایئے سورۃ الغاشیۃ) اعجاز

جب واپس آتے تو اسے دوبارہ بنالیتے ،ابووائل کہتے ہیں کہ میرے نزدیک تجارت سے اصل شدہ ایک درہم عطا کے دس درہم سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

چادر آدھی پنڈلی تک...... اعمش کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابووائل کی چادر آدھی پنڈلی تک ہے اور قمیص اس سے ہوتی تھی ایک روایت میں ہے کہ پھٹے کپڑے بھی سی کر پہن لیتے تھے۔ اعمش کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنی داڑھی کو زردرنگ سے رنگا، یہی بات فطر اور معرف بن واصل سے بھی مروی ہے۔

فتنوں کا اندیشہ......سعید بن صالح کہتے ہیں کہ ابووائل جب کسی نوحے کی آواز سنتے تو رونے لگ جاتے، عاصم بن بھدلہ کہتے ہیں کہ ابووائل اسود بن ہلال کے پاس ملنے کے لئے آئے اور فرمایا میں نے آنے سے پہلے یہ تمنا کی تھی کہ آپ مجھ سے نہ ملتے اسود نے کہا کیوں اے ابووائل ؟ فرمایا میں تمہاری زندگی کو ناپسندیدہ کرتا ہوں کیونکہ مجھے تم پر فتنوں کا اندیشہ ہے اور جانتا ہوں کہ اللہ کے ہاں تمہارے لئے اچھا بدلہ ہے اس نے کہا اے ابووائل! آپ ایسا نہ کریں میں روزانہ پچاس سے کم نمازیں نہیں پڑھتا، مرنے کے بعد جب میرا اعمال نامہ کھولا جائیگا تو میری نماز میں کسی اور کی نماز، روزے میں کسی اور کے روزے اور نیکی میں کسی اور کی نیکی کا اضافہ نہیں ہوگا۔

انتقال...... عاصم کہتے ہیں کہ جب ابووائل کا انتقال ہوا تو ابوبردہ نے ان کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

جن سے روایات نقل کیں...... ابووائل نے عمرؓ علیؓ عبداللہ بن مسعودؓ، اسامہ بن زیدؓ، حذیفہؓ، ابوموسیؓ، ابن عباسؓ، اور عزرہ بن قیسؓ سے روایت نقل کیں، شام میں ابوالدرداء سے روایت نقل کی، ان کے علاوہ ابن زبیر، سلیمان بن ربیعہ، ابن معین اور سعدی سے بھی روایت نقل کیں، ان کے علاوہ مسروق، کردوس، عمرو بن شرحبیل، یسار بن نمیر، سلمہ بن سبرہ، عمرو بن حارث سے روایات نقل کرتے ہیں عمرو بن حارث ابن مسعود کی بیوی زینب سے روایات نقل کرتے ہیں۔

حدیث میں مرتبہ......آپ ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سے روایات منقول ہیں۔

زید بن وھب الجہنی

نسب نامہ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے زید بن وھب بن نصر بن مالک بن عدی بن طول بن عوف بن غطفان بن قیس بن جہینہ بن قضاعہ۔ آپ کی کنیت ابوسلیمان ہے

جن سے روایات نقل کیں...... آپ نے عمر، علی، عبداللہ بن مسعود اور حذیفہ رضوان اللہ عنھم سے روایات نقل کی ہیں، حضرت علی کے ساتھ انکی جنگوں میں شریک رہے۔

آذربائیجان کا جہاد...... آپ فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب کے دور خلافت میں ہم نے آذربائیجان کی جنگ میں حصہ لیا اس وقت زبیر بن عوام ہمارے پاس تھے حضرت عمر کا خط آیا اس میں لکھا تھا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم ایسے علاقے میں ہو جہاں لوگ اپنے کھانوں میں مردار ملا لیتے ہیں اور میتہ سے اپنے لباس تیار کر لیتے ہیں لہذا تم پاکیزہ کھانا کھانا اور پاکیزہ لباس پہننا۔

امامت اور سلام...... آپ کے غلام کہتے ہیں کہ زید عام کپڑوں میں ہماری امامت کرتے، جنازے پر چار تکبیریں پڑھتے اور سلام کے وقت یوں کہتے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ وطیب صلواتہ۔

داڑھی پر رنگ...... اعمش کہتے ہیں کہ میں نے زید بن وھب کو داڑھی پر زرد رنگ لگاتے دیکھا۔

وفات...... آپ کا انتقال حجاج کے دور حکومت میں جماجم کے بعد ہوا، آپ معتبر راوی ہیں، آپ سے بہت سے روایات مروی ہیں۔

عبداللہ بن سخرۃ الازدی

جن سے روایات کیں اور ایک خاص روایت...... آپ کی کنیت ابو معمر ہے، آپ نے عمر، علی، ابن مسعود خباب، ابو مسعود اور علقمہ سے روایات لی ہیں، آپ نے ابو معمر سے اسرائیل کی روایت اس طرح نقل کی ہیں کہ آپ نے ابو بکر صدیقؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اپنے آپ کو ایسے نسب کی طرف منسوب کرے جس کا کوئی ثبوت نہیں تو وہ کفر ہے لیکن میرے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں

بیان حدیث میں احتیاط...... ابو معمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے، ابو معمر جب کوئی حدیث بیان کرتے تو بالکل اسی انداز میں بیان کرتے جس انداز میں سنی ہو۔

وفات...... عبیداللہ کے دور میں کوفہ کے اندر آپ کا انتقال ہوا، آپ ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

یزید بن شریک التیمی...... آپ کی کنیت ابو ابراہیم ہے آپ نے عمر، علی، ابن مسعود، سعد بن ابی وقاص، حذیفہ اور ابوذر سے روایات نقل کی ہیں۔ آپ اپنی قوم کے سردار تھے آپ ثقہ راوی ہیں، بہت سی روایات آپ سے مروی ہیں۔

ابو عمرو شیبانی...... آپ کا نام سعد بن ایاس ہے، جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے، عمر، علی، ابن مسعود، حذیفہ

اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم سے روایات کرتے ہیں، آپ نے بڑی عمر پائی، ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سے روایات منقول ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ یاد ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میں نے اپنے گھر والوں کے لئے بکریاں چرائیں۔ آپ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی، آپ فرماتے ہیں کہ قادسیہ کی جنگ میں میری عمر ۴۰ سال تھی

زر بن حبیش الاسدی...... آپ کا تعلق بنو غاضرہ سے ہے آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: زر بن حبیش بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن حزیمہ۔ آپ کی کنیت ابو مریم ہے۔

جن سے روایات نقل کی...... آپ عمر، علی، ابن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف، ابی بن کعب، حذیفہ اور ابو وائل رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کرتے ہیں۔

لیلۃ القدر کب ہوتی ہے؟...... ابو خالد کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ اپنی داڑھی کھلا رہتے تھے اور میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابی بن کعب کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رمضان المبارک میں ہے۔

اصلع...... آپ نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی، بڑھاپے کی وجہ سے دونوں جبڑے آپس میں مل گئے تھے حذیفہ نے ایک مرتبہ آپ سے کہا اے اصلع![1]

عربیت کے متعلق سوالات...... عاصم کہتے ہیں کہ زر بن حبیش سب سے زیادہ عربی جانتے تھے اور ابن مسعود ان سے عربیت کے متعلق سوالات کیا کرتے تھے، زر بن حبیش ابو وائل سے بڑے تھے اور جب دونوں جمع ہو جاتے تو ابو وائل حضرت علی سے اختلاف کا تذکرہ نہ کرتے کیونکہ زر حضرت علی سے محبت کرتے تھے اور ابو وائل عثمانؓ سے محبت کرتے تھے لیکن دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے۔

ایک ہی کپڑا...... ابو النجود کہتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ زر ایک کپڑے میں جسے اپنی گردن سے ملا کر باندھا ہوتے، مسجد میں آئے اور لوگوں کے ساتھ صف میں شریک ہو جاتے۔

ساری عمر بات نہ کی...... ایک مرتبہ آپ اذان دے رہے تھے ایک انصاری شخص کا پاس سے گذر ہوا اس نے آپ سے کہا میں آپ کو اس سے زیادہ معزز سمجھتا تھا (گویا اذان دینا حقیر کام ہے اور آپ معزز آدمی ہیں) آپ نے فرمایا میں زندگی بھر تجھ سے بات نہیں کروں گا۔

حدیث میں مرتبہ...... آپ ثقہ ہیں، بہت سی روایات آپ سے مروی ہیں۔

---

[1] اصلع اس شخص کو کہتے ہیں جس کے سر کے بال نہ ہوں (القاموس الفرید) اعجاز

عمرو بن شرحبیل الھمدانی...... آپ کی کنیت ابومیسرہ ہے، آپ حضرت عمر، علی اور ابن مسعود سے روایات نقل کرتے ہیں۔

مسجد کے امام...... محمد بن منتشر کہتے ہیں کہ آپ بنی وداعہ میں مسجد کے امام تھے، آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابن مسعود نے فرمایا اے ابومیسرہ! الخنس الجوار الکنس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا میرے خیال میں اس سے نیل گائے مراد ہے فرمایا میں بھی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا۔

عجیب صدقہ...... اسرائیل بن یونس کہتے ہیں کہ ابومیسرہ کو جب عطا ملتی تو اسے صدقہ کر دیتے، جب گھر آتے تو اتنی رقم موجود ہوتی، اپنے بھتیجوں سے کہا تم اس طرح کیوں نہیں کرتے جس طرح میں کرتا ہوں انہوں نے جواب دیا اگر ہمیں معلوم کہ گھر میں اتنی رقم مل جائیگی تو ہم بھی کریں گے فرمایا میں اپنے رب کے ساتھ شرط لگا کر صدقہ نہیں کرتا

برابر نہیں...... شقیق فرماتے ہیں کہ مجھے ھمدان کے لوگوں میں عمرو بن شرحبیل سب سے زیادہ پسند ہیں، ایک روایت میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا مسروق بھی عمرو بن شرحبیل کے برابر نہیں، فرمایا نہیں۔
آپ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی کو دیکھتا ہوں کہ اس نے بھیڑ پالی ہے تو یہ خیال آتا ہے کہ میں بھی ایسا کرلوں۔
ابواسحاق کہتے ہیں کہ میں نے ابومیسرہ اور انکے ساتھیوں کو طیالسہ کا لباس پہنتے ہوئے دیکھا اور دیباج کی چادر تھی۔

صدقۃ الفطر کب ادا کرتے؟...... آپ فرماتے ہیں اللہ کی یاد نہیں کی جاتی مگر پاکیزہ جگہ پر، ابواسحاق کہتے ہیں کہ آپ عید الفطر کی نماز ادا کرنے کے بعد صدقۃ الفطر ادا کرتے، اور ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کلو) صدقۃ الفطر دیتے۔

وصیت...... آپ نے اپنی بیوی کو وصیت کی کہ اگر بیٹا ہوا ہو تو اس کا نام رھن رکھنا اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اس کا نام رھین رکھنا، لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا نام رھین رکھا گیا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ اقامت کیوں نہیں کہتے فرمایا میں ایک ایک کلمات کہتا ہوں (اور یہاں کے لوگ اسے پسند نہیں کرتے)

جنازے کے متعلق ہدایات...... آپ نے وصیت فرمائی کہ کسی کو میرے جنازے کی اس طرح اطلاع نہ دینا جس طرح جاہلیت کے زمانے میں دی جاتی تھی جلدی دفن کر دینا اور میری قبر پر ہری شاخ رکھنا کیونکہ مہاجرین اس کو پسند کرتے ہیں، آپ نے یہ بھی فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ میں کوئی قرضہ اور کوئی اولاد نہ چھوڑوں۔

ابووائل کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا میرے خیال میں میری موت کا وقت آچکا ہے پیش آنے والے حالات کے علاوہ کسی چیز کا خوف نہیں اور نہ ہی مجھ پر قرض ہے اور نہ میری اولاد، میری موت کی خبر کسی کو نہ دینا جلدی جلدی میت کو لیجانا، قبر پر سبز شاخ رکھنا کیونکہ مہاجرین اسے پسند کرتے ہیں اور میری قبر کو بلند نہ کرنا کیونکہ مہاجرین اسے ناپسندہ سمجھتے ہیں۔

آپ نے وصیت کی کہ قاضی شریح میرا جنازہ پڑھائیں، یہی مضمون دوسری روایات میں بھی ہیں۔ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے قاضی شریح کو دیکھا کہ وہ ابومیسرہ کے جنازہ میں سوار ہو کر جا رہے تھے اور میں نے ابوجحیفہ کو دیکھا کہ اس نے چارپائی کے پائے کو پکڑا ہوا ہے یہاں تک کہ جنازہ نکالا گیا پھر یہ کہنے لگا اے ابومیسرہ! اللہ تیری مغفرت کرے، اور پھر قبر تک جنازے کے ساتھ رہا۔

انتقال...... آپ کا انتقال عبیداللہ بن زیاد کے دور میں کوفہ کے اندر ہوا۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلی

نسب نامہ...... آپ کا نام یسار ہے، آپ کا نسب نامہ یہ ہے: یسار بن بلال بن بلبل بن احیحہ بن جلاح بن حریش بن جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن اوس۔ آپ کی کنیت ابوعیسیٰ ہے۔

جن سے روایات نقل کیں...... آپ عمر، علی، ابن مسعود، ابی بن کعب، سہل بن حنیف، خوات بن جبیر، حذیفہ، عبداللہ بن زید، کعب بن عجرہ، براء بن عازب، ابوذر، ابوالدرداء، ابوسعید خدری، قیس بن سعد، زید بن ارقم رضی اللہ عنہم اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سو بیس انصاری صحابہ کا زمانہ پایا ہے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان صحابہ میں سے جب کسی سے کوئی بات پوچھی جاتی تو وہ اس بات کو پسند کرتا کہ یہ سوال کسی اور سے پوچھ لیا جائے اور وہ جواب دے دے۔ یہی مضمون اور بھی بہت سے روایات میں وارد ہوا ہے۔

موزوں پر مسح...... عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عمر بن خطاب کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک سوار آیا اس کا کہنا تھا کہ اس نے عید کا چاند دیکھا ہے پس اس نے کہا اے لوگو! روزہ نہ رکھو، پھر وہ ایک حوض کے پاس گیا وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، مغرب کی نماز پڑھا اور پھر کہا میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا تھا تا کہ یہ معلوم کروں کہ میں نے موزوں پر مسح کا جو عمل کیا ہے کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے علاوہ کوئی عمل دیکھا ہے۔ عمر بن خطاب نے فرمایا یہی درست ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی عمل کرتے دیکھا ہے۔

تلاوت کرنے والے قاری...... مجاہد کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کے گھر میں بہت سے قرآن مجید رکھے رہتے تھے اور وہاں بہت سے قرآء جمع ہو کر تلاوت کرتے رہتے، صرف کھانے کے وقت اٹھ کر جاتے میں ان کے پاس گیا اور میرے پاس لوہے کا ایک ٹکڑا تھا آپ نے مجھ سے پوچھا اس سے تلوار بناؤ گے میں نے کہا نہیں، فرمایا اسے مصحف پر چڑھاؤ گے میں نے کہا نہیں، فرمایا پھر شاید تم اس سے برتن بناؤ گے گویا وہ اسے ناپسند کر رہے تھے۔ ثابت بنانی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلی صبح کی نماز پڑھنے کے بعد قرآن مجید کھولتے اور سورج طلوع ہونے تک اس کی تلاوت کرتے رہتے۔

رومال پھینک دیا...... ابومروہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا پھران کے پاس (اعضاء صاف کرنے کے لئے) رومال لایا گیا تو انہوں نے اسے پھینک دیا۔

اشارے سے چپ رہنے کا حکم...... مسلم جہنی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ جمعہ کے روز دیکھا کہ ابن ابی لیلی نے خبنہ کے دوران محمد بن سعد کو انگلی کے اشارے سے چپ رہنے کا حکم دیا۔ حکم کہتے ہیں ابن ابی لیلی ہماری امامت کراتے، جب دائیں بائیں سلام پھیر لیتے اور نمازی آگے پیچھے ہو جاتے تو بقیہ نماز پڑھتے، ابوفروۃ کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلی مجھے کہتے کہ صفیں درست کراؤ اور فرماتے تم میں سے کوئی شخص نماز کے دوران سامنے نہ تھوکے بلکہ اپنے قدموں کے نیچے تھوکے۔

رنگ جھاڑ دیا...... ابوفروہ ہی مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا ابن ابی لیلی نے زرد رنگ رنگا ہوا تھا جب نماز کے اٹھے تو اسے جھاڑ دیا، اور آپ نے بالوں کی دو مینڈھیاں بنائی ہوئی تھیں، جب نماز کا ارادہ کیا تو انہیں کھول دیا۔

خز کا لباس...... ابوزیاد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کے لئے خز کا لباس بنایا گیا آپ نے اسے پہنا یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا جب دوسرا لباس تیار ہونے لگا تو آپ نے تیار کرنے والے سے فرمایا اس میں ریشم نہ رکھنا اور اسکا تانا روئی کا بنانا، آپ سے کہا گیا کہ پہلے تو آپ خز والا لباس پہنتے تھے فرمایا اس میں بڑا اختیار نہ تھا۔

احادیث کا مذاکرہ...... ایک مرتبہ احادیث کا مذاکرہ ہوا آپ سے احادیث سن کر عبداللہ بن شداد نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے میرے سینے کے اندر ان کتنی احادیث کو زندہ کر دیا جنہیں میں بھلا چکا تھا۔ اور ایک مرتبہ آپ نے عبداللہ بن عکیم سے فرمایا آؤ تاکہ ہم احادیث کا آپس میں مذاکرہ کرلیں یہ مذاکرہ کرنے سے ہی یاد رہتی ہیں۔

عہدۂ قضاء اور مشکلات...... آپ کی کنیت ابوعیسیٰ تھی ابوحصین کہتے ہیں کہ جب حجاج نے آپ کو قاضی بنانے کا ارادہ کیا تو اس وقت ایک پولیس افسر حوشب نے اسے کہا کہ اگر آپ علی بن ابی طالب کو قاضی بنانا چاہتے ہیں تو ابن ابی لیلی کو قاضی بنالو (لیکن پھر بھی حجاج نے آپ کو قاضی بنا دیا) لیکن اس کی وجہ سے آپ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

چنانچہ ہمام بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ان کو دیکھا کہ ان پر مار کی اثرات ہیں اور کپڑے پھٹے ہوئے ہیں، حجاج نے پٹائی کروائی تھی۔ اعمش کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ حجاج نے انہیں کھڑا کیا ہوا اور یہ کہہ رہا ہے ان جھوٹوں پر لعنت کرو یعنی علی، ابن زبیر اور مختار ثقفی، عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تعالیٰ کی جھوٹوں پر لعنت۔ پھر ایک نیا جملہ شروع کیا اور علی بن ابی طالب، ابن زبیر اور مختار بن ابی عبید، اعمش کہتے ہیں کہ ابن ابی

لیلی نے ان ناموں کے آخر میں پیش پڑھی جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ نیا جملہ ہے اور لعنت سے ان لوگوں پر لعنت کرنا مراد نہیں۔[۱]

حضرت علیؓ کی فضیلت ...... ابو معاویہ کہتے ہیں کہ جب کسی مجلس میں لوگ حضرت علیؓ کو برا بھلا کہتے اوران کی طرف برے کاموں کی نسبت کرتے تو آپ فرماتے ہم حضرت علیؓ کے صحبت میں رہے ہیں ہم نے ان سے وہ باتیں نہیں سنیں جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں ان کی فضیلت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں اور حسن وحسین کے والد ہیں اور بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوئے ہیں۔

اس بات پر اتفاق ہے کہ جن لوگوں نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ساتھ مل کر حجاج کے خلاف خروج کیا ان میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلی بھی شامل ہیں آپ دجیل مقام پر شہید ہوئے۔

عبداللہ بن عکیم الجہنی ...... آپ کی کنیت ابو معبد ہے، آپ عمر، عثمان، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کرتے ہیں، آپ بڑی عمر کے تھے، آپ نے زمانہ جاہلیت بھی پایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ...... آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف خط لکھا کہ مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے نفع نہ اٹھاؤ، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اس وقت میں جہنہ کی زمین قیدی تھا۔

عمر بن خطاب کی بیعت ...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے عمر بن خطاب کی اس بات پر بیعت کی کہ حتی الامکان اطاعت اور فرمانبرداری کروں گا۔

حضرت علیؓ کا فرمان ...... آپ فرماتے ہیں کہ جب موذن اذان کے دوران یہ کہتا: اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله تو حضرت علیؓ فرماتے ہیں بلاشبہ جنہوں نے محمدؐ کی تکذیب کی وہ انکار کرنے والے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود دائیں طرف کے لوگوں سے گفتگو کا آغاز کرتے تھے اور ایک مرتبہ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم تم میں سے ہر شخص تنہا اپنے رب سے ملاقات کریگا۔

باہمی محبت ...... مسلم جہنی کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ اور عبداللہ کو اکٹھے دیکھا حالانکہ وہ علیؓ سے زیادہ محبت کرتے تھے اور یہ عثمانؓ سے زیادہ محبت رکھتے تھے، ابن ابی لیلیٰ کی والدہ کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ ابن عکیم نے پڑھایا اور اس وقت مقام جہنہ کی جامع مسجد کے امام تھے۔

---

[۱] عربی گرامر کے مطابق لعنت کا تعلق ان حضرات سے اس وقت بنتا جب ان کے ناموں کے آخر میں ,,زیر,, پڑھی جاتی تاکہ مفعولیت والے معنی پائے جائیں جبکہ ایسا نہیں ہوا۔ (اعجاز)

جیب نہ لگوانے کی وجہ...... ابن عکیم اپنے کپڑوں کے ساتھ رقم رکھنے کے لئے جیب نہیں لگواتے تھے اور فرماتے انسان نے مال جمع کیا اور گن گن کر اسے محفوظ کیا۔ [1]

کیا قتل عثمانؓ میں مدد کی تھی؟...... ھلال بن ابی حمید کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عکیم کہا کرتے تھے کہ میں عثمانؓ کے بعد کسی خلیفہ کے قتل میں مدد نہیں کروں گا، آپ سے پوچھا گیا کیا آپ نے ان کی قتل میں مدد کی تھی فرمایا میرا نام بھی ان میں شامل کیا جاتا ہے۔

انتقال...... حجاج بن یوف کے دور میں کوفہ کے اندر آپ کا انتقال ہوا، ابوفردہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے غسل دیا۔

عبداللہ بن اُبی ھذیل العنزی...... آپ کا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہیں، آپ کی کنیت ابومغیرہ ہے آپ عمر، علی، ابن مسعود، عمار بن یاسر، ابن عباس، عبداللہ بن عمرو اور ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے روایت کرتے ہیں۔

رمضان میں نشہ...... آپ فرماتے ہیں کہ میں عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا اور رمضان المبارک کا مہینہ تھا ایک بوڑھا شخص نشہ کی حالت میں لایا گیا آپ نے فرمایا تیری ہلاکت ہو، ہمارے تو بچوں نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے اور پھر اسے اسّی کوڑے لگوائے۔

ابن عباس سے سوالات...... آپ نے فرمایا کہ میں نے عمرؓ سے سنا کہ صرف بیت اللہ کے لئے رخت سفر باندھو، آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے اہل کوفہ نے ابن عباس کے پاس بھیجا تا کہ میں ان کے لئے مسائل معلوم کروں، یہ وہی سوالات و جوابات ہیں آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

عبداللہ بن سلمہ الجملی...... آپ کا تعلق قبیلہ مراد سے تھا، آپ عمر، علی، ابن مسعود، سعد بن ابی وقاص، عمار بن یاسر اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ابن مرۃ کہتے ہیں کہ بڑی عمر میں جب ابن سلمہ روایت بیان کرتے تو ہم اسے نہ پہنچانتے بلکہ اس روایت کو منکر قرار دیتے۔

مرۃ بن شرحبیل الھمدانی...... آپ کو ,,مرۃ الخیر,, اور ,,مرۃ الطیب,, بھی کہا جاتا ہے، آپ حضرت عمرؓ، علیؓ، اور ابن مسعودؓ سے روایات نقل کرتے ہیں، آپ ثقہ راوی ہیں۔

عبید بن نضیلہ الخزاعی...... آپ کی کنیت ابومعاویہ ہے آپ حضرت عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں اور حضرت علیؓ سے میراث کے متعلق روایات نقل کی ہیں۔

---

[1] المعارج، ۱۸

عمدہ قرآت ...... حسن بن صالح کہتے ہیں کہ یحییٰ بن وثاب نے عبید بن نضلہ سے پڑھا، عبید بن نضلہ نے علقمہ اور علقمہ نے ابن مسعود سے پڑھا تو اس سے زیادہ صحیح قرآت کس کی ہوسکتی ہے۔

انتقال ...... آپ بشر بن مروان کے دور حکومت میں کوفہ کے ادر فوت ہوئے۔

اس طبقہ کے وہ لوگ جنہوں نے عمر فاروقؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی لیکن علی بن ابی طالبؓ سے روایت نہیں کی

عمرو بن میمون الازدی ...... آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: عمرو بن میمون بن صعب بن سعد بن مذحج، آپ عمر فاروق اور ابن مسعود سے روایت نقل کرتے ہیں معاذ بن جبل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ احادیث سنیں، ان کے علاوہ ابومسعود انصاری، عبداللہ بن عمرو، سلمان بن ربیعہ اور ربیع بن خثیم سے بھی روایات نقل کرتے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کا انتقال عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں ۷۴ھ یا ۷۵ھ میں ہوا۔

ابواسحاق اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب عمرو بن میمون مسجد میں جاتے تو جب ان پر نظر پڑتی تو اللہ تعالیٰ یاد آجاتا۔

معرور بن سوید اسدی ...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: معرور بن سوید بن سعد بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد، آپ عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود اور ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابونعیم کہتے ہیں کہ آپ کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی، واصل کہتے ہیں کہ معرور ہم سے کہتے تھے اے میرے بھائی! مجھ سے علم حاصل کرو، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

ھمام بن الحارث النخعی ...... آپ عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود، ابوالدرداء، عدی بن حاتم، جریر بن عبداللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

حجاج کے دور حکومت میں کوفہ کے اندر انتقال فرمایا ابراہیم کہتے ہیں کہ آپ یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! مجھے نیند سے نئی طاقت عطا فرما، اور میری بیداری کو آپ کی طاعت میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آپ بیٹھے بیٹھے تھوڑی دیر کے لئے سوتے تھے۔

حارث بن ازمع ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے حارث بن ازمع بن ابوشیغہ بن عبداللہ بن مرّ بن مالک بن حرب بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ بن ھمدان۔ آپ کو اعور (یک چشم) بھی کہا جاتا تھا۔

آپ اور آپ کے بھائی شداد بن ازمع کوفہ کے شرفاء میں سے تھے، آپ عمر فاروق، ابن مسعود اور عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں آپ سے بہت کم روایات مروی ہیں، معاویہ بن ابوسفیان کے دور خلافت کے آخری زمانہ میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے اس وقت نعمان بن بشیر کوفہ کے گورنر تھے۔

اسود بن ھلال...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: حارث بن ھلال بن محارب بن نصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر، آپ عمر فاروق، ابن مسعود اور معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قربانی پسند کرتا ہے...... آپ فرماتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب کے دور میں اپنا اونٹ لے کر مدینہ منورہ آیا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو اس وقت عمر بن خطاب خطبہ دے رہے تھے آپ فرما رہے تھے اے لوگو! حج کرو اور قربانی کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ قربانی کو پسند کرتا ہے جب میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک آدمی نے میری سواری کی لگام کو پکڑ رکھا تھا لوگوں نے اس کی بولی لگائی اور میں نے اسے وہاں فروخت کر دی۔

آپ حجاج بن یوسف کے دور میں دیر الجماجم کے واقعہ سے روایت کرتے ہیں۔

سلیم بن حنظلہ البکری...... آپ عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

نعمان بن حمید البکری...... آپ عمر فاروق اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور آپ نے سلمان فارسی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے خالو کے ساتھ مدائن میں داخل ہوا، ان سے مصافحہ کیا ان کا جھنڈا ازکل کا تھا، آپ کی کنیت ابوقدامہ ہے، آپ سے بہت کم روایات مروی ہیں۔

عبداللہ بن عتبہ الھذلی...... آپ کا قبیلہ بنو زہرہ کا حلیف تھا، آپ عمر فاروق اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عتبہ کے پاس اس وقت تھا جب وہ اہل کوفہ کے قاضی تھے۔

ابوحصین کہتے ہیں کہ میں نے عتبہ کو خز کا لباس پہنتے دیکھا، ابونعیم کہتے ہیں کہ ابن عتبہ مصعب بن زبیر کی طرف سے کوفہ کے قاضی تھے، آپ ثقہ راوی ہیں۔

ابوعطیہ الوادعی...... آپ کا تعلق ھمدان سے ہے آپ کا نام مالک بن عامر ہے، آپ کے والد کی کنیت ابوحمزہ ہے آپ عمر فاروق اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، مصعب بن زبیر کے دور میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے، آپ ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

عامر بن مطر الشیبانی...... آپ عمر فاروق، ابن مسعود اور حذیفہ سے روایت کرتے ہیں، آپ سے بہت کم روایات مروی ہیں۔

عبداللہ بن خلیفہ الطائی...... آپ عمر فاروق اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، آپ نے عمر فاروق اور ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ عصر کی نماز کا وقت وہ ہے کہ اس کے بعد سوار دو فرسخ اور پیدل شخص ایک فرسخ کا فاصلہ طے کر سکے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر فاروقؓ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ نے فرمایا انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

عبدالرحمٰن بن یزید...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: عبدالرحمٰن بن یزید بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلامان بن کھل بن بکر بن عوف بن نخع۔

آپ اسود کے بھائی ہیں، عمر فاروق اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، آپ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ ہم ان سے موزوں کے مسح کے بارے میں معلومات کریں، آپ کھڑے ہوئے، پیشاب کیا، وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، ہم نے عرض کیا ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے تھے تاکہ موزوں کے مسح کے بارے میں حکم معلوم کریں آپ نے فرمایا میں نے تمہارے لئے یہ کام کیا ہے (یعنی موزوں پر مسح کیا ہے)

عمامہ کے متعلق روایات...... آپ اپنی داڑھی پر زرد رنگ لگاتے تھے، حسن بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے انہیں شام کے سیاہ بالوں کے بنے ہوئے کپڑے میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، مسلم کہتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو دیکھا کہ ان کے عمامہ کے پیچ مضبوط او ۵ رموٹے تھے اور یعلیٰ کی رایت میں ہے ک آپ اپنے عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے، ابو معاویہ کی رایت میں ہے کہ آپ کے عمامہ کے پیچ آپ کے اور زمین کے درمیان حائل ہو جاتے، ابوصخرہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے عمامے کا رنگ سیاہ ہے۔

انتقال...... آپ کی کنیت ابو بکر ہے، اور جماجم کے واقعہ سے قبل حجاج کے دور میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے، ثقہ راوی ہیں، بہت سی احادیث آپ سے مروی ہیں۔

اس طبقہ کے وہ راوی جنہوں نے عمر فاروق اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے روایات کی۔

عابس بن ربیعہ النخعی...... آپ عمر فاروق اور علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، ثقہ راوی ہیں، آپ کی روایات کم ہیں۔

کلیب بن شہاب الجری...... آپ کی کنیت ابو عاصم ہے، آپ عمر فاروق اور علی المرتضیٰ سے روایت کرتے

ہیں، ثقہ راوی ہیں اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں، ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے محدثین کو دیکھا کہ وہ آپ کی روایات کو اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان سے استدلال کرتے ہیں۔

زید بن صوحان...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: زید بن صوحان بن حجر بن حارث بن ھجرس بن صبرہ بن حدر جان بن عساس بن لیث بن حداد بن ظالم بن ذھل بن عجل بن عمرو بن ودیعہ بن افصی بن عبدالقیس بن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزاد۔ صعصعہ آپ کے حقیقی بھائی ہیں۔

سفر کا عجیب واقعہ...... عبید بن لاحق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر کی حالت میں تھے، قافلے کا ایک شخص سواری س اترا اور اس نے رجز پڑھا، پھر دوسرا اترا، پھر رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ اپنے ساتھیوں کی خبر لیں، آپ اترے اور فرمایا جندب! کیا ہے جندب؟ زید نے اس سے خیر کو قطع کر دیا، پھر آپ سوار ہو گئے۔

آپ اگلے روز جب صحابہ آپ کے قریب ہوئے تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہؐ! رات ہم نے آپ سے یہ آواز سنی جندب! کیا ہے جندب ؟ زید نے اس سے خیر کو قطع کر دیا اس کی کیا حقیقت ہے؟ آپ نے فرمایا میری امت میں وآدمی ہوں گے ان میں سے ایک دوسرے کو تلوار سے مارے گا جس سے حق و باطل کے درمیان تفریق ہو جائیگی، دوسرے کا ہاتھ اللہ کے راستے میں کاٹا جائیگا اور دوسرے موقع پر وہ قتل ہوگا۔

اجلع کہتے ہیں کہ جندب نے ولید بن عقبہ کے موجود ایک جادوگر کو قتل کیا اور زید کا ہاتھ یوم جلولاء کے موقع پر ہاتھ کاٹا گیا۔

دیہاتی کا واقعہ...... زید بن صوحان کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے مجھ سے کہا تیرا حدیث بیان کرنا مجھے عجیب معلوم ہوتا ہے اور تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں گے، میں نے کہا تو میرا بایاں ہاتھ نہیں دیکھتا اس نے جواب دیا اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ تیرا دایاں ہاتھ کٹے گا یا بایاں، یہ سن کر زید نے فرمایا اللہ نے سچ فرمایا کہ: دیہاتی کفر اور نفاق میں بڑے سخت ہیں اور وہ اسی کے زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ کی حدود کو جانیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اتاریں۔ [۱]

اعمش کہتے ہیں کہ نہاوند کی جنگ میں زید کا ہاتھ کاٹا گیا۔

تم اہل اسلام کا خزانہ ہو...... عبداللہ بن ابی ھذیل کہتے ہیں کہ اہل کوفہ کا وفد عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا ان میں زید بن صوحان بھی شامل تھا ان کو شام کا ایک شخص اپنی مدد حاصل کرنے کے لئے لایا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اہل کوفہ! تم اہل اسلام کا خزانہ ہو، اگر تم اہل بصرہ کے لئے مدد مانگتے ہو تو میں ان کی مدد کروں گا اور اگر تم اہل شام کے لئے مدد مانگتے ہو تو میں ان کی مدد کروں گا، اور زید کے لئے فرمایا کہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کرو اور اگر اس کی مدد نہ کی تو میں تمہیں سزا دوں گا۔

---

[۱] التوبہ، ۱۱

اعلیٰ سلوک ...... ابن ابی ھذیل ہی کی روایت میں ہے کہ عمر فاروق نے زید بن صوحان کو بلایا اوران کے ساتھ وہ سلوک کیا جوامراء کے ساتھ کیا جاتا ہےاور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا تم بھی زید اوراس کے ساتھیوں کے ساتھ یہی سلوک کرو۔

امامت وخطابت ...... نعمان کہتے ہیں کہ وہ سلمان فارسی کےلشکر میں تھے زید بن صوحان سلمان فارسی کے حکم سے لشکر کی امامت کراتے تھے، جمعہ کے روز سلمان فارسی زید بن صوحان سے فرماتے کھڑے ہو جاؤ اور قوم کونصیحت کرو۔

شام جانا ...... حمید بن ھلال کہتے ہیں کہ زید بن صوحان عثمان غنیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے امیر المومنین! آپ امت کی جانب مائل ہوں گےتو آپ کی رعایا بھی آپ کی جانب مائل ہوں گی آپ اعتدال پر رہیں تو لوگ بھی اعتدال پر رہیں گے، یہ بات تین مرتبہ فرمائی، عثمان غنیؓ نے فرمایا کیا تم میری بات سن کر آپ کی اطاعت کرو گے، عرض کیا ہاں، آپ نے فرمایا شام چلے جاؤ، چنانچہ زید فوراً شام چلے گئے اپنی بیوی کوطلاق دے دی اورشام والوں کے ساتھ مل گئے آپ اورآپ کے ساتھی امیر کی اطاعت کواس کا حق سمجھتے تھے۔

جنگ جمل میں زخمی ہونا اور وصیت ...... عیلان بن جریر کہتے ہیں کہ زید بن صوحان کو جنگ جمل میں میدان جنگ سے زخمی حالت میں لایا گیا، لوگ دوڑتے آئے اور کہا اے ابوسلیمان! جنت کی خوشخبری سنو آپ نے فرمایا تم یہ بات کیسے کہہ رہے ہوکیا تم کسی کو جنت یا دوزخ میں داخل کرنے پر قادر ہو، تمہیں تو اپنے بارے میں بھی معلوم نہیں۔ ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ ہم نے ایک قوم کے خلاف اس کے شہر میں جہاد کیا اوران کے امیر کوقتل کیا اور ہم پر ظلم کیا گیا تو ہم نے صبر کیا۔ دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا میری چادر مضبوطی سے باندھ لو کیونکہ میں جھگڑے والا ہوں اور میرے گال زمین سے ملا دو، اور مجھے جلدی سے دفن کرنا، ایک روایت میں ہے کہ میرے جسم اور کپڑوں سے خون نہ دھونا اورآپ نے یہ بھی وصیت کی کہ مجھے یہ مصحف سمیت دفن کر دینا۔

آپ ثقہ راوی ہیں آپ سے بہت کم روایات مروی ہیں۔

عبد اللہ بن شداد اللیثی ...... آپ عمر فاروق اور علی المرتضیٰ سے روایت کرتے ہیں اور ابن حمزہ کے ماں شریک بھائی ہیں۔

آپ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت عمیس ہے، آپ پہلے حضرت حمزہ کے نکاح میں تھیں ان سے آپ کی بیٹی عمارہ پیدا ہوئی، غزوہ احد میں حضرت حمزہ شہید ہو گئے تو شداد سے نکاح کیا جس سے عبد اللہ بن شداد پیدا ہوئے، آپ حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کا رونا ...... آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عمر فاروق کے پیچھے نماز پڑھی،

آپ سورۃ یوسف کی تلاوت کر رہے تھے جب وہ اس آیت پر پہنچے: انّما أشکوہ بثّی وحزنی الی اللہ[۱] (ترجمہ) بلاشبہ میں اپنے اضطراب اور غم کی شکایت صرف اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں۔ تو میں نے ان کی رونے کی آواز سنی، حالانکہ میں آخری صف میں تھا۔
آپ نے قراء کے ساتھ مل کر حجاج بن یوسف کے خلاف خروج کیا انہی دنوں عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث قتل ہوئے۔

حدیث میں مرتبہ ...... آپ ثقہ راوی ہیں، فقیہ ہیں اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں البتہ آپ شیعیت کی طرف مائل تھے۔

ربعی بن خراش ...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: ربعی بن خراش بن جحش بن عمرو بن عبداللہ بن بجاد بن عبداللہ بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان بن سعد بن قیس بن غیلان بن مضر۔
محمد بن شائب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش بن جحش کو اسلام قبول کرنے کے لئے خط لکھا جسے اس نے پھاڑ دیا۔
ربعی بن حراش عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور خرشہ بن حر سے روایت کرتے ہیں۔
حجاج کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے پوچھا کیا ربعی نے علی المرتضیٰ کا زمانہ پایا ہے؟ فرمایا ہاں، بلکہ ان سے روایت بیان کی۔

انتقال ...... حجاج بن یوسف کے دور میں جماجم کے واقعہ کے بعد آپ کا انتقال ہوا، آپ کی اولاد نہیں تھی، آپ کے پسماندگان میں آپ کے بھائی مسعود بن حراش ہیں، مسعود عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں۔
ابونعیم کی روایت کے مطابق ربعی عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں فوت ہوئے، آپ ثقہ راوی ہیں اور آپ کی روایت معتبر ہیں آپ کا انتقال ۱۰۱ھ میں ہوا۔

عبایہ بن ربعی الاسدی ...... آپ عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں، آپ کی مرویات کی تعداد کم ہیں۔

وھب بن اجدع الھمدانی ...... آپ نے عمر فاروق کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جب آدمی حج کے لئے آئے تو بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے، علی المرتضیٰ سے بھی روایت کرتے ہیں، آپ کی روایات کم ہیں۔

نعیم بن دجاجۃ الاسدی ...... آپ عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور ابومسعود انصاری سے روایت کرتے ہیں، آپ کی روایات کم ہیں۔

---

[۱] یوسف، ۸۶

شریح بن ھانی...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: شریح بن ھانی بن یزید بن نھیک بن درید بن سفیان بن خباب بن بنی الحارث بن کعب،

آپ عمر فاروق، علی المرتضٰی، سعد بن ابی وقاص اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کرتے ہیں۔

قاسم بن مخمرۃ کہتے ہیں کہ مجھے شریح بن ھانی حارثی نے روایات بیان کی ہے (اور اس سے بہتر کوئی حارثی نہیں) آپ علی المرتضٰی کے اصحاب میں سے ہیں اور انکے ساتھ جنگوں میں بھی شریک ہوئے، آپ ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں، آپ نے بڑی عمر پائی، عبداللہ بن ابی بکرہ کے ساتھ بجستان میں قتل ہوئے۔

ابو خالد الوالبی...... آپ کے والد کا نام خزیمہ ہے، آپ عمر فاروق اور علی المرتضٰی سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ساتھ عمر فاروق کے پاس گیا میرے ساتھ میرے گھر والے بھی تھے میں ایک جگہ اترا اور وہاں تلاوت کے دوران میری آواز بلند ہوگئی،

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت علیؓ کا خیر مقدم کرنے نکلے تا کہ عزت واحترام کے ساتھ انہیں لے آئیں، ہم انتظار میں تھے، حضرت علیؓ آئے اور ہمیں دیکھ کر فرمایا کیا بات ہے؟ میں تمہیں مغموم دیکھ رہا ہوں۔

قیس ابو الاسود العبدی...... آپ خالد بن ولید کے ساتھ حریرہ کی صلح میں شریک ہوئے، آپ نے عمر فاروق سے جمعہ کے متعلق ایک روایت نقل کی ہے اور علی المرتضٰی سے بھی روایت کرتے ہیں۔

مستظل بن حصین البارقی...... آپ عمر فاروق اور علی المرتضٰی سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رب کعبہ کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ عرب کب ہلاک ہوں گے، جب حکومت ان لوگوں کی ہاتھ میں آئیگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نہ ہوں گے، اور جاہلیت کے معاملات کی روک تھام نہ کریں گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم میں سے کسی شخص کا انتقال ہوگیا، ہم نے حضرت علی المرتضٰی کی طرف آدمی بھیجا انہیں آنے میں تاخیر ہوگئی میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اسے دفن کردیا جب ہم فارغ ہوئے تو حضرت علیؓ بھی آگئے آپ نے اس کی قبر پر کھڑے ہوکر دعا پڑھی۔ آپ ثقہ راوی ہیں، آپ کی رایات کم ہیں۔

قیس الخارفی...... آپ کا تعلق علاقہ ھمدان سے ہے، آپ عمر فاروق اور علی المرتضٰی سے روایت کرتے ہیں، ابو اسحاق آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ خارفیین کے سردار تھے۔

ہجرت...... آپ فرماتے ہیں کہ میں عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے گھر والے ہجرت کرنا چاہتے ہیں، آپ نے ابن ربیعہ کی طرف خط لکھا کہ ان کا انتظام کرو اور انہیں مطلوبہ جگہ لے جاؤ انہوں نیز ایسا ہی کیا۔

حضرت علیؓ کا فرمان...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے علی المرتضیٰؓ سے سنا وہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہہ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ گذر گیا، ابوبکر صدیق نے نماز پڑھائی، تیسرے نمبر پر عمر فاروقؓ آئے اب ہم فتنوں میں مبتلا ہو گئے لہذا جو اللہ کو منظور ہے وہی ہوگا۔

زیاد بن جدیر...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: زیاد بن جدیر بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ آپ عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اسلام میں پہلا شخص ہوں جس نے عشر نکالا، ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ عشر کسے دیتے ہیں فرمایا بنو ثعلب کے نصاریٰ کو۔ کوفہ میں ایک لڑکا بطور پسماندہ چھوڑا جو کہ قاری اور جامع مسجد کوفہ کا امام تھا۔

وہ طبقہ جو صرف عمر فاروقؓ سے روایت کرتا ہے، علی المرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نہیں کرتا

سلیمان بن ربیعہ...... آپ کا سلسلہ نسب نامہ یہ ہے: سلیمان بن ربیعہ بن یزید بن عمرو بن سہم بن ثعلبہ بن غنم بن قتیبہ بن معن بن مالک بن اعصر بن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر۔ آپ صرف عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔

شعبی کہتے ہیں کہ سلیمان کوفہ کے قاضی بن کر گئے اس کے بعد میں ان کے پاس صرف چالیس دن کوفہ میں رہا، مجھے دوپہر کے وقت گھر جانے کی اجازت دیتے اور میرے ساتھ دو آدمی نہ چل سکتے تھے۔

آپ نے عثمان بن عفانؓ کے دور میں بلنجر کے مقام پر جہاد کیا اور شہید ہوئے اس وقت لشکر کے سپہ سالار سعید بن العاص تھے، آپ کی مرویات بہت کم ہیں۔

قاضی شریح...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے: شریح بن حارث بن قیس بن جہم بن معاویہ بن عامر بن رائش بن حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن کندہ۔ کوفہ میں بنو رائش قبیلہ سے آپ کے علاوہ کوئی شخص نہ تھا بنو رائش کے باقی ھجر اور حضرت موت میں تھے وہاں سے آپ کے علاوہ کوئی کوفہ نہ آیا، آپ کی کنیت ابوامیہ ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ آپ شاعر تھے یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ آپ شاعر، قیافہ شناس اور قاضی تھے، سفیان کہتے ہیں کہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کن میں سے ہیں؟ فرمایا اہل یمن کندہ میں سے ہوں۔

محمد بن عبید اور فضل بن دکین کہتے ہیں کہ ام داؤد ایک مرتبہ شریح کے پاس جھگڑا لے کر آئی وہ کہتی ہے کہ اس وقت ان کی داڑھی نہ تھی۔

عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اور کہا آپ کن میں سے ہیں؟ فرمایا میں ان لوگوں میں سے ہوں جن پر اللہ تعالیٰ اسلام کے ذریعے انعام فرمایا، دیہاتی یہ کہتے ہوئے نکلا اللہ کی قسم! میں

نے تمہارا کوئی قاضی ایسا نہیں دیکھا جو یہ جانتا ہو کہ وہ کن میں سے ہیں۔

شعبی کہتے ہیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا مجھے قاضی شریح کے پاس لے چلو ہم نے کہا یہ شریح ہیں وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے ابوعبداللہ! آپ کن لوگوں میں سے ہیں؟ فرمایا ان لوگوں میں سے جن پر اللہ تعالیٰ اسلام کے ذریعے انعام کیا اور میرا گھر کندہ میں ہے، وہ شخص لوٹا اور کہا اللہ تم پر رحم کرے تم نے مجھے اس شخص کے پاس بھیجا جو صحیح جواب نہیں دیتا ہم نے پوچھا اس نے کیا جواب دیا اس نے کہا کہ یہ جواب دیا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے انعام کیا (اسلام کی توفیق دی) اور میرا گھر کندہ میں ہے، ہم نے کہا ہم پر بھی اللہ نے اسلام کے ذریعے انعام کیا اور انہوں نے اسی فضیلت ہی کو بیان کرتا ہے۔

قاضی بننا...... شعبی کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے کسی سے پسندیدگی پر گھوڑا لیا اسے چیک کرنے کے لئے اس پر سوار ہوئے تو وہ گر گیا اسے چوٹ لگی آپ نے اس کے مالک سے فرمایا اپنا گھوڑا واپس لے لو، اس نے جواب دیا میں یہ گھوڑا واپس نہیں لیتا، آپ نے فرمایا کوئی ثالث مقرر کر لیتے ہیں جو ہمارا فیصلہ کرے، اس نے کہا شریح ہمارا ثالث ہے۔ دونوں شریح کے پاس گئے واقعہ سنایا شریح نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا اے امیر المومنین! یا تو آپ اس حال میں اسے لے لیں یا جس حال میں اس سے لیا تھا اس حالت میں اسے لوٹائیں، یہ فیصلہ سن کر عمر فاروقؓ نے فرمایا فیصلہ اس طرح ہوتا ہے قاضی بن کر کوفہ جاؤ اور فرمایا کہ یہ پہلا دن ہے کہ میں نے شریح کو پہچانا۔

پوشیدہ تحقیق...... ابن سیرین کہتے ہیں کہ سب سے پہلے پوشیدہ طور پر گواہوں کے حالت معلوم کرنے کا اہتمام کرنے والے قاضی شریح ہیں، آپ سے کہا گیا کہ آپ نے یہ نیا کام شروع کر دیا، فرمایا جب لوگوں نے جرائم کے نئے نئے طریقے نکال لئے تو میں نے صداقت تک پہنچنے کے لئے بھی نیا طریقہ نکالا۔

میں گواہی کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہوں...... بعض مرتبہ جب ظاہرا گواہی صحیح معلوم ہوتی ہے لیکن قدرے شبہ سا ہوتا ہے تو گواہوں سے فرماتے کہ میں نے نہ تو تمہیں بلایا اور نہ ہی تمہیں روکتا ہوں میں تمہاری گواہی کی بنیاد پر فیصلہ کروں گا۔

لہذا میں تمہیں اللہ سے ڈراتا ہوں تم بھی اپنے معاملہ میں خدا کا خوف کرو لیکن اس کے باوجود بھی اگر گواہی دی جاتی حالانکہ اس سے پہلے آپ پوشیدہ طور پر ان کی تعدیل کر چکے ہوتے تو آپ جس کے حق میں فیصلہ فرماتے اس سے کہتے اللہ کی قسم! میں تمہارے حق میں فیصلہ کر رہا ہوں حالانکہ میرے خیال میں تم ظالم ہو، لیکن میں اپنے خیال کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کر رہا بلکہ گواہی کی بنیاد پر فیصلہ کر رہا ہوں، اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو تم پر حرام کر دیا ہے محض میرے فیصلے کی وجہ سے وہ تم پر حلال نہیں ہوگی، اب چلے جاؤ۔

بلا دلیل بات قبول نہ کرتے...... ابراہیم کہتے ہیں کہ شریح نے کہا کہ میں مقدمے کے فریق پر سختی نہیں کرتا آپ کے پاس ایک شخص سری بن وقاص مقدمہ لے کر آیا اور آپ نے گواہوں سے پوچھا اے فلاں! تو کس وجہ سے گواہی دیتا ہے اس نے جواب دیا میں نے فلاں فلاں سے سنا اس سے اعراض کیا پھر دوسرے گواہ سے پوچھا کہ تو

کس وجہ سے گواہی دیتا ہے وہ بولا فلاں فلاں نے مجھے بتایا ہے، آپ نے ان سے کوئی بات کی، یہ سن کر سری نے کہا اے شریح! کیا آپ ان باتوں کی تحقیق کرتے ہیں کیا آپ لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ بلا دلیل نہ کوئی بات قبول کرتے اور نہ کسی کو کوئی بات اپنی طرف سے تلقین کرتے۔

مدعی کو مہلت ...... محمد کہتے ہیں کہ اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہوتا تو شریح مدعی علیہ سے قسم لیتے، فرات بن احنف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن شریح کے پاس اس وقت حاضر ہوا جب آپ کسی شخص کے خلاف فیصلہ کر رہے تھے اس نے کہا آپ میری بات سن لیں اور جلدی نہ کریں، آپ نے اسے بات کرنے کی اجازت دے دی یہاں تک کہ جب اس کی بات مکمل ہوگئی تو آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں چھوڑ دوں، تم نے بہت فضول بات کی اور بہت دیر لگادی جو کچھ کہا ہے اس پر گواہ لاؤ۔

تحریر پر فیصلہ نہیں کرتا ...... ایک مرتبہ ایک شخص اپنی گواہی تحریری شکل میں لے آیا آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں تحریروں کو پڑھ کر فیصلہ نہیں کرتا۔

بیٹے کو تنبیہ ...... ابن ذکوان کہتے ہیں کہ بادل والے روز شریح گھر میں فیصلہ کرتے تھے ایک مرتبہ ان کے دو بیٹوں نے کسی مقدمہ کے سلسلے میں کچھ پوچھا تو فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہیں تمہارے فریق کے خلاف بھڑکاؤں

عدل کی اعلیٰ مثال ...... عامر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ میرا کسی شخص سے جھگڑا ہے اگر میں حق پر ہوں تو میں جھگڑا لڑتا ہوں ورنہ نہیں لڑتا، اب آپ کی کیا رائے ہے کہ مقدمہ کروں یا نہ کروں، فرمایا مقدمہ کرو، جب فیصلہ کا وقت آیا تو اپنے بیٹے کے خلاف فیصلہ سنا دیا فیصلے کے بعد بیٹے نے کہا اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے مقدمہ نہ کرنے کا مشورہ دیتے تو مجھے افسوس نہ ہوتا لیکن اب تو آپ نے مجھے رسوا کر دیا، فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! تو مجھے زمین کے اندر موجود تمام اشیاء سے زیادہ محبوب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدر تجھ سے کہیں زیادہ ہے، مجھے یہ خوف ہوا کہ اگر میں مقدمہ سے پہلے تمہیں بتلا دوں کہ تم حق پر نہیں ہو تو شاید تم اپنے مخالفین سے صلح کر لو اور ان کا کچھ حق تلف کر لو۔

بیٹے کو گرفتار کرنا ...... عامر کہتے ہیں کہ شریح کا بیٹا کسی کا ضامن بنا لیکن وہ شخص بھاگ گیا تو شریح نے اسے قید کر لیا اور قید خانہ ہی میں اسے کھانا بھیجتے تھے۔

فیصلے سے رجوع ...... ابراہیم کہتے ہیں کہ شریح جب ایک مرتبہ فیصلہ کر لیتے تو پھر اس سے رجوع نہ کرتے البتہ ایک مسئلہ میں رجوع کیا جس میں اسود نے ان سے کہا کہ عمرؓ کا فیصلہ یہ تھا کہ کسی غلام کے نکاح میں آزاد عورت ہو اور اس سے اولاد پیدا ہو تو وہ غلام آزاد ہوگا اور اس کا ولاء اس کے مالکوں کی طرف منتقل ہوگا، شریح نے اسے اختیار کر کے فیصلے سے رجوع کر لیا۔

انگوٹھی کا نقش ...... ابوعینیہ کے آزاد کردہ غلام واصل کہتے ہیں کہ شریح کی انگوٹھی کے نقش پر یہ لکھا تھا ,, مہر ظن سے بہتر ہے ,, ۔ ظالم کو سزا کا انتظار کرنا چاہئے ۔

ستون سے بندھوانا ...... ایک مرتبہ ان کے خاندان کے کسی شخص نے کسی پر ظلم کیا آپ نے اسے ستون سے بندھوایا، جب آپ فیصلہ کر کے اٹھے تو وہ شخص کچھ کہنے لگا آپ نے فرمایا اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ میں نے تجھے قید نہیں کیا بلکہ حق نے تجھے قید کیا ہے۔

رشوت لینے دینے والے پر اللہ کی لعنت ...... ابوحصین کہتے ہیں کہ شریح کے پاس دو آدمی جھگڑا لے کر آئے آپ نے ان میں سے ایک کے خلاف فیصلہ سنایا اس شخص نے کہا مجھے معلوم ہے کہ آپ میرے خلاف فیصلہ کہاں سے کیا (گویا وہ یہ کہنا چارہا تھا کہ آپ نے رشوت لی) آپ نے جواب دیا اللہ کی لعنت برستی ہے رشوت لینے والے، دینے والے اور جھوٹ بولنے والے پر۔

تم خود اپنے خلاف اقرار کر چکے ہو

محمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے شریح کے سامنے اقرار کیا پھر انکار کرنے لگا تو آپ نے فرمایا تیری خالہ کی بہن کا بیٹا تیرے خلاف گواہی دے چکا ہے (خالہ کی بہن کے بیٹے سے وہی شخص مراد ہے) یعنی تو خود اپنے خلاف اقرار کر چکا ہے ۔ ایک شخص صرف ایک گواہ لے کر آیا آپ نے اس سے قسم کا مطالبہ کیا تو وہ ہچکچایا آپ نے فرمایا برا ہے جو اپنے گواہ کو لے آیا (کہ ان کی تعداد پوری نہیں) آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص میرے فیصلے کے خلاف دعویٰ کرے تو میرا فیصلہ اس وقت تک برقرار ہے جب تک کہ وہ گواہوں کے ذریعے اپنا دعویٰ ثابت نہ کر لے تاہم حق کی گواہی میرے فیصلے سے برتر ہے۔

کون کس کے بارے میں گواہی نہیں دے سکتا ...... آپ فرمایا کرتے تھے کہ تیرے مخالف شخص کی گواہی تیرے خلاف قبول نہیں اور تیرے ساتھ کام میں شریک اور نہ شک والے اور نہ قرض خواہ کی گواہی تیرے بارے میں گواہی قبول ہے بلکہ تو خود ان کے بارے میں تحقیق کر، اگر لوگ کہیں کہ ان کی حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے ہمیں معلوم نہیں تو پھر اللہ ہی کو معلوم ہے اور اگر لوگ کہیں کہ ہمارے علم کے مطابق یہ صحیح لوگ ہیں تو ہم ان کی گواہی کو جائز قرار دیں گے لیکن غلام اپنے آقا کے حق میں اور مزدور اپنے مالک کے حق میں گواہی نہیں دے سکتا۔

رواج کا اعتبار نہیں ...... ایک مرتبہ چند غزالوں نے آپ کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش کیا دوران مقدمہ بعض نے کہا کہ ہمارے ہاں ایک رواج اس طرح ہے فرمایا تمہارا رواج تمہاری حد تک، (ہم تو شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے)

قسامہ کا فیصلہ ...... ایک مرتبہ قسامہ کے اندر آپ نے پچاس اٹھانے کا حکم دیا، قسمیں اٹھانے والوں کی تعداد

پچاس تک نہ پہنچ سکی تو آپ نے دوسری قسمیں اٹھانے کا حکم دیا یہاں تک کہ پچاس قسمیں پوری کروائیں۔ [۱]

احتیاط پر عمل کرو......آپ فرمایا کرتے تھے جس چیز کے جائز و ناجائز ہونے میں شک ہوا سے چھوڑ کر ایسا عمل اختیار کرو جس میں شک نہ ہو۔

عدل والی گواہی......ایک مرتبہ آپ نے مدعی علیہ کے قسم لے لی پھر مدعی گواہ لے کر آیا آپ نے فرمایا عدل والی گواہی جھوٹی قسم سے بہتر ہے۔ابو جرید کہتے ہیں کہ شریح کو غصہ آتا یا بھوک لگتی تو کھڑے ہو جاتے۔

منظوم مقدمہ، منظوم فیصلہ......ایک مرتبہ ایک عورت اور اس کی ساس آپ کے پاس مقدمہ لے کر آئیں (مقدمہ کی نوعیت یہ تھی کہ عورت کا شوہر فوت ہو چکا تھا، ایک بیٹا تھا عورت کا دعویٰ تھا کہ اس کی پرورش کا حق مجھے حاصل ہے اور اس کی ساس کا کہنا تھا کہ اس کی پرورش کا حق مجھے حاصل ہے) ساس نے اپنا مقدمہ نظم کی صورت میں اس طرح پیش کیا:

أبا امية اتيناک　　وأنتَ المرءُ ناتية
اتاک ابنی واُمّاه　　وکلتا نا نقدّ يته
تزوجّت فها تية　　ولا يذهبُ بک التية
فلو کنتُ تاتيت　　لما تاز عتنی فيه
اه يا ايها القاضی　　هذی قصتی قته

(ترجمہ) اے ابوامیہ! ہم آپ کی خدمت میں انصاف حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں میرا پوتا اور اس کی والدہ آپ کے پاس آئے ہیں ہم دونوں اس لڑکے پر فدا ہیں (بہو سے کہتے ہوئے) جب تم نے دوسری شادی کر لی تو لڑکا مجھے دیدو، بیوہ ہونے کے بعد تم مجھ سے جھگڑا کیوں کرتی ہو، (قاضی سے) ہم دونوں کا لڑکے کے بارے میں یہ مقدمہ اور قصہ ہے۔
بہو نے اس طرح اشعار پڑھے:

ألا ياايّها القاضی　　قد قالت لک الجدّة .
وقولاً فاستمع منّی　　ولا تبطرنی ردّه .
اعزّی النفس عن ابنی　　وکبدی حملت کبدة .
فلمّا کان حجری　　يتيماً ضائعاً وحده .
تزوجت رحاءَ الخية　　من يکفينی فقده .
ومن يظهره لی ودّه　　ومن يکفل لی رفده

[۱] قسامہ کا مطلب ہے کہ کوئی مقتول کسی علاقے میں مردہ حالت میں ملے اور ظاہری طور پر اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکتا ہو تو جس محلہ میں ہوگا، ان اہل محلّہ سے قسم لی جائیگی کہ اللہ کی قسم! نہ تو ہم نے اسے قتل کیا اور نہ ہمیں اس کا قاتل معلوم ہے، اس عمل کو قسامہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(اعجاز)

(ترجمہ) قاضی صاحب آپ نے دادی کی بات سن لی، اب میری بھی سنیئے اور اسے رد نہ کیجئے، میں اپنے دل کو اپنے بیٹے سے تقویت دیتی ہوں اور اس کو ہمیشہ کلیجے سے لگا کر رکھتی ہوں، تنہا ہونے کیوجہ سے اس بات کا خطرہ تھا کہ یہ یتیم ضائع ہو جاتا، اس لئے میں نے اس کی نگہداشت کے لئے دوسری شادی کر لی تا کہ اس کی صحیح کفالت ہو سکے۔

قاضی صاحب نے اپنا فیصلہ ان اشعار میں سنایا:

قد فهم القاضی ما قد قُلتما . وقضیٰ بیتکما ثم فصل .
بقضاءٍ بیّن بینکما، وعلی القاضی جهدٌ ان عقل
قال للجدّ بینی بالصبّی . وخذی ابنک من اذان العلل.
انّها لو صبرت کان لها . قبل دعواها تبغیها البدل

(ترجمہ) تم نے قاضی کے سامنے جو مقدمہ پیش کیا قاضی نے اسے سمجھ لیا ہے اور پھر تمہارے درمیان ایک فیصلہ کر دیا اور فیصلہ بھی ظاہر ہے، اگر قاضی سمجھ دار ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ حقیقت معلوم کرے (اور وہ میں نے معلوم کر لی ہے) دادی سے کہا کہ یہ لڑکا اس حیلہ ساز سے تم لے لو، اگر وہ صبر کرتی اور نکاح نہ کرتی تو بچہ اسکا ہوتا۔

فتویٰ ...... عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ قاضی شریح پیدل چلتے ہوئے ہمارے پاس سے گذرے، ہم نے کہا ہمیں فتویٰ دیجئے، آپ نے فرمایا میں فتویٰ نہیں دیتا بلکہ فیصلے کرتا ہوں، ہم نے کہا کہ اس میں عدالتی فیصلہ کرنے والی کوئی بات نہیں، فرمایا بتاؤ کیا بات ہے میں نے کہا ایک شخص نے رشتہ داری کی بنیاد پر کسی کے گھر پر قبضہ کیا ہوا ہے فرمایا سن لو، اللہ کے حکم پر کسی کا قبضہ نہیں۔

دو باتیں جمع کرنا ممکن نہیں ...... ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ یہ باتیں میرے اندر جمع نہیں ہو سکتیں کہ میں قاضی بھی ہوں اور گواہ بھی، ایک مرتبہ ان کے جلاد نے کسی شخص کو بلا وجہ کوڑا مار دیا چنانچہ آپ نے اس کا بدلہ دلوایا۔

تراویح کی امامت ...... ابن ابی لیلی کہتے ہیں کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو پانچ سو درہم عطا کئے، عمیر کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو حکم دیا کہ وہ رمضان المبارک میں لوگوں کو تراویح کی نماز پڑھائیں۔

عمدہ فیصلے ...... جابر بن زید کہتے ہیں کہ قاضی شریح تقریباً ایک سال تک ہمارے ہاں بصرہ میں قاضی رہے، ان جیسے فیصلے نہ ان سے پہلے کسی نے کئے اور نہ ہی بعد میں۔

تیری گواہی قبول نہیں ...... آپ سے مروی ہے کہ آپ کی عدالت میں ایک گواہ لایا گیا اسے یوں پکارا گیا اے ربیعہ! اس نے جواب نہ دیا، پھر کہا گیا اے ربیعہ الکویفر! اس نے جواب دیا آپ نے فرمایا تو نے اپنے کفر کا اقرار کیا تیری گواہی قبول نہیں۔

علمی فیصلے...... مکحول کہتے ہیں کہ میں چھ ماہ تک شریح کی عدالت میں جاتا رہا میں نے ان سے کچھ پوچھتا نہ تھا بلکہ انکے فیصلے میرے لئے کافی ہو جاتے تھے۔

لباس وعمامہ...... اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے سیاہ بالوں کے لباس میں شریح کو فیصلے کرتے ہوئے دیکھا اور میں نے دیکھا کہ آپ کے عمامہ کا شملہ پچھلی طرف نکالتے ہیں، ابوضحیٰ کہتے ہیں کہ نماز کی حالت میں آپ نے اپنا ہاتھ چادر سے باہر نہ نکالتے۔

دلالوں کو عدالت سے نکالنا...... آپ فرمایا کرتے تھے کہ ان دلالوں سے مجھے بچاؤ، یعنی جو مقدمہ کرنے والوں کے ساتھ آ جاتے ہیں انہیں دور کرو اور آپ انہیں عدالت سے نکلوا دیتے تھے۔

فتنوں سے گریز...... ابن زبیر کے دور میں جب فتنے برپا تھے اس وقت آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے نہ تو ان کے بارے میں کسی سے سوال کیا اور نہ ہی کسی نے مجھے کچھ بتلایا۔

جعفر کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا ڈر لگا ہوا ہے کہ شاید میری بخشش نہ ہو، آپ نے فتنے کے دور میں نو سال گذارے لیکن حالات سے بے خبر رہے۔

اللہ کی نعمتوں کے ساتھ...... منصور کہتے ہیں کہ جب شریح احرام باندھ لیتے تو خاموش اور محتاط ہو جاتے ہیں، خیثمہ کہتے ہیں کہ جب آپ سے پوچھا جاتا کہ صبح کیسے کی فرماتے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ساتھ۔

سلام میں پہل...... ابو اسحاق کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص آپ کو صرف السلام علیکم کہتا تو آپ جواب میں ورحمۃ اللہ کا اضافہ کرتے، اگر وہ رحمۃ اللہ بھی کہتا تو وہ وبرکاتہ کا اضافہ کرتے، قاسم کہتے ہیں کہ عام طور پر کوئی شخص سلام میں آپ سے سبقت نہیں کرتا تھا (بلکہ آپ پہلے سلام کرتے) اور اگر کوئی سلام کرتا تو اس جیسا جواب دیتے، عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں کوشش کے باوجود شریح کو سلام کرنے میں پہل نہ کرسکا، میں گلی میں ان کے انتظار میں کھڑا ہوتا اور ان کو دور سے آتے دیکھ کر کہتا کہ ابھی سلام کرتا ہوں وہ مجھے دیکھ کر غافل سے ہو جاتے اور سر نیچے کر لیتے جونہی قریب آتے فوراً کہتے السلام علیکم،

شعبی کہتے ہیں کہ جب بھی دو آدمی ملتے تو ان میں پہلے سلام کرنے والے شریح ہوتے۔

اونٹنی کا ہدیہ...... ایک مرتبہ قاضی شریح نے اسود کے پاس اونٹنی کا ہدیہ بھیجا انہوں نے اس کے متعلق علقمہ سے پوچھا انہوں نے کہا تمہارے بھائی شریح نے بھیجا ہے اسے قبول کرلو۔

کئی نمازیں...... محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ شریح ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھتے تھے آپ کے غلام ابوطلحہ کہتے

ہیں کہ جب آپ صبح کی نماز پڑھ کر گھر آتے تو دروازہ بند کر لیتے اور پھر دیر تک گھر میں عبادت کرتے۔
حکم کہتے ہیں کہ میں نے شریح کو سیاہ چوغ میں نماز پڑھتے ہوئے اور جنازہ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

سفارش سے اجتناب...... محمد کہتے ہیں کہ کسی شخص کو زیاد سے کام تھا وہ شریح کے پاس آیا تا کہ آپ اس کے لئے سفارش کریں، آپ نے جواب دیا کون شخص ابن زیاد پر قدرت رکھتا ہے، ایک پرندہ وہاں سے گذرا اسے دیکھ کر فرمایا یہ پرندہ مجھ سے زیادہ ابن زیاد پر قدرت رکھتا ہے (گویا سفارش کرنے سے انکار کر دیا)
ابن سیرین کہتے ہیں کہ قاضی شریح قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر کسی انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ آہ وزاری سے دعا کرے تو وہ مل جاتی ہے۔

ہدیہ کی واپسی...... مجاہد کہتے ہیں کہ جب آپ کو کوئی ہدیہ دیا جاتا تو آپ اسے قبول کر کے اسی جیسا واپس لوٹا دیتے، آپ فرماتے ہیں کمینہ شخص وہ ہے جس کے بارے میں کہا جائے کہ یہ بدکار ہے اس سے بچو۔
ابو خالد کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ شریح کی داڑھی سفید ہو چکی ہے۔

رات کے وقت تدفین...... قاسم، میمون اور ابو حیان سے مروی ہے کہ شریح پرنالے کا رخ اپنے گھر کی طرف رکھتے تھے اور اگر آپ کی بلی فوت ہو جاتی تو اسے بھی اپنے گھر میں دفن کرتے تھے، شعبی کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے بیٹے کو رات کے وقت دفن کیا، عامر کہتے ہیں کہ آپ کے گھر میں جس کا انتقال ہوتا آپ اسے رات کے وقت دفن کرتے اور اسے اچھا سمجھتے اور فرماتے اس نے اپنے نفس کو راہ دکھلائی امید ہے کہ اسے قبر میں راحت ملی ہوگی۔

وصیت...... آپ نے اپنے بارے میں وصیت فرمائی کہ مجھے عام قبرستان میں دفن کیا جائے وہیں نماز جنازہ پڑھی جائے، قبر پر کپڑا نہ ڈالا جائے اور ان کو رات کے وقت دفن کیا گیا، یحییٰ بن قیس کہتے ہیں کہ میں شریح کے جنازہ میں شریک ہوا گرمیوں کا موسم تھا لیکن آپ نے وصیت کر رکھی تھی کہ میری قبر پر کپڑا نہ ڈالا جائے۔
آپ نے یہ بھی وصیت کی کہ نوحہ کرنے والی عورتیں جنازہ کے ساتھ نہ آئیں، جنازہ جلدی لے جایا جائے اور بغلی قبر بنائی جائے۔

انتقال...... آپ نے ایک سو آٹھ سال کی عمر پائی، آپ کا انتقال ۸۰ھ یا ۷۹ھ میں ہوا، اس میں اختلاف ہے۔

اس طبقہ کے بقیہ لوگ

صبی بن معبد الجہنی ...... آپ عمر فاروق سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ان سے قرآن کے بارے میں کچھ پوچھا تو انہوں نے فرمایا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہدایت دی گئی ہے۔

قبیصہ بن جابر ...... آپ کا نسب نامہ یہ ہے: قبیصہ بن جابر بن وهب بن مالک بن عمیرہ بن حذار بن مرة بن حارث بن سعد بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

آپ عمر فاروق اور عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کرتے ہیں، محمد بن قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قبیصہ کا انتقال جماجم کے واقعہ سے پہلے ہوا، آپ ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

یسار بن نمیر ...... آپ عمر فاروق کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ ان کے خزانچی رہے، عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کوفہ چلے کوفہ کے لوگ آپ سے روایت کرتے ہیں، آپ ثقہ راوی ہیں البتہ آپ کی مرویات بہت کم ہیں۔

عفیف بن معدی ...... آپ عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں آپ ایک طویل میں یہ بات بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ایک راستے پر چل رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں درّہ تھا۔

حصین بن جدیر ...... آپ عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں۔

قیس بن مروان الجعفی ...... آپ سے خثیمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں آپ نے عمر فاروق سے یہ روایت نقل کی کی ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے امیر المومنین! میں ایک ایسے شخص کو چھوڑ کر آیا ہوں جو مجھے قرآن مجید سے غافل کرتا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ قیس ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کے دور میں جزیرہ میں خروج کیا، آپ بڑے شریف کریم تھے لیکن حضرت معاویہؓ کے حامی تھے آپ کے بارے میں شاعر کہتا ہے: مازلتُ اُسالُ عن جعفی وسیدھا۔ حتیٰ دللتُ علیٰ قیس بن مروان (ترجمہ) میں جعفی قبیلہ اور ان کے سردار کے بارے میں پوچھتا رہا یہاں تک کہ مجھے قیس بن مروان کے پاس پہنچایا گیا (یعنی آپ جعفی قبیلہ کے سردار ہیں)

یسیر بن عمرو السکونی ...... آپ کا تعلق بنو ھند سے ہے آپ عمر فاروق اور سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں، آپ حج کے زمانہ میں اپنے قافلے کے سردار تھے آپ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت میری عمر دس سال تھی۔

آپ حجاج کے دور میں واقعہ جماجم سے پہلے فوت ہوئے ،ثقہ راوی ہیں اور کئی احادیث آپ سے مروی ہیں۔

عبّاد بن ردّاد ......آپ عمر فاروقؓ سے روایت نقل کرتے ہیں ، نماز نہیں ہوتی جب تک کہ سورہ فاتحہ اوراس کے ساتھ کوئی سورہ نہ ملائی جائے ،کسی نے کہا کہ اگر میں امام کے پیچھے ہوں تو کیا کروں فرمایا اس وقت دل میں پڑھ لیا کرو۔

خرشہ بن حر ......آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: خرشہ بن حر بن قیس بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔آپ عمر فاروق، حذیفہ، ابوذر اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

حنظلہ الشیبانی ......آپ کی کنیت ابوعلی ہے،آپ عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں۔

بشر بن قیس ......آپ نے عمر فاروقؓ سے روزوں کے متعلق روایت نقل کی ہے۔

حصین بن سبرہ ......آپ عمر فاروق کے حوالہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں ،ہم نے عمر فاروق کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی آپ نے سورہ یوسف کی تلاوت کی۔

سیّار بن مفرور ......آپ کو ابن معرور بھی کہا جاتا ہے،آپ نے عمر فاروق سے یہ بات سنی ہے کہ آپ نے مسجد نبوی کے بارے میں فرمایا یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی۔

حسان بن المخارق ......آپ عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوقرہ الکندی ......آپ کوفہ کے قاضی رہے ہیں ، آپ کا نام قنان بن سلمہ ہے ، آپ عمر بن خطاب ، سلمان الفارسی اور حزیفہ بن یمان سے روایت نقل کرتے ہیں،مشہور ومعروف راوی ہیں،آپ کی روایات کم ہیں۔

عمرو بن ابی قرہ الکندی ......آپ ابوقرہ کندی کے بیٹے ہیں ، آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس عمر بن خطاب کا یہ خط آیا کہ لوگوں کی عجیب کیفیت ہے کہ وہ بیت المال سے جہاد کی غرض سے مال لیتے ہیں پھر اس کے خلاف دوسرے کام کرتے ہیں جہاد نہیں کرتے۔

معقل بن ابی بکر الھلالی ......آپ عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں۔

کثیر بن شہاب ......آپ کو ذوالغصہ کہا جاتا ہے کیونکہ آپ رنج والم کا شکار رہے، آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: کثیر بن شہاب بن یزید بن شداد بن قنان بن کعب۔

آپ نے اپنے باپ حصین کے قاتل کو ایک جنگ میں قتل کیا آپ کوفہ میں مذحج کے سردار تھے لیکن بہت بخیل تھے، آپ عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں امیر معاویہ نے آپ کو مقام رے کا حاکم بنایا۔

محمد بن زہرہ جو ماسبذان کے گورنر رہے وہ آپ کی اولاد میں سے ہیں، ھارون الرشید کے دور میں ان کی بغداد میں بڑی قدر تھی۔

مسعود بن حراش العبشی ...... آپ ربعی بن حراش کے بھائی ہیں، عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں، آپ کی مرویات بہت کم ہیں۔

ربیع بن حراش ...... آپ مسعود بن حراش کے بھائی ہیں، آپ نے موت کے بعد بھی کلام کیا، ربعی بن حراش سے پہلے آپ فوت ہو گئے۔

عبد الملک بن عمیر کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں ربعی بن حراش آئے ان سے کہا گیا آپ کے بھائی فوت ہو گئے ہیں وہ جلدی سے واپس چلے گئے یہاں تک کہ اس کے سر کے قریب بیٹھ گئے ان کے لئے دعائیں اور استغفار کرتے رہے پھر ان کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو مردہ بھائی نے کہا السلام علیکم، تو بھی میرے بعد اپنے رب سے ملنے والا ہے تو خوش وخرم اپنے رب سے ملے گا، تیرا رب تجھ پر ناراض نہ ہوگا اور میں خوش وخرم اپنے رب سے ملونگا وہ مجھ سے ناراض نہ ہوگا اور مجھے ریشم پہنائیگا میں نے موت کو بہت آسان پایا، زیادہ دیر باتیں نہ کرو، میرے جنازہ کو اٹھا کر لے جاؤ، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں اللہ سے ملنے تک مسلسل سفر جاری رکھوں گا۔

عبد الملک بن عمیر کہتے ہیں کہ ربعی بن خراش کا بھائی ربیع بیمار ہوا وہ سخت غمگین تھا وہ کسی ضرورت کی وجہ سے اس کے پاس سے چلا گیا تھوڑی دیر بعد لوٹ کر آیا بھائی کا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکا ہے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون، پھر بھائی کے پاس گیا (بقیہ واقعہ وہی ہے جو گذشتہ روایت میں بیان ہوا)

حارث بن لقیط النخعی ...... آپ کی کنیت ابوحنش ہے، آپ سے ابونعیم وغیرہ روایت کرتے ہیں، آپ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے، آپ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کے بیٹے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد اور بعض ان لوگوں کو جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوا ان کو دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی زرد کرتے ہیں، طیالسہ کا لباس پہنتے ہیں اور میرے والد کی انگوٹھی لوہے کی تھی۔ آپ کی مرویات بہت کم ہے۔

سلیک بن مسحل العبسی ...... آپ نے نبیذ سے متعلق عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، آپ کی روایات کم ہیں۔

زیاد بن عیاض الاشعری ...... آپ عمر فاروقؓ اور زبیر بن عوام سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر فاروقؓ نے ہمیں جابیہ کی مقام پر عشاء کی نماز پڑھائی، مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے کونسی سورۃ پڑھی، اسی طرح مغرب کی نماز پڑھانے سے متعلق بھی روایت نقل کرتے ہیں۔

عیاض الاشعری ......آپ عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر فاروقؓ باندیوں اور حاملہ عورتوں کی عطایا دیا کرتے، آپ کی روایات کم ہیں۔

شبیل بن عوف الاحمسی ......آپ عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمر فاروقؓ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا، ہم نے کہا کہ اپنے گھوڑوں اور غلاموں پر دس دس خرچ کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کیا میں اسے تم پر لوٹا نہ دوں، پھر حکم دیا کہ ہمارے غلاموں کے لئے دو دو جریبیں ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ دنیا کی تلاش میں میں نے کبھی اپنے جوتوں کو غبار آلود نہیں کیا اور کسی ضرورت یا جنازہ کے انتظار کے علاوہ کسی مجلس میں نہیں بیٹھا اور کبھی کسی شخص کو بُرا بھلا نہیں کہا، شہاب کہتے ہیں کہ شاید یہ بھی کہا کہ جب سے میں گھر کا مالک ہوا ہوں۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ شبیل شبل کی تصغیر ہے، حدیث میں شبل آیا ہے، آپ ثقہ راوی ہیں، روایات کم مروی ہے۔

سعید بن ذی لعوۃ الاصغر ......سعید بن ذولعوۃ دو ہیں، آپ اصغر ہیں، سعید بن حصیب بن ذی لعوۃ اکبر ہیں، آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: سعید بن ذی لعوۃ بن عامر بن مالک بن عماویہ بن دومان بن بکیل بن جشم بن خیران بن نوف بن ھمدان۔ آپ اور آپ کے بیٹے داؤد دونوں عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں۔

نبیذ کی روایت ......عامر کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ مجھ سے سعید بن ذی لعوۃ نے عمر فاروق سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ کے لئے پانی میں طائف کی کھجوریں بھگوئی جائیں، پھر اس سے دو مشکیں بھری جاتیں، جب صبح ہوتی تو آپ اسے پیتے۔

رباح بن حارث النخعی ......آپ عمر فاروق، عمار بن یاسر اور سعید بن زید سے روایت نقل کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ عمر فاروق ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے تھے جو زمانہ اسلام اور بعثت نبوی سے قبل ایک دوسرے کا گالیاں دیتے تھے اور آپ نے فرمایا جو شخص میرے خاندان کے کسی آدمی کو غلام یا باندی دیکھے تو وہ غلام کو دو غلاموں کے بدلے اور باندی کو دو باندیوں کے بدلے میں آزاد کردے۔

عبداللہ بن شہاب خولانی ......آپ عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عمر بن خطاب کے پاس آیا، دو میاں بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عورت نے اپنے شوہر سے خلع کرلیا تھا آپ نے اسے نافذ کردیا اور عورت سے کہا تجھے تیرے مال نے طلاق دلوائی۔

حسان بن فائد العبسی ......آپ عمر فاروق سے انکا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ بزدلی اور بہادری انسان کے دو فطری جذبے ہیں، آپ کی رایات کی تعداد بہت کم ہیں، ابواسحاق سبیعی آپ سے روایت کرتے ہیں۔

بکیر بن فائد العبسی ......آپ حسان بن فائد کے بھائی ، آپ عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں آپ سے حلام بن صالح روایت کرتے ہیں۔

سیل ابو جروہ ......آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی شخص سی سے گوشت کا ٹکڑا چھینتا اور یہ سمجھتا کہ اس پر اس کا بدلہ واجب نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کا بدلہ لوں گا۔

باتۃ الجعفی ......آپ عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں۔

بو جریر البجلی ......آپ عمر فاروقؓ، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں، میں ایک یہاتی سے ملا اس کے پاس ایک ہرن تھا میں نے اسے ذبح کیا اور اپنے لوگوں کو کھلا دیا میں عمرؓ کی خدمت میں حاضر ؤکر قصہ ذکر کیا آپ نے فرمایا اپنے دونوں بھائیوں کو لاؤ تا کہ وہ تمہارے بارے میں فیصلہ کرے، عبدالرحمٰن بن وف اور سعد بن مالک آئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ میں اس کے بدلہ ایک بکرا دوں۔

سلامہ ......آپ نے عمر بن خطاب کو دیکھا کہ آپ ایک حوض والے کے پاس آئے اور اسے ایک درّہ مار کر کہا ے حوض مردوں کے لئے اور ایک حوض عورتوں کے لئے بناؤ۔

عانی بن حزام ......آپ عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب کے پاس یٹھا ایک آدمی حاضر ہوا اور کہا میں اپنی بیوی کے ساتھ ایک اجنبی شخص کو پایا اور پھر میں نے دونوں کو قتل کر دیا، عمر روقؓ نے اپنے عاملوں کی طرف اعلانیہ طور پر یہ لکھا کہ اسے قصاصاً قتل کر دیا جائے لیکن پوشیدہ طور پر یہ لکھا کہ اس سے دیت لے لیجائے۔

ببداللہ بن مالک الازدی ......آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ مزدلفہ میں عمر بن خطاب کے پیچھے خرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں۔

سلمہ بن قحیف ......آپ عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے عمر فاروق نی اللہ عنہ کے پیچھے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی، آپ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھ لو تو قربانی کرو اور ایک مرتبہ فرمایا اے لٰلہ کے بندو! عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد قربانی کرو۔

شر بن قحیف ......آپ فرماتے ہیں کہ میں عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کھانا کھا رہے تھے اور آپ کے ہاتھ یہ ہڈی تھی میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں آپ کی بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں فرمایا کیا تم نے اپنے امیر کی بیعت نہیں کی میں نے عرض کیا جی ہاں کی ہے فرمایا جب تم نے اپنے امیر کی بیعت کر لی تو گویا میری بعت کر لی۔

آپ فرماتے ہیں کہ عمر فاروق کی خدمت میں بیعت کرنے کے لئے آیا اور کہا میں ہر چیز میں بیعت کرتا ہوں خواہ مجھے پسند ہو یا مجبوراً اس پر عمل کرنا پڑے، فرمایا اس طرح بیعت نہ کرو بلکہ اس طرح کہو کہ حتی الامکان اطاعت کرنے پر بیعت کرتا ہوں۔

نھیک بن عبد اللہ...... آپ فرماتے ہیں کہ عمر فاروق عرفات سے واپس آرہے تھے وہ بھی تھے اور اسود بن یزید بھی، آپ ایک پھیرے میں منیٰ پہنچ گئے۔

مدرک بن عوف الاحمسی...... آپ عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ کمزور لوگ رات کے ابتدائی حصہ میں وتر پڑھتے ہیں اور قوی لوگ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھتے ہیں اور یہی افضل ہے۔

اسیم بن حصین العبسی...... آپ عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں اور آپ نے انکے ساتھ حج بھی کیا۔

ابوالملیح...... شریک آپ سے فرماتے ہیں کہ میں نے عمر فاروقؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس کا اسلام معتبر نہیں جو شخص نماز نہیں پڑھتا پوچھا گیا کہ یہ بات منبر پر فرمائی، فرمایا ہاں میں نے منبر پر انکو یہ کہتے ہوئے سنا۔

دحیہ بن عمرو...... آپ فرماتے ہیں کہ میں عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوا السلام علیکم یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ نے جواب میں کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ

ھلال بن عبد اللہ...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عمر بن خطاب صفا اور مروہ کا چکر لگا رہے ہیں، جب آپ بطن مسیل پر پہنچے تو تیز چلنا شروع کر دیا۔

حملہ بن عبد الرحمٰن...... آپ عمر فاروق سے رایت کرتے ہیں۔

اسق...... آپ عمر فاروق کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں عمر فاروق کا غلام تھا اور نصرانی مذہب پر تھا آپ مجھے اسلام پیش کرتے اور فرماتے اگر تو اسلام لے آئے تو میں اپنی امانتوں (بیت المال) میں سے تیری مدد کروں گا کیونکہ میرے لئے جائز نہیں کہ میں مسلمانوں کی امانتوں سے اس شخص کی مدد کروں جو انکے مذہب پر نہیں، میں نے اسلام قبول کرنے انکار کیا تو فرمایا لا اکراہ فی الدین (اسلام قبول کرنے میں کوئی زبردستی نہیں) جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ نے مجھے آزاد کر دیا حالانکہ میں نصرانی تھا اور فرمایا جہاں جانا چاہتا ہے چلا جاتا۔

ربیع بن زیاد...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: ربیع بن زیاد بن انس بن دیان بن قطن بن زیاد بن حارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن حارث بن کعب۔

عجیب صفت...... آپ عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے مجھے ایسے شخص کے بارے میں بتاؤ کہ جو امیر ہو تو قوم میں اس طرح رہے جیسے وہ امیر نہیں (یعنی عام لوگوں کی طرح رہے) اور اگر وہ امیر نہ ہو تو اس طرح محسوس ہو گویا وہ امیر ہے، لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک ربیع بن زیاد کے علاوہ کوئی اور شخص ایسا نہیں

آپ کے بھائی کی شہادت...... آپ بڑے متواضع اور خیرات کرنے والے تھے آپ خراسان کے گورنر رہے آپ کے بھائی کا نام مہاجر بن زیاد ہے وہ بھی نیک آدمی تھے، مہاجر تستر کی جنگ میں ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

آپ کی شہادت کے موقع پر دو اشعار کہے گئے جنکا ترجمہ یہ ہے:

جس روز ابوموسیٰ اشعری خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، مہاجر اللہ کے راہ میں شہید ہو کر خوش بخت بنا

بنو مذحج میں اگر کسی جو ہر قابل کا گھر ہے تو وہ بنی دیان کا گھر ہے (یعنی ربیع اور مہاجر بن زیاد کا)۔

تستر کی جنگ میں مہاجر نے فیصلہ کیا کہ انہوں نے اپنی جان اللہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہے اس روز آپ کو روزہ تھا آپ کے بھائی نے ابوموسیٰ کو آپ کے عزم اور روزہ کی اطلاع دی ابوموسیٰ نے فرمایا میں ہر روزہ دار کو حکم دیتا ہوں کہ وہ روزہ کھول دے، مہاجر نے روزہ افطار کر لیا پھر میدان جنگ میں گئے اور وہاں شہید ہو گئے۔

ربیع بن زیاد سفید رنگ والے، ہلکے داڑھی اور کمزور جسم والے انسان تھے۔

سوید بن مثعبہ الیربوعی...... آپ عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں کوفہ کے کاتبوں میں شمار ہوتے تھے آپ نے بڑی عمر پائی لیکن عمر فاروق سے کچھ روایت نہ کر سکے، آپ عبادت گذار اور مجتهد تھے۔

رھبانیت...... ابوحیان تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں سوید بن مثعبہ کے پاس گیا وہ کپڑا اوڑھے ہوئے تھے میں نے ان کی عورت کو یہ کہتے ہوئے سنا میں آپ پر قربان ہوں آپ کی کیا حالت ہے؟ آپ نہ تو کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ کوئی بچھونا بچھاتے ہیں، میں نے دیکھا کہ وہ گردن جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں جب مجھے دیکھا تو کہا بھتیجے! میں اسی حالت میں رہتا ہوں، میری پشت زمین پر نہیں لگی اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے ناخن کٹواؤں۔

معضد بن یزید العجلی...... آپ کی کنیت ابوزیاد ہے، آپ بھی عبادت گزار مجتهدین میں شمار ہوتے ہیں، آپ اور عبداللہ بن مسعود کے بہت سے شاگرد جنگل وغیرہ کی طرف عبادت کے لئے نکل جاتے، ابن مسعود نے انکو منع کیا۔

آپ نے عثمان بن عفانؓ کے دور خلافت میں آذربائیجان کا جہاد کیا اس وقت اشعث بن قیس لشکر کے سردار تھے اسی جنگ میں وہ شہید ہو گئے۔

نیند کی کمی کے لئے دعا......ابراہیم کہتے ہیں کہ آپ نماز میں یہ دعا کرتے ،اے اللہ! میری نیند کم کر دے اس کے بعد آپ کو نماز میں اونگھتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا، منصور کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا کیا یہ دعا فرض نماز میں کرتے تھے فرمایا فرض نماز میں نہیں۔

ھمام بن حارث کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ معضد سجدہ کے اندر سو گئے، پھر کھڑے ہوئے اور تھوڑا سا چلے اور یہ دعا کی اے اللہ! میری نیند کم کر دے۔ آپ ثقہ راوی ہیں، آپ کی روایات بہت کم ہیں۔

قیس بن یزید العجلی......آپ معضد بن یزید کے بھائی ہیں آپ بازار جاتے اور خرید و فروخت کر کے کماتے معضد فرماتے ہیں کہ قیس مجھ سے بہتر ہے کہ خرید و فروخت کر کے کماتا ہے اور مجھ پر خرچ کرتا ہے۔

اویس قرنی......آپ کا تعلق قبیلہ مراد سے ہے، آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد بن مالک بن اُدد مذحجی۔

مجلس میں آنا کیوں چھوڑ دیا؟......اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک محدث تھا جو ہمارے سامنے احادیث بیان کرتا، جب احادیث بیان ہو جاتیں تو لوگ چلے جاتے البتہ کچھ لوگ رہ جاتے، ان میں ایک شخص ایسا تھا جو ایسی باتیں کرتا جو میں نے کسی سے نہیں سنیں، مجھے اس سے محبت ہوگئی، ایک روز میں نے اسے تلاش کیا لیکن وہ مجھے نہ ملا میں نے دوسروں سے پوچھا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جو ہمارے ساتھ بیٹھتا تھا اور اس اس طرح کا تھا، ایک شخص نے جواب دیا میں اسے جانتا ہوں اس کا نام اویس قرنی ہے میں نے کہا کیا آپ کو اس کا گھر معلوم ہے اس نے جواب دیا ہاں، میں اس کے ساتھ اس کے گھر گیا اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، اویس باہر آئے میں نے کہا اے میرے بھائی! آپ نے مجلس میں آنا کیوں چھوڑ دیا، اس نے جواب دیا میرے پاس پہننے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے (آپ کے ساتھی آپ کی حالت پر مذاق کرتے، اور اذیت پہنچاتے) میں نے کہا یہ چادر لو اور اسے پہنو، اس نے کہا آپ یہ چادر مجھے نہ دیں، جب لوگ اس چادر کو میرے جسم پر دیکھیں گے تو میرا مذاق اڑائیں گے اور اذیت دیں گے، میں نے بہت اصرار کیا یہاں تک کہ اس نے چادر لے لی اور ہمارے ساتھ مجلس میں آگیا لوگوں نے اسے دیکھ کر کہا ذرا اس کو دیکھو اس کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک کہ اس سے چادر لے لی، اس نے چادر اتار دی اور میری طرف دیکھ کر کہا کیا آپ نے دیکھا؟

میں اہل مجلس کے پاس آیا اور ان سے کہا تم لوگ اس سے کیا چاہتے ہو؟ تم اسے کیوں تکلیف دیتے ہو، اسے کبھی کپڑے ملتے ہیں کبھی نہیں ملتے (اور تم دونوں حالتوں میں اسے ستاتے ہو) میں نے انہیں خوب ڈانٹا (تو وہ چپ ہوگئے)۔

آپ کی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی......ایک مرتبہ اہل کوفہ کا ایک وفد عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا ان میں ایک شخص وہ بھی تھا جو اویس قرنی کا مذاق اڑاتا تھا اور اویس بھی وہاں

موجود تھا، عمر فاروق نے اہل وفد سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی شخص قرن کا ہے؟ تو وہ آدمی آیا عمر فاروقؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن کا ایک شخص آئیگا جس کا نام اویس ہے اس نے صرف اپنی والدہ کی وجہ سے یمن چھوڑ کر میری طرف ہجرت نہیں کی اس کے جسم پر برص کی بیماری ہوگی وہ بیماری ختم ہو جائیگی البتہ ایک درہم کے بقدر جگہ پر سفیدی باقی ہوگی تم میں سے جس شخص کی اس سے ملاقات ہو وہ اس سے اپنی بخشش کی دعا کرائے۔

چونکہ وفد کے اندر اویس قرنی بھی تشریف لائے تھے اس لئے ان سے ملاقات ہوگئی۔

عمر فاروق اور اویس قرنی کی گفتگو...... آپ کی اور اویس قرنی کی گفتگو اس طرح ہوئی:

عمر فاروق: آپ کہاں سے آئے ہیں ؟ اویس قرنی: یمن سے۔

عمر فاروق: آپ کا نام کیا ہے؟ اویس قرنی: اویس

عمر فاروق: آپ نے یمن کیوں نہ چھوڑا؟

اویس قرنی: اپنے والدہ کی وجہ سے۔

عمر فاروق: کیا آپ کو برص کی بیماری تھی، پھر دعا کی وجہ سے ختم ہوگئی (البتہ ایک درہم کے بقدر باقی ہے)

اویس قرنی: جی ہاں، ایسا ہی ہے۔

عمر فاروق: آپ میرے لئے بخشش کی دعا کر دیں۔

اویس قرنی: مجھ جیسا آدمی آپ جیسے عظیم شخص کے لئے کیسے دعا کریں۔

مذاق کرنے والے کے لئے دعا...... آپ نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے ان کے لئے بخشش کی دعا کر دی۔ یہ منظر دیکھ کر مذاق کرنے والے شخص کو افسوس ہوا وہ عمر فاروقؓ کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ ہم تو اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے آپ نے ان کے فضائل بیان کئے۔

وہ اویس قرنی کی خدمت میں جا پہنچا اور کہا کہ میرے لئے بھی بخشش کی دعا کرو، آپ نے فرمایا کہ اگر تم یہ وعدہ کرو کہ آئندہ میرا مذاق نہیں اڑاؤ گے اور جو بات عمر فاروق نے بتلائی ہے کسی کے آگے اس کا ذکر نہیں کرو گے تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں، جب اس نے وعدہ کیا تو اویس قرنی نے اس کے لئے دعا کر دی۔

جنگ صفین میں شرکت...... ابن ابی لیلی کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں شام کے ایک شخص نے آواز دی کیا تم میں اویس قرنی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں، فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تابعین میں سے سب سے بہتر اویس قرنی ہیں پھر اس نے اپنا جانور ہنکایا اور لشکر میں داخل ہوگیا۔

میرا خلیل اویس قرنی ہے...... سلام بن مسکین کہتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس امت میں میرا خلیل اویس قرنی ہے۔ یہی مضمون دیگر کئی روایات میں بھی موجود ہے۔

گھریلو حالت ...... راوی کہتے ہیں کہ اویس قرنی سے ملاقات کے بعد جب اگلا سال آیا اور اہل کوفہ کے لوگ حج کے لئے مدینہ منورہ آئے ان میں سے ایک معزز شخص کی عمر فاروقؓ سے ملاقات ہوئی آپ نے ان سے پوچھا تم نے اویس کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ انہوں نے کہا پراگندہ گھر اور کم سامان کی حالت میں، پھر عمر فاروقؓ نے ان کے سامنے وہ روایت بیان کی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

پوشیدہ ہو گئے ...... یہ آدمی جب کوفہ آیا تو اویس قرنی سے بخشش کی دعا کے لئے درخواست کی، آپ نے جواب دیا تم پاکیزہ سفر سے آئے تم میرے لئے دعا کرو، اس نے اصرار کیا تو آپ نے پوچھا کیا تمہاری ملاقات عمر فاروقؓ سے ہوئی ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں، آپ نے اس کے لئے بخشش کی دعا کر دی۔

جب لوگوں میں اس بات کی شہرت ہونے لگی تو آپ وہاں سے پوشیدہ ہو گئے۔

قبیلہ مراد کے آدمی سے گفتگو ...... ابو الاحوص کہتے ہیں کہ ہمارے ایک ساتھی نے ہمیں بتایا کہ ایک مرتبہ قبیلۂ مراد کا ایک شخص اویس قرنی کے پاس آیا اور پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا الحمد للہ خیریت سے ہوں، پوچھا آپ پر زمانہ کیسا گذر رہا ہے فرمایا تم ایسے شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جس پر شام آئے تو اسے صبح کی امید نہ ہو، صبح آئے تو شام کی امید نہ ہو۔

اے میرے بھائی! موت کسی مومن کو خوش نہیں رہنے دیتی، مومن کی نظر میں خدا کی معرفت کے مقابلہ میں سونے چاندی کی کوئی قیمت نہیں، اے میرے بھائی! اللہ کے فرائض کی تکمیل نے مومن کے لئے کوئی دوست نہیں چھوڑا اللہ کی قسم! ہم اچھی باتوں کی تلقین اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اس لئے لوگوں نے ہمیں اپنا دشمن بنالیا اور ہمارے مقابلہ میں فاسق لوگوں سے دوستی کر لی، جو لوگ مجھ پر تہمتیں لگاتے ہیں ان کا رویہ مجھے حق بات کہنے سے نہیں روک سکتا۔

ھرام بن حیان کی گفتگو ...... ھرام بن حیان العبدی کہتے ہیں کہ میں اویس قرنی کی ملاقات کے شوق میں بصرہ گیا، آپ دریائے فرات کے کنارے بیٹھے تھے میں نے کہا اے میرے بھائی اویس! کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ میں نے حدیث کی تصدیق کرنے کی غرض سے ایک حدیث کی سند بیان کرتے ہوئے کہا حدثنی (مجھ سے فلاں نے بیان کیا) اس نے فوراً مجھے روک دیا اور کہا میں اپنے اوپر یہ دروازہ نہیں کھولنا چاہتا کہ مجھے محدث، قاضی یا مفتی کہا جائے، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور رونے لگا، میں نے کہا کچھ قرآن مجید کی تلاوت کر دیجئے، چنانچہ آپ نے یوں تلاوت شروع کر دی: اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ,, حٰم . والکتاب المبین . انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنّا منذرین ...... انّہ ھو السمیع العلیم[1] تک پڑھا۔ آپ پر غشی طاری ہو گئے، کچھ دیر کے بعد افاقہ ہوا پھر فرمایا میرے لئے تنہائی بہتر ہے۔

آپ ثقہ ہیں، لیکن آپ نے کسی سے روایت نقل نہیں کی۔

---

[1] الدخان، ا۔۔۔۶

عبدۃ بن ھلال الثقفی ...... عمر فاروقؓ نے آپ سے قسم لی تھی کہ آپ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن روزہ نہ رکھیں گے، آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھ پر کوئی رات نیند کے ساتھ اور کوئی دن روزے کے بغیر نہیں گذرا۔

ابو غدیر الضبی ...... آپ کا نام عبدالرحمٰن بن خصفہ ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ہم بنوضبہ کے ایک وفد کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے میرے علاوہ سب کی ضروریات پوری کر دیں، آپ میرے پاس سے گذرے تو میں کود کران کی سواری کے پیچھے جا بیٹھا آپ نے فرمایا خشن (یہ یمانی کلمہ) اپنی ضرورت پیش کرو، چنانچہ آپ نے میری روزرت پوری کر دی، پھر فرمایا ہمارے سواری خالی کر دو۔

سعد بن مالک العبسی ...... آپ عمر فاروق سے روایت نقل کرتے ہیں اور آپ سے حلام بن صالح روایت کرتے ہیں۔

حبیب بن صھبان الاسدی ...... آپ کنیت ابو مالک ہے، آپ عمر فاروق سے روایت کرتے ہیں، آپ ثقہ ہیں اور آپ کی روایت بہت کم ہیں۔

تابعین کا وہ طبقہ جو علی بن ابی طالب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے

حارث بن سوید تیمی ...... آپ علی المرتضیٰ ، ابن مسعود ، حذیفہ اور سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں ، آپ کی کنیت ابو عائشہ ہے عبداللہ بن زبیر کے آخری دور میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے ، آپ چہ راوی ہیں اور روایات کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔

حارث بن قیس الجعفی ...... آپ علی المرتضیٰ اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

جب آپ فوت ہوئے تو نماز جنازہ ہو جانے کے بعد ابو موسیٰ اشعری آئے اور دوبارہ نماز پڑھی اور بعض روایات میں ہے اور جبکہ دوسری روایات میں ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے امامت کرائی۔

حارث اعور ...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے : حارث بن عبد اللہ بن کعب بن اسد بن خالد بن حوث (عبداللہ) بن سبع بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن جشم بن حاشد بن خیران بن نوف بن ھمدان۔
ضعیف راوی ہیں۔ آپ علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں ، آپ کا ایک قول بہت برا ہے ، آپ ضعیف راوی ہیں۔

آدھا آدمی غالب آ گیا ...... علباء بن احمر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ علیؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا مجھ سے ایک درہم کے بدلہ علم کون خریدے گا ، حارث آگے بڑھے اور ایک درہم میں کاپی خرید لی ، پھر حضرت علیؓ کے پاس آئے اور بہت سی علمی باتیں لکھیں پھر ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا اے اہل کوفہ ! تم پر آدھا آدمی غالب آ گیا۔
عامر کہتے ہیں کہ میں نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ حارث اعور سے حضرت علی کی حدیث کے متعلق پوچھ رہے تھے ، شعبی نے ایک مرتبہ حدیث بیان کرتے ہوئے کہا یہ حدیث مجھ سے حارث اعور نے بیان کی اور وہ جھوٹا آدمی ہے۔

علم میراث میں مہارت ...... ابو اسحاق کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ کوفہ میں کوئی شخص عبیدہ اور حارث اعور سے زیادہ میراث کا علم نہیں جانتا۔

امامت ...... زبیر بن معاویہ ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حارج اعور کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور حارث قوم کے امام تھے ، نماز جنازہ بھی پڑھاتے تھے البتہ نماز جنازہ میں صرف ایک مرتبہ دائیں طرف سلام پھیرتے تھے۔

انتقال اور تدفین ...... حارث اعور نے وصیت کی کہ ان کا نماز جنازہ عبداللہ بن یزید الانصاری پڑھائیں چنانچہ انہوں نے جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں، پھر ہم جنازہ کو لے کر چلے یہاں تک کہ انکی قبر تک پہنچ گئے اس وقت ابن یزید نے کہا اس کو قدموں کی طرف سے اتارو، ہم نے اسی طرح اتارا، اس کے جسم سے زائد اتار لی گئی اور صرف کفن باقی رہ گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابن یزید نے کہا زائد کپڑا اتار لو کیونکہ مردوں کے لئے اس کی ضرورت نہیں، البتہ عورتوں کی تدفین کے وقت اس کی ضرورت ہوتی ہے، مذکورہ واقعہ کئی روایات میں مذکور ہے۔

عمیر بن سعید النخعی ...... آپ علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، عمار بن یاسر اور ابوموسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں آپ بہت دیر تک زندہ رہے یہاں تک کہ خالد بن عبداللہ کے دور میں ۱۱۵ھ میں فوت ہوئے، محمد بن جابر حنفی نے آپ کا زمانہ پایا اور آپ سے روایات نقل کیں۔ آپ ثقہ راوی ہیں اور آپ سے متعدد روایات مروی ہیں۔

سعید بن وهب الهمدانی ...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: سعید بن وہب بن موہب بن صادق بن ینارع بن دومان۔

آپ علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود اور خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، معاذ بن جبل کے یمن جانے سے پہلے کے زمانے کی روایات بھی نقل کرتے ہیں، آپ حضرت علیؓ کے ساتھ بہت چمٹے رہتے، اس کثرت صحبت کی وجہ سے آپ کا لقب قراد (چچڑی) پڑ گیا۔

آپ سلمان فارسی، ابن عمر، ابن زبیر اور قاضی شریح سے بھی روایت کرتے ہیں۔

ابواسحاق کہتے ہیں کہ جمعہ کے روز جس مرتبہ آپ کا بیٹا آتا تو اپنے مکان سے اترتے، ورنہ عام حالات میں جمعہ کے اندر شریک نہ ہوتے، آپ اپنی قوم کے سردار تھے۔

آپ داڑھی پر زرد رنگ لگاتے، عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں کوفہ کے اندر ۸۶ھ میں فوت ہوئے، آپ ثقہ راوی ہیں بہت سی روایات آپ سے مروی ہیں۔

هبیرہ بن یزیم شامی ...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: ہبیرہ بن یریم شیام بن اسعد بن حبشم بن حاشد، شیام ان کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔

آپ حضرت علیؓ اور حضرت عمار بن یاسر سے روایت کرتے ہیں آپکے والد یریم بھی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ھبیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود سے سنا کہ روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے، آپ معروف ہیں لیکن معتبر نہیں۔

عمرو بن سلمہ ...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: عمرو بن سلمہ بن عمیرہ بن مقاتل بن حارث بن کعب بن علوی

بن علیان بن ارجب بن دعام، آپ علی المرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ باوقار شخصیت تھے۔

آپ کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کے لئے محمد بن اشعث کے ساتھ بھیجا تھا حضرت معاویہ آپ کی جسامت اور فصاحت سے متاثر ہوئے اور فرمایا کیا آپ قبیلہ مضر کے ہیں فرمایا نہیں، پھر کچھ اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے: میرا تعلق ایسی قوم سے ہے کہ شہری اور دیہاتی ہر قسم کے لوگوں کے درمیان اللہ نے انہیں عزت دی ہے، ہمارے آباء واجداد سچائی کے حامل تھے اور ان سے عزت وبزرگی چلتی آرہی ہے اور ہماری مائیں معزز رہی ہیں اور انہیں یہ عزت پشت در پشت ملتی رہی ہے۔ پھر فرمایا میں ھمدان کا آدمی ہوں اور پھر ارحب کا ایک شخص ہے، آپ ثقہ راوی ہیں البتہ مرویات کی تعداد کم ہے۔

ابوزعراء الحضرمی ……آپ کا نام عبداللہ بن ھانی ہے آپ کا شمار اہل کندہ میں سے ہوتا ہے آپ علی المرتضیٰ اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں آپ ثقہ راوی ہیں اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن السلمی ……آپ کا نام عبداللہ بن حبیب ہے آپ علی المرتضیٰ، ابن مسعود اور عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں، شعبہ کا کہنا ہے کہ آپ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایات نہیں سنیں صرف علی المرتضیٰ سے سماع کیا ہے لیکن سعد بن عبادہ کی روایت کے مطابق آپ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے: خیر کم من تعلم القرآن وعلمه (ترجمہ) تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے۔

قرآن فہمی ……آپ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآت علی رضی اللہ عنہ سے سیکھی، تیم بن سلمہ کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن مسجد کے امام تھے بارش والے روز انہیں سواری میں لایا جاتا، آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ قرآن ان لوگوں سے سیکھا کہ جب وہ دس آیات پڑھ لیتے تو اس وقت تک آگے نہ بڑھتے جب تک کہ ان آیات کے مطلب ومعنی کو اچھی طرح نہ سمجھ لیتے، ہم قرآن بھی سیکھتے اور اس پر عمل کرنا بھی سیکھتے۔

لیکن یہ قرآن اب ان لوگوں کی طرف منتقل ہو جائیگا کہ وہ اسے پانی کی طرح پی جائیں گے، یہ قرآن ان کی پنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا پھر آپ نے حلق پر ہاتھ رکھ کر فرمایا بلکہ یہاں سے آگے نہیں بڑھے گا۔

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن صرف بیس آیات صبح پڑھتے اور بیس آیات شام میں پڑھتے اور بعض مرتبہ پانچ پانچ آیات پڑھتے (اور ان پر غور وفکر کرتے)

ہم قرآن کا بدلہ نہیں لیتے ……ایک مرتبہ عمرو بن حریث نے آپ کی خدمت میں کچھ مال بھیجا، بھیجنے والے نے کہا کہ آپ نے عمرو کے بیٹے کو قرآن مجید پڑھایا ہے یہ اس کا بدلہ ہے آپ نے فرمایا واپس لے جاؤ ہم اللہ کی کتاب پر اجرت نہیں لیتے۔

یہ فقہیہ ہے ……حسن بن موسیٰ اور مالک بن اسماعیل ابن حبیب کی روایت سے کہتے ہیں کہ ابو الاحوص

کہا کرتے تھے کہ ابوعبدالرحمٰن کی مجلس میں بیٹھا کرو کیونکہ یہ فقیہ ہے، شقیق اور، ابووائل اور سعد بن عبیدہ کی مجلس میں نہ بیٹھو۔

صدقۃ الفطر ...... آپ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے قرآن کا علم دیا میرا والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہے اور میں عید الفطر کے موقع پر ہر چھوٹے، بڑے، آزاد غلام ہر ایک کی طرف عمدہ قسم کی گندم کا ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کلو) صدقہ کرتا ہوں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے کاش! نمازی کو پتہ چل جائے کہ اس کے لئے آگے کیا انعامات رکھے ہوئے ہیں (تو پھر نماز میں اس کی کیفیت بدل جائے)

انشاء اللہ نہ کہو ...... آپ نے ایک شخص سے پوچھا تو مومن ہے یا مسلم ہے؟ اس نے کہا ہاں انشاء اللہ (مسلم ومومن ہوں) فرمایا انشاء اللہ نہ کہو (بلکہ صاف کہو کہ میں مومن ہوں) میں نے مسعر کو یہ کہتے ہوئے سنا ابوسلمہ! میں سچا مومن ہوں فرمایا یا یہ صحیح ہے کیا کوئی مومن باطل بھی ہوتا ہے۔

سعد بن عبادہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابوعبدالرحمٰن نے ایک قمیص میں نماز پڑھی، دوسری روایت میں ہے کہ آپ پر چادر وغیرہ نہیں تھی۔

کلام میں ادب ...... (اگر کوئی کام بھول جاتے تو اس کے بارے میں فرماتے کہ) مجھے یہ پسند نہیں کہ یوں کہوں کہ مجھ سے یہ کام چھوٹ گیا بلکہ یہ کہا جائے کہ مجھے بھول گیا۔

ہر بیماری کی دواء ہے ...... عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن کے پاس آیا انہوں نے اپنے لڑکے کو پچھنے لگوائے ہوئے تھے میں نے کہا کیا آپ اپنے بچے کو پچھنے لگواتے ہیں فرمایا اس میں کیا مانع ہے میں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کا دواء بھی ساتھ نہ اتارا ہو۔

مسجد میں مرنا پسند ہے ...... عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ابوعبدالرحمٰن کے پاس گیا تو دیکھا کہ کہ آپ مسجد میں ہی اپنے کام سرانجام دے رہے ہیں میں کہا اللہ آپ پر رحم کرے، بہتر تھا کہ آپ گھر تشریف رکھتے فرمایا میں نے ایک صحابی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے آدمی کو اس وقت تک نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے جب تک کہ وہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے اور اس کے لئے فرشتے یہ دعا کرتے رہتے ہیں اے اللہ! اس کی بخشش فرما اور اس پر رحم فرما، میں یہ چاہتا ہوں کہ میری موت مسجد ہی میں آئے۔

انتقال ...... آپ نے انتقال کے وقت فرمایا کہ مجھے اللہ کی رحمت سے امید ہے میں نے اسی سال تک رمضان المبارک کے روزے رکھے ہیں جب آپ کا انتقال ہوا تو ابوحجیفہ کا وہاں سے گذر ہوا اس نے کہا یہ خود دنیا کی مشقتوں سے راحت پانے والے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی ان سے راحت حاصل ہوگی (کہ ان پر بھی ان کی وجہ سے

رحمتیں نازل ہوں گی) عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں کوفہ کے اندر آپ کا انتقال ہوا، اس وقت بشر بن مروان کوفہ کا گورنر تھا۔ آپ ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

عبداللہ بن معقل المزمی...... آپ کی کنیت ابوالولید ہے، آپ علی المرتضٰی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، یونس بن ابی اسحاق کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن معقل کو بھی اسی لشکر میں بھیجا گیا جس لشکر میں میں بھی تھا۔

ابوبکر بن عیاش ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن معقل کے جنازے میں شریک ہوا، ایک شخص نے کہا کہ اس قبر والے نے وصیت کی تھی کہ میری قبر پر ہری شاخ گاڑ دینا، اسی لئے یہ شاخ گاڑی گئی ہے، آپ ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن معقل...... آپ عبداللہ بن معقل کے بھائی ہیں، آپ علی المرتضٰی اور عبداللہ بن مسعود سے روایت نقل کرتے ہیں آپ اپنے والد سے جو روایات نقل کرتے ہیں ان کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ اس وقت آپ بہت چھوٹے بچے تھے (اس لئے آپ کی وہ روایات معتبر نہیں)

سعد بن عیاض الشمالی...... آپ علی المرتضٰی اور عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں ،آپ کی روایت کم ہیں۔

ابوفاختہ...... آپ کا نام سعد بن علاقے ہے، آپ جعدہ بن ھبیرہ مخزومی کے آزاد کردہ غلام ہیں، آپ علی المرتضٰی، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ربیع بن عمیلہ الفزازی...... آپ کی کنیت ابوالرکین ہے، آپ علی المرتضٰی اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ بلنجر کے معرکہ میں آپ سلمان بن ربیعہ کے ساتھ تھے، آپ ثقہ راوی ہیں اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

ھزیل بن شرحبیل الاودی...... آپ علی المرتضٰی اور ابن مسعود سے روایت نقل کرتے ہیں، ثقہ راوی ہیں۔

ارقم بن شرحبیل الاودی...... آپ ھزیل بن شرحبیل کے بھائی ہیں آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ آپ نے علی المرتضٰی سے بھی کچھ نہ کچھ روایت کیا ہے آپ کے بھائی ھزیل آپ سے روایت کرتے ہیں، آپ ثقہ راوی ہیں البتہ آپ کی روایات کم ہیں۔

ابوالکنود ازدی...... آپ کا نام عبداللہ بن عوف ہے بعض نے کہا کہ عبداللہ بن عویمر ہے آپ علی المرتضٰی اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

حکم ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے علی المرتضیٰ کے پیچھے نماز پڑھی اور دو سلام اس طرح پھیرے السلام علیکم، السلام علیکم۔ آپ ثقہ راوی ہیں، آپ کی روایت کم ہیں۔

شداد بن معقل الاسدی...... آپ علی المرتضیٰ اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں آپ کی روایات بھی بہت کم ہیں۔

حبّہ بن جوین العربی...... آپ بجیلہ کے ہیں، علی المرتضیٰ اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں ۷۶ھ کے اندر فوت ہوئے۔ آپ سے بہت سے روایات مروی ہیں لیکن آپ ضعیف راوی ہیں۔

ضمیر بن مالک الھمدانی...... آپ علی المرتضیٰ اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں آپ سے صرف دو روایات مروی ہیں۔

عمرو بن عبداللہ الاصم الوادعی...... آپ کا تعلق ھمدان سے ہے، آپ علی المرتضیٰ، ابن مسعود اور مسروق سے روایت کرتے ہیں، آپ کی مرویات بہت کم ہیں۔

عبداللہ بن سنان الاسدی...... آپ کا تعلق قبیلہ بنو خزیمہ سے ہے آپ کی کنیت ابو سنان ہے آپ علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔

واقعہ جماجم سے پہلے حجاج بن یوسف کے دور میں فوت ہوئے، ثقہ راوی ہیں، اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہے۔

زاذان ابوعمرو...... آپ کندہ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ علی المرتضیٰ، ابن مسعود، سلمان فارسی، براء بن عازب اور عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔

پہلو میں بٹھانا...... عنترہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ زاذان عبداللہ بن مسعود کی مجلس میں حاضر ہوئے آپ سے پہلے بہت سے لوگ پہنچ چکے تھے آپ نے عرض کیا آپ نے خروالوں کو قریب کر لیا، آپ نے مجھے کہا قریب ہو جاؤ یہاں تک کہ اپنے پہلو میں بٹھالیا۔

خاص عطایا...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود سے ایسی ایسی باتیں پوچھیں جو کسی اور نے نہیں پوچھیں، آپ فرماتے ہیں کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان ایک کھانے کی چیز تقسیم کرتے تھے میرے آزاد کردہ غلام کے حصے میں بھی آتی ہم اسے سے کھاتے تھے۔

کاروباری احتیاط......آپ کرابیس کپڑا فروخت کرتے جب گاہک آتا تو اس کے سامنے پھیلا دیتے تاکہ وہ اچھی طرح دیکھ لے۔

انتقال......حجاج بن یوسف کے دور میں جماجم کے واقعہ کے بعد فوت ہوئے ،آپ ثقہ راوی ہیں البتہ روایات بہت کم ہیں۔

عباد بن عبداللہ الاسدی......آپ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

کمیل بن زیاد......آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: کمیل بن زیاد بن نھیک بن ھیثم بن سعد بن مالک بن حارث بن صھبان بن سعد بن مالک بن نخع مذحجی۔ آپ عثمان غنی، علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

آپ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے آپ شریف طبع آدمی اور قوم کے سردار تھے جب کوفہ میں حجاج بن یوسف آیا تو اس نے آپ کو بلا کر قتل کروادیا۔

قیس بن عبدالھمدانی......آپ عامر بن شرحبیل کے چچا ہیں آپ علی المرتضیٰ اور ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں آپ کی مرویات کی تعداد کم ہیں۔

حصین بن قبیصہ الاسدی......آپ علی المرتضیٰ، ابن مسعود اور سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔

ابوقعقاع الجرمی......آپ کا تعلق قضاعۃ سے ہے، علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں جنگ قادسیہ میں شامل ہوا اور اس وقت یافع کا غلام تھا۔

ابورزین......آپ کا نام مسعود ہے، آپ ابووائل کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

شقیق بن سلمہ الاسدی......آپ علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، عاصم کہتے ہیں کہ مجھ سے ابووائل نے کہا کہ کیا آپ کو ابورزین کے بڑھاپے پر تعجب نہیں ہوتا، وہ عمر بن خطاب کے دور میں لڑکے تھے اور میں جوان تھا، آپ کی بہت سی مرویات بھی ہیں۔

عرفجہ......آپ علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے کہ میں نے علی المرتضیٰ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے دونوں رکعتوں میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھی۔

معدی کرب مشرقی...... مشرق یمن کا ایک علاقہ ہے اسی طرف آپ منسوب ہیں، آپ علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن سعود سے روایت کرتے ہیں آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ الھذ لی...... آپ بنو زہرہ کے حلیف ہیں، علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی حلال چیز کو حرام کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ حرام کو حلال کرنے والا۔

آپ ثقہ راوی ہیں، آپ کی روایات کم ہیں، آپ نے اپنے والد سے جو روایات نقل کی ہیں ان کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے کیونکہ آپ اپنے والد کے انتقال کے وقت چھوٹے بچے تھے۔

شتیر بن شکل العبسی...... آپ علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود اور اپنے والد سے روایت کرتے ہیں آپ نے اپنے والد کی صحبت بھی حاصل کی ہے علاوہ ازیں حضرت حفصہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

مصعب بن زبیر کے دور میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے آپ ثقہ راوی ہیں آپ کی روایات کم ہیں۔

اس طبقہ کے وہ راوی جو عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں

ابوالاحوص...... آپ کا نام عوف ہے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: عوف بن مالک بن نضلہ الجشمی۔ آپ عبداللہ بن مسعود، حذیفہ، ابومسعود انصاری، ابومسعود اشعری، اپنے والد اور زید بن صوحان سے روایت کرتے ہیں، آپ کو اپنے والد کی صحبت حاصل ہے۔

علی ابن اقمر کہتے ہیں کہ میں نے ابوالاحوص سے یہ سنا کہ ہم تین بھائی ہیں ایک یوم مرورۃ کے موقع قتل ہوا، ایک فلاں موقع پر قتل ہوا اور ایک میں ہوں نجانے اللہ میرے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں۔

ابن مسعود کی روایات بیان کرتے تھے...... شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحاق سے پوچھا کہ ابوالاحوص کس طرح احادیث بیان کرتا تھا، فرمایا وہ ہمیں مسجد میں جمع کر لیتا اور پھر عبداللہ بن مسعود کی روایات سناتا۔

صرف ابوالاحوص کے پاس بیٹھو...... حماد بن زید کہتے ہیں کہ ہم ابوعبدالرحمٰن السلمی کے پاس آکر بیٹھتے تھے اور اس وقت ہم یافع کے غلام تھے اور وہ ہم سے کہتے کہ ابوالاحوص کے علاوہ قصہ گو لوگوں کے پاس نہ بیٹھو، اور شقیق اور سعد بن عبیدہ سے دور رہو۔ عاصم کہتے ہیں کہ میں نے ابوالاحوص کے اوپر خز کی چادر دیکھی، آپ ثقہ راوی ہیں اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

ربیع بن خثیم الثوری

سلسلہ نسب...... آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: ربیع بن خثیم بن عامر بن ملک بن ثور بن عبد مناۃ بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس بن مضر۔ آپ ثوراطحل (اطحل کا بہل) بھی کہا جاتا تھا، اطحل ایک پہاڑ ہے جس کے قریب آپ رہائش پذیر تھے۔ آپ کی کنیت ابوزید ہے آپ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

عاجزی کرنے والوں کے لئے خوشخبری...... ابن مسعود کے صاحبزادے ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ جب ربیع بن خثیم عبداللہ بن مسعود کے پاس آتے تو اس وقت کسی کو اس وقت تک ان کے پاس آنے کی اجازت نہ ہوتی جب تک یہ اپنی ضرورت پوری نہ کرلیں، اور ابن مسعود ان سے کہتے اے ابویزید! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھتے تو آپ سے محبت کرتے اور میرے نزدیک آپ عاجزی کرنے والوں میں سے ہیں، ایک دوسری روایات میں ہے کہ جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کو دیکھتے تو یہ آیت پڑھتے: وبشر المخبتین [1] (اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنادو)۔

مجلس میں بیٹھنے کے آداب...... ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ میں ربیع بن خثیم سے زیادہ کسی شخص کو عبادت میں مشغول نہیں دیکھا، ربیع بن خثیم کہا کرتے تھے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مجلس میں بیٹھوں اور پھر مجھے کسی معاملے پر گواہ بنایا جائے اور میں اس کی گواہی نہ دوں یا کسی کو بوجھ تلے دیکھوں تو اس کا بوجھ دور نہ کروں یا کسی مظلوم کو دیکھوں اور اس کی مدد نہ کروں۔

ایک روایت میں ہے کہ بالغ ہونے کے بعد آپ نہ کسی مجلس میں بیٹھے اور نہ کسی راستے پر، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے یہ ناپسند ہے کہ کوئی شخص دوسرے پر تہمت لگائے اور میں اس کے حق میں گواہی دوں اور اپنی نگاہ نیچی نہ کروں اور نہ کسی کو راستہ بتادوں۔

دنیا کا تذکرہ نہ کرنا...... ابوحیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کبھی ربیع بن خثیم کو دنیا کا تذکرہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا البتہ ایک مرتبہ یہ کہا تمہارے محلے میں کتنی مسجدیں ہیں؟

پند ونصائح...... سعید بن مسروق کہتے ہیں کہ ایسا بہت کم ہوا کہ ربیع بن خثیم کسی ایسے مجلس سے گذریں جس میں بکر بن ماعز موجود ہوں اور وہ یہ نہ فرمائیں اے بکر بن ماعز! اپنی زبان کو بند رکھو سوائے اس کے کہ تیرا کسی پر حق ہو یا تجھ پر کسی کا حق ہو کیونکہ لوگ دین کے بارے میں احتیاط نہیں کرتے۔

آپ اپنے وعظ میں یہ فرمایا کرتے اے اللہ کے بندو! اچھی بات کہو اور اچھا عمل کرو اور نیک عمل پر دوام اختیار کرو اپنی زندگی کو زیادہ نہ سمجھو اور اپنے دل کو زیادہ سخت نہ کرو اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا حالانکہ حقیقت میں وہ سنتے نہیں (یعنی عمل نہیں کرتے)

---

[1] الحج، ۳۴

اے اللہ کے بندے! اگر تو نیک کام کرتا ہے تو اسے مسلسل کرتا رہ کیونکہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جس دن تو یہ خواہش کریگا کہ اے کاش میں نے زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال کئے ہوتے اور اگر تجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی تلافی کے لئے نیک کام کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا ڈالتی ہیں اور یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لئے۔ [1]

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کا علم تجھے عطا فرمایا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر اور جس بات کا تجھے علم نہ ہو اس کے بارے میں کسی جاننے والے سے پوچھ، از خود اس میں تکلف نہ کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اے محمد) کہہ دیجئے کہ میں نہیں مانگتا تم سے کوئی بدلہ اور میں نہیں ہوں تکلف کرنے والا، یہ تو ایک فہمائش تمام جہاں والوں کے لئے اور معلوم کرلو گے اس کے احوال کچھ عرصہ بعد۔ [2]

اے اللہ کے بندے! موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کہ اس جیسا ذائقہ کسی نے نہیں دیکھا، اس وقت پوشیدہ باتیں ظاہر ہو جائیں گے۔

تکلیف دینا گوارہ نہیں...... ابراہیم کہتے ہیں کہ ربیع بن خثیم علقمہ سے ملنے جایا کرتے تھے ان کا گھر مسجد میں تھا ایک مرتبہ مسجد میں عورتیں داخل ہوگئیں تو ربیع اس وقت تک آگے نہ بڑھے جب تک عورتیں مسجد سے نہ نکلیں، ان سے پوچھا گیا کہ آپ علقمہ کے پاس حاضر کیوں نہ ہوئے فرمایا کہ ان کے گھر کا دروازہ بند تھا اور میں نے انہیں مخل کرنا پسند نہیں کیا۔

آپ کے بارے میں تاثرات...... شقیق کہتے ہیں کہ ہم ابن مسعود کے چند شاگرد کے ساتھ ربیع کو ملنے کے لئے گئے کسی نے راستے میں پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ ہم نے کہا ربیع کو ملنے کے لئے، اس نے کہا کہ آپ ایسے آدمی سے ملنے جا رہے ہیں جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا، کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا اور کبھی امانت میں خیانت نہیں کرتا۔

اچھی بات کہو...... ایک شخص کا کہنا ہے کہ میں نے بیس سال کے عرصہ میں ربیع کی زبان سے خیر کے علاوہ کوئی بات نہیں سنی، ابو انیس کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ربیع کے پاس بیٹھا تھا آپ نے فرمایا اچھی بات کہو اچھے اعمال کرو تمہیں ان کا اچھا بدلہ دیا جائیگا۔

کس حال میں صبح کی...... سفیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ربیع سے کہا جاتا کہ آپ نے کس حال میں صبح کی تو وہ فرماتے کہ ہم نے اس حال میں صبح کی کہ ہم کمزور اور گہنگار ہیں، رزق کھاتے ہیں اور موت کی انتظار میں ہیں۔

---

[1] الھود، ۱۱۴

[2] ص، ۸۶، ۸۷

صرف نو باتیں ...... آپ فرماتے ہیں کہ ان نو باتوں کے علاوہ باقی باتیں کم کرو:

۱۔ سبحان اللہ کہنا
۲۔ الحمد للہ کہنا
۳۔ لا الہ الا اللہ کہنا
۴۔ اللہ اکبر کہنا
۵۔ امر بالمعروف کرنا (یعنی نیکی کا حکم دینا)
۶۔ نہی عن المنکر کرنا (یعنی برائی سے روکنا)
۷۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا
۸۔ اللہ تعالیٰ سے خیر اور اچھائی کا سوال کرنا
۹۔ برائی سے پناہ مانگنا

گناہوں کا علاج ...... منذر ثوری کہتے ہیں کہ جب آپ کے پاس کوئی آدمی آتا تو آپ اسے اس طرح نصیحت کرتے: اے اللہ کے بندے! تجھے اللہ تعالیٰ کے احکام کا جتنا بھی علم ہے ان سب کے مطابق اللہ کی اطاعت کر، اور جس کا تجھے علم نہیں اس کے متعلق کسی عالم سے پوچھ، کیونکہ مجھے زیادہ خطرہ ان گناہوں کا ہے جو تم جان بوجھ کر کرتے ہو، اچھا وہ نہیں جس کا صرف حال اچھا ہے بلکہ اس کا انجام بھی اچھا ہونا ضروری ہے، تم حق کو اچھی طرح تلاش نہیں کرتے اور برائی سے اچھی طرح نہیں بھاگتے، جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تمہیں ان سب کا علم نہیں اور جو کچھ تم تلاوت کرتے ہو تمہیں ان سب کا مطلب معلوم نہیں، ایک وقت آئیگا کہ اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ باتیں ظاہر ہو جائیں، اپنے پوسشیدہ اور مخفی گناہوں کا دوا تلاش کرو اور انکا دواء یہ ہے کہ سچی توبہ کرو اور پھر کبھی ان گناہوں کو دوبارہ نہ کرو۔ آپ فرماتے ہیں ہر وہ عمل جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو وہ ضائع ہے۔

مذمت کیوں نہیں کرتے ...... ایک مرتبہ آپ سے کہا گیا اے ابو یزید! آپ لوگوں کی مذمت کیوں نہیں کرتے، فرمایا میں خود اپنے اوپر مطمئن نہیں تو میں دوسروں کی مذمت کیسے کروں، لوگ دوسرے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دلاتے ہیں اور اپنے گناہوں پر مطمئن ہو جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ بعض باتیں دن کی طرح روشن ہوتی ہے اور بعض باتیں رات کی طرح اندھیری۔

شاعری سے دوری ...... ایک مرتبہ آپ سے کسی شعر کا مصرعہ بتانے کے لئے کہا گیا تو آپ نے فرمایا آدمی جو بھی بات کریگا قیامت کے روز اسے اپنے آگے پائیگا میں نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن اپنے آگے شعر پاؤں۔

رات بھر ایک آیت ...... نسیر بن دعلوق کہتے ہیں کہ ربیع تہجد کی نماز پڑھتے تھے، ایک مرتبہ میرا وہاں سے گذر ہوا تو وہ وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے **ام حسب الذین اجترحوا السئیات ان نجعلھم کالذین اٰمنوا**

وعملوا الصالحات . سواءً محیاھم ومما تھم ساء مایحکمون .[۱]

(ترجمہ) کیا برے اعمال کرنے والے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے کہ انکا جینا، مرنا ایک سا ہے، برے دعوے ہیں جو یہ کرتے ہیں۔
آپ اس آیت کو رات بھر بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

قرآنی نصیحت ...... ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا کوئی کاغذ لاؤ وہ کاغذ لایا آپ نے اس میں یہ آیت لکھی: قل تعالوا اتل ما حرّم ربّکم علیکم الّا تشر کوا به شئیاً.......... لعلکم تتقون .[۲]

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے کہ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ تمہارے رب نے تمہارے اوپر جو حرام کیا ہے، یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اور بے حیائی کے کام کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ۔ اور جس جان کو مارنا حرام ہے اسے نہ مارو مگر حق پر، تمہیں یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے تا کہ تم سمجھو اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر بہتر طرح سے یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی تک پہنچ جائے اور ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو، ہم کسی کو اسی چیز کا مکلّف بناتے ہیں جس کی اس کے اندر طاقت ہو اور جب بھی بات کہو تو حق کی کہو اگر چہ وہ اپنا قریب ہی ہو اور اللہ کا وعدہ پورا کرو، تمہیں یہ نصیحت اس لئے کی گئی ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو اور بلاشبہ یہ راہ ہے میری سیدھی، اسی پر چلو دوسرے راستوں پر مت چلو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گے، یہ نصیحت اس لئے ہے تا کہ تم بچتے رہو۔
پھر فرمایا کہ تم مجھ سے نصیحت حاصل کرنے آئے تھے لو میں تمہیں انہی کی نصیحت کرتا ہوں۔

عجز وانکساری ...... مسلم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ربیع بن خثیم مسجد میں داخل ہوئے ان کے پیچھے ایک آدمی تھا جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو پچھلے آدمی نے ان سے کہا آگے بڑھو لیکن آگے اتنی جگہ نہ تھی کہ آپ آگے بڑھ سکتے اس کو غصہ آیا اور اس نے آپ کی گردن کو نچایا اس وقت وہ آپ کو نہ پہچان سکا آپ نے پیچھے مڑ کر صرف یہ کہا اللہ تجھ پر رحم کرے اللہ تجھ پر رحم کرے، اس نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو پہچان لیا پھر ندامت کی وجہ سے رونے لگا۔

کون بڑا ہے؟' ...... ابو وائل سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا ربیع ؟ فرمایا عمر کے اعتبار سے میں بڑا ہوں لیکن عقل و فہم کے اعتبار سے ربیع بڑے ہیں۔

تکلیف کی حالت میں امامت ...... نسیر بن دعلوق کہتے ہیں کہ ربیع مسجد میں نفلی نماز نہیں پڑھتے تھے ایک مرتبہ امامت کے دوران آپ ایک ستون سے سہارا لگائے ہوئے تھے کیونکہ آپ تکلیف کی حالت میں تھے۔

---

[۱] الجاثیۃ، ۲۱

[۲] الانعام، ۱۵۱۔۱۵۳

بے ہوش ہو کر گر پڑے......اعمش کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ربیع کا گذر لوہاروں کے پاس سے گذر گیا وہاں جب دھونکنی اور اس کے اندر موجود اشیاء دیکھیں تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ لوہاروں کے پاس سے گذرا جب اس میں راکھ وغیرہ دیکھی تو خیال آیا کہ اس کے غیر نافع ہونے کی وجہ سے اسے اپنے ساتھ تشبیہ دوں۔

خود جھاڑو دینا......منذر ثوری کہتے ہیں کہ آپ خود جھاڑو دیا کرتے تھے جب آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کام بھی آپ خود کرتے ہیں تو فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنا حصہ محنت سے حاصل کروں۔

کھیلنے کی اجازت نہ دینا......ابوحیان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کی چھوٹی سی بیٹی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے ابا جان! میں کھیلنے جارہی ہوں فرمایا جاؤ اچھی بات کہو، دوسری روایت میں ہے کہ جب بیٹی نے بہت اصرار کیا تو کسی نے کہا کہ آپ اسے کھیلنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ آج میرے نامہ اعمال میں یہ لکھا جائے کہ میں نے کھیلنے کی اجازت دی۔

اللہ کی محبت میں کھانا کھلانا......ام اسود کہتی ہیں کہ ربیع شکر بہت خوشی سے کھاتے ہیں ایک مرتبہ آپ کے پاس شکر تھی کہ ایک سائل آیا آپ نے اسے دے دی میں نے کہا کہ وہ اس شکر کو کیا کرے گا اس کو روٹی دینا بہتر ہے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا ہے:

ویُطعمون الطعام علی حبه[1] (ترجمہ) اس کی محبت کی وجہ سے کھانا کھلاتے ہیں۔

اللہ کو تو معلوم ہے......منذر ثوری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ربیع بن خثیم نے اپنے گھر والوں سے کہا میرے لئے خبیص[2] تیار کرو حالانکہ آپکو اس کے کھانے کا کوئی شوق نہیں تھا، گھر والوں نے اسے تیار کیا تو آپ نے اپنے ایک ایسے پڑوسی کو کھلا دیا جس کو سانپ نے ڈسا تھا آپ اس کے منہ میں ڈال رہے تھے اور اس کے زبان سے لعاب نکل رہا تھا، جب آپ یہ حلوہ اسے کھلا کر گھر واپس آئے تو اہل خانہ نے کہا ہم نے اتنی مشقت سے اسے تیار کیا اور آپ نے اسے کسی اور کو کھلا دیا اسے تو معلوم ہی نہیں کہ اس نے کیا کھایا آپ نے فرمایا اللہ کو تو معلوم ہے۔

ابوعبدالرحمٰن رحال کہتے ہیں کہ ربیع سلام کے جواب میں وعلیکم کہتے تھے۔

قرابت والوں کا حق......نسیر بن دغلوق کہتے ہیں کہ عزرہ نے ربیع بن خثیم سے کہا کہ ہمیں اپنے صحیفے سے وصیت کیجئے آپ نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی: واُولوا الارحام بعضهم اولیٰ ببعضٍ فی کتاب الله[3] (ترجمہ) اللہ کی کتاب کے مطابق قرابت والے ایک دوسرے سے زیادہ لگاؤ رکھتے ہیں۔

---

[1] الدھر، ۸

[2] خبیص ایک خاص حلوا ہے جو کھجور اور گھی سے تیار ہوتا ہے (القاموس المحیط ص ۲۱۶)

[3] الاحزاب، ٦

افطاری کی دعا...... ھلال بن یساف کہتے ہیں کہ ربیع بن خثیم افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے: اللّٰھم لک صمتُ وعلیٰ رزقک افطرتُ (ترجمہ) اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کرتا ہوں۔ اور ایک روایت میں صمتُ اور افطرتُ کے بجائے صمنا اور افطرنا آیا ہے۔

نماز با جماعت کا اہتمام...... ابوحیان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ربیع بن خثیم دو آدمیوں کے سہارے مسجد آ رہے تھے آپ سے پوچھا گیا کہ اس حال میں بھی آپ مسجد جا رہے ہیں، فرمایا جب تم حی علی الفلاح کی آواز سنو تو اس کا جواب دیا کرو، (یعنی نماز کے لئے جاؤ)۔ ابوحیان اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فالج کے زمانہ میں بھی ربیع بن خثیم کو مسجد میں لایا جاتا، جب آپ سے کہا گیا کہ آپ کے لئے مسجد نہ آنے کی اجازت ہے فرمایا میں حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کی آواز سنتا ہوں اگر تم سنو تو خواہ گھٹنوں کے بل چل کر آنا۔

روتے کیوں ہو؟...... داؤد قطان کہتے ہیں کہ ربیع بن خثیم پر فالج کا حملہ ہوا بکر بن ماعز ان کا دھیان کرتے ان کے سر پر تیل لگاتے ان کی جوئیں وغیرہ نکالتے اور انہیں نہلاتے ایک روز بکر آپ کو غسل دے رہے تھے کہ ربیع کا لعاب نکلنے لگا بکر رونے لگے ربیع نے کہا تم کیوں روتے ہو؟ مجھے یہ پسند نہیں کہ دیلم والے اللہ کی نافرمانی پر آمادہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی تکذیب سے بچو...... ربیع فرماتے ہیں کہ اس بات سے ڈرو کہ تم میں سے کوئی یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ بات فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائیں تم نے جھوٹ کہا ہے میں نے تو یہ نہیں کہا۔ یا تم کہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات نہیں فرمائی اور اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ میں یہ بات کہی ہے او آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ان نو کاموں کے بعد اور کیا کرتا ہے؟

۱) سبحان اللہ کہنا
۲) الحمد اللہ کہنا
۳) لا الہ الا اللہ کہنا
۴) اللہ اکبر کہنا
۵) امر بالمعروف کرنا
۶) نہیں عن المنکر کرنا
۷) قرآن مجید کی تلاوت کرنا
۸) اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرنا
۹) شر اور برائی سے پناہ مانگنا

شہادت حسینؓ پر ردعمل...... ھبیرہ بن خزیمہ کہتے ہیں کہ جب حسین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں ربیع کے

پاس آیا اور انہیں اس واقع کی اطلاع دی، آپ نے یہ آیت پڑھی: اللھم فاطر السموٰت والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون [1]

(ترجمہ) اے اللہ! اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، پوشیدہ اور ظاہر بات کو جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان چیزوں کا فیصلہ کریگا جن میں وہ اختلاف کررہے تھے۔

بنوثور کی فضیلت ...... ابویعلی کہتے ہیں کہ بنی ثور کے اندر تیس ایسے آدمی تھے کہ ان میں سے کوئی بھی ربیع بن خیثم سے کم نہیں تھا، شبرمہ کہتے ہیں کہ میں نے کوفہ کے اندر کسی قبیلے میں اتنے بزرگ اور فقیہ نہیں دیکھے جتنے بنی ثور میں تھے۔ ابوبکر زبیدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں بنوثور اور عرینین کے علاوہ کسی قبیلے کے لوگ بہت زیادہ مسجد میں بیٹھنے والے نہیں دیکھے۔

نردشیر سے نفرت ...... یوسف بن حجاج کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن خیثم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے اپنے ہاتھ سے خنزیر کے گوشت کے ٹکڑوں کو الٹنا پلٹنا، نردشیر کے ٹکڑوں کو الٹنے پلٹنے سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔

خاص دعا ...... شعبی کہتے ہیں کہ ہم ربیع بن خیثم کی عیادت کے لئے گئے ہم نے ان سے عرض کیا کہ ہمارے لئے دعا فرمایئے انہوں نے اس طرح دعا فرمائی: اللھم لک الحمد کلّہ ، بیدک الخیر کلّہ والیک یرجع الامر کلّہ وانت الہ الخلق کلّہ ، نسألک من الخیر کلّہ ونعوذ بک من الشر کلّہ

(ترجمہ) اے اللہ تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں، تمام بھلائیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں، تمام معاملات بالاخر آپ کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں، آپ تمام مخلوقات کے معبود ہیں، ہم آپ سے تمام بھلائیاں مانگتے ہیں اور تمام شرور سے پناہ مانگتے ہیں۔

صرف اتنا کہا ...... بنی تیم کے ایک شخص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں دوسال تک ربیع بن خیثم کی مجلس میں شریک ہوتا رہا وہ مجھ سے کسی کے بارے میں نہ پوچھتے تھے البتہ ایک مرتبہ صرف اتنا کہا کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ اور تمہارے محلے میں کتنی مسجدیں ہیں؟

دعا کے آداب ...... آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ ہر دعا میں یہ کہا جائے اے اللہ! مجھ پر رحمت فرما، مجھ پر رحمت فرما، میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا اے اللہ! تو نے مجھ پر فرض عائد کیا ہے میرے متعلق وہی فیصلہ فرما جو مجھ پر فرض ہے۔

عمدہ چیزیں اللہ کے راستے میں خرچ کردیں ...... عبدخیر کہتے ہیں کہ میں ایک جنگ میں ربیع کے ساتھ اس غزوے میں انہیں بہت سے غلام اور مویشی ملے کچھ دنوں کے بعد مجھے ان کے پاس جانے کا اتفاق ہوا

---

[1] الزمر، ۴۶

تو دیکھا کہ ان کے پاس غلام اور مویشی نہیں ہے میں اجازت لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا غلام اور مویشی کہاں گئے؟ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا جب میں نے دوبارہ پوچھا تو یہ آیت پڑھی: لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون ۱؎ (ترجمہ) تم اس وقت تک نیکی کے کمال درجے تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنا پسندیدہ مال اللہ کے راستے میں خرچ نہ کر دیا۔ (چنانچہ آپ نے انہیں اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا تھا)

اعلیٰ توکل ...... فالج کے زمانے میں جب آپ سے کہا جاتا کہ آپ علاج کیوں نہیں کرواتے تو جواب میں فرماتے کہ عاد وثمود اور اصحاب الرس ۲؎ اور ان کے درمیان بہت سی قومیں گذر گئیں ان میں علاج کرنے والے بھی ہوتے تھے اور علاج کروانے والے بھی لیکن اب دونوں طبقے باقی نہیں رہے۔

وصیت اور انتقال ...... آپ نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کی خبر کسی کو نہ دینا اور میری قبر پر شاخ گاڑ دینا، دوسری روایت میں آپ کی وصیت اس طرح تفصیلاً مذکور ہے۔

,,ربیع بن خثیم اس بات کی وصیت کرتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے اور وہی گواہ ہونے کے اعتبار سے کافی ہے اور وہ نیک لوگوں کو ان کی عبادت کا بدلہ دینے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں، میں نے اپنے آپ کو اور جو میری اطاعت کرے اس کو اس بات پر راضی کرلیا ہے کہ ہم عبادت کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والوں کے ساتھ حمد کریں اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کریں۔ آپ کی یہی وصیت سعید بن مسروق اور منذر ثوری کی روایت میں بھی مذکور ہے۔ آپ کا انتقال عبید اللہ بن دور کے دور میں کوفہ کے اندر ہوا۔

ابو العبیدین ...... آپ کا نام معاویہ ہے آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: معاویہ بن سبرہ بن حصین بن عامر بن صعصعہ

آپ ابن مسعود کے مقرب شاگردوں میں سے ہیں ابن مسعود آپ کو قریب رکھتے تھے آپ ان سے روایت نقل کرتے ہیں، یحییٰ بن جزار کہتے ہیں کہ آپ بنو نمیر کے تھے اور آپ کی بینائی کمزور تھی۔

ابن ابی ھذیل کہتے ہیں کہ ابو العبیدین عبد اللہ بن مسعود کے شاگردوں میں سے تھے اور آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندے ! جب لوگ تیرے گرد تنگی کر دیں تو صرف روٹی کھالینا اور فرات کا پانی پی لینا اور اپنے دین کو مضبوط رکھنا، آپ سے بہت کم روایات مروی ہیں۔

حریث بن ظہیر ...... آپ ابن مسعود اور عمار بن یاسر سے روایت کرتے ہیں۔

مسلم بن ابو سعید ...... آپ فرماتے ہیں کہ میں زید بن خلیدہ کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا ضرور ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ تم میں سے ہر شخص یہ تمنا کریگا کہ اسکے پاس کچھ اور بکریاں وغیرہ ہوتیں

۱؎ آل عمران، ۹۲

۲؎ اصحاب الرس کا مطلب ہے کنویں والے اور اس سے مراد ایسی قوم ہے جنہوں نے اپنے رسول کو کنویں میں بند کیا جس کی وجہ سے ان پر عذاب آیا (تفسیر عثمانی، الفرقان، ۳۸ صفحہ ۴۷۵) اعجاز

قبیصہ بن برمہ......آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: قبیصہ بن برمہ بن معاویہ بن سفیان بن منقذ بن وھب بن نمیر بن نصر بن قعین بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ آپ شریف اور قوم کے سردار تھے آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

جعفر بن سلام کہتے ہیں کہ آپ اپنی قوم کے سردار تھے اور اپنی قوم کے درمیان عطایا تقسیم کیا کرتے تھے میں نے دیکھا کہ عطایا قبیصہ کی طرف لائی گئیں۔

صلہ بن زفر العبسی......آپ ابن مسعود، حذیفہ اور عمار سے روایت کرتے ہیں، ابووائل کہتے ہیں کہ میں نے صلہ بن زفر سے ملاقات کی تھی اور مجھے معلوم تھا کہ آپ اپنے عہدہ سے بری ہو چکے ہیں میں نے کہا کیا اس سے آپ کو کوئی پریشانی یا تکلیف تھی؟ فرمایا نہیں بلکہ اہل حل وعقد میرے بارے میں غلطی میں مبتلا ہوں مجھے اس کا زیادہ خطرہ ہے، بجائے اس کے کہ وہ صحیح رائے اختیار کریں۔

موسیٰ بن مسعود کہتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابوالعلاء تھی آپ مصعب بن زبیر کے دور میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے، آپ ثقہ راوی ہیں اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

ابوالشعثاء المحاربی......آپ کا نام سلیم بن اسود ہے آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، حجاج بن یوسف کے دور میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے۔

مستورد بن احنف الفہری......آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

عامر بن عبدہ......آپ نے عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انسان کی ہڈیاں سجدہ کرنے کے اعتبار سے مناسب بنائی گئی ہیں، آپ کی کنیت ابوایاس ہے جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔

ابومعیز السعیدی......آپ ابن مسعود سے سماعاً یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں ایک مرتبہ صبح کے وقت سفر میں گیا اور مسجد بنوحنیفہ کے پاس سے گذرا۔

شداد بن ازمع......آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: شداد بن ازمع بن ابی بثینہ بن عبداللہ بن مرّ بن مالک بن حرب بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ۔ آپ ھمدان کے ہیں، آپ اور آپ کے بھائی حارث بن ازمع دونوں شریف مکہ رہے ہیں آپ نے عبداللہ بن مسعود سے روایات سنی ہے۔

بشر بن مروان کے دور میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے، آپ ثقہ راوی ہیں البتہ آپ کی روایات بہت کم ہیں

عبداللہ بن ربیعہ السلمی......آپ عمرو بن عتبہ کے خالو ہیں، آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، ثقہ راوی ہیں البتہ روایات بہت کم مروی ہیں۔

عتریس بن عرقوب الشیبانی..... آپ ابن مسعود سے روایت نقل کرتے ہیں۔

عمرو بن حارث...... آپ مصطلق سے تعلق رکھتے تھے، ابن مسعود سے روایت نقل کرتے ہیں۔

ثابت بن قطبہ المزنی...... آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، ثقہ راوی ہیں اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

ابوعقرب الاسدی...... آپ ابن مسعود سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ابن مسعود کے پاس آیا اور انہیں گھر کے اوپر پایا مگر وہ سورج نکلنے کے بعد ہی ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لیلۃ القدر، رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں سے ایک رات ہے۔

عبداللہ بن زیاد اسدی..... آپ کی کنیت ابومریم ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود کو رکوع کی حالت میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتے ہوئے سنا۔

ابو عامر کہتے ہیں کہ میں بنو اسد کے آدمی ابومریم سے سنا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز میں قرأت کی، آپ عمار بن یاسر سے بھی روایت کرتے ہیں۔

خارجہ بن صلت البرجمی..... آپ کا تعلق قبیلہ بنو تمیم سے ہے آپ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، آپ کی روایت بہت کم ہیں

سحیم بن نوفل الاشجعی...... آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں اور آپ کو اپنے والد سے صحبت بھی حاصل ہے، آپ کی روایات بہت کم ہیں۔

عبداللہ بن مرداس المحاربی...... عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، روایات بہت کم ہیں۔

ھیثم بن شہاب السلمی...... عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ میرے نزدیک نماز کی حالت میں ایک پاؤں بچھا کر اور ایک پاؤں اٹھا کر بیٹھنا آلتی پالتی مار کر بیٹھنے سے زیادہ بہتر ہے، آپ کی روایات بہت کم ہیں۔

مروان ابوعثمان العجلی..... آپ ابن مسعود سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ غنی آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اگرچہ کسی کی غلطی ہو، پھر بھی ادائیگی نہ کرنا ظلم ہے۔

ابوحیان...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھالے اور پھر امام دوسرے سجدے میں چلا جائے تو اسے سر اٹھانے تک ٹھہرا رہنا چاہئے۔

ابو یزید...... آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود کو امام کے پیچھے قرأت کرتے دیکھا غالباً یہ ظہر یا عصر کی نماز تھی۔

عبیدہ بن ربیعہ العبدی...... آپ عثمان غنی، عبداللہ بن مسعود اور سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود کو فرماتے ہوئے سنا کہ جن لوگوں کے پہلو رات کے وقت بستر سے جدا رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جنت میں ان کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ سے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔

اخنس بن ابوبکیر...... آپ کو بکیر الضخم بھی کہا جاتا ہے، ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرتا ہے اور پھر اس سے نکاح کر لیتا ہے تو اس کا حکم ہے۔ آپ نے یہ آیت پڑھی: وهوا لذى يقبل التوبة عن عباده ويعفوا عن السئيات ويعلم ما تفعلون[1] (ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے خوب جانتا ہے۔

ابو ماجد الحنفی...... آپ ابن مسعود سے رایت کرتے ہیں۔

ابوالجعد...... آپ کی کنیت ابو سالم ہے، آپ قبیلہ اشجع کے ایک شخص کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں اسی لئے اشجعی کہلاتے ہیں، آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص سوال کیا کہ اگر مرد و عورت آپس میں زنا کرلیں اور پھر نکاح کرلیں تو ان کا کیا حکم ہے فرمایا دو زانی آپس میں جمع نہیں ہو سکتے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں ابن نے مسعود کے بیٹے سالم سے پوچھا کہ کونسا شخص آپ کا باپ ہے فرمایا اللہ کی کتاب پڑھنے والا۔ آپ کی روایات بہت کم ہے۔

سعد بن اخرم...... آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

مہاجر بن شماس کے چچا آپ عبداللہ بن مسعود اور حذیفہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابولیلی کندی...... آپ عثمان غنی، عبداللہ بن مسعود اور سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔

[1] الشوریٰ، ۲۵

آپ فرماتے ہیں کہ محاصرہ کے دنوں میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا آپ نے فرمایا مجھے قتل نہ کرو، (یہ ایک لمبی حدیث ہے)

خشف بن مالک الطائی...... آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں آپ کی روایات بہت کم ہیں۔

منہال...... آپ ابن عمرو نہیں بلکہ دوسرے منہال ہیں، آپ ابن مسعود سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اگت مجھے معلوم ہوتا کہ کوئی مجھ سے بڑا عالم ہے تو میں اپنی سواری ہنکا کر اس کے پاس پہنچتا۔

نقیع...... آپ عبداللہ بن مسعود کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ان سے روایات نقل کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود لوگوں میں سب سے عمدہ خوشبو لگاتے اور سب سے زیادہ صاف کپڑے پہنتے۔

عدسہ طائی...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے مقام اشراف سے ایک پرندہ پکڑا اور اسے لے کر ابن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ میں اسے پکڑوں۔

سلمان بن شہاب العبسی...... آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے حصین اور حلاسہ بن صالح روایت کرتے ہیں۔ آپ نے عبداللہ بن معتم سے دجال کے متعلق ایک طویل حدیث بھی روایت کی ہے۔

محمد کہتے ہیں کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھے بتلایا کہ ابن معتم جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اور ان کا خیال ہے کہ انہیں صحابی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

موثر بن غفاوہ...... آپ ابن مسعود سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت معراج کیا۔

والان...... آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان سے غلام کے ذریعے ذبیح کا مسئلہ دریافت کیا۔

عمیر بن زیاد الکندی...... آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں جب تو حج کا ارادہ کرے تو اسے پورا کر۔

ابو الرضراض...... آپ عبداللہ بن مسعود کے حوالہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے متعلق ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

---

[۱] لیلۃ الجن سے مراد وہ رات ہے جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔

ابوزید......آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ لیلۃ الجن میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

وائل بن مہانہ الحضرمی......آپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور آپ کی مرویات بہت کم ہیں۔

بلاز بن عصمۃ......آپ نے ابن مسعود سے یہ روایت نقل کی ہے کہ زمین وآسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

شمر بن عطیہ کہتے ہیں کہ زر وائل بن ربیعہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ تم مجھ پر سات تکبیریں کہنا، جس طرح تو نے اپنے بھائی پر سات تکبیریں کہیں، اور زر نے اپنے بھائی کے جنازہ پر سات تکبیریں کہیں تھیں۔

ابو حصین کہتے ہیں کہ میں نے وائل بن ربیعہ پر خز کا لباس دیکھا، مسیب بن رافع نے وائل بن ربیعہ سے روایت نقل کی ہیں۔

ولید بن عبداللہ البجلی......آپ قبیلہ بنو خزیمہ کے ہیں، اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن حلام العبسی......آپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے کم روایت مروی ہیں۔

فلفلہ الجعفی......آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں عقبہ بن وهب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یزید بن معاویہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ ابن مسعود نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے پاس چوڑے منہ والے آئیں گے۔

ارقم بن یعقوب......آپ ابن مسعود سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ترک تمہارے خلاف خروج کریں گے۔

حنظلہ بن خویلد الشیبانی......آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سرہ مقام میں داخل ہونے پر یہ دعا مانگی اے اللہ! ہم تجھ سے اس مقام کی اور اس مقام پر رہنے والوں کی بھلائی مانگتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن بشر الانصاری......آپ عبداللہ بن مسعود اور ابو مسعود سے روایت کرتے ہیں، آپ کی روایت کم ہیں۔

براء بن ناجیہ الکاہلی......آپ نے ابن مسعود سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اسلام کی چکی پھرتی ہے۔

تمیم بن حذلم الضبی......آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں ابوحیان کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کے شاگرد تمیم بن عبداللہ نے فرمایا کفار اور زمین کی گوند کو چھوڑو، اپنے برتنوں میں کھاؤ اور یہ پانی پیو، اگر کفار کا بس چلے تو وہ تمہیں ذلیل کر دیں اور تمہیں کافر بنا دیں، آپ سے بہت کم روایات مروی ہیں۔

حوط العبدی......آپ عبداللہ بن مسعود اور قاضی شریح سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے مجھے بیت المال کا نگران بنایا تھا میں جب بھی کوئی کھوٹا سکہ دیکھتا تو اسے توڑ دیتا، آپ کی روایات بہت کم ہیں۔

عمرو بن عتبہ السلمی......عبداللہ بن ربیعہ السلمی آپ کے خالو ہیں، آپ کو اپنے والد عتبہ بن فرقد کی صحبت حاصل ہے آپ اپنے بھائی عمرو بن عتبہ کے واسطے سے عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، عمرو عبادت کے اندر بہت زیادہ مشغول رہنے والے تھے۔

عبداللہ بن یونس کہتے ہیں کہ میرے بعض ساتھیوں نے بتلایا کہ ایک مرتبہ عتبہ بن فرقد نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ عمرو کو کیا ہوا کہ وہ زرد رنگ رنگتے ہیں اور پھر ان کی کمزوری وغیرہ کا ذکر کیا، اتنی دیر میں عمرو خود آ گئے اور نماز پڑھنے لگے، دوران قرأت جب یہ آیت پڑھی: وانذرھم یوم الآزفۃ اذا القلوب لدی الحناجر کاظمین [1] (ترجمہ) اور خبر سنا دے انکو اس دن کی جن دل پہنچیں گے گلوں کو اور وہ دبا رہے ہونگے۔

یہ آیت پڑھ کر وہ رونے لگے یہاں تک کہ گر گئے پھر اٹھے اور یہی آیت دوبارہ پڑھنا شروع کر دی، پھر رونے لگے روتے رہے یہاں تک کہ گر گئے، اسی طرح کئی دفعہ ہوا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، یہ دیکھ کر عتبہ نے اپنے بیٹے سے کہا عمل تو یہ ہے، عمل یہ ہے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ اور معضد بن یزید دونوں نے کوفہ کی پچھلی طرف مسجد تعمیر کی تو وہاں ابن مسعود آ گئے اور فرمایا میں اسلئے آیا ہوں تا کہ اس بے ضرورت مسجد کو گرا دوں۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ عمرو بن عتبہ شہید ہوئے تو علقمہ نے انکی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ ثقہ راوی ہیں اور آپ سے کم روایات مروی ہیں۔

قیس بن عبد الھمدانی......آپ عامر بن شرحبیل کے چچا ہیں عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

قیس بن حبتر......آپ ابن مسعود سے یہ روایت کرتے ہیں کہ دو عادت بری ہیں۔

---

[1] الغافر، ۱۸

عنبس بن عقبہ الحضرمی...... آپ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، یزید بن حیان کہتے ہیں کہ عنبس بن عقبہ سجدہ کی حالت میں اس طرح ہوتے کہ پرندے آکر بیٹھ جاتے اور پھر اٹھ کر چلے جاتے، وہ یہ سمجھتے کہ یہ گاڑی ہوئی لکڑی ہے۔ آپ کی روایات بہت کم ہیں۔

لقیط بن قبیصہ الفزاری...... آپ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

حصین بن عقبہ الفزاری...... آپ عبداللہ بن مسعود اور سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔

شبرمہ بن طفیل...... آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ایاس بن نذیر آپ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ایک شخص بادشاہ کے پاس اس حال میں داخل ہوتا ہے کہ اسکے پاس دین ہوتا ہے لیکن جب نکلتا ہے تو اس حال میں ہوتا ہے کہ اس کے پاس دین نہیں ہوتا، کسی نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ ایسی بات کہتا ہے جس سے بادشاہ تو راضی ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن حنیس اسدی...... آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود کو عمدہ لباس اور پاکیزہ خوشبو میں دیکھا۔

عمیر بن ابوعمران...... آپ عبداللہ بن مسعود کے آزاد کردہ غلام ہیں اور ان سے روایات بھی نقل کرتے ہیں

آپ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھ ایک مرتبہ مکہ کی طرف گیا آپ حیرہ کے پل کے پاس دو رکعتیں پڑھیں، دوسری روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے عبداللہ بن مسعود کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی، نماز کے بعد عبداللہ بن مسعود سوار ہو کر زمینوں کے پاس گئے آپ بھی ساتھ تھے جب حیرہ پہنچے تو وہاں ابن مسعود نے دو رکعتیں پڑھیں۔

کردوس بن عباس الثعلبی...... آپ کا تعلق قبیلہ غطفان سے ہے، آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ کی روایات کم ہیں۔

سلمہ بن صھیبہ...... آپ عبد اللہ بن مسعود کے شاگردوں میں سے ہیں، ابو اسحاق شیعی آپ سے روایت کرتے ہیں۔

عبدہ النھدی...... آپ عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

ابوعبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود...... آپ نے اپنے والد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے والد سے کوئی روایت نہیں سنی بلکہ ابوموسیٰ اور سعید بن زید انصاری سے روایات سنی ہیں۔ آپ ثقہ راوی ہیں، آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

عمرہ بن مرّۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبیدہ سے پوچھا کہ کیا آپ کو عبد اللہ بن مسعود کی کوئی روایت یاد ہے اس نے جواب دیا نہیں۔ آپ کے پوتے عبد اللہ بن عبد الملک بن ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ کی انگوٹھی پر سارس پرندے کے سر کا نقش بنا ہوا تھا۔

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود کے بیٹے ابوعبیدہ کو دیکھا کہ وہ بوڑھے ہیں اور ان کی آنکھیں خوبصورت ہیں اور یونس بن عبید کہتے ہیں کہ گویا انکا چہرہ دینار کی طرح چمکدار تھا۔

عبد اللہ بن جمیع کہتے ہیں کہ میں ابوعبیدہ کے سر پر خز کا چوغہ دیکھا، عثمان بن ابوھند کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبیدہ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

عبید بن نضلہ الخزاعی...... آپ عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں، کہا گیا ہے کہ آپ نے علقمہ کو قرآن پڑھ کر سنایا، حسن بن صالح کی روایت میں ہے کہ عبید بن نضلہ نے علقمہ سے قرآن پڑھا اور علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود سے۔ لہذا اس سے بہتر قرآت کس کی ہوگی۔ بشر بن مروان کے دور میں کوفہ کے اندر فوت ہوئے، آپ ثقہ راوی ہیں اور آپ سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

سَلَمَۃ بن سَبرۃ...... یہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذؓ نے ایک مرتبہ ہمیں خطبہ دیا یہ حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں اور ابووائل ان سے روایت کرتے ہیں۔

عَزرۃ بن قیسؒ...... یہ احمس بنی دھن میں سے ہیں، بجلی ہیں، حضرت خالد بن ولیدؓ سے روایت کرتے ہیں شام کی جنگوں میں ان کے ہمراہ رہے ہیں، ان سے ابووائل روایت کرتے ہیں۔

اَوس بن ضَمعَج...... حضرمی ہیں حضرت سلمانؓ اور حضرت ابومسعودؓ انصاری سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بڑی لمبی عمر پائی مشہور ثقہ راوی تھے مگر کم روایت کرتے ہیں انہوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا۔

الاشترؒ...... ان کا نام مالک بن الحارث بن عبد یغوث بن مسلمہ بن ربیعہ بن الحارث ابن جذیمہ بن سعد بن مالکبن النخع ہے، مذحج میں سے ہیں۔

یہ خالد بن ولیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کو عصر کے بعد نماز پر مارتے تھے۔ یہ اشتر وہی ہیں جو حضرت علی بن ابی طالبؓ کے مشہور اصحاب میں سے ہیں، جنگ جمل اور صفین میں اُن کے ساتھ ہر حال شریک رہے

اور تمام حالات اور واقعات کا مشاہدہ کیا۔

حضرت علیؓ نے ان کو مصر کا والی بنا دیا تھا۔ جب یہ مصر کو روانہ ہوئے مقام عریش پر پہنچے شہد کا شربت پیا اور ان کا انتقال ہو گیا۔

یحیٰ بن رافعؒ ...... ثقفی ہیں۔ حضرت عثمانؓ سے روایت کرتے ہیں مشہور راوی تھے مگر کم روایتیں کرتے ہیں۔

بلال العبسیؒ ...... روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جمعہ کی نماز حضرت عمارؓ کے ساتھ پڑھی۔

ابو داؤدؒ ...... ابن اقیش بن معاویہ بن سفیان بن ہلال بن عمرو بن جشم بن عوف ابن النخع مذحج کے لوگوں میں سے تھے۔

خطیب اور شاعر تھے، یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد اسود بن اقیش قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے ان کے بیٹے عریان بن الہیثم قبیلہ مذحج کے شرفاء میں سے تھے خالد بن عبداللہ قسری حاکم کوفہ نے ان کو شرط کا والی بنا دیا تھا۔

ابو عبداللہ الفائشی ...... ہمدانی ہیں، حضرت حذیفہ اور حضرت قیس بن سعد بن عبادہ سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ راوی تھے قلیل الروایت ہیں۔

عبید بن کَرِب ...... عبسی ہیں، کنیت ابو یحیٰ ہے حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں وہ ابی المقدام کے ساتھی ہیں۔

ابو عمار الفائشیؒ ...... ہمدان میں سے ہیں، حضرت حذیفہؓ اور حضرت قیس بن سعد بن عبادہؓ سے روایت کرتے ہیں، ثقہ راوی تھے، بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

ابو راشدؒ یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عمار بن یاسرؓ نے خطبہ دیا اور اس کو جائز حد تک طویل کیا پھر فرمایا کہ ہمیں رسول اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم خطبہ زیادہ طویل کریں۔

فائد بن بکیرؒ ...... عبسی ہیں۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

خالد بن ربیعؒ ...... عبسی ہیں اور حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

سعد بن حذیفہؒ ...... ابن الیمان۔ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی بصیرؒ...... عبدی ہیں حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

سُلیم بن عبدؒ...... حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو الحجاج الازدیؒ...... حضرت سلمانؓ سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابو اسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

مجمع ابو الرّداع الارحبیؒ...... حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

شبث بن ربعیؒ...... ان کی کنیت ابوعبدالقدوس بن حصین بن عثیم بن ربیعہ بن زید بن ریاح بن یربوع بن حنظلہ ہے قبیلہ بنی تمیم میں سے ہیں۔

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ میں نے اعمشؒ کو یہ کہتے سنا کہ میں شبث کے جنازے میں شریک تھا اس کی قبر پر اس کے تمام غلام لونڈیاں گھوڑے اور اونٹنیاں آ کھڑی ہوئیں اور اس کے غلام لونڈیاں اس کو یاد کر کے روتے اور مختلف قسم کے بین اور نوحہ و ماتم کرتے تھے۔

ابن ربیعہ بن ریاح بن عوف بن ہلال بن شمخ بن فزارہ یہ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اور حضرت علیؓ کا تمام حالات میں ساتھ دیا۔ یوم عین الوردہ میں ان توبہ کرنے والوں میں تھے جنہوں نے حضرت امام حسینؓ پر خروج کیا تھا اسی دن قتل ہوئے حصین ابن نمیر نے مسیّب بن نجبہؒ کا سر ادھم بن محرز الباہلی کے ساتھ عبیداللہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا عبیداللہ ابن زیاد نے اس کا سر مروان بن الحکم کے پاس بھیج دیا اور اس نے دمشق میں اس کو لٹکا دیا۔

مَطَر بن عکامِس السُلمیؒ اور مِلحان ثروانؒ...... دونوں حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

فضیل بن بزوانؒ...... سفیانؒ اعمشؒ سے روایت کرتے ہیں کہ فضیل بن بزوان سے کہا گیا آپ کو فلاں شخص گالی دیتا ہے اس نے کہا میں اُس پر نہیں پر شیطان پر لعنت بھیجتا ہوں جس نے اسے اس بداخلاقی پر امادہ کیا اللہ مجھے بھی معاف کرے اور اس کو بھی۔

وہ طبقہ جو حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتا ہے

حجر بن عدیؒ...... ابن جَبَلة بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین بن الحارث بن معاویہ بن الحارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن کندی اس کا باپ عدی ادبر ہے حجر نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا اور اسلام کا بھی بعض اہل علم نے کہا ہے کہ یہ اپنے باپ ہانی بن عدی کے ہمراہ ایک وفد میں نبی ﷺ کے پاس آیا تھا حجر قادسیہ کی جنگ میں شریک

ہوا اور اس نے مَرج عذری کو فتح کیا تھا اور انعام ملا تھا، حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے تھا جنگ جمل وصفین میں ان کے ہمراہ تھا۔

جب زیاد بن ابی سفیان کوفے کا گورنر ہوا تو اس نے حجر بن عدی کو بلایا اور کہا کہ میں تجھے جانتا ہوں ہمارا حضرت علیؓ کے ساتھ جو نزاع و معاملہ ہے، تو اچھی طرح جانتا ہے تو حضرت علیؓ سے محبت اور عقیدت رکھتا ہے تو نے ان کے ساتھ شریک ہو کر سب کچھ کیا ہے اگر چہ تو گردن زدنی ہے مگر میں تجھے معاف کرتا ہوں اپنی زبان روک اور اپنی حیثیت کو پہنچان میں اس وقت برسر اقتدار ہوں تیرے ساتھ جو معاملہ چاہوں کر سکتا ہوں لہٰذا تو ان سے الگ ہو کر ہمارا ساتھ دے تیری قدر و منزلت ہوگی اور ہر حاجت پوری ہوگی پس اے ابوعبدالرحمٰن اب تو اچھی طرح سوچ سمجھ لے اور جو راستہ چاہے اختیار کر اپنے آپ کو بے وقوف شیعوں سے بچا ان کا ساتھ نہ دے وہ تجھے بہکار ہے ہیں اگر تو حُبِ علیؓ سے باز نہ آیا تو میں تجھے سزا دوں گا۔

حجر نے یہ سب کچھ سن کر کہا میں سب کچھ سمجھتا ہوں پھر اس کے پاس سے نکل کر اپنے گھر آیا اس کے ساتھ شیعہ بھی آگئے انہوں نے پوچھا امیر نے کیا کہا اور تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے سب کچھ کہہ دیا کہ امیر نے یہ یہ کہا ہے انہوں نے کہا کہ تو نے اس سے کیا نصیحت حاصل کی اس نے بعض باتوں پر اعتراض کیا اور کچھ باتوں کے مان لینے کی آمادگی ظاہر کی شیعوں میں بھی اختلاف پڑ گیا انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں اور اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ اس کی اطاعت سے انکار کر دیں اور اپنے مسلک و روش پر ڈٹے رہیں اس پر یہ مجلس ختم ہوگئی جب وہ مسجد میں آیا اس کے ہمراہ وہ بھی آئے تو اس کے پاس ابن زیاد کے خلیفہ عمرو بن حریث نے ایک قاصد بھیجا زیاد اس وقت بصرہ میں تھا قاصد نے کہا کہ یہ شیعوں کی جماعت ابھی تک تمہارے ساتھ ہے حالانکہ تم نے تو امیر کی اطاعت اختیار کر لی ہے اس نے قاصد سے کہا تم غلط روش پر ہو میں تمہاری روش اختیار کرنے سے انکار کرتا ہوں جاؤ تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو قاصد نے یہ بات عمرو بن حریث کو لکھ دی عمرو بن حریث نے ابن زیاد کو لکھ دیا کہ اگر کوفے کو بچانا ہے تو جلد کوفے پہنچ جاؤ چنانچہ وہ فوراً کوفے آیا اور حجر بن عدی کے پاس جریر بن عبداللہ بجلی خالد بن عرفطۃ عذری حلیف بنی زہرہ اور دیگر شرفاء کو بھیجا کہ وہ عدی اور اسکی جماعت کو غدر و بغاوت سے روکیں اور سمجھائیں اور وہ اپنی زبانوں کو روکیں یہ لوگ حجر کے پاس آئے مگر اس نے اور اس کی جماعت نے ان کی کوئی بات نہ سنی نہ کسی نے ان کے ساتھ کلام کیا اور مصالحت کی یہ کوشش ناکام رہی حالات یہاں تک خراب ہوئے کہ آخر کار حجر اور اس کے ساتھیوں کو زیاد کے سامنے پیش کیا گیا زیاد نے اس سے اور اسکے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ تم نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ افسوس ہے تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر حجر نے کہا بات اصل میں یہ ہے کہ میں معاویہؓ کی بیعت اور فرماں برداری نہیں کروں گا۔

حجر اس غرور سرکشی پر زیاد نے کوفہ کے ستر شریف اور معتبر لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ حجر اور اسکے ساتھیوں کی اس سرکشی اور بغاوت پر اپنی گواہی لکھوا انہوں نے ایسا ہی کیا جب اس طرح یہ گواہیاں مکمل ہوگئیں تو اس وفد کے ساتھ حجر اور اس کے ساتھیوں کو حضرت امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دیا حضرت عائشہؓ کو جب اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن الحارث ابن ہشام المخزومی کو حضرت امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو رہا کر دیں لیکن ان کو اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

حضرت معاویہؓ نے کہا کہ میں ان کو دیکھنا نہیں چاہتا زیاد کا خط پیش کرو سو آپ کے سامنے وہ خط پڑھا گیا وہ سب گواہ بھی آئے اور شہادتیں دیں آپ نے ان کو قتل کر دینے کا حکم صادر فرمایا حجر اور اس کے ساتھیوں کو مقام عذراء میں لیجایا گیا حجر نے پوچھا یہ کون سا قریہ ہے لوگوں نے کہا یہ عذراء ہے اس نے کہا الحمدللہ میں پہلا مسلمان ہوں جس پر اللہ کی راہ میں کتے بھونکے ہیں ہر شخص کو ایک ایک شامی کے حوالے کیا گیا کہ وہ اس کو قتل کر دے حجر کو حمیر کے ایک شخص کے حوالہ کیا گیا جب وہ آپ کے قتل پر آمادہ ہوا تو انہوں نے کہا مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو اس نے اجازت دے دی آپ نے وضو کیا اور نماز شروع کر دی وہ ذرا طویل ہوئی طنزاً کہا گیا کہ اب آپ موت کے ڈر سے ان رکعتوں کو طول دے رہے ہیں آپ نے سلام پھیر کر ان سے کہا کہ میں نے کوئی ایسا وضو نہیں کیا جس کے بعد نماز نہ پڑھی ہو اور اس سے زیادہ ہلکی نماز میں نے کبھی نہیں پڑھی اگر میں موت سے ڈرتا اور گھبراتا تو تم مجھے بردوش اور تلوار بکف اور اپنی قبر کھدی ہوئی دیکھتے (یعنی میں اس طرح صبر و شکر کے ساتھ تمہارے ہمراہ نہ ہوتا اور مقتل میں نہ آتا بلکہ تم سے جنگ کرتا اور لڑتا ہوا مارا جاتا ان کے عزیز و اقرباء ان کیلئے کفن بھی لائے تھے اور قبر بھی کھود رکھی تھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ ہی نے ان کیلئے کفن بھی بھیجا تھا اور قبر بھی کھدوائی تھی حجر نے مرنے سے پہلے یوں دعا مانگی۔

اے اللہ ہم موت کو لبیک کہتے ہیں اور مرنے کیلئے تیار ہیں اہل عراق نے ہمارے خلاف گواہیاں دی ہیں اور اہل شام ہمیں قتل کر رہے ہیں یہ کہہ کر آپ نے قتل کیلئے گردن جھکا دی۔

حضرت معاویہؓ نے ان کے قتل پر بنی سلامان بن سعد کے ایک شخص ہدبہ بن فیاض کو مامور کیا تھا اسی نے ان کو قتل کیا تھا۔

یہ بھی روایت ہے کہ وہ تیرہ (۱۳) آدمی تھے ان میں سے جب سات قتل کر دیئے گئے تو حضرت امیر معاویہ نے باقی چھ کو معاف کر دیا وہ قتل سے بچ گئے۔ یہ مشہور و معروف ثقہ راوی تھے مگر حضرت علیؓ کے سوا کسی اور سے کوئی روایت نہیں کی۔

صعصعۃ بن صوحانؓ...... ابن حجر بن الحارث بن الجرس بن صبرۃ بن حدرجان بن عساس بن لیث بن حداد بن طالم بن ذہل بن عجل بن عمرو بن ودیعۃ بن افصی بن عبدالقیس بن ربیعہ صعصعۃ زید بن صوحان کا بھائی تھا ماں اور باپ کی جانب سے ان کی کنیت ابوطی کوفے کے کاتبوں میں سے تھا اور خطیب بھی تھا حضرت علی بن ابی طالب کے اصحاب میں سے تھا رہ اور اس کے دو بھائی زید و سحان صوحان کے بیٹے جنگ جمل میں حضرت علی کی حمایت میں شریک ہوئے سیحان صعصعہ سے پہلے خطیب تھا جنگ جمل میں صعصعہ علمبردار تھا جب وہ مارا گیا تو جھنڈا زید نے لے لیا وہ بھی مارا گیا۔

یہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں یہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ سے کہا کہ ہمیں ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے جن باتوں سے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے۔

یہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی روایت کرتے ہیں اس معاویہ بن ابی سفیان کی گورنری کے زمانے میں کوفے میں وفات پائی ثقہ راوی تھا بہت کم روایت کرتا تھا۔

عبد خیر بن یزیدؒ...... ہمدان کے حیوانی ہیں۔ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کیساتھ شریک ہوئے تھے ان کی کنیت ابوعمارۃ ہے۔

محمد بن سعدؒ...... ابن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف بن کہرہ کوفے میں آباد ہو گئے تھے دیر الحماجم میں عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کے ہمراہ خروج کیا تھا ان کو حجاج کے پاس لایا گیا اس نے انہیں قتل کرا دیا ان کی کنیت ابوالقاسم تھی ثقہ راوی تھے کئی کئی احادیث کے راوی ہیں۔

مصعب بن سعدؒ...... ابن ابی وقاص حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کوفے ہیں آباد ہو گئے تھے وہیں ۱۰۳ھ میں وفات پائی ان سے اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ روایت کرتے ہیں ثقہ راوی تھے ان سے بہت سی احادیثیں مروی ہیں۔

عاصم بن ضمرہؒ...... قیس عبدلان کے سلولی ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں لبشر بن مروان کی ولایت کے زمانے میں کوفے میں فوت ہوئے ثقہ تھے کئی احادیث کے راوی ہیں۔

زید بن یثیعؒ...... حضرت علیؓ اور حضرت حذیفہؓ الیمان سے روایت کرتے ہیں کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

شریح بن النعمانؒ...... ہمدان کے صائدی ہیں، حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں بہت کم روایت کرتے تھے۔

ہانئ بن ہانئؒ...... ہمدانی ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں شیعہ تھے منکر۔

ابوالہیاج الاسدیؒ...... حضرت علی بن ابی طالبؓ سے رایت کرتے ہیں۔

عبید بن عمروؒ...... ہمدان کے خارفی ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں اوران سے ابواسحاق السبیعی روایت کرتے ہیں مشہور راوی تھے حدیث کم روایت کرتے تھے۔

مَیسَرَۃ ابوصالحؒ...... مولیٰ کندہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں عطاء بن سائب اُن سے روایت کرتے ہیں میسرۃ سے کئی احادیث مروی ہیں۔

مَیسَرَۃ بن عزیزؒ...... کندی ہیں۔ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں جب ان کے آقا نے وفات پائی اور

ایک لڑکی چھوڑ تو ہم حضرت علیؓ کے پاس آئے تو آپ نے لڑکے کا نصف حصہ مجھے دیا اور نصف لڑکی کو۔

میسرہ ابو جمیلہؒ...... بنی تمیم کے ظہوی ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

میسرۃ بن حبیبؒ......نہدی ہیں ان کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جو شطرنج کھیل رہے تھے ان کو کہا (ماحذہ التم ثیل التی انتم لھا عاکعنون) یہ کیا بات ہے جن کو تم پوج رہے ہو۔ یعنی اس برے کام سے تم باز آؤ۔

ابوظبیان الجبنیؒ ...... ان کا نام حصین بن جندب بن عمرو بن الحارث بن مالک بن وحشی ابن ربیعہ منبہ یزید بن حرب بن علۃ بن جلد بن مالک بن اُود ہے مذحج میں سے ہیں کہا جاتا ہے یزید بن حرب کے چھ بیٹے تھے ان میں سے ایک منبہ ہے ابوظبیان حضرت علیؓ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں ۹۰ھ میں کوفے میں وفات پائی۔

ثقہ ہیں کئی احادیث کے راوی ہیں۔ (حجیۃ بن عدیؒ کندی ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں)

ھند بن عمروؒ......قبیلہ مراد کے جملی ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

حنش بن المعتمرؒ ...... کنانی ہیں کنیت ابو معتمر ہے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔

اسماء بن الحکیمؒ......فزاری ہیں۔ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں بہت کم حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

اصْبغ بن نباتہؒ...... ابن الحارث بن عمرو بن مالک بن عامر بن حجاشع بن دارم بنی تمیم میں سے ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان کے اصحاب میں سے تھے یہ حضرت علیؓ کے کوتوآل بھی تھے داڑھی رنگتے تھے شیعہ تھے ان کی روایت ضعیف ہے۔

قابوس بن المخارقؒ ......حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ربیعہ بن ناجذؒ ...... ازدی ہیں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ سے روایت کرتے ہیں۔

علی بن ربیعہؒ...... ازدی ہیں بنی والبہ میں سے ایک ہیں حضرت علی حضرت زید بن ارقم اور حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کی کنیت ابوالمغیرہ تھی۔

فطر کہتے ہیں کہ میں نے علی بن ربیعہ کو دیکھا ہے ان کی داڑھی سفید تھی ہم اس وقت بچے تھے ہمیں انہوں نے سلام کیا مشہور ثقہ راوی ہیں۔

ابوصالح السمانؒ...... ان کا نام زکوان ہے اور وہ ابو سہیل بن ابی صالح قیس کی عورت جویریہ کے مولیٰ ہیں وہ اہل مدینہ تھے کوفے میں بنی ماحل کے محلے میں آ کر آباد ہو گئے تھے اور انکے امام تھے یہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں اور ابوصالح سے اہل کوفہ حکم بن عتیبہ عاصم بن ابی النجود اور اعمش روایت کرتے ہیں اور اہل مدینہ سے عبداللہ بن دینار قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم روایت کرتے ہیں۔

معتیرہ اپنے والد سے روایت اور ابوصالح سلمان سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا یا کسی شخص نے پوچھا کہ میرے پاس کچھ دراھم ہوتے ہیں میں ان کو اپنی حاجت وضرورت پر خرچ نہیں کرتا ان سے اور دراھم خرید لیتا ہوں پھر ان کو اپنی ضرورت پر خرچ کرتا ہوں حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں ایسا نہ کرو بلکہ اپنے دراھم سے سونا خریدلو پھر سونے سے دراھم خریدلو اور ان کو اپنی حاجت پر صرف کرو۔

ابوصالح ثقہ تھے ان سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

ابوصالح الزیات...... ان کا نام سمیع ہے بہت کم حدیثیں بیان کرتے ہیں۔

ابوصالح الحنفیؒ...... ان کا نام عبدالرحمٰن قیس ہے یہ بھائی ہیں طلیق بن قیس حنفی کے یہ ثقہ راوی ہیں حدیث بہت کم روایت کرتے تھے۔

عمارہ بن ربیعہؒ...... جزمی ہیں حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔

عمارہ بن عبدؒ...... سلولی ہیں حضرت علیؓ اور حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوصالح الحنفیؒ...... ان کا نام ماہان ہے۔

ابوعبداللہ الجدَلیؒ...... ان کا نام ونسب عبدۃ بن عبداللہ بن ابی یعمر بن جیب بن عائذ بن مالک بن وائلہ بن عمرو بن ناج بن شکر بن عدوان اور اس کا نام الحارث ہے ابن عمرو بن قیس بن عیلان بن مضر الحارث کو عدوان اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے اپنے بھائی فہم بن عمرو سے دشمنی کی اور اس کو قتل کر دیا عدوان کی ماں اور فہم جدیلہ بنیت مُرّ ابن طابخہ تمیم بن مُرّ کی بہن سے منسوب تھی ان کو حدیث میں ضعیف بتلایا جاتا ہے اور یہ شدید قسم کا شیعہ تھا یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ مختار کا کوتوال تھا یہ عبداللہ ابن الزبیرؓ کے پاس ۱۰۸ھ میں کوفے میں آیا تھا تاکہ ان کا ساتھ دے اور محمد بن حنفیہ کو اس ارادے سے روکے جو ابن الزبیر کے خلاف ان کا تھا۔

مُسلم بن نذیرؒ...... یہ بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے سعدی ہیں اور یہ عتمیٰ ابن ضمرہ سعدی کے چچا کے لڑکے ہیں یہ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کرتے ہیں اور مسلم بن نذیر حضرت علیؓ اور حضرت حذیفہ سے روایت

کرتے ہیں بہت کم حدیثیں روایت کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ رجعت پر ایمان رکھتے تھے۔

ابو خالد الوالبیؒ...... ان کا نام ہُرمُز ہے بنی اسد کے موالی میں سے ہیں اور حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ناجیۃ بن کعبؒ...... حضرت علیؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت کرتے ہیں۔

عمیرۃ بن سعدؒ...... یہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ہمراہ فرات کے کنارے پر تھے ایک کشتی گذری جس کا بادبان کھلا ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن بن زیدؒ...... ابن خارف الفائشی۔ ہمدان میں سے ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں قلیل الحدیث تھے یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی کے ہمراہ نکلے آپ کا ارادہ مسکن کا تھا آپ نے جسر اور قنطرہ کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں (یعنی نماز قصر کی)

عبدالرحمٰن بن زید ہمدانی کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس آیا آپ مال تقسیم کر رہے تھے میں نے عرض کیا کہ آپ اس تقسیم میں سے مجھے کوئی حصہ کیوں نہیں دیتے اس وقت میرے جسم پر عمدہ لباس تھا آپ نے میری طرف دیکھا اور اچھے لباس میں پایا آپ نے فرمایا تو اس سے غنی ہے تجھے کوئی ضرورت نہیں میں نے عرض کیا ہاں بات تو یہی ہے آپ نے فرمایا تو پھر تیرے لئے اس مال میں بہتری نہیں۔ یہ بڑے خوبصورت وجیہہ اور گھنے بالوں والے تھے اور عمدہ ونفیس لباس پہنتے تھے۔

ظبیان بن عمارۃ حضرت علیؓ...... سے روایت کرتے ہیں یہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ عمکل کے کچھ لوگ حضرت علی کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے ان دونوں کو انہوں نے ایک لحاف اور بستر میں پایا تھا اور ان کے پاس شراب اور خوشبو رکھی ہوئی تھی حضرت علیؓ نے فرمایا یہ دونوں جیث ہیں آپ نے فرمایا حد کے علاوہ ان دونوں کو کوڑے لگاؤ۔

عبدالرحمٰن بن عَوسَجۃؒ...... ہمدانی نہمی ہیں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کرتے ہیں۔

ریّان بن صِبَرۃؒ...... حنفی۔ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں یہ نہروال میں شریک ہوئے کہتے ہیں کہ میں ان میں تھا جو نکالے گئے تھے حضرت علیؓ ان سے خوش ہو گئے اس سے پہلے کہ وہ ان کے پاس پہنچے جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو آپ سجدہ میں تھے۔

عبداللہ بن خلیلؒ...... حضرمی ہیں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے اور یہ بہت کم حدیثیں بیان کرتے تھے۔

یزید بن خُلیلؒ...... نخعی ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے اور قلیل الروایت ہیں۔

سوید بن جَہبلؒ...... اشجعی ہیں حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں اور مشہور ومعروف نہیں ہیں۔

حجّار بن اَبجَرؒ .... ابن جابر بن بجیر بن عائذ بن شریط بن عمرو بن مالک بن ربیعہ عجل ہیں سے ہیں یہ ایک شریف آدمی تھے حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

عدی بن الفرسؒ...... بنی عبید بن رواس میں سے ہیں ان کا نام الحارث کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصہ ہے انہوں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین علاقوں کا اختیار دے دیا تھا کہ وہ اپنے نفس پر تین طلاقیں واقع کرلے حضرت علیؓ نے اس کو طلاق بائن قرار دیا اور طلاق واقع ہوگئی۔

قبیصۃ بن ضُبیعۃ...... عبسی ہیں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں اور بہت کم روایت کیا کرتے تھے۔

مغیرۃ بن حذفؒ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ہمدان سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے قربانی کیلئے ایک حاملہ گائے خریدی ہے اور اس نے بچہ دے دیا ہے آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اس کے بچے کے بارے میں؟

آپ نے فرمایا تجھے اس کا دودھ نہیں دوہنا چاہئے ہاں اسکے بچے کے دودھ پینے کے بعد جو بچ جائے وہ تو نکال سکتا ہے اور اپنے استعمال میں لاسکتا ہے سو اس نے عید الاضحیٰ کے دن اس گائے اور اس کے بچے دونوں کو اپنے گھر والے سات افراد کی طرف سے بطور قربانی ذبح کر دیا۔

ریّاش بن ربیعہ...... یہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق بتہ ہے کہتے ہیں کہ حضرت علی نے اس کو تین علاقیں قرار دیا۔

کعبؒ بن عبداللہ

...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں

عبداللہ العبدی کا بیان ہے کہ میں نے کعب بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ نے کھڑے ہوئے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں اور جوتوں پر مسح کیا اور ہر نماز ظہر ادا کی۔

خالد بن عَرعرةؒ

...... حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

حبیب بن حمازؒ

...... اسدی ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ابن النّباحؒ

...... یہ حضرت علیؓ کے مؤذن ہیں اور مکاتب غلام تھے مکاتب کے بارے میں ایک حدیث حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ مجھے مکاتب کر دیا گیا (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کا آقا اسے اس شرط پر آزاد کر دے کہ اگر تو مجھے اتنی رقم مجھے ادا کر دے تو تو آزاد ہے) تو میں حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے مکاتب غلام بنا دیا گیا ہے آپ نے پوچھا تیرے پاس کچھ رقم ہے میں نے کہا نہیں کچھ بھی نہیں آپ نے کہا اپنے بھائیوں کو جمع کر وان سے مدد لو بھائیوں نے مل کر رقم جمع کی شرط کی رقم کے علاوہ کچھ بچ بھی رہی وہ میرے کام آئی میں پھر میں حضرت علیؓ کے پاس آیا اور سب کچھ عرض کیا آپ نے فرمایا یہ رقم اپنے مالک کو دے کر آزاد ہو جاؤ۔

حُریث بن مخشؒ

...... قیسی ہیں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

طارق بن زیادؒ

...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ہمراہ خوارج کی طرف روانہ ہوئے اس کے بعد وہ حدیث خوارج روایت کرتے ہیں۔

نجیّ الحضرمیؒ

...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں حدیث کم بیان کیا کرتے تھے اور ان کے بیٹے بھی۔

عبداللہ بن نجیّؒ

...... حضرمی۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن سبعؒ

...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو الخلیلؒ

...... حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یزید بن عبد الرحمٰنؒ ...... اُودی ہیں۔ وہ ابوداؤد ادریس یزید کے دو بیٹے ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

عنترۃؒ ...... یہ ابو ہارون بن عنترہ ہیں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں ان کی کنیت عنترہ ابو وکیع تھی۔

ولید بن عتبہؒ ...... یشی ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں

یہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؓ کے زمانے میں اٹھائیسویں رمضان کو روزہ رکھ لیا حضرت علیؓ نے ہمیں حکم دیا کہ اس دن کا قضا روزہ رکھیں۔

یزید بن مذکورؒ ...... ہمدانی ہیں۔ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یزید بن قیسؒ ...... خارفی ہیں ان کو ارجی ہمدان سے بھی کہا جاتا ہے حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو معاویہ الشیبانیؒ ...... حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

عبد الاعلیٰؒ ...... ابراہیم بن عبد الاعلی کے باپ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

حیان بن مَرثدؒ ...... حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں جس نے دروازہ بند کیا یا دروازے پر پردہ ڈالا اس پر مہر واجب ہے یہ حضرت سلمانؓ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

ابن عبید بن الابرصؒ ...... اسدی ہیں حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں

ابو بشیرؒ ...... یہ نماز استقاء (بارش کی دعا) کے بارے میں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں

تمیم بن مشیحؒ ...... یہ گری پڑی چیز کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں

شریک بن حَنبَلؒ ...... عبسی ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں مشہور معروف ہیں قلیل الحدیث ہیں۔

کثیر بن نمرؒ ...... حضرمی۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں

ابوحیۃ الوادعیؒ ...... ہمدان سے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؓ کو دیکھا آپ نے کشادہ زمین پر پیشاب کیا اور پھر آپ نے وضو کیا یہ دوسری حدیث یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ جب تو وضو کرے تو اپنی ناک میں بھی پانی ڈال۔

ثعلبۃ بن یزیدؒ ...... بنی تمیم کے حمانی ہیں حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عاصم بن شریبؒ ...... زبیدی۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ریاش بن عدیؒ ...... کندی۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

قنبرؒ ...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشہور غلام ہیں۔

مُسلمؒ ...... یہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے غلام ہیں حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں یہ اپنے والد سے روایت

کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے پینے کیلئے پانی مانگا میں پانی کا ایک پیالہ لے آیا اور اس میں نے پھونک ماری آپ نے اس پانی کے پینے سے انکار کر دیا اور فرمایا تو ہی اس کو پی لے۔

ابورَجاءؒ ...... حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی تلوار لے کر بازار کو چلے اور فرمایا کہ اگر میرے پاس ازار خریدنے کے پیسے ہوتے تو میں یہ تلوار نہ بیچتا ان کا نام یزید بن محجن نخعی ہے۔

خرشۃ بن حبیبؒ ...... یہ حضرت علی سے ایسے شخص کے بارے میں روایت جو اپنی عورت سے جماع کرتا ہے لیکن انزال نہیں کرتا۔

زیاد بن عبداللہؒ ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن نباح نے نماز عصر کی اذان دی۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی ہمارے ہمراہ،

ابونصرؒ ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حج کے ارادے سے نکلا مجھے ذی الحلیفہ میں حضرت علیؓ ملے وہ حج وعمرہ دونوں کی تکبیر کہہ رہے تھے اس کے بعد طویل حدیث ہے

معقل الجعفیؒ ...... حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک وسیع میدان میں پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنی نعلین پر مسح کیا۔

ابوراشد السلمانیؒ ...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں

کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے مکان پر آیا اور آواز دہ کہ اے امیر المومنین آپ نے جواب دیا لبیک لبیک۔ میں حاضر ہوں میں نے عرض کیا میں اپنے اونٹ چرا رہا تھا ایک اونٹ کے چوٹ لگی میں نے اس کو ذبح کر لیا مگر میرے گھر والے اس کے گوشت کو نہیں کھاتے آپ نے فرمایا اس کا گوشت مسکینوں کو کھلا دے (یعنی ایک ہے تقوی اور ایک ہے فتویٰ تقوی یہ ہے کہ ایک شخص یقینی طور پر جانتا ہے کہ یہ شریعت کے خلاف ہے اس سے اجتناب کرے اور دوسرے یہ کہ ایک چیز شک ویقین کے درمیان ہے شبہ ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز اس حالت میں اس سے پرہیز کرنا احتیاط ہے۔ یہ احتیاط کا حکم تھا اس حالت میں اگر خود اس کا استعمال نہ کرے تو دوسرے عاجزوں اور مسکینوں کو دیدے)۔

ابورملۃؒ ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ ایک وسیع میدان میں سورج نکلنے کے بعد آئے وہاں کسی کو نہ پایا پوچھا لوگ کہاں ہیں بتلایا گیا کہ لوگ مسجد میں ہیں ایک شخص کو بھیج کر کسی کو بلایا اور ان سے پوچھا لوگ وہاں کیا کر رہے تھے اس نے کہا کہ کچھ لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ باتیں کر رہے تھے جب وہ سب آ گئے تو آپ نے فرمایا لوگوں شیطان کی نماز سے بچو (یعنی جب سورج آدھا اندر اور ادھا باہر ہو تو نماز نہ پڑھا کرو یہ شیطان کی نماز ہوگی پورا سورج نکلنے دیا کرد) جب آفتاب دو نیزوں تک بلند ہو جائے تو آدمی کو چاہئے کہ وہ دو رکعتیں نماز پڑھ لے یہ صلوٰۃ الشراق ہے۔

ابوسعید الثوریؒ ...... یہ بھی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے سنا کہ تاجر فاجر (خدا کا فرمان) ہے سوائے اس تاجر کے جو اپنا (جائز) حق لیتا ہے اور دوسرے کا حق بھی ادا کرتا ہے۔

ابوالغریفؒ ...... اس کا نام عبید اللہ بن خلیفہ ہمدانی ہے یہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک وسیع میدان میں حضرت علیؓ کے ہمراہ تھا آپ نے پیشاب کیا اور پھر آپ نے پانی منگایا اور اس سے دونوں ہاتھ دھوئے

پھر قرآن کے ۷ پہلے حصہ سے قرآن کی تلاوت فرمائی یہ بہت کم حدیث روایت کرتے ہیں۔

المصفح العامریؒ ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علیؓ نے فرمایا اے بھائی بنی عامر مجھ سے اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کے متعلق پوچھا کرو اس ہم اہل بیت ہیں سب سے زیادہ کتاب وسنت کو جانتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سویدؒ ...... کاہلی۔ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔

یہ کہتے ہیں میرے سامنے اس مسجد میں حضرت علیؓ نے دعائے قنوت پڑھی اور وہ یہ تھی۔

الهم اياک نعبد ولک نصلي ونسجد واليک نسعیٰ نحغد مزجو رحمتک ونخسیٰ عذابک ان عذابک بالکفار ملحق . الهم انآ نستعينک ونستغفرک و نشني عليک ولا نکفرک ونخلع ونترک من يغجرک .

ترجمہ۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہی دعا مانگتے ہیں تجھ ہی کو سجدہ کرتے ہیں ہماری بھاگ دوڑ تیرے ہی لئے ہے ہم تیری ہی رحمت ومغفرت کی امید رکھتے ہیں۔ تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیر عذاب کفار کو ملنے والا ہے اے اللہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں تجھ ہی سے مغفرت طلب کرتے ہیں تیری حمد وثناء بیان کرتے ہیں تیری نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری نہیں کرتے اور جو تیرے باغی اور نافرمان ہیں اُن سے علیحدگی اور کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔

حصین بن جندبؒ ...... حضرت علی بن طالبؓ سے روایت کرتے ہیں یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں میں نے حضرت علیؓ کو ایک کشادہ اس میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اپنی نعلین پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

مالک بن الجونؒ ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ بیٹھے پیشاب کیا پھر پانی منگا کر وضو کیا اور موزوں و نعلین پر مسح کیا۔

حارث بن ثوبؒ ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ حضرت علیؓ نے جمعہ کی نماز پڑھی سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اللہ کے بندوں نماز قائم کرو (نماز کی پوری پوری پابندی کرو اور اس کے ظاہری و باطنی آداب کو ملحوظ رکھو)۔

ابو یحییٰؒ ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت علیؓ کے پاس یزید بن مکفف داخل ہوا اور کوئی اعتراض کیا (آپ نے اسے ٹھنڈے دل سے سنا)۔

سائبؒ ...... ابوعطاء بن السائب۔ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

میں حضرت علیؓ کے پاس آیا آپ نے فرمایا سائب آئیے ہم آپ کو ایسا شربت پلاتے ہیں کہ اس کے پینے کے بعد تم تمام دن پیاسے نہ ہو گے میں نے عرض کیا ہاں ضرور پلائیے امیر المومنین آپ نے وہ شربت منگایا اور میں نے پی لیا پھر آپ نے پوچھا جانتے ہو یہ شربت کیا ہے میں نے عرض کیا نہیں جانتا آپ نے فرمایا یہ تین حصہ دودھ ہے تین حصہ شہد اور تین حصہ مکھن۔

عبداللہ بن ابی المجلؒ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ بابل کے ایک پتھر کے پاس سے گذرے آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

نہیک بن عبداللہؒ...... سلولی۔ یہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک گرجا میں ایک راہب کے پاس شیطان آیا جس نے ستر سال اللہ کی عبادت کی تھی۔

الاغر بن سُلیکؒ...... ایک دوسری روایت کرتے ہیں یہ الاغر بن حنظلہ ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ مشاہد وہ اپنے دادا سلیک بن حنظلہ کی طرف منسوب ہیں۔

یہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین شخص ہیں جن پر اللہ اپنا غضب نازل کرتا ہے ایک بوڑھا زانی دوسرا بہت زیادہ ظالم مال دار ستر افقیر منکر و منکبر الاغر کی کنیت ابو مسلم ہے۔

عمرو ذی مُرؒ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا پھر ایک چلّو پانی لیکر اپنے سر پر ڈالا اور اسے مَلا۔

عبداللہ بن ابی الخلیلؒ...... ہمدانی ہیں یہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں صرف تین حدیثیں

عمرو بن بَعجہؒ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ مدائن میں ایک دیہاتی نے سواری کیلئے ایک خچر پیش کیا آپ نے جب ابن کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھا تو پھسل گیا پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ دیباج کی کاٹھی ہے یہ سن کر آپ نے اس پر سوار ہونے سے انکار کر دیا۔

حمید بن عَریبؒ...... حضرت علیؓ اور حضرت عمارؓ سے روایت کرتے ہیں اس شخص کے بارے میں جس نے جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی کونچیں کاٹی تھیں۔

سعید بن ذی حُدّانؒ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کی زبان مبارک سے جنگ کو دھوکا و فریب فرمایا ہے (یعنی جیسے بھی ہو سکے

ظاہر و باطن طور پر ظلم و شرارت شکست دی جائے اس کے لئے جو بھی تدبیر مفید نظر آئے اسے اختیار کرنا چاہئے) یہ حضرت ابن عباسؓ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

رافع بن مسلمہؒ...... بجلی۔ حضرت علیؓ سے حدیث سنی اور انہیں سے روایت کرتے ہیں۔

اکتل بن سُمّاخؒ...... عُکلی۔ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن نجی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا جو شخص ایک حسین و جمیل اور فصیح شخص کو دیکھ کر خوش ہونا چاہئے وہ اکتل بن شمّاخ کو دیکھ لے۔

اوس بن معلق...... اسدی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں۔

طریفؒ...... حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی کے بیت المال پر مامور تھا آپ نے سبز رنگ کے ایک گھڑے سے نبیذ پی۔

تابعینؒ کا دوسرا طبقہ...... وہ حضرات عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں

حضرت عامر بن شراحیلؒ...... نام و نسب اور کنیت۔ عامر نام ابو عمر کنیت ہے شعبی قبیلے کی نسبت سے شعبی کہلائے ہیں یمن کے مشہو خاندان حمیری سے ہیں۔

حمیری خاندان میں ایک مشہور شخص حیان بن عمرو گذرا ہے یہ شخص یمن کی ایک پہاڑی ذوالشعبین میں پیدا ہوا اور مرنے کے بعد یہیں دفن ہوا۔

یمن میں ایک مرتبہ سخت بارش ہوئی اس میں ان کا موضع بہہ گیا یہ ایک پہاڑی میں آباد ہو گئے اس میں ایک پتھر کا دروازہ تھا اس کو توڑ کر یہ شخص داخل ہوا ہم نے دیکھا کہ اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے سونے کا اور اس پر ایک شخص مرا ہوا بیٹھا ہے ہم نے اسے ناپا نو وہ بارہ گز کا نکلا اس کے جسم پر زردہ جوایر کا قیمتی لباس تھا اس کے سر پر یاقوت کا تاج تھا اس کے بالوں کی دولٹیں تھیں جو اس کے دونو طرف پڑی تھیں اور ایک تختی پر خط حمیر میں لکھا ہوا تھا اے رب حمیر تیرے نام سے۔

میں حسان بن عمر القیل ہوں میں امید کے ساتھ زندہ رہا اور اپنی موت مر گیا، خزہید کے دنوں میں اور خزہیند کون ہے اس میں بارہ ہزار انسان ہلاک ہوئے میں ان میں سے آخری قیل تھا میں ذی سعبین کی پہاڑی میں آ گیا اس کے پہلو میں تلوار لٹکی ہوئی تھی خط حمیر میں لکھا تھا کہ میں اس سے خون کا بدلہ لوں گا۔

محمد بن مرہ شعبانی کہتے ہیں۔ وہ حسان بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن دو شعبین کہتے ہیں یہ یمن کا ایک پہاڑ ہے یہ اس پہاڑ میں اقامت گذیں ہو گیا تھا اور اس کا لڑکا بھی یہیں اس نے اور اسکے لڑکے نے

وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے دونوں اسی لئے اس کی طرف منسوب ہیں ان میں سے جو کوفے میں آباد ہو گئے تھے ان کو شعبیون کہا جاتا ہے انہی میں سے عامر شعبے ہیں اور جو لوگ شام میں آباد ہو گئے تھے ان کو شعبانیوں کہا جاتا ہے اور جو یمن میں ہی رہے ان کو آل ذی شعبین کہا جاتا ہے نیز جو لوگ مغرب میں آباد ہیں ان کو اشعوب کہا جاتا ہے وہ سب بنو حسان بن عمرو ذی شعبین ہیں علی بن حسان بن عمرو کے بیٹے عامر بن شراحیل کا گروہ ہیں یہ یمن ہمدان کے احمور میں آباد تھے اور احمور مختلف آبادیاں تھیں سائدوں کی جن ال ذی بارق وسبیع آل ذی حدان۔ آل ذی رضوان۔ آل ذی لعوہ۔ آل ذی مروان اور اعراب ہمدان تھے عذر ویام نہم شاکر اور ارجب وغیرہ ہمدانیوں میں حمیر قبائل کی کثرت تھی خاص کر آل ذی حوال وغیرہ۔

عامر شعبی بڑے دبلے پتلے آدمی تھے وہ اور ان کے بھائی دونوں توام پیدا ہوئے تھے ان سے کہا گیا کہ اے ابو عمرو آپ اتنے دبلے پتلے کیوں ہیں اس لئے کہ ہم رحم مادر میں دو بھائی رہے ہیں وہ جنگ جولاء کے بسال پیدا ہوئے تھے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو دیکھا تھا۔

آپ حدیث کے جلیل القدر امام تھے...... حضرت عامر نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت صحابہ کرامؓ کی بہت بڑی جماعت موجود تھی پھر ان کی بود باش بھی ایک ایسے مقام پر تھی جو مرکزی حیثیت رکھتا تھا جیاں بہت سے صحابہؓ اقامت پذیر تھے اس لئے انہیں پانچسو صحابہؓ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اڑتالیس صحابہ سے فیض حاصل کیا حضرت عبداللہ بن عمرو کی خدمت میں آٹھ دس مہینے قیام کر کے علوم بنوت سے فیض یاب ہونے کا موقعہ ملا یہ وجہ ہے کہ وہ امام العصر کہلائے اور علم حدیث میں ممتاز ونمایاں ہوئے یہی وجہ ہے کہ یہ ان جلیل القدر صحابہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عمروؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت عدی بن حاتمؓ، حضرت سمرہ بن جندبؓ، عمرو بن حریثؓ، حضرت عبداللہ بن یزید انصاریؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت براء بن عازبؓ، حضرت زید بن ارقمؓ، حضرت ابن ابی اوفیؓ، حضرت جابر بن سمرہؓ، ابی جحیفہؓ، انس بن مالکؓ، عمران بن حصینؓ، بریدی اسلمیؓ، جریر بن عبداللہ، اشعت بن قیس ابو موسیؓ، حسن بن علیؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاص نعمان بن شیر جابر بن عبداللہ ومصب بن حبش حضرت جشی بن جنادہ السلولیؓ، حضرت عامر بن شہرؓ، حضرت عروہ البارقیؓ، حضرت فاطمہ بنت قیسؓ حضرت عبدالرحمٰن بن اُبزیؓ، حضرت علقمہ بن قیسؓ، حضرت فروہ بن نوفل اشجعیؓ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؓ، حضرت حارث الدعورؓ، حضرت زہیر بن القینؓ، حضرت عوف بن عامرؓ، حضرت اسور بن یزیدؓ، حضرت سعید بن ذی لعوہؓ، حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمٰنؓ، حضرت ابی ثابت ایمن جو یعلی بن مرہ سے روایت کرتے ہیں۔

اتنے صحابہؓ سے انہوں نے فیض پایا علاوہ ازیں بڑے بڑے تابعین سے بھی استفادہ کیا یوں امام العصر کہلائے شعبہؒ کہتے ہیں کہ میں ابی اسحاق سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا شعبیؒ جواب دیا کہ وہ مجھ سے دو سال بڑے ہیں۔

مختار کے خوف سے مدینے میں قیام...... آپ آٹھ دس مہینے مدینہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے

پاس مقیم رہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مختار کے ڈر سے بھاگے اور یہاں ان کو پناہ ملی۔

امام شعبیؒ کہتے ہیں میں نے علم حساب وریاضی حارث اعور سے سیکھا ابن ابی عزہ کہتے ہیں کہ میں خراسان میں امام عامر شعبیؒ کے ساتھ دس مہینے رہا وہ دو رکعتوں سے زیادہ نہ کرتے تھے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہ ابتداء میں شیعہ تھے لیکن جب شیعوں کے اعمال دیکھے انکے خیالات وعقائد سنے اوران کی باتیں سنی توان کے مذہب سے تائب ہو گئے اوران کی مذمت کرنے لگے۔

مالک بن مغول شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ شیعہ اگر پرند ہوتے تو گدھ ہونے اوراگر چار پائے ہوتے تو گدھے ہوتے۔ اگرچہ شیعوں کے بارے میں آپ کی رائے بہت سخت تھی مگر آپ نے جادۂ اعتدال سے باہر قدم نہیں نکالا چنانچہ فرماتے ہیں صالح مومنین اور صالح بنی ہاشم کو دوست رکھو لیکن شیعہ نہ بنو جو چیز تمہارے علم میں نہیں ہے اس میں بھلائی کی امید رکھو لیکن مہرجی نہ بنو،

(مرجیہ ایک فرقہ ہے۔) اس بات پر ایمان یقین رکھو کہ بھلائیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور برائیاں تمہارے اپنے نفس سے صادر ہوتی ہیں (کبھی کہنے لگو کہ برائیاں بھی ہم سے اللہ کراتا ہے) لیکن اس عقیدے میں بھی قدری نہ بنو (کہ اپنے آپ کو مختار کل سمجھنے لگو) قدرسہ بھی مسلمانوں کا ایک پرانا فرقہ ہے جس کا عقیدہ تھا کہ انسان اپنے اعمال میں بالکل آزادوخودمختار ہے)

جس شخص کو تم اچھے اعمال کرتے دیکھو خواہ وہ تک چپٹا سندھی کیوں نہ ہو اسے دوست رکھو۔

حجاج اور حضرت امام شعبیؒ ...... جہاں آپ قرآن وحدیث فقہ وغیرہ علوم اسلامیہ کے جید عالم اورامام تھے وہاں حق گو مبلغ مجاہد بھی تھے علماء حق کی پہنچان یہی ہے کہ وہ حق پرست بے باک نڈر، مبلغ مجاہد ہوں اور جابر وظالم بادشاہوں اور حکمرانوں کے سامنے حق بات کہنے سے نہ ڈریں مترجم) محمد بن سعد کی روایت ہے کہ دیر حجام کے معرکہ کے بعد امام شعبیؒ عرصہ تک او پوش رہے اور یزید بن مسلم کو لکھا کہ تم حجاج سے میر صلح صفائی کرادو انہوں نے جواب میں لکھ بھیجا کہ نجدا مجھ میں اتنی ہمت وجرأت نہیں ہے میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اس کے پاس خود چلے جائیں جب وہ دربار عام کرے تو دفعۃً اس کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کرلیں اس بات کا میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ میں بات کا مجھے گواہ بنائیں گے میں اس بارے مے اگر آپ کی گورہی اور صفائی بیان کردوں گا۔

امام شعبیؒ نے اس مشورے پر عمل کیا ایک دن دفعۃً حجاج کے سامنے آکھڑے ہوئے اس نے دیکھتے ہی کہا اچھا آپ شعبیؒ ہیں پھر اُن کے سامنے اپنے انعامات واحسانات بیان کیے آپ نے ہر ہر انعام واحسان کا اعتراف کیا حجاج نے کہا کہ میں آپ کو جو مرتبہ واعزاز بخشا اور کسی کو نہیں بخشا۔ کہا بے شک ٹھیک ہے اے امیر المومنین۔ کہا میں نے آپ کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا آپ کو آگے سے آگے بڑھایا۔ کہا بیشک صحیح ہے۔ پھر حجاج نے کہا میں نے آپ کے وظیفے میں اضافہ کیا آپ کی مانند کسی اور کو یہ انعام نہیں دیا آپ کو اپنی قوم کا امام وسردار بنایا کسی اور کو یہ اعزاز نہ بخشا تھا آپ کو آپ کے قبیلے کا عریف (چودھری) بنایا اور میں نے سرکاری وفود میں ہمیشہ عبدالملک کے پاس آپ کو بھیجا ایک مرتبہ رتبیل والی بجستان کے پاس سفید بنا کر بھیجا جہاں آپ کو انعام واکرام ملا الغرض حجاج اپنے احسانات گنواتا جاتا تھا اور آپ اقرار کرتے جاتے تھے آخر میں حجاج نے پوچھا کہ آپ نے عدرالرحمٰن (یعنی عبدالرحمٰن) بن

اشعث کا ساتھ کیوں دیا آپ نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے مذمت کا اظہار کیا اس پر حجاج نے آپ کی خطاؤں کو معاف کر دیا۔

آپ نے فرمایا یہ خطائیں میرے لئے فتنہ تھیں ہم نے اس کے ساتھ نیک اور متقی لوگوں کو نہیں پایا وہ چند شریر لوگ تھے جو آپ سے قوی نہ تھے میں نے یہ سب باتیں یزید بن اسلم کو لکھ دی تھیں میں نے ان پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے لکھ دیا تھا کہ وہ میرے اور آپ کے درمیان صلح صفائی کرا دے مگر اس نے بے ہمت و جرات نہ کی حجاج نے کہا کہ تو آپ نے مجھے کیوں نہ لکھا فرمایا کہ کچھ ایسے ہی موانعات تھے جن کی وجہ سے آپ کو نہ لکھا غرض یہ کہ حجاج اور امام شعبیؒ میں صلح و صفائی ہوگئی اور آپ امن و امان کے ساتھ لوٹے۔

قوت حافظ ......آپ کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ کبھی قلم و دوات سے کام نہیں لیا ایک مرتبہ جو حدیث سن لیتے تھے وہ ہمیشہ کیلئے سینہ میں محفوظ ہو جاتی تھی خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی سفید کاغذ کو کتابت سے سیاہ نہیں کیا یعنی کبھی کچھ لکھا نہیں جب کسی نے کوئی حدیث سنائی تو وہ میرے سینے میں محفوظ ہوگئی اسکے دوبارہ سننے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

فرماتے ہیں کہ میں نے بیس سال عرصے میں کسی سے کوئی ایسی نئی حدیث میں سنی جس سے ہیں بیان کرنے والے سے زیادہ واقف نہ ہوں اہل حجاز بصرہ اور کوفہ تینوں مرکزوں میں محدثین کی احادیث کا ان سے بڑا حافظ نہ تھا سنن کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔ مکحولؒ کا بیان میں نے شعبیؒ سے زیادہ سنن ماضیہ کا عالم نہیں دیکھا ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ شعبیؒ صاحب آثار تھے اور ابراہیم صاحب قیاس۔

حدیث قبول کرنے میں احتیاط ......مسلم حدیث نہایت ہی نازک اور ذمہ داری کا علم ہے اس لئے آپ دوسروں سے حدیث لینے میں بڑے محتاط تھے وہ احادیث صرف انہی بزرگوں سے لیتے تھے جو عقل وفہم اور تقوی و دیانت بھی رکھتے ہوں اور سیرت و کردار کے اعتبار سے ان پر بھروسہ کیا جا سکتا ہوں۔

قبول حدیث میں ان کا اصول یہ تھا کہ علم اسی شخص سے حاصل کرنا چاہئے جس میں زید و عبادت اور عقل و دانش دونوں چیزیں جمع ہوں جو شخص صرف عقل و دانش رکھتا ہو مگر تقوی اور دیانت کا مالک نہ ہو یا وہ شخص جو تنہا زہد و عبادت رکھتا ہو مگر عقل وفہم نہ رکھتا ہو یہ دونوں علم کی حقیقت کو نہیں پا سکتے صرف یہی ہیں کہ آپ حدیث قبول کرنے میں احتیاط برتتے تھے بلکہ حدیث بیان کرنے میں بھی احتیاط کرتے تھے حدیث میں اپنی رائے و تحقیق کا دخل نہ ہونے دیتے تھے چنانچہ محمد بن حجادہ کا بیان ہے کہ جب عامر شعبیؒ سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھا جاتا جس کے بارے میں ان کے پاس قران و حدیث کا علم نہ ہوتا اور پوچھنے والا کہتا کہ اپنی رائے سے ہی کچھ فرما دیجئے تو آپ فرماتے کہ میں دین میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتا حتی الدمکان اپنی رائے دینے سے بچتے تھے۔ فرماتے میری رائے کیا کرو گے اس پر پیشاب کرو۔

آپ روایت بالمعنی کو خلاف احتیاط سمجھتے تھے ...... روایت بالمعنی کا مفہوم یہ ہے کہ کسی

روایت کے الفاظ کے بغیر اس کے معنی اپنی سمجھ کے مطابق بیان کیے جائیں مطلب یہ ہے کہ آپ روایت میں الفاظ کی پابندی نہایت ضروری نہیں سمجھتے تھے چنانچہ ابن عون کی روایت ہے کہ شعبیؒ حدیث بالمعنی روایت کرتے تھے مگر اسی احتیاط کے ساتھ جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا، آپ فرماتے تم جو کچھ مجھ سے سنو لکھ لیا کرو۔

عبداللہ بن ابی سفیرؒ کہتے ہیں کہ شعبیؒ نے فرمایا میں عالم نہیں ہوں مگر میں نے کسی عالم کو نہیں چھوڑا جس سے علم حاصل نہ کیا ہو اور ابوحصین تو ایک صالح آدمی ہیں باوجود اس کے کہ وہ خود ایک ممتاز عالم دین تھے فقیہ تھے کوفے کی سند افتاء پر فائز تھے بھی انکسار کا یہ عالم تھا کہ میں عالم نہیں ہوں حضرت ابراہیم نخعیؒ بہت بڑے عالم وفقیہ تھے مگر شعبیؒ کے تفقہ والدین کے اسے قائل تھے کو جو مسئلہ ان کو معلوم نہ ہوتا اس کے سائل کو امام شعبیؒ کے پاس بھیج دیتے ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا انہوں نے لدعلی ظاہر کی اسی اثناء میں سامنے سے شعبیؒ گذرتے ہوئے نظر آئے ابراہیم نخعیؒ نے سائل سے کہا کہ اس شیخ سے جا کر پوچھو اور جو جواب وہ ذیل مجھے بھی آ کر بتلانا سائل نے جا کر وہ مسئلہ دریافت کیا انہوں نے بھی اپنی لاعلمی ظاہر کی جب ابراہیم نخعیؒ کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہا کہ واللہ یہ فقیہ ہے اور فقیہہ اسے کہتے ہیں (کہ محض اپنی رائے سے کچھ نہیں کہتے)

علت بن برام کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو جو شعبیؒ کا علم میں ہم یہ، ان سے زیادہ زلد اوری) کہنے والد نہیں دیکھا عمرو بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ شعبیؒ سے کہا آپ نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی تھی اب وہ میرے حافظے سے نکل گئی آپ نے فرمایا مجھے کچھ بتلاؤ تو میں جانو کہ وہ کون سی حدیث تھی میں نے کہا مجھے کچھ یاد نہیں آتا امام شعبیؒ نے ایک حدیث سنا کر کہا یہ تو نہیں ہے میں نے کہا یہ نہیں ہے آخر میں انہوں نے ایک شعر پڑھ کر کیا یہ تو نہیں ہے۔

خوف الٰہی ...... باوجود اس کے کہ آپ جید عالم تھے اور فقیہ اور امام تھے خوف حیثیت کا یہ حال تھا کہ سفیان کے ایک قول کے مطابق ایک مرتبہ نے فرمایا کاش میں اس علم سے برابر سرابر چھوٹ جاتا نہ مجھ سے اس کا مؤاخذہ ہوتا اور نہ مجھے اس کا صلہ ملتا۔

صالح بن صالح ہمدانی کہتے ہیں کہ شعبیؒ چند ایسے لوگوں کے پاس کھڑے ہو گئے کہ وہ ان سے بیزار تھے اور ان کو دیکھنا نہ چاہتے تھے جب آپ نے ان کا کلام سنا تو یہ شعر کیا وفیاء مَر بئاً غیر داء منحامِر ، لعزة من اعرامتا ما استحلّت ،

صالح بن مسلم کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم اور شعبیؒ ہاتھ میں ہاتھ دیے ٹہلتے ٹہلتے مسجد جا پہنچے وہاں جماد کے شاگردوں کا مجمع لگا ہوا تھا اور ایک مشورہ وغل برپا تھا شعبیؒ نے یہ مشوروغل سن کر کہا خدا کی قسم ان بازاریوں نے تو اس مسجد کو میرے لیے ناگوار بنا دیا ہے یہ کہا اور لوٹ آتے۔

مشوروشر سے اجتناب ...... علماء حق کی شان اور پہنچان ہی یہ ہے کہ وہ مشورو ہنگامہ اور فتنہ وفساد سے کنارہ کشی کرے۔ غور کا فرمائے آپ نے معمولی علمی شوروغل سن کر مسجد ہی کو چھوڑ دیا چنانچہ عبداللہ بن ابی سفر کہتے ہیں کہ شعبیؒ نے فرمایا مجھ پر ایک ایسا زمانہ گذرا کہ میں کسی مجلس ہمیں بیٹھا گوارا نہ کرتا تھا بس یہی ایک مسجد تھی میں میں بیٹھا

کرتا تھا شور وغل نے مجھ سے یہ بھی چھڑا اور اس سے تو کسی کوڑے کے ڈھیر پر بیٹھ رہنا اچھا ہے۔

آپ کہا کرتے تھے کہ فقیہہ وہ ہے جو خدا کے محارم سے بچتا رہے اور عالم وہ ہے جو خدا کا خوف کرتا ہے تم لوگوں کو چاہئے کہ کم استعداد (اور شر پسند) اور جاہل عبادت گذاروں سے بچتے رہو (یعنی علماء سوا اور پیر ریا کار سے اجتناب کرو) جو لوگ اپنی رائے سے مسئلہ کہتے تو آپ کسر فرماتے کہ اس کی رائے پر پیشاب کرو تم تو صرف قران وحدیث اور اصحاب محمد سے واسطہ رکھو کسی حال میں قران وحدیث کو نہ چھوڑو۔

عادات وخصائل اور لباس...... آپ ایک خاص قسم کا ریشمی لباس پہنتے تھے کبھی کبھی شعراء کی مجلس میں بھی بیٹھتے تھے شعر وسخن سے دلچسپی تھی کہا کرتے تھے کہ یہ حکومت کے وظائف وعطیات گدھے کے پیشاب کی حیثیت رکھتے ہیں یہ بہت سے لوگوں کو جہنم میں لے جاتے ہیں۔ عطیہ اسراج کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شعبیؒ کے پاس مسجد میں آیا یہ جہینہ کی ایک مسجد تھی آپ نے فرمایا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس مسجد میں نے تقریباً تین سو صحابہؓ کو دیکھا ہے زید بن خطاب کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیزؒ عراق کے گورنر ہوئے تو آپ نے شعبیؒ کو کوفہ کا قاضی بنا دیا آپ باب الفیل کے نزدیک ایک گوشے میں مقدمات فیصل کیا کرتے تھے۔

حسن بن صالح اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شعبیؒ کے سر پر سفید عامہ اور اس کا لٹکا ہوا شملہ دیکھا۔ عمرو بن شبیب المسلی کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ انہوں نے شعبیؒ کو ایک نہایت سرخ چادر اوڑھے ہوئے دیکھا لیث کہتے ہیں کہ میں نہیں کہتا کہ ان کی چادر کا رنگ زیادہ سرخ تھا یا ان کی داڑھی۔ کبھی کبھی سرخ عمامہ بھی باندھ لیتے تھے جس زمانے میں آپ قاضی تھے آپ داڑھی رنگتے تھے کبھی سبز چادر بھی اوڑھ لیتے تھے ایک خاص قسم کا ریشمیں سبز لباس بھی زیب بدن فرماتے چادر اور لباس کے رنگ مختلف ہوتے تھے زرد ازاد بھی پہن لیتے تھے۔

عبید بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں شعبیؒ کو شیر کی کھال پر بیٹھے ہوئے دیکھا فرماتے ہیں کہ گورخر کی کھال دیانت سے پاک ہو جاتی ہے۔ محالد کا بیان ہے کہ میں نے شعبیؒ کو لومڑی کی کھال کی پوستین پہنے ہوئے دیکھا۔ اسی میں آپ نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔

حجاج بن محمد کہتے ہیں کہ میں شعبہؒ کو یہ کہتے سنا میں نے ابو اسحاق سے پوچھا عمر میں آپ بڑے ہیں یا شعبیؒ فرمایا کہ شعبیؒ مجھ سے ایک یا دو سال بڑے ہیں۔

وفات...... طارق بن عبدالرحمٰن کی روایت ہے کہ میں شعبیؒ کی عیادت کیلئے ان کے پاس آیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں ایک قمیص اور ازار میں ان پر چادر نہ تھی خلف بن تمیم مالک سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کا بیان ہے کہ شعبیؒ جب بھی مجلس سے اٹھتے تو یہ کہا کرتے کہ میں اسی بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا اور لاشریک ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ دین وہی ہے جیسا کہ محمدؐ کی شریعت میں گواہی دیتا ہوں کہ اسلام ہی ہے جس کا وصف قران نے بیان کیا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کی کتاب قران ویسا ہی ہے جیسا نازل ہوا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

حق بالکل ظاہر اور روشن ہے ایک شخص نے شعبیؒ کے پاس بیٹھے ہوئے کہا کہ اللہ کھیئے۔ فرمایا مجھے کیا ہوا کہ میں اللہ نہ کہوں آپ نے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں وفات پائی وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۷ سال کی تھی آپ نے اچانک وفات پائی۔ اللہ ان پر اپنی رحمت کرے۔

حضرت سعید بن جبیرؒ

نام ونسب……سعید نام ہے ابو عبداللہ کنیت۔ یہ بنی والبہ بن حارث اسدی کے غلام تھے اسی وجہ سے والبی کہلاتے ہیں سعید بن جبیر ہی سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا آپ کن میں سے ہیں میں کہا بنی اسد سے پھر پوچھا شرفاء عرب میں سے ہو یا غاموں میں سے میں نے عرض کیا غلاموں میں سے ہوں۔ تو یوں کہونا کہ آپ ان میں سے ہیں جن پر اللہ نے بنی اسد میں سے انعام واحسان کیا (کہ مسلمان ہونے کی سعادت بخشی)

ابی معشر حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عید کے دن ابو مسعود البدریؓ کو دیکھا ہے میرے گیسو تھے۔ انہوں نے کہا اے غلام (لڑکے یا اے بچے عید کے دن امام کے ساتھ نماز پڑھنے سے پہلے کوئی نماز نہیں ہاں نماز عید کے بعد تم دو رکعتیں طویل قرات کے ساتھ پڑھ سکتے ہو۔ حضرت سعید بن جبیرؒ۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیر جلما سے بھی روایت کرتے ہیں مجاہد کہتے ہیں کہ کہ حضرت ابن عباسؓ نے سعید بن جبیرؓ سے کہا حدیثیں سناؤ میں نے عرض کہ میں اور آپ کی موجودگی میں حدیثیں سناؤں یہ تو ایسا ہوا جیسے آفتاب کے سامنے چراغ چلانا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا نہیں سناؤ یہ تو خدا کی نعمت ہے کہ تم میرے سامنے حدیثیں بیان کرو اگر صحیح بیان کرو گے تو فبہا اور اگر کہیں غلطی کرو گے تو میں اسکی تصیح کر دوں گا (گویا سعید بن جبیرؒ کو ابن عباسؓ کی طرف سے سب سے بڑی سند ملی)

فضل وکمال……امام نوویؒ کا بیان ہے کہ سعید تابعینؒ کے بڑے ائمہ میں سے تھے حافظ زہبیؒ ان کو علمائے اعلام بتلاتے ہیں، تفسیر بحدیث، فقمہ۔ زہد وعبادت اور اخلاق وتقویٰ وغیرہ جملہ کمالات داوصاف میں وہ بڑے بڑے اماموں کے ہم پایہ اور سرگردہ، تابعین سے تھے۔

آپ نے یوں تو بڑے بڑے صحابہؓ سے اکبتاب فیض کیا لیکن حیر الدمۃ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے خصوصیت کے ساتھ فیض پایا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا حلقہ درس بڑا وسیع اور عظیم وجلیل تھا جس میں قران تفسیر حدیث فقہ۔ فرائض ادب وانشاء اور شعروشاعری کے دریا بہتے تھے۔

سعیدؒ سب سے زیادہ یہیں سے سیراب ہوئے اور کر بیکراں بنے آپ خود فرماتے ہیں کہ میں بڑی پابندی کے ساتھ ان کے حلقہ درس میں شریک ہوتا تھا اور میرے علم حاصل کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ باہر کے جو سائلین سوالات کرتے تھے اور جو سائل پوچھتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ جوابات دیا کرتے تھے ان کو خاموشی کے ساتھ بڑے غور سے سنا کرتا تھے کبھی کبھی خود بھی کچھ پوچھ لیتا تھا ان سوالات میں حدیثیں بھی ہوتی تھیں اور فقہ کے مسائل بھی لیکن انہیں قلم بند کرنے سے مجھے ابن عباسؓ نے مجھے منع کر رکھا تھا کچھ مدت تک اسی زبان یاد پر انحصار رہا مگر بعد میں لکھنے

کی اجازت مل گئی تھی۔ پھر لکھنا شرع کر دیا بعض دن اتنی کثرت سے مسائل پیش کرتے کہ لکھتے لکھتے ان کی بیاض پوری ہو جاتی تو کپڑوں پر کبھی ہتھیلی پر اور کبھی کسی اور چیز پر لکھ لیتے۔

حسن بن مسلم کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عباسؓ کے نابینا ہونے سے پہلے ان سے اتنے مسائل پوچھتے کہ لکھ نہ سکتے جب وہ نابینا ہو گئے تو لکھنا شروع کر دیا جب یہ خبر حضرت ابن عباسؓ کو ملی تو وہ نابینا ہو گئے۔

بنی وادعۃ کے موذن کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ سعید بن جبیرؓ ان کے قدموں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت ابن عباسؓ ان سے کہہ رہے تھے کہ مجھے دکھاؤ کہ تم مجھ سے حدیث کس طرح بیان کرتے ہو تم نے مجھ سے بے شمار حدیثیں سنی اور سمجھیں ہیں۔

جعفر بن ابی المغیرہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباسؓ کی بینائی جاتی رہی تو جو کوئی آپ سے کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو اس سے فرماتے تم میں ابن ام دھماء (یعنی سعید بن جبیرؓ موجود ہیں ان سے مسائل پوچھ لیا کرو، اب تمھیں میرے پاس آنے کی ضرورت ہیں)۔

ابو حصین کہتے ہیں کہ میں سعید بن جبیرؓ سے پوچھا کہ کیا وہ تمام حدیثیں جو آپ نے حضرت ابن عباسؓ سے سنیں اور تمام مسائل جو آپ نے ان سے پوچھے ان کے دارومدار صرف زبانی یادداشت پر ہے۔ کیا نہیں میں آپ کی مجلس میں بیٹھا رہتا تھا کوئی کلام نہیں کرتا تھا وہ جتنی حدیثیں بیان کرتے ہیں ان کو یاد کر لیتا اور کبھی لکھ بھی لیتا۔

عبداللہ بن مسلم بن ہرمز کہتے ہیں کہ سعید بن جبیرؓ حدیث لکھنے کو پسند نہیں کرتے ایوب کا بیان ہے کہ سعید نے کہا کہ میں حضرت ابن عمرؓ سے بھی مسائل پوچھتا تھا اور بیان میں لکھ لیتا تھا میں نے ان سے مسئلہ ایلاء کے بارے میں بھی پوچھا تھا کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کے جواب تمھیں بتلاؤں کہ انھوں نے کیا فرمایا۔ میں نے کہا ضرور بتلائے ہمیں آپ کے علم پر بھروسہ ہے انھوں نے کہا، وہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد امراء ہے۔

فرماتے ہیں کہ ہم اہل کوفہ کو کسی مسئلے میں اختلاف ہوتا تو میں اسے اپنی کتاب میں لکھ لیتا اور پھر وہ حضرت ابن عمرؓ سے پوچھ لیتا وہ اصل مسئلہ سمجھا دیتے سعید بن جبیر ریاضی کے بڑے ماہر تھے۔ علم فرائض میں خاصہ ملکہ تھا ایک مرتبہ حضرت ابن عمر کے پاس فرائض کا ایک مسائل آیا آپ نے اس سے کہا کہ ابن جبیر کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ علم حساب جانتے ہیں۔ وہ تم کو وہی بتلائیں گے جو فرض مقرر ہے۔ ان کا اپنا بیان ہے کہ ان کی مہر پر نقش تھا۔ (عز ربی واقتدر) میرے رب نے مجھے عزت دی اقتدار بخشا) میں نے اس کا ذکر ابن عمرؓ سے کیا آپ نے مجھے اس سے منع کیا اور میں نے اسے مٹا دیا۔

مسعود ابن مالک کہتے ہیں مجھ سے ایک مرتبہ علما بن حسین نے کہا کہ سعید بن جبیرؓ نے یہ کیا کیا میں نے کہا وہ ایک صالح آدمی ہیں یہ وہ شخص تھا جو ہمارے پاس آتا اور مسائل پوچھتا تھا۔ فرائض کے بارے میں اور دوسرے مسائل میں جن سے اللہ ہمیں نفع پہنچاتا۔

بعض کرتا نظران کو زیادہ حدیث بیان کرنے پر ملامت کرتے تھے آپ انھیں جواب دیتے تھے مجھے تم سے اور تمھارے ساتھیوں سے حدیث بیان کرتا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اسے اپنے ساتھ اپنی قبر میں لیجاؤں۔

محمد بن حبیب کا بیان ہے کہ جب سعید بن جبیرؓ اصفیان میں قیام پزیر تھے اور لوگ ان سے حدیثیں پوچھتے

تو آپ ان کو نہ بتاتے لیکن جب کوفہ میں آئے تو یہ فیض جاری کر دیا لوگوں نے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ اصفیان میں تو آپ حدیثیں بیان کرتے تھے اور یہاں بیان کرتے ہیں فرمایا اپنی متاع وہاں پیش کرو جہاں اس کے قدر دان موجود ہوں (یعنی اصفیان میں قدر دان نہ تھے یہاں قدر دان ہیں۔ اس لیے یہاں حدیثیں بیان کرتا ہوں)۔

زہد و ورع اور عبادات...... آپ کے نزدیک عبادت محض نماز روزہ اور تسبیح و تہلیل نہیں بلکہ اس کا دائرہ پوری زندگی ہے آپ اطاعت کو سب سے زیادہ عبادت سمجھتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ ذاکر ہے اور جو نافرمانی کرتا وہ ذاکر نہیں خواہ وہ کتنی ہی تسبیح اور تلاوت قرآن کیوں نہ کرے آپ سے کسی نے سوال کیا کہ سب سے بڑا عبادت گزار کون ہے فرمایا جو کچھ گناہوں میں مبتلا ہو کر پھر ان سے تائب ہو گیا اور جب اس نے اپنے گناہوں کو یاد کیا تو اپنے اعمال کو بے حقیقت سمجھا (یعنی وہ ہے سب سے بڑا عبادت گزار گناہوں سے توبہ کر کے اطاعت الٰہی کا ثبوت دے حتی الامکان نیک اعمال کرے اور پھر ان کے بے حقیقت سمجھے اپنی عبادت پر غرور و ناز نہ کرے) عبدالملک بن ابی سلیمانؒ کا بیان ہے کہ سعیدؒ دو راتوں میں قرآن پاک ختم کرتے تھے۔

حماد کہتے ہیں کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ میں نے خانہ کعبہ میں ایک رکعت میں قرآن ختم کیا ہے۔ غفان بن مسلم اور موسیٰ بن السماعیل دونوں کہتے ہیں کہ آپ ہمیں ہر روز دو مرتبہ بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر وعظ و درس دیا کرتے تھے۔ رفاء کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں مغرب اور عشاء کے درمیان سعید بن جبیرؒ آتے اور قرآن کی تلاوت شروع کر دیتے۔ صعب ابن عثمان کا بیان ہے کہ سعید بن جبیرؒ نے فرمایا۔ جب سے حضرت امام حسینؓ شہید ہوئے میں قرآن ختم کرتا ہوں ہاں اگر سفر کی حالت ہوں یا مریض ہو جاؤں تو مجبور ہوں۔

ابو ہاشم کی روایت ہے کہ سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ میں جمعہ کے دن اپنے اوراد و وظائف پڑھتا رہتا ہوں اور امام خطبہ دیتا ہوتا ہے ابوشہاب کہتے ہیں کہ سعید بن جبیرؒ رمضان میں ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے کبھی ایسا ہوتا کہ ایک آیت کو بار بار پڑھتے رہتے یا دو مرتبہ پڑھتے۔

عطاء بن مسائب کا بیان ہے کہ سعید بن جبیرؒ نے ایک شخص سے کہا میرے بعد تم حدیث کا علم کس سے حاصل کرو گے اس نے کہا کہ ہم یہ علم ہم کے سوا کسی سے حاصل نہ کریں گے فرمایا بے شک۔ اعمیٰ اور ابن الصفیل تمہیں قرآن کے علم سے بے نیاز کر دیں گے۔

سعید بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؒ کو امامت کراتے ہوئے دیکھا وہ بار بار اس آیت کو دہراتے اذ الاغلال فی اعناقھم) ابوشہاب کی روایت ہے کہ رمضان میں سعید بن جبیرؒ مغرب کی نماز ہمارے ساتھ پڑھتے اور پھر گھر واپس آ کر تھوڑی دیر آرام کرتے اس کے بعد پھر آ کر ہمارے ساتھ مسات پڑھتے اور تین وتر پڑھتے اور پچاس آیتوں کی مقدار دعاءِ قنوت پڑھتے جب نماز میں ایک سورہ ختم کر لیتے تو کہتے صدق الصادق البار) سچے باری تعالیٰ نے سچ فرمایا۔

عبدالکریم کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے سر پر کوڑے کھائے جائیں اس بات سے کہ امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو اور میں کوئی کلام کروں صبح صادق کے بعد آپ کسی سے کلام نہیں کیا کرتے تھے۔

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی کہ آپ ایک شخص نے دیکھا کہ سعید بن جبیرؒ نے اپنے ایک بڑے لڑکے کی پیشانی چومی۔

کھانا کھانے کے بعد کی دعا...... عطاء بن سائب کا بیان ہے کہ سعید بن جبیرؒ جب کھانے سے فارغ ہوجاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اللھم اشبعت وادویت فھننا ودزقت فاکثرت وطیبت فزدنا.

ترجمہ۔ اے اللہ تو نے ہمیں سیر کیا۔ غذا بہم پہنچائی۔ ہم تازہ دم اور قوی ہوئے پس تو نے ہمیں کثرت سے پاکیزہ رزق دیا اس میں زیادتی کر۔

یزید بن مہلب کی روایت ہے کہ میں سعید بن جبیرؒ کے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا۔

جب امام **غیر المغضوب علیھم و لاالضالین.** کہتا تو جبیرؒ کہتے **اللھم اغفرلی.** آمین اے اللہ میری مغفرت کر ایسا ہی ہو جب امام سمع اللہ **لمن حمدہ** کہتا تو سعید بن جبیرؒ کہتے۔

ربنا لک الحمد ملء السموات وملء الارضین البسع وملء مابینھما وملء ماشئت من شئی بعد.

ترجمہ اے ہمارے پروردگار تیرے ہیں لیے ہیں تمام تعریفیں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی بھرپور تعداد ہیں۔ جو کچھ ان کے درمیان ہے اور ان کے علاوہ بھی یعنی بے حد بے شمار تعریفیں ہیں تیرے لیے یہی کہتے رہے اور اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلے گئے۔

آپ اپنی قوم کی سجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے آپ کو غیبت سننا اور غیبت کرنا دونوں باتیں ناپسند تھیں مسلم البطیل کا بیان ہے کہ سعید بن جبیرا اپنے سامنے کسی کو غیبت کرنے نہ دیتے تھے غیبت کرنے والے سے کہتے کہ جو کچھ کہنا ہے اس شخص کے سامنے کہو آپ اپنے نفس کو اتنا حقیر سمجھتے تھے کہ گنہگاروں کو بھی ان کے گناہوں پر ٹوکتے ہوئے۔ شرماتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک شخص کو گناہ میں مبتلا دیکھتا ہوں لیکن خود اپنا نفس اپنی گناہوں میں اتنا حقیر ہے کہ دوسروں کو ٹوکتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔

جعفرؒ بن ابی المغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیرؒ کو روزے کی حالت میں سرمہ لگاتے ہوئے دیکھا اور میں نے سعید بن جبیرؒ کو بے نیام تلوار کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اسماعیل بن عبدالملک کا کہنا ہے آپ طاق یعنی محراب مسجد میں نماز پڑھ لیتے تھے اور صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے آپ اپنے عمامہ کا بالشت بھر شملہ چھوڑتے تھے۔

شکر افضل ہے یا صبر...... مسلم بطین کا بیان ہے کہ سعید بن جبیرؒ سے پوچھا گیا کہ شکر افضل ہے یا صبر فرمایا کہ مجھے صبر اور عافیت۔

علمائے سوء کا فتنہ...... حضرت سعید بن جبیرؒ امت مسلمہ کیلئے سب سے بڑا فتنہ اور تباہی کی جڑ علماء سوء کو سمجھتے

تھے چنانچہ ہلال بن خباب نے آپ سے پوچھا۔لوگوں کی ہلاکت کہاں سے ہوگی؟ فرمایا ان کے علماء کے ہاتھوں۔

قرآن وتفسیر میں خاص ملکہ......قرآت اور تفسیر میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا آیات قرآن کی شان نزدلا وران کی تفسیر وتادیل میں آپ کو کمال حاصل تھا چنانچہ ابو یونس قزی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ سعید بن جبیرؒ کے سامنے یہ آیت پڑھی۔الا المستضعفین من الرجال والنساء والو لدان ۔مگر نہ تو ان مردوں عورتوں اورلڑکوں میں سے۔تو انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا اس میں جن مردوں عورتوں اورلڑکوں کا ذکر ہے ان سے مراد مکہ کے وہ مظلوم تھے جوطرح طرح سے ستائے جا رہے تھے میں نے یہ سن کر کہا کہ میں اسے ہی لوگوں کے پاس سے آرہا ہوں (یعنی میں حجاج کے ستم رسیدہ لوگوں میں سے ہوں سعید نے کہا بھتیجے ہم نے اس کے خلاف بڑی کوشش کی کیں کیا کیا جائے خدا کی مرضی ہی یہی ہے۔

(اس میں ہم مسلمانوں کے ایک بڑا اسبق آموز نکتہ ہے کہ دنیا میں جن ظالموں اور فاسقوں نے ظلم مچا رکھا ہے ان کے متعلق ان سے نجات پانے کی امکان بھر کوشش کرنے سے پہلے یہ کہنا کہ ہم کیا کریں اللہ کی مرضی یہی ہے یہ ہمارے دینداروں اور صالحوں کی دیندارنہ حماقت دناداتی ہے ہاں امکانی جدوجہد کے بعد جو نتیجہ ظاہر ہو اس کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کی مرضی یہی ہے کاش اس نکتے کو ہم سمجھ سکیں مترجم۔

اعمسؒ روایت کرتے ہیں کہ سعید بن جبیرؒ ان ارضی واسعۃ بیشک میری زمین کشادہ ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسی زمین میں فساد برپا کیا جائے اور وہاں گناہوں کی کثرت ہوجائے تو اس سے نکل جاؤ (یہاں آپ ہمیں ایک بہت عمدہ سبق دے گئے کہ جس ملک وقوم میں فتنہ وفساد پھیل جائے۔فسق وفجور کی کثرت ہوجائے اور اپنے دین واخلاق کا بچانا ناممکن ہوجائے تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ بشرطیکہ ہجرت کرنا ممکن ہو)

سعید بن جبیر کی سیاسی سرگرمیاں اور مجاہدانہ کارنامے...... یہاں سے ہم حضرت سعید بن جبیر کی سیاسی سرگرمیوں اور مجاہدانہ کارناموں کا ضروری وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں آپ صرف قران وحدیث فقیہہ کلام اور زہد وتقوی میں ہی ممتاز ونمایاں نہ تھے بلکہ ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ مصلح اور مجاہد بھی تھے۔مذہب وسیاست دونوں کے بلند مقام پر فائز تھے گوشہ نشین ،عاقیت پسند عابد وزاہد ہی نہ تھے بلکہ جبر واستبداد اور ظلم وفساد کے خلاف مجاہد حق وصداقت بھی تھے ان کے مجاہدانہ کارنامے اس مدد کے آرام طلب اور عاقیت پسند عابدوں کے لئے بڑے سبق آموز ہیں اسی لئے ان کو ہم نمایاں حیثیت سے پیش کرتے ہیں مترجم حضرت سعید بن جبیرؒ ایک زمانہ تک مدینہ میں رہے کچھ دنوں عراق کےمختلف شہروں میں رہ کر علم وعرفان کے بارشیں کرتے اور شدگان علوم نبوت کو سیراب کرتے رہے پھر کوفہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

کوفے میں قیام کے دوران کچھ دنوں عبداللہ بن عتنہ مسعودؓ قاضی کوفہ کے کاتب رہے اور کچھ دنوں ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعریؓ کے کاتب بھی رہے حجاج ان کا بڑا قدردان تھا ان کی بڑی عزت کرتا تھا انہیں جامع کوفہ کا امام بنا دیا تھا اور ہع عہدہ قضا بھی سونپ دیا تھا لیکن کوفہ والوں نے ان کے خلاف سخت احتجاج کیا کہ قاضی کو عربی النسل ہونا چاہئے اس لئے حجاج نے ان سے عہدۂ قضا لے کر ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعریؓ کو دے دیا اور ان کو ہدایت کردی کہ

سعید بن جبیرؒ کے مشورے سے کام کریں۔

حجاج کی مخالفت...... حجاج تو آپ پر انعامات کی بارش کر دیا تھا مگر آپ ان انعامات سے متاثر نہ تھے اس کو اس کے مظالم کی وجہ سے برا سمجھتے تھے اس لئے جب بن اشعث نے حجاج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو آپ نے اس کا ساتھ دیا ان کی وجہ سے کوفہ کے بہت سے قراء اور علماء بھی ابن اشعث کے ساتھ ہو گئے ابن جبیرؒ جماعت علماء قراء کے سرگروہ تھے اور میدان جنگ میں لوگوں کو حجاج اور بنوامیہ کے خلاف یہ کہہ کر ابھارتے کہ یہ لوگ اسلامی عدل وانصاف اور حلناء کے طریقے کو چھوڑ کر ظالمانہ طور پر حکومت کر رہے ہیں۔

خدا کے بندوں پر اپنی مرضی سے حکومت کر رہے اور ان پر ظلم ڈھا رہے ہیں فسق وفجور کی سرپرستی کر رہے نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ذلیل وخوار کرتے ہیں اس لئے انی بے دینی ظلم وجوبر اور فسق وفجور کے خلاف جہاد کرو بدی کا زور توڑ دو اور نیکی کو غالب کرو۔

ابتداء میں ابن اشعث کی بڑی قوت تھی اس کو حجاج کے مقابلے میں فتوحات بھی حاصل ہوئیں اس نے عراق کا بڑا حصہ بھی فتح کر لیا تھا لیکن حجاج کی ممالفت نے عبدالملک کی حکومت کی مخالفت کی شکل اختیار کر لی حکومت کی مخالفت میں وہ کہاں ٹھہر سکتا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیر جماجم کے معرکے میں اس کو شکست ہوئی وہ شکست کھا کر سینان بھاگ گیا اس کاشکست کے بعد حضرت سعید بن جبیرؒ مکہ چلے آئے مکہ کے والی خالد بن عبداللہ قسری نے ان کو گرفتار کرا کر حجاج کے پاس بھیج دیا وہ ان کا سخت دشمن ہو گیا تھا ان کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

حجاج اور ابن جبیرؒ کا ایمان افروز مکالمہ...... ایمان اور جہاد یعنی ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ مومن کا طرۂ امتیاز ہے جو حقیقی معنوں میں مومن ہوتا ہے وہی لازمی طور پر مجاہد ہوتا ہے ایمان کے ساتھ ہی نفس کے ساتھ جہاد شروع ہو جاتا ہے بالآخر ظلم واستبدار کے خلاف میدان جنگ میں آ جاتا ہے وہ دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا وہ موت کا ڈر اپنے سینے سے نکال کر باہر پھینک دیتا ہے اور شہادت کو اپنی زندگی کی معراج تصور کرتا ہے حضرت سعید ابن جبیرؒ کی زندگی ہمیں یہی سبق دیتی ہے ذرا اس شیر دل مرد حق کی جرأت وبیا کی اس مکالمے سے نگاہ تصور میں لائیے حجاج تمہارے نام کیا ہے۔

ابن جبیرؒ سعید ابن جبیرؒ

حجاج۔ ہیں بالکل نہیں تم اس کے بالکل برعکس ہو تم شقی بن ابنی جبیرؒ۔ معاف فرمائیے میری ماں آپ سے زیادہ میرے نام سے واقف تھیں (آپ میرا نام کیا جانیں اور اس کو بدلنے کا آپ کو کیا حق دنیا دیکھے گی کہ سعید ابن جبیرؒ واقعی ہی سعید ابن جبیرؒ یہی ہے اور تاریخ میں قیامت تک اس کا یہی نام رہے گا)۔

حجاج۔ تمہاری ماں بھی بدبخت تھی اور تم بھی بدبخت ہو۔

ابن جبیرؒ غیب کا علم تو صرف اللہ کو ہے (آپ کیا جانیں کہ نیک نحت کون ہے اور بدنجت کون۔

حجاج میں تمہاری دنیا کو دیکتی ہوئی آگ سے بدل روں گا ابن جبیرؒ اگر مجھے اس بات کا یقین ہوتا کہ یہ بات آپ کے اختیار میں ہے تو میں آپ کو اپنا معبود بنا لیتا (دیکھا آپ نے ایک مرد مومن کا ایمان)

حجاج۔ محمد ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ابن جبیرؒ وہ امام ہدٰی اور نبی اُمحت تھے (یہی ہر مسلمان کا ایمان ہونا چاہئے)

حجاج۔ تم حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو وہ جنت میں ہیں یا دوزخ میں

ابن جبیرؒ اگر میں جنت اور دوزخ میں گیا ہوتا اور دیکھوآتا کہ یہ دونوں خلفاء راشد کہاں ہیں تو پھر بتلا سکتا تھا اب میں کیا جانوں کون کہاں ہیں عالم غیب کی خبر میں کیا رہے سکتا ہوں۔

حجاج۔ خلفاء کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اپنی جبیرؒ میں ان کا دکیل نہیں ہوں۔

حجاج۔ اچھا تم ان میں سے کس کو زیادہ پسند کرتے ہو؟ ابن جبیرؒ جو میرے الق کے نزدیک زیادہ پسندیدہ تھا (سمجھ لیجئے کہ جو میرے خالق کا پسندیدہ تھا اسی کو میں بھی زیادہ پسند کرتا ہوں)۔

حجاج۔ خالق کے نزدیک کون زیادہ پسندیدہ تھا ابن جبیرؒ اس کا علم خدا ہی کو ہے (ہم کوئی ہی تو میں نہیں کہ اللہ ہمیں اپنی پسند ونا پسند سے آگاہ کر دیں کہ کون اللہ کو زیادہ پسند ہے)۔

حجاج۔ عبدالملک کے بارے میر تمہاری کیا رایے ہے۔

بن جبیرؒ تم اسے شخص کے بارے میں کیا پوچھتے ہو جس کے گناہوں میں سے ایک گناہ تمہارا وجود ہے (اگر وہ خود ظالم نہ ہوتا تو تمہیں کیا حاکم بناتا۔

حجاج۔ تم ہنستے کیوں نہیں؟

ابن جبیرؒ۔ وہ کیسے ہنس سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور مٹی کو آگ کھا جاتی ہے۔

حجاج۔ اگر یہ بات ہے تو ہم تفریحی مشاغل سے ہنستے کیوں ہیں

ابن جبیرؒ۔ سب کے دل یکساں نہیں ہوتے (جن کے دل خوف خدا اور آخرت کی فکر سے خالی ہوتے ہیں وہی ہنسا کرتے ہیں اور جن کے دل میں خوف الٰہی اور فکر آخرت ہو ان کے لیے ہنسنے کا سامان کیا)

حجاج۔ تم نے کبھی تفریح کا سامان دیکھا بھی ہے؟ (یا یوں ہی خوف الٰہی اور فکر آخرت کا راگ چھیڑ دیا؟) اس کے بعد حجاج نے حکم دیا (ہمارے فنکار کہاں ہیں وہ) عود اور بانسری بجا کر (اپنے فن کا مظاہرہ کریں تاکہ ابن جبیرؒ کو بھی معلوم ہو کہ دنیا کی دلچسپیاں اور رونقیں یہ ہیں) مگر ابن جبیرؒ نغمہ وساز سن کر رو دیئے۔ حجاج نے کہا یہ رونے کا کیا موقع ہے موسیقی تو ایک تفریحی چیز ہے آپ نے جواب دیا کہ تمہارا عود نالہ غم ہے اور بانسری کی پھونک نے مجھے وہ دین یاد دلا دیا جس دن کہ صور پھوکا جائے گا عود ایک کاٹے ہوئے درخت کی لکڑی ہے جو ممکن ہے کہ ناحق کاٹی گئی ہو اور اس کے تار بکریوں کے پٹھوں کے ہیں جو ان کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائی جائیں گی، یہ سب سن کر حجاج نے کہا تمہاری حالت قابل افسوس ہے، فرمایا وہ شخص افسوس کے قابل نہیں جو آگ سے نجات دے کر جنت میں داخل کیا گیا ہو۔

قتل کا حکم اور صبر واستقلال ...... مومن کے دل میں اللہ کے خوف کے سوا اور کسی کا خوف کہاں۔ حقیقی خوف غیر اللہ سے سینے کو پاک کر دیتا ہے۔ وہ بے خوف زندگی کا مالک ہوتا ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے عملاً اس پر میر تصدیق بنت کر کے آنے والی نسلوں کو استقامت علی الحق کا نمونہ دے رہا۔ مذکورہ بالا گفتگو کے بعد دوبارہ مکالمہ

ہوں شروع ہوا۔

حجاج۔ کیا میں تمھیں کوفہ کا امام نہیں بنایا تھا۔

ابن جبیرؒ۔ ہاں بنایا تھا۔

حجاج۔ کیا میں نے تمھیں عیدہ وضاۃ دے کر سرفراز نہیں کیا تھا۔ اور جب کوفہ والوں نے تمھاری اس بناء پر مخالفت کی کہ قاضی کو عربی النسل ہونا چاہیئے تو اس پر میں نے ابو بردہ کو قاضی بنایا اور اسے ہدایت کی کہ تمھارے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرے۔

ابن جبیرؒ۔ یہ بھی بالکل صحیح ہے۔

حجاج۔ کیا میں تمھیں ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم حاجت مندوں میں تقسیم کرنے کیلئے دی تھی اور پھر اس کا کوئی حساب رکتاب بھی نہیں مانگا۔

ابن جبیرؒ۔ یہ بھی درست ہے

حجاج۔ جب تمھیں میرے ان احسانات کا اقرار ہے تو پھر کسی چیز نے میری مخالفت پر آمادہ کیا

ابن جبیرؒ۔ میری گردن میں ابن اشعث کی بیعت کا طوق تھا اور میں اس کی اطاعت پر مجبور تھا۔

حجاج۔ تمھیں ایک دشمن خدا اور اسکی بیعت کا بیعت کا اتنا فکر تھا اور اس کے مقابلے میں تم نے امیر المومنین کی بیعت کا کوئی خیال نہ کیا۔ خدا کی قسم میں تمھیں قتل اور واصل جہنم کیے بغیر یہاں سے نہ اٹھونگا۔ بتاؤ تم کس طرح قتل کیا جانا پسند کرتے ہو۔

ابن جبیرؒ۔ خدا کی قسم تم جس طرح مجھے دنیا میں قتل کرو گے خدا تعالیٰ تم کو آخرت میں اس طرح قتل کرے گا۔

حجاج۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمھیں معاف کر دوں۔

ابن جبیرؒ۔ اگر تم مجھے معاف کر دو گے تو وہ تمھاری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا (تمھارا کچھ احسان نہیں) (اللہ اللہ کیا ایمان تھا۔ یعنی مسبب الاسباب اور مقلب القلوب صرف خدا تعالیٰ ہے۔ اگر تمھارے دل میں مجھے معاف کرنے کا حکم آئیگا وہ تمھاری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ہوگا اور اگر تم قتل کے ارادے پر ڈٹے رہے تو یہ بھی خدا کی طرف سے ہوگا میں دونوں صورتوں میں راضی برضائے الٰہی ہوں سبحان اللہ اس کا نام ہے ایمان۔ اگر ہمیں اس ایمان کا ایک ذرہ بھی مل جائے تو ہماری قسمت بدل جائے) مترجم

حجاج۔ تو لو سنو میں تم کو ضرور قتل کرونگا۔

ابن جبیرؒ۔ اللہ تعالیٰ نے میرا ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ اس سے آگے پیچھے موت آہی نہیں سکتی اگر وہ وقت آ گیا تو بیشک تم مجھے ضرور قتل کر دو گے۔ اس سے کسی طرح مفر نہیں۔ اگر نہیں آیا ہے اور عافیت مقدر ہے تو تمھاری کیا مجال کہ مجھے قتل کر دو بہر حال جو کچھ بھی اللہ کو منظور ہے تو وہی کرو گے۔

یہ سن کر حجاج نے آپ کو قتل کر دینے کا حکم دے دیا یہ حکم سن کر حاضرین میں سے ایک شخص آنے لگا۔

ابن جبیر۔ نے اس سے پوچھا تم کیوں روتے ہو اس نے کیا میں آپ کے قتل کیے جانے پر رو رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس پر رونے کی ضرورت نہیں یہ واقعہ تو خدا تعالیٰ کے علم میں پہلے سے موجود تھا۔ ایسا ہونا ہی تھا۔ پھر

آیت پڑھی۔

ما اصاب من مصیبۃٍ فی الارض ولافی الفسکم الافی کتاب قبل ان نبرأھا۔(سورہ حدید۔ پارہ ۲۸)تم کو زمین اور اپنی جانوں میں جو مصیبتیں پہنچیں ان کو پیدا کرنے سے پہلے ہم نے ان کو کتاب میں لکھ رکھا ہے۔

(صبر و استقامت اور رضا بقضائے الٰہی کا یہ وہ ایما افراز مظاہرہ تھا جو قیامت تک ہم مسلمانوں کو گرتا رہے گا)۔

مقتل کی طرف روانگی اور والہانہ شہادت......صبر و رضا کی آپ نے حد کر دی بڑی ہنسی خوشی اور والیانہ انداز سے مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔کیا مجال کہ جوزرا سا بھی خوف و ہراس طاری ہوا ہو شہادت کی بے تاب تمنار کھنے والے مرد مومن کے پاکیزہ قلب میں خوف و ہراس کا گذر کہاں۔

مقتل میں جانے سے پہلے اپنے صاجزادے کو دیکھنے کیلئے بلایا۔وہ آکر رونے لگا بیٹے کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔بیٹے روتے ہو ستاون سال کے بعد تمھارے بأ کی زندگی تھی ہی نہیں پھر رونے کا کون سا مقام ہے۔

اللہ اکبر کس قدر صبر و استقامت ہے کہ بڑی ہنسی خوشی اور شاداں و فرحاں مقتل کی طرف جا رہے ہیں۔اور عشق الٰہی سے سرشار ہیں دیکھنے والے انگشت بدنداں رد گئے یہ مرد مومن ہے یا صبر و استقامت کا پہاڑ حجاج کو اطلاع دی گئی کہ آپ نے تو قتل کا حکم دے کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر لیا مگر اس مرد مومن کا یہ حال ہے کہ والیانہ مقتل کی طرف جا رہا ہے۔خوف و ہراس کیسا اسے تو حد سے زیادہ خوشی ہے کہ میں اللہ کی راہ میں مر رہا ہوں اس نے واپس بلا کر پوچھا کہ میاں مردفق آپ نہیں کس بات پر رہے ہیں۔فرمایا خدا کے مقابلے میں تمھاری جرائتوں اور تمھارے مقابلے میں اس کے حکم پر (سبحان اللہ کیا بات ہے مرد مومن کی مرتے مرتے وہ نقش وفا شیت کر گیا۔جو قیامت تک تاجاں و درخشاں رہے گا)۔

حجاج نے اپنے سامنے کی قتل کا چمڑا بچھانے کا حکم دیا۔جب چمڑا بچھ گیا تو قتل کا حکم دیا سعید ابن جبیرؒ نے حرف اتنی مہلت مانگی کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں ظالم اس وقت بھی اپنی فرعونیت سے باز نہ آیا۔

اگر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو تو اجازت مل سکتی ہے۔فرمایا کچھ حرج نہیں۔(ایخا تولو افثم وجہ اللہ)تم جدھر بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کا چہرہ ہے پھر یہ آیت پڑھی،انی وجھت وجھی للذی فطر السموت والارض حنیفاً وماانامن المشرکین .(انعام۔۹) میں نے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

حجاج نے حکم دیا ان کو سر کے بل جھکا دو۔یہ سن کر سعید ابن جبیرؒ کے خود اپنے سر کو خم کیا اور یہ آیت پڑھی۔منھا خلقنکم وفیھا لغیدکم ومنھا نخرجکم رادۃً اخریٰ. اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر دوبارہ اسی سے نکالیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ آپ نے ہر ہر قدم پر اپنے مومن ہونے کا ثبوت دیا ہر ہر طرح حجاج کی ہوئی ہوئی فطرت کو جھنجھوڑا اور اس کی مسلمانی پر بھرپور طنز کی مگر اس ظالم کی فطرت نہ جاگی اور اس کی فرعونیت میں کوئی فرق نہ آیا موت کو سر پر دیکھ کر آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور بارگاہ ایزدی میں دعا کی خدایا میرے قتل کے بعد پھر اس حجاج کو کسی کے قتل

پر قادر نہ کرنا۔

مومنانہ شہادت اور حیرت انگیز واقعہ...... اس دنیا میں ہمیشہ اہل حق کی شہادتیں ہوتی رہی ہیں، اور ہوتی رہیں گی۔ مجاہدین حق اور صداقت ہمیشہ ہنس ہنس کر اپنی جانیں فدا کرتے رہے مگر جو بات حضرت سعید ابن جبیرؒ کی شہادت میں ہے وہ کسی میں نظر نہیں آتی حضرت سعید بن جبیرؒ نے شہادت گہہ الفت میں ایسے ایسے نقوش تبت کئے جو قیامت تک کے مسلمانوں کے دلوں میں خون حیات دوڑاتے رہیں گے۔

جلاد شمشیر براں لئے حجاج کے حکم کا منتظر تھا اس نے حکم دیا دفعۃً تلوار چمکی اور کشتہ حق کا سر زمین پر تڑپنے لگا زمین پر گرنے کے بعد آخری کلمہ لا الہ الا اللہ نکلا۔

اس دلدوز واقعہ کے بعد جو تعجب خیز واقعہ ظہور پزیر ہوا وہ بڑا بصیرت افروز ہے شہید ہونے والوں کے جسم سے جو عموماً خون نکلتا ہے اس سے بہت زیادہ خون آپ کے جسم سے نکلا جس نے تمام درباریوں کو محو حیرت کر دیا حجاج نے اطباء کو بلا کر اس کا سبب دریافت کیا کہ ان کے جسم سے خون کے فوارے کیوں پھوٹ رہے ہیں انھوں نے جواب دیا خون روح کے تابع ہوتا ہے جن لوگوں کے پہلے قتل کیا گیا ان کی روح قتل سے پہلے اس کے حکم سنتے ہی تحلیل ہو چکی تھی اور ابن جبیرؒ پر حکم قتل کا کچھ بھی اثر نہ تھا۔

شہادت کا یہ واقعہ ۹۴ھ میں پیش آیا اس وقت آپ کی عمر باختلاف روایت ۵۷ یا ۴۹ سال کی تھی۔

آپ کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہ تھی آپ کی شہادت تمام دنیائے اسلام میں صف ماتم بچھا دی اکابر تابعین سخت متاثر ہوئے حضرت امام بصریؒ نے فرمایا خدایا ثقیت کے فاسق (یعنی حجاج سے) اس کا انتقام لے خدا کی قسم تمام روئے زمین کے باشندے بھی ان کے قتل میں شریک ہوتے تو خدا ان سب کو منہ کے بل دوزخ میں جھونک دیتا۔

حلیہ...... رنگ سیاہ سر اور داڑھی دونوں سفید خضاب لگانا پسند نہ کرتے تھے آپ سے وسمہ کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا خدا تو بندہ کے چہرے کے نور سے روشن کرتا ہے اور بندہ اس کو سیاہی سے بجھا دیتا ہے ایک قابل غور بات یہ ہے، کہ آپ نے عبد الملک اور حجاج کی مخالفت کے جوش میں حق کا دامن نہیں چھوڑا در اصل آپ نے ظلم واستبدار کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا اور علماء کو درس دیا تھا حتی الامکان جبر واستبدار مسق و فجور کا غلبہ تسلیم نہ کرو بدی کی قوت کو نیکی کی قوت پر کبھی غالب نہ آنے دو اور اگر تم نے ظلم وستم کی لوک تھام میں بقدر امکان کوشش نہ کی تو تمھارا حشر بھی ظالموں کے ساتھ ہوگا جس آگ میں وہ جلیں گے اسی آگ میں تمھیں بھی جلنا پڑے گا۔

اسدی کا بیان ہے کہ میں نے سعید ابن جبیرؒ سے پوچھا کہ میرا آتا حجاج کا حامی اور اس کے ساتھ ہے۔ اگر میں حجاج کے خلفا ابن اشعث کے ساتھ ہو جاؤں اور لڑتے لڑتے جان دے دوں تو مجھ سے اس کا کوئی مواخذہ تو نہیں ہوگا آپ نے جواب دیا تم ابن اشعث کا ساتھ نہ دو۔

حجاج کے خلاف مت لڑو اگر تمھارا آقا یہاں ہوتا تو تمھیں لے کر حجاج کی حمایت میں لڑتا ابی الصباء سے روایت ہے کہ سعید ابن جبیرؒ نے کہا ان سے ذکر کیا گیا کہ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ اسلام میں تقیہ نہیں سعیدؒ نے بھی کہا

بے شک اسلام میں تقیہ نہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے اس سے یہ گمان کیا اور خطرہ محسوس کیا کہ اب وہ ضرور آزمائش میں مبتلا ہوں پکڑے جائیں گے اور نہ معلوم کیا حشر ہو۔

ان کی شہادت سے تمام تابعین میں کہرام مچ گیا۔ ابراہیم کہتے ہیں سعید ابن جبیر قتل کر دیئے گئے اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے انھوں نے اپنے پیچھے اپنے جیسا کوئی عالم نہیں چھوڑا۔

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ سعید مر گئے اس حالت میں کہ زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں جو سعید کا محتاج نہ ہوا سماعیل بن عبدالملک کہتے ہیں کہ میں نے سعید ابن جبیر کو سفید عمامہ باندھے ہوئے دیکھا یہ بھی روایت ہے کہ چادر اوڑھ کر نماز پڑھ لیتے تھے اور ہاتھ باہر نہ نکالتے تھے۔

ابو بردہ بن ابی موسیٰؓ

نام ونسب اور اسلام...... عامر نام ابو بردہ کنیت یہ ابو موسیٰ اشعری کے بھائی تھے بھائی کے ساتھ ہی اسلام لائے ان ہی کے ساتھ حبشہ گئے پھر وہاں سے حضرت جعفر کے ساتھ مدینہ آ گئے سعید بن ابی بردہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بردہ نے کہا مجھے میرے والد نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے دین کی تعلیم حاصل کروں سو میں آپ کی خدمت اندلس میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ کہاں سے آئے ہو اور کیوں آئے ہو، میں نے سب کچھ بتلا دیا آپ نے مجھ سے مرحبا کہا۔

میری حوصلہ افزائی کی میں نے عرض کیا مجھے میرے والد نے آپ کے پاس دین کی تعلیم وتربیت حاصل کرنے کیلئے بھیجا ہے آپ نے فرمایا بھتیجے تم ایک ایسی جگہ آئے ہو۔ جہاں کے لوگ تجارتی کاروبار کرتے ہیں اگر یہاں کا کوئی مالدار تمھیں گھاس کا تنکا بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا اس لئے کہ وہ سود ہوگا۔

(سبحان اللہ یہ تھے وہ علماء حق جنہوں نے پہلے ہی دن پہلے ہی قدم پر دین واخلاق کا پہلا سبق پڑھا دیا اور اخلاق زندگی کی بنیادی اینٹ رکھ دی یعنی حلال کی تعلیم دے دی حلال کی روزی اخلاقی زندگی کی بنیاد ہے)۔

حرام کی کمائی سے اجتناب...... ابو بردہ ہی فرماتے کہ جب میں مدینے میں آیا تو حضرت عبداللہ بن سلام سے ملا اور ان سے عرض کیا آپ اس گھر میں کیوں داخل نہیں ہوتے جس میں رسول اللہ ﷺ داخل ہوا کرتے تھے اور جس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم حضورؐ کو کھجور اور ستو کھلایا کرتے تھے آپ نے فرمایا بھتیجے (وہ زمانہ گیا جب تمام مسلمان پاکیزہ زندگی بسر کیا کرتے تھے)۔

اب تم ایسی جگہ میں جہاں ہر چیز میں غیر محسوس انداز میں سود کی ملاوٹ ہے (اب لوگ حرام کی کمائی سے اجتناب کرنے میں اتنا اہتمام نہیں کرتے جتنا عہد نبوت میں کیا کرتے تھے) ابوالحسن کہتے ہیں کہ ابو وائلؓ اور ابو بردہؓ بیت المال کے افسر تھے۔ ابونعیم کا بیان ہے کہ کوفہ کا محکمہ قضا قاضی شریح کے بعد ابو بردہؓ ہی کے سپرد ہوا تھا۔

یزید بن مردانیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بردہؓ کو دیکھا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہیں اور قرآن پاک ان کے آگے لٹکا ہوا ہے۔

ابو معاویہ نخعی کہتے ہیں کہ ابو بردہ بن ابی موسیٰؓ ایک جنازے پر آئے قبیلہ کے امام نے جنازے کی نماز پڑھانے کیلئے ان کو آگے کیا ان کی وفات کوفہ میں ۱۰۳ھ میں ہوئی ایک دوسری روایت میں ۱۰۴ھ میں ہوئی۔

اوران کے بھائی موسیٰ بن ابی موسیٰ...... یہ بھائی ہیں ابو بردہؓ کے ان کی ماں کا نام ام کلثوم بنت الفضل بن عباس بن عبدالمطلب ہے یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

ابو بردہ اور موسیٰ بن ابی موسیٰ کے بھائی ابوبکر بن ابی موسیٰؓ...... یہ ابو بردہؓ کے تیسرے بھائی ہیں لیکن ان سے بڑے ہیں۔اپنے والد سے روایت کرتے ہیں قلیل الروایت ہیں ضعیف مانے جاتے ہیں اور ان کا انتقال خالد بن عبداللہ کی روایت میں ہوا۔

عروۃ بن المغیرہؒ...... ابن شعبۃ الثقفی ،ان کی کنیت ابو یعفور ہے اور یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔
ابوالنصر المازنی شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عرقۃ بن المغیرۃ بن شعبہ کوفے کے امیر تھے اور ان کے گھر والوں میں سے سب سے بہتر تھے۔

عقار بن المغیرہؒ...... ابن شعبۃ الثقفی ۔یہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

یعفور بن المغیرہؒ...... ابن شعبۃ الثقفی یہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

حمزہ بن المغیرہؒ...... ابن شعبۃ الثقفی ۔یہ بھی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

ابراہیم النخعیؒ...... ان کا نام ابراہیم ہے اور ابو عمران انکی کنیت ہے۔

نسب نامہ ہوں ہے ابراہیم بن یزید بن اسود بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع مذحج سے ہیں اور یہ ایک چشم تھے (نخع قبیلہ من حج کی ایک شاخ ہے یہ لوگ کوفے میں آباد ہو گئے تھے)

تواضع وخاکساری...... ابراہیم نخعی اپنے زہد وتقوی کی وجہ سے کوفہ کے ممتاز ترین تابعین میں سے تھے لیکن عاجزی اور خاکساری کا یہ عالم تھا کہ کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ یہ کون ہیں جیسا کہ روایت سے معلوم ہوتا ہے محمد بن سیرین ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ میں ایک نوجوان کا اپنی مجلس میں ذکر سنتا تھا یعنی ابراہیم کا اور سروق کے نزدیک سب سے بڑے عالم تھے تین وہ ہم میں اس طرح رہتے تھے۔گویا وہ ہمارے ساتھ نہیں۔

ابن عون کی روایت سے معلوم ہوا کہ یہی ایک چشم نوجوان علقمہؒ کے حلقہ درس میں بیٹھا کرتا تھا وہ لوگوں میں بالکل گمنام تھے۔

قوت حافظہ...... منصورؒ سے انکے حافظہ کے بارے میں روایت ہے کہ یہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کچھ نہیں لکھا (یعنی لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی بلکہ ویسے ہی یاد ہو جاتا تھا)۔

عبدالملک بن ابی سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن جبیرؒ کو دیکھا کہ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ کہتے کہ تم میں ابراہیم موجود ہیں اور پھر تم مجھ سے مسائل پوچھنے کیلئے آتے ہو سفیان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم جب کبھی یہ بات سنتے تو بڑا تعجب کرتے اور کہتے کہ میں ان کے علم کا محتاج ہوں۔

علقمہؒ ان کے چچا اور اسودؒ ان کے ماموں دونوں کوفہ کے ممتاز محدثین میں سے تھے ابراہیم نے انہی کے دامن میں پرورش پائی تھی ابوزرعہ نخعی کا بیان ہے کہ وہ ممتاز ترین علمائے اسلام میں سے تھے اور ان کو حدیث وفقہ دونوں میں کامل دستگاہ حاصل تھی لیکن وہ ریا اور شہرت و ناموری کو ناپسند کرتے تھے۔ اعمشؒ کہتے ہیں کہ شفیق کی مجلس میں آتے تو بڑا ہجوم اور رونق پاتے اور ابراہیم کی صحبت میں آتے تو وہاں کچھ بھی نہ پاتے۔

فضل وکمال...... اعمش کا بیان ہے کہ میں نے بھی ابراہیمؒ سے جب بھی کسی حدیث کا ذکر کیا تو آپ نے اس کے متعلق میری معلومات میں اضافہ ہی کیا (یعنی حدیث میں اس کمال درجے کا متبحر تھا) زبیدہ کا کہنا ہے کہ میں جب کبھی بھی ابراہیم سے کسی چیز کے متعلق کچھ پوچھا تو ان میں ناگواری کے آثار نظر آئے مغیرہ کی روایت سے ہے کہ ہم ابراہیم سے امیر کی طرح ڈرتے تھے (یعنی خاکراس کا تو حال آپ نے ابھی سنا لیکن رعب اتنا اور جلال اتنا تھا کہ لوگ جس طرح امیر سے ڈرتے تھے اسی طرح ان سے بھی ڈرتے تھے)۔

طلحہ کیا کرتے تھے کہ کوفہ میں سب سے بڑی ہستیاں دو ہیں۔ ابراہیم اور خیثمہؒ آپ کو علم سفینہ سے زیادہ علم سینہ پر زیادہ اعتماد تھا۔ قوت حافظہ اتنی قوی تھی کہ کتابت کی ضرورت نہ سمجھتے تھے۔

فضل کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیمؒ سے کہا کہ میں نے کچھ مسائل کو ایک کتاب میں جمع کیا تھا لیکن مجھے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اس کو مجھ سے چھین لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب انسان لکھ لیتا ہے تو اس پر اس کو اعتماد ہو جاتا ہے اور جب انسان علم کی جستجو کرتا ہے تو خدا اس کو بقدر کفایت علم عطا فرماتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے عقیدت وارادت...... ابراہیم نخعی کو جس چیز نے زیادہ چمکایا وہ بات یہ تھی کہ آپ حضرت عائشہؓ سے بے پناہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔

ابومعشر کا بیان ہے کہ ابراہیمؒ رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس آتے جاتے اور ان سے استفادہ کرتے تھے علمی اعتبار سے خاص طور پر حضرت عائشہؓ سے بڑی عقیدت وارادت تھی کہ یہ ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ معوم نبوت کی وارث اور فقیہہ بھی تھیں ان کی مجلسوں میں یہ زیادہ حاضری دیتے تھے اگرچہ حضرت عائشہؓ سے حضرت ابراہیم کا سماع ثابت ہیں لیکن ان کی جیسی برگزیزدہ ہستیوں کی مجلس میں شریک ہو جانا حصول برکت وسعادت کے لئے کافی ہے۔

ایوب نے اعتراض کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ وہ بچپن میں بلوغ سے پہلے اپنے چچا

اور ماموں علقمہؒ اور اسودؒ کے ہمراہ حج کو جاتے تھے اور ان لوگوں کو ام المومنین حضرت عائشہؓ سے عقیدت وارادت اور ان کی مجلسوں میں آنا جانا تھا یہ سعادت وبرکت کیا کچھ کم ہے انھوں نے بچپن میں حضرت عائشہؓ کو سرخ کپڑوں میں دیکھا تھا۔ علمی کمالات کے باوجود آپ علم کا اظہار کرنا اچھا نہ سمجھتے تھے چنانچہ زبیدہ کہتے ہیں کہ میں جب کبھی کوئی مسئلہ پوچھتا تو آپ کہتے کہ کیا میرے علاوہ تمھیں کوئی عالم نہیں ملا کہ تم اس سے یہ مسئلہ دریافت کر لیتے یہی بات ابوحصینؒ بھی روایت کرتے ہیں۔

روایت بالمعنی کو کافی سمجھتے تھے...... ابومعین ان کی مرسل (مرسل روایت اس کو سمجھتے ہیں جس کا کوئی راوی درمیان میں سے چھوٹ گیا ہو)

حدیثوں کو امام شعبیؒ کی مرسل روایت سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ ابراہیمؒ حدیث کی روایت میں الفاظ کی پابندی کرتے تھے۔ ابراہیمؒ حدیث کی روایت میں الفاظ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتے تھے اور بالمعنی روایت کو کافی سمجھتے تھے۔

(نوٹ۔ یہ روایت بالمعنی اس زمانے میں تو چل گئی کیونکہ علماء اور عوام دونوں میں اطاعت الٰہی کا جذبہ اتباع شریعت کا ولولہ اور زوق سلیم تھا ان کی عقائد واعمال میں شرک وبدعت کا دخل نہ ہوا تھا اور ان کے دلوں میں کوئی کھوٹ اور نیتوں میں فتور نہ تھا لیکن جب شرک وبدعت کا سیلاب آ گیا اور دلوں میں نفاق پیدا ہو گیا تو یہ روایت بالمعنی مسلمانوں کے عقائد واعمال پر قیامت ڈھا گئی حدیثوں کا نام لے کر اور ان کو اپنی سینہ اور رائے کا لباس پہنا پہنا کر بے شمار شرکانہ عقائد واعمال گھر دیے گئے اور روایت بالمعنی کو کافی سمجھتے تھے لیکن اس کے ساتھ اس کے اس پہلو کا بھی اندازہ تھا جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا اس لیے وہ کسی روایت کو رسولؐ کی طرف منسوب کرنے میں بڑے محتاط تھے، آپ کو بہت سی فوری روایت (ایسی روایت جن کا سلسلہ اسناد صحیح طور پر رسولؐ تک پہنچتا ہے) حفظ تھیں مگر ان کو بھی اس خیال سے روایت نہ کرتے تھے کہ کہیں کوئی بھول چوک نہ ہو جائے۔

ابوہاشم کی روایت ہے کہ میں نے ابراہیمؒ سے پوچھا کہ کیا آپ کو رسول خداؐ سے کوئی حدیث نہیں پہنچی جس کو آپ ہم سے بیان کریں؟ فرمایا۔ کیوں نہیں لیکن عمرؓ عبداللہ ابن مسعودؓ علقمہؒ، اور اسودؒ، سے روایت کرنا اس لیے زیادہ آسان اور بہتر سمجھتا ہوں۔ یعنی وہ روایت کی ذمہ داری تو خوب سمجھتے تھے چنانچہ حسن بن عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم سے کہا کہ آپ ہم لوگوں سے حدیث کیوں نہیں بیان کرتے؟۔ فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں فلاں شخص کی طرح ہو جاؤں اگر تم کو اس کی خواہش ہے تو قبیلے کی مسجد میں آیا کرو۔ وہاں جب کوئی شخص کچھ پوچھے گا تو تم بھی اس کا جواب سن لو گے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ لوگ قرآن ذکر کرتے ہوئے ڈرتے تھے کہ ہم سے قرآن سمجھنے اور سمجھانے میں کوئی غلطی نہ ہو جائے) اور اب یہ زمانہ ہے کہ جس کا دل چاہتا ہے وہ مفسر بن بیٹھا ہے (اس زمانہ میں تو اس کی ابتداء تھی اور اب تو یہ حال ہے۔ کہ خود ساختہ مفسرین قرآن، اپنی رائے اور پسند سے قرآنی آیات کی نئی نئی تفسیریں کر کر کے امت میں انتشار اور نزاع وتصادم پھیلا رہے ہیں۔

قرآن کا نام لے کر جس کا جو جی چاہتا ہے کہہ دیتا ہے۔ قرآن کی کوئی نہیں سنتا۔ بس اپنی اپنی کہے جا رہے

ہیں۔ مجھے یہ زیادہ پسند ہے۔ کہ میں علم کا ایک کلمہ بھی اپنے منہ سے نکالوں جس زمانے میں، میں فقیہہ ہوا وہ بہت ہی برا زمانہ ہے۔ میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے۔ جب وہ مجمعول میں ہوتے تھے تو اپنی بہترین احادیث بھی بیان نہ کرتے تھے۔

اس احساس ذمہ داری سے احتیاط کا یہ عالم تھا۔ کہ مسائل کے جوابات دینے سے بھی کتراتے تھے۔ اعمشؒ کہتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ ابراہیم سے کہا میں چند مسائل آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں؟ فرمایا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں کسی شے کے متعلق کہوں کہ وہ اس طرح ہے اور وہ اس کے خلاف ہو۔

فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص علم کا ایک کلمہ بھی اس نیت سے منہ سے نکالتا ہے۔ کہ اس سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لے تو وہ اسکے وسیلے سے وہ سیدھا جہنم میں گرتا ہے۔ نہ کہ جس کی شروع سے آخر تک یہی نیت ہو (کہ میں لوگوں کو اپنی طرف مائل کروں ان پر اپنے علم اور اپنی شخصیت کا سکہ بٹھاؤں دین کے پردے میں دنیا کماؤں)۔ دین کے نام پر اقتدار حاصل کروں اور لوگوں پر اپنی خدائی قائم کروں۔ ایسے حاکموں۔ سیاستدانوں، دانشوروں، صحافیوں، پیروں اور مولویوں سے یہ قوم بھری پڑی ہے۔ اور انھوں نے یہ عوام کو دین و دنیاوی دونوں سے کھو رکھا ہے۔

صحیح عقائد کی حفاظت و تلقین ...... صحابہؓ و تابعینؒ اس امر کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اسلامی زندگی کی بنیاد ایمان و عمل صالح ہے۔ عقائد کی اصلاح و درستی سے اعمال درست ہوتے ہیں۔ اور ظاہر کی پاکیزگی باطن کی صفائی سے حاصل ہوتی ہے، اس بناء پر ابراہیمؒ عقائد کے بارے میں سلف کے عقائد سے بسر فو تجاوز نہ کرتے تھے۔ عہد صحابہؓ کے بعد ارجاء کا ایک نیا عقیدہ پیدا ہوا جس سے ایک نئے فرقہ مرجیہ نے جنم لیا۔ بعض تابعین بھی اس عقیدے کے ہو گئے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ ارجاء بدعت ہے۔ تم لوگ ہمیشہ اس سے بچتے رہو۔ مرجیہ کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے پاس جو لوگ آتے جاتے تھے۔ اور ان کے عقائد میں اس لئے عقیدے کا ذرا سا شائبہ بھی پایا جاتا تو اس کو اپنے پاس آنے سے منع کر دیتے تھے۔ اس عقیدے اور اس فرقے کو ہم اپنی طرف سے ضروری تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ (مترجم)

فرقہ مرجیہ کا بیان ...... اس فرقے کا نام مرجیہ اس لئے ہوا کہ اُن کا اعتقاد یہ ہے کہ جس نے ایک مرتبہ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا بس وہ مسلمان ہو گیا، خواہ وہ اس کلمے کے بنیادی مفہوم سمجھے یا نہ سمجھے بس وہ مومن اور مسلمان ہو گیا، اس کے بعد وہ تمام عمر شرک و معصیت میں سر سے پیر تک دھنسا رہے اور گناہ کئے چلا جائے وہ ہرگز ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا۔

ان کا یہ کہنا کہ ایمان فقط ایک قول ہے۔ اس میں احکام و اعمال کا کوئی دخل نہیں۔ اگر کوئی مسلمان اسلام کے کسی حکم پر عمل کر لے تو اچھی بات ہے ایمان میں کمی و بیشی نہیں ہوتی، عام مسلمان فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کے ایمان میں کوئی فرق نہیں جس نے زبان سے کلمہ توحید کا اقرار کیا اگرچہ شریعت کے کسی حکم پر عمل نہیں کیا وہ مومن ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایمان کا عمل سے کوئی تعلق نہیں گویا ان ظالموں اور نادانوں نے یہ سمجھا کہ اسلام انسانوں سے صرف ایمان کا مطالبہ کرتا ہے عمل کیا مطالبہ نہیں کرتا۔

یہ عقیدہ ارجاء جس کو اکبر تابعین بدعت بتلایا، اس کی سختی سے تردید اور روک تھام کی۔ خاص کر ابراہیم نخعیؒ تو اس کے سخت مخالف تھے۔ مگر چونکہ اس عقیدے سے نفس کو احکام الٰہی کی پابندی سے ازادی مل جاتی تھی حق مرستی کی جگہ نفس پرستی کی تمام راہیں کھل جاتی تھیں اور عہد نبوّت اور خلافت راشدہ کے بعد کا مسلمان یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح اس کو اسلام سے نجا مل جائے اور وہ مسلمان بھی رہے جنت بھی ہاتھ سے نہ جانے پائے اور دل کھول کر زندگی کے مزے لوٹے۔ خدا بھی خوش رہے اور اپنا کام بھی چلتا رہے اس لئے عقیدہ ارجاء ہمارے سارے اسلامی لیٹریچر ہمارے دل دماغ پر چھا گیا۔ اور ایمان باللہ وجہاد فی سبیل اللہ کی روح فنا کے گھاٹ اتر گئی۔

ہر زمانے میں علمائے حق اور مجاہدین حق وصداقت نے مسلمانوں کو خدا پسرتی اور نیک عمل کی تلقین کی۔ ایمان وعمل صالح کا صحیح مفہوم ذہنوں میں پیوستہ کرنا چاہا اور انہیں اسلام کی صراط مستقیم پر کھینچ لانا چاہا مگر کبھی بھی انکی مساعی حسنہ کامیاب نہ ہوسکیں اور وہ بدستور عمل صالح سے محروم اور فسق وفجور میں غرق ہوتے چلے گئے اس خطرے کو تابعین نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ ابراہیم نخعیؒ نے سختی سے اس عقیدے کی تردید کی لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس اس فتنے کی بیخ کنی نہ ہوسکی باوجود اس کے کہ ہامرے یہاں بیشمار علماء وصوفیاء موجود ہیں پھر بھی مسلمانوں میں خدا پرستی ونیک عمل کی روح پیدا نہیں ہوئی۔ (مترجم)

عقیدہ ارجاء اور حضرت ابراہیم نخعیؒ ...... ابن عون کہتے ہیں کہ میں ابراہیم نخعیؒ کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے مرجیہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تمہیں انکی صحبت اور ان کے عقیدے سے بچنا چاہئے انہوں نے ایک نئی راہ اور نیا عقیدہ اپنی رائے سے نکالا ہے عقیدہ ارجاء بدعت ہے اور ایک فتنہ آپ ہمیشہ اس عقیدے سے بچنے اور ان کی مجالسوں سے الگ رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

حکیم ابن جبیر ابراہیم نخعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے اس امت کے لئے مرجیہ سے زیادہ خطرہ ہے۔ مرجیہ کے چند لوگ ان کے پاس آئے اور انہوں نے اپنے عقیدے کی باتیں کرنی شروع کیں آپ کو بڑا غصہ آیا اور فرمایا اگر تمہارا عقیدہ یہی ہے۔ تو میرے پاس نہ آیا کرو۔ اعمشؒ کا بیان ہے کہ ابراہیم نخعیؒ کے سامنے مرجیہ کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ان کو اہل کتاب سے زیادہ مبغوض سمجھتا ہوں (اہل کتاب مسلمانوں کے لیئے اتنے خطرناک اور گمراہ کن نہیں جتنے مرجیہ ہیں) محل کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابراہیم نخعیؒ سے کہا کہ وہ لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ تم بھی ہماری طرح مؤمن بن جاؤ؟ آپ نے فرمایا جب تم سے وہ بات کہیں تو تم کہہ دیا کرو فقولوا امنا باللہ ومانزل الینا ومانزل الیٰ ابراھیم آخر آیت تک (کہو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے) اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراہیمؑ پر نازل کیا گیا۔ تمام احکام وشرائع پر ایمان لاتے ہیں)

اختلاف صحابہؓ میں سکوت ...... امت مسلم کے حق میں صحابہؓ کا اختلاف بھی ایک مستقل فتنہ بنا ہوا ہے۔ صحابہؓ کے اختلاف کے بارے میں صحیح وغلط میں فرق وامتیاز کرنا خواص کیلئے بھی مشکل ہے اور عوام کے لیے تو ناممکن اسلیئے حق واعتدال کی راہ یہی ہے کہ ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے۔ حضرات ابراہیم نخعیؒ کا یہی مسلک تھا آپ صحابہ کرامؓ کی اختلافات پر تنقید۔ اظہار رائے اور فریقین میں سے کسی کی جانب داری کو ناپسند کرتے تھے اور

سکوت سے کام لیے تھے۔ان کے اہل شاگرد نے حضرت عثمانؓ اور حضرات علیؓ کے اختلاف کے بارے میں ایک سوال کیا۔انھوں نے کہا کہ میں سبائی ہوں۔

نہ مرجی (یعنی نہ سبائی ہوں کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف کوئی بات کہوں اور نہ مرجی کہ حضرت علیؓ پر لب کشائی کروں) اسی طرح ایک شخص نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ اور حجرت عمرؓ کے مقابلے میں حجرت علیؓ سے زیادہ محبت ہے۔یہ سن کر آپ نے فرمایا۔اگر حجرت علیؓ تمھارا یہ چناں سنتے تو تم کو سزا دیتے اگر تم کو اس قسم کی باتیں کرنی ہیں تو میرے پاس نہ بیٹھا کرو، آپ فرمایا کرتے تھے۔مجھے آپ حجرت عثمانؓ کے مقابلے میں حضرت علیؓ سے زیادہ محبت ہے۔لیکن میں آسمان سے منہ کے بل گرنا پسند کرتا ہوں۔اور یہ گوارا نہیں ہے۔کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ کسی قسم کا سوءظن رکھوں۔

عبادت وریاضت...... آپ فضائل اخلاق سے آراستہ و پیراستہ اور بڑے عابد و زاہد تھے۔راتیں عبادت میں گزارتے تھے۔

طلحہ کا بیان ہے کہ جب لوگ سو جاتے تھے اس وقت ابراہیمؒ عمدہ حلیہ پہن کر اور خوشبو لگا کر مسجد چلے جاتے تھے۔اعمش کی روایت ہے کہ ابراہیمؒ اکثر نماز پڑھ کر ہمارے یہاں آتے تھے۔اور دن چڑے تک یہ حال رہتا تھا کہ بیمار معلوم ہوتے تھے۔

ایک دن ناغہ دے کر پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے تھے۔ابی مسکین کہتے ہیں کہ ابراہیمؒ بڑے مہمان نواز تھے۔اگر ان کے گھر میں کھجوریں پیش کر دیتے۔اگر کوئی مسائل آتا تو وہ کھجوریں ہی دے دیتے تھے۔

آپ چھوٹی چھوٹی باتوں میں سخت گیر نہ تھے۔معمولی باتوں میں سختی کو ناپسند کرتے تھے۔ایک دن آپ کے یہاں دو شخص آئے ان میں سے ایک کا بند کھلا ہوا تھا۔اور دوسرے کا بال گندھے ہوئے تھے۔ان کو دیکھ کر فرقد سنجی نے کہا اے ابوعمران!۔

آپ اس شخص کو بند کھولنے اور دوسرے کو بال گوندنے سے منع نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا۔میرے سمجھ میں نہیں آتا کہ تم میں بنی اسد کی سنگ دل یا بنی تمیم کی سختی کیوں پیدا ہو گئی ہے (بھلا کہیں سنگدل اور سختی سے بھی لوگوں کی اصلاح ہوا کرتی ہے۔ان میں سے ایک شخص کو گرمی لگ رہی تھی۔اس لیے اس نے بند کھول دیا اور دوسرا شخس نماز کے وقت بال کھول دیتا ہے۔(کون سے ایسی بات ہے کہ میں اس سے ان کو منع نہ کروں)

باوجود علمی جلالت وشان کے ٹیک لگا کر بیٹھنے تک کا امتیاز گوارا نہ تھا۔کبھی کبھی حصول اجر و ثواب کے لیے دوسروں کا بوجھ اٹھا لیتے تھے۔اعمشؒ کا بیان ہے کہ میں نے بسا اوقات ابراہیمؒ کو بوجھ اٹھائے ہوئے دیکھا ہے۔

بدعات سے اجتناب...... اسلامی زندگی کی بنیادی دو چیزوں پر ہے توحید اور سنت مسلمانوں کے تمام عقائد و اعمال میں توحید اور سنت کی روح اور اتباع شریعت کا جذبہ کارفرما ہونا چاہیے۔ان دونوں کے مقابلے میں دو گمراہیاں ہیں۔(۱) شرک اور (۲) بدعت۔یہ دونوں گمراہیاں مسلمانوں کو اسلام کی راہ راست سے ہٹا کر جہنم میں پہنچانے والی ہیں۔اس لئے حضرت ابراہیم نخعی ان دونوں کی تردید اور بیخکنی میں نہایت سخت اور محتاط تھے۔اس کا

اندازہ اس بات سے لگائیے۔

اللہ کے بزرگ بندوں سے دعا کی طلب کرنا بدعت نہیں ہے۔اس پر تو صحابہؓ وتابعینؒ کا عمل رہا ہے۔لیکن چونکہ اس سے عوام میں بدعتوں کا دروازہ کھلتا اور خدا سے تعلق ٹوٹتا ہے۔اسلئے آپ اسے بھی پسند نہ کرتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے درخواست کی کہ اے ابوعمران! میرے حق میں دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے شفا عطا کرے۔مگر آپ کو یہ درخواست ناگوار گزری اس سے کہا۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت حذیفہؓ سے مغفرت کی دعا کی درخواست کی انھوں نے دعا کی بجائے کہا۔ کہ خدا تمھاری مغفرت نہ فرمائیے۔یہ سن کر وہ شخص حیران ہوگیا۔اور الگ ہٹ گیا پھر دوبارہ حضرت حذیفہؓ نے اس کو بلایا اور دعا کی کہ خدا تمھیں حذیفہؓ کی جگہ داخ کرے۔اس کے بعد اس سے پوچھا۔کہ اب تم راضی ہو (لوسنو میں نے ایسا کیوں کہا؟) تمھارا حال یہ ہے۔کہ تم میں سے بعض لوگ ایک شخص کے پاس یہ عقیدے لے کر جاتے ہیں کہ اس نے تمام مراتب ومقامات قرب حاصل کر لئے ہیں اور وہ بزرگ وصالح ہستی بن گیا۔(مگر حقیقت حال خدا ہی بہتر جانتا ہے، یہاں سے تمھارے عقیدے کا بگاڑ شروع ہو جاتا ہے پھر تم خدا کو چھوڑ کر اسی کو اپنا حاجت روا ومشکل کشا بنا لیتے ہو۔اس لیئے میں نے تمھیں سبق دیا) ابراہیمؒ نے یہ واقعہ اس شخص کو سنا کر کہا۔کہ دیکھو سنت کی ہر عقیدے وعمل میں پابندی کرو۔

اور بدعتوں سے اجتناب برتو،سنت کی پابندی اور بدعت سے اجتناب کا یہاں تک خیال رکھتے تھے۔ عیاض بن مغیرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابراہیم نے فرمایا۔جو مسح کرنے سے منہ موڑتا ہے۔وہ سخت سے منہ موڑتا ہے۔اور یہ چیز شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔(کہ وہ سنت کی راہ سے ہٹا کر بدعت کی راہ پر ڈال دیتا ہے)۔

فضیلؒ کہتے ہیں اس سے ابراہیمؒ کی مراد مسح کو ترک کرنا تھی۔یعنی جس نے مسح کرنا ترک کیا اس نے رسول ﷺ کے طریقے سے منہ موڑا اعمشؒ کی روایت ہے جب ابراہیمؒ کھڑے ہوتے تو سلام کرتے۔اگر ہمیں کچھ پوچھنا ہوتا تو پھر سلام کرتے اور پھر سلام کرتے اور پھر کلام کو سلام پر ہی ختم کرتے۔

ظالم امراء کی مخالفت...... اسلام کا مقصد دنیا میں امن وعدل کا قیام ہے۔اس لیے دنیا میں جتنی چیزیں بھی ظلم وفساد پھیلانے والی ہیں ان سب کو مٹانا چاہتا ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ علمائے حق ہمیشہ ظالم وجابر بادشاہوں اور حاکموں کے خلاف علم جہاد بلند کرتے اوران کی مخالفت کرتے رہے۔حضرت ابراہیم نخعی میں بھی یہ صفت موجود تھی مگر حکمانہ وشفقانہ انداز کے ساتھ۔آپ کے سلاطین وامراء کے ساتھ دوستانہ تعلقات اور مراسم بھی تھے۔ان میں باہل ہدایا وتحائف کا تبادلہ ہوا کرتا تھا۔ممتاز امراء ان کی خدمت کیا کرتے تھے۔یہ ان کو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔البتہ ظالم وجفا کار امراء کے سخت خلاف تھے یہی وجہ ہے کہ حجاج میں اور ان میں نہیں جتنی تھی۔

آپ اسے بہت برا بھلا کہا کرتے تھے۔بعض اوقات اس پر لعنت بھی بھیجتے تھے۔ایک مرتبہ ایک شخص نے حجاج اور اس جیسے ظالموں پر لعنت بھیجنے کے بارے میں سوال کیا۔آپ نے جواب دیا۔خود اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔الالعنۃ اللہ علی الظالمین (خبردار ہو جاؤ۔اللہ ظالموں پر لعنت کرتا ہے) مطلب یہ کہ ظالموں پر لعنت

کرنا منافی اخلاق نہیں۔ حجاج کی موت پر آپ اس قدر خوش ہوئے سجدے میں گر پڑے اور آنکھوں سے اشک مسرت رواں ہو گئے۔

ابن عون کہتے ہیں کہ سلاطین آپ کے پاس آیا کرتے اور مسائل پوچھا کرتے تھے۔ زہیر الآرزدی کہتے ہیں کہ ابراہیمؒ محلوآن میں میرے والد کے پاس آئے، انھوں نے قیمتی نفیس کپڑے چادریں اور ایک ہزار درہم بطور ہدیہ پیش کیے آپ نے قبول فرمالے۔

نعیم بن ابی ہند نے ایک لٹکا طلا، آپ کو بطور ہدیہ پیش کیا آپ نے اسے قبول کرلیا۔ اس کا بڑا اچھا پایا۔ اور اسکو پکوا کر نبیذ بنوالیا۔ آپ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کسی کو کوئی چیز ہدیہ یا تحفۃً دیجائے اور وہ اس کو لینے سے انکار کردے۔

جب آپ سے پوچھا جاتا آپ نے صبح کیسے کی؟ فرماتے اللہ کی نعمت سے، حماد بن ابی سفیان کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعیؒ چند لوگوں پر گذرے، آپ نے ان کو سلام نہیں کیا، لوگوں کو ان کی یہ بات ناگوار گزری۔ آپ کو بھی اس کا احساس ہوا پھر واپس آئے لوگوں نے پوچھا۔ اے ابوعمران! آپ ہمارے پاس سے گزرے مگر سلام نہیں کیا (یہ کیا بات ہے؟) آپ نے فرمایا میں نے تمھیں کچھ ایسے ناجائز اور (ناخسگوار) ناگوار مشاغل میں دیکھا اس لئے سلام نہیں کیا۔

حلیہ ولباس...... آپ بڑے خوش ذوق اور خوش لباس تھے رنگین اور بیش قیمت لباس پہنتے تھے زعفران اور سرخ لباس استعمال کرنے میں بھی کچھ مضائقہ نہ سمجھتے تھے۔ جاڑوں کے لباس میں سمور کی سنجاف لگی ہوتی تھی۔ عمامہ بھی باندھتے تھے۔ کبھی سمور کی ٹوپی بھی پہن لیتے تھے۔ لوہے کی انگوٹھی بھی پہنتے تھے۔ اس پر نقش تھا۔ ذباب اللہ ونحن لہ، امام شعرانیؒ کہتے ہیں کہ آپ اپنے کو چھپانے کیلئے رنگین لباس پہنتے تھے۔ آپ کے حکیمانہ اقوال بہت ہیں۔ ان میں سے چند ایک پیش کیلئے جاتے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

(۱) انسان چالیس (۴۰) سال تک جس سیرت پر قائم رہے پھر وہ نہیں بدل سکتی۔

(۲) ایمان کیبعد انسان کو جو سب سے بڑی جو نعمت عطا کی گئی ہے۔ وہ تکلیفوں پر صبر کرنا ہے۔ اسی لیئے بیماری کا حال بیان کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب مریض سے اسکی حالت پوچھی جائے تو اسکو چاہیے کہ پہلا اچھا کہے سکے بعد اصل حالت بیان کرلے۔ کیونکہ شکوہ غم صبر کے خلاف ہے۔

(۳) انسان کیلئے یہ نصیحت کافی ہے کہ لوگ دین یا دنیا کے معاملے میں امیر انگشت نمائی کرے۔

(۴) جو شخص علم کا ایک کلمہ بھی اس نیت سے نکالتا ہے کہ اس سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو وہ اسکے وسیلہ سے سیدھا جہنم میں گرتا ہے۔

(۵) اگر میں اہل قبلہ میں سے کسی سے قتال کو سمجھتا تو ان جشیر والوں سے قتال کرتا۔

وفات...... ابی الہیکم کہتے ہیں آپ مریض تھے میں آپکے پاس عیادت کیلئے پہنچا تو آپ رو رہے تھے میں نے عرض کیا آپ کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا میں دنیا چھوڑنے پر نہیں رو رہا بلکہ اپنی دولڑکیوں کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ دو

سرے دن میں پہنچا تو آپ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور آپ کی زوجہ محترمہ رو رہی تھیں۔

ابن عون کہتے ہیں کہ جب ابراہیم نخعیؒ نے وفات پائی تو ہم آپ کے گھر آئے پوچھا۔ آپ نے کیا وصیت کی ہے۔ کہا گیا کہ آپ نے وصیت کی ہے کہ میری قبر لحد والی بنائی جائے اور پختہ نہ کیا جائے اگر تم جبار بھی میری میت اٹھانے والو ہو۔ تو میری وجہ سے کسی پانچویں کو تکلیف نہ دی جائے۔

ابن عون کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو رات کے وقت دفن کیا یہ کہتے ہیں کہ میں آپکے وفات کے بعد امام شعبیؒ کے پاس آیا آپ نے پوچھا کہ کیا تم ابراہیم نخعیؒ کے غسل و دفن میں شریک ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ابراہیم نخعیؒ نے اپنے بعد ایک شخص عالم بھی اپنے جیسا نہیں چھوڑا نہ کوفہ میں نے شام نہ بصرہ میں اور نہ کوئی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ حجاز میں بھی آپ جیسا کوئی نہ رہا۔

حجاج کی موت کے چند دن کے بعد آپ بیمار پڑے تھے۔ آخر دم تک نہایت مضطرب و بیقرار رہے لوگوںؒ نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا اس سے زیادہ خوف اور خطرے کا وقت اور کونسا ہوگا کہ خدا کا قاصد دوزخ یا جنت کا پیغام لے کر آئے میں اس پیام کے مقابلے میں قیامت تک موجودہ صورت کا قائم رہنا پسند کرتا ہوں۔ اسی مرض میں آپ نے کوفے میں ولید بن عبد الملک کے زمانۂ خلافت میں انچاس (۴۹) یا پچاس (۵۰) سال کی عمر میں ۹۶ھ میں وفات پائی۔

ابراہیم التیمیؒ

نام ونسب ...... نام ابراہیم، کنیت ابو اسماء نسب نامہ یہ ہے۔ ابراہیم بن یزید بن شریک بن تیم الرباب تیمی یہ بھی کوفہ کے عابد و زاہد تابعین میں سے تھے۔

عوام بن خوشب کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم کو سرخ چادر میں لپٹے ہوئے دیکھا میں ان کے گھر میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ آپ سرخ کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرخ پردہ لٹکا ہوا ہے۔

حجاج اور ابراہیم تیمیؒ ...... حجاج نقفصی ابراہیم نخعیؒ کا سخت دشمن تھا۔ (جن کا تذکرہ آپ اوپر ملاحظہ کر چکے ہیں) ان پر قابو پانے کی کوشش میں رہا کرتا تھا مگر وہ اسکی دسترس سے باہر تھے ایک آدمی کو ان کی تلاش میں لگا رکھا تھا۔ ابراہیم کو اس دشمنی کا علم تھا تلاش کرنے والے آدمی ابراہیم نخعیؒ کو پہچانتے نہ تھے۔ وہ لوگ ابراہیم تیمیؒ کو ان کی جگہ پکڑ لائے ابراہیم تیمی کا اخلاص وایثار ملاحظہ فرمائیے کہ انہوں نے ابراہیم نخعیؒ کو بچانے کے لیے کہہ دیا۔ کہ میں ابراہیم ہوں۔ حجاج نے انھیں زنجیروں میں جکڑوا کر یماس کی قید خانہ میں قید کر دیا۔ حجاج یہ قید خانہ کیا تھا آدمی کیلئے ایک قبر تھی اس میں سردی گرمی اور دھوپ سے بچنے کا کوئی انتظام نہ تھا۔

چند دنوں میں ہی حضرت ابراہیم تیمیؒ کا رنگ و روپ بدل گیا۔ حتیٰ کہ ان کی والدہ بھی ان کو نہ پہچان سکتی

تھی۔لیکن وہ نہایت صبر واستقلال کے ساتھ قید کے زہرہ گداز مصائب برداشت کرتے رہے۔یہاں تک کہ اسی قید خانہ میں ان کا انتقال ہوگیا۔ان کی وفات کے بعد حجاج نے خواب میں دیکھا کہ آج شہر میں ایک جنتی شخص مرگیا۔صبح کواس نے حقیقت حال کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ قید خانہ میں ابراہیم کا انتقال ہوگیا ہے۔اس ظالم کا ضمیر اب بھی بیدار نہ ہوا کیا یہ خواب ایک شیطانی وسوسہ معلوم ہوتا ہے۔اور ابراہیمؒ کی لاش کو گھورے پھنکوادیا۔

سفیان ثوری ابی حیان سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابراہیم تیمی نے فرمایا میں اپنے قوم وعمل میں موازنہ کرتا ہوں۔تو جھوٹا بننے سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

زہد وعبادت...... دوسرے تابعین کی طرح آپ زہد وتقویٰ میں ممتاز تھے۔ان کے والد بھی بڑے عابد وزاہد تابعی تھے۔انہوں نے بڑی دولت پیدا کی لیکن دنیا کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دی۔ان کے لباس سے ان کی دولت وثروت کا اندازہ نہ لگایا جاسکتا تھا ایک مرتبہ ابراہیمؒ نے ان کے جسم پر روئی کا معمولی کرتہ جس کی آستین ہتھلیوں تک لٹکی تھیں،دیکھ کر کہا آپ کوئی ڈھنگ کا لباس کیوں نہیں پہنتے بھلا یہ بھی کوئی لباس ہے۔جواب دیا بیٹا جب میں بصرہ میں تھا اس وقت ہزاروں روپے کمائے لیکن ان سے میری خوشی اور مسرت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔اور نہ پھر دوبارہ کمانے کی خواہش پیدا ہوئیں میں چاہتا ہوں کہ جو پاک اور حلال کمائی کا لقمہ میں کھاتا ہوں وہ اس شخص کے منہ میں جائے جو سب سے زیادہ سبغوض ہو کجر کیونکہ میں نے حضرت ابودرداءؓ صحابی سے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک درہم رکھنے والے سے زیادہ دو درہم والے سے حساب ہوگا۔

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ بڑے عابد زاہد تھے اور فاقہ کشی پر ان کو بڑی قدرت تھی۔عبادات میں اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ ان کی تکبیر اولیٰ کبھی قضاء نہ ہوئی جو تکبیر اولیٰ فوت کردے۔آپ اسکو صحیح معنوں میں عابد نہ سمجھتے تھے۔فرمایا کرتے تھے جس کو تکبیر اولیٰ فوت کرتے ہوئے دیکھو اس سے ہاتھ دھوڈالو (بس بن گیا وہ اللہ کا بندہ)

نماز میں کیف واستغراق کا یہ عالم تھا کہ سجدہ کی حالت میں چڑیاں پیٹھ پر اڑاڑ کر بیٹھتی تھیں اور چونچیں مارتی تھیں۔دو دو مہینے مسلسل روزے رکھتے تھے۔

خیثمہ بن عبدالرحمٰنؒ...... ابن ابی سبرہ۔ان کا نام یزید بن مالک بن عبداللہ بن الزویب بن سلمۃ ابن عمرو بن ذہل بن مران بن جعلی بن سعد العشیر ہ مذحج سے۔

شعبہ والی اسحاق خیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ پیدا ہوئے تو میرے دادا نے ان کا نام عزیز رکھا اور اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔آپ نے فرمایا نہیں اسکا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

عبیداللہ کہتے ہیں کہ خیثمہؒ مدینہ میں پیدا ہوئے۔

خیثمہؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ دونا موں عبداللہ اور عبدالرحمٰن کو زیادہ پسند کرتے تھے۔اہل کوفہ ابراہیمؒ اور خیثمہؒ سے بہت زیادہ محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔

نعیم بن ابی ہند کہتے ہیں میں نے خیثمہؒ کے جنازے کے ساتھ حضرت ابووائل کو دیکھا کہ وہ ایک گدھے پر سوار تھے۔اور کہہ رہے تھے۔ہائے افسوس (ایک قابل قدر اہل علم جاتا رہا) خیثمہؒ ابن عمرؓ سے سن کر روایت کرتے

ہیں۔خیثمہؒ نے ۱۳ اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو پایا۔

نعیم بن سلمہؒ......خزاعی ہیں ۱۰۰ھ میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ان سے اعمشؒ روایت کرتے ہیں۔ثقہ راوی تھے۔ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

عمارۃ بن عمیرؒ......تیم اللہ بن ثعلبہ کے تیمی ہیں۔ان سے اعمش روایت کرتے ہیں۔انھوں نے سلیمان بن عبدالمالک کے زمانے میں وفات پائی۔

اعمش کہتے ہیں۔کہ عمارہ کو نغازی میں ایک شخص ملا۔انھوں نے اس سے کہا میں آپ کو پہچانتا ہوں۔کیا آپ ابراہیمؒ کی علمی مجلس میں ہمارے ساتھ نہ بیٹھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔اس کے پاس ستر (۷۰) دینار تھے۔ان میں سے ان کو تیس (۳۰) دینار عطا کیے۔

ابو الضحیٰؒ......مسلم بن صبیح الہذانی۔حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔وہ مسروقؒ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صحابہ سے روایت کرتے ہیں ثقہ راوی ہیں۔بہت سی احادیث ان سے مروی ہیں۔

تمیم بن طرفۃؒ......قبیلہ طے سے ہیں۔حجاج کے زمانہ میں ۹۷ھ میں وفات پائی ثقہ راوی ہیں۔مگر بہت کم روایت کرتے ہیں۔

حکیم بن جابرؒ......ابن ابی طارق احمسی بجیلہ سے ولید بن عبدالملک کی ولایت میں وفات پائی ثقہ راوی تھے،بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن الاسودؒ......ابن یزید بن قیس بن عبداللہ بن مالک بن علقمہ بن سلافان بن کہل بن بکر بن عوف بن النخع قبیلہ مذحج سے۔

زہیر ازدی کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن الاسودؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ صدیقؓ کی خدمت میں آپ کی اجازت کے بغیر حاضر ہوا کرتا تھا جب تک میں نابالغ رہا۔بالغ ہونے کے بعد میں ان سے اجازت لے لیا کرتا تھا اس طرح ان کو حضرت عائشہؓ سے علمی استفادہ کا بہت زیادہ توقعہ ملا۔حضرت عائشہؓ ان کو بیٹا کہہ کر پکارا کرتی تھیں۔

صقب ان سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے حضرت عائشہ صدیقؓ کی خدمت اقدس میں ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا۔

میں اس وقت بالغ ہو گیا تھا۔میں آیا اور پردے کے پیچھے سے آواز دی،حضرت عائشہؓ نے آواز پہچان لی کہا آ جاؤ میں نے کہا میرے والد نے مسئلہ پوچھا ہے۔کہ غسل کو واجب کونسی چیز کرتی ہے؟ فرمایا جب دونوں شرمگاہیں

مل جائیں۔

طلق بن غنام کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابواسرائیل کو یہ کہتے سنا کہ جب میں عبدالرحمٰن بن الاسود کو دیکھتا تو کہتا کہ یہ تو عرب کے دیہاتیوں میں سے ایک دیہاتی ہے۔ اپنے لباس اور سواری وغیرہ میں۔ وہ خچر پہ بھی سوار کرتے تھے۔

فطر کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الاسودؒ کو خز کی چادر اوڑھے دیکھا ہے، وہ حنا کا خضاب لگاتے تھے۔

ابی عنام بن طلق کہتے ہیں کہ جاہلیت کی زمانہ میں ہم میں اور اسود بن یزید کے ہم سنی کے تعلقات تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن الاسود اس بات کا اتنا لحاظ کرتے تھے کہ جب سفر میں جاتے یا سفر سے واپس آتے تو ہم لوگوں کو آ کر سلام کیا کرتے تھے۔

سلام اسلام کی نزانی ہے۔ اس کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ بلا قید وزہب وملت مسلم وغیر مسلم سب کو سلام کرتے سناں بن حبیب سلمٰی کا بیان ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن الاسود کے ہمراہ پل کی طرف گیا۔ راستے میں جو بھی یہودی بالفرانی ملتا تھا۔ تو آپ سب کو سلام کرتے۔ میں نے کہا آپ مشرکوں کو بھی سلام کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا سلام مسلم کی نشانی ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ لوگ مجھے پہچان لیں کہ میں مسلمان ہوں۔

رمضان میں اپنے قبیلے کی امامت کرتے تھے اور اہل قبیلہ کے ساتھ بارہ (۱۲) تروتح پڑھتے تھے۔ اس میں ایک تہائی قرآن سناتے تھے۔ اسکے علاوہ وہ خود علیحدہ بھی ایک ایک ترویہ میں بارہ (۱۲) بارہ (۱۲) رکعتیں پڑھتے تھے۔

ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن الاسودؒ نے عید کی رکعت ہمارے ساتھ نماز پڑھی ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی۔ روزے کی حالت میں اپنے پاؤں پانی میں ڈالے ہوئے تھے۔

محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کو حج کے سلسلے میں ہمارے یہاں آئے۔ ان کے ایک پاؤں میں کچھ تکلیف تھی۔ مگر اسحالت میں بھی وہ صبح تک نماز پڑھتے رہے اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ آپ نے اپنی زندگی میں اسّی (۸۰) حج اور اسّی (۸۰) عمرے کیے۔

عبداللہ بن مرۃؒ ...... ہمندانی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کے زمانے میں وفات پائی ثقہ راوی تھے، بہت سی صحیح احادیث ان سے مروی ہیں۔

سالم بن ابی الجعدؒ

غطفانی غلام ہیں ...... منصور کہتے ہیں جب سالم حدیث بیان کرتے تو کثرت سے حدیثیں بیان کرتے اور جب ابراہیم حدیث بیان کرتے تو بڑے احتیاط سے کام لیتے۔ میں نے ابراہیم سے اسکا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ سالم حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے۔ اس لیئے وہ زیادہ حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

انھوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کے زمانہ میں ۱۰۰ھ یا ۱۰۱ھ میں وفات پائی۔ ثقہ راوی

تھے۔اور بہت حدیثوں کے راوی ہیں۔

عبید بن ابی الجعدؒ...... یہ سالم کے بھائی ہیں۔ان سے روایت کرتے ہیں۔ بہت کم روایت کرتے ہیں۔

عمران بن ابی الجعدؒ...... یہ بھی سالم کے تیسرے بھائی ہیں۔ یہ بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔

زیاد بن ابی الجعدؒ...... یہ بھی سالم کے بھائی ہیں اور انہی سے روایت کرتے ہیں۔

مسلم بن ابی الجعدؒ...... یہ بھی سالم کے بھائی ہیں۔ کہا گیا ہے یہ سات بھائی تھے۔ دو ان میں شیعہ تھے ۔دو مرجیہ تھے اور دو خارجہ تھے۔ان کے باپ کہا کرتے تھے۔اے بیٹو! تم نے اللہ کا نام لرکے اپنے اندر خود اختلاف پیدا کرلیا ہے۔تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی۔ اس نے اتفاق واتحاد کا حکم دیا تھا۔تم نے نزاع واختلاف پیدا کرلیا۔(یہ تمھارا کیسا اسلام ہے؟)

ابوالبختری الطائیؒ...... ان کا نام علما ابن عبداللہ بن جعفر نے سعید بن ابی عمران بتلایا ہے۔اور بعض نے سعید بن جبیر بتلایا ہے۔ یہ قبیلہ طے کے بنی نبہان کے غلام تھے۔

عمرو ابن مرہ کہتے ہیں کہ جماجم کے لعرکہ میں قاریوں کی جماعت نے ابوالبختری کو اپنا امیر بنالینا چاہا۔مگر انھوں نے کہانہیں ایسا نہ کرو میں غلاموں میں سے ہوں۔تم اپنا امیر عرب میں سے کسی آزاد شخص کو بناؤ(اس کو کہتے ہیں عجز وانکسار اور احساس ذمہ داری معلوم ہوا۔اس دور کے مسلمان ہماری طرح عہدو مناصب کے دلدادہ اور اقتدار کے حریص تھے نہ)۔یہ عبدالرحمٰن بن الاشعث کے ہمراہ یوم جماجم میں شہید ہوئے۔۸۳ھ میں ابوالبختری اور ان کے ساتھی بڑے منکسر المزاج تھے۔ جب کوئی ان کی تعریف کرتا تو اسکو اس سے منع کرتے کہ اس سے مہلب میں عجب پیدا ہوتا ہے۔

عطاء بن مسائب کہتے ہیں کہ ابوالبختری نوحہ سنا کرتے اور رویا کرتے تھے۔

ربیع بن حسان کہتے ہیں کہ میں نے ابوالبختریؒ کو قباء میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

شعبہ کہتے ہیں کہ نہ ابوالبختری نے حضرت علیؓ کو دیکھا اور نہ انھوں نے اس کو دیکھا۔

سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ مجھے ابوالبختریؒ کے بارے میں تعجب ہے کہ وہ بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں اور درمیان میں کوئی راوی چھوڑ دیتے ہیں۔اور وہ صحابہؓ سے بھی روایت کرتے ہیں۔مگر انھوں نے کسی صحابی سے نہیں سنا۔لہٰذا ان کی جو حدیثیں سنی ہوئی مسلسل ہیں وہ حسن ہیں۔اور ان کے علاوہ جتنی بھی حدیثیں ہیں وہ ضعیف ہیں۔

ذر بن عبداللہؒ...... ابن ذرادہ بن معاویہ بن عقیدہ بن عنبرین بن غالب بن وقش بن قاسم بن مرحبہ۔قبیلہ ھمدان سے۔یہ ذر بن عبداللہ بڑے فصیح وبلیغ قصہ گو تھے۔مرجیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔اور وہ عمر بن ذرؒ ہیں یہ اُن قاریوں میں سے تھے جنہوں نے عبداللہ بن الاشعث کے ساتھ ہوکر حجاج بن یوسف کے خلاف جہاد کیا تھا۔حکم کہتے

ہیں کہ میں نے جماجم کے معرکہ میں یہ کہتے سنا کہ یہ معرکہ وقتال تو ایک فولادی پنجہ کے خلاف برد کے مانند ہے۔یعنی ایک قسم کی شطرنج کی بازی ہے۔ یہ بازی وہ ہوتی ہے کہ حریف کے تمام مُہرے بٹ جائیں فقط شاہ باقی رہ جائے۔اور یہ بمنزلہ حات کے ہوتی ہے۔

مُسیب بن رافعؒ ...... یہ اسدی ہیں. یحییٰ بن طلحہ ان میتب بن رافعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن ہبیرہ نے ان کو بلایا کہ محکمہ قضا اُن کے سپرد کردیں مگر انھوں نے اس منصب کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ کہتے ہیں کہ انھوں نے ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔

ثابت بن عبیدؒ

انصاری ہیں ...... یہ زید بن ثابت سے ملے۔ کہتے ہیں کہ میں نے مغیرہؓ بن شعبہؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ ثقہ راوی تھے بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں ان سے اعمشؒ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

ابو حازم الاشجعیؒ ...... ان کا نام سلمان ہے۔عزۃ الاشجعی کے غلام ہیں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے۔ثقہ راوی تھے۔کئی صالح حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

مری بن قطریؒ ...... حضرت عدی بن حاتم سے روایت کرتے ہیں۔

مالک بن الحارثؒ ...... سلمی ہیں۔ثقہ راوی ہیں۔بہت سی صحیح حدیثوں کے راوی ہیں۔ان سے اعمشؒ روایت کرتے ہیں۔

یحییٰ بن الجزارؒ ...... بجیلہ کے غلام ہیں حکم کہتے ہیں۔یہ شعبہ تھے اور بڑا غلو کرتے تھے۔ثقہ تھے کئی احادیث کے راوی ہیں۔

حسن العرنیؒ ...... قبیلہ بجیلہ سے۔ثقہ راوی تھے۔کئی احادیث کے راوی ہیں۔

قبیصہ بن ہلبؒ ...... ابن یزید بن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبد شمس بن عدی بن اخزم یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ان کے والد وفد میں رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور حضور سے

سنا تھا۔

ابو مالک الغفاریؒ...... صاحب تفسیر ہیں۔ حدیث بہت کم بیان کرتے تھے۔

ابو صادق الازردیؒ...... ان کا نام عبداللہ بن عاجذی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام مسلم بن یزید ہے۔ از دشنوءۃ سے۔ ابو سلمہ صائغ کہتے ہیں۔ میں نے ابو صادق کو دیکھا آپ کی داڑھی سفید تھی۔ اور سر کے بال بھی سفید تھے۔

ابو بکر بن شعیب بھی کہتے ہیں کہ میں نے ابو صادق کو تبان اور قطیفہ میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

ابن الحجاب کہتے ہیں کہ ابو صادق نہ تو کوئی سنت روزہ رکھتے تھے اور نہ فرض نماز کے علاوہ سنت پڑھتے تھے۔ نہ فرض سے پہلے اور نہ اسکے بعد۔ اور نہ دوبارہ متقی تھے۔ حدیث بہت کم بیان کرتے تھے۔ ان کے بارے میں علماء نے کلام کیا ہے۔

ابو صالحؒ...... ان کا نام باذام ہے۔ باذام بھی بتلایا گیا ہے ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام تھے۔ یہ صاحب تفسیر ہیں یعنی تفسیری روایتیں کرتے ہیں جو حضرت ابن عباسؓ، ابو صالح کلبیؒ اور محمد بن السائبؒ سے مروی ہیں۔

ابو صالح سے سماک بن حرب اور اسماعیل ابن ابی خالد بھی روایت کرتے ہیں۔ عاصم کہتے ہیں کہ ابو صالح بہت لمبی داڑھی رکھتے تھے۔ اور اس میں خلال کیا کرتے تھے۔

یزید بن البراءؒ...... ابن عازب بن الحارث الانصاری۔ اوس کے بنی حارثہ میں سے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ اور عدی بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔

سوید بن البراءؒ...... ابن عازب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں عمان کے امیر تھے۔ اور بہترین امراء میں سے تھے۔

موسیٰ بن عبداللہؒ...... ابن یزید بن زہد الخطمیؒ۔ قبیلہ اوس کے النساری ہیں۔ اور ان کی ماں موسیٰ بنت حذیفہ بن الیمان ہیں۔

رباح بن الحارث اور ابراہیم بن جزیرؒ...... ابن عبداللہ البجلی۔ ان سے عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں۔

سعید بن العاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم اور ابان ابن جزیر بن عبداللہ کو دیکھا ہے۔ میرے دادا جناء اور کتم کا خضاب کیا کرتے تھے۔

ابوذرعہ بن عمروؒ ...... ابن جزیر بن عبداللہ البجلی ۔ یہ اپنے دادا اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں ۔

ہلال بن یسافؒ ...... اشجعی ہیں ۔ ان کی کنیت ابوالحسن تھی ۔ ثقہ راوی تھے ۔ بہت سی احادیث روایت کرتے ہیں ۔

سعد بن عبیدہؒ ...... سلمی ہیں ۔ ان سے اعمشؒ اور حصین روایت کرتے ہیں ۔ عمرو بن ہبیرۃ کی ولایت کے زمانے میں انھوں نے وفات پائی ۔ ثقہ راوی تھے ۔ کثیر الحدیث ہیں ۔

محمد بن عبدالرحمٰنؒ ...... ابن یزید النخعی ۔ یہ اسود بن یزید نخعیؒ کے بھتیجے ہیں ۔ ان کی کنیت ابوجعفر تھی ۔ وہ عبادت میں بڑا لطف وسرور لیتے تھے ۔ اس لیئے ان کو دانا کہا جاتا تھا (یعنی عقلمند وہی ہے ۔ جو اللہ کا بندگی کرے) ان کو رفیق بھی کہا جاتا تھا ۔

ان کی بیوی بڑی مؤمنہ اور صالحہ تھیں ۔ جب بھی ان کو کوئی مصیب تکلیف اور مسکل آتی تو دعا کیا کرتی تھیں ۔ یہ بہت کم روایت کرتے ہیں ۔

عبدالرحمٰن بن ابی نعمؒ ...... قبیلہ بجیلہ سے ہیں ۔ ان کی کنیت ابوالحکم ۔ یہ وہ ہیں ۔ جو سنت کو سنت سے حرام کرتے تھے ۔ ثقہ راوی کرتے تھے ۔ ثقہ راوی تھے ۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں ۔

ابوالسفر سعد بن الحمیدؒ ...... قبیلہ ہمدان کے ثور ہیں ۔ کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت کے زمانے میں وفات پائی ۔ ثقہ تھے ۔ بہت کم روایت کرتے تھے ۔

عبداللہ البہیؒ ...... یہ زبیرؓ کے غلام ہیں ۔ مشہور ثقہ راوی تھے ۔ بہت کم روایت کرتے تھے ۔

ابوالوداکؒ ...... ان کا نام جبر بن نوف بن ربیعہ ہمدانی ہے ۔ کم روایت کرتے تھے ۔

یحییٰ بن وثابؒ ...... بنی اسد بن خزیمہ میں سے کاہل کے غلام ہیں یہ قاری تھے ۔

اعمشؒ کہتے ہیں کہ جب یحیٰ بن وثاب نماز میں ہوتے تھے تو ایسے معلوم ہوتیا تھا کہ یہ کسی شخص سے مخاطب ہیں ۔ (یعنی پورے خلوص وشعور اور حضورِ دل سے نماز پڑھتے تھے) ۔

کوفہ میں یزید بن عبدالملک کی خدمت کے زمانے میں وفات پائی ثقہ تھے ۔ بہت کم روایت کرتے تھے ۔ اور صاحب قرآن تھے ۔

ابو ہلالؒ...... عمیر بن قمیم بن یرم التعلیؒ۔ مشہور معروف تھے۔ حدیث کم بیان کرتے تھے۔

تمیمیؒ...... یہ وہ ہیں۔ جن سے ابواسحاق سبیعی روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ الاسدی کہتے ہیں کہ میں نے اسرائیل سے ان کے نام کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے اربد بتلایا۔

جروۃ بن جمیلؒ...... ابن مالک الطائی۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

بشر بن غالبؒ **اور ضحاک بن مزاحم**ؒ...... ہلالی ہیں کنیت ابوالقاسم ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے پیٹ میں رہا۔ یعنی دو سال میں پیدا ہوا۔

قرہ بن خالد کہتے ہیں۔ کہ ضحاک ایک چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ اس پر جو نگینہ تھا۔ اس پر ۵ پرندہ کی صورت نوش تھی۔

بشیر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں ضحاک بن مزاحمؒ کا کاتب تھا۔ سفیان کہتے ہیں کہ ضحاک دین کی تعلیم و تدریس دیتے تھے۔ اور اس پر کوئی اجرت نہ لیتے تھے۔ (دین کی تعلیم اپنے لئے ہی نہیں کہ اسکو دنتا کمائے کا ذریعہ بنایا جائے۔ جیسا کہ آجکل ہمارے مذہبی پیشواؤں نے وطیرہ اختیار کرر کھا ہے) ایک شخص روایت کرتا ہے کہ میں نے ضحاک کو لومڑی کے کھال پہنتے ہوئے دیکھا۔ مشاش کہتے ہیں کہ میں نے ضحاک سے پوچھا کہ کیا آپ حضرت ابن عباسؓ سے ملے تھے۔ فرمایا نہیں عبدالملک بن مسیرہ کا بیان ہے کہ ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے تو نہیں ملے البتہ حضرت سعید بن جبیرہؓ سے ملے تھے۔ اور انہی سے تفسیر کا علم حاصل کیا۔

سفیان ایک شخص کے حوالے سے خود ضحاک سے یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں اپنے اصحاب سے ملا ہوں۔ مگر میں ان سے صرف زہد و تقویٰ حاصل کیا۔ محمد بن بکر الرحی کوفہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب ضحاک کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو ایک شخص کو بھیج کر مجھے بلایا۔ اور کہا۔ کہ میں صبح تک وفات پانے والا ہوں۔ جب میں مرجاؤں تو مناوی کردینا کہ ضحاک مرگیا۔

جو یہ آواز سنی میرے غسل وکفن ودفن میں شریک ہوجائے۔ مجھے پاک صاف ہوکر غسل دینا۔ سجدے جگھول پر خوشبو لگانا۔ کفن کو بھی معطر کردینا۔ کفن صرف اتنا ہی دینا جو مسنون ہے۔ سفید ہو۔ اس میں کفایت کو مدنظر رکھنا۔ خبردار کوئی رسم ورواج اور بدعت کی بات نہ کرنا۔ (بس غسل وکفن کا جو طریقہ شریعت نے بتلایا ہے اسی پر عمل کرنا) مجھے لحد میں دفن کرنا جو لوگ میرے جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر لے جائیں۔ تو وہ شادی اور زہن کی چال نہ چلیں بلکہ وقار و متانت کے ساتھ درمیانی چال چلیں۔ نہ زیادہ تیز چلیں نہ زیادہ آہستہ۔ گر کچی اینٹیں پاؤ۔ تو ان سے میرا قبر پاٹ دینا۔ ورنہ گھاس پات سے پاٹ دینا۔ مجھے لحد پر رکھ کر قبر کو برابر کردینا۔ اور سر کی طرف بطور اینٹ کھڑی کردینا۔ پھر پانی چھڑک دینا۔ جب تم مجھے دفن کر چکو اور لوگو میری قبر پر مٹی ڈال کر ہاتھ جھاڑ لیں۔ تو میری قبر پر کھڑے ہو کر اور قبلہ رخ ہو کر ذرا بلند آواز سے یہ کہیں۔

اے اللہ تو ضحاک کو قبر میں بٹھانے گا اس سوال کرے گا۔ تیرا رب کون ہے۔؟ تیرا دین کیا ہے۔؟ اور تو نبی کے متعلق کیا جانتا ہے اور کیا کہا ہے۔؟ تو تو اس کو قول حق پر ثابت قدم رکھیوں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور آخرت میں بھی۔ پس پھر واپس آجانا۔

اجلح کہتے ہیں۔ کہ ضحاک بن مزاحمؒ نے مجھ سے کہا کہ جتنا ہو سکے نیک عمل کر لے اس سے پہلے کہ تجھ میں عمل کرنے کی طاقت نہ رہے۔ یعنی آج جس قدر بھی ہو سکے نیک اعمال بجالا۔

طفیل کا کہنا ہے۔ کہ ضحاک نے اپنی موت کے وقت کہا: کہ میرے جنازے کی نماز تمہارے سوا دوسرے نہ پڑھیں۔ نہ امیر کو بلا کہ وہ آ کر میرے جنازے کی نماز پڑھائیں۔ اس لئے میں نے تمہیں جو وصیت کی ہے۔ کر دی ہے۔ اس پر عمل کرنا۔ انہوں نے ۱۰۵ھ میں وفات پائی۔

القاسم بن مخیمرۃ ...... ہمدانی ہیں۔ یہ مؤذن تھے۔ محمد بن عبداللہ شعبی کہتے ہیں۔ کہ موت کی دُعا مانگا کرتے تھے۔ جب موت کا وقت قریب آیا۔ تو انہوں نے اپنی دادی سے کہا۔ کہ میں موت کی دُعا مانگا کرتا تھا۔ مگر جب کہ مجھے موت آ رہی ہے۔ تو میں اس سے گھبرا رہا ہوں کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے خلافت کے زمانے میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کئی حدیثوں کے راوی ہیں۔

القاسم بن عبدالرحمٰنؒ ...... ابن عبداللہ بن مسعودؓ ھذلی۔ یہ کوفہ کے قضاء پر فائز تھے۔ ابواسرائیل کہتے ہیں۔ میں نے القاسم بن عبدالرحمٰن کو اپنے گھر کے دروازے پر مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اعمشؒ کہتے ہیں۔ کہ میں ان کی عدالت میں جا کر بیٹھ جایا کرتا تھا۔ اور وہ مقدمات فیصل کیا کرتے تھے۔ مسعودی کا بیان ہے۔ کہ اب چار چیزوں پر اجرت اور معاوضہ لینے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ وہ یہ ہیں۔

(۱) قراءت قرآن (۲) اذان (۳) قضاء (۴) تقسیم غنائم

محار بن وثار کہتے ہیں۔ کہ مجھے القاسم بن عبدالرحمٰنؒ کے ہمراہ ایک سفر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ہم پر تین چیزوں غلبہ ہوا۔ اطویل خاموشی، ۲ نمازوں کی کثرت۔ ۳ اور نفس کی سخاوت یہ حناء کا خضاب کرتے تھے۔ ان کا کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت کے زمانے میں انتقال ہوا۔

معن بن عبدالرحمٰن ...... یہ بھائی ہیں القاسم بن عبدالرحمٰن کے۔ ان سے چھوٹے تھے ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ ثقہ تھے۔ اور قلیل الحدیث۔

زیاد بن ابی مریمؒ ...... ان سے بھی روایتیں ہیں۔

عبداللہ الحارثؒ ...... شیبانی۔ ان سے منہال بن عمرو روایت کرتے ہیں یہ معلّم تھے مگر کوئی اجرت و معاوضہ نہ لیتے تھے۔

ابو بکر بن عمروؒ...... ابن عتبہ ان سے مسعودی روایت کرتے ہیں۔

محمد بن المنتشرؒ ...... ابن الاجدع اور وہ عبدالرحمٰن بن مالک بن امیر بن عبداللہ بن محر بن سلیمان بن معمر بن الحارث بن عبداللہ بن وداعہ۔ ہمدان سے اور وہ بھتیجے ہیں مسروق بن الاجدع کے اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔
مثنیٰ ابن سعید کہتے ہیں کہ محمد بن المنتشر خلیفہ بن عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن الخطاب واسط میں تھے۔ ثقہ ہیں۔ ان سے چند احادیث مروی ہیں۔

مغیرۃ بن المنتشرؒ ...... یہ بھائی ہیں۔ محمد بن المنتشر کے۔ ابن الاجلدع ان سے روایت کرتے ہیں۔

سلیمان بن میسرۃؒ...... احمسی، ان سے اعمشؒ روایت کرتے ہیں۔

سلیمان بن مسہرؒ...... ان سے بھی اعمش ل روایت کرتے ہیں۔

نعیم بن ابی ہندؒ...... **اشجعی** خالد بن عبداللہ القسر ی کے زمانہ ولایت میں وفات پائی ثقہ تھے۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔

تابعین کا تیسرا طبقہ

محارب بن دثارؒ...... بنی سدوس بن شیبان بن ذہل بن ثعلبۃ بن عکابۃ بن صعب میں سے ابن علی بن بکر بن وائل۔

کنیت ابومطرف...... یہ بھی کوفہ کے قاضی رہے ہیں۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ جب مجھے عہدہ قضاء سے معزول کیا گیا۔ تو میں بھی رویا اور میرے اہل وعیال بھی روئے۔

سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا ہے۔ ان سے پوچھا آپ نے ان کو کہاں دیکھا ہے؟ کہا میں نے ان کو ایک گوشے میں قضاء کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب وہ لوگ یعنی بنی ہاشم آئے تو محمد بن عبدالرحمٰن ابی لیلیٰ اصحاب محارب کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے گفتگو کی۔

یہ خالد بن عبداللہ القری کی ولایت کے زمانے میں فوت ہوئے۔ اور یہ ہشام عبدالملک کی خدمت کا دور تھا۔ ان سے کئی حدیثیں مروی ہیں۔ لیکن ان کو مسند نہیں سمجھا جاتا۔ یہ مرجیہ فرقے کے ان لوگوں میں سے تھے۔ جو حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں پر رحمت ومغفرت کی امید رکھتے ہیں۔ ان کی کفر وایمان کی گواہی نہیں دیتے۔

عیزار بن حریثؒ ...... عبدی ہیں۔ یہ اپنی قوم کا چودھری یا سردار تھا۔

مسلم بن ابی عمرانؒ ...... بطین:۔حجاج کہتے ہیں۔ میں نے مسلم بطین کو لومڑی کی کھال کا لباس پہنے اور نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

عدی بن ثابت الانصاری اور طلحہ بن مصرفؒ ...... ابن عمر بن کعب بن حجاب بن معاویہ بن سعد بن الحارث بن اذیل بن سلمۃ بن ددول بن جشم بن یام ہمدان میں سے انکی کنیت ابوعبداللہ ہے کوفہ کے قارل تھے، لوگ ان سے قرأت قرآن سیکھتے تھے۔ جب لوگوں کی کثرت ہوئی تو انھوں نے اسکو ناپسند سمجھا۔ کیا۔ اور اعمشؒ کے پاس آکر قرأت قرآن شروع کردی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لوگ اعمشؒ کیطرف مائل ہوگئے اور طلحہ کو چھوڑ دیا۔

سفیان کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابجر سے پوچھا۔ جن کو تم نے دیکھا ہے۔ ان میں سے کس کو تم نے افضل پایا؟ کچھ دیر انھوں نے سکوت کیا۔ پھر فرمایا۔ اللہ رحم کرے طلحہ کو۔

بغول روایت کرتے ہیں۔ کہ طلحہ نے ان سے کہا۔ میں ایک تنگ راستہ میں پہنچا انھوں نے مجھے آگے کردیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اگر آپ جانتے کہ میں آپ سے ایک ساعت یا ایک دن بھی بڑا ہوں تو میں آپ کو آگے نہ کرتا۔

عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے پوچھا۔ عمر میں طلحہ بڑے تھے۔ یا زبید؟ فرمایا قریب قریب ایک ہی جیسے تھے۔ پھر کہا۔ طلحہ نے زبید کو اپنی لڑکی پیش کی تو زبید نے کہا مجھے اس بات سے کوئی چیز روکنے والی نہ تھی کہ میں اس کو آپ سے طلب کروں۔ مگر مجھے اس کا علم نہ تھا کہ وہ بھی آپ سے مواقفت کرے گی یا نہیں۔

طلحہ کہتے ہیں کہ میں خیثمۃ کی عبادت کرنے کیلئے آیا۔ کچھ لوگ آپ کے پاس موجود تھے۔ جب وہ لوگ جانے کیلئے آپ کے پاس اٹھ کھڑے ہوئے تو میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ تو فرمایا کہ کیا آپ بھی جارہے ہیں انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسا دیا۔ میں نے بھی انکے ہاتھ کو بوسا دیا۔ موسیٰ

موسیٰ ابن قیس کہتے ہیں کہ رمضان کی ستائیسویں شب کو طلحہ وزبید دونوں خود بھی جاگا کرتے تھے۔ اور اپنے بچوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔

حسن بن عمرو کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ طلحہ بن معرف نے فرمایا اگر میں وضو سے نہ ہوتا تو تمھیں بتلاتا کہ شیعہ کیا کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حجاج کے خلاف جن لوگوں نے خروج کیا۔ اور حجاج کا معرکہ گرم ہوا تھا۔ تو طلحہ بھی قاریوں کی جماعت میں شریک تھے یہ اس معرکہ کے بعد ایک سو بارہ (۱۱۲) میں موت ہوئے۔ آپ اپنی مثال آپ تھے۔ ثقہ تھے کئی صحیح حدیث کے راوی تھے ہیں۔

زبید بن الحارثؒ ...... ابن عبدالکریم بن حجدب بن ذہل بن مالک بن الحارث بن ذہل ابن سلمۃ بن ددول بن جشم بن یام ہمدان سے ان کی کنیت ابوعبداللہ حصین کہتے ہیں۔ کہ زبید ابراہیم کے پاس آئے۔ اور سیاہ

بالوں کا قیمتی لباس پہنے ہوئے تھے۔ تو انھوں نے کہا یہ زمانہ ایسے لباسوں کا نہیں۔

سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں۔ کہ اگر مجھے کسی بندے پر اختیار دیا جاتا کہ اللہ اسکو کھال کھینچنے کی جگہ لے آئی تو میں زبید الیامی کو اختیار کرتا۔

ابونوح فراد کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو یہ کہتے سنا ہے۔ کہ میں نے کوفہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک عورت گزری جس کے پاس موت کا ایک گولہ تھا۔ وہ سوت کا گولہ گر پڑا۔ مگر اس عورت نے نہیں اٹھایا۔ زبیدہ نے اسکو اٹھالیا۔ اور مجھے بیٹھا ہوا چھوڑ کر بھاگے بھاگے اس عورت کے نشانات دیکھتے ہوئے گئے۔ اس تک پہنچے اور اسکو وہ گولہ لے کر واپس آگئے۔

انھوں نے زید بن علی کے زمانے میں ۱۲۲ھ میں وفات پائی ثقہ تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔

شمسر بن عطیہؒ ...... ابن عبدالرحمٰن اسدی۔ بنی مرۃ بن الحارث بن سعد بن ثعلبۃ سے ثقہ تھے۔ کئی احادیث صیحہ کے راوی ہیں۔

بکر بن ماغر الثوریؒ ...... بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

ابو یعلیمنذ الثوریؒ ...... ثقہ تھے۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن سعیدؒ ...... ابن وھب ہمدانی۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابو ہبیرہؒ ...... ان کا نام یحییٰ بن عباد الانصاری ہے۔ یوسف بن عمرو کی ولایت میں انتقال فرمایا قلیل الروایت تھے

بکیر بن الاخنسؒ ...... قلیل الروایت۔

علی بن مدرک النخعیؒ ...... انھوں نے یوسف بن عمرو کے عراق میں آنے کے بعد ۱۲۰ھ میں وفات پائی۔ یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے آخری ایام تھے۔

اسی سنہ میں خالد بن عبداللہ اور یوسف بن عمرو دونوں لے سکے جاری کئے قلیل الحدیث تھے۔ ان سے شعبہؒ روایت کرتے ہیں۔

موسیٰ بن طریف الاسدیؒ۔

علی بن الاصمرؒ ...... ابن عمرو بن الحارث بن معاویہ بن عمرو بن الحارث بن ربیعۃ بن عبداللہ بن وداعۃ۔

ہمدان سے۔

کلثوم بن الاقمرؒ ...... علی بن الاقمر کے بھائی ہیں۔ ہمدان کے وداعی ہیں۔

جبلۃ بن سحیم الشیبانیؒ ...... ولید بن یزید کے فتنے کے دوران فوت ہوئے۔

وبرۃ بن عبدالرحمٰنؒ ...... قبیلہ وزج کے سلمی ہیں۔ ہشام بن عبدالملک نے جب خالد بن عبداللہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اس زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوالزنباعؒ ...... ان کا نام صدقہ بن صالح ہیں۔

ابوعون الثقفیؒ ...... ان کا نام محمد بن عبداللہ ہے۔ خالد بن عبداللہ القسری کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔ ان سے سفیانؒ اور شعبہؒ روایت کرتے ہیں۔

عبدالجبار بن وائلؒ ...... ابن حجر حضرمی۔ یہ ثقہ تھے بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔ وہ روایتیں جو اپنے والد سے بیان کرتے ہیں ان کے بارے میں محدثین کو کلام ہے۔ یہ کہتے ہیں یہ ان سے نہیں ملتے۔ ان کے بھائی علقمہ بن وائل ہیں۔ ثقہ تھے اور کم روایت کرتے تھے۔

یحییٰ بن عبیدؒ ...... بھرانی۔ ان کی کنیت ابوعمر ہے۔

زائدۃ بن عمیرؒ

عون بن عبداللہؒ

ابن عتبہ بن مسعود الہذلی ...... یہ کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو عون بن عبداللہ، ابوالصباح موسیٰ بن کثیرؒ اور عمر بن حمزہؒ ان کے پاس پہنچے اور انھوں نے عقیدہ ارجاء (جس کو ہم تفصیل سے بیان کرتے آئیں ہیں) کے بارے میں ان سے بحث ومناظرہ کیا۔ ان حضرات کا دعویٰ ہے کہ انھوں نے ان سے مواقفت کی۔ اور کسی چیز سے بھی اختلاف نہیں کیا۔ اگر یہ روایت خلاف عقل ونقل ہے۔ یہ تسلیم ہی نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے فقیہ ومبصر اور مجاہدین حق صداقت نے عقیدہ ارجاء سے اتفاق کیا۔ درآنحالیکہ یہ عقیدہ واضح طور پر کتاب وسنت اور سلف صالحین کے خلاف ہے۔ (مترجم)

عون بن عبداللہ ثقہ تھے۔ مگر اپنی روایت کے سلسلہ میں کسی راوی کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی المجاہدؒ......ازد کے غلام اور مجاہد کے داماد ہیں۔

ابواسحاق السبیعیؒ......ان کا نام عمرو بن عبداللہ بن علی بن احمد بن ذی یحمر بن السبیع ابن سبع بن صعب بن معاویہ بن کثیر بن مالک بن جشم بن حیزان بن نوف بن ہمدان۔

یہ کہتے ہیں کہ میرے دادا اضیار حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت عثمانؓ نے پوچھا۔یا شیخ آپ کے بال بچے کتنے آپ کے ساتھ ہیں؟ عرض کیا وہ میرے ہمراہ ہیں۔آپ نے فرمایا۔ہم نے تمھارا۔وظیفہ ایک ہزار پانچسو مقرر کیا۔کردیا۔اور آپ کے بچوں میں سے ہر ایک کیلئے سوسو۔

سفیان کہتے ہیں کہ شعبیؒ اور ابواسحاق دونوں ایک جگہ جمع ہوئے۔شعبیؒ نے ابواسحاقؒ سے کہا۔کہ اے ابو اسحاقؒ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔انھوں نے فرمایا نہیں خدا کی قسم میں آپ سے بہتر نہیں۔بلکہ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ اور عمر میں بھی بڑے ہیں زہیر کہتے ہیں کہ میں ابواسحاقؒ نے مجھ سے بیان کیا۔کہ انھوں نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہ کے پیچھے جمعہ پڑھا ہے۔زوال شمس کے تھوڑی دیر بعد انھوں نے حضرت علیؓ کو کھڑے ہوئے دیکھا۔آپ کی داڑھی سفید تھی۔ابواسحاق روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا ہے۔مجھ سے میرے والد نے کہا اے عمرو کھڑا ہو۔اور امیر المؤمنین کو دیکھ۔میں نے آپکی طرف دیکھا۔آپکی داڑھی پر خضاب نہیں تھا۔آپکی داڑھی گھنی تھی۔یہ ابواسحاقؒ امیرِ معاویہؓ کے زمانے میں خراسان میں بھی رہے ہیں۔ابوالبختری طائی سے بڑے تھے۔

باختلاف روایات ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہجری میں سو (۱۰۰) یا ننانوے (۹۹) سال کی عمر میں ہوا۔جس روز ضحاک کوفہ میں داخل ہوا یہ واقعہ ۱۲۹ھ کا ہے۔

عمرو بن مُرّۃؒ......قبیلہ مزحج کے مراد سے جملی ہیں۔

شعبہؒ سے روایت کرتے ہیں۔کہ یہ عمرو بن مرّۃ اتنے زوق اور انماک سے دعا مانگتے تھے۔کہ گمان ہوتا تھا۔اب یہ بغیر دعا کے قبول ہوئے مسجد سے نہ جا ٹل گئے۔ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔

عبدالملک بن عمیرؒ......نخعیؒ ہیں۔کنیت ابوعمر۔قریش کے بنی عدی بن کعب کے حلیف ہیں۔یہ خلافت عثمان میں جب کہ ان کے خلافت کے تین سال باقی تھے پیدا ہوئے۔

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں۔کہ ایک دن عبدالملک بن عمیر نے مجھ سے کہا کہ مجھے یہ ایک سو تین (۱۰۳) سال گزرے ہیں۔

سفیان بن عینیہؒ کا کہنا ہے۔کہ مالک بن عمیر اور زیاد بن علاقہ دونوں کوفہ کے بڑے لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔اس وقت دونوں سوسو سال کے تھے۔

سفیان کہتے ہیں کہ میں نے عبدالملک بن عمیر کو یہ کہتے سنا کہ خدا کی قسم میں جو حدیث بھی روایت کرتا ہوں۔اس کا ایک طرف بھی نہیں چھوڑتا۔(یعنی بڑے احتیاط وضبط کے ساتھ حدیث کی روایت کرتا ہوں)۔امام شعبیؒ سے

پہلے یہ کوفہ قاضی بھی رہے ہیں۔ انکا لقب قبطی تھا۔ ماہ ذول الحجہ ۱۳۷ھ ہجری میں کوفہ میں وفات پائی۔ ہشیم بن عدی کہتے ہیں کہ میں ان کے جنازے میں شریک ہوا تھا۔

زیاد بن علاقۃ الثعلبیؒ ...... قبیلہ غطفان سے ہیں۔ اور ابو مالک کنیت ہے۔

سلمۃ بن کہیلؒ ...... حضرمی ہیں۔ ایک سو بائیس ۱۲۲ھ میں جب کہ زید بن علی قتل کئے گئے۔ کوفہ میں وفات پائی۔ اسی سند میں عاشورہ کے دن زید قتل کئے گئے۔

میسرۃ بن حبیبؒ ...... نہدی ہیں۔ ان سے سفیان ثوریؒ روایت کرتے ہیں۔

قیس بن مسلمؒ ...... قیس جدیلہ کے جدلی ہیں۔

۱۲۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ ان سے چند صحیح احادیث ثابت ہیں۔

عبدالمالک بن سعیدؒ ...... ابن جبیر ازدی۔

نسیر بند غلوقؒ ...... ان کی کنیت ابوطعمۃ الثوری ہے۔

جواب بن عبید اللہؒ ...... تیم الرباب کے تیمی ہیں۔

اسماعیل بن رجاءؒ ...... زبیدی۔ ان سے اعمشؒ سے روایت کرتے ہیں۔

وہ لڑکوں کو جمع کر کے ان سے حدیثیں بیان کرتے تا کہ وہ حدیثیں نہ بھول جائیں۔

جامع بن شدادؒ ...... محاربی۔ ابوصخرہ کنیت۔

رمضان کے آخری جمعہ کی رات کو ۱۲۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

معبد بن خالدؒ ...... جدلی۔

خالد بن عبداللہ القسری کے زمانے میں ۱۲۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

واصل بن حیانؒ ...... احدب اسدی۔ بنی لعد بن الحارث بن ثعلبۃ بن دوران سے۔ ان کی والدہ ابوساں شاعر کی بیٹی ہیں سنہ ۱۲۰ھ میں کوفہ میں ان کا انتقال ہوا۔

عبدالملک بن میسرۃؒ...... زراد۔ بنی ہلال بن عامر کے غلام۔ یہ زراد حدیث میں ثقہ تھے۔ کثیر الحدیث ہیں۔ کوفہ میں خالد بن عبداللہ القسری کے زمانے میں ان کا انتقال ہوا۔

اشعث بن ابی الشعثاءؒ...... محاربی ہیں۔ ان کے والد کا نام ابی ال شعثاء سلیم بن الاسود ہے۔ اشعث نے یوسف بن عمر کی ولایت میں کوفہ میں وفات پائی۔

عون بن ابی جحیفۃ السوائیؒ

وھب السوائیؒ...... بن عامر بن صعصعۃ میں سے ہیں۔

خلیفہ بن الحصینؒ...... ابن قیس بن عاصم المنقری۔ یہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ نبی ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہوئے اور ان کو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا۔ کہ وہ بیری کے پتو سے جوش دیئے ہوئے پانی سے غسل کریں۔

حبیب بن ابی ثابتؒ...... اسدی ہیں۔ بنی کاہل کے غلام ہیں۔ ابو یحییٰ کنیت ہے۔ ان کے والد کا نام قیس بن دینار ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ میں نے جس نیت سے علم حاصل کیا، اللہ نے میری وہ نیت پوری کر دی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ میرے پاس زمین پر حدیث کی کتاب کے سوا اور کوئی کتاب نہیں جو میرے صندوق میں محفوظ ہے نیز فرمایا۔ میری عمر کے ۷۳ سال گزر چکے ہیں۔

ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں کہ کوفہ میں تین جلیل وعظیم ہستیاں تھیں، ان جیسی چوتھی ہستی کوئی نہ تھی۔ وہ تین ہستیاں یہ ہیں۔

(۱) حبیب بن ابی ثابت (۲) حکم بن عتبہؒ (۳) حماد بن ابی سلمانؒ۔ یہ تینوں صاحب فتویٰ تھے۔ اور یہی بہت مشہور تھے۔ حبیب بن ثابتؒ کی وفات ۱۲۹ھ کو ہوتی۔ حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا تھا یہ طویل القامت اور ایک چشم تھے۔

عاصم بن ابی النجودؒ...... اسدی ہیں اور وہ عاصم بن بھدلہ بن جذیمہ بن مالک بن نصر ابن ثعبن بن اسد کے غلام ہیں۔ ابو بکر کنیت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ میں جب کبھی بھی کسی سفر سے ابو وائل کے پاس آتا تھا۔ تو آپ میرا ہاتھ چوم لیتے تھے اگلی روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔

اہل علم نے کہا ہے کہ عاصم اگرچہ ثقہ تھے۔ لیکن حدیث میں بہت زیادہ غلطی کرتے تھے۔

ابو حصینؒ...... ان کا نام عثمان بن عاصم بن حصین ہے۔اور وہ بنی جشم بن الحارث ابن سعد بن ثعلبۃ بن دودان بن اسد بن خزیمہ میں سے ہیں۔اور وہ بنی کبیر ابن زید بن مرہ بن الحارث بن سعد بن شمار ہوتے ہیں۔

سفیان بن عینیہ شہابیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ امام شعبیؒ کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوا۔آپ نے فرمایا۔ جاؤ۔دیکھو ہمارے اصحاب میں سے کوئی یہاں بیٹھا ہے؟ کیا تمھیں ان میں سے ابو حصینؒ نظر آتے ہیں؟

سفیان اہل کوفہ میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ جب عامر کی وفات کا وقت قریب آیا۔تو ان سے پوچھا گیا۔کہ آپ اپنے بعد کس کو مسند درس وافصاء کے قابل سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔نہ میں عالم ہوں اور نہ اپنے بعد کسی عالم کو چھوڑ رہاں ہوں۔ہاں ابو صالح ایک نیک آدمی ہے۔

مسعرؒ ابو حصین سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے عبداللہ بن معقل نے کہا کہ آپ کا شغل تجارت ہے۔میں نے کہا آپ کا شغل امارات (یعنی حکومت اور سرداری ہے)۔

سفیان کہتے ہیں کہ ان کو عامل بنایا گیا۔اسکے پاس ایک ہزار درھم کسی نے بھیجے۔آپ نے ان کو لوٹا دیا۔ قبول نہیں کیا۔میں نے پوچھا آپ نے ان کو لوٹا دیا؟ کیا حب اور کوم کی وجہ سے۔

ابن ابی اسحاق کا بیان ہے کہ ابو حصینؒ کے انتقال کے بعد ایک شکس کھڑا ہوا۔اور اس نے کہا یہ کون شکس ہے؟ یہ محسن ہے جس کا بڑا احسان ہے اس جیسی نماز پڑھنے کی ہم میں سے کس کو طاقت نہیں۔ان کا انتقال ۱۲۸ھ میں ہوا۔

آدم بن علی الشیبانیؒ

ابو الجویرتہ الجرمیؒ...... اس کا نام حطان بن خفاف ہے۔

ابو قیس الاودیؒ...... اس کا نام عبدالرحمٰن بن ثردان ہے۔ان کا انتقال ۱۲۰ھ میں ہوا۔

عبداللہ بن حنش الاودی

عائذ بن نصیب الکاہلی...... بنی اسد سے۔

مجمع التیمیؒ

عبداللہ بن عصیم الحنفیؒ

سماک بن حرب الذہلیؒ

شبیب بن غرقد البارقیؒ

کلیب بن وائل البکریؒ

اسماعیل بن عبدالرحمٰنؒ ...... سدی صاحب تفسیر۔ ان کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔

محمد بن قیس الہمدانیؒ

طارق بن عبدالرحمٰن الاحمسیؒ

مخارق بن عبداللہ الاحمسیؒ

عبدالعزیز بن رفیعؒ

عبدالعزیز بن حکیم الحضرمیؒ

ابوالمعجلؒ ...... اسی کا نام ردینی بن مرۃ۔

عبداللہ بن شریک العامریؒ

سعید بن ابی بردۃؒ ...... حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے بیٹے ہیں۔

حصین بن عبدالرحمٰن النخعیؒ ...... طلق بن غنام النخعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حفص بن غیاث کو یہ کہتے سنا ہیکہ مالک بن مغول نے طلحہ کی فضیلت کا ذکر کیا۔ یعنی ابن معرف کا اس کو ایک شخص نے کہا کہ کیا تم نے حفص بن عبد الرحمٰن نخعیؒ کو دیکھا ہے؟ کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر آپ حسین بن عبدالرحمٰن کو دیکھتے تو طلحہ کی فضیلت کا ذکر نہ کرتے۔

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ آپ سردی کے موسم میں دن کو قباء نہ پہنتے تھے۔ اور رات کو چادر اوڑھتے تھے۔

ابوصخرۃؒ ...... ان کا نام جامع بن شداد المحاربی ہے۔ ان کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔

ابوالسوداء النہدیؒ...... ان کا نام عمرو بن عمران ہے۔

عثمان بن المغیرۃؒ...... ثقفی ہیں۔ ابوالمغیرۃ کنیت ہے۔ اور وہ عثمان الاعشیٰ ہے۔ اور وہ عثمان بن ابی زرعۃ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عائش النخعی

عیاس بن عمرو العامریؒ

اسود بن قیس العبدیؒ

رکین بن الربیعؒ...... ابن عمیلۃ الفرازی۔ اس نے حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ کو دیکھا ہے۔ ولید بن یزید بن عبدالملک کے فتنہ میں وفات پائی۔

ابوالزعراءؒ...... ان کا نام عمرو بن عمرو بن عوف الجشمی ہے یہ ابی الاحوص کے بھتیجے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں۔

ہلال الوزان الجہنیؒ...... ان کی کنیت ابوالیہ ہے۔ وہ ہلال العراف ہیں۔ اور وہ ابن ابی حمید ہیں۔ اور وہ ابن مقلاص۔

ثویر بن ابی فاختہؒ...... ان کی کنیت ابوالجہم ہے۔ یہ ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ہیں۔ ان کے بعد زندہ رہے۔ بڑی عمر کے تھے ان کے والد نے مکہ مکرمہ ایک گروہ بنایا تھا۔ جس کا علقمہ، اسود اور عمرو بن میمون وغیرہ شامل تھے۔

زیاد بن فیاض الخزاعیؒ

موسیٰ بن ابی عائشہؒ...... ہمدانی ہے۔ یہ بہت عابد وزاہد تھے۔ نمازیں کثرت سے پڑھتے تھے۔

حکیم بن جبیر الاسدیؒ

حکیم بن الدیلمؒ

سعید بن مسروقؒ......ثوری۔ اور وہ ابوسفیان الثوری ہیں جبکہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز عراق کے گورنر تھے۔ ان کی وفات ۱۲۸ھ کو ہوئی۔

سعید بن عمروؒ......ابن سعید بن العاصؓ ابن سعید بن العاص بن امیہ ان سے اسود ابن قیس روایت کرتے ہیں۔

سعید بن اشوعؒ......ہمدانی کوفہ کے قاضی تھے۔ خالد بن عبداللہ القسریؒ کی ولایت میں وفائی۔

جامع بن ابی راشدؒ......یہ سعید بن اشوعؒ کے بھائی ہیں۔

ربیع بن ابی راشدؒ......خلاد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عینیہ کو یہ کہتے سنا کہ حبیب بن ابی ثابت اور ان کے اصحاب کے پاس جب ربیع بن ابی راشدؒ آتے تو وہ اپنے اصحاب سے کہتے کہ جب ہو جاؤ ربیع بن ابی راشدؒ آ گئے ہیں۔ (یعنی اہل کوفہ ان کا ادب واحترام کرتے تھے)۔

ابوالحجافؒ......ان کا نام داؤد بن ابی عوف ہے ان سے سفیان الثوریؒ اور سفیان بن عینیہ روایت کرتے ہیں۔

قیس بن وھب الھمدانیؒ

ثابت بن ہرمزؒ......ان کی کنیت ابواعقدام العجلی ہے۔ اور وہ عمرو بن ابی اعقدام ہیں۔

عبدۃ بن ابی لبابۃؒ......قریش کے غلام ہیں۔ ابوالقاسم کنیت ہے۔ جب کھول ان سے ملتے تو یہی کنیت استعمال کرتے۔

مقدام بن شریحؒ......ابن ہانی الحارثی۔

محل بن خلیفۃ الطائیؒ

سنان بن حبیبؒ......سلمی۔ ابوحبیب کنیت

زہیر بن ابی ثابت العبسیؒ

عامر بن شفیقؒ ...... ابن حمزۃ الاسدی۔

مغیرۃ بن النعمان النخعیؒ

ابونہیکؒ ...... ان کا نام قاسم بن محمد الاسدی ہے۔

ابوفروۃ الہمدانیؒ ...... ان کا نام عروۃ بن الحارث ہے۔

ابوفروۃ الجہنیؒ ...... ان کا نام مسلم بن سالم ہے۔

ابونعامۃ الکوفیؒ ...... ان کا نام شہبہ بن نعامۃ ہے۔ان سے سفیان ثوری، ہشیم اور جریر روایت کرتے ہیں۔

زید بن جبیر الجشمیؒ

بدر بن دثارؒ ...... ابن ربعیہ بن عبیدی بن الاہرص بن عوف بن جشم بن الحارث بن سعد بن ثعلبۃ بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

دبیر بن عدی الیامیؒ ...... ہمدان سے۔

ابوجعفر الفراءؒ ...... ان کی کئی احادیث ہیں۔

الحر بن صیاح النخعیؒ

ابومعشرؒ ...... زیاد بن کلیب التیمی ۔جس وقت عراق کے والی یوسف بن عمر تھے۔اس وقت ان کا انتقال ہوا۔ بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

شباک الضبیؒ ...... ابراہیم نخعیؒ کے ساتھی۔ان سے مغیرۃ روایت کرتے ہیں۔ثقہ تھے اور قلیل الحدیث۔

بیان سے بشیرؒ ...... ان کی کنیت ابوبشر ہے۔احمس بن بجلیہ کے غلام ہیں۔

علقمۃ بن معثد الحضرمیؒ

ابراہیم بن المہاجرؒ...... ابن جابر بجلی۔ اس کا باپ حجاج بن یوسف کا کاتب تھا۔ اور ابراہیم ثقہ تھا۔

حکم بن عتیبۃؒ...... ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ میں ایک کام کے لئے عبداللہ بن ادریس کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب ہم شہار ستوج کیندہ کے حملے میں پہنچے تو ایک گلی میں ایک گھر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ اور مجھ سے کہا۔ جانتے ہو یہ گھر کس کا ہے؟ پھر خود ہی کہا یہ گھر حکم بن عتیبۃؒ کا ہے۔ یہ کندہ کے غلام تھے یہ حکمؒ اور ابراہیم نخعیؒ ہم عمر تھے۔ اور دونوں ایک ہی سال پیدا ہوئے۔

عبدالرزاق میں معمر کہتے ہیں کہ زہری کے اصحاب جس حکم بن عتیبۃ جیسے اہل علم داغ تھے۔ آپ کی داڑھی سفید تھی۔

ابواسرائیل حکم سے روایت کرتے ہیں کہ حکم بن عتیبہؒ سابری عمار باندھتے تھے۔ اور صرف جب جبہ میں ہماری امامت کراتے تھے۔

حجاج بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے ابواسرائیل کو یہ کہتے سنا کہ میں نے سب سے پہلے اس دن حکم بن عتیبہ کو پہچانا جس دن امام شعبیؒ کا انتقال ہوا۔ جب امام شعبیؒ کے پاس کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھنے آیا تو آپ کہتے جاؤ۔ حکم بن عتیبۃؒ سے پوچھو۔

آپ کا انتقال کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں ۱۱۵ھ میں ہوا۔ اس کے راوی ابن ادریس کہتے ہیں کہ میں اس دن پیدا ہوا تھا حکم بن عتیبۃؒ بڑے ثقہ، فقیہ، جبہ اور بلند مقام عالم تھے۔

حماد بن ابی سلیمانؒ...... ان کی کنیت ابواسماعیل ہے۔ ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعریؒ کے غلام ہیں۔ ان کا نام مسلم بھی تھا۔ یہ ان میں سے تھے۔ جن کو حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ نے دومۃ الجندل میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس بھیجا تھا۔

جامع بن شدادؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیمؒ کے پاس حمادؒ کو تختیوں پر لکھتے ہوئے دیکھا آپ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم میں اس (علم دین) سے دنیا نہیں چاہتا (یعنی میں علم دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہیں بناتا)۔

مغیرہ کا بیان ہے۔ کہ جب ابراہیم کا انتقال ہوا۔ تو ہم نے ان کے جنازے کے پیچھے اعمشؒ کو دیکھا، ہم ان کے پاس آئے اور ان سے حرام وحلال کے متعلق پوچھا تو کوئی نئی چیز نہیں معلوم ہوئی۔ فرائض کے متعلق سوالات کئے۔ تو فرائض کے علم کو ان کے پاس بھرپور پایا۔ پھر ہم حماد کے پاس آئے، اور ان سے فرائض کے متعلق سوالات کئے۔ تو ان کے پاس کے کما حقہ، فرائض کا علم نہ پایا۔ ہاں حرام وحلال کے مسئلہ سے وہ بخوبی واقف تھے۔ اس لئے ہم فرائض کا علم اعمشؒ سے حاصل کرتے تھے۔ اور حرام وحلال کا علم حمادؒ سے حاصل کرتے تھے۔ اور یہ علم انھوں نے

ابراہیمؒ سے ء حاصل کیا تھا مالک بن مغولؒ کہتے ہیں کہ میں نے حُماد کو زرد ازار اور ایک چادر میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ مالک بن اسماعیل سے روایت ہے کہ ہم نے اپنی والدہ کو جو اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمانؒ کی بیٹی تھیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے بار بار دیکھا میرے دادا حماد بن ابی سلیمانؒ اپنے حجرے میں قرآن کی تلاوت کرر ہے ہیں اور ایک قرآن پران کے آنسو گرر ہے ہیں۔

انکا انتقال ہشام ابن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۱۲۰ھ میں ہوا۔ حماد بن ابی سلیمانؒ بصرے میں ہلال بن ابی بردہ کے پاس آئے وہ اس وقت بصرے کے گورنر تھے انھوں نے اور ہشام دستوائی نے ان سے حدیث سنی اور دوسرے قدیم تابعین سے۔

جب حمادؒ لوٹ کر کوفہ میں آئے تو ہم نے ان سے پوچھا۔ آپ نے بصرے والوں کو کیسا پایا؟ فرمایا کہ عقائد واعمال کے اعتبار سے وہ اہل ہشام ہی کا ایک حصہ ہیں۔ (جو سیاسی اور مذہبی حالات اہل ہشام کے ہیں وہی اہل بصرہ کے ہیں۔ دونوں ایک ہی جیسے ہیں۔ یعنی وہ ہماری طرح حضرت علیؓ سے محبت وعقیدت نہیں رکھتے تھے۔ محدثین نے کہا ہے کہ حمادؒ علم حدیث میں ضعیف تھے۔ حدیث صحیح وغیر صحیح کو ملا دیتے تھے۔ اور فرجی تھے بہت سے حدیثوں کے راوی ہیں۔

مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا کہ ہم آپکے بعد مسائل دین کس سے پوچھیں۔ فرمایا حماد سے۔

عثمان البتی کہتے ہیں کہ جب حماد اپنی تحقیق ورائے سے کچھ کہتے تو صحیح کہتے۔ اور جب ابراہیم کے علاوہ کسی اور سے روایت کرتے تو غلطی کرتے۔

فضل بن عمروؒ ...... فقیمی ہیں۔ خالد بن عبداللہ قسری کی ولایت میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ کئی احادیث ان میں سے مروی ہیں۔

حارث العکلیؒ ...... مغیرہ کہتے ہیں کہ حارث عکلی اور ابن شبر دونوں زیادہ رات تک بیٹھے ہوئے آپس میں قضا کے بارے میں گفتگو کرتے رہتے جب کبھی ان کے پاس ابوالمغیرہ آتے تو ان سے کہتے کہ کہا تم دن کو یہ گفتگو کر سکتے جو اتنی رات تک مذکراہ کرر ہے ہو۔ ثقہ تھے۔ اور قلیل الحدیث۔

حارث بن حصیرہؒ ...... قبیلہ ازد سے۔ ان سے سفیان ثوریؒ روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن السائبؒ ...... یہ زاذل سے روایت کرتے ہیں۔ اوران سے سفیان بن سعید ثوری روایت کرتے ہیں۔

عبدالعلیٰ بن عافرؒ ...... ثعلبی ہیں ان سے سفیان ثوریؒ اور اسرائیل روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عہدی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالاعلیٰ کی ایک حدیث سفیان سے بیان کی انھوں نے فرمایا ہمارا کیال ہے کہ یہ اس کی کتاب میں ہوگی عبدالرحمٰن بن حفیر بن علی سے کثرت سے روایت کرتے ہیں۔ یہ حدیث

میں ضعیف تھے۔

آدم بن سلیمانؒ...... یہ خالد بن خالد بن عمارۃ بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کے غلام ہیں۔ سفیان ثوریؒ اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔ جب وہ ان سے کوئی روایت کیا کرتے تھے۔ جس کے بارے میں مجھے موئل ابن اسماعیل نے صبز دی کہاوہ ابو یحییٰ بن حروم کوفہ کا حدیث ہے۔ اور خالد بن خالد بڑا شریف آدمی تھا۔

محمد بن حجاوۃؒ...... بنی اور غلام ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میرے باپ کا مکہ کے راستے میں انتقال ہوا۔ تو تعزیت کیلئے ہمارے پاس طلحہ ابن مصرف آ کے۔ اور کہا۔ وہ کہتے تھے کہ تین حالتیں ہیں۔ جب میں کوئی شخص مرے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صبح کے دوران یا عمرہ کرتے ہوئے۔ یا جہاد کرتے ہوئے۔

عبدالملک بن ابی بشیرؒ...... حماد بن زید غالب یعنی قطان سے روایت کرتے ہیں کہ میں حسن کے پاس عبدالملک بن ابی بشیرؒ کا تھا ایک خط لے کر آیا۔ انھوں نے فرمایا اسے پڑھو۔ میں نے اس کو پڑھا تو اس نے ان کو دعا لکھی تھی۔ امام حسنؒ نے فرمایا۔ بہت سے تیرے بھائی ہیں۔ جن کی تیری ماں نے نہیں چنا۔

سالم بن ابی حفصہؒ...... ان کی کنیت ابی یونس ہے۔ یہ کہت ہیں کہ جب مجھے امام شعبیؒ دیکھتے تو کہتے کہ اے اللہ کے کوتوال محدثین کہتے ہیں کہ بڑے سخت شیعہ تھے۔ جبکہ بنی ہاشم کی حکومت تھی۔ داؤد بن علی نے ایک سال حج کیا لوگوں کے ساتھ وہ سال ۱۳۲ھ تھا۔ اسی سال سالم بن حفصہؒ نے بھی حج کیا۔ وہ یوں لبیک کہتا تھا۔ لبیک لبیک اے اللہ بنو بنی امیہ کو ہلاک کر لبیک۔ یہ داؤد بن ٹی نے بھی سنا۔ پوچھا۔ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا۔ یہ سالم بن ابی حفصہؒ ہیں ہے۔

ابان بن صالح

ابن عمیر بن عبید...... کہتے ہیں کہ ابو عبید خزاعہ کا قیدی تھا۔ جن پر رسول خدا ﷺ نے شخبوں مارا تھا۔ یوم بنی المصطلق میں پھر یہ السید بن علی ابی العیص کا قیدی ہو گیا۔ اس نے خالد بن السید بن ابی العیص بنی امیہ کے حوالے کر دیا۔ اس نے اس سے آزاد کرا دیا۔ اور قتل کیئے گئے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا کہ میرے والد ابان بن صالح بن عمیر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت اقدس حاضر ہوئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے پوچھا۔ کیا آپ کا نام ہمارے دفتر میں درج ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں اس بات کو پسند کرتا تھا کہ آپ کے سوا کسی اور خلیفہ کے رجبۂ میں اپنا نام درج کرالوں۔ اب اگر یہ انظام آپ کے ہاتھ میں ہے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ آپ نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

ابان بن صالح ۰ےھ میں پیدا ہوئے۔ اور ایک سو پندرہ ۱۱۵ھ میں عسقلان میں فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۷ے سال تھی۔ اور ابو بکران کی کنیت تھی۔

تابعینؒ کا چوتھا طبقہ

منصور بن المعتمرؒ ...... سُلَمی ہیں۔کنیت ابوعتاب ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم نے خلوص نیت سے علم دین حاصل کیا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کے صدقے میں دنیا بھی ہاتھ آ گئی ،عبداللہ بن جعفرؒ کہتے ہیں، میں نے سفیان بن عیینہؒ سے منصور بن المعتمرؒ کا ذکر سنا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ منصور خوف الٰہی سے اتنا روتے تھے کہ آپ کا فرقہ تر ہو جاتا۔اس سے آنسو پونچھتے جاتے۔

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ جب میں اعمشؒ سے اصحاب ابراہیم کی کوئی حدیث بیان کرتا تو وہ قبول کرتے۔ اور جب منصور سے روایت کرتا تو خاموش رہتے۔انھوں نے ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔ثقہ اور محفوظ تھے۔ بڑے بلند مرتبہ عالم تھے۔اور کثیر الحدیث تھے۔

مغیرۃ بن مقسم ......کنیت ابوہشام۔ ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ثقہ تھے۔کثیر الحدیث تھے۔

عطاء بن سائبؒ ......ثقفی ہیں۔ابویزید کنیت۔ ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ثقہ تھے۔ان سے متقدمین روایت کرتے ہیں۔آخری عمر میں ان کے حافظ میں فرق آ گیا تھا ابن علیہؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ لیت سے زیادہ ضعیف ہیں۔اور لیت ضعیف ہیں۔انہی سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے سن کر صرف ایک تختی لکھی تھی۔اور اس کی ایک جانب کو میں نے لٹا دیا تو میں نے ان کے بارے میں شعبہؒ سے پوچھا۔انھوں نے کہا کہ جب تم ایک شخص سے حدیث بیان کرو۔تو وہ ثقہ ہیں۔اور جب تم زاذان۔یسرہ اور ابوالبختری کو بھی جمع کرو۔کہ اس روایت سے بچو یہ بوڑھے ضعیف تھے۔ان کے حواس میں تغیر آ گیا تھا۔

حصین بن عبدالرحمٰن ......سلمی ہیں۔

عبداللہ بن ابی السفرؒ ......ہمدانی ہیں۔موران بن محمد کی خلافت میں وفات پائی۔ثقہ تھے۔زیادہ حدیث بیان نہ کرتے تھے۔

ابومستان ضرار بن مرۃؒ ......شیبانی ہیں۔عباد العبدی کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا بیان ہے کہ کوفہ میں چار شخص بڑے جھگڑالو تھے۔(۱) ضرار بن مرۃ عبدالملک بن (۲) الجبر محمد بن (۳) سوقہ اور مطرف بن (۴) طریف۔ضرار بن مرہ نے اپنے مرنے سے ۱۵ سال پہلے اپنی قبر کھود رکھی تھی۔اس قبر آ کر ختم قرآن کرتا۔ثقہ اور محفوظ تھا۔

ابویحییٰ انقاتؒ ......یحییٰ بن جعدہ بن ھبیرہ کے غلام۔اور یہ ضعیف تھے۔

ابوالہیثم العطارؒ...... اسدی۔ ثقہ تھے۔

عمرو بن قیسؒ...... ماصر کندہ کا غلام۔ یہ عقیدہ ارجاء کے بارے میں بحث وکلام کرتے تھے۔

موسیٰ بن ابی کثیرؒ...... النصاری ہیں۔ ابوالصباح کنیت ہے ان کے باپ کا نام کثیر الصباح تھا۔ یہ عقیدہ ارجاء میں بحث وکالم کرنے والوں میں سے تھے۔ اور اس وفد میں سے تھے۔ جو عقیدہ ارجاء کے بارے میں گفتگو کرنے کے لیئے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس آیا تھا۔ حدیث میں ثقہ تھے۔

معاویہ بن اسحاقؒ...... ابن طلحہ بن عبداللہ التیمی۔ ثقہ تھے۔

قابوس بن ابی ظبیان الجنبیؒ...... یہ ضعیف ہیں۔ انکی کوئی روایت قابل حجت نہیں۔

عبید المکتبؒ...... ابن مہران۔ بنی ظبیہ کے غلام۔ ثقہ تھے۔ اور قلیل الحدیث۔

محمد بن سوقۃؒ...... آپ بجیلہ کے غلام ہیں۔ یہ خز ایک قسم کے کپڑے کے تاجر تھے اور بڑے متقی تھے۔ سفیان بن عینیہؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس رقبہ بن مصقلۃ آئے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ محمد بن سوقۃ کے پاس آنے کا ارادہ کرتے تو کہتے کہ آؤ ہمارے ساتھ محمد بن سوقۃ کے پاس چلو۔ اسلیئے کہ میں نے کوفہ میں طلحہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ دو شخص ہیں۔ ارادہ کرتے ہیں۔ محمد بن سوقۃؒ اور عبدالجبار بن وائل۔

حبیب بن ابی عمرۃؒ...... قصاب الازدی۔ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ تھے قلیل الحدیث۔ ان سے سفیان ثوریؒ روایت کرتے ہیں۔

یزید بن ابیہ زیادؒ...... انکی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ عبداللہ بن حارث بن نوفل ہاشمی کے غلام ہیں۔ ۱۳۷ھ میں وفات پائی۔ بذات خود ثقہ تھے۔ لیکن آخری عمر میں حافظ خراب ہوگیا تھا۔ عجیب وغریب روایتیں کرتے تھے۔

عمار بن ابی معاویہؒ...... دھنی، احمس کے غلام ہیں۔ کنیت ابوعبداللہ ہے کئی احادیث کے راوظا ہیں۔

حسن بن عمروؒ...... فقیمی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد سعید بن جبیرؒ کے پاس لے گئے۔ میں اس وقت بچہ تھا اور ان سے کہا کہ۔ اس کو قرآن کی تعلیم دیجئے۔

یہ کہتے ہیں کہ مجھے ابراہیم نے اپنے کپڑوں کے بارے میں وصیت کی۔ انھوں نے ابی جعفر کے خلافت

کے شروع میں وفات پائی۔

عاصم بن کلیبؒ .... ابن شہاب جرانی۔ ابی جعفر کی خلافت کے شروع میں وفات پائی۔ ثقہ تھے۔ ان کو حجت وسند میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ بہت زیادہ حدیثیں بیان نہ کرتے تھے۔

ربیع بن سحیمؒ .... بنی کاہل کے اسدی ہیں۔

ابو مسکینؒ .... ابراہیمؒ کے مصاحب میں سے ہیں۔ ان کا نام حُر ہے۔ بنی اود کے غلام ہیں۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابو اسحاق ابراہیم بن مسلمؒ .... عرب کے ہجری ہیں۔ جو عرب سے ہجرت کر کے کوفہ میں آباد ہو گئے تھے۔ حدیث و روایت میں ضعیف تھے۔

اعمشؒ .... ان کا نام سلیمان بن مہران ہے۔ ابو محمد الاسدی کنیت بنی کاہل کے غلام ہیں۔ اعمش کے لقب سے مشہور ہیں۔ بنی سعد کے بنی عوف میں قیام پذیر تھے۔ بنی سعد کی مسجد حرام میں نماز پڑھتے تھے۔

اعمشؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ کے بھائی کے مرنے کے بعد مسروقؒ اس کے وارث ہوئے۔ محمد بن سعد کہتے ہیں کہ ان کے والد حضرت امام حسینؓ ابن علیؓ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔

اعمشؒ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے دن یعنی عاشورہ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا علمی فضل و کمال .... آپ کتاب اللہ کے بڑے قاری احادیث کے بڑے حافظ اور علم فرائض کے ماہر تھے۔ قرآن کے ساتھ ان کو خاص عشق تھا۔ علوم قرآنی میں وہ راس العلم شمار کیے جاتے تھے۔ ہشیم کا بیان ہے کہ میں نے کوفہ میں اعمش سے بڑا قرآن کا قاری نہیں دیکھا۔ قرآن کا مستقبل درس دیتے تھے۔ لیکن آخر عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ پھر بھی ماہ شعبان میں لوگوں کو تھوڑا قرآن ضرور سناتے تھے۔ لوگ ان کے پاس اپنا اپنا قرآن لاتے۔ ان کے سامنے پیش کرتے اور ان کی تصحیح کراتے اور علم قرأت سیکھتے۔

ابو حیان تیمی ان کے سامنے اپنا قرآن پیش کرتے اور اس کی تصحیح کراتے۔ قرأت میں وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی پیرو تھے۔ انکی قرأت اتنی مستند تھی۔ کہ لوگ اسکے مطابق اپنے قرآن درست کرتے تھے۔

اعمشؒ نے یحییٰ بن وثائبؒ سے بھی علم قرآن حاصل کیا۔ یحییٰ بن وثابؒ نے عبید ابن نضیلہ خزاعی سے علم قرأت حاصل کیا۔ انھوں نے علقمہؒ سے اور علقمہؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے علم قرآت حاصل کیا۔

مسلم حدیث میں آپ کا مقام......قرآن کے علاوہ وہ حدیث رسول اللہ میں ل ان کی معلومات کا دائرہ بہت وسیع تھا حافظ ذہبی انہیں شیخ الاسلام لکھتے ہیں۔ باوجود اس وسعت معلومات کے احتیاط یہ عالم تھا۔ کہ کثرت روایت کو زیادہ پسند نہ کرتے تھے لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ جب تم لوگ حدیث سننے کیلئے کسی کے پاس جاتے ہو تو اُسے جھوٹ بولنے پر آمادہ کرتے ہو۔ خدا کی قسم یہ لوگ شر الناس ہیں۔

عراق میں چار ہزار محدث تھے۔ امام زہری ان کے علم کے قائل نہ تھے۔ اُن کے علم کو ضعیف بتلاتے تھے۔ اسحاق بن راشد نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ کوفہ میں السد کا ایک غلام (اعمش) ہے جس کو چار ہزار حدیثیں یاد ہیں زہریؒ نے بڑے تعجب سے پوچھا چار ہزار؟ اسحاق نے کہا چار ہزار۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اُن کا کچھ حصہ لا کر پیش کردوں؟ چنانچہ میں اسکو لے آیا زہریؒ اسکو پڑھتے جاتے تھے۔ اور حیرت سے ان کا رنگ بدلتا جاتا تھا۔ مجموعہ ختم کرنے کے بعد فرمایا۔ خدا کی قسم علم اسے کہتے ہیں مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ کسی کے پاس احادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ بھی موجود ہوگا۔ (اس کا علم آج ہی ہوا۔ کہ ہمارے یہاں ایسے ایسے مایہ ناز مُحدّث بھی، موجود ہیں۔

ابو عوانہؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس اعمشؒ کا کچھ علمی ذخیرہ موجود تھا میں کہتا کہ آپ نے بڑا سرمایہ جمع کیا ہے آپ فرماتے مجھے اس سرمایہ کے علاوہ کسی اور سرمایہ کی ضرورت نہیں۔

اعمشؒ کہتے ہیں کہ جب میں اور ابو اسحاق جمع ہوتے۔ تو ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی احادیث کو محفوظ کیا کرتے تھے۔

فقر و استغناء...... قاسم بن عبدالرحمٰن کہتے تھے۔ کوکوفہ میں اعمشؒ سے زیادہ عبداللہ بن مسعودؓ کی احادیث کو جاننے والا کوئی نہیں۔ ابو مکرمہ کا بیان ہے۔ کہ ہم لوگ اعمشؒ کو سید المحدثین کہا کرتے تھے۔ باوجود اس علمی عظمت وشان کے آپ فقر و استغناء کے بادشاہ تھے۔

امام شعرانیؒ کہتے ہیں۔ کہ اعمشؒ کو روٹی تک میسر نہ تھی۔ امداء اور سلاطین کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ایک مدتبہ حجاج بن ارطاۃ نے اعمش کی خدمت میں حاضری چاھی۔ آپ نے اسکو اجازت نہ دی۔

سفیان کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اعمش کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ ہم جو کچھ پوچھتے ہیں۔ آپ سے۔ ہم نے اُس کا ذکر ابو محمد سے کیا۔ انہوں نے ہمیں کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا اسے حسن بن عباس اس کو خبر دے دو کہ اس نے دین میں بدعت نکالی ہے اعمشؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے زہریؒ سے آپ کا ذکر کیا انہوں نے فرمایا میرے پاس کا علم اُن سے زیادہ کچھ نہیں۔

سفیانؒ کہتے ہیں کہ اعمش مجھ سے عیاض و ابن عجلان کی حدیث کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ اور سفیان ثوریؒ اہل علم میں سب سے زیادہ اعمشؒ کی حدیثوں کے جاننے والے تھے۔ اگر کبھی اعمش کو کوئی غلط فہمی ہوتی تو سفیان کی طرف رُجوع کیا کرتے تھے۔

آپ کا انتقال ۸۸ سال کی عمر میں ۱۴۸ھ میں ہوا۔

اسماعیل بن ابی خالدؒ...... بجیلہ میں سے احمس کے غلام۔ کنیت ابوعبداللہ ہے ابراہیم النخعیؒ سے عمر میں دوسال بڑے تھے۔ عاسد کہتے ہیں کہ یہ علم کا سمندر پے گئے یعنی بڑے عالم تھے۔ انہوں نے اُن سات ہستیوں کو دیکھا ہے جنھوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تھا۔ اور وہ محترم ہستیاں یہ تھیں۔ انس بن مالکؓ، عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ، ابو کاہلؓ ابوجحیفہؓ عمرو بن حدیثؓ اور طارق بن شہابؓ، انہوں نے ۱۴۷ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

سفیان نوریؒ کہا کرتے تھے کہ حفاظ حدیث ہمارے نزدیک چار ہیں عبدالملک بن ابی سلیمان اسماعیل بن ابی خالد عاصم الاجوال اور یحییٰ بن سعید الانصاری۔

فراس بن یحییٰؒ...... حمدانی ہیں شعبیؒ کے ساتھیوں میں سے ہیں ثقہ تھے۔

جابر بن یزید

جعفی...... فضل بن دُکین کہتے ہیں۔ میں نے سفیانؒ کو جابر بن یزید جعفیؒ کا ذکر کرتے سُنا۔ آپ نے فرمایا جب وہ تم سے یہ کہے مجھ سے بیان کیا یا میں نے سُنا تو اُسے لے لو۔ اور جب وہ اپنی طرف سے کچھ کہے تو اعتبار نہ کرو۔ وہ تدریس کیا کرتا تھا اُن کا انتقال ۱۲۸ھ کو میں ہوا۔

وہ حدیث بیان کرنے اور اپنی رائے میں بہت ضعیف تھے۔

ابو اسحاق الشیبانیؒ...... ان کا نام سلیمان بن ابی سلیمان ہے اُن کے غلام ہیں ۱۲۷ھ میں وفات پائی ابی جعفر کی خلافت کے دوسال گزرے تھے۔

مطرف بن طریف...... حارثی۔ سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں۔ کہ مجھے ایک مرتبہ مطرف ملا۔ وہ گدھے پر سوار تھا۔ اُس نے کہا۔ آپ ہمارے یہاں کیوں نہیں آتے؟ میں نے کہا آپ کے پاس صدقے کی کوئی چیز نہیں۔ یہ سن کر وہ رو پڑے۔ اور کہا آپ ہم سے غفلت برتتے ہیں گویا سفیان نے مطرف کی یہ تعریف بیان کی۔

سفیانؒ کہتے ہیں کہ مطرف کہا کرتے تھے آپ ہمیں گھر والوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ انہوں نے ابی جعفر خلافت میں وفات پائی۔ ثقہ ہیں۔

اسماعیل بن سُمیع الحنفیؒ...... ثقہ ہیں۔

علاء بن عبدالکریمؒ...... ہمدان کے یامی۔ زبید کے چچازاد بھائی ہیں۔ ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔

عیسیٰ بن المسیبؒ ...... بجلی ہیں۔ یہ کوفہ میں خالد بن عبداللہ قسری کی طرف سے قاضی تھے جعفر بن یزید جعفی فیصلے کرتے وقت اُن کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی۔

محمد بن ابی اسماعیلؒ ...... سلمی ء ابی اسماعیل کا نام راشد تھا یہ تین بھائی تھے اُن سے روایت کی گئی ہو ان سے عمر میں زیادہ اسماعیل راشد تھے۔ اور پہلے انہی کی وفات ہوتی۔ اُن سے حصین اور اُن کے بھائی محمد بن ابی اسماعیل روایت کرتے ہیں۔ اُن کا انتقال خلافت ابی جعفر میں ۱۴۲ھ میں ہوا۔ ثوریؒ بھی اُن سے روایت کرتے ہیں۔ عمر ابن راشد سے حفص بن غیاث عبداللہ بن نمیرؒ یحییٰ القطانؒ اور ثوریؒ روایت کرتے ہیں۔

خالد بن سلمۃؒ ...... ابن العاص بن ہشام المخزومی جب بنی عباس کی دعوت کا دور شروع ہوا۔ تو یہ کوفہ سے بھاگ کر واسطہ میں آ گئے تھے اور ابن ہبیرہ کے ہمراہ میں قتل کئے گئے کہا جاتا ہے ابوجعفر نے ان کی زبان کٹوا کر پھر ان کو قتل کیا اسکی اولاد کوفہ میں رہی۔

بکیر بن عتیقؒ ...... انہوں نے ستر ۷۵ حج کیے تھے ثقہ تھے۔

جعد بن زکوان ...... یہ مشریح قاضیؒ کے غلام تھے ان کا گھر شہسار سورج کندہ میں تھا حدیث کم روایت کرتے تھے۔

حلام بن صالح ...... عبسی ہیں حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے روایت کرتے ہیں۔

ابو الہثیمؒ ...... بباع القصب المرادی۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔

زبرقان بن عبداللہؒ ...... العبدی۔ بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابو یعفور العبدیؒ ...... سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابویعفورؒ نے کہا کہ کوفہ میں مجھ سے بڑا آدمی اور کوئی موجود نہیں رہا۔ محمد بن البشر العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابو یعفور کو دیکھا۔ وہاں اُن کا مصلےٰ تھا ثقہ تھے۔

عیسیٰ بن ابی عزۃؒ ...... ہمدان کے غلام ہیں ثقہ تھے کئی احادیث کے دلوی ہیں۔

علاء بن المسیبؒ ...... ابن رافع الاسدی۔ ثقہ تھے۔

ہارون بن عَنتَرۃؒ ...... ثقہ تھے۔

حسن بن عبید اللہ ...... نخعی ہیں ثقہ تھے ابی جعفر کی خلافت میں فوت ہوئے۔

خالد بن سعیدؒ ...... ہمدانی ہیں کنیت ابوعمیر ہیں سے ۱۴۵ھ میں ابوجعفر کی خلافت میں اُن کا انتقال ہوا علم وحدیث روایت میں ضعیف تھے۔ سعید القطانؒ کہتے ہیں میں نہیں چاہتا تھا کہ مجالد مجھ سے شعبیؒ عن مسروق سے کوئی حدیث بیان کرے باوجود اس کے یحیٰی بن القطان ان سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

لیث بن ابی سُلیمؒ ...... اُن کی کنیت ابا بکر ہے عنبہ بن ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ کے غلام ہیں معمرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایوب کو یہ کہتے سُنا کہ انہوں نے لیث سے کہا جو کچھ تو دو شخصوں لھاؤس اور مجاھد سے سنے تو اسکو مضبوطی کے ساتھ پکڑے اچھی طرح یاد رکھ۔

کہتے ہیں کہ اس نے ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی اُس کا گھر صبانۃ عرزم میں تھا اور اسکا باب ابو سلیم جامع کوفہ کے بڑے عبادت گزاروں میں تھا۔ جب شبیب خارجی کوفہ میں داخل ہوا۔ تو مسجد میں آیا جتنے لوگوں کو مسجد میں سوتا پایا اُن کو قتل کردیا۔ اُمنی میں ابوسُلیم بھی تھا جو تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اُن کو چھوڑ دیا لیث بڑا ق صالح عابد تھا لیکن حدیث وروایت میں ضعیف تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ عطاء طاؤس اور مجاھد سے کچھ پوچھتا۔ تو وہ اُس میں اختلاف کرنے مگر وہ روایت کرتا تو اتفاق کرتے۔

اجلح بن عبد اللہؒ ...... کندی ہیں کنیت ابوحجتہ ہیں جب خلافت ابی جعفر میں محمد ابراہیم عبداللہ بن الحسن بن حسن نے خروج کیا تو اس وقت ان کا انتقال ہوا۔ اُن دونوں نے ۱۴۵ھ میں خروج کیا تھا یہ حدیث وروایت میں بہت ہی ضعیف تھے۔

عبدالملک بن ابی سلیمانؒ ...... عرزمی فرازی ہیں۔ اوران کے غلام کنیت ابوعبداللہ ہے ان کے باپ ابی سلیمان کا نام میسرہ ہے اُس پر اتفاق ہے کہ ان کا انتقال ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۵ھ کو ہوتی خلافت ابی جعفر میں ثقہ تھے حدیثیں اچھی طرح یاد تھیں جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔

قاسم بن الولیدؒ ...... ہمدانی ہیں ثقہ تھے۔

عبداللہ بن شرمۃؒ ...... الضبی بڑے ثقہ فقیہ تھے حدیث کم روایت کرتے تھے۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن شرمۃ کو دیکھا ہے اُن کی کنیت ابوشرمۃ تھی مدعربی تھے

بڑے خلق کے مالک تھے عیسیٰ بن موسیٰ نے اُن کو عرض خراج کا قاضی بنا دیا تھا۔ ص ۳۷۔۳
تعر کہتے ہیں کہ ابن شبرمۃ وہاں ہمارے نزدیک یمن کے والی تھے پھر معزول کر دیئے گئے جب ان سے لوگ پھر گئے وہ اکیلے رہ گئے کوئی بھی اُن کے ساتھ نہ رہا تو میری طرف دیکھا اور کہا اے ابوعروہ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں میں نے جب سے یہ قمیض پہنی ہے کوئی دوسری قمیض نہیں بدلی پھر تھوڑی دیر خاموش رہے اور کہا میں تم سے حلال کے بارے میں کہتا ہوں رہا حرام کا معاملہ اُس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔
کہتے ہیں کہ عبداللہ بن شبرمۃ کا انتقال ۱۴۴ھ میں ہوا یہ شاعر تھے یہ اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ عیسیٰ بن موسیٰ ہمرارت آئے اور کہانیاں کہتے جب یہ دونوں آتے تو کھڑے ہو کر اجازت مانگتے کبھی تو عیاض ابن حاجب گھر سے نکل آتے اور کہتے کہ لوٹ جاؤ۔

عمارۃ بن القعقاع...... ابن شبرمۃ الضبی۔ سفیان بن عینیہ کہتے ہیں کہ عمارۃ ابن القعقاع عبداللہ شبرمۃ کے بھتیجے ہیں اور عبداللہ بن عیسیٰ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ کے بھتیجے ہیں، وہ کہا کرتے تھے ہم یہ دونوں اقطل ہیں اپنے چچا سے عمارۃ ثقہ تھے۔

یزید بن القعقاع...... ابن شبرمۃ الضبی۔ وہ بوہان سے روایت کرتے ہیں۔

حسین بن حسن...... کیندی کوفے کے قاضی تھے اور ثقہ تھے۔

غیلان بن جامعؒ...... قاربی۔ یہ بھی کوفہ کے قاضی تھے یزید بن عمر بن ہبیرۃ کی ولایت میں وفات پائی ان کو سوقنہ نے واسط اور کوفہ کے درمیان قتل کر دیا تھا ثقہ تھے،

ابراھیم بن محمدؒ...... ابن المنشتر الھدانی ثقہ تھے۔

مخول بن راشدؒ...... ابن ابی راشد النہدی۔ اُن کے غلام تھے ابن ابی جعفر کی خلافت میں وفات پائی ثقہ تھے۔

عُمیر بن یزیدؒ...... ابن ابی الغریف الھمدانی ابن ابی جعفر کی خلافت میں حوت ہوئے۔

حجاج بن عاصمؒ...... محاربی کوفہ کے قاضی ہوئے تھے۔ سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ میں نے اُن کو جمعہ کے دن تخت پر دیکھا۔ بنی امیہ کے خلافت میں اُن کا انتقال ہوا۔

ابوحیّان التیمیؒ...... ان کا نام یحیٰ بن سعید ہیں ثقہ تھے چند صحیح احادیث ان سے مروی ہیں،

موسیٰ الجہنی رحؒ ...... ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے ثقہ تھے اور خلیل الحدیث

حسن بن الحر رحؒ ...... اُن کی کنیت ابومحمد ھے بنی اسد بن خزیمہ میں سے بنی الصیداء کے غلام تھے اُن کا انتقال مکہ میں ۱۳۲ھ میں ہوا ثقہ تھے بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

ولید بن عبداللہ رحؒ ...... ابن جمیع الخزاعی ثقہ تھے کئی احادیث کے رداوی ہیں۔

صُلت بن مجہرام رحؒ ...... بنی ایم اللہ بن ثعلبہ سے ثقہ تھے۔

حنش بن الحارث ...... ابن القیط النخی رحؒ ثقہ تھے اور خلیل الحدیث۔

وقاء بن ایاس رحؒ ...... اسدی، کنیت ابویزید ثقہ تھے۔

بدر بن عثمان رحؒ ...... آل عثمان بن عفان کے غلام تھے اُن کا گھر باب الفیل کی سجد کا قریب تھا اُن سے کئی احادیث مروی ہیں۔ ص ۳۷۴

سعید بن المرزبان رحؒ ...... انکی کنیت ابو ۲ سعید ابقال یہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضؓ کے غلام تھے بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

سلیمان بن یسیر رحؒ ...... انکی کنیت ابوالصباح ہے حجاج بن ارطاۃ نخعی کے غلام ہیں۔

عبیدہ بن معتب رحؒ ...... بنی ابوعبداللہ الکریم کنیت حدیث وروایت میں بہت ضعیف تھے تاہم ان سے سفیان ثوری رحؒ روایت کرتے ہیں۔

زکریا بن ابی زائدۃ رحؒ ...... محمد بن المنتشر ہمدانی کے غلام ہیں خلافت ابی جعفر ہیں ۱۴۸ھ میں وفات پائی ثقہ تھے بہت سی احادیث کے رلوی ہیں۔

ابان بن عبداللہ رحؒ ...... ابن صخر بن العیلۃ ۔ البجلی، کنیت صخر ابوحازم ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے خلافت ابی جعفر میں ابان نے وفات پائی۔

صباح بن ثابتؒ...... بجلی ہیں۔ مسجد جریر بن عبداللہ کے امام تھے بڑے عاقل و بالغ نظر عالم دین تھے خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن زبیدؒ...... الیامی کنیت ابوالاشت۔ خلافت ابی جعفر میں ۱۴۷ھ میں وفات پائی،

سعید بن عبیدؒ...... طائی ہے کنیت ابوالہذیل ہے بنواسد بن خزیمہ انہیں میں ان کا گھر تھا اور اُن کی امامت کرتے تھے خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

موسیٰ الصغیرؒ...... ابن سلم لطحان عبداللہ بن یونس کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے سمنا ھے کہ موسیٰ الصغیر الطحان نے مسجد کی حالت میں مقام طحان کے نزدیک وفات پائی۔

سرف بن واصلؒ...... بنی عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے ہے یہ بنی عمرو بن سعد کے مسجد کے امام مرض فتق کے مریض تھے سفر میں ھوں یا صفر میں ہوں تین دن میں قرآن ختم کرتے تھے ستر سال انہوں نے اپنی قوم کی امامت کرائی نماز میں کبھی کوئی بھول چوک نہیں کی کیونکہ بڑے فکر و احتیاط سے نماز پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔

عیسیٰ بن المغیرۃؒ...... کنیت ابوشیاب۔ محمد بن کہتے ہیں میں اُن سے ملا تھا۔

ابو بحر الہلالیؒ...... ان کا نام احنف ہے۔

ابو بحرؒ...... یہ وہ ہیں جن سے حسن بن صالح روایت کرتے ہیں وکیعؒ کہتے ہیں وہ ہمارے بھانجے تھے میں ان کو دیکھا ہے ان کا نام یزید بن شداد تھا۔

شوذب ابومعاذؒ ابوالعدلیسؒ...... ان کا نام منیع ہے۔

ابوالعنیسؒ...... یہ وہ ہیں جن سے سعر روایت کرتے ہیں ان کا نام الحارث ہے۔

تابعین کا پانچواں طبقہ

محمد بن عبدالرحمٰنؒ...... ابن ابی لیلیٰ بن بلیل بن احیتر بن الجلاح الانصاری پھر بنی جحیا بن کلفہ بنی عمرو بن عوف قبیلہ اوس میں سے ایک اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے کوفہ میں ۱۴۸ھ میں وفات پائی یہ بنی امیہ کی طرف سے

کوفہ قاضی بھی رہے ہیں پھر بنی عباس نے انکو اور عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ کا والی بھی بنایا۔

وفات کے وقت انکی عمر ۷۲ سال تھی۔

یہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا کہ انکی دو بیویاں جو انکو بہت پیاری تھی ایک رات ایک کے یہاں رہتے اور دوسری رات دوسرے کے یہاں۔

اشعت بن سوارؒ ...... ثقفی اور انکا غلام، انکا مکان تلع میں مسجد حفص بن غیاث کے سامنے تھا خلافت جعفر کے اوائل میں انکا انتقال ہوا، حدیث اور روایت میں ضعیف تھے۔

محمد بن السائبؒ ...... کلبی بن بشیر بن عمرو بن الحارث بن عبد الحارث بن عبد العزیٰ ابن اسراء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر عبد ودود بن کنانہ بن عوف بن عذرۃ بن زید الات بن رفیدۃ بن ثور بن کلب،

ان کی کنیت محمد بن السائب الکلبی ابوالنضر ہے اُن کا دادا بشیر بن عمرو تھا اور اُس کے لڑکے السائب عبیدؒ اور عبدالرحمٰنؒ تھے جو جنگ جمل میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کے ھمراہ شریک ہوئے سائب بن بشیر مصعب بن الزبیر کے ہمراہ قتل ہوا۔ سفیان اور محمد سایئب کے ہمراہ شریک ہوئے۔ یہ محمد بن السائبؒ علم تفسیر علم انساب عرب اور اُن کی باتوں کے عالم تھے خلافت ابی جعفر میں ۱۴۷ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

محمد بن سعد کہتے ہے کہ مجھے ان باتوں کی خبر اُن کے بیٹے ہشام بن محمد بن السائب نے دی اور وہ عرب کے انساب اور ایام جاہلیت کے عالم تھے۔ محدثین کہتے کہ ایسا نہیں اُن کی روایتوں میں بڑا ضعف ہے۔

حجاج بن ارطاۃؒ ...... ابن ثور بن ہبیرۃ بن سراحیل بن کعب بن سلامان بن عامر بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع حذجج میں سے انکی کنیت حجاج بن ارطاۃ ہے یہ بڑا شریف آدمی تھے ابی جعفر کے اصحاب میں سے تھے، ان کو مہدی کے ساتھ شریک کردیا تھا ہمیشہ اسی کے ساتھ رہے اور رکٹے میں وفات پائی۔ مہدا سوقت انکے ساتھ تھا خلافت ابی جعفر میں حدیث میں ضعیف تھے،

ابو جناب الکلبیؒ ...... انکا نام یحییٰ بن ابی حیر ہے حدیث میں ضعیف تھے کوفہ میں خلافت ابی جعفر کے دوران ۱۴۷ھ میں وفات پائی۔

ایان بن تغلبؒ ...... ربعی۔ خلافت ابی جعفر میں جبکہ عیسیٰ موسیٰ کوفہ کے گورنر تھے وفات پائی ثقہ تھے ان سے شعبہ روایت کرتے ہیں۔

محمد بن سالمؒ ...... ابوسہل العبسی علم فرائض کے عالم تھے ضعیف تھے کثیر احادیث کے راوی ہیں۔

ابو کبران المرادیؒ...... ان کا نام حسن بن عقبر ہے۔

یشیر بن سلمان...... مہدی اور انکے غلام، کنیت ابو اسماعیل تھی۔ ان کا گھر ہمدان میں تھا بوڑھے تھے قلیل الحدیث ہیں۔

بشیر بن المہاجرؒ...... غلام تھے انکا گھر غنّی میں تھا۔ ان کا کوئی غلام نہ تھا۔

بکیر بن عامرؒ...... بجلی ہیں، کنیت ابو اسماعیل، ثقہ تھے۔

مَحل بن محرزؒ...... حنبسی ابو یحییٰ کنیت، باز رکھے گئے تھے کیونکہ حدیث اور روایت میں ضعیف تھے۔

محمد بن قیس...... اسدی ہیں، بنی دالیہ میں سے ابو نصر کنیت تھی ثقہ تھے۔

طلحہ بن یحییٰؒ...... ابن طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تمیم ابن مرۃ ثقہ تھے ان سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن اسحاقؒ...... ان کی کنیت ابو شہبہ ہے حدیث میں ضعیف تھے۔ ان سے شعبیؒ روایت کرتے ہیں یہ وہ ہے جن بو معاویہ الضریر اور کوفی روایت کرتے ہیں اور عبدالرحمٰن بن اسحاق المدنی حدیث میں ان سے زیادہ مضبوط تھے اور یہ وہ ہیں جن اسماعیل بن علیہ اور بصری روایت کرتے ہیں۔

اسحاق بن سعیدؒ...... ابن عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ انکے پاس کچھ احادیث تھیں وہ ان سے روایت کی گئی ہیں۔

عمرو بن ذرّہؒ...... ابن عبداللہ الہمدانی۔ بنی سرھبۃ میں سے ایک ان کی کنیت اباذر ہے یہ قصہ گو تھے پر خلافت ابی جعفر میں ۱۵۳ھ میں فوت ہوئے عقیدہ مرجی تھے انکے جنازے میں نی سفیان الثوری شریک ہوئے اور نہ حسن بن صالح ثقہ تھے ان سے بہت سے احادیث مروی ہیں۔

عقبہ بن ابی صالحؒ...... ان سے روایت کی گئی ہے۔

عقبۃ بن ابی العیزارؒ...... قبیلہ مذحج کے بنی اود کے غلام بہت کم روایت کرتے تھے۔

عبدالعزیز بن عیاذؒ ...... اسدی ہیں اور انکے خلام۔ نیک لوگوں میں سے تھے۔ کئی احادیث کے راوی ہیں۔ انکی رہائش حبیب بن ابی ثابت کے ہمراہ انہی کے گھر میں تھی۔ خلافت ابی جعفر میں انتقال فرمایا۔

یوسف بن ضہیبؒ ...... ابونعیم کہتے ہیں۔ کہ یہ بنی کندہ کے بترہ میں سے تھے۔ میرا خیال ہے وہ انکے غلام تھے۔

یونس بن ابی اسحاقؒ ...... سبعی ہیں۔ ابواسرائیل کنیت ہے۔ یہ بڑی عمر کے تھے۔ اپنے والد کے عام راویوں سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۵۹ھ میں وفات پائی کوفہ میں۔ ثقہ تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔

داؤد بن یزیدؒ ...... ابن عبدالرحمٰن مذحج کے اودی ہیں۔ بوڑھے تھے۔ کئی صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

ادریس بن یزیدؒ ...... ابن ابی ثابت۔ بوڑھے تھے۔ ان سے ابونعیم اور قبیصۃ بن عقبۃ روایت کرتے ہیں

فطر بن خلیفۃؒ ...... حناط بن۔ کنیت ابا بکر۔ کوفہ میں علی بن حیٔ کے تھوڑے عرصے کے بعد وفات پائی خلافت ابی جعفر میں ۱۵۵ھ میں۔ ثقہ تھے۔ چند اہل علم انکو ضعیف بتلاتے ہیں۔ ان سے وکیعؒ ابونعیم وغیرہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنے پاس کسی کو لکھنے نہ دیتے تھے۔ انہوں نے بڑی عمر پائی۔ اور نہ یہ ابووائلؒ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوحمزۃ الثمالیؒ ...... ان کا نام ثابت بن ابی صفیۃ ہے۔ خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔ ضعیف تھے۔

مسعر بن کدامؒ ...... ابن ظہیر بن عبیداللہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف ابن بلال بن عامر بن صعصعۃ ابوسلمہ کنیت تھی۔ انہوں نے کوفہ میں ۱۵۶ھ میں وفات پائی۔ خلافت ابی جعفر میں۔ سفیان بن عینۃؒ کہتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ مسعر کے پاس کوئی شخص آتا انکو کوئی حدیث سناتا اور وہ اس حدیث کو اس سے زیادہ اچھی طرح جانتے۔ پھر بھی اسکی بات سنتے اور خاموش رہتے۔ (یہ عجز وانکسار کی اعلیٰ صفت تھی) آپ علمی و مذھبی دونوں کمالات کے اعتبار سے ممتاز ترین تابعین میں سے تھے آپکی ذات علم وورع دونوں جامع تھی۔

حدیث کے اکابر حفاظ میں سے تھے۔ مسجد میں آپ کا حلقہ درس تھا۔ عبادات کے معمولات کے بعد روزانہ مسجد میں بیٹھ جاتے تھے۔ اور تشنگاں علم حدیث آپکے اردگرد حلقہ باندھ کر استفادہ کرتے تھے۔

آپ ہمیشہ مسجد میں ہی درس حدیث دیتے تھے۔ انکی والدہ ماجدہ بھی بڑی عابدہ وزاہدہ تھی۔ انہی کی تعلیم و تربیت کا اثر تھا۔ کہ مسعر بھی بہت بڑے عابد وزاہد تھے۔ انکی والدہ بھی مسجد میں ہی نماز پڑھتی تھیں۔ اکثر دونوں ماں بیٹے ایک ساتھ جاتے۔ مسعرؒ نمدہ لئے ہوئے ہوتے تھے۔ مسجد میں جا کر ماں کیلئے وہ نمدہ بچھا دیتے۔ جس پر وہ

کھڑی ہو کر وہ نماز پڑھتی تھیں۔ مسعرؒ انہیں حدیثیں سناتے۔ انکا مفہوم اور اسرار اور موز بتلاتے۔ اتنے میں انکی والدہ نماز سے فارغ ہو جاتی۔ مسعرؒ اپنا درس ختم کر کے وہ نمدہ اٹھاتے اور ماں کے ساتھ گھر واپس آجاتے۔
آپکے ٹھکانے صرف دو ہی تھے۔ گھر یا مسجد۔ مگر آپ سر جی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انکی وفات کے بعد انکے جنازے میں سفیان ثوریؒ اور حسن بن صالح شریک نہیں ہوئے۔

مالک بن مفولؒ...... ابن عاصم بن مالک بن عزیز بن حارثہ بن حذیج بن جابر بن عوذ ابن الحارث بن صنہبۃ بن الماء اور وہ بحیلہ تھے۔ ابو عبداللہ کنیت تھی۔ آخر ماہ ذی الحجہ ۱۵۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی اسی مہینے میں ابو جعفر المنصور امیر المؤمنین بنے۔ ثقہ تھے۔ انکی روایتیں محفوظ تھیں۔ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔ اور بڑے فاصلا عالم ہیں۔

ابوشہاب الاکبرؒ...... انکا نام موسیٰ بن نافع ہے۔ بنی اسد کے غلام ہیں۔ سعید بن جبیرؒ عطاءؒ اور مجاہد سے روایت کرتے ہیں اور خوران سے سفیان ثوریؒ شریک، حفص وکیع اور ابن نمیر روایت کرتے ہیں ثقہ تھے بہت کم روایت کرتے تھے۔

ابو عمیسؒ...... ان کا نام عتبہ بن عبداللہ بن عتبۃ بن عبداللہ بن مسعود الہذلی ہے، بنی زہرہ کے حلیف ثقہ تھے۔

المسعودیؒ...... ان کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود ہے بغداد میں وفات پائی۔ ثقہ ہے کثیر الحدیث میں ان کی آخری عمر میں قوت حافظ خراب ہوگئی تھی غلط اور صحیح اختلاط ہو گیا تھا۔ وہ متقدمین سے روایت کرتے ہیں۔

عبدالجبار بن عباسؒ...... حمدان کے شامی ہیں۔ ان میں ضعف تھا تاہم ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

امیّ بن ربیعہؒ...... صیرفی۔ ابواسامہ کہتے ہیں انکی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ ثقہ تھے کم روایت کرتے تھے۔

بسّام الصیرفیؒ...... ابی جعفر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں۔ بونعیم کہتے ہیں میرا گمان یہ ہے کہ وہ غلام تھے میں انکے والد کو نہیں جانتا انکی رہائش حمام عنتر کے پاس تھی۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

موسیٰ بن قیس...... بذات خود حضرمی ہیں۔ ابو محمد کنیت میں خدمت ابی جعفر منصور میں فوت ہوئے کم روایت کرتے تھے۔

داؤد بن نصیرؒ...... قبیلہ طے سے تعلق رکھتے ہیں ابوسلمان کنیت ہے انہوں نے حدیث سنی ہے یہ فقیہ بھی تھے

علم نحو میں بھی درک رکھتے تھے لوگوں کے حالات کا علم رکھتے تھے لیکن ان علوم میں سے کسی عالم متعلق گفتگو نہ کرتے تھے۔

داؤد طائی کہتے ہیں انکے پاس چالیس راتیں آتا رہا۔ وہ حدیث کو بیان کرتے تھے ایک دن مجھ سے کہا۔ اس علم کے بارے میں میں آپ سے مذاکرہ کیا کرتا تھا۔ اب مجھ سے اس کے بارے میں کبھی مذاکرہ نہ کرنا۔

زفر کہتے ہیں کہ میں اور داؤد طائی دونوں اعمشؒ کے پاس آئے داؤد نے کہا، فضل بن وکینؒ کہتے ہیں، کہ جب میں داؤد طائی کو دیکھتا تھا۔ تو میں اسکو قاریوں کے شابہ پاتا تھا۔ وہ طویل سیاہ عمامہ باندھتے تھے جیسے اکثر تاجر باندھتے ہیں یہ تقریباً بیس سال گھر میں بیٹھے رہے یا کم یہاں تک کہ وفات پاگئے میں انکے جنازے میں شریک ہوا۔ اکثریت کے ساتھ لوگ انکے جنازے میں شریک ہوئے۔ خلافت مہدی کے زمانے میں ۱۶۵ھ میں انکا انتقال ہوا۔

سوید بن نجیعؒ ...... ابوقطبہ۔ یہ بنی حرام میں رہتے تھے اعمش کے پڑوسی تھے خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

محمد بن عبید اللہؒ ...... عرزمی الفرازی۔ یہ بہت زیادہ احادیث سنتے تھے۔ اور لکھ لیتے تھے مگر انہوں نے اپنی کتابیں دفن کردیں۔ اسکے بعد وہ حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔ حالانکہ انکی کتب احادیث ضائع ہو چکی تھی اسوجہ سے اہل علم سے انکے حدیثوں کو نا قابل توجہ اور ضعیف سمجھا۔ اور انہوں نے ابی جعفر کی خلافت کے احزی آیام میں وفات پائی۔

حسن بن عمارہؒ ...... بجلی ہیں اور انکے غلام۔ کنیت ابو محمد خلافت ابی جعفر میں ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ حدیث میں ضعیف تھے اور ان میں سے جو اپنی حدیثیں کہتے نہ تھے۔

ہارون بن ابی ابراہیم ...... ثقفی۔ وہ ہارون البربری ہیں، عبداللہ بن ادریس وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں ان کے پاس احادیث صحیح تھیں۔

مجمع بن یحییٰؒ ...... آل جاریۃ بن العطاف کے انصاریوں میں سے ہیں لیکن کوفہ میں آباد ہو گئے تھے۔ ان کا اصل وطن مدینہ تھا۔ ان سے کوفہ کے اہل علم روایت کرتے ہیں، اور ان کی کئی احادیث ہیں۔

ابوحنیفہؒ ...... ان کا نام سلمان بن ثابت ہے بنی تیم اللہ بن ثعلبہ بکر بن وائل کے غلام ہیں یہ اصحاب رائے میں سے ہے اس بات پر اتفاق ہے کہ انکی وفات بغداد میں خلافت ابی جعفر کے دوران ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ جس دن انکا انتقال ہوا۔ اس دن ہم کوفہ میں انکی آمد کے منتظر تھے مگر بجائے انکے مرنے کی خبر آئی۔ اور یہ حدیث میں ضعیف تھے۔

ابوروقؒ ...... ان کا نام عطیۃ بن الحارث الہمدانی ہے جن میں سے یہ تھے انکو بنوو ثن کہا جاتا تھا اور یہ صاحب

تفسیر ہیں ضحاک بن مزاحم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو یعفور الصغیر ...... یہ وہ ہیں جن عبداللہ بن نمیر، حفص بن غیاث، محمد بن الفضیل ابن غزوان، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ روایت کرتے ہیں۔
انکا نام عبدالرحمٰن بن عبید بن نسطاس البکائی ہے، منصور بن المعتمرؒ ان کے باپ عبید بن نسطاس سے روایت کرتے ہیں۔

سرّی بن اسماعیل ...... حمدانی صائدین میں سے ہیں، یہ امام شعبی کے کاتب تھے اور ان سے فرائض وغیرہ کی احادیث روایت کرتے ہیں یہ کوفے کے قاضی بھی رہے ہیں بہت کم حدیث بیان کرتے تھے۔

اسماعیل بن عبدالملکؒ ...... ابن رفیع عبدالعزیز بن رفیع کے بھتیجے بنی اساد بن خزیمہ کے بنی والیہ کے غلام خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

سلمہ بن نبیط وسہم بن صالحؒ ...... کندی۔ خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن ...... سلمی۔ یہ قدیم الموت ہیں خلافت ابی جعفر میں وفات پائی۔

محمد بن علیؒ ...... سلمی۔ وہ اس سے روایت کرتے ہیں۔

سعد بن اوسؒ ...... عبسی ہیں۔

تابعین کا چھٹا طبقہ

سفیان بن سعیدؒ ...... ابن مسروق بن حبیب بن رافع بن عبداللہ بن موہبۃ بن اُبی بن عبداللہ بن منقذ بن نصر بن الحارث بن ثعلبۃ بن عامر بن ملکان ابن ثور بن عبد مناۃ بن اُدّ بن طانجۃ بن الیاس بن مضر بن نزار کنیت ابوعبداللہ۔
محمد بن عمر کہتے ہیں کہ سفیان سلیمان بن عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ بڑے مامون ومحفوظ ثقہ راوی تھے۔ ان کی احادیث قابل محبت وسند ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ بصرہ میں ماہ شعبان ۱۷۱ھ میں فوت ہوئے۔ یہ خلاف مہدی کا زمانہ تھا۔
قبیصۃ بن عقبہ کہتے ہیں کہ مجھے سفیان کے ایک شخص نے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا، علم دین سیکھو جب تم علم دین حاصل کی تو اس کو یاد رکھو جب تم اس کو اچھی طرح حاصل کرلو اور محفوظ کرلو تو اس پر عمل کرو، جب تم اُس پر خود بھی

عامل ہو جاؤ تو پھر اسکی تبلیغ اشاعت کرو (یعنی علم دین عمل لکرنے کے لئے حاصل کرو، اسکو ذریعہ معاش بنانے اور دینا کمانے کیلئے حاصل نہ کرو علم ذریعہ ہے اور عمل مقصود دونوں کا فرق وامتیاز محفوظ رکھو جب تم خود عملی نمونہ بن جاؤ تو پھر اسکی تبلیغ واشاعت کرو، سفیان ثوری اکثر کہا کرتے تھے کہ اے اللہ سلامت رکھ اور سلامتی دے۔ ایک دفعہ آپ نے کسی والی سے مال قبول کرلیا اس کے بعد آپ نے یہ معاملہ ترک کر دیا اسکے بعد کسی سے کچھ نہ لیا کرتے تھے کسی سے کوئی صلہ یا معاوضہ نہ لیتے ان کا ذریعہ معاش یمن میں تجارتی کاروبار تھا آپ نے مال کا جائز لیتے رہتے کہ اسمیں ناجائز کمائی نہ ہونے پائے ہر سال راس المال اور منافع کا حساب کر کے زکوۃ نکالتے ان کا صرف ایک بیٹا تھا اس کے متعلق وہ کہا کرتے تھے مجھے دنیا میں اس سے پیاری چیز کوئی نہیں تھیں اُسکا انتقال ہو گیا تو آپ نے اس کی تمام دولت وجائیداد کا مالک اسکی بہن اور اسکے لڑکے کو بنا دیا۔ ان کی بہن کا لڑکا تمہار بن محمد تھا اس میں سے اپنے بھائی مبارک ابن سعید کو کچھ نہ دیا۔

خلیفہ مہدی اور سفیان بن سعیدؒ...... ہمارے لئے یہ بات بڑے شرم کی ہے مسلمانوں میں جتنے بھی ائمہ اسلام اور علمائے حق گزرے ہیں جنہوں نے دنیا میں حق پرستی وبلندی کردار کی اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں، ہمارے بادشاہ وحکمران ہمیشہ ان کے دشمن اور درپئے آزادر ہے اس روایت کے مطابق مہدی اور سفیان بن سعیدؒ میں بھی ان بن تھی۔ جب ان کو طلب کیا گیا تو وہ مکہ کو روانہ ہو گئے مہدی نے مکہ کے حکم محمد بن ابراہیمؒ کو لکھا کہ سفیان کو ہمارے دربار میں حاضر کرو محمد بن ابراہیم نے سفیان کو اس کے حکم سے آگاہ کر دیا اور کہا کہ اگر آپ اپنی قوم میں جانا چاہتے ہیں تو میں آپ کو ان میں پہنچادوں۔ اگر آپ یہ نہیں چاہتے تو کہیں روپوش ہو جائیں (تاکہ میری جان چھوٹے) اس پر سفیان روپوش ہو گئے اس کے بعد محمد بن ابراہیمؒ نے مکہ میں منادی کرادی کہ جو سفیان کو لائے گا اس کو یہ انعام ملے گا مگر مکہ میں ہی روپوش رہے ان سے صرف اہل علم اور بے خوف لوگ ہی آگاہ تھے۔

آپ کا فقر وزہر...... فقر وزہد، استغناء اور شان روکل ہمیشہ اہل حق کا طرہ امتیاز اور شیوہ رہا ہے وہ بقدر کفاف دینا سے تعلق رکھتے ہوئے دنیا سے بے تعلق اور دولت وجائداد کی حرص وہوس سے بے نیاز رہتے ہیں چنانچہ ابی شہاب الحناط کہتے ہیں کہ سفیان ثوری کی بہن نے میرے ہاتھ سفیان میں سعیدؒ کیلئے ایک توشرداں میں روغنی روٹی بھیجی۔ وہ مکہ میں آئے لوگوں سے ان کا پتہ پوچھا۔ معلوم ہوا کہ کبھی کبھی کعبہ کے پیچھے باب الحناطین میں بیٹھا کرتے ہیں میں وہاں آیا میرا ہمراہ میرا ایک دوست تھا۔

میں نے وہاں انکو کروٹ کے بل لیٹے ہوئے پایا۔ میں نے انکو سلام کیا مگر انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ آپکی بہن نے آپ کیلئے توشردان بھیجا ہے جس میں روغنی روئی ہے۔ آپ فوراً میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کیا ابو عبداللہ میں آپ کا دوست تھا۔ آپ کے پاس آیا۔ آپکو سلام کیا مگر آپ نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ اور جب میں نے یہ کہا کہ آپکی بہن نے آپ کیلئے روغنی روئی بھیجی ہے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور ہم سے ہمکلام ہوئے۔ (اس بے رخی کا سبب) آپ نے فرمایا اے ابو شہاب مجھے اس بے رخی پر ملامت نہ کرو میں تین دن سے بھوکا ہوں کچھ نہیں کھایا، جب آپکو مکہ میں گرفتاری کا خوف پیدا ہوا۔ تو آپ وہاں سے

بصرہ میں آ گئے اور یحییٰ بن سعید القطان کے مکان کے قریب ٹھہرے۔

گھر والوں میں سے کسی نے انکو خبر دی کہ آپ کے گھر کے قریب اہل حدیث کا ایک عالم ٹھہرا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ انکو میرے پاس لے آؤ۔ وہ آپ کو لے آئے۔ آپ نے کہا کہ میں یہاں سات دن سے قیام پذیر ہوں۔ یحییٰ بن سعیدؒ نے انکو اپنے قریب ہی جگہ دیدی۔ اور درمیان میں ایک دروازہ کھولدیا۔ آپنے ساتھوں کو لے کر انکے پاس آتے۔ ان کو سلام کرتے اور ان سے احادیث سنتے انکے پاس جو لوگ حدیث سننے آتے۔ وہ یہ تھے جریر بن حازمؒ، مبارک بن فضالہؒ، حماد بن سلمہؒ، عطاء اور حماد بن یزیدؒ وغیرہ۔

عبدالرحمٰن بن مہدی بھی انکے پاس آتا تھا۔ یہ اور یحییٰ دونوں ان سے احادیث سن کر لکھ لیتے تھے۔ اور جب کبھی ان کے پاس ابوعوانہؒ آنے کی اجازت طلب کرتے تو آپ انکار کر دیتے۔ اور فرماتے کہ جس شخص کو میں نہیں جانتا۔ اسکو کیسے آنے کی اجازت دیدوں۔

اسی طرح مکہ میں بھی جب کبھی یہ ابوعوانہؒ آپ کے پاس آتا تو آپ اسکے سلام کا جواب نہ دیتے تھے۔ اصل میں آپ کو اس سے یہ ڈر تھا۔ کہ یہ کسی کو میرے یہاں ہونے کی خبر نہ دیدے۔

اسی ڈر سے آپ نے وہ جگہ چھوڑ دی۔ اور ابشم بن منصور الاعربی کے مکان کے قریب آ گئے۔ اور وہیں ہمیشہ رہے ایک دفعہ حماد بن زید نے ان سے کہا کہ آپ سلطان کے ڈر سے چھپتے کیوں پھرتے ہیں۔ تو اہل بدعت کا وطیرہ ہے؟ آخر آپ ان سے ڈرتے کیوں ہیں۔ نتیجہ یہ کہ حماد اور سفیان دونوں اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ دونوں دارالخلافہ بغداد آئیں۔ اور اپنے آپ کو ظاہر کر دیں چنانچہ سفیان نے مہدی کو لکھ کر اپنے آپ کو ظاہر کر دیا آپ کو اسی سے ڈرایا بھی گیا۔ کہ خلیفہ غضب ناک ہوگا مگر آپ نے اسکی پرواہ نہ کی الغرض اس طرح مہدی کو علم ہو گیا۔ اس نے آپ کی خطا معاف کر دی۔ اور عزت و تکریم سے پیش آیا۔ اور دونوں کا معاملہ صاف ہو گیا۔

آپ کو بخار ہو گیا۔ اور مرض شدت اختیار کر گئی۔ اور موت کا وقت قریب آ گیا اور آپ جزع وفزع کرنے لگے مرحوم بن عبدالعزیز نے کہا۔ اے ابوعبداللہ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔

آپ نے تمام عمر اپنے رب کی بندگی وعبادت کی ہے وہ آپ پر اپنی رحمت ومغفرت نازل کرے گا۔ اس سے آپکو اطمینان اور سکون ہوا۔

اور کہا کہ یہاں میرے کوفہ کے ساتھیوں میں سے کوئی ہے؟ ان کے پاس عبدالرحمٰن بن عبدالملک کو وصیت کی کہ وہ انکے جنازے کی نماز پڑھائیں۔ یہ سب لوگ آپ کے پاس رہے حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔

آپ کی وفات ...... آپ کی وفات کی خبر بصرہ میں ہر طرف پھیل گئی ہر شخص کو آپ کی وفات کا صدمہ ہوا۔ بیشمار مخلوق آپ کے جنازے میں شریک ہوئی۔ آپ کی نماز عبدالرحمٰن نے پڑھائی۔ یہ بڑے نیک آدمی تھے سفیان ان سے بڑے خوش تھے عبدالرحمٰن اور خالد بن طارث وغیرہ نے انکو قبر میں اتارا۔ اور انکو دفن کیا۔ پھر عبدالرحمٰن اور حسن بن عیاشؒ نے کوفہ میں آ کر انکی وفات کی خبر دی۔ اللہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

اسرائیل بن یونسؒ ...... ابن ابی اسحاق السبیعی۔ انکی کنیت ابو یوسف ہے کوفہ میں ۲۷اھ میں وفات پائی۔

ثقہ تھے لوگ ان سے بہت سے حدیثیں روایت کرتے ہیں ان میں سے بعض ضعیف بھی ہیں۔

یوسف بن اسحاقؒ...... ابن ابی اسحاق السبیعی۔ ان سے روایت کی گئی ہے خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے بہت کم روایت کرتے تھے۔

علی بن صالحؒ...... ان کا نام صالح حتی بن صالح بن سلم بن حیان بن شفی بن جھنی ابن رافع بن قملی بن عمرو بن مائع بن صہلان بن زید بن ثور بن مالک ابن معاویہ بن دومان بن بکیل بن چشم بن ہمدان۔

کنیت ابو محمد۔ فضل بن وکین کہتے ہیں علی وحسن دونوں صالح کے لڑکے توام پیدا ہوئے تھے علی پہلے پیدا ہوا تھا میں نے کبھی نہیں سنا کہ حسن کو اسکے نام کے ساتھ پکارا گیا ہو۔

ان کو ابو محمد ہی کہا جاتا تھا محمد بن سعد کہتے ہیں صاحب قرآن تھا عبداللہ بن موسیٰ کہ میں نے اس سے قرآن پڑھا تھا۔ انکی وفات خلافت ابی جعفر میں ۱۵۴ھ میں ہوئی ثقہ تھے قلیل الحدیث۔

حسن بن حیؒ...... یہ صالح بن صالح ہیں۔ علی بن صالح کے بھائی۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے یہ بہت بڑے عابد وزاہد اور فقیہ تھے۔

فضل بن وکین کہتے ہیں کہ میں نے حسنؒ کو کبھی چار زانوں بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا۔ کہتے ہیں کہ ان سے کسی سائل نے آکر سوال کیا۔ (آپ کے پاس کچھ وقت نہ تھا) اپنی جرابیں اتار کر اسکو دے دیں۔ کہتے ہیں میں نے انکو جمع میں دیکھا تھا۔ ے بعد ہفتے کی رات کو وہ چھپ گئے۔

اور سات سال تک چھپے رہے حتی کہ آپ وفات پا گئے۔ یہ ۱۶۷ھ تھا کوفہ میں ہی چھپے رہے اس زمانے میں کوفہ کا گورنر روح بن حاتم بن قبیصہ بن المہلب تھا۔ اور یہ مہدی کی خلافت کا دور تھا یہ بھی کہتے ہیں کہ حسن بن حتی شعبہ تھے عیسیٰ بن زید بن علی نے اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا تھا کوفہ میں وہ بھی انکے ہمراہ اسی مکان میں چھپے رہے اسی حالت میں انکا بھی انتقال ہوا۔

مہدی ان دونوں کی تلاش میں تھا مگر وہ اس پر قابو نہ پاسکا پہلے اس روپوشی کے عالم میں حسن بن حتی کا انتقال ہوا۔ اور ان کے چھ ماہ بعد عیسیٰ بن زید کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت حسن بن حتی کی عمر ۶۳ سال تھی۔ ثقہ تھے ان سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہیں مگر شعبہ تھے۔

اساط بن نصرؒ...... بذات خود ہمدانی ہیں مشہور مفسر سدی کے راوی ہیں ان سے تفسیر مروی ہے نیز وہ منصور وغیرہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

یعلی بن الحارثؒ...... کاربی ہیں۔

محمد بن طلحہؒ ...... ہمدان میں سے ابن مصرف الیامی کنیت ابوعبداللہ خلافت مہدی ۱۶۷ھ میں وفات پائی۔ ان کی احادیث منکر ہیں (جن کا محدثین نے انکار کیا ہے۔) عفان کہتے ہیں یہ محمد بن طلحہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور انکے والد مر چکے تھے گویا لوگ انکی تکذیب کرتے تھے۔
مگر یہ کسی میں جرأت نہ تھی۔ کہ ان سے کہتا آپ جھوٹ کہتے ہیں۔

زہیر بن معاویہؒ ...... ابن حدیج بن الرحیل بن زہیر بن خیثمہ بن ابی حمران۔ انکا نام حارث بن معاویہ بن الحارث بن مالک بن عوف بن سعد بن جریم بن جعفی بن سعد العشیر ۃ مذحج میں سے ہے ابوخیثمہ کنیت ہیں جزیرہ میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ اور وہاں وفات پائی۔
عمرو بن خالد المصری کہتے ہیں۔ کہ میں نے سعید بن منصور کو انکی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے یہ جزیرہ میں ۱۷۳ھ میں آئے تھے یہ زمانہ ہارون کی خلافت کا تھا قابل اعتماد ثقہ تھے۔ ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

رحیل بن معاویہؒ ...... ابن حدیج بن رحیل ان سے بھی روایت کی گئی ہیں۔

حدیج بن معاویہؒ ...... یہ بھائی ہیں رحیل بن معاویہ کے ابن حدیج بن الرحیل ان سے بھی روایت کی گئی ہے مگر یہ ضعیف میں تھے۔

شیبان بن عبدالرحمٰنؒ ...... انکی کنیت ابومعاویہ نحوی ہے۔ بنی تمیم کے غلام ہیں ان کا اصل وطن بصرہ تھا۔ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لڑکے کے معلم تھے خلافت مہدی میں ۱۶۴ھ میں فوت ہوئے بغداد میں اور مقبرہ خیزران میں دفن ہوئے ثقہ تھے کثیر الروایت۔

قیس بن الربیعؒ ...... حارث بن قیس کے لڑکے اور اسدی ہے حارث بن قیس مسلمان ہوئے تھے انکی نو بیویاں تھی۔ نبی ﷺ نے انکو حکم دیا۔ کہ ان میں سے صرف چار رکھ لیں۔ اور باقی چھوڑ دیں۔ انکی کنیت ابومحمد ہیں۔
قیس کو انکی کثرت سماع اور کثرت علم کی وجہ سے حوال کہا جاتا تھا خلافت مہدی کے آخری ایام میں ۱۶۸ھ میں وفات پائی کوفہ میں۔

قبیصہ بن جابرؒ ...... اسدی ہیں۔ یہ بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں لیکن حدیث میں ضعیف تھے۔

زائدہ بن قدامہؒ ...... ثقفی ہیں کنیت ابوالصلت ہے۔ اُنہوں نے ارض روم میں وفات پائی۔ اُس سال جس میں حسن بن قحطبہ الصائفہ نے جنگ کی یہ ۱۶۱ھ کی بات ہے اہل سُنت والجماعت میں سے ثقہ روای تھے۔

ابو بکر النشلیؒ …… بنی تمیم میں سے ہیں۔ وہ ابن عبداللہ بن قطاف ہیں عقیدہ مُرجی تھے بڑے عبادت گزار تھے۔ اُن سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں اُن میں سے بعض کو ضعیف بتلایا جاتا ہے۔

شریکؒ بن عبداللہ …… ابن ابی شریک اور وہ حارث بن اوس بن الحارث بن الاذہل بن وحیل بن سعد بن مالک بن النخع مذحج میں سے ہیں شریک کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

خراسان کے قصبہ بخاری میں پیدا ہوئے تھے اُن کا دادا جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے شریک ابی معشر سے احادیث روایت کرتے ہیں قاضی ہونے سے پہلے۔

یہ بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں خود کہتے ہیں میں شریک بن عبداللہ بن ابی شریک ہوں اور میرے دادا ابوشریک جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے شریک کوفہ کے بڑے لوگوں میں سے تھے اُن کو ابوجعفر منصور نے بلا کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو کوفہ کا قاضی بناؤں۔ انہوں نے عرض کیا امیر المومنین مجھے اس اہم ذمہ داری سے معاف رکھیں۔ اس نے کہا میں آپ کو اس سے معاف نہ کروں گا آپ کو کوفے کا قاضی بننا پڑے گا،

آپ نے پھر بھی انکار ہی کیا بالآخر مجبوراً قاضی بنائے گئے اس عہدے پر ہمیشہ قائم رہے یہاں تک ابو جعفر نے وفات پائی اور اس کی جگہ مہدی خلیفہ ہوا۔ اس نے پہلے تو اُن کو اس عہدے پر قائم رکھا پھر معزول کر دیا شریک نے کوفہ میں ہفتے کے دن ۱۷۷ھ میں وفات پائی امیر المومنین ہارون حیرہ میں تھا اور اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کوفہ کا گورنر تھا وہ آپ کے جنازے میں شریک ہوا اور نماز پڑھائی اس کے بعد ہارون حیرۃ سے آیا جب اس نے سنا کہ اُن کو دفن کر دیا گیا ہے تو لوٹ گیا۔

ثقہ تھے کثیر الحدیث تھے اور صحیح احادیث کیساتھ غلط احادیث بھی روایت کر دیتے تھے۔

عیسیٰ بن المختارؒ …… ابن عبداللہ بن ابی لیلیٰ الفاری انہوں نے محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ اور بکر بن عبدالرحمان قاضی کوفہ سے حدیث سنی۔

ابو الاحوصؒ …… ان کا نام سلام بن سلیم ہے بنی حنفیہ کے غلام ہیں خلافت ہارون کے دوران کوفہ میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی بہت سی احادیث کے روای ہیں جو صحیح ہیں۔

کاحل بن العلاءؒ …… تمیمی ہیں کنیت ابوالعلاء قلیل الحدیث ہیں وہ بھی کچھ نہیں،

عمرو بن شمرؒ …… جعفی ہیں ستر سال جعفی کی مسجد کے امام رہے ھیں قصیہ گو تھے اُن کے پاس کچھ احادیث تھیں مگر بہت ضعیف تھے اُن کی احادیث کو قبول نہیں کیا گیا۔ خلافت ابی جعفر میں فوت ہوئے۔

محمدؒ بن سلمۃ …… ابن کہیل حضرمی، اُن سے سفیان بن عینیہ روایت کرتے ہیں اور محمد بن سلمۃ اپنے والد

سے روایت کرتے ہیں اور وہ ضعیف تھے۔

یحییٰ بن سلمۃؒ ...... یہ محمد بن سلمۃ کے بھائی ہیں۔ خلافت موسیٰ میں وفات پائی روایت میں بہت ضعیف تھے

ابو اسرائیل الملائی ...... عبسی ہیں۔ ان کا نام اسماعیل بن ابی اسحاق ہے کہتے ہیں یہ صدوق تھے۔

جزاح بن ملیح ...... ابن عدی بن الفرس بن سفیان بن الحارث بن عمرو بن عبید بن رواس بن کلاب بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ وہ ابو وکیع بن الجراح ہیں خلافت ہارون میں مدینہ میں بہت المال کے افسر اعلیٰ تھے حدیث پر زیادہ توجہ نہیں دی۔ اس کی ذمہ داری کو مشکل سمجھتے تھے۔

مفضل بن یونسؒ ...... خلافت ہارون کے دوران ۱۷۸ھ میں وفات پائی ثقہ تھے۔

مفضل بن مہلہلؒ ...... ثقہ تھے ان سے ابو اسامہ اور حماد بن اسامہ وغیرہ روایت کرتے ہے۔

حِبّان بن علیؒ ...... غنزی ہیں کنیت ابو علی وہ اپنے بھائی مندل سے بڑے ہیں خلیفہ مہدی اُن دونوں کو دیکھنا چاہتا تھا کوفے کے حاکم کو لکھ کر اُن دونوں کو بلایا وہ دونوں مہدی کے دربار میں کون ہے؟ مندل نے کہا امیر المومنین یہ حبان بن علی ہے اور میں مندل۔

حبان نے خلافت ہارون میں ۱۷۱ھ میں وفات پائی اور یہ حدیث میں اپنے بھائی مندل سے بہت ضعیف تھے۔

مندل بن علیؒ ...... غنزی۔ حبان کے بھائی کنیت ابو عبد اللہ یہ اپنے بھائی سے زیادہ سمجھدار اور قابل ذکر تھے اور اس سے چھوٹے تھے اپنے بھائی حبان سے پہلے خلافت ہارون میں ۱۶۸ھ ہوا میں وفات پائی ان میں ضعیف تھا باوجود اس کے بعض اہل علیم اُن کی حدیثوں کو پسند کرتے تھے اور اُن کی توفیق کرتے تھے اہل النست والجماعت میں سے بڑے عالم و فاضل تھے۔

ابو زبیدؒ ...... اُن کا نام عبثر بن القاسم قبیلہ مذحج کے بنی زبید میں سے ہیں کوفہ میں خلافت ہارون میں ۱۷۸ھ میں انتقال ہوا ثقہ تھے بہت سی حدیثوں کے روای ہیں۔

ابو کدینۃؒ ...... ان کا نام یحییٰ بن المہلب بجلی ہے بنی ربعہ میں سے ثقہ تھے۔

ہریم بن سفیانؒ ...... بجلی ہیں ثقہ تھے۔

ہانی بن ایوبؒ...... جعفی ہیں۔ان کے پاس کچھ ضعیف حدیثیں تھیں۔

منصور بن ابی الاسودؒ...... بنی لیث کے غلام تاجر تھے بہت سی احادیث کے رواِی ہیں۔

صالح بن ابی الاسودؒ...... یہ منصور کے بھائی ہیں، یہ بھی حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن حمیدؒ...... رؤاسی اور وہ ابوحمید بن عبدالرحمٰن ہیں ثقہ تھے کئی احادیث کے راوی ہیں۔

ابراہیم بن حمیدؒ...... عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں اسماعیل بن ابی خالد کے ساتھی ان کی اکثر روایتیں اسماعیل سے ہیں۔

مسلمۃ بن جعفرؒ

جعفر بن زیادؒ...... تیم الرباب کے مزاحم بن زفر کے غلام الاحمر جعفر خلافت ہارون میں ۱۷۷ھ میں فوت ہوئے

عمرو بن ابی المقدامؒ...... عجلی ہیں خلافت ہارون میں فوت ہوئے، ابی المقدام کے باپ کا نام ثابت ہے اُن کے عمرو حدیث میں کچھ نہیں بعض اہل علم اُن کے ضعف کی وجہ سے اُن کی حدیثوں کو لکھتے نہیں تھے علاوہ ازیں وہ سخت قسم کے شیعہ تھے۔

سلمۃ بن صالحؒ...... احمر اجعفی۔کنیت ابواسحاق۔انہوں نے علم حدیث حاصل کیا، ان کو اچھی طرح یاد نہ رکھ سکے اس لئے اہل علم نے اُن کو ضعف کہا۔کچھ عرصہ یہ واسط کے قاضی رہے پھر معزول کر دیئے گئے۔خلافت ہارون میں بمقام بغداد ۱۸۸ھ میں فوت ہوئے۔

حشرج بن نباتہؒ...... ان کی کنیت ابومکرم ہے یہ سعید بن جہان سے روایت کرتے ہیں۔

قاسم بن معنؒ...... ابن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعودالتہ ندلی قریش کے بنی ذہرہ کے حلیف۔ان کی کنیت ابوعبدالل تھی تھوڑے ہی دن کوفہ کے قاضی رہے اور وفات پا گئے علم حدیث کے ثقہ عالم تھے فقہ، شعر اور تاریخ میں بھی درک رکھتے تھے۔ان کو اپنے زمانہ کا شعبی کہا جاتا تھا اور بڑے سخی تھے۔

ابوشیبہؒ...... ان کا نام ابراہیم بن عثمان العبسی ہے ابی سعدۃ کے بیٹے۔ابی سعدۃ ہی سے حدیث روایت کرتے ہیں یہ واسط کے قاضی بھی رہے تھے خلافت ہارون میں وفات پائی حدیث میں ضعیف تھے۔ یزید بن ہارون اُن سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالمحیاۃؒ...... ان کا نام یحییٰ بن یعلی بن حرملۃ بن الکلید بن عمار بن ارطاۃ بن زہیر بن اُمیہ بن جشم بن عدی بن الحارث بن تیم اللہ بن ثعلبۃ ہے، اخلافت ہارون میں کوفہ میں ۱۷۸ھ میں وفات پائی ۷۷ سال کی عمر میں،

مبارک بن سعید...... مسروق کے بیٹے۔سفیان ثوری کے بھائی کوفہ میں ۱۸۰ھ میں فوت ہوئے ان کے پاس کچھ احادیث تھیں۔

اسماعیل بن ابراہیمؒ...... ابن المہاجر بجلی۔

حمزۃ الزیاتؒ...... ابن عمارۃ کنیت ابوعمارہ آل عکرمہ بن ربعی التیمی کے غلام یہ کوفہ سے روغن زیتون حلوان کو لے جاتے اور وھاں سے پنیر اور اکروٹ لاتے یہ قاری بھی تھے اور فرائض کے عالم بھی۔

سفیان ثوریؒ نے ایک مرتبہ اُن سے کہا ''اے ابن عمارۃ ہمیں آپ کی قرائت اور علم فرائض پر کوئی اعراض وکلام نہیں'' خلافت ابی جعفر کے دوران حلوان میں ان کا انتقال ۱۵۷ھ میں ہوا یہ بڑے نیک آدمی تھے اُن کے پاس کچھ احادیث تھیں صدوق تھے اور صاحب سنت تھے۔

محمدؐ بن ابانؒ...... ابن صالح بن عمیر بن عبید عبداللہ بن الد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن دعبد عبد شمس کے غلام کنیت ابوعمر یہ بھی حدیث کے راویوں میں سے ہیں یوم الرؤس میں ہفتے کے دن ۱۱ ذی الحجہ ۱۷۵ھ میں خلافت ہارون کے زمانے میں ان کا انتقال ہوا، اس وقت ان کی عمر ۸۱ سال تھی، اُن کی بیوی عصیمہ بنت حسین بن علی جعضی تھیں۔ان کے تین لڑکے تھے عمر ابان اور ابراہیم اُن کی اولاد کوفہ ہیں جعفی میں آباد رہی۔

تابعین کا ساتواں طبقہ

ابوبکر بن عیاشؒ...... واصل بن حیان الاحدب الاسدی کے غلام وہ اس طبقے سے پہلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن وہ پہلے طبقے کے گزرنے کے بعد باقی رہے اور بڑی عمر پائی حتی کہ اُن سے نئی کتابیں لکھی گئیں یہ عابدوں میں سے تھے۔

وکیع کہتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد سے ہے کہ عصر تک انکو دیکھتا رہتا یہ نماز ہی پڑھتے رہے میں اس شیخ کو اس نماز کی خصوصیت سے چالیس سال سے جانتا ہوں۔

یہ کوفہ میں ماہ جمادی الاولیٰ ۱۹۳ھ میں فوت ہوئے اسی مہینے میں امیر المومنین ہارون کا انتقال ہوا یہ ثقہ اور صدوق تھے علم حدیث کے جاننے والے تھے مگر غلطی بہت کر جایا کرتے تھے۔

سعیر بن الخمس رح ...... بنی عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم میں سے بڑا شریف آدمی تھا اُن کے چاروں طرف، انکے دوست واحباب کا مجمع لگا رہتا تھا سب کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اہل سنت والجماعت میں سے تھے انکے پاس چند احادیث تھیں۔

عبد السلام بن حَرب رح ...... کلائی کنیت ابوبکر خلافت ہارون میں ۱۸۷ھ میں کوفہ میں وفات پائی یہ علم حدیث میں ضعیف تھے۔

مطلب بن زیاد رح ...... ابن ابی زہیر القرشی۔کنیت ابو محمد۔وہ ثقیف میں رہتے تھے جابر میں سمرۃ التوائی کے غلام تھے جابر قروش کے بنی ذہرۃ کے حلیف تھے اسلئے مطلب بن زیاد کو بھی قرش کہا جاتا تھا حادیث میں بہت ضعیف تھے خلافت ہارون میں ۱۸۵ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

سیف بن ہارون رح ...... برجمی ہیں بنی تمیم میں سے اُن سے روایت کی گئی ہے۔

سنان بن ہارون رح ...... یہ بھائی ہیں سیف کے اُن سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمر بن عبید رح ...... طنافسی کنیت ابوحفص ایاد بن نزار بن معد کے غلام خلافت ہارون میں ۱۸۵ھ میں کوفہ میں انتقال ۱۱۳ فرمایا بوڑھے تھے اور ثقہ تھے۔

ذفر بن الہذیل رح ...... عنبری ہیں کنیت ابوالہذیل انھوں نے حدیث سنی مگر اُن پر وائے کا غلبہ ہوگیا انکی وفات بصرہ میں ہوئی اور خالد ابن الحارث اور عبدالواحد بن زیاد کو وصیت کی اُنکا باپ ہذیل اجہان میں تھے انکے بھائی صباح بن الہذیل بنی تمیم کا دقہ وصول کرنے پر مقرر تھا اور زفر علم حدیث میں کوئی شی نہیں۔

عمار بن محمد رح ...... سفیان ثوری کے بھانجے ہیں محرم ۱۸۲ھ میں خلافت ہارون میں وفات پائی ثقہ تھے اُن سے روایت کی گئی ہے

علی بن مُسہر رح ...... عائذہ قریش میں سے ہیں کنیت ابوالحسن ہے تو ھل کے قاضی رہے ہیں ثقہ تھے بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

مسعود بن سعدؒ...... جعفی اُن سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمر بن شبیبؒ...... مذحج کے مسلی ہیں ان سے بھی روایت کی گئی ہے۔

عمار بن سیفؒ...... ضبی والیہ میں سے ہے سفیان ثوریؒ کے وصی انھوں نے اپنی کتابیں اُن کے پاس رکھی تھیں اور انکو وصیت کی تھی کہ جب میں مرجاؤں تو انکو دفن کردیں۔

محمد بن الفضیلؒ...... ان غزوان الضبی کے غلام کنیت ابوعبدالرحمان ہے سلیم العبدی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن الفضیلؒ کو کہتے سُنا ہے کہ میرے دادا اپنے غلام کے ساتھ قادسیہ میں شریک ہوئے میں نے پوچھا غزوان کن میں سے تھے فرمایا رومی تھے یہ کوفہ میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے وکیع بن الجراح انکے جنازے میں شریک ہوئے تھے ثقہ اور صدوق تھے بہت سی حدیثوں کے روای تھے شیعہ تھے بعض انکی احادیث کو حجۃ نہیں سمجھتے۔

عبداللہ بن ادریسؒ...... ابن یزید بن عبدالرحمان الاروی مذحج سے کنیت ابومحمد یہ خلافت ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں آخر خلافت ہارون کے دوران ۱۹۲ھ میں فوت ہوئے۔

ثقہ تھے حدیث روایت کی غلطی سے محفوظ تھے بہت سی احادیث کے راوی ھیں جو محبت سمجھی جاتی ہیں اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

موسیٰ بن محمدؒ...... انصاری ہیں اُن سے روایت کی گئی ہے۔

حفص بن غیاثؒ...... ابن طلق بن معاویہ بن مالک بن الحارث بن ثعلبۃ بن عامر بن ربیعۃ ابن جشم بن وھبیل بن سعد بن مالک بن النخع مذحج سے۔

یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے ابوعمر کنیت تھی امیرالمومنین ہارون نے انکو بغداد کا قاضی بنایا تھا پھر کوفہ کا قاضی بنایا قضار کوفہ ہی فائز رہے آخر شدید مرض میں مبتلا ہوئے اور خلافت ہارون میں ۱۹۴ھ میں فوت ہوئے بڑے قابل اعتماد ثقہ تھے مگر تدریس کردیتے تھے۔

ابراہیم بن حمیدؒ...... ابن عبدالرحمٰن الرواسی کنیت ابواسحاق خلافت ہارون میں ۱۷۸ھ میں وفات پائی۔

قاسم بن مالکؒ...... مزنی ہیں کنیت ابوجعفر تھی ثقہ تھے صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

عبدالرحمٰن بن عبدالملکؒ...... ابن الجبر کنانی خلافت ہارون میں ۱۸۱ھ میں انتقال فرمایا انھوں نے

بصرہ میں سفیان ثوری کے جنازے کی نماز پڑھائی تھی بڑے نیک اور عالم وفاضل اورصاحب سنت تھے،

عبدۃ بن سلیمانؒ...... ابن حب بن زرارۃ بن عبدالرحمان بن جرد بن سمیر بن حلیل ابن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب صرو نے اسلام قبول کیا تھا اسی سے عبدۃ نے اسلام پایا انکی کنیت ابومحمد تھی اور اسکا نام عبدالرحمان تھا اسکا لقب عبدۃ تھا لقب ہی نام پر غالب آ گیا خلافت ہارون میں ۳ رجب ۱۸۸ھ میں انتقال ہوا انکے جنازے کی نماز محمد بن ربیعہ کلابی نے پڑھائی ثقہ تھے۔

ابوخالد الاحمرؒ...... سلیمان ابن حیان بنی جعفر بن کلاب کے غلام خلافت ہارون میں ماہ شوال ۱۸۹ھ میں وفات پائی ثقہ تھے کئی احادیث کے راوی ہیں۔

یحیٰ بن الیمانؒ...... بذات خود عجلی ہیں کنیت ابوزکریا تھی کوفہ میں خلافت ہارون کے دوران ماہ رجب ۱۸۹ھ میں وفات پائی بہت حدیثیں روایت کیا کرتے تھے مگر غلطیاں بھی بہت کیا کرتے تھے اسلئے انکو حجت اور سنت میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

ابوشہاب الحناطؒ...... ان کا نام عبدربہ بن نافع ہے ثقہ تھے بہت سی احادیث کے راوی تھے۔

عبیداللہ بن عبدالرحمٰنؒ...... اشجعی ہیں ثقہ تھے۔

علی بن غرابؒ...... ولید بن صخر الفرازی کے غلام یہ وہ ہیں جس سے اسمٰعیل بن رجاء حدیث اعمش روایت کرتے ہیں عثمانؓ کے بارے میں کنیت ابوالحسن ہے خلافت ہارون میں ۱۸۳ھ میں فوت ہوئے اگرچہ یہ روایت میں سچے تھے مگر اُن میں فہم واستعداد کا ضعف تھا یعقوب بن داؤداُن کا ساتھی تھا۔ اس کو لوگوں نے ترک کردیا تھا۔

ابومالک اجنبیؒ...... ان کا نام عمرو بن ھاشم ہے سچے تھے مگر بہت زیادہ غلطیاں کیا کرتے تھے۔

علی بن ہاشمؒ...... ابن البرید۔ خلافت ہارون میں، ماہ رجب یا شعبان ۱۸۱ھ میں فوت ہوئے صحیح احادیث روایت کرتے ہیں۔

عبدالرحمٰن بن محمدؒ...... مُحارِبی کنیت ابومحمد، خلافت ہارون میں ۱۹۵ھ میں وفات پائی بوڑھے مگر غلطیاں بہت کرتے تھے۔

عثام بن علیؒ...... بنی الوحید میں سے کنیت ابوعلی ہے خلافت ہارون میں ۱۹۵ھ میں فوت ہوئے ثقہ تھے۔

ابومعاویۃ الضریرؒ...... ان کا نام محمد بن خازم ہے بنی عمرو بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سعید بن الخمس کے گروہ غلام تھے ثقہ تھے مگر حدیث میں تدلیس کرتے تھے عقیدہ مُرجی تھے کوفہ میں ۱۹۰ھ میں فوت ہوئے وکیع اُن کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن سلیمانؒ...... داری۔ جائے پیدائش رے بھی مگر کوفہ میں پرورش پائی حدیث سنی کنیت ابو علی تھی کوفہ میں ہی ۱۸۴ھ میں وفات پائی بنوکنانہ کے غلام تھے ان سے روایت کی گئی۔

یحیٰی بن عبدالملکؒ...... ابن ابی عتیۃ۔ کنیت ابوزکریا بنی سعد بن حمام میں رہتے تھے خلافت ہارون میں ۱۸۷ھ میں وفات پائی ثقہ تھے صحیح احادیث کے راوی ہیں۔

یحیٰی بن زکریاؒ...... ابن ابی زائدہ کنیت ابوسعید یہ مفائن کے قاضی تھے وہیں خلافت ہارون میں ۱۸۳ھ میں وفات پائی امیرالمومنین ہارون اُن سے فیصلے کرایا کرتے تھے ثقہ تھے۔

اسباط بن محمدؒ...... قرشی کنیت ابومحمد خلافت عبداللہ المامون کے دوران ۲۰۰ھ میں وفات پائی ثقہ اور صدوق تھے لیکن فن حدیث کے اُن میں بعض عف ہیں اُن سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔

محمد بن بشرؒ...... ابن مرافصۃ عبدی کنیت ابوعبداللہ خلافت مامون میں کوفہ میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی ماہ جمادی الاولیٰ میں ثقہ تھے بہت سی حدیثوں کے راوی ہے۔

عبداللہ بن نمیرؒ...... ابن عبداللہ بن ابی جبہ بن سلمۃ سعد بن الحکم ابن سلمان میں وفات پائی محمد بن بشر عبدی نے اُن کا نماز جنازہ پڑھایا۔ وہ انکے دوست تھے یہ خلافت مامون کا زمانہ تھا ثقہ وصدوق تھے بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

وکیع بن الجراحؒ...... ابن ملیح بن عدی بن الصرس بن سفیان بن الحارث بن عمرو بن عبید بن رواس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصۃ کنیت ابوسفیان..... ۱۹۷ھ میں حج کیا جب حج سے لوٹے تو حالت احرام میں ہی فوت ہوگئے یہ خلافت ہارون کا زمانہ تھا ثقہ تھے بڑے بلند مرتبہ عالم تھے ان کی بہت سی حدیثیں محبت ہیں۔

ابواُسامہؒ...... ان کا نام حماد بن اسامہ بن زید سلیمان بن زیاد ہے یہ حضرت ام حسن بن علیؓ کے غلام حسن بن سعد کے افراد کرہ غلام ہیں بعض کہتے ہیں ان کو زیاد نے آزاد کیا یہ حسن بن سعد کی اولاد کے ساتھ ایک ہی محلے سکونت رکھتے تھے۔ اُن کے درمیان جھگڑا ہوگیا زید بن سلیمان نے کہا کہ ہم اور آپ برابر ہیں، وہ وہاں سے منتقل ہوگئے حسن

بن سعد کے لڑکے نے انہی کی طرف ان کو منسوب کر دیا لیکن مجھے ابواسامہ کے بیٹے اور اُن لوگوں نے جو اصل حقیقت سے باخبر تھے خبر دی ہے کہ اُس نے کچھ سُنا یہ خلافت مامون میں اشوال ۲۰۱ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

اُس وقت ان کی عمر ۸۰ سال تھی اُن کے نماز جنازے کی نماز محمد بن اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس ہاشمی نے پڑھائی جب اُن کا جنازے لایا گیا تو لوگوں نے عمر میں بڑے ہونے اور بلند مرتبہ ہونے کے امتیاز سے انہی کو آگے کر دیا، اُن دنوں میں کوئی دالی نہ تھا۔ یہ ثقہ تھے اہل سُنت والجماعت میں سے تھے۔

حسن بن ثابتؒ ...... بنی تغلب میں سے ابن الزور کار سے مشہور و معروف تھے کنیت ابوعلی تھی عبداللہ بن اوریس کے ساتھیوں میں سے تھے اعمش سے روایت کرتے ہیں پھر ان کو حدیث بیان کرنے سے روک دیا گیا، اس کے بعد مرتے دم تک انہوں نے کوئی حدیث بیان نہیں کی خلانکہ علم حدیث میں مشہور تھے۔

عُقبۃ بن خالدؒ ...... سکونی۔ یہ رویت کرتے ہیں اعمش اسماعیل بن ابی خالد، عبدالملک بن ابی سلیمان ہشام بن عروہ عبیداللہ بن عمر اور موسیٰ ابن محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں خلافت ہارون میں ۱۸۸ھ میں وفات پائی۔

زیاد بن عبداللہؒ ...... ابن الطفیل بکتائی بن عامر بن صعصۃ سے کنیت ابومحمد انہوں نے منصور بن المعتمر، مغیرہ اعمش، اسماعیل بن ابی خالد اور کوفہ کے دیگر علماء سے حدیث سُنی تھی فرائض کا علم محمد بن سالم سے حاصل کیا تھا اور سُنن ومعازی کا علم محمد بن اسحاق سے حاصل کیا تھا بغداد میں جا کر علم حدیث اور علم فرائض کی تبلیغ واشاعے کی۔ پھر کوفہ کو لوٹ کر آئے اور خلافت ہارون میں ۱۹۳ھ میں وفات پائی محدثین کے نزدیک یہ ضعیف تھے حلانکہ اُن سے حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔

احمد بن بشیرؒ ...... ان کی کنیت ابا بکر ہے بنی شیبان کے غلام ہیں اعمش، ہشام بن عروۃ، اسماعیل بن ابی خالد اور عبدالملک بن ابی سلیمان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

جعفر بن عون ...... ابن جعفر بن عمرو بن حرَیث مخزومی کنئیت ابوعموان شعبان ۲۰۹ھ میں خلافت مامون میں وفات پائی ثقہ تھے کثیر الحدیث ہیں۔

حسین بن علیؒ ...... جعفی کنیت ابوعبداللہ اس کو اور اس کے بھائی محمد کو توامین کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں تو اُم پیدا ہوئے تھے محمد نے تو نکاح کیا اور اسکی اولاد بھی ہوئی مگر حسین نے کبھی شادی نہیں کی۔ نہ ان کو بھہ خوشحالی میسر ہوئی مسجد جعفی میں ستر سال اذان دیتے رہے بڑے عابد وزاہد تھے بہترین قاری تھے قرآن بہت اچھا پڑھتے تھے لوگ اُن کا قرآن بہت شوق سے سنتے تھے۔

یہ لیث بن ابی سُلیم موسیٰ الجہنی اعمش اور ہشام بن عروۃ سے روایت کرتے ہیں سفیان بن عینیہؒ اُن کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔

ایک ایسے شخص نے جس حسین کو دیکھا مجھے خبر دی کہ ایک مرتبہ حسین مکہ میں حج کرنے آئے سفیان بن عینیہ سے بھی سلام کیا اور ملے انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔ عبداللہ بن ادریس، ابواُسامہ اور دیگر مشائخ کوفہ اُن کی بڑی عزت کرتے اُن کے پاس آتے اور اُن سے علم حدیث حاصل کرتے تھے۔

آپ کے پاس حدیث وقرآن کے طالبان کا جگھٹا لگا رہتا تھا کوفہ میں ماہ ذی القعدہ ۲۰۳ھ میں خلافت۔

عائذ بن حبیبؒ...... بیاع الہروی۔ کنیت ابواحمد بنیعبس کے غلام یہ عبیداللہ بن موسیٰ کے پڑوسی تھے اُن کے گھر سے ان کا گھر ملا ہوا تھا۔

یعلی بن عبیدؒ...... ابن اُمیہ الطنافسی۔ کنیت ابو یوسف ایاد کے غلام یہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت ۱۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں ۵ شوال ۲۰۹ھ میں فوت ہوئے یہ خلافت مامون کا زمانی تھا ثقہ تھے بہت سی حدیثوں کے روای ہے۔

محمد بن عبیدؒ...... یہ یعلی بن عبید کے بھائی ہیں کنیت ابوعبداللہ ہمیشہ بغداد میں رہے پھر کوفہ لوٹ آتے تھے اور وہیں فوت ہوئے یعلی ۲۰۴ھ میں خلافت مامون میں ثقہ تھے کثیر احادیث ان سے مروی ہے اہل سُنت والجماعت میں سے تھے۔

عمران بن عینیہؒ...... سفیان بن عینیہ کے بھائی ہیں کنیت ابواسحاق ہے ۱۹۹ھ خلافت مامون میں وفات پائی ابوحثیان تیمی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

یحیٰی بن سعیدؒ...... ابن ابان بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن اُمیہ بن عبدشمس کنیت ابوایوب اعمش ہشام بن عروۃ یحیٰی بن سعید اور اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ سے روایت کرتے ہیں مغازی محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں بغداد میں آکر آباد ہو گئے تھے اور وہیں فوت ہوئے۔

عبدالملک بن سعید...... یہ یحیٰی بن سعید کے بھائی ہیں ادیب تھے علم نحو کے ماہر تھے اور تاریخ کا بھی علم رکھتے تھے۔

محاضر بن المورع...... حمدانی پھریامی کنیت ابوالمورع کندہ کے محلے میں رہتے تھے اعمش اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے وایت کرتے ہیں ثقہ تھے صدوق تھے حدیث سے منوع کیا کرتے تھے، اس کے بعد پھر حدیث بیان کرنے لگے خلافت مامون میں ماہ شوال ۲۰۷ھ میں وفات پائی۔

حمید بن عبدالرحمٰن...... ابن حمید الرواسی کنیت ابوعوف وکیع بن الجراح کی مسجد کے امام تھے اعمشؒ اور حسن بن صالح سے بہت سی روایتیں کرتے ہیں کوفہ میں خلافت ہارون کے دوران ۱۷۰ھ میں فوت ہوئے ثقہ تھے ان کے

پاس بہت سی حدیثیں مگر لوگوں نے اُن کی حدیثوں کو لکھا نہیں۔

محمد بن ربیعہؒ...... کنیت ابوعبداللہ بغداد میں وفات پائی۔ اُن سے روایت کی گئی ہے۔

سعید بن محمدؒ...... ثقفہ وراق کنیت ابوالحسن بغداد میں فوت ہوئے ضعیف تھے پھر بھی اُن کی روایتیں لکھی گئیں

قرآن بن تمامؒ...... اسدی کنیت ابوتمام بغداد میں آ گئے تھے اور ہیں فوت ہوئے آپ کے پاس حدیثیں تھیں اُن میں بعض ضعیف تھیں جن کو محدثین نے ضعیف بتلایا ہے۔

یونس بن بکیرؒ...... بنی شیبان کے غلام کنیت ابوبکر صاحب مغازی محمد بن اسحاق کے ساتھی ہیں کوفہ میں خلافت مامون کے زمانہ ۱۹۹ھ میں فوت ہوئے۔

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن...... حمانی کنیت ابویحیٰ علم حدیث میں ضعیف تھے۔

عبیداللہ بن موسیٰ...... ابن مختار عیسیٰ کنیت ابومحمد انہوں نے عیسیٰ بن عمرو اور علی بن صالح بن حتی سے فن قرآن حاصل کیا قاری تھے اپنی مسجد میں خوش الحانی سے قرآن پڑھا کرتے تھے اعمشؒ ہشام بن عروۃ اسماعیل بن ابی خالد زکریا بن ابی زائدہ عثمان بن الاسود اور محمد بن عبدالرحمٰن ب ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے بھی روایت کرتے تھے جن سے اس زمانہ لے لوگ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق سے روایت کرتے تھے کوفہ میں زمانہ خلافت مامون آخر ماہ شوال ۱۲۳ھ میں فوت ہوئے ثقہ تھے اور صدوق بھی تھے کثیر احادیث کے راوی ہیں شیعہ تھے تشیع کے بارے میں ضعیف اور منکر رواتیں کرنے ہیں اس اکثر محدثیں نے ان کو ضعیف بتلایا ہے قاری تھے۔

ابونعیم...... فضل بن وکین بن حماد بن زہیر آل طلحہ بن عبیداللہ تیمی کے غلام اعمشؒ زکریا بن ابی زائدہ مسعر بن کدام اور جعفر بن اب ءرقان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کوفہ میں اشعبان ۲۱۹ھ میں وفات پائی۔

عبدوس بن کامل کہتے ہیں کہ ہم ماہ ربیع الاول ۲۱۷ھ میں کوفہ میں ایک دن ابی نعیم الفضل بن وکین کے پاس تھے اُن کے پاس ابی المحافر بن المورع آتے ابونعیم نے اُن سے کہا میں نے گذشتہ رات آپ کے والد کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھے ڈھائی درہم دئے ہیں اُن اس کی کیا تعبیر سمجھتے ہیں؟ ہم نے کہا آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے ابونعیم نے کہا کہ میں تو اس کی یہ تعبیر کرتا ہوں کہ میں ڈھائی دن یا ڈھائی ماہ یا ڈھائی سال اور جیوں گا پھر اپنے آباؤ واجداد سے جاملوں گا (یعنی وفات پا جاؤں گا) چنانچہ آپ نے کوفہ میں شعبان ۲۱۹ھ میں اس خواب کے پورے تین ماہ بعد انتقال فرمایا۔ مرنے سے ایک دن پہلے آپ نے کوئی بات نہیں کی پھر کلام کیا اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیت کی رات کو آپ کا انتقال ہو گیا صبح کو جنازہ اُٹھا لوگوں کو اس کا علم نہ ہوا جبانہ میں لیجائے گئے آل جعفر بن ابی طالب میں سے ایک شخص آیا جس کو محمد بن داؤد کہا جاتا تھا عبدالرحمٰن بن ابی نعیم نے اس کو نماز پڑھانے

کے لئے آگے کر دیا۔ اُس نے نماز پڑھائی پھر کوفہ کا والی محمد بن عبدالرحمن بن عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی آئے اور اُن کو ملامت کی کہ تم لوگوں نے مجھے ان کی وفات کی خبر نہ دی پھر انہوں نے قبر سے الگ ہو کر انہوں نے، اُن کے ہمراہیوں اور لوگوں نے دوبارہ اُن پر نماز پڑھی۔

یہ خلافت معتصم ابی اسحاق کا تھا ثقہ تھے کثیر احادیث کے راوی ہیں۔

محمدؒ بن القاسم ...... اسدی کنیت ابوابراہیم۔

کناسۃ میں گدھے اور اُونٹ کی تجارت کیا کرتے تھے امام اوزاعی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کوفہ میں وفات پائی اُن کے پاس احادیث تھیں۔

محمّد بن عبدالاعلیٰؒ ...... ابن کناسۃ اسدی۔ وہ ابراہیم بن ادھم زاہد کے بھانجے ہیں اعمش، اور ہشام بن عروۃ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں عالم تھے عربی زبان کے تاریخ اور شعر کا بھی علم رکھتے تھے۔

خلافت مامون میں کوفہ میں ۳ شوال ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔

علی بن ظبیانؒ ...... عبسی کنیت ابوالحسن شرقیہ بغداد کے قاضی رہے پھر ہارون نے اپنے لشکر کا اُن کو قاضی بنادیا لشکر جہاں ہوتا مسجد میں بیٹھ کر فیصلے کیا کرتے تھے جب ہارون خراسان کی طرف متوجہ ہوا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھے قراسین میں ۲۹۲ھ انتقال ہوا عبیداللہ بن عمرو اور ابن ابی لیلےٰ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

تابعین کا آٹھواں طبقہ

یحییٰ بن آدمؒ ...... ابن سلیمان کنیت ابوزکریا خالد بن خالد بن عمار بن عقبہ بن ابی معیط کے غلام خلافت مامون کے دوران نصف ماہ ربیع الاول ۲۰۳ھ میں وفات پائی ثقہ اور صدوق تھے سفیان ثوریؒ کی بہت سی حدیثوں کے راوی ہیں۔

زید بن الحبابؒ ...... عکلی کے غلام کنیت ابوالحسین خلافت مامون کے زمانہ کوفہ میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی

ابواحمد الزبیریؒ ...... ان کا نام محمد بن عبداللہ بن الزبیر ہے بنی اسد کے غلام وہ فضل الرانی بھتیجے تھے خلافت مامون ماہ جمادی الاولیٰ ۲۰۲ھ اھواز میں وفات پائی صدوق تھے اور کثیر الحدیث۔

ابوداؤد الحضرمیؒ ...... ان کا نام عمرو بن سعد ہے اُن کے والد مؤدب تھے یہ بڑے عابد و با اخلاق تھے اور سفیان ثوریؒ کے اصحاب میں سے تھے۔ مامون کی اخلافت کے دوران ماہ جمادی الآخر ۲۰۳ھ میں کوفہ میں وفات

پائی۔

قبیصہ بن عُقبۃ ...... کنیت ابو عامر بنی سوداۃ بن عامر بن صعصعۃ سے ہیں کوفہ میں بزمانہ خلافت مامون ماہ صفر ۲۱۵ھ میں وفات پائی ثقہ اور صدوق تھے سفیان ثوری سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

عمرو بن محمدؒ ...... عنقری۔ عنقز کی تجارت کرتے تھے آل زیاد ابن ابی سفیان کے غلام تھے اُن کے پاس احادیث انبیاء تھیں ابو داؤد حضرمی کے پڑوسی تھے حجر السبیع کی مسجد میں جو اُن کے گھر سے قریب تھی نماز پڑھا کرتے تھے۔

معاویۃ بن ہشام ...... قصار بنی اسد کے غلام کنیت ابوالحسن کوفہ میں وفات پائی صدوق تھے اور کثیر الحدیث

عبدالعزیز بن ابانؒ ...... قرشی سعید العاص کے بیٹے کنیت ابو خالد واسطہ کے قاضی تھے۔ پھر ان کو قضاء سے معزول کر دیا گیا بغداد میں آ کر آباد ہو گئے خلافت مامون میں بدھ کی دن ۱۴ ماہ رجب ۲۰۷ھ میں بغداد میں وفات پائی سفیان ثوریؒ سے بہت روایت کرتے تھے۔ غلط اور صحیح میں تمیز نہ کرتے تھے اس لئے ان کی حدیث کی روایت سے روک دیا گیا تھا۔

علی بن قادمؒ ...... کنیت ابوالحسن خلافت مامون میں کوفہ ۲۱۳ھ میں فوت ہوئے کٹر شیعہ تھے منکر حدیثیں روایت کرتے تھے۔

ثابت بن محمّدؒ ...... کنانی کنیت ابو اسماعیل عابد و زاہد تھے مسعر بن کدام سے روایت کرتے ہیں خلافت مامون میں ماہ ذی الحجہ ۲۱۵ھ میں وفات پائی۔

ہشام بن المقدامؒ اور ابو غسانؒ ...... ان کا نام مالک اسماعیل بن زیاد بن درہم کلیب بن عامر النہدی کے غلام ہیں بنی خزانہ میں سے ایک ابی غسان کی والدہ اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان کی بیٹی تھیں۔ اور حماد بن ابی سلیمان، اسماعیل بن ابی غسان خالو تھے۔

کوفہ میں خلافت ابی اسحاق معتصم کے دوران ماہ ربیع الآخر ۲۱۹ھ میں وفات پائی ثقہ صدوق اور شدید قسم کے شیعہ تھے۔

احمد بن عبداللہ ...... ابن یونس کنیت ابو عبداللہ بنی تمیم میں بنی یربوع کے غلام تھے کوفہ میں جمعہ کے دن ۲۵ ماہ ربیع الاخر ۲۲۷ھ میں وفات پائی ثقہ اور صدوق تھے اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔

طلق بن غنام...... ابن طلق بن معاویہ بن مالک بن الحارث بن ثعلبہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن جشم بن دھیل بن سعد بن مالک بن النخع مذحج سے کنیت ابومحمد یہ چچازاد بھائی ہیں حفص بن غیاث قاضی کے محکمہ قضا میں کاتب تھے۔

یہ کہتے ہیں کہ میرے دادا مالک بن الحارث جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے اور میرے دادا طلق بن معاویہ خلافت ابی العباس کے آخری دنوں میں پیدا ہوئے تھے۔

انہوں نے ماہ رجب ۲۱۱ھ میں وفات پائی یہ خلافت مامون کا زمانہ تھا اور ثقہ اور صدوق تھے انکے پاس احادیث تھیں۔

اسحاق بن منصورؒ...... سلولی اور انکے غلام مامون کی خلافت میں کوفہ میں ۲۰۵ھ میں فوت ہوئے۔

بکر بن عبدالرحمٰن...... ابن عبداللہ بن عیسیٰ ابن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ الانصاری حدیث عیسیٰ بن المختار بن عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے سنی تھی مصنف محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انہی سے احادیث بیان کرتے تھے۔

یہ دس سال کوفہ کے قاضی رہے ہیں پھر معزول کردگئے بعد میں کوفہ ہی میں وفات پائی۔

خالد بن مخلدؒ...... قطوانی۔ جو بجیلہ کہا جاتا ہے کنیت ابوالہیثم ان کے پاس رجال مدینہ کی احادیث تھیں شعبہ تھے خلافت مامون کے زمانے میں کوفہ میں ۱۵ ماہ محرم ۲۱۳ھ میں وفات پائی تشیع کے بارے میں منکر حدیثیں بیان کیا کرتے تھے صرورۃ ان سے حدیثیں لکھ لی گئیں۔

اسحاق بن منصور...... ابن الحیان بن الحسین بن مالک ابی الہیاج اسدی کے بھتیجے ہیں بڑے عالم و فاضل تھے شریک اور ابی اطوص وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عبد بن سعید...... ابن ابان بن سعید بن العاص بن سعد بن العاص بن امیہ سفیان وغیرہ روایت کرتے ہیں

عنجلسۃ بن سعیدؒ...... ابن ابان بن سعد بن العاص بن سعد بن العاص کنیت ابوخالد ثقہ تھے عبداللہ بن مبارک سے کثیر رواتیں کرتے ہیں،

رباح بن خالد...... کنیت ابوعلی ہے زہیر حسن بن صالح قیس اور شریک سے روایت کرتے ہیں کثیر الحدیث تھے، اس سے پہلے کہ انکی حدیثیں رکھی جائیں کوفہ میں وفات پائی۔

نوفل...... کنیت ابومسعود ضبی زہیر ابی الاحوص شریک اور ابن المبارک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اس سے

پہلے کہ اسکی حدثیں لکھی جائیں کوفہ میں وفات پائی۔

عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن ...... ابن محمد محاربی۔ کنیت ابوزیاد زائدہ بن قدامہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں بزماز خلافت مامون کفہ میں ماہ شعبان ۲۱۳ھ میں وفات پائی ثقہ اور صدوق تھے۔

زکریا بن عدیؒ ...... کنیت ابویحیٰ بنی تمیم اللہ کے غلام تھے مامون کے دوران بغداد میں ماہ جمادی الآخر ۲۱۴ھ میں وفات پائی نیک اور سچے آدمی تھے۔

عبدالرحمٰن بن مصعبؒ ...... کنیت ابویزید بڑے عابدوزاہدان کے کے چچازاد بھائی ہیں انکے پاس بھی کچھ احادیث تھیں۔

عون بن سلام ...... قریش کے غلام کنیت ابومحمد اسرائیل اسباط بن نصر منصور بن ابی الاسود اور عیسیٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں۔

سہولو بن عمر والکلی اور یحیٰ بن یعلیؒ ...... ابن الحارث الہاربی خلافت مامون ۲۱۷ھ میں وفات پائی۔

عمرو بن حمادؒ ...... ابن طلحہ قناد کنیت ابومحمد صاحب نفسیر ہیں اس سلسلے میں اسباط بن نصرعن سدی سے روایت کرتے ہیں کوفہ میں ماہ ربیع الاول ۲۲ھ میں وفات پائی انکا اصل وطن اصہیان تھا انکے داد کوفہ میں آگئے تھے ہمدان کے والی تھے شہارسوج ہمدان میں آبادہو گئے تھے خلافت ابی اسحاق میں وفات پائی ثقہ تھے۔

محمد بن الصلتؒ ...... کنیت ابوجعفر بنی اسد بن خذیمہ کے غلام تھے۔

اسماعیل بن ابان ...... وراق کنیت ابواسحاق کندہ کے غلام تھے۔

حسن بن ربیع ...... کنیت ابوعلی مطہر صاحب البوری کے بھائی تھے یہ عبداللہ ابن مبارک کے اصحاب میں سے تھے کوفہ میں ہفتے کے دن ماہ رمضان ۲۲۱ھ میں وفات پائی یہ خلافت ابی اسحاق کا زمانہ تھا۔

عبدالحمید بن صالح ...... کنیت ابومحمد کوفہ میں بنی شیطان میں رہتے تھے زہیر وحریم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

حسن بن بشیرؒ...... ابن مسلم المسیب تجلی کنیت ابوعلی،

احمد بن الفضل...... قریش کے غلام ہیں عمرو القنقری کے چچازاد بھائی ہیں خلافت مامون میں ماہ ذی قعدہ ۲۱۵ھ وفات پائی اسباط بن نصر سے روایت کرتے ہیں۔

عثمان بن حکیم...... اودی شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں ثقہ تھے۔

علی بن حکیمؒ...... اودی کنیت ابوالحسن شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

شہاب بن عبادؒ...... عبدی ہفتہ کے دن ماہ جمادی الاولیٰ ۲۲۴ھ میں وفات یہ خلافت ابی اسحاق کا زمانہ تھا۔

ہشیم بن عبداللہ...... قریش میں سے تھے کنیت ابومحمد۔

یحییٰ بن عبدالحمید...... ابن عبدالرحمان ہمدانی کنیت ابوزکریا سامراہ میں ماہ رمضان ۲۳۰ھ میں وفات پائی

یوسف بن البہلول...... کنیت ابویعقوب بنی ابان بن وارم بنی تمیم میں سے ہیں یہ صاحب معازی ہیں۔ عبداللہ بن ادریس کے واسطے محمد بن اسحاق سے بھی روایت سنی تھی خلافت مامون میں کوفہ میں ماہ ربیع الاخر ۲۱۸ھ میں وفات پائی،

سعد بن شرجیل...... کندی کنیت ابوعثمان انہوں نے مصر میں اگرابن لہیعہ وغیرہ سے حدیثیں لکھیں۔

عثمان بن زخرؒ...... ابن الہذ بل کوفہ میں خلافت مامون کے زمانے میں ماہ ربیع الاخر ۲۱۸ھ میں وفات پائی۔

یحییٰ بن بشیرؒ...... ابن کثیر کنیت ابوزکر، اسدی حریری انکا مکان مسجد سماک کے نزدیک تھا تاجر تھے دمشق میں آ کر سعید بن عبدالعزیز سعد بن بشیر معاویہ بن سلام اور یحییٰ بن ابی کثیر سے حدیث سُنی ہارون الواثق کے خلافت میں کوفہ میں ماہ جمادی الاولیٰ ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

تابعین کا نواں طبقہ

اسماعیل بن موسیٰ...... اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی کے کھبئی کے لڑکے ہیں کنیت ابومحمد شریک بن عبداللہ

وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

حمدان بن محمد......سلیمان اصبہانی کے بیٹے شریک وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کوفہ میں وفات پائی۔

منحاب بن الحارثؒ......تیمی کنیت ابو محمد شریک اور علی بن سہر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

عثمان بن محمدؒ......ابراہیم بن عثمان عبسی کے بیٹے کنیت ابو الحسن ولد ابی سعدہ پر عثمان ابی سعدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابو سعدہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں اور عثمان، شریک ابی الاحوص اور علی بن سہر سے روایت کرتے ہیں انہوں نے جریر کے کتابوں میں لکھی ہیں اسی مقصد کیلئے انہوں نے رمے کا سفر کیا اور ان کی کتابیں سنی۔

عبداللہ بن محمدؒ......عثمان کے بھائی ابی شعبہ کے بیٹے کنیت ابوبکر شریک علی بن شہر اور کوفین سے روایت کرتے ہیں۔ بصرہ کا سفر کیا اور وہاں کے مشائخ سے حدیثیں حاصل کر کے لکھیں۔

احمد بن اسدؒ......عاصم بن مغول بجلی کے بیٹے یہ مالک بن مغول کی بیٹی کے لڑکے ہیں کنیت ابو العاصم خلافت ہارون واثق باللہ میں کوفہ میں ماہ صفر ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

عمر بن حفصؒ......غیاث نخعی کے بیٹے یہ خلافت ابی اسحاق معتصم باللہ میں کوفہ میں ۲۲۲ھ میں ربیع الاول میں وفات پائی۔

ثابت بن موسیٰؒ......کنیت ابی یزید۔ ہارون واثق باللہ کی خلافت میں کوفہ میں ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

محمد بن عبداللہؒ......نمیر ہمدان پھر خارفی کے بیٹے کنیت ابو عبدالرحمٰن ۲۳۴ھ میں کوفہ وفات پائی۔

ہارون بن اسحاق......ہمدانی کنیت ابو القاسم۔

محمد بن العلاءؒ......کنیت ابو کریب کوفہ میں مطمورہ میں رہتے تھے ابی اسامہ کے مکان کے قریب رہتے تھے۔

عبید بن یعیش......کنیت ابو محمد خلافت ہارون بن ابی اسحاق کے دوران کوفہ میں ماہ رمضان ۲۳۹ھ میں وفات پائی۔

یوسف بن یعقوبؒ...... صفار کنیت ابو یعقوب،

لیث بن ہارونؒ...... عکلی کنیت ابو عتبہ زید بن الحباب انکا غلام تھا خلافت ہارون بن ابی اسحاق میں کوفہ میں ۲۲۸ھ میں وفات پائی۔

فروہ بن ابی المغراءؒ اور ابو ہشام الرفاعیؒ...... انکا نام محمد بن یزید بن کثیر بن رفاعہ ہیں بنی عجل میں سے ہے۔

ابو سعید الاشجعؒ...... ان کا نام عبداللہ بن سعید کندی ہے۔

سعید بن عمرؒ...... اشعث بن قیس کندی کے لڑکے ہیں کنیت ابو عثمان۔ ابی عوانہ اور عبثی وغیرہ سے حدیث سنی ثقہ صدوق اور مامون تھے کوفہ میں خلافت ہارون بن ابی اسحاق کے دوران ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

جبارہ بن المغلسؒ...... مالکی بنی حمان کے مسجد کے امام تھے حدیث وروایت میں ضعیف تھے۔

ضرار بن صردؒ...... ملحان کنیت ابو نعیم خلافت ہارون بن ابی اسحاق میں کوفہ میں ۱۵ ذی الحجہ میں وفات پائی۔

اسماعیل بن محمدؒ...... ابی الحکم ثقفی کے بیٹے ولد مختار بن ابی عبید ثقفی ان کے دادا ابو الحکم ہیں اعمشؒ سے روایت کرتے ہیں۔

اسماعیل بن بہرامؒ...... اشجعی سے روایت کرتے ہیں۔

عبداللہ بن برادؒ...... اشعری ہیں ولد ابی موسیٰ ۲۳۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

علاء بن عمر الحنفیؒ اور حسین بن عبد الاولؒ...... احول کنیت ابو عبداللہ۔

یزید بن مہران...... کنیت ابو خالد خباز ابی بکر بن عیاش سے روایت کرتے ہیں کوفہ میں خلافت ہارون بن ابی اسحاق کے دروان ماہ شوال ۲۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

مہروان بن جعفرؒ...... ابن سعد بن سمرہ بن جندب الفرادابی بکر بن غیاش سے روایت کرتے ہیں۔

مسروق بن المرزبان...... کندی۔ کنیت ابو سعد یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں

تمت بالخیر طبقات ابن سعد جلد سوم حصہ پنجم